سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، 20 جون 1990ء

(چہار شنبہ، 26 ذیقعد 1410ھ)

جلد 11، شمارہ 9

(بشمول شمارہ جات 1 تا 16)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

مسئلہ استحقاق۔

ریلوے کے سیکشن کنٹرول آفیسر کی ایم پی اے سے ٹیلیفون پر بدتمیزی ---------- 4

غیر نشان زدہ سوال نمبر 158 کے غلط جواب کی فراہمی ---------- 8

ممبران کے بل روکنے کے بارے میں وزیر خزانہ کی غلط بیانی ---------- 10

ہیڈ سلیمانکی سے نکلنے والی نہروں کے متعلق منصوبہ بندی کرنے میں
محکمہ آبپاشی کی ناکامی ---------- 15

نوابزادہ غضنفر علی گل ایم پی اے کی تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ ---------- 20

میزانیہ بابت 91-1990ء پر بحث ---------- 32

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

بدھ 20 جون 1990ء

(چہار شنبہ 26 ذیقعد 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 9 بج کر 53 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ
كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
مِنْ نَّصِيْبٍ ۝٢٠ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ
مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٢١ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا
يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝٢٢

(سورۃ الشوریٰ آیات 20 تا 22)

جو آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم (اپنے فضل و کرم سے) اس کی کھیتی کو اور بڑھا دیں گے اور جو شخص خواہش مند ہے (صرف) دنیا کی کھیتی کا تو ہم اس سے اسے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہ ہو گا۔ کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر ان کے فیصلے کی بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو ان کا قصہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا اور جو ظالم ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو کہ وہ ڈر رہے ہوں گے ان (کرتوتوں) سے جو انہوں نے کمائے اور ان پر واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہوں گے اپنے رب کے پاس جو چاہیں گے وہ انہیں ملے گا۔ یہی بڑا فضل ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے وزیر قانون کے ذریعے ہدایت کی تھی جو آج تمام اخبارات میں چھپی ہے کہ وزراء، مشیران اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ایوان میں حاضر ہو کریں۔ اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ آج خود وزیر قانون بھی تلاوت کلام پاک کے بعد ایوان میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ اس وقت وزیروں کی تعداد دیکھ لیں۔ آپ مشیروں کی تعداد دیکھ لیں۔ پارلیمانی سیکرٹریوں کی تعداد دیکھ لیں۔

ایک آواز، اپنی تعداد بھی دیکھ لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، بجٹ ہمارا نہیں' بجٹ آپ کا ہے۔ ہم میں سے خواہ ایک آدمی بھی نہ آئے۔

ایک آواز، بجٹ اسمبلی کا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، بجٹ حکومت کا ہوتا ہے۔ اسمبلی کا نہیں۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ شکریہ

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ بجٹ تو حکومت کا بھی نہیں۔ کچھ اور لوگوں کا ہے۔ وزیر خزانہ کا بھی نہیں۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 18 شبیر احمد صاحب کی ہے--- وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جو لوگ تشریف نہیں رکھتے ان کی تحاریک استحقاق disposed of تصور ہوں گی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 26 میاں محمد فاروق صاحب کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی تحریک استحقاق بھی diposed of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 ملک محمد دین صاحب کی ہے۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتے' اس لیے ان کی تحریک استحقاق بھی disposed of تصور ہو گی۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 28 نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب کی ہے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 29 نواب زادہ غضنفر علی گل۔

ریلوے کے سیکشن کنٹرول آفیسر کی

ایم پی اے سے ٹیلی فون پر بد تمیزی

نوابزادہ خضنفر علی گل، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں 10 مئی 1990ء کو ریل کار اپ 73 میں لاہور سے گجرات سفر کر رہا تھا کہ شاہدرہ ریلوے سٹیشن پر گاڑی اچانک رک گئی۔ ایئرکنڈیشنر اور پنکھے وغیرہ سب بند ہو گئے۔ مسافر گرمی کی وجہ سے پریشان تھے۔ گاڑی کافی دیر رکے رہنے کے باوجود کسی نے گاڑی کے رکنے کی وجہ نہ بتائی اور مسافروں کو حقیقت سے بے خبر رکھا۔ کافی دیر کے بعد میں گاڑی سے اتر کر اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کے دفتر گیا۔ ویسے بھی مجھے لوگوں نے مجبور کیا کہ وجہ معلوم کریں۔ عوامی نمائندہ ہونے کی وجہ سے میں بھی اپنا فرض سمجھتا تھا کہ صورت حال معلوم کروں۔ دفتر کے عملہ سے بات کی تو انہوں نے سیکشن کنٹرول افسر اکرم یوسف سے ٹیلیفون پر ملایا۔ بجائے اس کے کہ وہ مجھے گاڑی کی تاخیر کی وجہ بتاتا۔ اس نے نہایت بد تمیزی سے کام لیا۔ میں نے اسے بتایا میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور عوام کی پریشانی کے پیش نظر میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں تو اس نے مجھ سے مزید بد تمیزی کا مظاہرہ کیا اور فون بند کر دیا۔ میں نے اس واقعہ کی شکایت ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریلویز کو تحریراً 12 مئی 1990ء کو کی اور ایک ہفتہ کے اندر افسر موصوف کے خلاف کارروائی کرنے اور مجھے بھی مطلع کرنے کے لیے کہا۔ ورنہ میں اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ تاحال ڈی ایس ریلویز لاہور کی جانب سے کسی کارروائی کی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا مزید چھان بین کے لیے میری تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

حضور والا! یہ واقعہ ایسے ہے کہ میں 10 مئی 1990ء کو بذریعہ ریل کار گجرات جا رہا تھا کہ گاڑی شاہدرہ ریلوے سٹیشن پر اچانک رک گئی اور پھر وہ رکی رہی۔ کوئی پون گھنٹے کے بعد میں گاڑی سے اترا۔ لوگوں نے مجھے پہچانا اور انہوں نے مجھے مجبور کیا کہ اس کی وجوہات معلوم کروں۔ مسافر پریشان تھے۔ کسی نے انہیں اس قسم کی کوئی اطلاع نہ دی۔ چنانچہ میں ایس ایم کے دفتر میں گیا۔ انہوں نے مجبوراً مجھے کنٹرول لائن پر ملایا اور کنٹرول افسر کا نام اکرم یوسف تھا۔ اس سے میں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے

کہ گاڑی رکی ہوئی ہے؟ اس نے کہا تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ تم اپنا تعارف کراؤ۔ میں نے کہا کہ میں ایم پی اے ہوں۔ عوام کا نمائندہ ہوں۔ عوام نے مجھے مجبور کیا تو اس لیے میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے ایسے الفاظ کہے جنہیں میں اس ایوان میں نہیں دہرانا چاہتا۔ وہ مجھ سے انتہائی بدتمیزی سے پیش آیا اور مختلف قسم کی باتیں کر کے اس نے ٹیلیفون بند کر دیا۔ اسی ریل کے ساتھ ایک سیلون لگا ہوا تھا۔ مجھے علم ہوا کہ اس میں کوئی افسر یا ممبر سفر کر رہے ہیں۔ ان سے عرض کی کہ ایسی بات ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ لکھ کر دیں۔ میرے پاس ٹائپسٹ ہے۔ یہ ڈی ای ریلویز کو بھیج دے گا۔ میں ابھی اس کو فیک اپ کروں گا۔ چنانچہ میں نے لکھا۔ پھر میں نے گھر آ کر دوبارہ تحریر کیا کہ اس افسر کے خلاف بے ہودگی کرنے پر کارروائی کی جائے اور کارروائی کر کے ایک ہفتے کے اندر مجھے مطلع کیا جائے ورنہ میں تحریک استحقاق کے ذریعے یہ مسئلہ اسمبلی کے ایوان میں اٹھاؤں گا۔ اس کی کاپی میں نے وزیر ریلوے، جنرل منیجر ریلوے کو بھی بھیجی ہے لیکن تاحال ریلوے حکام کی جانب سے مجھے کسی قسم کی کارروائی کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی اور یہ سب کچھ دیدہ و دانستہ کیا گیا ہے۔ ایک تو اس افسر نے میرے ساتھ بدتمیزی کر کے میرا استحقاق مجروح کیا۔ دوسرا ریلوے حکام نے اس شکایت کو نظرانداز کر کے اس ایوان کا اور اسمبلی کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب شاہد مرزا، جناب والا! جو حضرات ریلوے میں سفر کرتے ہیں خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں، ریلوے ملازمین ان کے ساتھ اسی طرح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے اس تحریک استحقاق کو ضرور منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پر زور دیتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی ہاں۔ میں اس کو پریس کرتا ہوں اور میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ move تو اس وقت کریں گے کہ جب اسے باضابطہ قرار دیا جائے گا۔ لاء منسٹر صاحب اس بارے میں کیا کہیں گے؟ یہ تو وفاقی گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلہ میں ہم نے اپنے طور پر کوشش کی تھی کہ ریلوے حکام سے رابطہ کر کے معلومات حاصل کریں تاکہ ان کا نقطہ نظر بھی معلوم ہو سکے۔ ایڈیشنل سیکرٹری نے میری عدم

موجودگی میں ڈی ایس ریلوے سے بات کی کہ ہمارے اسمبلی کے ایک معزز رکن نے ایک تحریک استحقاق دی ہے۔ اگر آپ اپنے دفاع میں کوئی بات کہنا چاہیں یا کسی افسر کو depute کرنا چاہیں یا خود تشریف لانا چاہیں تو بھی بتائیں لیکن انہوں نے اس بات کو درخور اعتناء سمجھا نہ ہی انہوں نے کوئی جواب دیا اور نہ اصرار کے باوجود کہ وہ خود تشریف لائیں اور ہمیں اس کی تفصیلات سے آگاہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوابزادہ صاحب کی یہ تحریک استحقاق، چونکہ وہ اس پر اصرار بھی کر رہے ہیں، اگرچہ یہ فنی طور پر نہیں بنتی لیکن اس کے باوجود یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ وزیر قانون نے مجھ پر یہ بڑا کرم کیا ہے کہ جو انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ اگر تحریک استحقاق فنی طور پر نہیں بھی بنتی پھر بھی اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب اس طرح صوبائی اسمبلی کے ممبران کی توہین ہوتی ہے تو ان کا یہ فرض نہیں بنتا کہ یہ پوچھیں۔ ہمارا کام کیا ہے؟ پھر شام کو بچے آپ سے یہ بھی پوچھیں گے کہ ابو غضنفر گل کی تحریک استحقاق کی کیوں مخالفت کی؟

جناب سپیکر، میں نوابزادہ صاحب کی تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتا ہوں اور یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے کہ وہ 30 دن کے اندر اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔۔۔ شاہ صاحب! آج آپ نے تقریر کرنی ہے یا ابھی کرنی ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، میں نے تقریر بھی کرنی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آج بجٹ سیشن پر بحث کا آخری دن ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھایا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میرا چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، تو یہ وقت میں آپ کی تقریر میں سے کاٹ لوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

جناب سپیکر، جی، ارشاد فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں اس معاملے پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ جب کسی دفاقی محکمے کے خلاف تحریک پیش کی جاتی ہے، خواہ وہ تکنیکی طور پر بنتی ہو یا نہ بنتی ہو جناب وزیر قانون

بھی مسکرا کر اس پر اعتراض نہیں کرتے اور آپ بھی فوری طور پر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ لیکن جب پنجاب پولیس کسی رکن اسمبلی کی زبردست توہین کرتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے چیمبر میں مل لیں اور صوبائی محکمے کے خلاف آپ کبھی باضابطہ قرار نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ خود ہی اندازہ کیجیے کہ کیا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے محض چیئر کے conduct کو criticize کرنا چاہتے ہیں کہ آپ وفاقی حکومت کے محکمے کے بارے میں تو تحریک استحقاق کو فوراً admit کر لیتے ہیں اور صوبائی حکومت کے محکمے کے بارے میں آپ لیت و لعل کرتے ہیں۔ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں یہ کیا فرما رہے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: [*****]

جناب سپیکر، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں اور آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ آئندہ آپ پوائنٹ آف آرڈر میں چیئر کے conduct کو criticize کرنے کی کوشش نہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) شاہ صاحب کے یہ سب الفاظ کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔ جی، رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ارشاد فرمائیے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میں نے اپنے ساتھی ممبران کے ساتھ کل ایک تحریک استحقاق نمبر 43 پیش کی تھی اور میں نے آپ سے تحریری طور پر استدعا بھی کی تھی کہ اس کو بغیر باری کے لے لیں۔ یہ بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر، یہ کون سا نمبر ہے؟

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! یہ تحریک استحقاق نمبر 43 یہ ہے اور یہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی constitution کے بارے میں ہے۔ اس میں ملتان والوں کی بھی آئی ہے اور پنڈی والوں کی بھی آئی ہے۔

جناب سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ یہ بغیر باری کے لے لی جائے۔ سردار صاحب! آپ اس کو ذرا دیکھ لیجیے گا۔ یہ تحریک استحقاق 43 نمبر پر ہے۔ آفتاب احمد خان صاحب چاہتے ہیں کہ اس کو بغیر باری کے لے لیا جائے۔ تو یہ ہاؤس کے consensus سے ہی لی جا سکتی ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میرا خیال ہے کہ ہاؤس کے معزز ممبران اس سے اتفاق کریں گے کیونکہ یہ سب معزز ممبران کا ایک breach of privilege ہوا ہے۔ صرف میرا ہی نہیں ہوا بلکہ ملتان' ڈی جی خان' گوجرانوالہ اور پنڈی والوں کا بھی ہوا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ لاءمنسٹر صاحب دیکھ لیتے ہیں۔ میں ان سے دریافت کرتا ہوں۔ سردار اللہ یار خان ہراج تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ یہ disposed of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 30 میاں منظور احمد موہل صاحب کی ہے۔ میاں صاحب اپنی تحریک کے بارے میں ذرا مجھ سے رابطہ کر لیں۔ کیا میاں منظور احمد موہل صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ (قطع کلامیاں) نوابزادہ صاحب! آپ کو تو انہوں نے کہا ہی نہیں ہو گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وہ پیپلز پارٹی میں آنے کے بعد سے اپنا کام کسی کو کہتے ہی نہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ وزیر قانون سے کہہ گئے ہیں۔ وہ ہمیں کیوں کہہ کے جائیں۔ وہ تو اپنے گھر والوں کو کہہ کے جائیں گے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! خاموشی سے بیٹھیے۔ ڈار صاحب تشریف رکھیے۔ ملک نواب شیر ویر صاحب۔ ---- تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحب------ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری محمد شاہنواز چیمہ صاحب------ تشریف نہیں رکھتے۔ چیمہ صاحب تو واقعی اس تحریک استحقاق کے بارے میں بڑے keen تھے۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ اس تحریک استحقاق کو میں مؤخر کرتا ہوں۔

ایک معزز ممبر، موہل صاحب کی بھی تحریک استحقاق مؤخر کر لیں۔

جناب سپیکر، جی' میں ان کی بھی مؤخر کرتا ہوں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

غیر نشان زدہ سوال نمبر 158 کے غلط جواب کی فراہمی

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے ایک غیر نشان زدہ سوال نمبر 158 بعنوان "مضر صحت پانی سے شہریوں کو بچانے کا انتظام" کا جواب 25-2-90 کو دیا گیا جو مبنی برحقیقت ہونے کی بجائے غلط ہے۔

جز (الف) کا جواب غلط ہے۔ گندہ پانی بدستور ابھی بھی پینے والے پانی میں مل رہا ہے۔ جز (ب) کا جواب غلط ہے۔ ٹیوب ویل اس وقت بھی گندے پانی کے جوہڑ میں گھرا ہوا ہے بلکہ پہلے کی نسبت کہیں زیادہ غلیظ پانی موجود ہے اور پورا علاقہ تعفن اور بدبو کی لپیٹ میں ہے۔ وہ مچھروں اور جراثیم کی آماجگاہ بن چکا ہے جس سے پورے شہر میں وبائی امراض پیدا ہونے کا شدید خدشہ ہے۔ محکمہ متعلقہ کے غلط جواب سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کو زیر بحث لا کر میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے کہ اس معزز ایوان میں غلط بیانی سے کام لے کر ایوان کے معزز اراکین کا استحقاق کیوں مجروح کیا گیا ہے؟

جناب والا! اس قسم کا ایک جواب پہلے بھی غلط دیا گیا ہے اور میری تحریک مؤخر پڑی ہوئی ہے اور اب اس میں بھی جوابات غلط ہیں۔ میں متعلقہ محکمہ کے وزیر صاحب کو یا ان کے کسی ذمہ دار کو دعوت دوں گا کہ خود تشریف لائیں اور موقع ملاحظہ کریں۔ اس جوہڑ کا پانی کس قدر گندا ہے اور مکانوں کے اندر داخل ہو رہا ہے۔ ہم وہاں پر میونسپل کمیٹی کی بارہا توجہ اس طرف دلا چکے ہیں لیکن اس کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ بجائے اس کے کہ ان کو تنبیہ کی جاتی کہ وہ اس کی اصلاح کرتے بلکہ جواب غلط دیا گیا اور شکایت پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ نے دانستہ طور پر غلط جواب دے کر ہم سب کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا اسے منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب۔

نواب زادہ نصنفر علی گل، بیٹھے بیٹھے ہی اگر مولانا کو روکا نہ گیا تو وہ فتویٰ جاری کرنے والے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! مجھے ابھی تک اس تحریک استحقاق کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ محکمے کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لیے اگر آپ اس کو کل تک کے لیے مؤخر فرما دیں تو میں انشاء اللہ کل تک اس کا جواب حاصل کر لوں گا۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! کیا خیال ہے؟ لاء منسٹر کہتے ہیں کہ انہیں ابھی تک اس کا محکمے کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ اسے کل تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ٹھیک ہے۔ اسے کل تک کے لیے مؤخر کر دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے کل تک کے لیے مؤخر کرتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 35 جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب کی طرف سے ہے۔

ممبران کے بل روکنے کے بارے میں وزیر خزانہ کی غلط بیانی

جناب علی اکبر مظہر ویئس: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے جناب فضل حسین راہی کے پوائنٹ آف آرڈر پر ممبران کے بل، سفر اور ہیلتھ بل کی بندش کے متعلق حکومت پنجاب نے 2 جون سے تمام قسم کے بل روک دیے ہیں۔ اس پر وزیر خزانہ نے اس کی تردید کی جو غلط تھی۔ میں خود بھی اکاؤنٹس برانچ میں میڈیکل کے اپنے ایک بل کے متعلق پتا کرنے کے لیے گیا تو انھوں نے کہا کہ 2 جون سے تمام بل روک دیے گئے ہیں۔ مگر وزیر خزانہ نے تردید کر کے غلط بیانی کی جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: مختصر بیان میں بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب علی اکبر مظہر ویئس: جی ہاں۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ میں نے یہ تحریک پیش کرنے کے بعد بھی یہاں پر اکاؤنٹس برانچ کے لوگوں سے پوچھا اور پہلے دن بھی انہوں نے مجھے یہی جواب دیا کہ انہیں ایک نوٹس کے ذریعے 2 جون سے تمام قسم کے بل روک دینے کا کہا گیا ہے۔ اس لیے آپ کو یہ بل جون کے بعد ہی ملے گا۔ میرا ایک ہیلتھ کا بل تھا۔ میں نے اپنے ٹیسٹ کروائے تھے۔ جب یہاں ہاؤس میں بات ہوئی۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ بالکل ایسا نہیں۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا ہی ہے اور اب بھی آپ دریافت کر سکتے ہیں کہ 2 جون سے تمام قسم کے بل روک دیے گئے ہیں۔ یہ غلط بیانی کر کے وزیر خزانہ نے میرا اور اس ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس لیے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اب بھی اس پر صورت حال یہ ہے کہ عام حالات میں اگر ہم کوئی دوائی لینے کے لیے جاتے ہیں تو وہ میڈیکل افسر جو کہ اسمبلی میں بیٹھتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایم۔ ایس سروسز ہسپتال کو لکھ کر بھیجوں گا۔ وہاں سے دوائی آئے گی۔ اگر وہاں سے ایک ہفتے کے بعد دوائی آتی ہے تو تب تک تو اس کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ میرا پچھلے تین ماہ سے وہ بل پڑا ہے۔ پچھلے دنوں جون میں، میں نے پوچھا تو مجھے کہا گیا کہ 2 جون سے تمام بل بند ہیں۔ یہ سراسر ناانصافی ہے اور وزیر خزانہ کی غلط

بیانی بھی ہے۔ آپ کو اس کا تحریری ثبوت بھی مل سکتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ، تشریف رکھیں۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میں بھی اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اسمبلی کے ڈاکٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ طریقہ کار بہت لمبا ہے۔ یہاں پر جو دوائی تجویز ہو جاتی ہے پھر وہ ایم۔ ایس صاحب کے پاس چلی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، یہ مختلف مسئلہ ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! اس کو آسان کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایک مختلف مسئلے کی نشان دہی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مختلف مسئلہ ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں لاء منسٹر صاحب سے دریافت کروں اور اس مسئلے پر فیصلہ دوں۔ اس بارے میں وزیر خزانہ صاحب کچھ کہنا چاہیں گے یا وزیر قانون صاحب یا وزیر صحت صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! مذکورہ بالا تحریک استحقاق میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ جناب فضل حسین راہی صاحب کے ایک پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں وزیر خزانہ نے اس بات کی تردید کی ہے کہ ممبران اسمبلی کے سفر بل اور ہیلتھ بل کی ادائیگی پر کوئی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ تردید غلط تھی۔ لہٰذا اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اسی بارے میں ہو گا؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! کیا وزیر خزانہ تحریری طور پر لکھا ہوا جواب پڑھ سکتے ہیں؟ وہ تحریک استحقاق کا جواب زبانی دیں۔ وہ notes سے استفادہ ضرور کر سکتے ہیں لیکن وہ لکھا ہوا جواب من و عن پڑھ رہے ہیں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، لکھا ہوا جواب نہیں پڑھا جا سکتا۔ ہاؤس میں لکھا ہوا جواب پڑھنے کی اجازت نہیں۔ لیکن notes سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ سردار صاحب! آپ لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں یا notes دیکھ رہے ہیں؟

وزیر خزانہ، اگر انہیں تسلی چاہیے تو تسلی کے لیے مجھے چٹھی کے نمبر کا حوالہ بھی دینا پڑے گا تاکہ یہ

ایسا نہ کہیں کہ زبانی بات ہو گئی۔ میں ان کی تسلی اور تشفی کے لیے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے مجھے اجازت دیں تاکہ اگر میری کوئی غلطی ہے تو اس غلطی کو پکڑ سکیں۔ اس کے لیے اگر آپ کی جانب سے مجھے notes دیکھنے کی اجازت ہو' خط کے نمبر کی' تاریخ کی' اگر انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔۔۔

جناب سپیکر: جی' سردار صاحب! اجازت ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: وہ نمبر تو دیکھ سکتے ہیں لیکن پوری عبارت نہیں پڑھ سکتے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیے۔

وزیر خزانہ: سنیے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا مراسلہ نمبر۔ میرے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! کیا آپ براہ کرم چیئر کو مخاطب کریں گے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! اگر مجھ سے وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ میں چٹھیوں کے لمبے لمبے نمبر یاد رکھوں اور ان کے حوالے کر دوں تو یہ میرے بس کی بات نہیں۔ وہ میں پڑھ کر ہی سنا سکتا ہوں اور آپ کو سننا پڑے گا۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے مراسلہ نمبر B1-3 (100)89 مورخہ 2 جون 1990ء کی ایک نقل نشان "الف" پر موجود ہے۔ مراسلہ مذکورہ میں واضح الفاظ میں یہ لکھا گیا ہے کہ ادائیگیوں پر پابندی' تنخواہ اور الاؤنسوں پر نافذ العمل نہیں۔ ممبران کے سفر' ہیلتھ پر اور۔۔۔(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! آپ کی رولنگ کے باوجود یہ پڑھ رہے ہیں۔ رولز کے مطابق اسمبلی میں تحریر نہیں پڑھی جا سکتی۔ ہم آپ کی رولنگ کی خلاف ورزی نہیں کرنے دیں گے۔ اگر ان کی یادداشت کمزور ہے تو نصراللہ دریشک صاحب جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: نکتہ اطلاع۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے ایک بات پوچھوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ ایک دفعہ یہ شاپنگ کرنے کے لیے اپنی گاڑی میں سوار ہو کر ملتان آئے اور واپسی پر بس کے ذریعے چلے گئے۔ انہیں یہ یاد نہ رہا کہ یہ گاڑی پر آئے ہیں تو پھر ان کا ڈرائیور دوسرے دن آ کر گاڑی لے گیا۔ (قہقہے)

کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مظفر گڑھ میں اکثر جب یہ کچہری جائیں یا کہیں جائیں تو ان کی گاڑی کو ڈھونڈا جاتا ہے۔ یہ گاڑی چھوڑ کر پیدل گھر آ جاتے ہیں اور پھر ان کی گاڑی کی تلاش ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب ذاتی وضاحت پر یقیناً اس پر بات کریں گے۔

مہر اختر عباس بھروانہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ سردار دستی صاحب کو بوڑھا سمجھ کر ان پر حملے کر رہے ہیں۔ میں یہاں عرض کروں گا۔

ٹوٹے ہوئے دریا کی روانی ہے ابھی

یہ بھی کوئی بات ہے؟ انشاء اللہ دستی صاحب ان کو ٹھیک کر دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ بات کر چکے ہیں۔ اب اس کو بحث کا موضوع نہ بنائیں۔ بات میں حسن تب ہی رہتا ہے کہ جب آپ ایک بات کر دیں اور پھر اس کو دہرائیں نہیں۔

وزیر خزانہ ، یہ بھی سن لیں۔ اس بات کی تصدیق۔۔۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ چیئر کو مخاطب کریں گے؛

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ اگر میں ان کو مخاطب کر کے ان کے گوش گزار نہ کروں۔ بہرحال میں آپ کے ذریعے ان سے بات کرتا ہوں۔ اس بات کی تصدیق ہم نے اکاؤنٹنٹ جنرل سے بھی کر لی ہے اور احتیاطاً ایک وضاحتی مراسلہ بھی ارسال کر دیا گیا ہے جس کی نقل نشان "ب" پر ہے۔ اگر جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب کو اسمبلی سیکرٹریٹ کی اکاؤنٹ برانچ سے کسی نے یہ غلط تاثر دیا ہے کہ ممبران کے کسی قسم کے بلوں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے تو یہ اطلاع کسی غلط فہمی پر مبنی ہو گی۔ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں۔

جناب سپیکر، ویسے مجھے میرے سیکرٹریٹ نے یہ اطلاع دی ہے کہ علی اکبر مظہر وینس صاحب کی تحریک استحقاق کے بارے میں ان کا کوئی بل اس وقت پینڈنگ نہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، اس پر کیا تاریخ لکھی ہوئی ہے؛

جناب سپیکر، اس پر 19 تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، کل کی۔ لیکن میں تو کل سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے جو تحریک استحقاق پہلے دی تھی یہ 2 جون کے بعد کی بات ہے اور 16 جون کو میں نے تحریک استحقاق دی ہے اور میں 14 تاریخ کو وہاں گیا ہوں۔

جناب سپیکر، ابتداء میں کچھ ابہام پیدا ہوا تھا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے مجھے واضح طور پر یہ کہا اور ہمارے بڑے دوستوں کو یہ بات کہی کہ 2 جون سے بل روک دیے گئے ہیں۔ یہ اپنی جگہ پر حقیقت ہے۔ انہوں نے تحریک استحقاق میں کیا جواب دیا ہے؟ صرف ایک ہی لفظ انہیں یاد ہے۔ میں ان کی تسلی کراؤں گا۔ پتا نہیں، جوانی میں انہوں نے کوئی ایسی تسلی کرائی ہو گی؟

جناب سپیکر، تمام ممبرز کی اطلاع کے لیے ہے کہ بلوں کے سلسلے میں علی اکبر وینس صاحب نے اپنے اس مسئلہ کو تحریک استحقاق کے ذریعے اٹھایا ہے۔ اے۔جی آفس نے آپ کے تمام میڈیکل بلوں کو نہیں روکا اور اس کو آپ کی تنخواہوں کے برابر تصور کیا جا رہا ہے۔ اس چیز کو روکنے کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اب علی اکبر مظہر وینس صاحب اس کو press نہیں کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میری تحریک استحقاق اعداد و شمار کے مطابق ہے۔ وہ تحریک استحقاق فوری نوعیت کی ہے۔ مہربانی کر کے آج ہی اس کو لے لیں۔ کیونکہ وہ بجٹ کے متعلق تھی، جو غلط اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تمام ممبران اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، کون سا نمبر ہے؟ شاہ صاحب کی تحریک استحقاق کو دیکھ لیں۔ شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ اس کو آؤٹ آف ٹرن لیا جائے۔ آپ اس کو دیکھ لیں۔ ابھی آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں نے آپ سے عرض کیا تھا۔ اب میں نے وہ تحریری طور پر لکھ کر دے دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کیا چاہتے ہیں کہ اس کو بھی آؤٹ آف ٹرن لیا جائے؟

چودھری محمد وصی ظفر، میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کو براہ راست استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس پر تو بحث کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ آپ کے بھی نوٹس میں ہے اور ہر آدمی کے نوٹس میں ہے۔ یہ جو بارس ٹریڈنگ کا الزام لگاتے رہے ہیں۔ اس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اس کو رول 54 کے تحت treat کیا جائے۔ اس کو تو لکھ کر بھی دینے کی

ضرورت نہیں۔ اب میں نے آپ کے حکم کے مطابق لکھ دیا ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ اس کو پڑھیں۔ یہ وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 49 ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ رول 54 کے تحت اس کو مطل کر کے ایوان کے سامنے پیش کریں۔ اس کی formalities ہیں۔ اس کو مطل کیا جائے اور اس کو فوراً take up کیا جائے اور تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے بارے میں مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔ میں کل اس کے متعلق اظہار رائے کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: اس پر کل وزیر قانون اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ ہم اسے کل تک ملتوی کرتے ہیں۔ اب ہمارے سامنے تحریک استحقاق نمبر 36 ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی ہے۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب سپیکر! اس ضمن میں میری بات ہو چکی ہے۔ میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 37 چودھری اصغر علی گجر اور چودھری علی اکبر مظہر وینس کی ہے۔ اگر وینس صاحب موجود ہیں تو وہ پڑھ لیں۔ ان کا نام پہلے نمبر پر ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب! یہ نہیں پڑھ سکتے۔

جناب سپیکر: ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ یہ نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ یہ پہلے ہی ایک تحریک استحقاق پڑھ چکے ہیں۔

ہیڈ سلیمانکی سے نکلنے والی نہروں کے متعلق منصوبہ بندی کرنے میں محکمہ آبپاشی کی ناکامی

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آپ نے ایک سپیشل کمیٹی جو حاجی محمد افضل چن، چودھری اصغر علی گجر، راقم اور ایڈوائزر وزارت آبپاشی پر مشتمل تھی بنائی جو محکمہ آبپاشی و نہر پنجاب سے میٹنگ کر کے

مسائل کا حل تلاش کریں جو ڈبل آبیانہ' ٹیلوں پر پانی کی کمی اور نہروں کی وارہ بندی کے خاتمہ کے لیے تجاویز مرتب کیں۔ ہماری میٹنگ محکمہ نہر کے سیکرٹری کے دفتر ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ محکمہ ہیڈ سلیمانکی سے نکلنے والی نہروں' ضلع رحیم یار خان' گجرات اور لیہ کو سیراب کرنے والی نہروں کے متعلق ایک پلان تیار کر کے ایک ماہ کے اندر اندر دیں گے جس پر عمل کر کے نہروں کی وارہ بندی اور ٹیل پر پانی کی کمی کو ختم کیا جا سکے۔ میرے بار بار یاد دہانی کے کئی ماہ گزرنے کے باوجود محکمہ نہر نے مجوزہ پلان تیار کر کے نہیں بھیجا جس سے لوگوں کو متواتر نقصان ہو رہا ہے اور نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اس کو زیر بحث لا کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، اس میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ ٹیلوں پر پانی کی کمی سے جو رقبہ ٹیلوں پر واقع ہے وہ میرا اب نہیں ہو سکتا۔ وہ رقبہ چند ایکڑ پر نہیں بلکہ لاکھوں ایکڑ پر مشتمل ہے جو حقیقت میں پانی سے محروم ہے اور اس کو پانی نہیں ملتا۔ اس کی کمی کی وجہ سے انتہا یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ فصلوں کو پانی ملنے کی بجائے گرمیوں کے دنوں میں ٹیلوں پر رہنے والے زمینداروں کے جانوروں کو بھی پانی نہیں ملتا۔ ان کو جانوروں کو نہلانے اور ان کو پانی پلانے کے لیے شدید دقت پیش آتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اتنا اہم تھا جس کو محکمہ کے ملازمین نے اہمیت نہیں دی اور انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کرنے کے باوجود بھی یہ رپورٹ تیار نہ کی اور وعدے کے مطابق وقت پر پیش نہیں کی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ کیوں کہ انہوں نے ایسا کر کے ہمارے کئی ممبران اور پوری کمیٹی اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اور اس کو ضرور استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش ہونا چاہیے تا کہ اس معاملہ کو وہاں طے کیا جا سکے۔ یہ معاملہ اچھا خاصا سنگین ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو بے چارے ٹیلوں پر بیٹھے ہیں۔ یہ بڑا ہی اہم معاملہ ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ ہمارے تمام علاقے جہاں پر نیچے کا پانی بھی کڑوا ہے اور ہمارا انحصار نہر پر ہے۔ یہ بہاول نگر' لیہ اور رحیم یار خاں کا وہ حصہ جو لائن سے دوسری طرف پڑتا ہے' گجرات میں بھی یہی صورت حال ہے۔ وہاں نہروں کی اتنی مخدوش صورت حال ہے۔ پانی ہونے کے باوجود ٹیلوں پر نہیں پہنچتا۔ یہ مسئلہ پنجاب کے کاشت کاروں کی معیشت کا مسئلہ ہے۔ یہ ان کی ترقی اور ان کی بحالی کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا تھا جو حاجی افضل چن صاحب کی وجہ سے پیش ہوا تھا۔ محکمہ انہار والے لوگوں سے ڈبل آبیانہ وصول کر رہے ہیں۔ اس

ڈبل آبیانے کے سلسلے میں، میں نے ضمنی سوال میں یہ گزارش کی تھی کہ یہ ڈبل آبیانہ وصول نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ چار گنا آبیانہ وصول کر رہے ہیں۔ اس کی وضاحت اس ہاؤس میں بڑی تفصیل سے ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے اتفاق فرمایا تھا۔ اس لحاظ سے آپ نے ایک خصوصی کمیٹی بنائی تھی جس میں چودھری اصغر علی گجر، حاجی افضل چن اور جو آبپاشی کے ایڈوائزر ہیں ان پر مشتمل تھی۔ اس نے محکمہ نہر سے میٹنگ کرنے کے بعد اس تمام مسئلے کو حل کرنا تھا۔ اس میٹنگ میں فیصلہ بڑا واضح ہوا تھا اور ان پر تمام اراکین کمیٹی کا اتفاق تھا کہ محکمہ نہر کے ٹیکنیکل انجینئر ایک ماہ کے اندر اندر ایک ایسا پلان بنا کر دیں گے کہ جب پانی ہمارے دریاؤں میں اتنا وافر ہوتا ہے کہ ان دنوں بھی ہماری نہریں وارہ بندی سے چلتی ہیں۔ ہمارے ہیڈ اتنا پانی نہیں دے سکتے کہ اس سے سیراب ہونے والی اور نکلنے والی تمام نہریں بیک وقت چل سکیں۔ ہیڈ سے کم پانی آنے کی وجہ سے ہماری تمام نہریں جو آگے بڑی نہروں سے نکلتی ہیں ان کی وارہ بندی کی جاتی ہے۔ ایک تو پنجاب کو یہ نقصان ہو رہا ہے اور پہلے ہی بہت واویلا ہے کہ ہمیں پانی بہت کم ملتا ہے اور ڈیموں کے سلسلے میں ہمارا حساب کتاب ہونے والا ہے۔ جو ملتا ہے وہ بھی ہم سے استعمال نہیں ہو رہا۔ ہماری نالائقی ہے کہ وہ سیدھا سمندر میں جا رہا ہے۔ جب پانی وافر ہو تو اس وقت تو کم از کم ہماری نہروں میں وارہ بندی نہ ہو۔ اس لحاظ سے عرض کیا تھا کہ آپ پلان بنا کر دیں۔ اسے ہم اس بجٹ میں رکھیں گے۔ اس کے لیے کچھ رقم رکھیں گے۔ کچھ اگلے سال رکھیں گے۔ اگر کوئی زیادہ بڑی رقم ہے تو اس کے متعلق ہم یہاں بیٹھ کر کوئی حل سوچیں گے لیکن انہوں نے یہ کیا کہ میرے بار بار یاد دھانی کرانے کے باوجود اور آپ کو بھی یاد ہو گا کہ میں اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر بار بار عرض کرتا رہا ہوں لیکن وہ رپورٹ انہوں نے تیار کی ہے اور نہ ہی بھیجی ہے۔

جناب سپیکر، یہ مسئلہ براہ راست لاء منسٹر صاحب کا ہے۔ اس لیے کہ وہی منسٹر ارگیشن ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ کے حکم کے تحت ایک کمیٹی بنی تھی جس میں 20-1-90 کو ہمارے پارلیمانی سیکرٹری محمد عبداللہ خان کی زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میں ہمارے یہ فاضل اراکین بھی شامل تھے۔ اس میٹنگ کی کارروائی کے minutes میرے پاس موجود ہیں اور 28-2-90 کو فاضل اراکین کو ان کی کاپی بھیج دی گئی تھی۔ میٹنگ میں جو مسائل زیر غور آئے تھے ان پر تفصیل سے بحث ہوئی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ گجرات ارگیشن ڈویژن کے لیے کچھ پیسے دے دیے جائیں تاکہ ان نہروں کی مرمت کروا کر ان میں پانی کی کمی پر قابو پایا جا سکے۔ اس سلسلے میں محکمہ نے اپنے ایم اینڈ آر

کی خصوصی گرانٹ سے 12 لاکھ روپے کی رقم مہیا کی ہے تاکہ گجرات میں نہروں کی ٹیلوں پر جو پانی کی شکایت ہے اس پر قابو پایا جا سکے۔ علاوہ ازیں ہیڈ سلیمانکی سے نکلنے والی ایسٹ اینڈ صادقیہ کینال اور ہاکڑہ برانچ کی وارہ بندی کو ختم کرنے کے لیے ایک پلان عرصہ دو ماہ میں مرتب کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ پلان ہمارے محکمہ نے تیار کر لیا ہے۔ ایک سکیم کا عنوان صادقیہ کینال کے کنارے کو اونچا اور مضبوط کرنے کا عنوان ہے۔ یہ سکیم تیار کی جا چکی ہے اور اس کا تخمینہ 80 لاکھ 90 ہزار روپے ہے۔ دوسری سکیم بعنوان ہاکڑہ برانچ کے کنارے کو اونچا اور مضبوط کرنے کے عنوان سے ہے۔ یہ بھی ہم نے تیار کر لی ہے۔ اس پر مبلغ 2 کروڑ 16 لاکھ روپے کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ یہ آج اگر ہمیں حکومت پنجاب کی طرف سے پیسے مل جائیں تو ان دونوں سکیموں کو محکمہ دو سال کے اندر تکمیل کو پہنچا سکتا ہے۔ ان سکیموں کی ہم مزید چھان بین بھی کر رہے ہیں تاکہ ان کی کوئی تکنیکی خامی نہ رہ جائے۔ لیکن اب جو مشکل ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت تعمیر وطن پروگرام میں ہمیں جو فنڈ مہیا کیے گئے ہیں اس میں ایک دو 90-1989ء کی پچھلے سال کی جو جاری سکیمیں ہیں ان کے لیے فنڈز مہیا کئے ہیں۔ دوسرا ان سکیموں کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں جو جناب چیف منسٹر صاحب نے موجودہ سال کے لیے ڈائریکٹو دیے ہیں' ان کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔ دیگر سکیموں کے فنڈز مہیا نہیں کیے گئے۔ میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ سکیمیں ہمارے پاس تیار ہیں لیکن عبداللہ ڈار صاحب تشریف نہیں رکھتے جنہوں نے اس میٹنگ کی صدارت کی تھی۔ ڈار صاحب اور محکمہ کے لوگ آپس میں ملاقات کر کے ان کو یا اگر وہ چاہیں تو میں ویسے ہی وہ جو سکیمیں بن رہی ہیں ان کی خدمت میں بھجوا دیتا ہوں لیکن اس کے لیے جب تک فنڈز مہیا نہ ہوں اس وقت تک ان پر عمل درآمد محکمہ کے لیے ممکن نہیں ہو گا یا تو فنڈز مہیا کرنے کے لیے پی اینڈ ڈی میں اور جناب چیف منسٹر صاحب کے ساتھ رابطہ کر کے اس کے لیے خصوصی فنڈز ہمیں مہیا کرا دیں تو محکمہ سکیم پر فوری طور پر عمل درآمد شروع کرے گا اور انشاء اللہ العزیز محکمہ والوں نے دو سال کا لکھا ہے اور میری کوشش ہو گی کہ اس سے بھی کم عرصہ میں تکمیل کو پہنچے۔ شکریہ

جناب سپیکر، سردار صاحب! کیا یہ ممکن ہے کہ یہاں ہاؤس میں کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اس ہاؤس کا بڑا تقدس ہے۔ یہاں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اور اس کو ایک task کا sign کیا گیا' particular task اور اس کے لیے time limit مقرر کی گئی کہ اس کے لیے ایک جامع منصوبہ بندی کی

جائے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس میں کچھ پیش رفت کی ہے۔ اس پر ایسا کرلیں کہ کمیٹی کے ممبران بھی اس میں موجود ہوں۔ آپ کی زیر صدارت میٹنگ ہو جائے اور کمیٹی کے چاروں ممبر موجود ہوں۔ آپ کے محکمے کے متعلقہ سیکرٹری اور باقی سارے لوگ موجود ہوں اور اسی اجلاس کے دوران اس بارے میں آپ میٹنگ کر کے ان کو بھی اعتماد میں لے کر اس ساری منصوبہ بندی کے بارے میں بات کریں۔ پھر اس کے بعد آپ کی موجودگی میں' آپ کی سربراہی میں سب لوگ اگر محسوس کریں کہ یہ سکیمیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں تو اس بارے میں آپ ان ممبران کو ساتھ لے کر چیف منسٹر صاحب سے بات کریں کہ ان سکیموں کے لیے فنڈز مہیا کیے جائیں۔ میرے خیال میں اب اس کو مزید press کرنے کی ضرورت نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! آپ نے آج جو بات کی ہے اس سے پیشتر بھی یہی بات کی گئی تھی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس معاملے میں ان لوگوں نے دانستہ طور پر سستی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس پر عمل آخر ایسا کیوں کیا گیا ہے؟ منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے یہ تو اس کے feasible یا non-feasible ہونے کے متعلق ہے۔ ممکن ہے اگر یہ بات کمیٹی میں آ جاتی اور کمیٹی اس پر فیصلہ کر لیتی کہ یہ معاملہ حل ہو سکتا ہے یا نہیں تو اس کے فنڈز کے لیے وہ تگ و دو کرتی۔ کسی حد تک approach کرتی۔ لیکن ان کی طرف سے یہ سکیمیں کمیٹی میں نہ بھیجنے کی وجہ سے ان سکیموں کے لیے فنڈز نہ رکھے گئے جس وجہ سے آئندہ کے لیے نقصان ہوتا رہے گا مگر اس نقصان کی ذمہ داری آخر کون قبول کرے گا؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس بارے میں اب بھی وقت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ میٹنگ منسٹر ارگیشن کی سربراہی میں ہو جائے گی تو یہ مسئلہ طے ہو جائے گا اور اسی اجلاس کے دوران یہ ہو جانا چاہیے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! یہ تو ٹھیک ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جیسے ہمارے بھائی لاہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے اور آپ کی بھی خواہش ہے۔ آپ بھی سمجھتے ہیں۔ آپ ہم میں سے ہیں۔ ہماری یہی خواہش تھی کہ اس وقت اگر ایک ماہ کے اندر اندر یہ سکیم بن کر آ جاتی تو فوراً اس سکیم کو پذیرائی ملتی۔ اس لیے کہ ہم بنیادی طور پر اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی کاشت کاری سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر یہ کتنے forceful طریقے سے گورنمنٹ کے پاس چلی جاتی اور اس کے پیچھے سارے ہاؤس کی

تائید ہوتی اور لازمی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب اس بجٹ میں فنڈز رکھ دیتے اور اس سے فاصلہ اور لوگوں کی مصیبت کا وقت کم ہو جاتا اور پنجاب کے کاشت کاروں کی مصیبت جلدی حل ہو جاتی۔ اب اسے تاخیر کر کے اور سستی کر کے کیسے کریں گے؟ آگے جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کو حل کرنے کی طرف آئیں۔ میرے خیال میں یہ بات کافی جامع ہے کہ یہ اسی سیشن میں طے ہو جائے گی تو آپ صاحبان اس کو press نہیں کرتے۔ ایک تحریک استحقاق pending ہے جو ڈاکٹر بنگش صاحب کی ہے۔ میں انہیں کہوں گا کہ کل اس پر اگر ان کے پاس اپنی contention میں کوئی رولز ہیں تو وہ پیش کریں کیونکہ کل میں اسے dispose of کرنا چاہتا ہوں۔ اب میں نوابزادہ غضنفر علی گل کی تحریک استحقاق نمبر 9 پر اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ کچھ اراکین کو میرے ساتھ رابطہ کرنے میں دقت ہو رہی ہے اور انہیں اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھ کر یہ زحمت کرنا پڑ رہی ہے کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے اپنا مدعا بیان کریں تو میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے ملازمین یہاں پر آپ کی خدمت کے لیے چاک و چوبند موجود ہیں۔ آپ کسی قسم کا کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں تو وہ آپ لکھ کر ان ملازمین کے ذریعے میرے پاس پہنچا دیں۔ آپ کو زحمت ہو رہی ہے کہ آپ اٹھ کر میرے پاس تشریف لا رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ایم پی اے کی
تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ

MR SPEAKER: Nawabzada Ghazanfar Ali Gull, MPA moved a Privilege Motion stating that consequent upon a notification issued by the Chief Secretary Government of the Punjab on 2-1-1990 the Chief Minister Punjab had appointed Mr. Naveed Malik as Political Councillor to the Chief Minister with the rank and status of Advisor with immediate effect. The mover contended that the Chief Minister was not competent to make this appointment as there was no mention of the post of Political Councillor in any law or rules on the subject. He particularly mentioned Article 129 of the Constitution read with

Schedule VII read of item 18 of the Punjab Government Rules of Business 1974 and stressed that if these provisions were read together the outcome would be that the executive authority for such appointments rested with the Governor instead of the Chief Minister. He further argued that as the Chief Minister had in excess of his constitutional powers, the action of appointing Mr. Naveed Malik as Political Councillor was ultra vires of the Constitution and Government of the Punjab Rules of Business 1974. He therefore, alleged that with the illegal action of the Punjab Government his privilege had been violated.

Opposing the motion the Minister for Law and Parliamentary Affairs stated that the Chief Minister was the Chief Executive of the Province and was therefore, fully competent to create any additional post in any cadre he liked. He further informed the House that Naveed Malik had been appointed on contract basis by creating a special post for him. He was of the opinion that there was no need to submit the case to the Governor for his consent or approval. He also stated that the Assembly was not a proper forum to agitate the matter and if the mover has any grievance about the validity of the appointment made by the Chief Minister he could go to a court of law for redressal He pleaded that the motion being unfounded and baseless should be ruled out of order.

My observations are as under:

I have gone through the contents of the privilege motion as well as the short statement made by the mover in the House. I have also read Article 129 of the Constitution and Schedule VII of the Rules of Business 1974. In fact the mover has not been able to correctly appreciate the position. What I have

gather is this. Since the Chief Minister is competent to make appointment of his Advisors he is equally competent to create any other executive post equivalent to the rank and status of advisor and make appointment against it. As such I hold that the question does not relate to the privilege granted by the Constitution, any law or rules and the matter is not such as requiring the intervention of the Assembly I, therefore, hold the motion out of order.

جناب سپیکر: اب بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

چودھری غلام قادر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق بڑی اہمیت کی حامل اور فوری کارروائی کی متقاضی ہے۔ اس کا نمبر 39 ہے۔

جناب سپیکر: اب تو کل ہی اس پر بات ہو سکے گی۔

چودھری غلام قادر: جناب والا! مجھے آج اسے پڑھ لینے دیجیے۔

جناب سپیکر: اب تو کل ہی اس پر بات ہو سکے گی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسے out of turn لیا جائے تو پھر کل ہی اس کی باری آ جائے گی۔

جناب آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے کل بھی درخواست کی تھی کہ اس قانون ساز ادارے نے جو قانون بنایا ہے اس کو وزراء صاحبان خود ہی توڑ رہے ہیں اور اس کا احترام نہیں کرتے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس قانون ساز ادارے نے جو قانون بنایا تھا اس کے مطابق میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میں وزیر قانون صاحب سے استدعا کرتا ہوں کہ کل تک اس کا جواب منگوا لیں تا کہ کل اس کو لیا جا سکے۔ میں نے اس کے لیے out of turn کی استدعا بھی لکھ کر بھیجی ہے۔ ملتان سے عباس علی انصاری صاحب نے بھی اس کے بارے میں لکھا ہے۔ مہربانی فرما کر اسے کل لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک استحقاق ہے؟

جناب آفتاب احمد خان: جی' یہ تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں' میں نے وزیر قانون صاحب سے کہا ہے اور وہ آج اسے دیکھ لیں گے

اور کل وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ اگر ایوان نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اسے out of turn لے لیا جائے تو ہم اسے لے لیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ بڑا ہی اہم اور پورے ایوان کا معاملہ ہے کیونکہ اس ایوان نے جو قانون بنایا ہے اسے ہی توڑ دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بہت ہی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کل فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر ا

جناب سپیکر: مولانا صاحب! میرے خیال میں اب بجٹ پر بحث کا آغاز نہ کر لیں۔ میرے پاس کافی ممبروں کے نام ہیں اور وہ سب چاہتے ہیں کہ آج بحث میں حصہ لیا جائے۔ اس لیے اب مزید پوائنٹ آف آرڈر پر وقت ضائع نہ کیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! آپ کی خدمت میں کل جو عید کارڈ پیش کیا گیا ہے اس کے بارے میں' میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں----

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! اس بارے میں' میں سنجیدہ ہوں اور میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ عریانی' فحاشی اور بے حیائی کی روک تھام ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے اور خاص طور پر پنجاب میں ہماری اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے۔ اس عریانی' فحاشی کا ایک نمونہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ چاہے کسی نے کسی غرض سے بھیجا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس عریانی اور فحاشی کو بند کریں۔ اس سلسلے میں آپ جو مناسب سمجھیں یہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے---

جناب سپیکر: مولانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کارڈ کے بارے میں اگر بات نہ کی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! بھیجا تو اس لیے گیا ہے' چاہے یہ کسی نے بھی بھیجا ہے کہ پنجاب میں اور آپ کی حکومت میں اس قسم کی عریانی اور فحاشی ہو رہی ہے۔ اسے بند کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اس کے لیے کوئی تجویز کریں یا اس کے لیے کوئی ہدایات جاری فرمائیں۔

جناب سپیکر، اس بارے میں میری آپ سے عرض ہے کہ آپ اسے اسمبلی میں نہ لائیں۔ اسے حکومت کے ساتھ take up کریں۔ وزیر قانون صاحب کے ساتھ take up کریں۔ چیف منسٹر صاحب سے take up کریں۔ اس کو ایوان میں نہیں لانا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اگر آپ ہدایت فرمائیں گے تو ہو گا۔ ویسے تو ناممکن ہے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون صاحب! اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ مولانا صاحب اجلاس کے بعد آپ سے ایک خصوصی مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ اس پر خصوصی توجہ فرمائیں اور اس مسئلے کو سنجیدہ انداز میں لینا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! کل جو قرار دادیں آ رہی ہیں ان میں بھی میری ایک قرار داد ہے اور یہ عورتوں کی تصاویر کے بارے میں ہے، جو عریانی کے ساتھ شائع ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر، جو قرار دادیں آ رہی ہیں۔ ان میں اگر آپ کی کوئی قرار داد ہے تو اس کو آپ لیجئے گا۔ ہم اسے کل take up کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میری قرار داد کا نمبر آخری ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ شاید نہ آئے۔

جناب سپیکر، وہ آ جائے گی۔ یہاں پر پوائنٹ آف آرڈرز پر تو زیادہ وقت ضائع نہیں ہو گا۔ کل تو ساری قرار دادیں آ جائیں گیا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بہتر ہے۔

جناب سپیکر، آپ خود ہی اپنا وقت اس طرح سے ضائع کر دیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! دو دن سے اس ایوان میں بجٹ پر بحث ہو رہی ہے مگر مجھے وقت نہیں دیا گیا۔ آج آخری دن ہے۔ میری استدعا ہے کہ آج مجھے ضرور وقت دیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ پتا چل جائے

کہ وزیر خزانہ کی winding up speech کب ہو گی؟ تاکہ ہمیں اس چیز کا تھوڑا سا اندازہ ہو جائے۔ میں اپنی پارٹی کے معزز اراکین کو بتا سکوں کہ اس وقت جناب وزیر خزانہ اپنی winding up speech کریں گے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! اس بارے میں میرے پاس جتنے نام ہیں ان کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ یا تو اس سیشن کو لمبا چلایا جائے اور اس میں کوئی وقفہ نہ ہو یا پھر یہ ہے کہ اس پر شام کا سیشن بھی ہو جائے تاکہ جو صاحبان بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کو بات کرنے کا موقع دیا جائے اور وزیر خزانہ کی winding up speech اس وقت ہو جس وقت جملہ صاحبان اپنے اپنے خیال کا اظہار کر لیں۔ میرے پاس پچیس کے قریب نام ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ ذرا سنیے۔ ملک صاحب! ذرا تشریف رکھیے۔ میرے پاس پچیس نام ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے وقت گیارہ بج رہے ہیں اور دو بجے تک تین گھنٹے میں پچیس آدمی اپنا اظہار خیال کر سکیں گے۔ شام کا سیشن کرنا پڑے گا۔ اس لیے ظاہر ہے کہ شام کو ہی winding up ہو سکے گی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

آوازیں، کل کر لیں۔

جناب سپیکر، کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ شام کا سیشن نہ ہو اور کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کو آگے لے جائیں اور پرائیویٹ ممبرز ڈے کو اس میں لائیں تو پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے آپ کو چھوڑنا پڑے گا جو میں سمجھتا ہوں کہ ممبرز کا بڑا ضروری دن ہوتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، بالکل نہیں چھوڑ سکتے۔

آوازیں، نہیں چھوڑ سکتے۔

جناب سپیکر، تو پھر شام کو سیشن کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب بتائیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن بیٹھے ہیں وہ دونوں صاحبان بتائیں کہ شام کو سیشن کر لیا جائے؟ جی رانا صاحب!

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! بہت سارے ممبران تقریر کرنا چاہتے ہیں اور میرے خیال میں ان کو یہ موقع ضرور دیا جانا چاہیے۔ یہ دیکھ لیں اگر شام کو سیشن کرنا ضروری ہے اور

س کے بغیر گزارہ نہیں تو پھر تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، میرے لیے تو کوئی ضروری نہیں۔ ممبرز بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو ممبرز بات کرنا چاہتے ہیں ان کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر بات نہیں کرنا چاہتے تو میرے لیے تو کوئی ضروری نہیں۔

رانا شوکت محمود، نہیں۔ بات تو ممبران کرنا چاہتے ہیں اور وہ اسی بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ ہم نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، اس وقت اپوزیشن کے کتنے ممبرز ہیں جو ہاؤس میں موجود ہیں اور وہ بات کرنا چاہتے ہیں؟

رانا شوکت محمود، آٹھ، نو ہیں۔

جناب سپیکر، یہ تو ہو سکتے ہیں۔ سارے نو، دس آدمی ہیں۔ یہ تو ابھی آج ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد جو صاحبان آئیں اور وہ اپنا نام شامل کرانا چاہیں تو اس کو شامل نہ کیا جائے۔

آوازیں، نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، تو 11 بجے تک جو صاحبان اپنا نام تقریر کرنے کے لیے نہیں دے سکے اس کے بعد ان کا نام شامل نہ کیا جائے۔

آوازیں، وہ آ بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ خود آ بھی نہیں سکے۔ تو اس وقت میرے پاس یہ صاحبان ہیں۔ محمود الحسن ڈار، خالد لطیف کاردار نہیں ہیں۔ فضل حسین راہی نہیں ہیں۔

آوازیں، ہیں۔ وہ ذرا باہر گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا ہیں۔ اس وقت تو نہیں ہیں ناں۔ مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب ہیں؟

سید مجتبیٰ حیدر شیرازی، جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، ہیں۔ جاوید محمد گھمن ہیں؟

جناب جاوید محمود گھمن، جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

چودھری عمر دراز خان، جناب سپیکر! میں نے بھی تقریر کرنی ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ نے اپنا نام تقریر کے لیے دیا ہے؟

چودھری عمر دراز خان، جناب سپیکر! میں نے 19 تاریخ کے لیے دیا تھا۔

جناب سپیکر، 19 کے لیے تھا۔ ٹھیک ہے۔ چودھری عمر دراز خان۔ سید ناظم حسین شاہ تقریر کر چکے ہیں؟ آوازیں، نہیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میرا نام بھی درج کر لیں۔

جناب سپیکر، جی' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ہیں اور اس میں مہر اسلم بھروانہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ عنیفہ ممدوٹ صاحبہ نہیں ہیں۔ محمد عبداللہ ذار صاحب' فوزیہ بہرام صاحبہ نہیں ہیں۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب نہیں ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر! وہ اپنی کتابیں چھوڑ گئے ہیں۔

چودھری غلام قادر، جناب سپیکر! میرا نام آپ کے پاس 18 تاریخ سے ہے۔

جناب سپیکر، چودھری غلام قادر صاحب کا نام میرے پاس ہے۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! میرا نام ہے؟

جناب سپیکر، جی' راؤ طارق محمود ہے۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میرا نام لکھ لیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' آپ کا نام آ گیا ہے۔

جناب عباس علی انصاری، جناب سپیکر! میں نے بھی تقریر کرنی ہے۔

جناب سپیکر، جی' انصاری صاحب! میں جانتا ہوں۔ آپ کا نام پہلے تو میرے پاس نہیں۔ اور کون صاحب ہیں؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میرا نام تو ہے؟

جناب سپیکر، آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب علی اکبر مظہر ویئس: جناب سپیکر! میری معصوم سی خواہش تھی کہ میں بشریٰ رحمٰن صاحبہ کے بعد بولوں۔ لیکن آپ نے مجھے محروم ہی رکھا۔ یہ میری معصوم سی خواہش تھی اور اگر یہ پوری ہو جاتی تو اچھا تھا۔

جناب سپیکر: تو اب بھی وہ بول چکی ہیں اور ان کے بعد ہی آپ کی باری آئے گی۔

جناب علی اکبر مظہر ویئس: تو آج ہی مجھے موقع دے دیا جائے تاکہ میں ان کے بیٹھے ہونے ہی کم از کم کچھ کہہ لوں۔ پھر وہ چلی جائیں گی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! علی اکبر مظہر ویئس صاحب کی بڑی خواہش ہے کہ آپ ان کی تقریر کے دوران تشریف رکھیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! مجھے تو ان کی خواہش کا اس دن سے احترام ہے جس دن سے انہوں نے فرما دیا تھا کہ وہ میرے بعد تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جناب گستاخی معاف آپ نے ان کی خواہش کا کوئی خیال ہی نہیں کیا۔ دو دن ہو گئے ہیں وہ انتظار میں بیٹھے ہیں اور اب بھی آپ ان کو انتظار میں رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب ہم مزید انتظار کی زحمت انہیں نہیں دیں گے۔

مخدوم الطاف احمد: جناب سپیکر! اگر وزیر قانون صاحب پر گراں نہ گزرے تو جناب سے میں نے بھی درخواست کر رکھی ہے۔

وزیر قانون: کوئی اجازت نہیں۔ نہیں۔۔۔۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! یہ اجازت اگر آپ کو لاء منسٹر نے دینی ہے تو انہوں نے تو اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

مخدوم الطاف احمد: نہیں، جناب والا! میرا اپنا بطور ممبر بھی کچھ استحقاق ہے۔ میں تو صرف ان سے اتنی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جو کچھ میں عرض کروں اس کو وہ خوش دلی سے قبول فرمائیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی ایک جملہ یا کوئی بات انہیں گراں گزرے۔

جناب سپیکر: اجازت آپ ان سے مانگ رہے ہیں یا مجھ سے؟

مخدوم الطاف احمد: جی نہیں۔ میں بس ان کے نوٹس میں لا رہا ہوں۔۔۔۔ (قہقہے) میں ان کے کہنے پر

تھوڑی بہت رعایت ضرور کروں گا کیوں کہ وہ کافی دنوں سے مجھ سے اصرار فرما رہے ہیں۔ لیکن اگر کچھ گستاخی ہو جائے تو اس کو وہ خوش دلی کے ساتھ قبول فرمائیں گے؟

وزیر قانون، بالکل، قبول فرمائیں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا آپ کی شخصیت اور بلند مرتبہ کرسی اور یہ منتخب ایوان اس بات کے مجبور محض اس لیے ہیں کہ ان کو جو بھی، جس نے بھی، جیسا بھی بجٹ جو غلط اعداد و شمار پر مبنی ہے وہ دے دیا ہے اور ہماری مجبوری ہے کہ اسے تسلیم کر لیا جائے۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ سے مجھے کوئی دشمنی نہیں۔ It is not that I love figures. I love no more. میں آپ کے وقار کو اور اس ایوان کے وقار کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ یہ اس ایوان کی توہین ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ کے نوٹس میں ایک غلطی آ جائے، ایوان کے نوٹس میں ایک mal practice آ جائے، عزت مآب سپیکر کے نوٹس میں آ جائے کہ یہ mal practice on records exists ہے اور ایوان میں حزب اقتدار کی طرف سے اس غلطی کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا اس صورت میں اس مسئلہ پر اس ایوان میں بحث جاری رکھی جا سکتی ہے؟ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر سنا ہے؟ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ سید ناظم حسین شاہ اور میاں محمد اسلم گورداسپوری دونوں نے کہا تھا کہ فنانس منسٹر صاحب اس بات کی تشریح کریں، وہ اس بات کو واضح کریں کہ اس بجٹ کی کون سی version درست ہے؟ آیا انگریزی version درست ہے یا اردو version؟ کیونکہ ان میں کافی تضاد ہے۔ اس پر فنانس منسٹر نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ english version ہر لحاظ سے مکمل ہے اور یہ درست ہے۔ آپ اس کو زیر بحث لائیں۔ اس پر مجھے سید ناظم حسین شاہ اور میاں محمد اسلم گورداسپوری نے انگریزی version کو study کرنے کے بعد اس میں بھی چند ایک ایسی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے کہ جس کو اگر دیکھا جائے تو بادی النظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں figures کی کافی غلطیاں ہیں۔ اب وہ اپنے پوائنٹ پر اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ یہ بجٹ جس کو ہم زیر بحث لا رہے ہیں، بنیادی طور پر اس میں چند ایسی غلطیاں ہیں کہ جن کی اصلاح ہونی لازم ہے اور اسی بجٹ کو جس میں بنیادی طور پر غلطیاں ہیں، اس کو اگر ہم زیر بحث لائیں اور مجھے وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بات آپ کے علم میں بھی ہے کہ یہ جو بجٹ ہے اس میں چند ایک غلطیاں ہیں تو کیا اسے اسی انداز میں زیر بحث لانا چاہیے اور اسی انداز میں اس پر cut

motions آنی چاہییں اور اس کو پاس کرنے کا جو طریقہ کار ہے اس کو اس طرح سے وہاں سے گزرنا چاہیے۔ یہ احباب کل میرے پاس تشریف لائے تھے۔ میرے چیمبر میں بھی انھوں نے میرے ساتھ بات کی، تو میں نے جناب اسلم گورداسپوری اور سید ناظم حسین شاہ سے یہ کہا تھا کہ آپ مجھے اس بارے میں کچھ precedence بتائیے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی غلطیاں ہیں تو آپ یہاں اس ایوان میں ہیں، اس لیے کہ آپ اس پر بحث کریں اور اگر بجٹ میں کوئی غلطیاں ہیں، اگر figures کی کوئی غلطیاں ہیں، پالیسی کی غلطیاں ہیں، جو بھی غلطیاں ہیں آپ اس کو زیر بحث لائیں اور آپ کی ہر بات ملک کے ایک ایک کونے تک پہنچے گی۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ بجٹ میں بنیادی غلطیاں ہیں تو ان کو زیر بحث لائیں اور آپ اس پر تنقید کیجیے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس بجٹ کو اس انداز میں پاس نہیں ہونا چاہیے اور سپیکر اس کا نوٹس لے، اس کی cognizance لے تو میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کے پاس کوئی ایسی precedents موجود ہیں کہ کبھی بجٹ میں figures کی غلطیاں ہو اور سپیکر نے وہ بجٹ گورنمنٹ کو واپس کیا ہو، کیوں کہ اس بجٹ کو ہم take up کر ہی نہیں سکتے ہیں کہ اس میں figures کی غلطیاں ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسے رولز ہیں، کوئی ایسی روایات ہیں، اس کی support میں کوئی precedents ہیں تو آپ میرے پاس لائیے میں آپ کی بات کو سننے کے لیے تیار ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ اس پر اپنا نقطہ نظر دیں کہ ان کے خیال کے مطابق اس میں بنیادی طور پر اس بجٹ میں کچھ defects ہیں اور calculations کی کچھ غلطیاں ہیں تو اس لیے یہ چاہتے ہیں کہ یہ بجٹ اس انداز میں ایوان میں پیش نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو آپ واپس کریں۔ آپ فرمائیے کہ آپ کا اس سلسلہ میں کیا نقطہ نظر ہے؟

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا! میرا بھی اس سلسلہ میں پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کا بھی آپ اس کے ساتھ ہی جواب دے دیں۔ لہ منسٹر صاحب اس کا بھی اکٹھا جواب دے دیں گے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے میزانیہ سال 91-1990ء پر جو بجٹ تقریر کی ہے اس میں انہوں نے دانستہ یا نادانستہ طور پر غلط تقریر کی ہے اور بعض حقائق کو پوشیدہ رکھا ہے جو انہیں بجٹ میں ظاہر کرنے چاہییں تھے۔ لیکن انہوں نے بجٹ تقریر میں وہ ظاہر نہیں کیے۔ انھوں نے ٹوٹل بجٹ میں پوشیدہ رکھے ہیں۔ یہ بھی انھوں نے ایک غلط روایت قائم کی ہے۔ اس کے متعلق بھی فیصلہ کریں۔ میں اپنی بجٹ تقریر میں یہ واضح طور پر بیان کروں گا کہ انھوں نے کیا حقائق

پوشیدہ رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی' جناب لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب والا! ۔۔۔۔

بیگم طاہرہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے precedents کی بات کی ہے۔ precedents گزشتہ بھی ہو سکتے ہیں اور precedents آپ خود بھی آئندہ کے لیے set کر سکتے ہیں۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے تو بجٹ ہے ہی figures کا کھیل۔ اگر figures صحیح نہیں ہیں تو اس پر بحث بیکار ہے۔ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں اسی سلسلہ میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے precedents کی بات کی ہے۔ اب جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس بجٹ میں اعداد و شمار غلط ہیں تو آپ کی اجازت سے اس ایوان میں ایک نظر ثانی شدہ بجٹ پیش کیا جا سکتا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ جناب وزیر خزانہ دوبارہ اس میں تصحیح کر کے ایک نظر ثانی شدہ بجٹ اس ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر: بنیادی طور پر یہی بات کہنا چاہتے ہیں۔ جناب گورداسپوری بھی یہی بات کہنا چاہتے ہیں۔ جناب لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلہ میں سید ناظم حسین شاہ نے ایک تحریک استحقاق نمبر 46 دی ہوئی ہے۔ آج سید ناظم حسین شاہ میرے پاس اور وزیر خزانہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ میری جو تحریک استحقاق ہے' اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو وزیر خزانہ نے ان سے یہ گزارش کی کہ کل میں آپ کی اس تحریک استحقاق کا تفصیلاً اپنا نقطۂ نظر پیش کروں گا تو شاہ صاحب نے پھر اس سے اتفاق کیا کہ ٹھیک ہے کل آپ اس پر اپنا نقطۂ نظر پیش کریں اور تفصیلی جواب دیں تو میرے خیال میں اگر آپ اجازت دیں تو ویزیر خزانہ کل اس تحریک استحقاق' جو خزانہ سے متعلق ہے اس کا جواب دیں گے اور جو فاضل رکن اس تحریک کا محرک ہے' ان کے اور جناب فنانس منسٹر کے درمیان میری موجودگی میں اس موضوع پر بات ہوئی ہے اور اس پر انھوں نے اتفاق کیا ہے کہ کل اس پر بات ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 46 سید ناظم حسین شاہ کی ہے۔ اسلم گورداسپوری صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اس پر وزیر خزانہ صاحب کل جواب دیں گے۔ لہذا تحریک

استحقاق نمبر 47 جناب اسلم گورداسپوری صاحب کی اپنی ہے۔ اس کو بھی کل زیر بحث لائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ کو کچھ اندازہ ہو گیا ہے کہ وزیر خزانہ کو کس وقت تک آپ تقریر کے لیے بلا سکیں گے۔ آپ کو اب تو پتا چل گیا ہے کہ کتنے معزز اراکین نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، جی پتا چل گیا ہے۔ اگر مزید پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے گئے تو ہم شاید آج صبح کی نشست میں وہ ممبران جو بات کرنا چاہتے ہیں انہیں بات کرنے کا موقع دیا جائے اور اس میں اگر وقت کی توسیع کرنی پڑی تو توسیع بھی کی جا سکتی ہے لیکن اگر ممبران اسمبلی بات نہ کر سکے تو پھر ظاہر ہے کہ دوسرا اجلاس کرنا پڑے گا۔

وزیر قانون، اس میں اب یہی ہے کہ میں آپ کے توسط سے بھی یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈرز سے احتراز کیا جائے اور معزز اراکین وقت کی بھی پابندی کریں تاکہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معزز اراکین کو بات کرنے کا موقع مل سکے۔ شکریہ

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب والا! آپ نے بجٹ میں اعداد و شمار کے مسئلے کو کل تک کے لیے ملتوی کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، جو مسئلہ ایک دفعہ dispose of ہو جاتا ہے تو اس پر دوبارہ بات نہیں کی جاتی۔ اسی پر تحاریک استحقاق پیش ہوئی ہیں۔ اس مسئلے پر کل بات کریں گے۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب والا! جب یہ اعداد و شمار ہی نہیں تھے جن پر آپ نے بحث کی ہے تو Then where will we stand

جناب سپیکر، مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب! اس پر میں فیصلہ دے چکا ہوں۔ اس لیے اب آپ تشریف رکھیں۔ کل اس پر بات ہو گی۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب!

میزانیہ بابت 91-1990ء پر بحث

میاں محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کے لیے موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر، لیکن آپ نے دس منٹ کے اندر اپنی تقریر ختم کرنی ہو گی۔

میاں محمود الحسن ڈار، ٹھیک ہے۔ آپ وقت دیکھ لیں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے تو اس کے لیے پھر مجھے وقت دے دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کی میں اجازت ہی نہیں دوں گا۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! چونکہ صرف دس منٹ ہیں۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ مجھے پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

پنجابی کا اردو میں ترجمہ جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے بڑے پُرزور طریقے سے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خسارے میں کمی کرنے کے لیے بعض ضروری محکموں کا بجٹ کم کر دیا ہے۔ یہ کمی کہاں کی گئی ہے؟ یہ تعلیم، شاہرات، صحت، تعمیرات میں کی گئی ہے اور زیادہ فنڈز پولیس کے محکمے کو دیے گئے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے سب سے زیادہ فنڈز پولیس کو کیوں دیے ہیں اور جو بنیادی ضروریات ہیں ان میں کمی کیوں کی گئی ہے۔ یہ عوام پر بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تعلیم مفت کر دی ہے۔ آپ نے پرائمری تعلیم کو کیا مفت کیا ہے؟ اس کی تو پہلے ہی دو روپے فیس تھی جس کو آپ نے ختم کر دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ جو بچوں کو اتنا بڑا بستہ پکڑاتے ہیں، ان کو اتنی زیادہ کتابیں خریدنی پڑتی ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ آپ نے اگر تعلیم مفت کرنی تھی تو پھر ان کو کتابیں بھی مفت دیتے۔ پھر ہم کہتے کہ واقعی تعلیم مفت ہے۔

جناب والا! میں سکولوں کے بارے میں عرض کروں گا کہ اگر دستی صاحب دیہاتوں میں تشریف لے جائیں تو پھر ان کو پتا چلے گا کہ وہاں کس طرح بچے باہر سڑکوں اور میدانوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگر بارش ہو تو ان کے لیے وہاں سر چھپانے کے لیے بھی جگہ نہیں ہوتی۔ اس دوران سکولوں میں چھٹی کرنی پڑتی ہے جس سے ان بچوں کی تعلیم کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات ہے کہ وہاں پر بیٹھنے کے لیے صرف زمین ہی میسر آتی ہے۔ کوئی ٹاٹ وغیرہ میسر نہیں آتا۔ یہ ان سکولوں کی حالتوں کو دیکھیں۔ ان کو تعلیم کی مد میں پیسہ بڑھانا چاہیے تھا تاکہ لوگ تعلیم حاصل کریں اور اس طرح ان میں شعور پیدا ہو اور وہ ان کی زیادتیوں کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب والا! اسی طرح میں ہسپتالوں کے بارے میں بات کروں گا کہ سردار صاحب کسی وقت ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں کہ وہاں غریبوں کی کیا حالت ہے۔ ان کو وہاں دوائی بھی نہیں ملتی۔ یہاں یہ

کہا جاتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ ہمیں یہاں بجٹ میں سے پیسے بھی نہیں دیتی۔ وہاں یہ حالت ہے کہ مریض آپریشن تھیٹر میں ہوتا ہے۔ اس کا آپریشن ہو رہا ہوتا ہے اور ڈاکٹر اس کے لواحقین کو بار بار نسخے پکڑا رہے ہوتے ہیں کہ جلدی جاؤ اور یہ دوائی لے کر آؤ۔ وہ غریب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں جب کہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ جاؤ اور دوائی لے آؤ ورنہ ہم علاج نہیں کر سکتے۔ ہمیں پنجاب گورنمنٹ نے غریبوں کے لیے کوئی دوائی نہیں دی۔ اگر خون کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اسی وقت کہتے ہیں کہ اس خون کا بندوبست کریں۔ امیر آدمی تو باہر سے بھی خون خرید لیتا ہے جب کہ غریب آدمی اس وقت ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ کہاں جائے۔ اس لیے ان کو صحت کی مد میں بھی زیادہ پیسے رکھنے چاہییں تھے۔ یہ پولیس کی مد میں اسے پیسے زیادہ رکھتے ہیں تا کہ ضمنی انتخابات میں ان کے ذریعے سے دھاندلی کروائی جا سکے۔ ان کو شریف آدمیوں کو تنگ کرنے کے لیے زیادہ پیسے دیے جاتے ہیں۔

جناب والا! میں ٹریفک پولیس کے بارے میں بات کروں گا کہ آپ کبھی رات کو سڑکوں پر جا کر دیکھیں، آپ بھی رات کو کار میں سفر کرتے ہوں گے، آپ نے دیکھا ہو گا کہ ٹریفک پولیس والوں نے رات کو ٹرکوں کو روکا ہوتا ہے۔ وہ ان کو پیسے دینے کے لیے مجبور کرتے ہیں۔ ٹرکوں والے رات کو زیادہ سفر کرتے ہیں لیکن پولیس والے ان کو روک لیتے ہیں۔ اس میں نقصان کس کا ہے؟ یہ عوام کا نقصان ہے۔ اگر کسی نے ٹرک میں فروٹ رکھا ہو تو وہ وقت پر اپنے مقام پر نہیں پہنچ سکے گا اور فروٹ خراب ہو جائے گا۔ یہ عوام کا نقصان ہو گا اور کاروباری حلقوں کا نقصان ہو گا۔ اس کے علاوہ پولیس رات کی تاریکی میں کن کو پکڑتی ہے؟ یہ ان کو پکڑتی ہے کہ اگر کوئی رکشہ والا جا رہا ہوتا ہے تو اس کو پکڑ لیتے ہیں۔ موٹر سائیکل والے کو پکڑ لیتے ہیں۔ یہ کار والے کے نزدیک بھی نہیں جاتے کہ کہیں یہ نہ ہو کہ یہ کار سردار صاحب کی ہو۔ اسی لیے وہ کار کے نزدیک بھی نہیں جاتے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ دہشت گردی ہوتی ہے۔ آپ دہشت گرد کو کس طرح پکڑ سکتے ہیں کیونکہ آپ تو کار کی تلاشی بھی نہیں لیتے۔ اس کی ڈگی تک کھول نہیں سکتے۔ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ آپ پولیس کو اتنے اختیارات نہ دیں۔ آپ پنجاب میں پولیس کے ذریعہ حکومت کر رہے ہیں۔ خدارا یہ پولیس کچھ نہیں ہے۔ آپ عوام کی مدد سے اور صحیح جمہوری طریقے سے حکومت کریں۔ لوگوں کو انصاف دیں۔ اگر اس طرح ہو تو پھر ہمیں پولیس کی مد میں اتنا پیسہ رکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب والا! یہاں بھوربن ریسٹ ہاؤس کی بھی بات ہوئی۔ چیئر لفٹ پر بیس لاکھ روپے خرچ کرنے کی بات ہوئی۔ یہاں جمریٹر پر دو کروڑ تنتالیس لاکھ روپے خرچ کرنے کی بھی بات ہوئی۔ لیکن

آپ میری ایک بات کو سن لیں جو کہ یہاں چھپائی گئی ہے۔ اس آمر کا مکان جس نے گیارہ سال تک اس ملک میں جمہوریت کو تباہ کیا' برباد کیا' غریبوں کا خون چوسا' اس کے مکان کو خریدنے کے لیے' ضیاء کے مکان کو خریدنے کے لیے انھوں نے یہ بات چھپائی اور اس کے لیے رقم مختص نہیں کی کیونکہ ان کے پاس block allocation ہے۔ یہ اس میں سے پیسہ دیں گے۔ کیا آپ نے اس کا میوزیم بنانا ہے؟ اس میں سے وہ دبایا ہوا تھیلہ جو کہ فیصل مسجد میں سے نکال کر وہاں دبایا تھا وہ نکالنا ہے؟ اگر آپ نے اس کے لواحقین کو پیسہ دینا ہی ہے تو اسی طرح خیرات کے طور پر دے دیں۔ آپ کے پاس بہت پیسہ ہے۔ میں کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بہت امیر آدمی ہیں اور یہ ان کی ضرورت بھی ہے۔ وہ پنجاب گورنمنٹ سے نہیں بلکہ اپنی جیب سے ان کو پیسہ دیں۔ اگر اس کے لواحقین کو ضیاء کے احسانات کا بدلہ دینا ہی ہے تو اپنی جیب میں سے پیسہ دیں' نہ کہ غریب عوام کا خون نچوڑیں۔ پنجاب کے عوام کا خون نچوڑ کے آپ ان کو پیسہ دے رہے ہیں۔ لہٰذا اس کے مکان کو خریدنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ بہت اچھا کام کیا ہے کہ جو بات چھپی ہوئی تھی وہ اس طرح سامنے آ گئی ہے۔ اس کی بیوی بھی کہتی ہے اور اس کے بچے بھی کہتے ہیں کہ ہم نے تو کوئی مکان نہیں بنایا لیکن آپ نے یہ بہت اچھی نشاندہی کی ہے کہ اس کا مکان ہے اور ہم خریدنے لگے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں تعمیر وطن پروگرام کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ تعمیر وطن پروگرام ہے یا پنجاب کے عوام کا دشمن پروگرام ہے۔ میرا فیصل آباد شہر جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں وہاں پر کارپوریشن کو ایک باغ کی گرل لگوانے کے لیے 8۔ لاکھ روپے دیے گئے اور آپ یقین کریں کہ میئر فیصل آباد کارپوریشن جو کہ وزیر اعلیٰ کا عزیز ہے' آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ اس باغ کا کیا حشر کیا گیا ہے۔ وہ درخت جن سے تاریخ وابستہ تھی' لائلپور جب سے بنا تب سے وہ درخت لگے ہوئے تھے۔ اب ان درختوں کو کاٹ کر ان کے پیسے خود قابو کر لیے ہیں۔ اس کا کوئی حساب نہیں۔ 8۔ لاکھ روپے تو کوئی چیز نہیں۔ وہ تو پچیس تیس لاکھ روپے کے درخت بیچ چکے ہیں۔ اسی طرح ایک کالونی کے لیے 19۔ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ کیا ضرورت ہے اس کو امداد دینے کی؟ فیصل آباد کی کارپوریشن تیسرے نمبر پر ہے۔ آپ لاہور کو بھی دے رہے ہیں۔ فیصل آباد کو بھی دے رہے ہیں۔ آپ کو ان کارپوریشنوں کو پیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ اپنے وسائل سے اپنی ترقیاتی سکیمیں چلائیں۔ آپ ان پر کیوں روپیہ ضائع کرتے ہیں؟ خسارے کے متعلق رانا شوکت محمود نے بالکل صحیح کہا ہے گو ہم اس کے قائل نہیں ہیں لیکن اگر یہ مجھے موقع دیں اور اگر یہ میری ڈیوٹی لگائیں تو میں اس

خسارے کو کم کر کے ان کی دگنی آمدنی کر سکتا ہوں۔ میں ان کو نشاندہی کرتا ہوں کہ کارپوریشن کو ہرگز پیسے نہ دیں۔ ان کے اپنے وسائل ہیں۔ وہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے خرچ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ایف۔ ڈی۔ اے کی طرف دیکھیں تو ان کے پاس لاکھوں روپے کے پلاٹ ہیں۔ آپ کو ارتھ فلنگ کے لیے 19۔ لاکھ روپے دینے کی ضرورت پیش آئے گی۔ وہ اپنی آمدنی کے ساتھ اپنے اخراجات پورے کریں۔ اگر میں ایل۔ ڈی۔ اے کی بات کروں تو اس میں بھی یہی کارپوریشن ہے۔ یہاں کروڑوں روپے کے پلاٹ ہیں۔ وہ ان پلاٹوں کی اوپن سیل کریں۔ وہ ایم پی اے اور ایم این اے کو خریدنے کے لیے رشوت نہ دیں کہ لو جی جوہر ٹاؤن میں ایم پی اے کالونی بن رہی ہے۔ یہ کس کو دینی ہے؟ آئی جے آئی کے آدمیوں کو دینی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آپ یہ پلاٹ رشوت کے طور پر دیتے ہیں۔ آپ اوپن سیل کریں۔ اس کی نیلامی ہو۔ اس طرح کروڑوں روپیہ آپ کے خزانے میں جائے گا اور اس سے آپ کا خسارہ پورا ہو گا۔ اس کی پوزیشن 1982ء والی ہے۔ یہ بجٹ surplus بن سکتا ہے لیکن ان کی نیتیں ان کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ کینسر انسٹی ٹیوٹ کے لیے ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ کینسر کے مرض کے لیے ایک کروڑ روپیہ کیا چیز ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ کہیں سیر کرنے کے لیے جائیں تو ایک کروڑ روپیہ بخشیش کے طور پر دے آئیں۔ ان کے پاس اربوں روپیہ ہے۔ گیارہ سال کی پیداوار اربوں روپیہ ان کے پاس ہے۔ جب کہ کینسر کے مرض کے لیے صرف ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ آپ اتفاق ہسپتال کو دیکھیں کہ جہاں اربوں روپیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ یہ وہاں بھی جا کر کوئی انسٹی ٹیوٹ بنائیں اور وہاں اپنی جیب میں سے پیسے لگائیں۔ انھوں نے صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے یہ پیسے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔ میں ایک منٹ بھی فالتو نہیں دوں گا۔۔۔۔ آپ کی تقریر ریکارڈ نہیں ہو رہی۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہر محمد اسلم بھروانہ صاحب!

مہر محمد اسلم بھروانہ: جناب سپیکر! گزشتہ چند دنوں سے اپوزیشن کے بھائیوں کی دھواں دھار تقریریں سن رہے ہیں۔ ان کا حق بنتا ہے کہ بجٹ کی خامیوں پر بات کریں۔ اس میں جو کمی رہ گئی ہے اور جو خامی رہ گئی ہے اس پر بات کریں لیکن انہوں نے اپنا فرض سمجھ لیا ہے کہ اگر کوئی اچھی چیز

ہے تو اس پر بھی تنقید کریں بلکہ میرے ایک معزز رکن نے یہاں تک بھی کہا ہے کہ اس بجٹ کو راوی میں غرق کر دیا جائے۔ اگر وہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر سن لیتے اور پھر اس کو پڑھتے اور اس کا مطالعہ کرتے تو پھر شاید یہ بات نہ کہتے اس لیے کہ اس بجٹ میں غریب لڑکیوں کی تعلیم کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ کچی آبادیوں کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ اس میں پس ماندہ علاقوں کے لیے رقم مختص کی گئی ہے۔ اس میں پرائمری تک مفت تعلیم کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ اس میں چودہ پسماندہ اضلاع کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ توجہ دیہات پر دی گئی ہے۔ دیہاتی آبادی پر دی گئی ہے اور غریب لڑکیوں کے جہیز فنڈ کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ جب ہمارے صوبے کے عوام یہ سنیں گے اور پڑھیں گے کہ ہمارے بھائیوں نے کہا ہے کہ اس کو راوی میں غرق کر دیا جائے تو وہ ہمارے متعلق کیا تاثر قائم کریں گے۔ ہمارے لیے اتنا کچھ کیا گیا ہے اور اس کو بھی یہ راوی میں بہانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ مرکز کے بجٹ کو دیکھیں تو یہ بھول جائیں گے۔ ان کو پتا چلے گا کہ اس میں اور اس میں کتنا فرق ہے کہ اس کو منگلا ڈیم میں بہانا چاہیے۔ اس کو راوی میں غرق کرنا چاہیے۔ اس کا پتا اس کو دیکھنے سے چلے گا۔

جناب والا! جہاں تک پولیس کا تعلق ہے تو پولیس ہی ایک ایسی فورس ہے جو امن و امان قائم رکھنے کا کام کرتی ہے اور اپنا فرض ادا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور ایسی فورس نہیں اور اس کا متبادل بندوست نہیں۔ جیسا کہ پہلے پیپلز گارڈ بنائی گئی تھی۔ فیڈرل سیکیورٹی فورس بنائی گئی تھی۔ ایسی فورسز ہمارے پاس نہیں ہیں جو امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول کریں۔ ہمارے پاس صرف پولیس ہی ہے اس کے لیے بھی اگر فنڈز نہ رکھیں تو اس کے علاوہ میرے بھائیوں کے پاس اور کیا تجویز ہے؟ ہمارے بھائی سندھ کی پولیس کو دیکھیں۔ اس کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ 78۔ کروڑ روپے تک پولیس کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ وہ ہماری نسبت چھوٹا صوبہ ہے۔ پنجاب کی آبادی پورے پاکستان کا 62 فیصد ہے۔ اس کی پولیس کے لیے کوئی رقم بڑھائی گئی ہے تو کوئی طوفان نہیں آ گیا۔ کیونکہ ہمارے پاس حالات کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے ایک ہی ادارہ ہے۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں زمینداروں اور عزت دار لوگوں کی پگڑیاں اچھالنے کے لیے طرح طرح کے طریقے استعمال کیے گئے۔ ان کو بدنام کیا گیا۔ پچھلے دور میں زرعی اصلاحات ہوئیں، مالک کو مزارعے سے لڑایا گیا۔ قوانین میں ایسی ترامیم کی گئیں کہ جس سے مالک اور مزارعے کے درمیان جنگ جاری رہے۔ ایسی ایسی شقیں بنائی گئیں کہ جن میں زمینداروں کے خلاف

ت سارا مواد اکٹھا کر کے ان کو ذلیل کیا جائے۔ اس دور میں ایسے ایسے ڈرامے دکھائے جاتے رہے۔ ب بھی وہی ہو رہا ہے۔ اب دوسرے طریقے استعمال ہو رہے ہیں۔

جناب والا! دوائیوں کی قیمت بڑھائی جا رہی ہے۔ فصلوں کی قیمت اگلے سال کے لیے بڑھائی جاتی ہے۔ کھاد کی قیمت اتنی زیادہ بڑھائی جا رہی ہے کہ کوئی کسان، کوئی زمیندار اس کو خرید نہیں سکتا۔ جہاں تک چاول کا تعلق ہے تو وہ ان لوگوں کا چاول خریدتے ہیں جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو۔ ان کو کنٹرول ریٹ پر مل سکتا ہے۔ باقی کسی کو اس پر حق نہیں۔ کھاد صرف ان لوگوں کو دیتے ہیں جن کا پیپلز پارٹی سے تعلق ہو۔ ان کے علاوہ وہ کسی کو کھاد نہیں دیتے یا اگر کوئی عام آدمی ان کی چٹ دے کر جائے تو اس کو وہ کھاد مل سکتی ہے۔ اس کے سوا کسی کو نہیں مل سکتی۔ میرے ساتھ جھنگ میں آئیں اور دیکھیں کہ کتنی کھاد بلیک ہوئی ہے اور اس میں کون شریک ہے۔ میں یہ ثابت کر کے دکھاؤں گا اور جس پیپلز پروگرام کا ذکر کرتے ہیں اس کا نمونہ میں انہیں جھنگ میں دکھانا چاہتا ہوں کہ اس کی رقم کس کے حلقے میں خرچ ہوئی ہے۔ ایک وفاقی وزیر جس کا تعلق اس محکمے سے ہے اس کے حلقہ میں پیپلز پروگرام کی رقم خرچ ہوئی ہے اور اس میں کیا کیا دھاندلیاں ہوئی ہیں۔ یہ بھی میں ان کو لے جا کر دکھانے کے لیے تیار ہوں۔ جب وہ دیکھیں گے تو یہ ساری تقریریں انشاء اللہ تعالیٰ بھول جائیں گے اور ان کو میں سارے ثبوت دوں گا۔ اگر یہ میرے ساتھ جانے کی تکلیف گوارہ کریں۔

جناب والا! جہاں تک ممبران کو بدنام کرنے کا تعلق ہے۔ ہارس ٹریڈنگ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ ہم سے پہلے ہمارے بزرگ بھی ان اسمبلیوں میں رہے ہیں۔ ان کا وقار ہوتا تھا۔ ان کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی لوگ قدر کرتے تھے کہ اتنی آبادی نے انہیں منتخب کر کے بھیجا ہے۔ ان کی ایک عزت ہے اور ایک وقار ہے۔ لیکن جب سے یہ پروپیگنڈہ شروع ہوا ہے سب کو اکٹھا ہی گنا جاتا ہے۔ میں اس کے متعلق بھی عرض کروں گا کہ اس قسم کے لوگ ہیں جو بکنے والے ہیں۔ ان کے نام لیے جائیں۔ وہ کون لوگ ہیں اور ان کو کون خریدتا ہے؟ خریدنے والا کون ہے؟ جب کہ اسلام میں تو واضح ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں برابر ہیں۔ اس میں یہ بھی واضح کیا جائے کہ کون خریدتا ہے اور کس کس کو خریدتا ہے اور کس نے کیا لیا ہے۔ اگر یہ نظر نہیں آتا تو اس کے لیے بھی میں گزارش کروں گا کہ تھوڑی سی میرے ڈویژن کی طرف بھی توجہ دیں۔ میرے ڈویژن میں میرے اپوزیشن کے بھائیوں میں سے اب کوئی زمیندار نہیں رہا۔ سب کے سب مل مالک اور کارخانہ دار بن چکے ہیں۔ اس لیے زراعت کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے جو ان کے اندر ہمارے

ساتھی ہیں وہ اب زمیندار نہیں رہے اور وہ آئندہ 5 سال کے بعد بھی زمیندار یا کسان نہیں رہیں گے۔ ان کے پاس تو ملیں ہوں گی' کارخانے ہوں گے' اتنا سرمایہ ہو گا کہ ان کو زراعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہو گی۔ اس کا نمونہ بھی میں ان کو اپنے ڈویژن میں لے جا کر دکھا سکتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ پھر یہ شوشے چھوڑے جاتے ہیں کہ جی بک رہے ہیں اور سودے ہو رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس کو سودا نہیں کہتے کہ سال پہلے 80 کروڑ روپیہ قرضہ لیا جائے اور ایک سال میں بھی موقع پر اس مل کا کوئی وجود نہ ہو۔ میں یہ سامنے دکھانے کے لیے تیار ہوں۔ میرے ضلع میں تین ملوں کو منظوری دی گئی ہے جن کے لیے 80' 80 کروڑ روپیہ قرضہ لیا گیا ہے لیکن موقع پر کوئی کام نہیں ہوا اور تین فیصدی پر قرضے لیے جا رہے ہیں جبکہ وہی رقم بنک میں رکھوا کر 12 فیصد منافع پر حاصل کی جا رہی ہے۔ کیا اس کو ہارس ٹریڈنگ کہتے ہیں؟ اور کس کو کہتے ہیں' اس کا موازنہ کریں۔ اُدھر سے نوکریوں کی بات کرتے ہیں کہ نائب تحصیل دار ہو رہے ہیں' اے ایس آئی ہو رہے ہیں۔ ذرا اس طرف بھی نگاہ ڈالیں۔ میرے ضلع جھنگ سے 25 آدمیوں کو رائس کارپوریشن میں اعلیٰ عہدوں پر بٹھایا گیا ہے جو اپنے گھر سے میٹر بن سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی اتنی اہمیت ہے کہ وہ اتنے بڑے عہدوں پر بیٹھ کر کام کریں اور ان دھاندلیوں کا حساب میں ان کو دکھانے کے لیے تیار ہوں۔ یہ میرے ساتھ چلیں۔ جس کے پاس ایک مربع زمین تھا اب وہ دس مربع زمین کا مالک بن چکا ہے۔ نئی نئی گاڑیاں بھی آ چکی ہیں۔ میں سب کچھ ان کو سامنے دکھانے کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ مہر صاحب! جناب خالد لطیف کاردار!

MR KHALID LATIF KARDAR: Mr Speaker Sir, I am grateful that you have given the opportunity to speak over the budget. This august Assembly my honour is the creator of 1973 Constitution of Pakistan. The federation and the Constitutions are part and parcel of each other and one can't exist without the other, therefore I would say, that after the creation of Pakistan the greatest achievement was to give Constitution to Pakistan. so therefore, the name of the Prime Minister Mr Z A Bhutto Shaheed will go down in the history of Pakistan. There ae many characteristics of the Constitution of Pakistan viz the

incorporation of Islamic provisions and the separation of judiciary from the executive and provincial autonomy has also been granted to all the four provinces. Supplementary Budget is also a characteristic of Pakistan Constitution. There is a provision for the supplementary budget in Article 124 of the Constitution. The ruling party cannot take pride of presenting the supplementary budget It means that the Provincial Assembly is supreme and no penny could be spent without the consent of the Assembly But in the case of supplementary budget the money is being spent without the consent of the Assembly which is against the democratic principles. Now, I come to the annual budget. Honourable Mr Speaker, the budget is a deficit budget presented by the Finance Minister of the Punjab Government, and I am sorry to say that this ruling party is presenting budgets since 1982, they have got no justification to rule Punjab when the ruling party bringing every Punjabi under budget. According to this budget I would say Mr Speaker, there is a deficit of 400 crores when no obligatory grant is given by the federal government. Mr Speaker, there is difference in obligatory grants and non obligatory grants. In case of obligatory grants this is the duty of the federal government to go to the provinces and rescue and in obligatory grant the provincial government has no constitutional right to demand more and more. Non obligatory grants are entirly the discretion of the federal government. Honourable Speaker they also claim that the ruling party have no taxes, but I would say that most of the people of Punjab 80 percent of them are the poor people. Only 20 percent of them are the people who are the industrialists, businessmen and landlords The people of Punjab need revenue because they want more educational institutions, modern technology, and if there is no money in the budget how the nation could make

progress. They are representing only the rich people. This leadership of Punjab, I would say, was the right hand of Zia-ul-Haq He was the person who tried to destroy public institutions. He put the people into jails. This Chief Minister is representing Martial Law that is why I say that there is always conflict. Pakistan peoples Party benches represent the democracy, they fight for the rights of the people but this is unfortunate the Chief Minister represents Zia-ul-Haq. He was Chief. Minister during Martial Law time. This Assembly has been created as a result of November 1988 Elections, and you know Mr Speaker, how he became the Chief Minister of Punjab.

MR SPEAKER: Mr Kardar mind you, you are talking about the annual budget.

MR KHALID LATIF KARDAR: I am talking, Sir, on the budget.

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Point of order.

MR SPEAKER: I don't want to entertain any point of order. Strictly I want speeches on budget.

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ بجٹ تقریر میں کوئی بھی ممبر، کسی بھی موضوع کے اوپر بات کر سکتا ہے۔ یہ کار دار صاحب کٹ موشن پہ نہیں بول رہے۔ یہ تو عام بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ اس لیے آپ یہ پابندی نہ لگائیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں گے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کرنا چاہتا۔ میں strictly تقاریر کروانا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے۔ آپ کی باری بھی آنے والی ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, there is absolutely discrimination on the part of the Provincial Government. You might have heard hue and cry from Multan, from Lahore from all cities of Punjab. Tameer-e-Watan only provides for the development and for the progress of areas of MPAs belonging to

Government Party and this is violation of constitutional provisions, because the Punjab Government is only providing funds for those MPAs who are on their side, and you could kindly see in the budget amount has been broken down as far as the law and order is concerned. The police is being used for political ends and you could kindly see the complete failure of Punjab Government in dealing with law and order. I would also say that 80 percent people of Punjab are patient farmers but there is no provision and no further public centres have been created for them in the villages. What provision has been made in the budget for the progress of the farmers. I would also say honourable Speaker that there is no public provision in Punjab. You can see all the developed countries always with public conveyance convenient for the public, but in Punjab there is no or any public conveyance. The people are wasting time for better conveyance and there is no money left in our budget for the purchase of buses and the like things. Thank you very much.

جناب سپیکر، مخدوم الطاف احمد صاحب!

مخدوم الطاف احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! نصر اللہ خان دریشک صاحب میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں ان کا دلی طور پر احترام کرتا ہوں۔ کافی دنوں سے ان کا اصرار ہے کہ میں اس ایوان میں نہ بولوں۔ جو چند حقائق ہیں ان پر پردہ ڈالے رکھوں۔ ان کا احترام مجھ پر لازم بھی ہے۔ انہوں نے میرے ساتھ ایک معاہدہ بھی کیا ہے۔ اس بجٹ کے تحت میں اس بجٹ پر' اس حکومت پر کوئی تنقید نہیں کروں گا لیکن ایک بات ایسی ضرور ہے جس پر میں کسی بھی قیمت پر مفاہمت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ میں آج صرف نصر اللہ خان دریشک کے کہنے پر تقریر نہیں کروں گا لیکن ایک بات اس ایوان کے نوٹس میں آج ضرور لاؤں گا۔ کیونکہ یہ میرا فرض بنتا ہے۔ جس ایوان کا میں ممبر ہوں اس ایوان کا وجود مجھے زیادہ عزیز ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو چیلنج کرتا ہوں کہ میری اس بات کو وہ یہاں آ کر جھٹلائیں اور قرآن پاک پر حلف لے کر جھٹلائیں۔ آج سے چند دن پہلے کیا انھوں نے اس اسمبلی کو

dissolve کرنے کے لیے ایک خط ٹائپ نہیں کروایا تھا؟ (شیم شیم) ! اگر میری بات غلط ہے تو وہ اس ایوان میں آ کر اور قرآن پاک پر حلف لے کر ایوان کو یقین دلائیں کہ انہوں نے ایسی حرکت نہیں کی۔

جناب والا! وزیر قانون کے کہنے پر میں تقریر نہیں کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی: الحمد للہ و کفیٰ والسلام علیٰ عبادہ الذین۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ و لا تعاونو علی الاثم والعدوان۔

جناب سپیکر! میں اس ارشاد ربانی سے اپنے بیان کی ابتداء کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اچھائی اور تقویٰ کے ساتھ تعاون کریں اور برائی اور گناہ کے کام پر کسی کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ بجٹ پر بہت کچھ بیان ہوا ہے۔ بجٹ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہوتا۔ یہ انسانوں کا بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صحیفے میں کسی قسم کی غلطی، کوتاہی نہیں ہو سکتی۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں، ان کے کاموں میں خامیاں بھی ہو سکتی ہیں اور خوبیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ ہمارے حزب اختلاف کے بھائی جس طرح خامیاں ہی خامیاں بتاتے ہیں، نہ تو وہ مناسب ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ ہم صرف اس کی تعریفیں کرتے رہیں اور قصیدے پڑھتے رہیں۔ یہ بھی صحیح بات نہیں۔ جو غلط بات ہے اس کی نشاندہی کرنا ہمارا بھی اتنا فرض ہے جتنا اپوزیشن والوں کا فرض ہے اور اپوزیشن والوں کو بھی چاہیے کہ اگر کوئی صحیح اور اچھی بات ہے تو محض اس لیے کہ چونکہ انہوں نے اختلاف کرنا ہی کرنا ہے، اس لیے وہ ہر اچھی بات سے اختلاف کریں اور تنقید کریں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ ان کا حق ہے کہ وہ تنقید کریں اور اصلاح کریں۔ اسی طرح ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ اگر کوئی خامی ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔

جناب سپیکر! جہاں تک موجودہ بجٹ کا تعلق ہے، اس اعتبار سے میں اسے متوازی اور مثالی بجٹ قرار دیتا ہوں جب کہ مرکزی حکومت نے صوبے کا پورا حق بھی صحیح ادا نہیں کیا۔ اس کے باوجود بجٹ میں کوئی نئے ٹیکس وغیرہ نہیں لگائے بلکہ میں اس لیے اسے مساویانہ اور اعتدال کا بجٹ قرار دیتا ہوں کہ اس میں 80 فی صد دیہاتی آبادی کے لیے حصہ رکھا گیا جو قرین انصاف ہے اور یہ بالکل مساویانہ برتاؤ کیا گیا۔ اس کے علاوہ معذور افراد کے لیے 15 کروڑ روپے، غریب لڑکیوں کے جہیز کے لیے 15 کروڑ روپے رکھے گئے۔ کچی آبادیوں کے لیے 20 کروڑ روپے اور بیت المال کے لیے 10 کروڑ روپے

رکھے گئے۔ اس اعتبار سے میں اسے غریب پرور بجٹ قرار دیتا ہوں۔ یہ نسبت ان لوگوں کے جو غریبوں کے حامی بنتے ہیں اور غریبوں کی ہمدردی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے غریبوں کے لیے کیا کیا ہے جبکہ اس بجٹ میں اتنے کروڑ روپے غریبوں کی بہبود اور ان کی ضروریات کے لیے رکھے گئے ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد محکمہ تعلیم جو نہایت اہم محکمہ ہے اس کے لیے بھی پرائمری تک مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ مکتب سکیم جو کئی سال سے جاری تھی ان مساجد کے سکولوں کو باقاعدہ پرائمری سکول کا درجہ دینے کا اور اس میں تبدیل کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اسی طرح بہت سے پرائمری سے مڈل' مڈل سے ہائی اور ہائی سے کالج کے لیے اپ گریڈیشن کے لیے بہت سے فنڈ تعلیم کے ضمن میں رکھے گئے۔ بجٹ کی ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ میں ایک خامی کی نشاندہی کرنی ضروری سمجھوں گا کہ جہاں تعلیم کے لیے اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے وہاں دینی تعلیم کے لیے اور دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے جو ہمارا ایک فریضہ بنتا ہے اس کے لیے کوئی معقول رقم اور کوئی مد نہیں رکھی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ دینی تعلیم اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بھی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے لیے ایک مخصوص فنڈ رکھے۔ جیسا کہ کھیلوں کے لیے ہے اور مختلف رفاہی کاموں کے لیے اگر فنڈ مقرر کیے ہیں تو دین کی اشاعت' اس کی تبلیغ' دینی تعلیم کے لیے بھی نہایت ضروری ہے کہ فنڈ مقرر کیے جائیں۔ ہماری موجودہ حکومت کا ایک مستحسن اقدام ہے کہ ہائی سکول تک قرآنی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس امر پر مبذول کراؤں گا کہ اس کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھے گئے۔ انہی اساتذہ کے ذمے لگایا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم دیں جن میں سے اکثر قرآن نہیں پڑھے ہوتے۔ اگرچہ یہ قانون بن چکا ہے لیکن میں نے جو سروے کیا ہے اس کے نتیجے میں ابھی قرآن کریم کی تعلیم سکولوں میں باضابطہ نہیں۔ اس لیے کہ وہاں قرآن کریم پڑھانے کے لیے اساتذہ مقرر نہیں کیے گئے تو میں یہ توجہ دلاؤں گا۔ اگر آپ نے قرآن کریم کی تعلیم میٹرک تک لازمی قرار دی ہے اور یہ نہایت مستحسن اقدام ہے۔ مسلمان بچے کے لیے کم از کم ناظرہ قرآن میٹرک تک پڑھائیے۔ اس کے لیے اساتذہ کا بھی انتظام ہونا چاہیے۔ جیسے ہر مضمون کے لیے آپ ماہر تعلیم رکھتے ہیں تو قرآن کریم کے پڑھانے کے لیے قاری ہونے چاہئیں اور خصوصی استاد ہونے چاہئیں جو آپ کے بچوں کو میٹرک تک قرآن کریم کی صحیح تعلیم دے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ مسئلہ کئی دفعہ ایوان میں پیش کر چکا ہوں۔ وہ صرف میرے ساتھ متعلق نہیں۔ ہمارے اکثر ممبران کے ساتھ اور لاکھوں عوام کے

ساتھ دریائے چناب کا پل جو اپنی مدت پوری کر چکا ہے اور وہ قابل استعمال نہیں رہا' وہاں ہر روز کئی کئی گھنٹے ٹریفک رکی رہتی ہے۔ بچے' عورتیں' بیمار پریشان ہوتے ہیں اور بارہا یہ مسئلہ اٹھایا گیا لیکن اب بھی بجٹ میں بہت ہی کم مقدار رکھی گئی ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے جب کہ اور کئی پل تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ پل ایسا ہے کہ جو آپ کے صوبہ سرحد تک سارے علاقے کو ملاتا ہے اور اس پر سے جو بھی لوگ گزرتے ہیں وہ ہر روز مصیبت کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ آپ کے اور حکومت کے لیے کلمہ خیر کہیں' وہ مختلف قسم کی باتیں کرتے ہیں اور ان کے دل سے کچھ اچھی بات نہیں نکلتی۔ اس لیے میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس کی طرف توجہ کر کے اس کے لیے مخصوص فنڈ رکھا جائے۔۔۔ (جناب سپیکر کی طرف سے وقت ختم ہونے کی نشاندہی) ۔۔۔۔۔ میں ابھی تو ابتداء کر رہا ہوں۔ آپ نے الارم بھی دے دیا۔ ابھی تو مجھے اور باتیں بجٹ کے علاوہ بھی کہنی ہیں۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! آپ کو 10 منٹ میں مکمل کرنا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، یہاں گھنٹہ گھنٹہ اور آدھ آدھ گھنٹہ تقریریں ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! جب آخری دن آ جاتا ہے تو تمام ممبرز کا تمام پریشر آخری دن پر آ جاتا ہے۔ سب ممبر کہتے ہیں کہ ہم بھی بولیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اس میں ہمارا قصور تو نہیں ہے۔ آپ ہمیں پہلے ٹائم دے دیا کریں۔ آپ ہمیں وقت ہی آخر میں دیتے ہیں جب پانچ' سات منٹ رہ جاتے ہیں۔ ابھی میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ سندھ سے ہمارے جو پنجابی بھائی لٹ پٹ کر آ رہے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، اس پر آپ پہلے بات کر چکے ہیں۔ آپ بجٹ پر بات کیجیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں نے اس پر ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں! وہ آ جائے گی۔ آپ صرف بجٹ پر بات کریں اور ایک دو منٹ میں ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہوں گا۔ اگرچہ ہم پنجاب کے امن و امان کا سندھ کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں تو سندھ سے کئی گنا پنجاب کے امن و امان کے حالات بہتر اور مثالی ہیں۔ اگرچہ ایک پلان کے تحت پنجاب میں گڑبڑ اور دہشت گردی کی جا رہی ہے جس میں کھر پلان

بھی ہے۔ اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اور مرکز کی کشمکش کا بھی دخل ہے جس کے تحت صوبے کے حالات خراب کیے جا رہے ہیں۔ یہاں پر بھی بموں کے دھماکے اور اغوا' قتل' ڈاکے روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ میں اس میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا اور آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ سعودی عرب میں پچھلے سال حج کے موقع پر دو بم دھماکے ہوئے۔ میں وہاں پر موجود تھا۔ لاکھوں حاجی آئے ہوئے تھے لیکن میں سعودی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بم دھماکوں کے مجرموں کو حج سیزن کے دوران ہی جب کہ لاکھوں حاجی آئے ہوئے تھے تلاش کر لیے۔ پھر ڈیڑھ مہینے کے اندر انہیں بغیر کسی خوف کے اور بغیر کسی مصلحت کے جو سزا دینی تھی وہ دے دی اور 16 آدمیوں کے سر قلم کر دیے۔ پنجاب میں ہمارے ملک میں ہر روز دھماکے ہوتے ہیں لیکن آج تک کوئی مجرم سامنے نہیں لایا گیا۔ کسی مجرم کو قرار واقعی سزا نہیں دی گئی۔ نتیجہ یہ ہے کہ حملے سے بڑھ کر دھماکہ ہوتا ہے۔ اس ملک میں علامہ احسان الٰہی ظہیر دھماکہ سے شہید ہوا۔ اس کے ساتھی شہید ہوئے۔ یہاں ہمیں یقین دہانی کرائی گئی کہ مجرم پکڑے جائیں گے۔ آج تک ان کے مجرموں کا کوئی سراغ نہ نکلا۔ اس کے بعد ملک کا عظیم حادثہ پاکستان کے صدر محترم جناب ضیاء الحق اور ان کے رفقاء شہید کر دیے گئے لیکن آج تک ان کے مجرموں کو قوم کے سامنے نہیں لایا گیا۔ جھنگ میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کر دیے گئے۔

جناب سپیکر، مولانا! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میں نے آپ کو فالتو وقت دے دیا ہے۔ مہربانی کیجیے۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔ چودھری عمر دراز خان صاحب!

چودھری عمر دراز خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جناب قائد ایوان اور میرے بہت سے ساتھیوں نے بجٹ کی خامیوں پر نشان دہی کی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ سال سابق وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کرتے ہوئے ضروریات کے مقابلہ میں وسائل اور ذرائع کی کمی کا رونا رویا تھا۔ اس سال بھی جناب وزیر خزانہ فرماتے ہیں کہ ہماری مجبوری ضرورت کے مقابلہ میں وسائل اور ذرائع کی کمی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گزشتہ ایک سال میں ہم نے اس مجبوری کو ختم کرنے کے لیے کیا کیا ہے؟ کیا ہم نے اپنی ضروریات کم کی ہیں یا اپنے وسائل بڑھائے ہیں؟ جب ہم موجودہ بجٹ پر نظر دوڑاتے ہیں تو اس کا جواب ہمیں نفی میں ملتا ہے۔ نہ ہم نے اپنی ضروریات کم کیں ہیں اور نہ ہم نے

اپنے وسائل بڑھائے ہیں اور ہم نے اپنی ضروریات پہلے سے بڑھالی ہیں جس کی وجہ سے ہمیں مزید خسارہ کا سامنا ہے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ آئندہ کے لیے اپنی ضروریات کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ اپنے وسائل بڑھانے کی طرف توجہ دیں تاکہ آئندہ سال ہمیں یہ گلہ نہ سننا پڑے۔

جناب سپیکر! بجٹ اجلاس ہمارے لیے اہم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں صوبے کا آئندہ سال کا بجٹ پاس ہونا ہوتا ہے اور یہ بھی ممبران اسمبلی کو اپنے علاقے کے اور پورے صوبے کے مسائل کے ذکر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ہماری یہی خواہش رہی ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کم از کم بجٹ اجلاس میں ضرور تشریف لایا کریں تاکہ وہ ہمارے مسائل سے براہ راست آگاہی حاصل کر سکیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ اور اس ایوان کی توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ وہ مسئلہ تعلیمی اداروں میں سیاسی جماعتوں کی مداخلت کا ہے۔ آپ بھی کالجوں اور یونیورسٹی میں پڑھے ہیں۔ ہمارے زمانے میں سٹوڈنٹس یونین ہوا کرتی تھیں لیکن سٹوڈنٹس یونین کی سرگرمیاں کیا ہوا کرتی تھی؟ یونین کے الیکشن ہوتے تھے۔ بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے۔ مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ سیمینار ہوا کرتے تھے لیکن ملک کے سیاسی معاملات کا عمل دخل اس میں نہیں ہوا کرتا تھا۔ چند سیاسی جماعتوں نے اپنے سیاسی مفاد کی خاطر سیاست کو تعلیمی اداروں میں متعارف کرایا۔ طلباء یونین کی سرپرستی کی۔ اب یہ حالت ہے کہ سیاسی پارٹیاں طلباء کو فنڈز مہیا کرتی ہیں۔ اسلحہ مہیا کرتی ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پیشہ ور لوگ سیاسی تنظیموں پر قابض ہو گئے اور طلباء اور اساتذہ کو ڈراتے اور دھمکاتے رہے اور کاروباری لوگوں سے جگا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ قتل کے اور ڈکیتیوں کے کیسوں میں ملوث ہیں۔ یہاں تک کہ فیصل آباد میں طلباء کے خلاف اساتذہ نے ہڑتال کی اور کالج کو بند کرنا پڑا۔ ہم نے طلباء کے ہاتھ سے قلم لے کر کلاشنکوف تھما دی۔ ہم جانتے ہوئے بھی آگ سے کھیل رہے ہیں۔ میں تمام سیاسی پارٹیوں سے بشمول پاکستان پیپلز پارٹی جس جماعت کا میں بھی رکن ہوں یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس آگ سے کھیلنا بند کر دیں ورنہ جس جگہ آج ہم بیٹھے ہیں ہماری آنے والی نسل جب اس جگہ بیٹھے گی تو احتجاج اور واک آؤٹ کی بجائے یہاں گولیاں چلیں گی اور قتل ہوں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا اہم مسئلہ جس کی طرف میں جناب وزیر اعلیٰ اور ریونیو منسٹر کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ صوبہ میں سرکاری اراضی کی بے دریغ الاٹ منٹ کے متعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ

جب کالونی ڈسٹرکٹ آباد ہوئے تو ہر گاؤں میں چراگاہوں کے لیے، شاملات دیہہ کے لیے زمین مخصوص کی گئی اور گاؤں میں گاؤں سے ملحقہ اراضی تقریباً بیس پچیس ایکڑ کے قریب ہر گاؤں میں سکول کے لیے، ہسپتال کے لیے، مویشیوں کے ہسپتال کے لیے اور جوہڑوں کے لیے چھوڑی گئی۔ لیکن ہماری ہر حکومت نے کسی نہ کسی کو نوازنے کے لیے وہ سرکاری اراضی الاٹ کرنی شروع کر دی لیکن پچھلے 18 ماہ سے جس طرح یہ سرکاری اراضی تقسیم کی گئی ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ میرا حلقہ نیابت فیصل آباد شہر اور دیہات پر مشتمل ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اب ہمیں شہر کے نزدیک جو گاؤں ہیں وہاں سکول کے لیے یا ہسپتال بنانے کے لیے جگہ میسر نہیں۔ میں جناب ریونیو منسٹر اور جناب وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ سرکاری اراضی کی تقسیم بند کر دیں تاکہ آئندہ کسی مقصد کے لیے زمین کی ضرورت ہو تو ہمیں اس میں ناکامی کا سامنا نہ ہو۔ ہم پچھلی نشستوں پر بیٹھنے والے اراکین اسمبلی جنہیں نہ تو اخبارات میں تصاویر چھپوانے کا شوق ہے اور نہ ہی بیانات لگوانے کا شوق ہے ہم بہت optimistic لوگ ہیں۔ ہم گزشتہ 18 ماہ سے اسمبلیوں کے اندر اور اسمبلیوں کے باہر ہونے والا تماشا دیکھتے رہے ہیں اور اس بات کے منتظر رہے ہیں۔

کہیں تو ٹھہرے گا یہ قافلہ درد
کبھی تو شب تاریک کی سحر ہوگی

لیکن نہ تو یہ قافلہ درد ٹھہرا اور نہ ہی کسی سحر کے آثار نمودار ہوئے۔ اب ہم لوگ جنہوں نے پچھلے گیارہ سال اس ملک میں جمہوریت کو بحال کرانے کے لیے جدوجہد کی اور وہ لوگ جو اس ملک میں جمہوریت کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے سیاسی اختلافات ختم کر کے اس ملک میں جمہوریت کو مستحکم کریں۔ اگر ہم نے اس فرض سے کوتاہی کی اور اپنے طرز عمل سے خدانخواستہ دانستہ طور پر یا نادانستہ طور پر جمہوریت کو نقصان پہنچانے میں حصہ دار ہوئے تو آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کریں گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، ملک امان اللہ خان صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میری بھی باری آئے گی یا نہیں؟

جناب سپیکر، یقیناً آپ کی باری آئے گی۔ میں اس میں صرف یہ کر رہا ہوں کہ جو صاحبان یہاں کم بولتے ہیں اور انہوں نے آج نام دیے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انہیں پہلے موقع دیا جائے۔ آپ جو زیادہ

پارلیمنٹیرین ہیں' ماشاء اللہ آپ کو ذرا بعد میں موقع دیا جائے گا۔ یہ میری خواہش ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین محمد صفدر شاکر صاحب کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! آپ تشریف لے جا رہے ہیں اور جو ہمارے بھائی کرسی صدارت پر بیٹھے ہیں میں بطور احتجاج ان کی موجودگی میں تقریر نہیں کروں گا۔ آج بھی جان بوجھ کر غیر مثبت انداز سے ہمیں اس ہاؤس میں اپنے جذبات کے اظہار سے روکا جاتا ہے اور آپ کو جب یہاں بٹھا دیا جاتا ہے تو اس لیے بٹھا دیا جاتا ہے تو کچھ لوگ تو نو ایپیٹ کورٹ رہے ہیں۔ ان کے اوپر کسی کو شکایت نہ ہو اور آپ کے اوپر سارا الزام عائد ہوتا ہے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم دل سے آپ کی قدر کرتے ہیں مگر میں یہ آپ کو واضح کر دیتا ہوں کہ یا تو آپ مجھے ٹائم نہ دیں۔ اگر ٹائم دیں تو پھر میں گلوٹین کی قطعاً اجازت نہیں دوں گا۔ اگر آپ نے ان کی ہدایات کے اوپر عمل کرنا ہے تو پھر براہ کرم میرا نام نہ پکاریں اور میں تقریر نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میں دس منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں دے سکتا۔ میں نے آپ سے صبح استدعا کی تھی کہ آپ سپیکر صاحب سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی۔ آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں نے استدعا کی مگر اس ہاؤس کی یہ رسم بن چکی ہے کہ جو آدمی بجٹ میں ان کی خامیوں کی نشاندہی کرے تو اسے دس منٹ سے زیادہ نہ بولنے دیا جائے۔ یہ بھی ایک سازش ہے اور اس سازش کے تحت ہمیں سازش کا شکار بنایا جا رہا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ کس طریقے سے ہم دس منٹ میں یہ بات کر سکتے ہیں۔ اس لیے اگر دس منٹ کی بات ہے تو میں قطعاً بات نہیں کروں گا۔ آپ نیشنل اسمبلی کی پروسیڈنگ دیکھ لیں کہ جب جتوئی صاحب نے استدعا کی تو جناب زاہد سرفراز کو ڈیڑھ گھنٹہ تک ہاؤس کے Floor پر بولنے کی اجازت دی گئی۔ کیا ہم دس منٹ میں نشاندہی کر سکتے ہیں؟ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یا تو میرا نام آپ نہ پکاریں' اگر پکاریں گے تو پھر آپ کو دس منٹ سے ٹائم بڑھانا پڑے گا اور اگر آپ کے اوپر strictly یہ ہدایات ہیں اور ان ہدایات کے اوپر عمل کرنا ہے اور انہی ہدایات کے تحت جناب سپیکر صاحب چلے گئے ہیں۔ میں نے بار بار استدعا کی ہے کہ مجھے ان کی موجودگی میں ٹائم ملے۔ اگر وہ نہیں دینا چاہتے' وہ بات کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہتے تو میں بطور احتجاج بات نہیں کروں گا اور پھر میں واک آؤٹ بھی کروں گا۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا! پانچ منٹ تو انہوں نے پہلے ہی لے لیے ہیں اور اس کے باوجود یہ ہدایات دے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی موجودگی میں تقریر نہیں کرنا چاہتے تو یہ بات کہنے کی بجائے خود اپنی سیٹ پر بیٹھ کر بھی فیصلہ کر لیں اور جب جناب سپیکر بذات خود یہاں پر موجود ہوں تو اس وقت تقریر کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے معزز بھائی کو مجھ سے خاص محبت اور لگاؤ ہے۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں اور دل سے احترام کرتا ہوں۔ گزارش ہے کہ آپ کے اختیارات میں بھی ہے۔ آپ مہربانی کر کے کچھ ٹائم مجھے grace mark کے طور پر دے دیں تو پھر میں ضرور بات کروں گا۔ اگر نہیں تو پھر یہ بھی ریکارڈ میں ہے کہ غلط اعداد و شمار کے اوپر جب کہ اس ایوان میں یہ مان لیا گیا تھا کہ غلط اعداد و شمار ہیں، تب بھی بجٹ کے اوپر بحث جاری ہے۔ جب یہاں پر اتنی بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں تو ایک آپ بھی کر لیں کہ دس منٹ کی بجائے مجھے تیس منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ، ملک امان اللہ صاحب!

ملک امان اللہ خان، اللہ کے بابرکت نام سے ابتداء کرتے ہوئے جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کی اجازت بخشی ہے۔ بجٹ کے چند رنگین کتابچے ہمیں دیے گئے۔ ان کتابچوں سے ہمارے علاقے یا ہمارے حلقہ انتخاب کے مسائل کا کوئی حل نہیں نکلتا۔ میں تو اس نظر سے دیکھوں گا کہ یہ بجٹ کی رنگین کتابیں عنایت کی گئی ہیں۔ ان میں میرے حلقے کے لیے کیا رکھا گیا ہے؟ میرے علاقے کی ترقی اس میں کہاں تک ممکن ہے؟ مجھے تو تعمیر وطن پروگرام اور دوسرے جو بھی کتابچے ہیں ان میں اپنے حلقے کا کوئی بھی ایسا کام دکھائی نہیں دیا جس سے کہ میرے حلقے کے عوام مطمئن ہو سکیں۔ رانا صاحب نے کہا تھا کہ اس بجٹ کو راوی میں پھینک دیا جائے اور یہاں سے تنقید ہوئی کہ اسے راوی میں پھینکنے کے بارے میں کیوں کہا گیا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس سے بھی بدتر اگر کوئی جگہ مل سکتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسے وہاں پھینکوں۔ چلیں گندے نالے میں کہہ لیں کیونکہ اس میں تو ہمارے علاقوں کی ترقی کی کوئی ضمانت ہی نہیں۔ ہمارے علاقے بھی اسی پنجاب کا حصہ ہیں۔ یہ کتنی زیادتی ہے کہ پنجاب کی پچاس فیصد آبادی کو کوئی حصہ ہی نہیں دیا گیا اس لیے کہ ہمارا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ کیا ہمارے لوگ پنجاب کے لوگ نہیں ہیں؟ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ وزیر خزانہ کو اس بات کا جواب دینا چاہیے۔ جب وہ اپنی تقریر میں

ہماری باتوں کا جواب دیں تو وزیر خزانہ از راہ کرم بتائیں کہ انہوں نے میرے حلقہ نمبر 110 اور 111 میں کون سا ترقیاتی پروگرام بنایا ہے اور یہی نہیں بلکہ پچھلے سال بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ اس سے پہلے ضمنی بجٹ میں بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ کیا یہی آپ کا پنجاب ہے جس کے بارے میں آپ باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے آدھے پنجاب کے تو آپ قاتل ہیں اور پھر یہاں پنجاب کی باتیں بڑے زور و شور سے کی جاتی ہیں کہ پنجاب میں یہ ہو گیا اور پنجاب کے حقوق غصب ہو گئے۔ آپ کو خود اس بات کی شرم آنی چاہیے کہ جب آپ پنجاب کی گردن پر چھریاں رکھ کر پنجاب کو قتل کرتے ہیں تو پھر آپ مرکز سے کیوں مطالبہ کرتے ہیں اور کس منہ سے آپ مرکز کی باتیں کرتے ہیں کہ مرکز نے ہمیں یہ نہیں دیا وہ نہیں دیا۔ مرکز نے تو آپ کی ڈویلپمنٹ میں بے شمار حصہ دیا ہے۔ آپ نے ہمارے حلقے کی ڈویلپمنٹ کے لیے کیا دیا ہے؟ صرف یہی تعمیر وطن پروگرام' یہ پروگرام تو قاتل وطن پروگرام ہے۔ جس پروگرام نے ہمارے علاقوں کو کوئی تحفظ نہیں بخشا ہے' اس پروگرام کو تو ہم قاتل پروگرام کہیں گے۔

جناب والا! انہوں نے جو باقی ماندہ پالیسیاں دی ہیں اس میں بھی اہل پنجاب کے ساتھ آپ جو انصاف کر رہے ہیں اس بارے میں بھی سن لیجئے۔ تعلیم کے شعبے میں آپ نے بہت سے کارنامے کیے ہیں اور آپ تیس مار خان بنے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہاں پنجاب میں کتنے طبقے بستے ہیں۔ یہاں ایک غریب طبقہ ہے اور ایک امیر طبقہ ہے۔ امیر طبقے کے لیے تو جناب وزیر خزانہ نے بہت کچھ رکھا ہو گا۔ کیا کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ اس ملک کا جو غریب طبقہ ہے اور جس کی اکثریت دیہاتوں میں بستی ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ نے کیا کچھ کیا ہے؟ کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ ہمارے دیہاتی بچے جن سکولوں میں پڑھتے ہیں ان سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں۔ ان سکولوں کے دروازے اور کھڑکیاں نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ آج سے کچھ سال پہلے ان بدنصیبوں کو ٹاٹ نصیب ہوا کرتے تھے۔ اب تو ان سکولوں میں ٹاٹ بھی نہیں ہیں۔ کیا آپ کی تعلیم کے بارے میں یہ پالیسی ہے جس کے بارے میں آپ ناز کرتے ہیں۔ سکولوں سے جو تعلیم حاصل کر کے آگے مقابلے کے امتحانوں میں آئیں گے تو ان بچوں کی کیا حالت ہو گی؟ ایک ایک سکول میں آپ نے صرف ایک ایک پی۔ٹی۔سی ٹیچر تعینات کیا ہے اور اس کو سو سو لڑکوں کو پڑھانا پڑتا ہے۔ ایک پی۔ٹی۔سی ان بچوں کو کیا تعلیم دے گا؟ پھر جب وہ بچے تعلیم سے فارغ ہوں گے تو ان کا مقدر چپڑاسی بننا ہو گا اور آپ کے بچے جو ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں پڑھتے ہیں ان سب کی کلاس ون سروس مقدر ہو گی۔ کیا آپ اس پنجاب کے غریب لوگوں کی یہ خدمت کر رہے ہیں۔ خدارا یہ جو آپ پرائمری سکول کھول رہے ہیں ان کو بند کر

دیں اور جو سکول آپ نے پہلے ہی سے کھولے ہوئے ہیں ان پر زیادہ توجہ دیں۔ وہاں پر اچھے اچھے اساتذہ لگائیں اور وہاں پر اساتذہ کی تعداد بڑھائیں۔ ان کے لیے فرنیچر مہیا کریں۔ ان کو سب چیزیں مہیا کریں تاکہ کل کو وہ قوم کے اچھے بچے ثابت ہوسکیں اور وہ بچے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں، نہ کہ انہیں چپڑاسی بننے کی تربیت دیں۔

جناب والا! میں عرض کروں گا کہ انہوں نے صحت کے بارے میں بھی بڑے کارنامے کیے ہیں اور انہوں نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ پنجاب حکومت نے ہر یونین کونسل میں ایک Basic Health Centre یا Basic Health Unit بنا دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارے حلقے میں کسی بھی Basic Health Unit میں اگر کوئی سٹاف کام کر رہا ہے تو یہ بتا دیں۔ صرف اینٹیں کھڑی کرنے سے ہمارے علاج نہیں ہو جائیں گے۔ انہیں ادویات دیں۔ وہاں پر ہماری بیماری کو دیکھنے والا کوئی ہو۔ وہاں پر کوئی نسخہ تجویز کرنے والا ہو۔ یہ اپنی اینٹوں کی چار دیواریاں اٹھا لیں۔ ہمیں یہ نہیں چاہییں۔

جناب والا! یہاں پر پولیس کی بہت باتیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ انہوں نے پولیس کی بہت تائید کی ہے۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ چاہے کروڑوں کی بجائے اربوں روپیہ پولیس کو دے دیں لیکن ہمیں یہ ایک بات کی ضمانت دے دیں کہ پنجاب میں غنڈہ گردی بند ہو۔ یہ ہمیں اس بات کی ضمانت دیں کہ یہاں پر ہر شہری کو تحفظ مہیا ہو گا۔ آپ جو بھی انہیں دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔ آپ ہی اس بات کو ملاحظہ فرما لیجیے کہ پنجاب میں موجودہ حالت کیا ہے؟ اس پنجاب میں 93 فیصد جھوٹے پرچے ہو رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جھوٹے پرچے ہو رہے ہیں۔ جھوٹے ڈاکٹری رزلٹ ہوتے ہیں۔ جس ملک میں مدعی جھوٹے، گواہ جھوٹے، تفتیش کرنے والی پولیس جھوٹی، پرچہ درج کرنے والی پولیس جھوٹی، عدالتیں جھوٹی جو پیسہ لے کر انصاف کرتی ہیں۔ ہم کس ملک میں رہ رہے ہیں۔ کیا یہی ہمارا ملک ہے؟ خدارا ان باتوں پر توجہ دیں۔ ان باتوں کو چھوڑیں کہ مرکز کیا کر رہا ہے؟ علاں کیا کر رہا ہے؟ کیا آپ مرکزی حکومت میں بیٹھے ہیں؟ کیا آپ نیشنل اسمبلی میں بیٹھے ہیں؟ جس بات کا آپ کو جواب نہیں آتا آپ یہاں سے اڑتے ہیں اور سیدھے مرکز میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسلام آباد پہنچ جاتے ہیں۔ خدارا آپ ان حدود میں رہیں۔ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں رہیں۔ یہاں اپنی باتیں کریں۔ یہاں آپ اپنی حکمت عملی کا بتائیں کہ ہم یہ کر رہے ہیں۔ ان باتوں پر تمہاری تنقید ناجائز ہے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

ملک امان اللہ: جناب والا! میں اپنی تقریر صرف ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

ملک امان اللہ: جناب والا! اس ایوان میں پیپلز پروگرام کے متعلق بات ہوئی ہے۔ پیپلز پروگرام نے پنجاب کے قومی اسمبلی کے حلقے کو تحفظ بخشا ہے۔ ہر حلقے میں پیپلز پروگرام کے پیسے لگیں گے لیکن کیا آپ بھی بتا سکتے ہیں کہ آپ کے تعمیر وطن پروگرام نے بھی کیا سارے علاقوں کو تحفظ بخشا ہے؟ میں اس ایوان میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پیپلز پروگرام کی پالیسی ہے کہ ہر قومی اسمبلی کے حلقے میں پیسے لگیں۔ اگر وہاں پر پیسے اس وقت تک نہیں لگے ہیں تو ضرور لگیں گے اور لگ بھی رہے ہیں۔ یہ بھی تو بتائیں' یہ جو پنجاب کے بڑے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہیں کہ پیپلز پروگرام اور تعمیر وطن پروگرام میں کیا فرق ہے؟ پیپلز پروگرام کسی کی ڈویلپمنٹ کا ضامن ہے جب کہ ان کا جو تعمیر وطن پروگرام ہے یہ پنجاب کا قاتل ہے۔ خدا حافظ

جناب چیئرمین: بیگم شاہدہ فاروق ملک صاحبہ!

بیگم شاہدہ فاروق ملک: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! صوبہ پنجاب کا بجٹ اس سال جن حالات میں پیش کیا گیا ہے وہ غیر معمولی ہیں۔ بہت سے آئینی اور اقتصادی معاملات جن کو قومی سطح پر حل کیا جانا چاہیے تھا وہ ابھی تک التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔ قومی مالیاتی کمیشن کا قیام وقت اور آئین کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے۔ ہم ابھی تک 1975ء میں طے کیے گئے مالی انتظامات کے تحت کام کر رہے ہیں۔ وفاق اور صوبوں کے درمیان وسائل کی جو از سر نو تقسیم ہر پانچ سال کے بعد ہونا تھی وہ ابھی تک نہیں ہو پائی ہے جب کہ پندرہ سال سے اقتصادی تبدیلیوں کا عمل مسلسل جاری رہا ہے۔ لہٰذا فوری ضرورت ہے کہ وفاق پاکستان صوبوں سے گفت و شنید کے ذریعے ان معاملات کو فوری طور پر طے کرے۔ کیوں کہ جب تک مالی وسائل کی از سر نو تقسیم باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے طے نہیں ہو پاتی صوبوں کی مالی مشکلات میں اضافہ ہوتا رہے گا اور بجٹ کے خسارہ میں مسلسل اضافہ ہمارا مقدر بنا رہے گا۔ بہت سے معاملات کا حل مشترکہ مفادات کی کونسل کے دائرہ کار میں بھی ہے اور میری یہ تجویز ہے کہ اس کا اجلاس بلانا بھی وقت کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے۔ چنانچہ ہمارے قابل احترام وزیر خزانہ نے یہ بجٹ جن حالات میں پیش کیا ہے وہ خاصے حوصلہ شکن اور پیچیدہ تھے۔ میں ان

لو مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ پنجاب کے خسارے کی مد میں امداد اور مرکزی محصولات میں صوبہ کے حصہ کی رقم کو 89-1988ء کی سطح پر منجمد کیے جانے کے باوجود انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا جس بلاشبہ محترم وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنی سماجی ذمہ داریوں کو مناسب ترجیح دی ہے اور عوام سے ان کو جو مینڈیٹ ملا تھا اس کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ وسائل کی کمی اور خسارہ کے وجود تعلیم، صحت اور معذور افراد کی بحالی کے لیے فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہیں۔ بیت المال اور جہیز فنڈ کے لیے مناسب رقوم رکھی گئی ہیں۔ مزدوروں اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ صحت کے سلسلہ میں کینسر کے لیے ادارہ اور عام صحت کی سہولیات میں اضافہ بھی قابل تعریف اقدامات ہیں۔ اس کے علاوہ غریب خاندانوں کے لیے چھوٹے پلاٹوں کی تقسیم اور کچی آبادیوں کے لیے سہولتیں ور ریٹائر ملازمین کی پنشن میں اضافہ بھی قابل تعریف اقدامات ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وفاقی ٹیکسوں کا ایک بڑا حصہ صوبوں کو گزشتہ انتظامات کے تحت دیا جا رہا ہے لیکن 1975ء کے بعد سے صورت حال بدل چکی ہے۔ ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہو گا کہ تقسیم سے پہلے سیلز ٹیکس ایک صوبائی ٹیکس ہوا کرتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اس کو صوبوں کو واپس کر دیا جائے۔ اسی طرح دوسرے محصولات اور سرچارج کی تقسیم کو بھی ہمیں زیر بحث لانا چاہیے۔ وفاقی حکومت کے بھی یقیناً اپنے مسائل ہیں اور ان کو بھی وسائل کی قلت کا سامنا ہے لیکن ان مشکلات میں اضافہ کچھ اس وجہ سے بھی ہوا ہے کہ بہت سی ذمہ داریاں جو صوبوں کی ہیں وہ وفاقی حکومت نے ان شعبوں میں خود سنبھال رکھی ہیں اور ان شعبوں سے متعلقہ جو وزارتیں مرکز میں قائم ہیں وہ آئے دن وسعت پذیر ہو رہی ہیں۔ مقامی حکومت اور دیہی ترقی، تعلیم، صحت، زراعت وغیرہ کی وفاقی وزارتوں کو اول تو ہونا ہی نہیں چاہیے تھا۔ کیوں کہ جو کام ان سے متعلق ہے وہ تو سب صوبوں میں ہو رہا ہے۔ ان وزارتوں کے قیام اور مسلسل توسیع کا تو کوئی جواز ہی نہیں تھا۔ صوبوں کے درمیان ان شعبوں میں ہم آہنگی کا جو کام ہے وہ پی اینڈ ڈی کمیشن کے جو ان شعبوں سے متعلقہ سیکشن ہیں ان میں بھی بخوبی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ ان وزارتوں کو ختم کر دیا جائے اور جو رقوم ان پر خرچ ہو رہی ہیں وہ صوبوں کے حوالے کر دی جائیں تاکہ ان کا بہتر طور پر استعمال ہو سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب!

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی: جناب سپیکر! سب توں پہلے میں انتہائی دکھ تے شرمندگی دے نال پنجاب دے لوکاں دے ایس ایوان وچ جناب کولوں پنجابی وچ تقریر کرن دی اجازت منگناں۔ رب دے سوہنے سچے تے اچے ناں نال تے اوہناں ہستیاں تے درود و سلام نال جنہاں رب دے ناں دی اچیائی لئی اپنی تنیاں تے سراں دے دیوے روشن کیتے۔ میں ایس بجٹ تے بحث کیہ کراں جہدے اعداد و شمار جیہڑے کسے بجٹ دی بنیاد ہوندے نیں اوہناں دے بارے اک تحریک استحقاق چینر کول پینڈنگ اے۔ اردو بجٹ دے اعداد و شمار انگریزی بجٹ دے اعداد و شمار نال نہیں ملدے۔ اجازت دیو تے اک لطیفہ سناندا جاواں۔

ایک امیر خاتون کو اپنی آنکھوں پر بڑا مان تھا۔ ایک دن اپنے نوکر کو بلا کے کہا ویکھ تے سئی میریاں اکھیاں ہیرا مانئی نال نہیں ملدیاں۔ اوہنے کہیا بی بی جان دی امان پاواں تے جواب دیاں ایہے آکھ۔ اوہنے کہیا بی بی تہاڈیاں اکھیاں تے آپس وچ نہیں ملدیاں ہیرا مانئی نال کی ملنیاں نہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میں ایس بجٹ دی کیہ تردید کراں یا پرلے پاسے بیٹھے ہوئے میرے بھرا ایس بجٹ دی کیہ تائید کرن گئے کہ جیہڑے بجٹ دے خود ذاتی طور تے اعداد و شمار اک دوجے دی تردید کردے نیں۔ ایہہ کیوں اے جناب سپیکر؟ ایہہ ایس لئی اے کہ جدوں نا اہلاں دی نا اہلیت دی بنا تے خزانے دے نوکر اور ملازم با اختیار ہو جاندے نیں یا پنجابی دے اک شعر دی صورت وچ انج اے کہ

جدوں آئے ویکھن فلماں تے ڈورے سنن ہیر
لوے کیھڈن کوڈیاں تے گنجے کڈھن چیر

اوہدوں ایہو جے مقامات آندے رہندے نیں۔

جناب سپیکر! ایک چھوٹی جئی ہیرا پھیری ول جناب دی توجہ مبذول کراواں کہ ایس بجٹ دے ذریعے پنجاب دے لوکاں دے نمائندیاں کولوں پنجاب دے خزانے توں پنجاب دے اک بندے لئی 600 روپے توں ودھ رقم منگی گئی اے جد کہ جدوں او رقم عوام دی طرف لونان دی منصوبہ بندی دا ذکر کیتا گیا اے یعنی اوہ نام نہاد تعمیر وطن دا پروگرام تے اوہدوں اودے وچ اودے مطالعے توں پتہ لگدا اے کہ لوکاں نوں صرف 166 روپیہ دین دا وعدہ کیتا گیا اے یا تجویز پیش کیتی گئی اے۔ جناب والا! 600 روپیہ تے حکومت پنجاب چلان واسطے اور 166 روپے پورے پنجاب نوں

چلان واسطے۔ جناب سپیکر! لیکن دکھ دی گل ایہہ ہے کہ سماج دے وچ اینہی ونڈ پئے گئی اے۔ اینہی تقسیم در تقسیم دا عمل ہو گیا اے کہ اج ایس ایوان وچ آئی جے آئی دے نمائندے موجود نیں۔ اج ایس ایوان وچ پاکستان پیپلز پارٹی دے نمائندے موجود نیں۔ اج ایس ایوان وچ میاں نواز شریف دے قصیدہ خواں موجود نیں جناب نصر اللہ دریشک دے دوست موجود نیں لیکن اج ایس ایوان وچ پنجاب دے مظلوماں، پنجاب دے غریباں، پنجاب دے ہاڑیاں، پنجاب دے کساناں دا کوئی نمائندہ موجود نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! شاہ دی خوشنودی دے حصول لئی بجٹ نوں پڑھیاں بغیر اودھے اتے قصیدہ خوانیاں کیتیاں جاندیاں نیں۔ کیتے جہیز فنڈ دی تعریف کیتی جاندی اے۔ کیتے معذوراں دے ٹرسٹ دا ذکر کیتا جاندا اے لیکن جناب سپیکر! میں جناب نوں سوال کرنا اوس دھی دے بارے جہدی ماں نے اپنیاں اکھاں دے لوتے جہدے پیو نے اپنی کمر دا زور سارا ویچ کے دھی دا داج اکٹھا کیتا تے اوہنوں پرنان توں تن دن پہلے ڈاکو آئے تھے اوہدی پوری زندگی دی پونجی لٹ کے لے گئے۔ جناب سپیکر! اوس دھی دے داج دا جواب کون دے گا؟ اوس دھی دا جواب کون دے گا جیہڑی پرنان تو اک دن پہلے چکی گئی تے اوہدی بازیابی واسطے حکم جاری ہوا۔ اغوا شبنم ہوئی سی تے بازیاب شمع ہو گئی۔ جناب سپیکر! ایہہ کیہہ بول اے۔ ایہہ ٹھیک اے کہ حکومت دے لوکاں نوں اپنی حکومت دا ساتھ دینا چاہیدا اے۔ ایہ ٹھیک اے اپنی حکومت دی پالیسیاں دی تعریف کرنی چاہیدی اے لیکن جناب سپیکر! ایسی حکومت دی قصیدہ خوانی دے مقام تے ایہناں نوں پہچان والے پنجاب دے اوہ غریب لوگ نیں۔ پنجاب دے اوہ عوام نیں جنہاں نے ایہناں نوں منتخب کر کے ایس ایوان تک پہنچایا اے۔ اگر جیہڑی شے اپنے مرکز توں ہٹ جاندی اے، اج مخدوم الطاف نے ذکر کیتا کہ میاں نواز شریف نے اسمبلی توڑن دا ایٹر تک ٹائپ کروا لیا ہوئے گا ایس واسطے کروا لیا ہوئے گا کہ میاں نواز شریف ایہہ جاندا اے کہ میں اسمبلی توڑن دا ایٹر ٹائپ کرواواں گا تے تاویں مینوں ایس پاسے دے 150/100 بندیاں دے دستخط مل جان گئے بھاویں اوہ ایہناں دی اپنی خودکشی دے آرڈر کیوں نہ ہون (نعرہ ہائے تحسین) ایہہ اپنی خودکشی دے آرڈر تے وی ایہہ دستخط کرن نوں تیار نیں۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! معزز رکن جو بات یہاں کر رہے ہیں پہلے مخدوم صاحب نے بھی بات کر دی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو آدمی وزیر اعلیٰ پنجاب ہو اس کے پاس پورے اختیارات ہوں

پوری اکثریت اس کے ساتھ ہو۔ کون سی پرابلم ہے جس کے لیے ایسی باتیں اس ایوان میں کی جا رہی ہیں کہ اسمبلی dissolve ہو رہی ہے ' اسمبلی ختم ہو رہی ہے۔ یہ کوئی درست بات نہیں کر رہے ۔ یہاں درست بات کریں۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب سپیکر! گھوڑا وی حاضر اے تے میدان وی حاضر اے۔ جناب مخدوم الطاف نے واضح لفظاں دے وچ چیلنج کیتا اے ۔ او اتھے آ کے قرآن پاک تے ہتھ دھر کے ایدی تردید کردین' میں وی ایویں ڈیسک وجا دیاں گا' گل نوں سنن دا حوصلہ ہونا چاہیدا اے۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل ممبر نے کہا ہے کہ گھوڑا حاضر ہے ۔ پورے ملک میں ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے تو کیا شیرازی صاحب بتائیں گے کہ گھوڑا کون سا ہے؟ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ، پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں سب سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین، میں آپ سے استدعا کروں گا کہ فاضل ممبر کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب سپیکر! ایہہ دکھ دی گل سی ' ایہہ درد دی گل سی' جیہدا مذاق اڑایا جا رہیا اے اور مینوں پتا اے جناب سپیکر! کہ جیہڑے بندے دی جنی اوقات ہوندی اے او انیں ای گل کردا اے ۔ جیہڑے لوکاں نوں اسمبلیاں دا ٹٹن اس ملک وچ وارا کھاندا اے ' جیہڑے لوکاں نوں اس ملک وچ بوٹاں والیاں دی حکم رانی وارا کھاندی اے جیہڑے لوکاں نوں اس ملک دے وچ مارشل لاء وارا کھاندا اے ' جیہڑے لوکاں نوں اس ملک دے وچ مارشل لا دے دور وچ اپنیاں پرانیاں اچکناں کڈھن دے موقع ملدے نیں' اوہ ایہو جیاں گلاں تے انج ای مذاق اڑاندے نیں۔ لیکن جناب سپیکر! میں اے گل درد نال کر رہیاں ایس واسطے کہ میری ایس گل وچ اونہاں پنڈیاں دی پیڑ شامل اے جیہڑے کوڑے نال چھلنی کر دتے گئے ۔ میری ایس گل وچ اونہاں دھوڑاں دی مٹکے ٹٹن دے کڑاکے شامل نیں جیہڑے ایس ملک دے وچ جمہوریت دی گل کرن دی بنا تے پھاچڑھا دتے گئے۔ اینہاں نوں مذاق اڑانا چاہیدا اے ایس واسطے کہ اینہاں نوں سوائے ایس گل دے کوئی ول اور سلیقہ نہیں آندا۔ ایس واسطے کہ درباریاں نوں سوائے بادشاہ دی قصیدہ خوانی دے یا اوندا جی لبھان دے بئی کوئی گل آندی نہیں(نعرہ ہائے تحسین) ایہہ کہندے نے کہ مرکز پنجاب نوں نئیں دیندا ۔ مرکز نے ہمیں نہیں دیا۔ مرکز ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے ۔ اوے ایہہ ٹھیک اے میں منداں واں کہ مرکز تہاڈے نال زیادتی کر

رہیا اے پر تسی اپنے گریبان وچ جھانک کے ویکھو کہ تسی پنجابی ہوون دے ناتے اپنے پنجاب نال آپ کی کر رہے ہو۔ میں جناب نوں فیکٹس تے فگرز پیش کرناں واں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تعمیر وطن پروگرام جیدے اتے بڑیاں بانگاں دیندے نیں ' جیدے اتے اسے بڑے آڈے لاندے نیں اوس دے فگرز اینڈ فگیس جناب نوں پیش کرناں واں۔ جناب سپیکر! اسے تعمیر وطن دے اعداد و شمار نیں' میرا حلقہ پنجاب دے وچ واقع ہے میرے حلقے وچ پنجابی رہیندے نیں' میرے حلقے دے لوکاں نیں پنجاب اسمبلی واسطے ووٹ دتے نیں' صرف قومی اسمبلی واسطے ووٹ نہیں دتے۔ جناب والا! تعمیر وطن دے ہیڈ زراعت تے زرعی سرمایہ وچ میرے حلقے واسطے زیرو فی صد ' کھیت سے منڈی تک سڑکیں زیرو فی صد' لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ میرے حلقے واسطے زیرو فی صد' جنگلات تے جنگلی حیات زیرو پرسنٹ' یعنی پو ا تعمیر وطن پروگرام میرے حلقے واسطے زیرو پرسنٹ' ہن مینوں فرماؤ میں کیدے کولوں جا کے داد رسی منگاں' میں کیدے کول جا کے فریاد کراں۔ میں کیدے اگے جا کے احتجاج کراں' میں کیتھے اپنا حصہ بجٹ وچ ویکھاں؟ جناب مرکز نے یہ کر دیا ہے فلاں نے یہ کر دیا ہے ' فلاں نے یہ کر دیا ہے ۔ میرے تے اپنے بھرا مینوں مان وانے نیں۔ جناب سپیکر! مرکز تے غیر ہووے گا' مرکز دا دارالحکومت اسلام آباد وچ واقع اے' لیکن میرا اپنا لاہور میرے نال کی کر رہیا اے' میرا اپنا وزیر اعلیٰ میرے نال کی کر رہیا اے۔ میری اپنی کابینہ میرے نال کی کر رہی اے۔ میرے اپنے بجٹ وچ میرے نال کی کیتا جا رہیا اے (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! ہاں ٹائم ہو گیا اے' اے فرماندے نیں ٹائم ہو گیا اے اور تسیں اوس ٹائم نوں اڈیک رہے ہو ' مینوں پتا اے تسیں ٹائم مکن دی امید وچ رہیندے او لیکن ہن جے ٹائم مکیا تاں صرف ایس پاسے دا ٹائم نہیں مکے گا دووا ں سائیڈاں دا ٹائم مکے گا۔ آؤ اساں ٹائم مکن توں پہلے اوس ٹائم دے مکن دا کوئی بندوبست کر لیئے۔ کوئی اہتمام کر لیئے کیونکہ تسیں اپنیاں حویلیاں وچ واپس ٹر جاؤ گے تہاڈیاں تجوریاں تہاڈے کول رہین گیاں ۔ ہو سکدا اے تسی کیئر ٹیکر گورنمنٹ وچ دوبارہ حلف چک لو' تسی اپنی گڈیاں نوں دوبارہ اٹ ٹیکٹ رکھ لو' لیکن جناں لوکاں نے تہانوں ووٹ پائے نیں' جناں لوکاں نے ساڈوں ووٹ پائے نیں' جناں لوکاں نے پنجاب دا خزانہ ساڈے حوالے کیتا اے ' جناں لوکاں نے پنجاب دے معاملات ساڈے حوالے کیتے نیں۔ اے کیانی صاحب سومنات دے قلعے دا لطیفہ سنا رہے سن ' مینوں تاں ایہ خوف سی کہ اگلی واری بجٹ وچ سردار امجد حمید دستی صاحب تعمیر وطن پروگرام وچ "کنسٹرکشن آف سومنات دا

قلعہ " دا ہیڈ ناں پا دتا ہوئے (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں ایہہ گل بے جواز نہیں کہہ رہیا' تسی دیکھو صرف صحت دے شعبے دے وچ میرے حلقے دے وچ کچھ پیسے رکھے گے نیں دس لاکھ روپیہ' لطیفہ اے وے کہ او دس لکھ روپیہ اک ایسے بنیادی ہیلتھ یونٹ واسطے رکھیا گیا اسے جیہوں ہیاں ہویاں تین سال ہو گئے نیں' پیسے کھاؤ کسی دا شعر اے

بات جو بھی کرو طریقے سے
جھوٹ بولو مگر طریقے سے

پیسے کھاؤ بے شک کھاؤ مگر سلیقے سے کھاؤ' چٹے ڈہیں نوں رات ناں آکھو ۔ جناب سپیکر! میں جناب دا شکریہ ادا کرناں واں کہ جناب نے مینوں اے اجازت دتی کہ میں اپنی معروضات پیش کر سکاں۔ پاکستان پائندہ باد ۔ جمہوریت زندہ باد ۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ شیرازی صاحب!

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی کرسی پر ان کے علاوہ کوئی آدمی بیٹھ سکتا ہے ؟ میں اس میں وضاحت چاہتا ہوں۔ میں چیئر سے مخاطب ہو رہا ہوں یا تو رضاکارانہ طور پر نوابزادہ صاحب اٹھ کر چلے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جناب علی اکبر مظہر وینس!

جناب علی اکبر مظہر وینس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں آج سال 91-1990ء کے میزانیہ پر بات کرنے سے پہلے آپ کی وساطت سے ایک بہت بڑے میزانیہ پر بات کرنا چاہوں گا۔ میرا یہ میزانیہ سال 1947ء سے لے کر سال 1990ء تک پھیلا ہوا ہے ۔ جب برصغیر میں بسنے والے مسلمان اور ہمارے آباؤ اجداد غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس ملک میں صرف دو طبقے تھے۔ ایک طبقہ ہمارے آباؤ اجداد کا وہ تھا جو محنت شاقہ سے دھرتی کا سینہ چیر کر دن بھر محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کے لیے روزی کماتا تھا اور ایک مراعات یافتہ طبقہ تھا جس کے متعلق میرے کسی بھائی نے فرمایا تھا بڑے دل جلے سے کہ اے کاش کہ میرے باپ نے بھی کوئی ایسی خدمت کی ہوتی ۔ انگریز کا ٹوڈی بن جاتا' جاگیر تو اس سے لی ہوتی۔ یہ جناب والا! دو طبقات تھے اور یہ ملک بنا۔ خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور میرے وجود کا رواں رواں اور میرے وجود کا ایک ایک ذرہ عجز و انکسار سے اور شکر سے جھک رہا ہے کہ اگر میں اس ملک کے چپے چپے کو اپنی آنکھ سے چوموں تو میں اس دھرتی کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ہوں

کہ میرے باپ ' میرا دادا محض ہل چلا کر اور محنت شاقہ کر کے اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے روزی کماتا تھا اور میری جب آنکھ کھلی تو یہ عظیم ملک معرض وجود میں آ چکا تھا اور پھر اس ملک نے مجھے ناز و نعمت سے پالا۔ مجھے اچھے سے اچھے سکولوں میں تعلیم دلوائی اور آج یہ صورت حال ہے کہ ایک غریب کسان کا بیٹا اس معزز ایوان میں کھڑے ہو کر آپ کے سامنے بول رہا ہے ' تقریر کر رہا ہے ۔ میں اس سے زیادہ اور اپنے رب کا شکریہ کیسے ادا کرسکتا ہوں اور جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا اور میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ ہمارے ملک نے ہمیں وہ کچھ دیا جو ہمارے آباؤ اجداد اپنے خوابوں میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے۔ یہاں بنیا کا راج تھا اور ہمارے آباؤ اجداد دس روپے کا ادھار لینے کے لیے ان کے دروازے پر بیس بیس چکر لگایا کرتے تھے اور وہ دس روپے کے عوض پندرہ روپے لکھتے اور پچیس روپے وصول کیا کرتے تھے۔ لیکن جناب والا! جب یہ ملک بنا تو پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اس ملک سے کچھ نہیں لیا۔ خدا کی قسم سڑک پر بیٹھ کر لوہا کوٹنے والے یہاں سٹیل ملوں کے مالک بنے ' گنے کا رس بیچنے والے شوگر ملوں کے مالک بنے ' ایک کھڈی کے مالکان ٹیکسٹائل ملوں کے مالک بنے اور جناب والا! جو ایک چھوٹے سے کھوکھے کے مالک تھے وہ بڑے بڑے پلازوں کے مالک بنے اور اس کے باوجود یہ کہا جا رہا ہے کہ اس ملک نے ہم کو کچھ نہیں دیا۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس ملک نے انھیں کچھ نہیں دیا اور انھوں نے کچھ نہیں لیا تو جناب والا! آج ہم خدا کے حاضر ناظر جان کر اپنی وہ تمام جائیداد جو 1947ء میں ہمارے باپ دادا اور ہمارے پاس تھی اس کو ہم رکھ لیں اور باقی اس ملک کی جائیداد اس ملک کو واپس کردیں اور ہم عہد کریں۔ پھر جناب والا! اس ملک کا آپ بجٹ دیکھیں کہ اس ملک میں بجٹ کی کیا صورت حال ہے اور پھر ہم کیسی بد بخت قوم ہیں ' جناب والا! اس ملک میں بیٹھ کر اس کشتی میں بیٹھ کر ' اس ملک سے یہ عزت و احترام حاصل کر کے ' یہ کوٹھیاں اور یہ ملیں حاصل کرنے کے بعد اس ملک کے خلاف دانستہ طور پر یا غیر دانستہ طور پر اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کے حصول کے لیے اس کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ کتنی بد بخت قوم ہے اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس ملک میں ہر طبقہ فکر میں ہر جگہ پر نفرت کی ترویج کی جا رہی ہے اور تبلیغ کی جا رہی ہے ۔ آخر یہ کس قوم اور ملک کی ترقی کے لیے ہو رہا ہے؟

جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ پنجاب میں کہا جا رہا ہے کہ بڑا اچھا بجٹ ہے ۔ بڑی ایمان داری سے پیش کیا گیا ہے۔ میں صرف آپ کو ایک مثال دوں گا۔ اس لیے اس کا فائدہ نہیں کیونکہ جس بجٹ کی تمام رقمیں ' الفاظ اور مدیں ہی غلط ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کے حکم کے مطابق ہم

بحث کر رہے ہیں۔ میں صرف ایک مثال دیتا ہوں اور اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ چلیں میرے شہر میں پچھلے سال ایک میل کی سڑک بنی ہے جو پچاس لاکھ روپے سے بنی ہے اور سڑک کا ہیڈ ہے ریلوے پھاٹک اسگ ہارون آباد سے 73 فور آر۔ پچھلے ضمنی بجٹ میں اسی سڑک کے لیے ' اسی سال میں 30 لاکھ روپے اس کی مرمت کے لیے رکھے گئے ہیں۔ یہ سڑک کی بات ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں لیا۔ جناب والا! اگر کچھ نہیں لیا تو یہ بجار وغیرہ کہاں سے آ گئی ہیں؟ یہ جو کچھ ہمارے پاس آ گیا ہے ہمارے اپنوں نے دیا ہوا ہے۔ یہ ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس ملک کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے ہمیں یہ سب کچھ دیا ہے۔

جناب والا! میں اب ٹریک کی طرف آؤں گا۔ یہ میری تمام معروضات تمام بھائیوں سے تھیں کہ سیاست کی یہ صورت حال ہے کہ جب کوئی ہماری پارٹی کے ساتھ ہوتا ہے تو اچھا ہوتا ہے۔ ولی خان ہمارے ساتھ ہوتا ہے تو غدار ہوتا ہے اور جب ان کے ساتھ ہوتا ہے تو محب وطن ہوتا ہے۔ جب الطاف حسین ہمارے ساتھ تھے تو ایم کیو ایم غدار ------

جناب سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اسے ذرا consolidate کیجئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب الطاف حسین اگر اب ان کے ساتھ ہیں تو انھیں بھائی جان کہا گیا۔

وہ تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

جناب والا! یہ کہیں بھائی جان ' یہ الطاف حسین کو بھائی جان کہیں ' بچا جان کہیں' جو ان کا جی چاہے کہیں ہم بھی کہنے کے لیے تیار ہیں لیکن خدا کے لیے حق بات کہیں۔ یہ لوگ اس ملک میں پودینے کے باغات کے مالک ہونے سے اٹھ کر ' جب اس ملک میں آتے ہیں تو کروڑوں اربوں روپے کے مالک بننے کے بعد یہ کہتے ہیں مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان والو اپنے سر کاٹ کر ہتھیلی میں رکھ کر ہمیں پیش کر دو ورنہ ہم تمہیں اور تمہارے محلے کو گولیوں سے تباہ کر دیں گے۔ پھر جو اٹھتا ہے وہ کہتا ہے کہ قتل عام ہو رہا ہے؛ اگر پیپلز پارٹی والے ان کو پکڑتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی پکڑ رہے ہیں۔ اگر نہیں پکڑتے تو کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والے کچھ نہیں کر رہے۔ میں کہتا ہوں کہ منطق کی بات ہے' زیادہ فلسفے کی بات نہیں۔ ایک عام فہم آدمی یہ بات سمجھتا ہے کہ سندھ میں ہماری حکومت ہے '

مرکز میں ہماری حکومت ہے ' وہاں پر خود قتل عام کروا کر ' وہاں کا نظم ونسق خراب کر کے ہم کیا لینا چاہتے ہیں؟ خدا کے لیے کچھ تو سوچو کم از کم ملکی سلامتی کو تو دیکھو۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے بالکل ساتھ ایک ملک ہے ۔ کہتے ہیں کہ فوج استعمال نہیں ہوسکتی ۔ فوج کس کے لیے استعمال ہوسکتی ہے؟ اگر ہندوستان سے مقابلے میں آئے تو لڑتے وقت ہتھیار ڈال دیتی ہے۔

جناب والا ! آئین میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ When the civil forces needs the help of Armed Forces they are bound to come to support the civil forces to maintain law and order. یہ قانون کے تحت ان کا فرض بنتا ہے اور وہ ہمیں یہ کہیں کہ ہم ان کے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ وہ ہمیں ڈائریکٹ نہیں کر سکتے ۔ ہم انھیں ڈائریکٹ کر سکتے ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ فوج کے بجٹ پر بحث نہیں ہو سکتی۔ کیوں فوج کے بجٹ پر بحث نہیں ہو سکتی؛ یعنی فوج کا بجٹ ہم جس طرح مرضی چاہیں استعمال کریں۔ جناب والا! تمام آزاد ملکوں میں اس پر بحث ہوتی ہے۔ امریکہ میں یہ صورت حال ہے کہ اسمبلی کا کوئی ممبر وہاں کے جنرل سے جا کر یہ کہتا ہے کہ تمھیں کتنی رقم دی گئی تھی تم نے کیسے استعمال کیا ہے؟ اگر تو وہ اس کے اخراجات دکھاتا ہے تو ٹھیک ورنہ اسے کہا جاتا ہے کہ کل تک اسے خزانے میں جمع کرواؤ اگر وہ کل تک رقم خزانے میں جمع نہیں ہوتی تو وہ جنرل ہتھکڑیاں لگا کر جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے ۔ یہ جناب آزاد قوموں کا شیوہ ہے لیکن ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ فوج کے بجٹ پر بحث نہیں ہو سکتی۔ جناب والا! ہندوستان ہمارا پڑوسی ملک ہے میں آپ کی توجہ اس اہم نکتے کی طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ وہاں پر جب بھی مشرقی پنجاب میں بنگال میں کشمیر میں جب وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔ ٹھیک ہے ہم تو کہتے ہیں کہ کشمیری حریت پسند ہیں وہ آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں لیکن ہندوستان کے لیے وہ غدار ہیں۔ ہندوستان کی حکومت کے خلاف لڑ رہے ہیں ملک کے خلاف لڑ رہے ہیں لیکن وہاں پر فوجیں گئی ہیں اور روزانہ سینکڑوں لوگوں کو قتل کر رہی ہیں۔ خدا کی قسم اس ملک کی سلامتی کے لیے مجھ جیسے لاکھوں افراد بھی قتل کر دیئے جائیں اور قربان کر دیئے جائیں تو کم ہیں۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ان حالات میں صرف مخالفت برائے مخالفت ' صرف اپنی عصبیتوں کی وجہ سے ' صرف ذاتیات کی وجہ سے اپنی اس بات کو نہیں بھول جانا چاہیے کہ اس ملک کا آئین کیا کہتا ہے ' اس ملک کا قانون کیا کہتا ہے ' اس ملک کی سلامتی کس بات میں ہے؟ کم از کم ایک بات پر تو ہم متفق ہو جائیں ' کم از کم اس ملک کی سلامتی پر تو ہم متفق ہو جائیں۔ یا ہم ہر بات پر مخالفت برائے مخالفت کرتے رہیں گے؟ جناب سپیکر!

آپ کا بہت بہت شکریہ ان معروضات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک پیش کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہمارے اس ایوان کی ایک معزز رکن بیگم بشریٰ رحمٰن کو شیریں بیان قادر الکلام اور بلبل پنجاب کا خطاب دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! بلبل ہو گی تو پھر گل بھی ہو گا۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے کیونکہ بلبل کے ساتھ چمن کے تحفظ کی بھی ضمانت ملتی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر: کسی قسم کی تحریک پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش کی جا سکتی ہے۔ یہ ریزولیشن پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش کی جا سکتی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! اس کو بغیر باری کے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر ہاؤس نے اجازت دی تو اس کو ایوان کے اتفاق رائے سے بغیر باری کے take up کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ ایوان کی کارروائی معمول کے مطابق چلے گی۔ اگر ہاؤس نے اجازت دی تو اس کو take up کر لیں گے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں علی اکبر مظہر وینس صاحب کا شکریہ ادا کروں۔ جناب والا! میں شکریہ کے ان الفاظ کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گی۔ میں سمجھتی تھی کہ خارزار سیاست میں شرافت، دیانت اور صلاحیت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی اور آج ان کی طرف سے اپنے بارے میں اتنے اچھے اور خوبصورت الفاظ سن کے خارزار سیاست میں جو آبلہ پائی کی تھکن تھی وہ اتر گئی ہے اور آج اس فلور میں کھڑے ہو کر تمام معزز اراکین کی موجودگی میں میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میرے دامن پر سیاست کی اس وادی میں کسی قرضے، کسی مراعات، کسی پلاٹ، کسی سودے بازی یا پشیمانی کا کوئی داغ نہیں۔ اگر میرے دامن میں کچھ پھول ڈالے ہیں تو میرے اس بھائی نے خطاب دے کر پھول ڈالے ہیں۔ میں ان کی بڑی مشکور ہوں۔

نہ رفعت مقام ہے نہ شہرت دوام ہے
یہ لوح دل یہ لوح دل جو اس پہ کوئی نقش ہے
جو اس پہ کوئی نام ہے

میرے وطن کا نقش ہے میرے وطن کا نام ہے

شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

نوابزادہ غضنفر علی گل، لیکن محبت کا داغ آپ کے دامن پر ضرور ہے۔

جناب سپیکر، راؤ طارق محمود صاحب

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ جب اس طرف دیکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید مجھے پکارا ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ آپ کی hobby بھی تو ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! فکر نہ کیجیے۔ بڑے مناسب موقع پر آپ کی تقریر ہو گی۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب جس diplomatic طریقے سے قتل عام کرتے ہیں۔ خوبصورت لوگوں کی خوبصورتی اگر قتل عام کرے تو داد دینی پڑتی ہے۔ میں آپ کی ذہانت اور فراست کی داد ضرور دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب!

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اس طرف بھی دیکھ لیجیے۔ ایک نظر ادھر بھی ہو جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اس طرف کوئی خوبصورت نہیں بیٹھا۔

راؤ طارق محمود، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس ایوان میں بولنے کا موقع دیا۔ بڑے دنوں سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور بڑی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ غلط اعداد و شمار کا بجٹ ہے جس پر ہم بات کر رہے ہیں اور کل کو شاید آپ یہ بھی فیصلہ دے دیں کہ اب آپ نظر ثانی شدہ بجٹ پر بات کریں۔ جناب والا! اس بجٹ پر بات کرتے ہوئے اراکین کا حوصلہ ہے کہ انھوں نے ایسے بجٹ پر بحث کی ہے کہ جس کے صحیح یا غلط ہونے کا ابھی کوئی اندازہ نہیں۔ اس موقع پر میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں۔

یہ ہماری وضع داری ہے کہ ہم خاموش بیٹھے ہیں
یہ رہزن ہیں جنھیں ہم رہبر منزل سمجھتے ہیں

جناب والا! ایک فاضل دوست نے کہا کہ اس بجٹ کو راوی میں غرق کر دیا جائے، بجٹ کی توہین ہے۔ جناب اگر انھیں راوی کا پانی پسند نہیں تو اسے دریائے چناب میں بھی غرق کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بجٹ ہی اس قابل ہے کہ اس کو غرق کر دیا جائے۔ جناب والا! پنجاب کے پیسے کی بات ہو

رہی ہے ' پنجاب کے خزانے کی بات ہو رہی ہے۔ پنجاب کا پیسہ اگر پنجاب پر خرچ کیا جائے تو کوئی کمی نہیں۔ پنجاب کا بجٹ خسارے کا بجٹ کبھی نہیں آ سکتا۔ لیکن اگر اس پیسے کو کشمیر میں حکومت بنانے کے لیے استعمال کیا جائے ۔ اس پیسے کو سرحد حکومت کے گرانے کے لیے استعمال کیا جائے ۔ اس پیسے کو سندھ کے جلانے کے لیے استعمال کیا جائے تو پنجاب کا خسارہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! ہمیشہ بندہ اپنے مقام پر اچھا لگتا ہے اور گھوڑا اپنے تھان پر اچھا لگتا ہے۔ جناب میاں نواز شریف کی سیٹ پنجاب اسمبلی کے اندر ہے پھر یہ سندھ میں جا کے ' کشمیر میں جا کے سرحد میں جا کے ' بلوچستان میں جا کے اسلام آباد میں جا کے تخریب کاری کریں گے تو انھیں کوئی اچھا نہیں کہے گا۔ یہ پنجاب میں واپس آئیں ' پنجاب ان کا ساتھ دے گا۔ اگر یہ پنجاب سے باہر جائیں گے تو پنجاب انھیں اٹھا کے بلوچستان میں یا سرحد میں پھینک دے گا۔ جہاں پر ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہو گی۔

جناب والا! یہ بجٹ دو طبقوں کے لیے ہے۔ ایک امیر طبقہ ہے اور ایک غریب طبقہ ہے۔ تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی گئی ہے اس کی صورت حال بھی وہی ہے۔ تعلیم کی ایک خطیر رقم وی آئی پی لوگوں کے وی آئی پی بچوں کے اور وی آئی پی سکولوں کے کام آئے گی۔ اس میں کسی غریب اور کسی عام آدمی کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ ان سکولوں کی چھتیں جہاں پر غریب بچے پڑھتے ہیں اور جو میرے حلقہ انتخاب کے سکول ہیں ان کی چھتیں نہیں ان کی کھڑکیاں نہیں اور جن کا سامان نہیں وہ آئندہ سال بھی اسی طرح محروم رہیں گے۔

میری بستی کے بچوں کی یہی پہچان کافی ہے
نہ ان کے پاس تختی ہے نہ ان کے پاس بستے ہیں

جناب والا! تاریخ ضرور انتقام لیتی ہے اگر آپ انصاف کے تمام دروازے بند کر دیں گے ' اگر آپ لوگوں کا حصہ ان کو نہیں دیں گے تو وہ اپنا حصہ خود لے لیں گے ۔ اس کے بعد تمام اسمبلیاں ختم ہو جاتی ہیں ' تمام عدالتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ انصاف ختم ہو جاتا ہے ۔ لوگ انتقام کی بات کرتے ہیں۔

جناب والا! اس صوبہ میں اتنی کثیر رقم پولیس کی مد میں دی جا رہی ہے۔ اس کثیر رقم دینے کا مطلب آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ پولیس کو مضبوط بنانے کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ جو آواز حکومت وقت کے خلاف اٹھے اس کو دبا دیا جائے۔ جو آواز کسی سیاسی مخالف کی سمت سے اٹھے اسے دبا دیا جائے۔ کوئی ایم پی اے ' ایم این اے پارٹی سے باہر جائے یا کوئی اختلاف

رے تو اس کے گھر جلا دیئے جائیں۔ اس کی فصلیں تباہ کر دی جائیں اور سیاسی مخالفین کو اٹھا کر نوں میں پابند کر دیا جائے ۔ جناب والا! یہ آپ کی بات درست ہے کہ پولیس کے سہارے سے باب کی حکومت کو دو یا تین سال چلا لیں گے لیکن یہ پولیس اتنی خود سر ہو جائے گی کہ آپ کے کامات کو بھی نہیں مانے گی اور یہ پولیس پھر کسی مخالف حکومت کے پاس بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ج آپ کا دور ہے تو پھر کل آپ کے مخالفوں کا دور بھی ہو سکتا ہے ۔ اس لیے آپ اتنا وزن ڈالیں خا آپ خود برداشت کر سکتے ہوں ۔ یہ نہ ہو کہ جب دوسری حکومت آئے ایسے ہی اس پولیس سے ارروائیاں کرائے تو پھر آپ کی چیخیں نکلیں۔

جناب والا! آخر میں ' میں سندھ کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ سندھ میں جو آج کل ی صورت حال ہے اس پر ہر پاکستانی کا دل رو رہا ہے ۔ سندھ کی صورت حال دیکھ کر لوگوں کو جمہوری مل پر شک ہو رہا ہے ۔ ہم یہ بات صاف طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ یہ آگ آج کی لگی ہوئی نہیں ہے۔ اس آگ کو آج سے گیارہ سال پہلے لگایا گیا تھا جو آج پورا لاوا بن چکی ہے۔ جناب والا! پیپلز پارٹی کی قطعاً یسی کوشش نہیں اور پیپلز پارٹی کیسے ایسی کوشش کر سکتی ہے جبکہ سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ' مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ۔ سندھ نے پوری طرح سے پیپلز پارٹی کو مینڈیٹ دیا ہے اس کو پیپلز پارٹی خود کیسے تباہ کر سکتی ہے ۔ جناب والا! یہ ایسی تخریب کاری ہے اور یہ ایسے پوشیدہ ہاتھ ہیں اور ہم آپ کو بتائیں کہ پیپلز پارٹی اپنی حکومت ختم کر لے گی' پیپلز پارٹی اپنے آپ کو سیاسی طور پر ختم کر لے گی لیکن ان شاء اللہ سندھ کو پاکستان سے جدا نہیں کرنے دے گی۔

جناب عالی ! یہ ایسی تخریب کاری ہے' یہ ایسے پوشیدہ ہاتھ ہیں' ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اپنی حکومت ختم کر لے گی' پیپلز پارٹی اپنے آپ کو سیاسی طور پر ختم کر لے گی لیکن ان شاء اللہ سندھ کو پاکستان سے جدا نہیں ہونے دے گی۔ یہ بات الطاف حسین بھی سن لیں ' یہ بات جی ایم سید بھی سن لیں اور یہ بات میاں نواز شریف بھی سن لیں کہ ان شاء اللہ سندھ پاکستان کے ساتھ رہے گا اور جو پاکستان کے بد خواہ ہیں انھیں مایوسی اور ناکامی ہو گی۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: جناب جاوید محمود گھمن صاحب!

سید ذا کر حسین شاہ: جناب والا! میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وزراء کے تمام نشستیں خالی ہیں اور صرف سعید مہنس صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔ آج تقریر کا آخری دن ہے اور آپ کی

بار بار ہدایات کے باوجود بھی وزراء یہاں پر موجود نہیں۔ سب وزرا کو بلائیں تا کہ ہاؤس میں دلچسپی پیدا ہو۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں اپنی تقریر پیش کرنے سے پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جناب والا! جب سے یہ پنجاب اسمبلی وجود میں آئی ہے بجٹ اجلاس میں ممبران کے لیے دس منٹ کا بولنے کا وقفہ رکھا گیا ہے۔ ممبران کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے آپ اس ہاؤس کے امین ہیں دس کی بجائے پانچ بھی دے سکتے ہیں۔ بجٹ اجلاس تو ایسا ہوتا ہے کہ آپ روایات کے امین رہے ہیں اور ان کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، گھمن صاحب! آپ اپنی تقریر شروع کیجئے۔ بسم اللہ کیجئے۔

جناب جاوید محمود گھمن، اب میں آپ سے پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں سب توں پہلاں جناب وزیر خزانہ دی تقریر جڑی اوہناں نے بجٹ دے اوتے پیش کیتی اودے چند اک نقائص تہاڈے سامنے پیش کرنا چاہناں' اوہناں نے اپنی بجٹ تقریر وچ اصل آمدنی 25 ارب 66 کروڑ 41 لاکھ روپے پیش کیتی۔ جیدے وچ اونہاں نے 15 ارب 82 کروڑ تے 41 لکھ دا ذکر نہیں کیتا۔ اس طرح ٹوٹل آمدنی جڑی اے او 41 ارب 48 کروڑ 82 لکھ بندی اے اور ایس طرح اصل خرچ جڑا اے او 44 ارب 11 کروڑ اور 34 ہزار بن دا اے۔ ایس طرح خسارہ 2 ارب 92 کروڑ 74 لکھ دی بجائے 4 ارب 79 کروڑ 7 لکھ اور 86 ہزار روپیہ بند دا اے۔ اوہناں نے اے جڑے غلط اعداد و شمار پیش کیتے نیں اور دوسری گل جناب والا! جڑا بجٹ پیش کیتا جاندا اے۔ اے تے اینہاں زبردست کتابیں نیں اور سارا سال جڑی ٹیکنوکریٹس ہے۔ جڑی افسر شاہی اے او اینوں تیار کر دی رہندی اے۔ ایس تو بعد او بجٹ وچ مختلف جگہ تے مختلف مداں وچ پا کے ساڈیں بھلیکھیاں وچ تے بھل بھلیاں وچ پا دیندی اے تا کہ اسیں صحیح صورت حال دا اندازہ نہ لگا سکیے۔ ایس توں بعد اے گورنمنٹ یعنی پنجاب گورنمنٹ جڑی کہ ہر ویلے پیسے دا رونا روندی رہندی اے اور اے کہندی رہندی اے کہ ساڈے کول پیسے دی کمی اے اور ساڈیں سنٹر گورنمنٹ پیسہ نہیں دیندی' اینہاں دی فضول خرچیاں دا حال ویکھو جڑی تہاڈے سامنے ہیں۔ فیر گورنمنٹ بلڈنگز تے جڑا خرچہ آیا ہے صفحہ 318 وچ اس سال 11 لکھ روپے رکھے گئے نیں۔ اسی طرح پنجاب ہاؤس اسلام آباد جڑا اے او اگے ہی

بنیا ہویا اے بہت عالی شان اے بہت وڈا اے اس سال ایدی مرمت اور تعمیر دے اوتے 50 لکھ روپیہ رکھیا گیا اے۔ اگے فیر صفحہ نمبر 319 وچ مزید اودے تے 68 لکھ دس ہزار روپے رکھے گئے نیں۔ جناب والا! فیر صفحہ 320 تے مزید 20 لکھ روپے رکھے گئے نیں۔ جناب والا! اسلام آباد دے وچ جہڑا اسلام آباد ہاؤس بنیا اے اودے تے اپنی اماؤنٹ جائز قرار دتی جا سکدی اے۔ اے رقم غریباں تے یا دیہات وچ نہیں تقسیم کیتی جا سکدی۔ اسی طرح جہڑی ساڈی افسر شاہی اے اور ساڈی بیور کریسی ہے اور ساڈے جہڑے ٹیکنو کریٹس نیں اوہناں دی میٹنگ تے جہڑا خرچ کیتا جاندا اے جناب والا! او تہاڈے سامنے ہے گا۔ صفحہ نمبر 322 تے پچھلے سال 30 لکھ روپیہ رکھیا گیا اور اینکی 91-1990ء وچ اوہناں دے میس تے 25 لکھ روپیہ رکھیا گیا۔ جناب والا! کیا اے اماؤنٹ اتنی معمولی ہے کہ اوہناں افسران گریڈ 19/18 واسطے رکھی جائے۔ اے او ٹریڈیشنز' اے اوہ گلاں باتاں جہڑیاں کہ انگریز ساڈے واسطے چھڈ گئے۔ انگریز دے دور توں ہی اے وڈے وڈے میس ' وڈے وڈے ڈاک بنگلے جہڑے بنے ہوئے نیں اینہاں نوں ختم کیتا جاوے۔ اینہاں دی بجائے غریب عوام نوں پنڈاں وچ پیسے لگانے جان۔ ایس طرح جہڑے مختلف جگہ تے ریسٹ ہاؤس نیں' اینہاں نے اودے اوتے وی اک جگہ ای درج نہیں کیتے صفحہ نمبر 319 دے اوتے اے مختلف ضلعیاں وچ اے ریسٹ ہاؤساں اے جہڑا خرچ کر رہے نیں او وی میں تہاڈے سامنے پیش کر دیاں۔ اٹک وچ 10 لکھ روپیہ' گوجرانوالہ 10 لکھ روپیہ' گجرات 10 لکھ روپیہ' سرگودھا 10 لکھ روپیہ' بھکر 7 لکھ 10 ہزار روپیہ' اور چکوال وچ صرف اک سائیکل سٹینڈ بنن تے 7 لکھ روپیہ خرچ کیتا جا رہیا اے۔ اے جہڑیاں رقماں اینیاں زیادہ نیں اے خرچ کیتیاں جا ریاں نیں۔ ڈویلپمنٹ دے کھاتے وچ صفحہ نمبر 320 وچ جی او آر ون گریڈ 20 دے افسراں واسطے اوہناں دے میس واسطے 25 لکھ روپے دی اماؤنٹ رکھی جا رہی اے اور ڈی سی گجرات دا اگے گھر بنیا اے اودے واسطے 6 لکھ 90 ہزار روپیہ رکھیا جا رہیا اے۔ جناب والا! میں ادھر دے بھرانواں نوں عرض کرناں کہ ایس واسطے کہندے نیں غریب ملک ' غریب عوام تے اپنے اپنے پیسے افسر شاہی تے خرچ کیتے جا رہے نیں کیا اے پیسے جہڑے کہ اربھاں کروڑاں روپے نیں اینہاں نوں اکٹھیاں کر کے غریب عوام تے نہیں سی خرچ کیتا جا سکدا' دیہاتی علاقیاں وچ نہیں سی خرچ کیتا جا سکدا؟ جناب والا! برائے مہربانی جناب وزیر خزانہ ایدے وچ ترمیم کر کے اینہاں نوں اچھائی ول خرچ کرن۔ ایس توں بعد جناب والا! میں اک گل ول ہور آناں کہ وزیر اعلیٰ دی ایک انسپکشن ٹیم بنی ہوئی اے جیدا کہ کوئی کم نہیں اودا کوئی فنکشن نہیں۔ اپنے وزرا دی موجودگی وچ اپنے مشیراں دی موجودگی وچ اوہدا کوئی فنکشن نہیں۔ صرف وزیر اعلیٰ

دی انسپکشن ٹیم دے اوتے 34 لکھ 89 ہزار روپیہ خرچ کیتا جا رہیا اے۔ جناب عالی! جیدا افگشن ہی کوئی نہیں، جیدا کم ہی کوئی نہیں۔ جناب والا! برائے مہربانی اے 34 لکھ نوں وی اینھوں کڈ کے عوام دی فلاح و بہبود تے خرچ کیتا جاوے۔ ایسے طراں وزیر اعلیٰ دے مختلف عملے نوں ودھاکے، پچھلے سالاں توں اس دفعہ بہت زیادہ ودھا لیا اے۔ اس عملے دے اتے وی بہت زیادہ خرچ کیتا جا رہیا اے۔ براہ مہربانی اس خرچ نوں وی کنٹرول کیتا جائے۔

جناب عالی! اس دے بعد میں پاکستان دے اک بہت اہم مسئلے تے آ رہیا واں۔ اوہ مسئلہ تعلیم دا اے 1990-91ء وچ 7 ارب 53 کروڑ 2 لکھ 97 ہزار 600 روپے تعلیم واسطے رکھے جا رہے نیں۔ پرائمری ایجوکیشن دے اتے ٹوٹل 4 ارب 76 کروڑ 34 لکھ 57 ہزار رکھے جا رہے نیں۔ جناب عالی! پاکستان اوہ بد قسمت ملک اے جتھے پڑھے لکھے لوکاں دی شرح ساری دنیا توں گھٹ اے۔ پنجاب حکومت پرائمری تعلیم دے اتے 4 ارب 76 کروڑ روپیہ اتھے بچیاں دے پڑھن واسطے خرچ نئیں کیتا جا رہیا اونھاں نوں جاہل تے ناکارہ بنان واسطے خرچ کیتا جا رہیا اے۔ اوہ کس طراں؟ دیہاتاں وچ اک کمرہ تے اک ٹیچر دے سکول بنائے جا رہے نیں۔ کیا پرائمری سکولاں وچ اک کمرہ تے اک ٹیچر، یا دو کمرے تے دو ٹیچر پنج جماعتاں نوں پڑھا سکدے نیں؟ اس توں علاوہ آئی جے آئی دے حضرات نوں کوٹا دتا گیا اے۔ اونھاں نے تھرڈ ڈویژن تے قابلیت نہ رکھنے والے اساتذہ نوں بھرتی کیتا اے۔ (وقت ختم ہونے کی گھنٹی) جناب عالی! اجے تے میں شروع ای نئیں ہویا۔ میں اپنے علاقے ول آ رہیا ساں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب جاوید محمود گھمن، دو منٹ دے دیں۔ جناب عالی! اس واسطے میری ایہہ تجویز اے کہ ایہہ سب دیہاتوں میں قائم کیتے جان تے تعلیم دے اتے ایہہ پابندی لائی جائے کہ پرائمری سکولاں وچ کسی معلمہ دے بغیر، کسے ایم این اے یا ایم پی اے توں بچے بغیر، صحیح قسم دے بندے ہون اور پنجاب وچ کوئی ایسا پرائمری سکول نہ ہووے جہدے وچ چھ ست یا آٹھ اساتذہ توں گھٹ استاد ہوں۔ اور کمرے وی اٹھ نوں تاں ہون۔ بھانویں اوہ کئی دیہاتاں وچ تقسیم کر دتا جائے۔ دوسرے بے روزگاری نوں ختم کرن واسطے دیہاتاں وچ ٹیکنیکل کالجاں یا ٹیکنیل سکولاں دی طرز تے ادارے بنائے جان تا کہ لوگ ٹیکنیکل ٹریننگ لے کے ملازمتاں دی طرف چل پین۔ ایسے طراں میں ایہہ تجویز پیش کرناں کہ براہ کرم میرے حلقے وچ جہڑا علاقہ سڑیال اے، اوہدے وچ اک ٹیکنیکل کالج کھولیا جائے۔ اس

ے بعد میں چند گلاں پولیس دے متعلق وی کراں گا۔

جناب سپیکر: گھمن صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن: تقریر کا آخری فقرہ سن لیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نوں دعوے نال ایس اسمبلی دے پلیٹ فارم توں کہناں کہ سارے پنجاب وچ اک تھانہ وی مینوں دکھا دین جتھا رشوت توں نیر کم کردا ہووے۔ ایس واسطے اینھاں تے خرچ کرن دی بجائے تھانے ٹھیکیاں تے دے دتے جان تا کہ کم از کم حکومت پنجاب دا پولیس دے اتے خرچ تے بچ جائے۔

جناب سپیکر: بیگم عفیفہ ممدوٹ صاحبہ!

BEGUM AFIFA MAMDOT: Mr. Speaker Sir, I thank you for allowing me to speak on this subject of buget in this budget session. Would you please allow me to speak in this august House of the Provincial Assembly of the Punjab in English for better expression? As regards the budget proposed and presented by the honourable Finance Minister, I would like to congratulate him for his best efforts made in this respect despite the confusion created in this House by the opposition members to disturb the honourable Finance Ministers, budget speech, and such a behaviour is never expected nor ever heard of in the history of Punjab Assembly.

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر! وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔ یا تو آپ یہاں سے قاعدہ حذف کر دیں۔ جناب سپیکر! آپ قواعد کی خلاف ورزی نہ ہونے دیں۔ آپ انھیں ہدایت فرمائیں کہ لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھیں ورنہ میں واک آؤٹ کروں گا۔

BEGUM AFIFA MAMDOT: The people should at their best to set a good example for their people.

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! آپ تقریر پڑھ رہی ہیں؟

بیگم عفیفہ ممدوٹ: نوٹس دیکھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ اگر آپ اردو زبان میں بات کریں تو آپ بہت اچھی بات

کر لیتی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

بیگم عفیفہ محمود: جناب سپیکر! جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس میں جو فنڈز مختص کیے گئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ صحت اور تعلیم کے شعبوں میں ضروریات سے بہت کم رکھے گئے ہیں۔ ان شعبوں کو ٹاپ پرائرٹی ملنی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ صحت اور تعلیم کے شعبے ہماری قوم کے لیے بہت اہم ضروریات ہیں۔ اگر ہم ان شعبوں کو اہمیت نہیں دیں گے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے عوام صحت، علاج معالجے اور تعلیم کی طرف سے محروم رہیں گے اور وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی جس کو صحت مند نہ بنایا جائے اور جس کو تعلیم کے صحیح مواقع نہ دیئے جائیں۔ ہمارے ہاں اس وقت ناخواندگی دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے اور ہمارے لیے یہ ایک بہت ہی فکر مند بات ہے کہ پنجاب کے ساٹھ کروڑ غریب عوام کے لیے اتنا کم بجٹ ہو جس سے ہماری یہ ضروریات بالکل پوری نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے پنجاب حکومت کو فنڈز سے محروم کیا گیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے فنڈز کی کمی کے باوجود ان کو سوچ سمجھ کر ان شعبوں میں ان کو پہلے خرچ کریں اور ان فنڈز کو ان سیکٹرز میں مختص کریں کہ ہمارے غریب عوام اور تمام طبقوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان چیزوں میں تعمیر وطن پروگرام بھی کارآمد تو ہو سکتے ہیں۔ ہمارے نمائندوں اور حکومت کے وزرا کا فرض بنتا ہے کہ ہر ایک اپنے علاقے کی فکر کرے اور وہاں ان ضروریات کو پورا کرے جو مہیا نہیں ہو رہیں۔ ہم نے پہلے بھی کوشش کی ہے کہ ہم سب مل کر کوشش کریں کہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت کے تعلقات کچھ بہتر ہو سکیں تا کہ ہم اپنے اخراجات اور فنڈز کا صحیح معنوں میں استعمال کر سکیں۔ ہمارے آپس کے تعلقات ایسے رہیں کہ باہمی افہام وتفہیم بھی ہو اور اپنے ملک اور قوم کی خدمت صحیح معنوں میں کر سکیں اور accountability بھی ہونی چاہیے۔ جہاں اتنے اخراجات ہو رہے ہیں ان کی accountability ہمارے لیے بہت ضروری ہے تا کہ فنڈز ضائع نہ جائیں۔ وفاقی حکومت جو پنجاب کی گرانٹ اس وقت نہیں دے رہی یہ ہمارے لیے بہت تشویش کا باعث ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وفاقی حکومت ایک ہی نظر سے دیکھے جیسے وہ سندھ کو دیکھتے ہیں بجائے اس کے کہ ہم ان سے ایک بڑا صوبہ ہیں اور ہمارے صوبے کی 6 کروڑ آبادی ہے۔ اس طرح ہمارا حق زیادہ بنتا ہے وہ اس طرف زیادہ توجہ دیں اور نظر کرم ہماری طرف بھی کی جائے۔ فنانس منسٹر سے ہم التجا کرتے ہیں کہ وہ ہیلتھ اور تعلیم کے سیکٹر اور کمیونیکیشن سیکٹر میں زیادہ توجہ دیں اور ہمیں فنڈز مہیا کی جائیں اور عوام کے مسائل بہتر

طریقے سے حل کریں۔ شومئی قسمت تو یہ ہے کہ ہمارا پسماندہ علاقہ ڈیرہ غازی خان جہاں اس وقت چار وزرا ہیں نظر کرم ہونی چاہیے۔ فنانس منسٹر بھی اسی ڈویژن سے ہیں تعلیم کے منسٹر بھی اسی ڈویژن کے ہیں اور دریشک صاحب بھی اسی ڈویژن سے ہیں اور اس سے زیادہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ فاروق لغاری صاحب جو ہمارے وفاقی وزیر ہیں وہ بھی وہاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ پسماندہ ضلع آج کے دور میں میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایک نمونہ یعنی ماڈل ڈویژن بننا چاہیے تھا اور یہ ہمارے ترقیاتی پروگراموں کی ایک مثال بنتا مگر افسوس یہ ہے کہ وہاں سرداری نظام ہے ان سرداروں کے پاس کوئی وقت نہیں کہ وہ اپنے ان غریب علاقوں کے لیے اور اس غریب عوام کے لیے فکر مند رہیں مگر میں پھر بھی التجا کرتی ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب وہاں زیادہ توجہ کریں اور جن فنڈز کی ہمیں کمی ہے وہ پوری کریں۔ ہمارے اس علاقہ میں چیف منسٹر صاحب نے پچھلے سال نظر کرم تو کی اور انھوں نے چند ایک ڈائریکٹوز بھی دیے جن کے ہم بہت مشکور ہیں کہ ایک ڈگری گرلز کالج جام پور میں انھوں نے ہمیں ڈائریکٹو سے دیا اور اس کے علاوہ ڈیرہ غازی خان میں انھوں نے ڈیرہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بھی قائم کی جس کے لیے انھوں نے 5 کروڑ فنڈز مختص کیے۔ مگر شومئی قسمت تو یہ ہے کہ ابھی تک ان ہدایات پر عمل نہیں کیا گیا جب کہ وزیر خزانہ بھی ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں اور جس ڈگری گرلز کالج کے لیے ہدایات دی تھیں وہاں اس وقت 500 لڑکیاں داخل ہیں مگر ان کے لیے کوئی فنڈز نہیں دیے گئے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی رہائش یا کوئی ہوسٹل یا کالج کی تعمیر کی گئی ہے۔ وہ ایک لڑکوں کے پرانے بوسیدہ ہاسٹل میں کلاسز لے رہے ہیں جو کہ ان کے لیے بالکل موزوں نہیں ہے۔ ڈیرہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ایک سال گزرنے کے باوجود ابھی کوئی ایسا کام نہیں ہوا جس سے ڈیرہ غازی خان کی کوئی ترقی ہو سکے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

بیگم عتیقہ ممدوٹ: اس لیے میں چاہوں گی کہ ڈیرہ غازی خان کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ ہیلتھ پروگرام میں میں یہ چاہتی ہوں اور میں آپ کے نوٹس میں لے آؤں کہ شعبہ صحت میں فنڈز کی بہت کمی ہے۔ ہمارے ہسپتالوں میں نرسز کی کمی ہے۔ سٹاف بھی کم ہے۔ آپ شہروں میں بھی دیکھیں آپ دیہاتوں میں بھی دیکھیں اور اضلاع میں بھی دیکھیں ہمیں وہاں ٹرینڈ نرسز کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! شکریہ۔ چودھری غلام قادر صاحب! سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

جناب سلمان تاثیر، جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر مخدوم الطاف صاحب نے ایک بڑا اہم بیان دیا ہے اور وہ اسی اسمبلی کے فلور پر وزیر اعلیٰ صاحب کے بارے میں بیان دیا ہے کہ وہ Assembly dissolve کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کم از کم مجبور کیا جائے کہ وہ یہاں آ کر ذاتی وضاحت فرمائیں کہ یہ بات حقیقت ہے یا نہیں کیونکہ یہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں۔ یہ بڑی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ ایک سیاسی بات ہے۔ مخدوم الطاف صاحب نے کی ہے اور اس بارے میں چیف منسٹر صاحب کی صوابدید پر ہے کہ وہ اس کا جواب دینا پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ ان کا جواب دینا یا نہ دینا یہ بھی ایک پولیٹیکل بات ہے۔

رانا پھول محمد خان، جناب والا! یہ تو ایسے ہی ہے جیسے میں یہ کہہ دوں کہ ہمارے ملک کی وزیر اعظم سندھو دیش بنانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ کیا اس بات کا جواب دینا پسند فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، آرڈر۔ آرڈر۔ چودھری غلام قادر صاحب!

چودھری غلام قادر، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم O اما بعدہ' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! بجٹ پر کافی باتیں ہو چکی ہیں لیکن مجھے اپنے حلقہ اور ملک کے متعلق کچھ باتیں کرنی تھیں لیکن یہ جو دس منٹ کی تلوار لٹک رہی ہے اس میں میں اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکوں گا۔ بہر حال کوشش کروں گا کہ اس کے اندر ہی اس کو ختم کیا جائے۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف رانا شوکت محمود اور جناب سلمان تاثیر صاحب نے جس طریقے سے اس بجٹ کی ہر مد کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ میں انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! اڑھائی کروڑ روپیہ بھوربن ریسٹ ہاؤس کے لیے رکھ کر حکومت نے ثابت کر دیا ہے یہ بجٹ سرمایہ داروں' جاگیرداروں نوکر شاہی اور ان کے گماشتوں کے لیے عیاشی کا سماں پیدا کرتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ میرے نزدیک فیصل آباد کا گھنٹہ گھر ہے اس کی ہر بات وزیر اعلیٰ کی سیکرٹ فنڈ پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنے حلقہ پی پی 129 کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! بالعموم اور لاہور میں بالخصوص یہ حلقہ سب سے زیادہ پسماندہ ہے۔ اس میں ہسپتال' سکول' کالج' سڑکیں' سیوریج اور پینے کے پانی کے نام تک نہیں۔ جب کہ وزیر اعلیٰ کا حلقہ جو میرے ساتھ ہے اس میں ہر روز لاکھوں گیلن پینے کا صاف پانی فوراوں کے ذریعے بہایا جاتا ہے۔ جب کہ میرے حلقے میں جمیل ٹاؤن' شبلی ٹاؤن' بکر منڈی میں پینے کا پانی نہیں ملتا تو لوگوں نے

گندے پانی کے اوپر پمپ لگائے ہوئے ہیں ۔ جس کی وجہ سے وہاں کی عوام گردے کی بیماری میں مبتلا ہو رہی ہے ۔ جناب سپیکر! ان کے حلقہ میں تو پہلے ہی 4 بڑے ہسپتال تھے اس کے علاوہ پچھلے سال اور ڈسپنسریاں بنائی گئی ہیں جب کہ میرے حلقے میں زچہ بچہ سنٹر تک نہیں ۔ جناب سپیکر! میاں صاحب کے حلقے میں تو گلیوں کو کارپٹ کر دیا گیا ہے جب کہ میرے علاقہ میں برکس سولنگ بھی نہیں۔ اسی طرح جب میں نے 90-1989ء کے بجٹ میں اس وقت بھی اس ایوان میں کہا تھا کہ میرے حلقے کے لیے ایک پیسہ تک نہیں۔ آج بھی بجٹ میں میرے حلقے کے لیے کوئی پیسہ نہیں۔ میرے حلقہ میں ایک سڑک جو چوک یتیم خانہ سے بابو صابو تک ہے اس کے لیے پچھلے سال بھی کوئی پیسہ نہیں تھا بلآخر میں نے وزیر اعظم پاکستان بیگم بے نظیر صاحبہ سے درخواست کر کے اس کے لیے 2 کروڑ 21 لاکھ روپیہ لیا جو آج تکمیل کے آخری مراحل میں ہے ۔ تو جناب والا! اس طرح میرے علاقے میں سیوریج نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ تو اعوان ٹاؤن ' کھاڑک اور مدینہ کالونی کے لوگ پندرہ سال سے گندے پانی میں مچھر اور مکھیوں میں رہ رہے تھے تو میں نے بڑی مشکل سے پچھلے سال سیوریج کی سکیم ایل ڈی اے کے ساتھ مل کر بنوائی اور 27 دسمبر 1989ء کو بینڈر ہوئے۔ جناب سپیکر! اس میں جو ایل ڈی اے کی رجسٹرڈ فرمیں تھیں انھوں نے حصہ لیا اور ایک فرم جس کا نام وسیم کنسٹرکشن تھا وہ سب سے کم تھی اس فرم میں میرے بیٹے کا حصہ تھا۔ چونکہ وہ سب سے کم تھی اس لیے اسے کام دے دیا گیا۔ 23 جنوری کو کام الاٹ ہو گیا اس کے بعد 8 فروری کو ایک حکم کے ذریعے انھیں کام کرنے کو کہا گیا۔ کام شروع ہو گیا۔ جناب والا! میں نے بطور ایم پی اے اس علاقے میں جا کر افتتاح کیا۔ اس افتتاح کی کارروائی ٹی وی' ریڈیو اور اخبارات میں آئی۔ اس کے بعد وہاں کے مقامی ایم این اے نے جن کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے یعنی میاں عثمان ایم این اے نے بھی اپنی ایک تختی بنوائی اور ایک مہینے کے بعد وہ تختی نصب کرنے کے لیے وہاں پہنچے تو وہاں کی عوام نے ان کے ساتھ جو کیا وہ اخبار میں آ چکا ہے ۔ جب میاں عثمان کے ساتھ کوئی آدمی نہ آیا۔ کوئی ان کی تقریر سننے نہ آیا تو انھوں نے اپنے دو آدمی لیے اور وہاں پر تختی لگا دی ۔ اب بھی وہ تختی وہاں لگی ہوئی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ میں اس کنٹریکٹر کو' ایم پی اے کو اور اس علاقے کی عوام کو مزا چکھاؤں گا کہ انھوں نے مجھے کیوں نہیں آنر دی۔ تو جناب والا! میاں نواز شریف پر انھوں نے پریشر ڈالا اور میاں نواز شریف ایل ڈی اے کے چیئرمین ہیں انھوں نے اپنی قلم کی ایک جنبش سے اس کنٹریکٹ کو ختم کر دیا حالانکہ وہ کنٹریکٹ تین مہینے سے شروع تھا یعنی 12 اپریل کو ختم کیا اور اس کا تقریباً دس لاکھ کا کام ختم ہو

چکا تھا۔ اس کنٹریکٹ کو کینسل کرنا غیر قانونی تھا۔ جناب والا! اس کے علاوہ جس افسر کے ذریعے یہ کنٹریکٹ کینسل کیا گیا اس روز وہ افسر چھٹی پر تھا اور لیٹر میرے پاس موجود ہے۔ اس طریقے سے اس لیٹر میں یہ لکھا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس سائٹ پر کام ہی شروع نہیں ہوا۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں

As you have not complied with the conditions mentioned in the above letter the above contract is hereby withdrawn and the earnest money amounting to Rs 65,000,00 is forefeited.

جناب والا! اس سے یہ ثابت کیا گیا کام وہاں پر شروع ہی نہیں ہوا جب کہ افتتاح دونوں سائڈ سے ہو چکے تھے۔ وہاں دس لاکھ کا کام ہو چکا تھا۔ کنٹریکٹر نے صرف پانچ ماہ میں یعنی جولائی میں کام مکمل کرنا تھا۔ تو اس کے لیے procurement کر لی تقریباً 25 لاکھ روپے کا خرچ ہو گیا اور یہ کام میاں نواز شریف اور میاں عثمان نے محض اس لیے ختم کر دیا کہ اس میں میرے بیٹے کا حصہ تھا۔ یہ جناب والا! پولیٹیکل victimization ہے۔ چند روز پیشتر میرے ایک دوست ' آپ کے منسٹر چودھری ریاض صاحب نے یہاں کہا کہ جناب فیڈرل گورنمنٹ نے انکم ٹیکس کے نوٹس بھیجے ہیں۔ جناب ہو سکتا ہے کہ افسروں نے ان کو نوٹس بھیجے ہوں کیونکہ افسروں کے ساتھ انکم ٹیکس دینے والوں کی کچھ باتیں ہوتی ہیں وہ نہ پوری کی گئی ہوں گی۔ لیکن وہ نوٹس سنٹر گورنمنٹ نے نہیں بھیجے افسروں نے بھیجے ہوں گے ۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ پولیٹیکل victimization ہے اور جمہوریت نفی ہے۔ تو میں چودھری ریاض صاحب سے پوچھنا چاہتا کہ جناب یہ کیا ہے؟ کیا یہ جمہوریت کی پاسداری ہے؟ کہ کام ختم کر دیا حالانکہ سائٹ پر کام موجود ہے۔ لوگ کرلا رہے ہیں' بہت ضرورت ہے۔ گندہ پانی گلیوں میں بہہ رہا ہے لیکن کام اس لیے بند کرا دیا گیا کہ اس میں میرے بیٹے کا حصہ تھا۔ تو جناب والا! میں آپ سے اور اس طرف حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے حضرات سے پوچھتا ہوں کہ میاں نواز شریف کے اس ایکشن کو آپ کیا نام دیں گے؟ اس معاشی قتل کو آپ کیا کہیں گے؟ شرافت کی سیاست یا جمہوریت کی پاسداری؟ پنجاب کے حقوق کے علم بردار نہیں۔ جناب یہ سب پولیٹیکل victimization ہے۔ چونکہ وقت کم ہے اس لیے میں اس کی مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ پنجاب میں بالعموم اور لاہور کے شہر میں بالخصوص عرصہ 18 ماہ سے غنڈہ گردی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔ دہشت گرد، تخریب کار ملک دشمن اور قانون شکن جس دیدہ دلیری سے قانون کو پامال کر رہے ہیں اور نہتے شہریوں کی جان و مال اور عزت سے کھیل رہے ہیں اس سے ثابت

ہو چکا ہے کہ پنجاب میں نہ تو کوئی قانون ہے اور نہ کوئی قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں۔ اور پنجاب کے عوام تخریب کاروں اور دہشت گردوں کے رحم و کرم پر پڑے ہوئے ہیں ۔ جناب سپیکر! پنجاب کی حکومت اب اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے جس طرح سیاسی رشوت اور سرکاری ملازمین کو استعمال کر رہی ہے اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ پنجاب کے عوام روز بروز جمہوریت سے بد ظن ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں سوچنا ہو گا کہ ایسا تو نہیں کہ ہمارے سیاسی اختلافات ہماری سیاسی انتظامی کارروائیاں ہمارا حکومت پر قبضہ کرنے کے منصوبوں سے تخریب کاروں کو تقویت مل رہی ہے۔ جناب والا! مجھے احساس ہے صرف دو ایک منٹ لوں گا۔جناب والا! میں اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کرتے ہوئے آپ سے اور دونوں حکومتوں سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ خدا را دونوں حکومتیں سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور کسی پوائنٹ پر پہنچیں۔ کیونکہ ملک کو بچانے کے لیے ان محرکات پر سوچنا ہو گا اور ان نقاب پوشوں کو خواہ ان کا تعلق سندھ سے ہو پنجاب سے ہو ' سرحد سے ہو یا بلوچستان سے ہو انھیں بے نقاب کرنا ہو گا۔ اور ان ہاتھوں کی نہ صرف نشاندہی کرنی ہو گی بلکہ انھیں کاٹنا ہو گا۔ جو اس ملک ' قوم اور عوام کے دشمن ہیں اور اس ملک کو دوبارہ مارشل لاء کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں ۔ جناب سپیکر! اگر چیئرمین ماؤ 12 لاکھ آدمی قتل کرا کر-----

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری غلام قادر: جناب سپیکر! اگر چیئرمین ماؤ 12 لاکھ آدمی قتل کرا کے اپنے ملک کی سالمیت برقرار رکھ سکتا ہے تو پھر یہ دونوں حکومتیں ملکی مفاد میں کیوں نہیں ایک جگہ بیٹھ سکتیں۔ کیوں یہ عوام کو دوبارہ مارشل لاء کی طرف دھکیلنا چاہتی ہیں۔ تو جناب والا! یہ ہمارا قومی فرض ہے اور سیاسی بصیرت کا تقاضا بھی ہے کہ قوم اس وقت چکی کے دونوں پاٹوں کے درمیان پس رہی ہے۔ اندر سے تخریب کار دہشت گرد بلیک مارکیٹر اور گراں فروش قوم کو کھا رہے ہیں ۔ باہر سے ہمارا ازلی دشمن ہماری پاک سر زمین پر ' ہماری پاک سرحدوں پر نظریں لگائے بیٹھا ہے ۔ میں اتنا ہی عرض کروں گا کہ۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل حکمرانوں
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

وما علینا الا البلاغ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! شکریہ۔ جناب حاجی چن صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: [*****] اس لیے میں آپ کے اس رویے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ کے نبض جواب نہیں دے گئے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! دو بجے ریفرنس کے سلسلے میں اکٹھے ہو رہے ہیں پھر دیکھیں گے کہ کس کے نبض shatter ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نبض تو آپ کے جواب دے گئے ہیں جو آپ اس حد تک پہنچ گئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! [*****] میری نبض جواب نہیں دے سکتی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ حد درجے کی آپ کی زیادتی ہے کہ آپ چیئر سے مخاطب ہوں اور آپ کو ذرا بھی اس بات کا احساس نہیں کہ آپ کس سے کیا بات کر رہے ہیں اور کس کو کیا کہہ رہے ہیں۔ نہایت افسوس کی بات ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ آپ کو میں نے تقریر کرنے کا پہلے ٹائم نہیں دیا۔ یہ بھی سب آپ کے بھائی ہیں جن کو میں ٹائم دے رہا ہوں۔ چودھری غلام قادر بھی آپ کے ساتھی ہیں۔ یہ آپ کے پیچھے بیٹھنے والے لوگ بھی آپ کے ساتھی ہیں۔ اس ایوان کے معزز رکن ہیں۔اور جو لوگ کم بولنے والے ہیں ان کو میں نے آج وقت دے دیا۔آپ ہمیشہ بات کرنے والے لوگ ہیں۔ آپ کو اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ ---- شاہ صاحب! آپ چیئر سے مخاطب ہیں اور آپ اس کو سازش کہہ رہے ہیں اور یہ آپ کی اس قدر زیادتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! یہ زیادتی ہمیں بھی محسوس ہوتی ہے اور میں اتنا عرض کروں گا کہ،

Law cannot be imposed by force.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری محمد فاروق): جناب والا! ان سے کہا جائے کہ یہ معذرت کریں۔ انھوں نے چیئر کے conduct کو اس طرح زیر بحث لایا ہے کہ اسمبلی کے قواعد اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس لیے براہ کرم انھیں کہا جائے کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر! میں بھی تقریر کرنا چاہتا ہوں مگر آپ نے مجھے بھی وقت نہیں دیا لیکن چیئر کے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا ایوان کا وقار اور تقدس مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا ناظم حسین شاہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اس کے بعد آپ ان الفاظ کو کارروائی سے بھی حذف کروائیں۔ نوازش۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سید ناظم حسین شاہ صاحب نے سپیکر صاحب اور چیئر کے خلاف جو باتیں کی ہیں وہ نہایت ہی قابل اعتراض ہیں اور ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ اس پر ایکشن لیا جائے اور بقایا اجلاس میں شاہ صاحب کو ایوان میں آنے کی اجازت نہ دی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ سازش کے تحت" آپ کی ذات کے متعلق قطعاً" نہیں تھا اور وزیر صاحب کی گیدڑ بھبکیوں کی انھیں بالکل اجازت ہے یہ کھلے دل سے جو بھی میرے خلاف کرنا چاہیں یہ کریں۔ I dont' care for it and I accept the challenge. مگر جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے اس کے بارے میں اگر میں نے جلدی میں کچھ کہا ہے تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں مگر جناب والا! جو سازش میرے خلاف ہوئی تھی وہ بالکل مکمل ہوئی اور جان بوجھ کر مجھے وقت نہیں دیا گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ، جناب سپیکر! یہ الفاظ کا ہیر پھیر ہے ناظم حسین شاہ صاحب نے اس چیئر کے اور اس ایوان کے تقدس کو مجروح کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انھیں ابھی تک اس کا احساس نہیں ہوا۔ لہٰذا انھیں واضح اور کھل کر اس کی معذرت کرنی چاہیے اور جناب سپیکر! جو لوگ گیلریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس ایوان کا کیا تاثر لے کر عوام میں جائیں گے کہ اس ایوان کے معزز ممبران اپنے سپیکر کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں یہ گیدڑ بھبکیوں کے الفاظ اور اس کے بعد آپ کو سازشی کہنا اس سے اس ایوان کی توہین ہوتی ہے اور سخت توہین ہے اور ہم آپ سے پر زور احتجاج کرتے ہیں کہ ناظم حسین شاہ کو ایک اچھی مثال قائم کرنی چاہیے کہ کوئی بھی ممبر اس قسم کا دوبارہ رویہ اختیار نہ کرے۔

سید افتخار الحسن شاہ، جناب والا! جناب صفدر شاکر صاحب جب کرسی صدارت پر تشریف فرما تھے تو انھوں نے شاہ صاحب کو تقریر کرنے کا وقت دیا تھا لیکن انھوں نے اس وقت تقریر کرنے سے انکار کر

دیا تھا اب ان کا یہ رویہ ہے کہ یہ جان بوجھ کر اس ہاؤس کو تماشہ بنا رہے ہیں اور اپنی سادگی جتا رہے ہیں ۔ حالانکہ صدر شاکر صاحب نے بھی انھیں وقت دیا تھا اور انھوں نے انھیں بھی انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ میں آپ کے سامنے تقریر نہیں کروں گا میں سپیکر صاحب کے سامنے تقریر کروں گا۔ اور اس پر انھوں نے انھیں بہت کچھ کہا تھا لہذا ہم یہ چیز بار بار برداشت نہیں کریں گے ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے اور انھیں سبق سکھایا جائے کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔

وزیر اطلاعات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کسی بھی معزز ایوان کی روایات نکال کر دیکھ لیں سپیکر کی ذات گرامی کے متعلق ایسے الفاظ نہ کبھی استعمال ہوئے ہیں نہ کبھی کسی نے استعمال ہونے دیئے ہیں ۔ جناب سپیکر! میری آپ سے پر زور استدعا ہے کہ جس ہاؤس کے اندر سپیکر کی اتھارٹی establish نہیں ہو گی وہ ہاؤس چل نہیں سکتا۔ جناب والا! میری پر زور اپیل ہے کہ اس کے اوپر آپ سخت ایکشن لیں کیونکہ اس طرح کا ایوان کے اندر الزام تراشی کرنا اور پھر اس کے اوپر نادم نہ ہونا اگر انھوں نے کوئی غلط بات کر ہی دی تھی تو اس کے لیے اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر وہ معذرت کرتے پھر تو وہ اور بات تھی ۔ جناب والا! پھر دوبارہ اس طرح کی باتیں کرنا یہ بہت بری بات ہے اس کا آپ ضرور ایکشن لیں اس طرح سے یہ معزز ایوان چل نہیں سکتا یہ معزز ایوان کی توہین ہے ' معزز ممبران کی توہین ہے اور جناب والا! یہ بہت بری بات ہے۔ اس کا آپ سخت نوٹس لیں۔

جناب سپیکر، میں رانا شوکت محمود صاحب سے کہوں گا کہ وہ شاہ صاحب کے طرز عمل کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف) ، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سپیکر کے عہدے کو ہم انتہائی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور پھر اس عہدے کے علاوہ آپ کی ذات نے اس ایوان کو پچھلے ڈیڑھ سال سے انتہائی خوبصورتی اور نفاست سے چلایا ہے اور بہت سارے مشکل مرحلے اور بہت ساری اس ایوان میں ایسی باتیں بھی ہوئیں جن کا نتیجہ یقیناً جمہوری عمل اور جمہوری اداروں کے لیے بہت نقصان دہ ہو سکتا تھا۔ ان کو آپ نے اپنی لیاقت ' قابلیت ' صلاحیت اور ایک آپ کا جو خاص طریقہ شفقت کا ہے اس سے آپ نے ان کو نپٹایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف اپنی بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ ہم اپنی پوری طاقت کے ساتھ جمہوریت اور جمہوری اداروں کی خدمت کریں تا کہ اس ملک میں جمہوریت مستحکم ہو اور جمہوری اداروں کا مستقبل بھی درخشاں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ حزب اختلاف کے

ممبران اور جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں وہ بے چارے بہت سارے مسائل کا شکار ہیں اور ہمارے بھائی جو اس وقت حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے حزب اختلاف والوں کو ان کے جائز قانونی اور آئینی حقوق دینے سے انکار کیا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر اے ڈی پی اور دوسرے ایسے کام جن کی بطور ممبر اور عوام کے نمائندے ہونے کے ناتے ان پر آئین اور قانون کے تحت ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔ ان کو بھی پورا کرنے میں ہمیں دقتیں آتی ہیں اور میں یہ دوچار گزارشات اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ یہ اس وضاحت کے لیے ضروری ہیں جو وضاحت آپ نے مجھ سے مانگی ہے۔ تو جناب والا! بعض اوقات ہمیں مجبور کرتی ہیں یا بعض دفعہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے کہ ہم تجاوز کر جاتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارے جائز حقوق، آئینی اور قانونی حقوق ہمیں ضرور ملنے چاہئیں۔ ان کے اپنے حلقوں کی ملازمتیں ہیں ان کے اپنے حلقوں کی ترقی ہے ان کے اپنے حلقوں کے ترقیاتی فنڈز ہیں ان کا اپنے اپنے حلقے میں ایک جائز مقام اور ضلعی انتظامیہ میں ان کا بطور ممبر جائز مقام انھیں نہیں ملتا۔ تو جناب والا! جو باتیں یہاں ہوتی ہیں ان کے پس پشت یہ بات کار فرما ہوتی ہے لیکن سپیکر صاحب کے عہدہ کے خلاف یا آپ کی ذات کے خلاف یا آپ جس وقت کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہیں کسی بھی ممبر کو یہ بات ایسے نہیں کرنی چاہیے کہ آپ کے وقار پر کوئی حرف آتا ہو اور اگر شاہ صاحب نے کوئی ایسی بات کی ہے جس سے اس ایوان کے وقار یا آپ کے وقار یا اس ایوان میں میرے بھائی جو دوسری طرف بیٹھے ہوئے ہیں ان کے جذبات کسی طرح سے بھی مجروح ہوئے ہیں تو میں ان سے اور آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی باتیں جو ممبران کی کسی بھول کی وجہ سے ہو جاتی ہیں ان کو اتنی سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے۔ میں اس میں ایک منٹ اور لینا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کا تجربہ ایک بہت لمبے عرصے کے بعد اس ملک میں شروع ہوا ہے تو اس میں اونچی نیچی باتیں ہوتی ہیں پھر ہمارے مزاج بھی ایک بڑی خاموشی کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جہاں مارشل لاء کے دور میں اسمبلیاں نہ چل رہی ہوں وہاں ایک بہت بڑا سناٹا اور خاموشی ہوتی ہے جب اس سناٹے اور خاموشی کے بعد جب بھی کوئی بات ہونے لگے تو وہ چھوٹی سی بات بھی ایک بہت بڑی چیخ و پکار لگتی ہے اور بڑا شور ہوتا ہے تو یہ سناٹے میں معمولی باتوں پر شور ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی ختم کرنا چاہیے جن چھوٹی چھوٹی باتوں سے جمہوریت اور جمہوری نظام کو خطرہ پہنچے گا۔ ہمیں اس تجربے کو چلانا چاہیے۔ جناب والا! ایک بات جو حقیقت ہے کہ یہاں پر ہمارے سیاسی اور نظریاتی یا ہماری پارٹیوں کے اختلافات کو اگر ہم ذاتیات پر نہ لائیں تو میرے خیال میں جمہوریت کو تب ہی مستحکم کر سکیں گے ذات

بالکل الگ ہے اور یہ سیاست کے اختلافات ہیں یہ بالکل الگ ہیں۔ تو جناب والا! اب تو شاہ صاحب واپس بھی تشریف لے آئے اور میں نے معذرت بھی کر لی تو میرے خیال میں اب ہمیں اس موضوع کو چھوڑ کر ایوان کی کارروائی کو جاری کرنا چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگر شدت جذبات کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ میرے منہ سے نکل گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی معذرت کی ہے۔ پہلے واپس آ کر میں یہی معذرت کر چکا ہوں مگر جناب سپیکر! آپ خود سوچیں اگر آپ ہماری جگہ پر ہوں اور آپ کی جگہ پر کوئی اور ہو کہ ہمیں بجٹ کے اوپر بھی بولنے کا حق نہ دیا جائے۔ میں صبح سے آپ سے درخواست کر رہا ہوں کل بھی میں نے درخواست کی۔ آپ نے یہی فرمایا کہ آج آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ پھر جب معزز رکن بولنے لگے میں نے درخواست کی تو آپ نے کہا کہ تھوڑا سا حوصلہ کریں۔ اب دو بجے جناب نے ہاؤس adjourn کرنا ہے تو اس کا مطلب میں یہی سمجھا کہ مجھے ٹائم نہیں دیا جا رہا۔ میں نے اس سلسلے میں آپ سے یہی کہا کہ جناب پتہ نہیں کون سے محرکات ہیں یا کس سازش کے تحت مجھے اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اب تو میرے لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی کہہ دیا ہے اور میں نے کسی کے کہنے سے پہلے بذات خود آ کر آپ سے ان الفاظ کی جو آپ کے متعلق مجھ سے جلدی میں نکلے ہیں معذرت کی۔ اب دوبارہ بھی میں اپنے معزز بھائی جو بیٹھے ہیں مگر جہاں ہم ان کے جذبات کا' ان کے احساسات کا خیال کریں یہ بھی ہمارے جذبات اور احساسات کا خیال کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جناب صرف ایک بات پر مصر رہیں کہ جناب اپوزیشن کو یا حزب اختلاف کو کم ٹائم نہ دیا جائے۔ خدا نخواستہ یہاں پر ہماری کوئی ذاتی لڑائی نہیں اور نہ کسی کی ذات پر ہمیں کوئی گلہ شکوہ ہے۔ ہم اگر بات کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے مفاد کے لیے کرتے ہیں۔ اگر ہم نے بجٹ پر غلطیاں point out کی ہیں تو جناب وہ صرف میرے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے ہیں۔ تو اس لیے میں دوبارہ آپ سے ان الفاظ پر جو میرے منہ سے جلدی میں نکلے ہیں معذرت خواہ ہوں اور ساتھ ساتھ یہ بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ حزب اختلاف کے ممبروں کو زیادہ ٹائم دیا جاتا ہے کیونکہ حزب اقتدار کے پاس قلم ہوتا ہے اور حزب اختلاف کے پاس زبان ہوتی ہے۔ وہ صرف اپنا اظہار کر سکتے ہیں۔ جناب والا! قلم تو ان کے پاس ہے اور ہمیں قلم سے بھی محروم کیا ہوا ہے اب بولنے سے بھی محروم کر دیا جائے۔ تو اس لیے ہمارے جذبات لا محالہ بھڑکیں گے۔ پھر اگر کوئی بات ہو جائے

پھر یہ پہلے ایسا ماحول ہی پیدا نہ کریں جس سے ہمارے جذبات بھڑ کیں۔ میں آخر میں پھر آپ سے مذرت خواہ ہوں کہ جو بھی الفاظ جلدی میں میرے منہ سے نکلے ہیں میں معذرت چاہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاہ صاحب کے یہ الفاظ جس پر انھوں نے تعصب کا اظہار کیا ہے میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔(مندرجہ بالا تعصب پر اظہار کے الفاظ حذف ہوئے)(نعرہ ہائے تحسین)

میرے پاس ابھی 12/11 معزز اراکین اسمبلی کے نام ایسے ہیں جو بجٹ پر بات نہیں کر سکے ور وہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم دوسری نشست آج کریں اور س میں سب صاحبان جو اس وقت تک بات نہیں کر سکے ان کو موقع دیا جائے کہ وہ بات کریں۔ اس کے بعد فنانس منسٹر صاحب اپنی wind up speech کریں۔ تو آج اجلاس کے لیے کون سا ٹائم رکھ لینا چاہیے۔

آوازیں: ساڑھے پانچ بجے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ اس سیشن کو مزید دو گھنٹے تک جاری رکھیں۔ بہتر تو یہ ہے۔ اس کو جاری کر لیں اور شام کو ختم کر دیں جن صاحبان نے بولنا ہے وہ ابھی تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

معزز ایوان: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے میاں نواز شریف اور شہباز شریف کے خلاف جو ریفرنس پیش کیا ہوا ہے آج 20 تاریخ ہے اور آپ نے مجھے آج دو بجے کا ٹائم دیا ہوا ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اب دو بج چکے ہیں۔ میں نے صرف آپ کو یاد دلانا تھا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے وہ بات کرنی ہے اور آپ کے پاس اس بارے میں جو بھی کوئی دستاویزات ہیں جو آپ دینا چاہتے ہیں وہ آپ مجھے ملیں گے اور اس وقت دیں گے۔ کوئی مسئلہ نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! دستاویزات تو آپ کے پاس پہلے پہنچ چکی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ جو بات بھی کرنا چاہیں گے میں آپ کی بات سنوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ آپ وہ ریفرنس الیکشن کمیشن کو ریفر کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس کے لیے میں نے آپ کو الگ بلایا ہے۔ آپ وہاں آ کر مجھ سے بات کریں۔ اسمبلی میں یہ take up نہیں کرنا چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس کے متعلق ٹائم فرما دیں

جناب سپیکر: دو بجے کا ٹائم ہی ہے۔ ابھی اٹھ کر آپ سے بات کر لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! ابھی میرے پاس 12/10 صاحبان ایسے ہیں جو بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں جن کو ٹائم نہیں ملا۔ تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ شام کو سیشن کر لیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس سیشن کو ایسے ہی چلایا جائے تا کہ جو صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں وہ دو گھنٹے میں اپنی بات کر لیں اور فنانس منسٹر صاحب اس کو wind up کر لیں۔ تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سیشن کو ایسے ہی چلایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگر قائد حزب اختلاف اس سے اتفاق کریں تو میری رائے بھی یہی ہے کہ اس سیشن کو چلنے دیں تا کہ اسی نشست میں ایک دو گھنٹے لگا لیں۔

جناب سپیکر: تو رانا صاحب! آپ کا کیا خیال ہے؟

رانا شوکت محمود: میرے بھائیوں کی رائے یہی ہے کہ اس سیشن کو جاری رکھیں۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے اس سیشن کو جاری رکھتے ہیں اور سر دست اس کا ٹائم دو گھنٹے کے لیے بڑھاتا ہوں۔ حاجی چن صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر اپنا اظہار خیال کریں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کے لیے ٹائم دیا۔ جناب والا! بجٹ پر بولنے سے پہلے میں اپنے علاقے کی ضروریات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ سب سے پہلے تعلیم جس پر ہم ہر سال سب سے زیادہ بجٹ رکھتے ہیں تو میں اس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ جناب والا! میرے پورے حلقہ میں کوئی بھی ڈگری کالج نہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے کہ تعلیم حاصل کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ

تعلیم حاصل کرو چاہے تمہیں چین تک جانا پڑے۔ تو جس دور میں اتنی ترقی ہوئی ہے اس ترقی کے باوجود بھی میرا حلقہ اتنا پسماندہ ہے کہ وہاں آج تک نہ لڑکیوں کا اور نہ ہی لڑکوں کا کوئی ڈگری کالج ہے۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے التجا کرتا ہوں کہ ملک وال ٹاؤن کمیٹی جس کی آبادی کم از کم چالیس ہزار ہے اس میں لڑکیوں کا اور لڑکوں کا ڈگری کالج بنایا جائے۔ اس کے ساتھ وہاں ہمارے پرائمری مڈل یا ہائی سکول ہیں۔ ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹری کا کوئی بندوبست نہیں کیونکہ موجودہ دور ٹیکنیکل دور ہے اس لیے سائنس کے علم کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ جناب والا! ہمارے سکولوں میں جہاں سائنس کا سامان ہے وہاں سائنس کا کوئی ٹیچر آج تک نہیں آیا۔ کیونکہ آج ہمارے وزیر تعلیم تو موجود نہیں لیکن میں آپ کے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم والوں سے یہ کہا جائے کہ کم از کم ہمارے ہاں ٹیچر پورے کیے جائیں۔

جناب والا! ہمارے علاقہ میں اتنی پس ماندگی ہے کہ آج تک ہمارے پورے علاقہ میں سکولوں میں ٹانوں اور نیچوں کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ پہلے گورنمنٹ نے ایک تجویز بنائی تھی کہ ہر یونین کونسل پر ایک نہ ایک ہائی سکول ہو گا۔ تو جناب والا! میرے حلقہ میں یونین کونسل گڑھ ہے وہاں پر نہ کوئی مڈل سکول ہے اور نہ ہی کوئی ہائی سکول ہے۔ جناب والا! اگر وہاں پر ہائی سکول نہیں تو کم از کم مڈل سکول تو ضرور ہونا چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ریفرنس کے متعلق آپ نے دو بجے کا ٹائم دیا ہوا تھا لیکن اب دو بج کر دس منٹ ہو رہے ہیں۔ آپ مجھے وقت بتا دیں تا کہ میں اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، میں ابھی یہاں سے اٹھنے والا ہوں۔ ابھی چل کر اپنے چیمبر میں بات کرتے ہیں۔ آپ پانچ دس منٹ تک میرے چیمبر میں آ جائیں۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! جو محکمہ صحت ہے اس کی ہمارے حلقہ میں یہ پوزیشن ہے کہ وہاں پر ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات کر دیے گئے ہیں لیکن وہ وہاں پر موجود نہیں رہتے کیونکہ شہروں میں جو ہسپتال ہیں ان میں ان کو زیادہ مراعات ملتی ہیں۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جو ڈاکٹرز دیہاتوں میں جاتے ہیں ان کو تنخواہ بھی کم ملتی ہے اور کوئی ان کو سہولت بھی نہیں ملتی۔ وہاں ہسپتالوں میں تو بجلی بھی

نہیں ہے ۔ تو کم از کم ان ڈاکٹروں کی تنخواہیں بڑھائی جائیں ان کو اتنا charm دیا جائے کہ وہ شہروں کو چھوڑ کر دیہاتوں کی طرف جائیں ۔ جو بھی میرا بھائی تقریر کرتا ہے یہی کہتا ہے کہ 80 فی صد دیہاتی آبادی ہے لیکن آج تک 80/70 فی صد آبادی کا کسی نے بھی دھیان نہیں رکھا۔ نہ ہی صحت کا اور نہ ہی تعلیم کا۔ شہروں میں کتنے کیڈر ہیں کتنے کیئرڈ کالج ہیں' چیف کالج ہیں' دوسرے کالجز ہیں' ہمارے دیہاتوں میں نہ ڈویژنل پبلک سکول ہیں اور نہ ہی کوئی کیئرڈ کالج ہے اور نہ ہی کوئی اور بندوبست ہے۔

جناب والا! میں اس کے بعد محکمہ مال کی طرف آتا ہوں۔ محکمہ مال میں ایک سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ اس میں افسوں نے اشتمال اراضی شروع کر رکھی ہے حالانکہ جو بے چارے لوگ اشتمال نہیں کروانا چاہتے۔ یہ اشتمال اراضیات وہاں پر قتل و غارت کروا رہا ہے ۔ جس جس موضع میں اشتمال ہوا مثلاً میرے اپنے موضع جیون وال کا اشتمال ہوا ہے تو میں مثال پیش کر سکتا ہوں کہ اگر محکمہ مال والے یہ بات نہ مانیں کہ میں ایم پی اے ہونے کے ناتے سے بھی میرے ساتھ اتنا ظلم ہوا ہے کہ میرا سات سال کا پھل دار باغ کسی اور کو ڈال دیا جس کی میرے ساتھ زمین بھی نہیں ملتی تو وہاں پر عام آدمی کی کیا پوزیشن ہو گی؟ تو جناب والا! اس اشتمال اراضیات کو فوری طور پر بند کرایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے آدھے قتل بند ہو جائیں گے۔ یہ اشتمال کا محکمہ اتنی بری لعنت ہے کہ اس میں پٹواری سے لے کر اے ڈی سی (کنسالیڈیشن) سی او ' نائب تحصیل دار یہ سب لوگ کھانے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ کوئی بھی صحیح حل نہیں کرتا نہ زمین اکٹھی کی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی اور بندوبست کیا جاتا ہے ماسوائے رشوت کھانے کے۔

جناب والا! میرے حلقہ میں کافی جنگلات ہیں۔ وہاں پر جنگلی سور بہت زیادہ ہیں ۔ گورنمنٹ نے وہاں شکار کھیلنے پر پابندی عائد کر رکھی ہے کہ جنگل میں کوئی شکار نہیں کھیل سکتا ۔ وہاں پر دو قسم کی فصلیں ہوتی ہیں ایک گنا اور دوسری دھان' تو گورنمنٹ پرمٹ بھی نہ دے' وہاں ہم لوگ شکار بھی نہ کر سکیں' گورنمنٹ اس کا کوئی بندوبست نہیں کر رہی۔ محکمہ جنگلات کے وزیر موصوف یہاں بیٹھے تھے ان کو کہا جائے کہ کم از کم جنگلی کیکر کو نیلام کرایا جائے اس سے ایک تو علاقہ صاف ہو جائے گا' وہاں سے جنگلی سور ختم ہو جائے گا دوسرا اس کی جگہ نئے پودے لگائے جا سکتے ہیں جو کہ ہمارے ملک کے لیے زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں امن و امان کی طرف آتا ہوں۔ مجھے سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ ہم یہاں

پر جو بھی ممبر صوبائی اسمبلی بن کر آتے ہیں ۔ ان سب کا اپنے گھرانوں سے تعلق ہے مگر اپوزیشن کے ممبران کی اور حزب اقتدار کے ممبران کی حالت بھی آپ کے سامنے ہے کسی نے بھی آج تک کوئی کام نہیں کیا۔ جناب والا! قوم اتنی مایوس ہو چکی ہے کہ ہمارے لیے اب ایم پی اے کی پلیٹ گاڑی پر لگانا جرم ہو چکا ہے۔ ایم این اے کی پلیٹ لگانا بھی جرم ہو چکا ہے ' لوگ ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ تو اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل میں بتاتا ہوں جناب والا! اگر میرے یہ بھائی اپوزیشن والے جو بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کے لیے گیارہ سال تک بڑی قربانیاں دیں۔ تو میں گیارہ سال قربانیاں دینے والوں سے عرض کرتا ہوں کہ آؤ پہلے جب پاکستان بنا تھا تو ہم نے یہ کہا بلکہ ہر ایک آدمی نے یہ کہا کہ مینار پاکستان پر ہم تجدید عہد کرتے ہیں کہ پاکستان کے نظریات کا تحفظ کریں گے اور اس کو بنائیں گے۔ تو آؤ میں آج ایک حل بتاتا ہوں' جناب سپیکر! خدا کے لیے یہ میری بات سنیں پاکستان تباہی کے جس دہانے پر پہنچ چکا ہے ۔ سندھ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بھائی بھائی کا خون کر رہا ہے ' یہ کیا حکومت ہے؟ تو آؤ مینار پاکستان کی جگہ یہاں پر اس ایوان میں آپ سے تجدید عہد مانگتا ہوں۔ یہ قرآن پاک ہے (معزز ممبران نے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے) اگر کوئی ایم پی اے اس سے منہ پھیرے گا تو وہ خدا سے منہ پھیرے گا اور جو اس سے منہ پھیرے گا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیرے گا۔ جو اس سے منہ پھیرے گا وہ اس قوم کا دشمن ہے ۔ آؤ اگر خلوص رکھتے ہو۔ اگر تمہیں کچھ مذہب کا پاس ہے تو جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ دونوں پارٹیاں قرآن پاک پر ہاتھ رکھیں' حزب اقتدار بھی اور حزب اختلاف بھی کہ آج کے بعد اس ملک میں قانون کی بالا دستی کریں گے۔ اس میں قانون کی بالا دستی قائم کریں گے۔ لوٹ کھسوٹ نہیں کریں گے۔ اس میں قانون کی بالا دستی ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین) تو جناب والا! میرے پاس تو آخری یہی ایک چیز تھی 'خدا کی قسم' اس قوم کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے ۔ یہ وزارتیں بھی ہیں مشاورتیں بھی ہیں ' پرائم منسٹر بھی ہے اور چیف منسٹر بھی ہے سب کچھ چل رہا ہے لیکن یہ ملک آج تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ پہلے بھی اس کی تباہی کو قرآن پاک نے بچایا' امام حسین علیہ اسلام نے بچایا۔ تو آج جناب والا! امام حسین کی ضرورت ہے۔ میں یہ قرآن پاک لیے ہوئے کھڑا ہوں آؤ کیوں نہیں اٹھتے؟ قرآن سے کیوں منہ پھیر رہے ہو؟ اگر آج قرآن سے منہ پھیرو گے تو قوم کو کیا جواب دو گے؟ میں اور کچھ نہیں مانگتا صرف عہد مانگتا ہوں۔ آج یہ عہد کرنا ہوگا کہ جو اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اس کو اس پر ہاتھ رکھنا ہو گا کہ ہم قانون کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ جو آپ نے حلف نامہ دیا تھا اسی حلف سے آج عہد کریں '

کیوں آوازیں نہیں آ رہی ہیں؟ جو اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں ہاتھ کھڑا کریں۔(اس مرحلے پر تمام ممبران نے ہاتھ کھڑے کیے) وزیر قانون صاحب، وزیر خزانہ صاحب کیوں نہیں آپ آتے ؟ آپ کیوں نہیں اس پر ہاتھ رکھتے ؟ جناب والا! خدا کی قسم ہم اپنی تمام رنجشیں بھلا کر، ماضی کی تمام کوتاہیاں ختم کر کے، میں کہتا ہوں کہ میاں نواز شریف نے سو گناہ کیے ہوں گے ان کو معاف کر دو۔ بی بی نے سو قصور کیے ہوں گے ہم معاف کرتے ہیں۔ وفاق میں ان کو حکومت کرنے دو، صوبے میں ان کو کرنے دو۔ ان سے عہد لو کہ میاں نواز شریف اس قرآن پر ہاتھ رکھو کہ قانون کی خلاف ورزی نہیں کرو گے ۔ اگر نواز شریف کہتا ہے کہ میں قانون کی خلاف ورزی نہیں کروں گا تو اپوزیشن والو تمھیں بھی اس قرآن پر ہاتھ رکھنا ہو گا کہ ہم سب اس کے ساتھ ہیں اور اگر بی بی کہتی ہے کہ ہم خدا کی قسم قانون کی بالا دستی کریں گے، لوگوں پر ظلم نہیں ہو گا اور نہ کسی کا نقصان کریں گے تو ہم سب اس کے ساتھ ہیں۔ آؤ آج دونوں پارٹیاں قرآن پاک پر اقرار کریں روزانہ تقاریر سن سن کر میرے تو خدا کی قسم کان پک گئے ہیں۔ آپ سب لوگ ظالم ہیں جو ظالم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ کوئی فائدہ نمازوں کا نہیں، کوئی فائدہ ان تہجدوں کا نہیں ۔ ظالم کا ساتھ دینے والا خود ظالم ہے یہ قرآن پاک بتاتا ہے یا تو یہ بات کرو کہ اس پر عمل نہیں کرتے ۔ آج کیا ہے

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر قلب و نظر مانگ نہیں ممکن امیری بے فقیری

جناب والا! میں بیمار ہوں اس لیے یہاں پر مزید تقریر نہیں کر سکتا۔ میں اس سے زیادہ اس قوم کے لیے کچھ نہیں کر سکتا ۔ میں آپ کو قرآن کا واسطہ دے رہا ہوں کہ آپس کے جھگڑے ختم کرو اور قانون کی بالا دستی قائم کرو۔ والسلام، شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ حاجی صاحب۔ جناب زاہد پرویز صاحب اور ان کے بعد چودھری خادم حسین صاحب ۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر اس ایوان کے سامنے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب والا! اگر میری تقریر میں کہیں کہیں پنجابی آ جائے یا انگریزی آ جائے تو آپ مجھے اس کی اجازت بخشیں۔ حضور والا! گزارش یہ ہے کہ بہت سے مقررین نے اس بجٹ میں اپنے مسائل پر گفتگو کی ہے۔ کئی ممبران نے اعداد و شمار پر گفتگو کی ہے، کسی نے بجٹ کی کاپی کو کہا ہے کہ اس میں سیاق و سباق نہیں۔

(اس مرحلے پر جناب صفدر شاکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

کسی نے یہ کہا کہ یہ شاعری کا مجموعہ ہے لیکن جناب والا! میں اس بجٹ کے متعلق یا پنجاب کے مسائل پر بات کروں گا یا میرے علاقے کو جو مسائل درپیش ہیں ان پر بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں امن و امان اور پولیس کے متعلق بات کرتا ہوں۔ جناب والا! اس بجٹ میں امن و امان کے لیے تقریباً 300 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ پولیس کے لیے 2 کروڑ 45 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں لیکن میرا یہ خیال ہے بلکہ میں یہ بات یقین سے کہتا ہوں کہ ہماری انتظامیہ صوبہ میں نہ تو پچھلے سال امن و امان قائم رکھنے میں کامیاب رہی ہے اور نہ ہی ہماری پولیس ایسی ثابت ہوئی ہے کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کر سکے۔ پچھلے سال میں کوئی دن بھی خالی نہیں گیا جب اس صوبے میں ڈکیتیاں، چوریاں، اغوا یا قتل جیسی وارداتیں نہ ہوئی ہوں لیکن اتنی بڑی رقم رکھنے کے باوجود، پولیس کو اتنی زیادہ سہولتیں دینے کے باوجود ان کی کارکردگی بالکل کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ بنکوں میں بے شمار ڈکیتیاں ہوئی ہیں لیکن پولیس ان کو برآمد کرنے میں ناکام ہے اور کوئی بھی ڈاکو پکڑا نہیں گیا۔ حضور والا! ہمیں یہ چیز دیکھنی چاہیے کہ ہماری پولیس اس طرف دھیان کیوں نہیں دیتی اور جرائم ختم کرنے میں کیوں ناکام ہے؟ جناب والا! بات یہ ہے کہ پولیس میں تقرریاں سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہیں یا حکومتی لوگوں کے کہنے پر ہوتی ہیں اس لیے ایس ایچ او یا ضلعوں میں تعینات ایس پی صاحبان مجبور ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور ان پر ہاتھ نہ ڈالنے پر مجبور ہوتے ہیں کیونکہ ان کے پیچھے پشت پناہی کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے پنجاب میں جیسے پہلے بھی ایک مقرر نے کہا ہے کہ کوئی تھانہ ایسا نہیں جہاں رشوت نہ چلتی ہو اور تھانہ نہ بکتا ہو۔ جہاں کسی کو انصاف ملتا ہو۔ میں اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کروں گا کیونکہ ہم عملی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ پولیس والے بغیر رشوت اور سفارش کے کوئی کام نہیں کرتے۔ صرف چند لوگ اللہ کے نیک بندے پولیس میں ایسے ہوں گے جو عوام کا ساتھ دیتے ہیں اور رشوت نہیں لیتے۔ میں یہاں پر ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ جس طرح بچوں کو تعلیم دینے کے لیے ماسٹر مقرر کیے گئے ہیں اسی طرح یہ بگڑے ہوئے اور راشی بد دیانت لوگوں کے لیے بھی کوئی صحیح دیانت دار، دین دار شخص کو اس کام کے لیے مامور کیا جائے اور وہ ہفتے میں ایک یا دو بار ان کو لیکچر دے تا کہ وہ ان بد دیانت لوگوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کروا سکے۔ ویسے یہ لوگ میرے کہنے یا آپ کے کہنے پر نہ رشوت چھوڑیں گے اور نہ ہی بد دیانتی چھوڑیں گے۔ شاید اللہ کا خوف ان کے دل میں آجائے اور یہ لوگوں کو انصاف دینا

شروع کر دیں۔ جناب والا! یوں تو پولیس کی بے شمار زیادتیاں ہیں لیکن جناب پچھلے ہی دنوں حافظ آباد سے ملک وزیر اعوان جو کہ پیپلز پارٹی کے ایم پی اے ہیں کے خلاف بالکل جھوٹا اور بے بنیاد 'من گھڑت قتل کا مقدمہ بنا دیا گیا ہے ایک ہمارے وکیل جن کا نام ارشد ہے ۔ ان کا نام ایف آئی آر میں بھی درج نہیں لیکن اس کے باوجود بھی ان کے خلاف پانچ چھ مقدمے درج کر دیئے گئے ہیں وہ بے چارہ بالکل معذور آدمی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایسے بے چارے بے گناہ آدمی جن کا پیچھے جانے والا بھی کوئی نہ ہو ان کو تو کم از کم انصاف مہیا کروائیں۔

جناب والا! میں ٹریفک پولیس کے متعلق یہ کہوں گا کہ سفید وردیوں میں جیسے ڈاکو سڑکوں پر چلتے پھرتے ہیں ان کی مثال اسی طرح سے ہے ۔ کوئی بھی ٹرک 'بس' یا ویگن اٹک سے لے کر رحیم یار خان تک جائے وہ ان کو رشوت دیئے بغیر 'ماہانہ دیئے بغیر 'یومیہ دیئے بغیر نہیں گزر سکتا۔ جناب والا! جیسے آپ نے بجٹ میں کھالوں کی اصلاح کے لیے بہت بڑی رقم رکھی ہے اسی طرح خدارا! ہمارے بد دیانت آفیسرز کی اصلاح کے لیے بھی کچھ کریں۔ میں ایماندار آفیسرز کی تعریف کرتا ہوں ۔ جو فرض شناس ہیں 'لوگوں کے کام کرتے ہیں میں ان کی بھی تعریف کرتا ہوں ۔ ایسے لوگ بھی موجود ہیں لیکن واضح اکثریت ان لوگوں کی ہے جو بد دیانت اور رشوت خور ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ تعمیر وطن پروگرام کی طرف دلاتا ہوں۔ پہلے اس پروگرام کا نام ترقیاتی پروگرام تھا اب اس کا نام بدل کر تعمیر وطن پروگرام رکھ دیا گیا ہے۔ جناب والا! میں کئی دفعہ یہ سوچتا ہوں کہ کیا ہمارے علاقے وطن کے علاقے نہیں ہیں؟ یا ہمارے علاقے پنجاب کے حلقہ نیابت میں نہیں آتے؟ آج تک ہمارے علاقوں میں تعمیر وطن پروگرام کے نام سے کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا نہ کوئی سڑک بنائی گئی ہے اور نہ ہی لوگوں کو پینے کے لیے صاف پانی مہیا کیا گیا ہے اور نہ ہی سیوریج کا نظام صحیح کیا گیا ہے ۔ وہاں پر بے شمار ایسی سڑکیں ہیں جہاں پر گاڑی چلانا تو درکنار پیدل چلنا بھی مشکل ہے۔ سیالکوٹ روڈ ہے' ستو کتلا روڈ ہے' کچی پمپ والی حیدری روڈ ہے' فیروز والا روڈ ہے۔ جناب والا! میرے حلقے کے لوگوں سے یہ کتنی زیادتی ہے جس سواری نے ان سڑکوں پر پانچ سال کے لیے چلنا ہو وہ ان سڑکوں کی وجہ سے ایک سال میں ہی خراب ہو جاتی ہیں۔

جناب والا! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بڑی بڑی سڑکیں جو ہماری سڑکوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں ان کو اکھاڑ کر نئے سرے سے بنایا جاتا ہے ۔ مری کے لیے کروڑوں اربوں روپے رکھ دیئے جاتے ہیں لوگوں کی تفریح کے لیے اتنا پیسہ رکھ دیا جاتا ہے ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ غریب اور

ماندہ علاقوں کے لیے بھی کچھ رقوم رکھی جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کی حق تلفی نہ ہو۔ جناب والا! ں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا ہوں کہ گوجرانوالہ کو پچھلے سال سے اتھارٹی بنا کر دے دی ئی ہے لیکن گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے کوئی ترقیاتی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔ اس بٹ میں میں نے پڑھا ہے کہ باقی سب ڈویلپمنٹ اتھارٹیوں کے لیے بے شمار رقوم رکھی گئی ہیں لیکن وجرانوالہ کے لیے سب سے کم رقم رکھی گئی ہے۔ جناب والا! گوجرانوالہ شہر پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے تیسرے یا چوتھے نمبر پر آتا ہے اور پنجاب کا سب سے بڑا صنعتی شہر ہے۔ وہاں کے لوگ نجاب حکومت کو سب سے زیادہ ٹیکس دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں پر لوگوں کو سہولیات میسر یں۔ جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہماری وجہ سے آپ ہمارے علاقے کو ترقیاتی رو گرام نہیں دینا چاہتے تو آپ بے شک گوجرانوالہ کی کارپوریشن کو ہی فنڈز مہیا کر دیں۔ گوجرانوالہ ارپوریشن کے میئر گو ہمارے مخالف ہیں لیکن وہ دیانت دار آدمی ہے۔ اس دیانت داری کی وجہ سے وہ کستان کی تاریخ میں تیسری دفعہ منتخب ہوا ہے اور وہ اپنی دیانت داری کے بل بوتے پر منتخب ہوا ہے۔ پچھلے دنوں میئر بیمار تھا اور علاج کے لیے بیرون ملک گیا ہوا تھا کوئی بھی مکتبہ فکر ایسا نہیں جس نے اس کی صحت کے لیے دعائیں نہ کی ہوں۔ اپنی اچھی شہرت کی وجہ سے گوجرانوالہ کے لوگوں میں ندکیا جاتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے علاقے میں اگر آپ ہمیں رقم نہیں دینا چاہتے ، میئر کے ذریعے ہی کروا دیں۔ میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ---

ناب چیئرمین، شکریہ۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

ودھری زاہد پرویز، جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

ناب چیئرمین، آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

ودھری زاہد پرویز، جناب والا! میں پیپلز پارٹی کے ان ایم پی ایز میں سے ہوں جن کو سب سے کم قت دیا گیا ہے۔ خدارا! جس طرح میاں منظور احمد وٹو نے مولانا منظور احمد چنیوٹی کو دو تین منٹ اور یئے تھے مجھے بھی دو تین منٹ اور دیئے جائیں۔

ناب چیئرمین، میں نے آپ کو ایک منٹ دے دیا ہے۔ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

ودھری زاہد پرویز، ٹھیک ہے جناب میں ایک دو منٹ میں اپنی بات ختم کرلیتا ہوں۔ جناب والا! لیم کی مد میں میرے علاقے میں نہ ہی کوئی نیا سکول کھولا گیا ہے اور نہ ہی کوئی سکول اپ گریڈ کیا

گیا ہے ۔ جناب والا! پہلے میرے ایک فاضل دوست نے مثال دی ہے کہ تعلیم حاصل کرو رسول پاک نے فرمایا کہ بے شک تمھیں چین جانا پڑے تعلیم حاصل کرو۔ لیکن جناب والا! حالت یہ ہے کہ جن بچوں نے میٹرک پاس کیا ہے انھیں کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا ۔ میرے پاس بیسیوں بچے آئے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کالجوں میں داخلہ نہیں مل رہا۔ حالانکہ انھوں نے پانچ سو سے اوپر نمبر لیے ہیں ۔ جناب والا! یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ ان کو کالجوں میں داخلہ نہیں دیا جاتا ۔ یہ محکمہ تعلیم کی ناقص منصوبہ بندی ہے یا تو یہ ان لوگوں کو پاس ہی نہ کریں لہٰذا تعلیم کے نظام کو درست کیا جائے۔

جناب چیئرمین، چودھری خادم حسین صاحب!

چودھری خادم حسین ، نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لیے اجازت فرمائی۔ اب تو یہ مائیک ہی ہماری باتیں سنے گا باقی اراکین اسمبلی تو میرا خیال ہے کہ یا تو گیلری میں ہوں گے یا کہیں کینٹین میں بیٹھے ہوں گے ۔ بہر حال میں آپ کا شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نہیں جائیں گی۔ (قہقہے)

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! انھوں نے آپ کو مونث بنا دیا ہے۔

چودھری خادم حسین ، جناب والا! ایک ہی بات ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ معنی اس کے ٹھیک ہیں۔

جناب چیئرمین: چودھری خادم حسین صاحب! آپ کس کو جناب والی کہہ رہے ہیں؟ آپ اسمبلی میں بات کر رہے ہیں یا گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں؟

چودھری خادم حسین ،جناب والا! راجہ خالد صاحب کو کہیں کہ اپنی سیٹ پر چلے جائیں یہ صرف شرارت کے لیے یہاں آئے ہیں۔جناب والا! بجٹ کے متعلق حزب اختلاف کی طرف سے اعداد و شمار کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور جو مقرر بولتا ہے اعداد و شمار پر بات کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے کچھ دوستوں نے یہ کہا ہے کہ یہ بجٹ جو بنایا گیا ہے---

جناب چیئرمین، حاجی اکرم صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد اکرم، جناب والا! کورم نہیں ہے۔ اگر تھوڑی بہت کمی ہو تو پھر تو کام چل سکتا ہے ۔

جب یہاں بیٹھا ہی کوئی نہ ہو اور صرف چند آدمی بیٹھے ہوں تو بات کرنے کا کیا فائدہ؟

ایک معزز رکن: اگر یہ شام کے سیشن تک لے جانا چاہتے ہیں تو چیئر کے لیے disobey ہو گی۔ یہ کورم کے سوال کو واپس لیں اور ہمیں اپنے عہد کا پاس کرنا چاہیے۔

حاجی محمد اکرم: جو ممبر لابی میں بیٹھے ہیں کم از کم وہ تو اندر آ کے بیٹھیں۔ میں اس یقین دہانی کے بعد اپنے کورم کے سوال کو واپس لیتا ہوں کہ کم از کم لابی میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو اندر بلالیں۔

چودھری خادم حسین: میرے کچھ دوستوں نے یہ کہا ہے کہ ہمیں یہ پتا نہیں چلتا کہ تعمیر وطن پروگرام کہاں ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا ہے۔ یہ کوئی کھاد کے بیگ نہیں کہ پیپلز ورکس پروگرام میں کروڑوں کی تعداد میں جاری ہوئے لیکن ایک ایک دو دو کے سوا کسی گاؤں میں نہیں گئے اور تمام دیہات میں بھی بلکہ وہ بھی ان کے خاص جیالے کارکن تھے جن کو دیئے گئے۔ یہ انھوں نے ایسا کیوں کیا؟ بات کرپشن کی ہو رہی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ کرپشن کسی طرف سے بھی ہو بری بات ہے اور اس کا انسداد ہونا چاہیے۔ سڑکوں کی assessment ہو سکتی ہے سکولوں کا anylsis ہو سکتا ہے۔ پیمائش ہو سکتی ہے۔ انھوں نے کرپشن کا ایک نیا طریقہ نکالا ہے کہ ہم کرپشن کے بعد اس فصل کے بعد جس فصل کا نام لیا گیا کہ فصل خریف یا فصل ربیع میں کھاد ڈالی گئی کہ اس کھاد کا وجود نظر نہ آئے۔ یہ ایک ایسی چیز تھی کہ انھوں نے کہہ دیا کہ کھیتوں میں ڈال دی گئی ہے۔ اب اس کی assessment کون کرے؟ تجزیہ کون کرے کہ کھاد ڈالی گئی ہے یا نہیں؟ یہ آئیں میں ان کو دکھاتا ہوں کہ جہاں سڑکیں بنی ہوئی ہیں ہسپتال بنے ہوئے ہیں سکول بنے ہوئے ہیں کالجز بن رہے ہیں واٹر سپلائی کی سکیمیں جاری ہیں چھوٹے چھوٹے بند بن رہے ہیں۔ نہری علاقوں میں کھالے بن رہے ہیں ہمارا پروگرام سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کھاد کے بیگ ہمیں کس طرح دکھائیں گے کہ اس کھیت میں ہم نے ڈالے ہیں۔ یہ کرپشن کا ایک نیا طریقہ نکالا گیا ہے اور یہ زمیندار کے ساتھ دھوکہ ہے۔ ہمارے ملک کی معیشت کے ساتھ دھوکہ ہے جب کہ ایک زرعی ملک ہے۔ اب میں تھوڑی سے اور باتیں کرتا ہوں وقت بھی تھوڑا ہے یہ غریب دیہاتیوں کے لیے کام کیے گئے ہیں۔ بڑے بڑے امیروں کے لیے نہیں کیے گئے۔ سکول بنے، کالج بنے، ہسپتال بنے یہ سب غریبوں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اب میں تھوڑا سا اپنے علاقائی مسائل کے طرف آتا ہوں۔ چونکہ وقت تھوڑا ہے اس لیے میں مختصراً بات کروں گا۔ جہلم کو سوئی گیس دینے کا ہم 1985ء سے

مطالبہ کر رہے ہیں - میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ان کی پارٹی کے مفاد کا مسئلہ ہے۔ جہلم میں دوسری دفعہ آئی جے آئی کا نمائندہ منتخب ہو کر آیا ہے ہم نے ان پر لیپ لگا دیا ہے ہوا ہے ۔ جہلم سے ان کا کوئی نمائندہ بھی نہیں' یونین کونسل سے لے کر ضلع کونسل اور صوبائی اسمبلی سے لے کر قومی اسمبلی تک ان کا کوئی رکن نہیں۔ یہ ان کے مفاد کی بات ہے کہ یہ جہلم کو سوئی گیس فراہم کریں۔ شاید اسی وجہ سے ان کا کوئی آدمی کامیاب ہو جائے۔

جناب والا! سوہاوہ تحصیل میں ایک سکیم "آباد" ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ پورے ضلع جہلم کو اس سکیم میں شامل کیا جائے۔ پتن کٹیالیاں سکیم کے لیے بھی فنڈز جاری کیے جائیں۔ جناب والا! حزب اختلاف کی طرف سے ہمیں ایک پمفلٹ ملا ہے اس میں انھوں نے بڑا اچھا تحریر کیا تھا لیکن آخر میں جو سنٹر میں ان کا محور تھا کہ بیور کریسی ہمیں لے ڈوبی۔ میں نے اس کا سارا لب لباب یہ سمجھا اور آخر میں یہ شعر تھا کہ۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانوں
تمہاری داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں

جناب والا! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ان کا یہ حب الوطنی کا جذبہ ہے - ان کے جذبہ حب الوطنی پر شک نہیں کیا جا سکتا لیکن میں کہتا ہوں کہ ادھر ادھر کی باتیں چھوڑیں۔ سندھ لٹ رہا ہے خون خرابا ہو رہا ہے ' ڈکیتیاں ہو رہی ہیں - حکومت کس کی ہے؟ صوبے میں بھی حکومت پیپلز پارٹی کی ہے اور مرکز میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے - یعنی صوبہ اور وفاق دونوں ان کے پاس ہیں - وہاں لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ وہاں سے کون نقل مکانی کر کے آیا ہے؟ میں انھیں بتاتا ہوں کہ جہلم کے کتنے لگ ہیں کہ جن کی زمینیں جو ریگستان تھے ' ٹیلے تھے آباد کرنے کے بعد دوبارہ گھروں کو لوٹ آئے ہیں صرف ان کے تشدد اور ان کے ظلم سے تنگ ہو کر آئے ہیں۔ وہاں کس کی حکومت ہے؟ پیپلز پارٹی کی واضح حکومت ہے وفاق میں ان کی حکومت ہے وہ تو کہہ رہے تھے کہ جیئے سندھ اور سندھو دیش نہیں بننے دیں گے - کون نہیں بننے دیں گے؟ کون ان کے آگے رکاوٹ بنا ہوا ہے ؟ وہ صرف ایم کیو ایم ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک ایک مہاجر بھی زندہ ہے وہاں سندھو دیش نہیں بننے دیں گے۔ ان کو صرف یہی خطرہ ہے - جب جناب الطاف حسین ان کے ساتھی تھے اس وقت وہ حاجی تھے ' اس وقت نیک تھے - جب انھوں نے ان کی پالیسیوں پر نکتہ چینی کی جناب سپیکر میں آپ کی اور اخبارات کی وساطت سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب انھوں نے ان کی غلط

پالیسیوں کی تردید اور مخالفت کی تو پھر وہ غدار ہو گئے اور دہشت گرد ہو گئے۔ بیگم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ یہ دہشت گردی انڈیا کر رہا ہے۔ ہمارا مخالف دشمن کر رہا ہے لیکن دو دن پہلے کی اخبار دیکھیں جس میں فیصل صالح حیات نے فرمایا کہ یہ دہشت گردی ایم کیو ایم کر رہا ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کریں کہ یہ ایسی باتیں کر کے ملک کے استحکام کو بھی داؤ پر لگائے بیٹھے ہیں اور یہ آج کی بات نہیں 1970ء میں بھی انھوں نے ہمارا پاکستان گنوایا تھا۔ پاکستان جس نے لیا وہ مسلم لیگ تھی اور پاکستان جس نے گنوایا وہ پیپلز پارٹی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہیرا پھیریاں چھوڑ دیں 'ادھر ادھر کی بات نہ کریں۔ ایک شعر مجھے یاد آ گیا ہے۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ قائد حزب اختلاف یا حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے میرے بھائی جب ان کی پارلیمانی میٹنگ ہو تو محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ سے کہہ دیں کہ

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر بتا یہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے راہزن سے غرض نہیں تیری راہبری سے سوال ہے

جناب والا! میں انھیں گزارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

چودھری علی اکبر مظہر ویٹس: جناب والا! میں ایوان کے فلور پر کھڑے ہو کر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مباہلہ کر لیں۔ ہم اپنے اہل خاندان کو لے کر نکلتے ہیں آپ اپنے خاندان کو لے کر نکلیں اور اس بات کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو شخص اس ملک کی سالمیت کے خلاف کام کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غرق کر دے' ان کو نیست و نابود اور برباد کر دے۔ آؤ ہم اپنے بال بچوں کو لے کر نکلیں۔ میں آپ کو مباہلے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر ہم میں سے کوئی ملک کی سالمیت کے خلاف کام کر رہا ہے تو اسے نیست و نابود کر دے اور اگر آپ میں سے کوئی ملک کی سالمیت کے خلاف کام کر رہا ہے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ نیست و نابود کر دے۔

چودھری خادم حسین: میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔ انھوں نے جو آزاد کشمیر پیپلز پارٹی بنائی ہے وہاں لکھا ہے "پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر"۔ انھوں نے جموں کا نام نہیں لکھا۔ کیوں نہیں لکھا؟ اس لیے کہ انھوں نے یہ ثابت کرنا ہے کہ جب وہاں ان کی حکومت بن جائے تو اس کو ایک صوبہ قرار دے دیا جائے۔ اس لیے انھوں نے اس میں جموں کا نام نہیں لکھا ہوا۔ اس سے زیادہ بد دیانتی اور کیا ہو سکتی ہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ چودھری خادم حسین۔ خواجہ محمد یوسف صاحب!

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، حاجی محمد افضل چن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، میری چودھری صاحب سے اور وینس صاحب سے بھی گزارش ہے کہ یہ تفرقے بازی چھوڑیں ۔ اس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اگر ہو سکتا ہے تو مثبت سوچ اپنائیں۔ خدا کے لیے اس ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ حاجی صاحب۔ جناب خواجہ محمد یوسف صاحب!

چودھری علی اکبر مظہر وینس، اس سے بڑی گالی کسی محب وطن کے لیے اور نہیں ہو سکتی کہ یہ ایسے کہیں کہ یہ ملک توڑ رہا ہے ۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب! خواجہ صاحب کو بات کرنے دیں۔

خواجہ محمد یوسف، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے بھی وقت دیا ہے کہ میں بھی اپنا مافی الضمیر بیان کر سکوں۔ آج تک ہم نے اس معزز ایوان میں کئی ضمنی میزانیے سنے جو کہ پڑھے اور سنائے گئے اس کے بعد ان پر تنقید ہوئی بحث ہوئی اور وہ ختم ہو گئی۔ جناب والا! اس بحث کے دوران ہمیشہ یہی ہوتا رہا کچھ تلخیاں بڑھیں' کچھ غبار نکلتے رہے' نہ تو کوئی مشورہ قبول کیا گیا اور نہ ہی اس پر کوئی تنقید قبول کی گئی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس بحث و تمحیص کا فائدہ ہی کیا ہے جو بجٹ ایک دفعہ بنا دیا جاتا ہے اس کو نہ کوئی تبدیل کرتا ہے اور نہ ہی کسی کٹ موشن کی پرواہ کی جاتی ہے' نہ کسی کے جذبات کی پروہ کی جاتی ہے' نہ کسی کے حقوق کی پرواہ کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی کی شنوائی ہوتی ہے کہ وہ اس بحث پر نظر ثانی کرے۔ تو جناب والا! جب اس قسم کا وتیرہ جاری ہو تو ہم آپس میں ایک دوسرے کو تو یہی کہتے رہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ہماری معزز بہنیں بھی یہاں پر معزز ممبران ہیں ان کی بھی ہم عزت و احترام کرتے ہیں۔ مگر ذرا ذرا اس بات پر ہم اس طرح الجھ جاتے ہیں کہ جیسے ہم دیرینہ دشمنی کی بنا پر یہاں پر آئے ہوئے ہیں اور ہمارا موقف صرف آپس میں لڑنا جھگڑنا' بات کو طول دینا اور یہاں تک طول دینا کہ ایسے ایسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کو بعد میں اس معزز ایوان کی کارروائی سے حذف کرنا پڑتا ہے ۔ جناب والا! جس پنجاب کے متعلق اکثر قائد ایوان رویا کرتے ہیں' اکثر شور کرتے ہیں' اس پنجاب میں وہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کا دو تہائی حصہ ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ کیا وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم بھی اس

معزز ایوان میں دو تہائی حصہ ہیں اور جو حقیقت ہے۔ تو انھوں نے ہمارے متعلق آج تک کیا سوچا ہے؟ پچھلے ڈیڑھ سال سے ہم ان کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں کہ قائد ایوان کم از کم ہاؤس میں تشریف لائیں' ہماری گزارشات سنیں' ہمارے گلے سنیں' ہماری شکایات سنیں اور اس کا کوئی مداوا کریں لیکن میں نے اکثر یہی دیکھا ہے کہ جناب قائد ایوان کبھی سندھ میں ہیں' کبھی بلوچستان میں ہیں' کبھی صوبہ سرحد میں ہیں اور وہاں پر نفرتوں کے بیج بکھیرتے پھرتے ہیں۔ یہاں ہمارا اپنا جو گھر ہے یہاں پر چور' لٹیرے اور ڈاکو قتل و غارت کر رہے ہیں اور لوگوں کی عصمتیں لوٹ رہے ہیں' لوگوں کو اغوا کر رہے ہیں اس کا کوئی مداوا نہیں ہو رہا۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ جہاں سے پیپلز پارٹی کے نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں وہاں پر کوئی ڈویلپمنٹ کی گئی ہے؟ میں کم از کم اپنے حلقے کے متعلق دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جناب قائد ایوان نے پچھلے ڈیڑھ سال میں آج تک کوئی ڈویلپمنٹ کا کام نہیں دیا۔ ایک بھی ملازمت نہیں دی۔ انھوں نے کوئی ایک بھی ایسا کام نہیں کیا جس کے لیے میں ان کی تعریف کر سکوں یا میں جس کے لیے کہہ سکوں کہ وہ ایوان میں رہنے کے قابل ہیں۔ میری التجا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہیے ایک دوسرے کے اور اپنے اپنے حقوق اور فرائض کی بجا آوری کرنی چاہیے آپس کی کدورتیں نکال کر باہمی محبت اور مروت پیدا کرنی چاہیے تاکہ پنجاب کے عوام خوش حال ہو سکیں اور آپس میں امن و آشتی سے رہ سکیں۔ پنجاب کے عوام خوش حال ہوں گے تو پاکستان بھی خوش حال ہو گا ورنہ اگر ایسے ہی حالات رہے جیسے کہ ابھی آپ نے مخدوم الطاف صاحب سے سنا ہے اور انھوں نے حلف لے کر کہا ہے کہ چند دن پیشتر اس پنجاب اسمبلی کی dismissal کے لیے لیٹر تیار کیا گیا مگر اسے شاید چند وجوہات کی بنا پر کچھ عرصے کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں پر پنجاب کی خواہشات عموماً اس طرح سامنے آتی ہیں کہ اپنائی وی ہونا چاہیے' اپنا مارشل لاء ہونا چاہیے' اپنی فارن پالیسی ہونی چاہیے اور اپنی فوج ہونی چاہیے۔ یہ تمام چیزیں مرکز سے گریز اور مرکز سے بغاوت کی نشان دہی کرتی ہیں۔ کسی صوبے کے حکمران کو اس قسم کے خیالات نہیں رکھنے چاہیں کیونکہ اگر اس قسم کے خیالات دل میں رکھے جائیں گے' اس قسم کی نفرتیں اور کدورتیں پیدا کی جائیں گی تو حالات وہی ہوں گے جو 71-1970ء میں ہوئے تھے۔ کل کے ایک لیڈر کے آپ وہ بیانات یاد کریں جو انھوں نے six points کے طور پر بیان کیے تھے۔ میرا حوالہ شیخ مجیب الرحمٰن کی طرف ہے۔ جس وقت وہ یہ باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اس وقت وہ پاکستان کے ایک مقتدر لیڈر گنے جاتے تھے۔ لیکن ان کی ان باتوں کا کیا نتیجہ نکلا کہ ہم اپنا نصف ملک کھو بیٹھے اور

ملک دولخت ہوا اور اس طرح کے حالات چلتے رہے پھر کہانی کہاں پر ختم ہوئی کہ خود شیخ مجیب الرحمان بھی زندہ نہ رہ سکے اور آپ کو معلوم ہے کہ آج ہمارے بھائی جو بنگلہ دیش میں رہ رہے ہیں ان کا کیا حال ہے ؟ جناب والا! آپ دیکھیں کہ پنجاب میں جتنا بھی قتل و غارت گری کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے وہاں پر جناب احسان الہیٰ ظہیر اور مولانا حق نواز جھنگوی جیسے عظیم انسان قتل ہو گئے اور آج تک ان کے قاتلوں کے متعلق کچھ پتہ نہیں چل سکا اور نہ ہی آج تک گرفتار ہو سکے ہیں۔ پنجاب کی یہ پولیس جو اپنے ہی ملک کے اپنے ہی صوبے کے مقتدر لیڈران کے قاتلوں کا معلوم نہیں کر سکتی ' ان کو گرفتار نہیں کر سکتی ' ان کے لیے تو ہم چاہتے ہیں کہ انھیں مزید مراعات دیں ' تنخواہیں بڑھائیں اور مزید انعامات بھی دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی خدمت میں ایک اور چیز کی طرف نشان دہی کرتا ہوں کہ یہاں پر ہائی کورٹ میں تقریباً 80 ہزار کیسز موخر پڑے ہوئے ہیں۔ کیا جناب وزیر اعلیٰ نے کبھی اس طرف خیال کیا ہے کہ ہائی کورٹ کے جج صرف 32 ہیں اور یہاں پر 50 ہونے چاہیں اور یہاں فیصلے ہی نہیں ہو رہے ' لوگ بڑی بڑی دور سے ' اٹک سے لے کر رحیم یار خان تک آتے ہیں لیکن adjournment لے کر چلے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے آتے ہیں۔

جناب والا! آپ دیکھیں کہ جو مجسٹریٹ صاحبان ہیں ان کی عدالتوں میں تو یہ ہو رہا ہے کہ ان کے ریڈر ان کے لیے سبزیوں اور گوشت کا بھی بندوبست کر رہے ہیں تو جب ملک کو اس طرح سے چلایا جائے گا یا صوبے کو اس طرح سے چلایا جائے گا تو پھر کس طرح سے یہ کام بنے گا؟ میری یہ گزارشات ہیں کہ آپ سب ایوان کے دوست ہمارے بھائی ہیں۔ سب اکٹھے ہو کے کوئی ایسا راستہ نکالیں' آپ کہاں مارشل لاء کو تلاش کرتے پھرتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب اس ملک میں مارشل لاء نہیں آئے گا اور اگر مارشل لاء آیا بھی تو پھر اس کے خلاف بھرپور جدوجہد ہو گی جس کے نتائج انتہائی گھناؤنے ہو سکتے ہیں۔ آئیے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کو تسلیم کریں میں آپ کے اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں جو وزیر اعلیٰ نے کیا ہے کہ پنجاب میں مخلوط حکومت بنائی جائے ' نہ صرف پنجاب میں مخلوط حکومت بنائی جائے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں جہاں بھی ضرورت ہے وہاں پر مخلوط حکومت بنائی جائے۔ اگر پنجاب کے وزیر اعلیٰ اس قدم کو آگے بڑھاتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں اور یہ فاصلے اس طرح کم ہوں گے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب والا! میں بجٹ میں کیڑے نہیں نکالنا چاہتا کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ وہی بجٹ ہے جس کے لیے پہلے ہی ایک پوائنٹ آف آرڈر کل کے لیے التوا میں ہے جس میں یہ فیصلہ ہو گا کہ جو

غلط قسم کا بجٹ پیش کیا گیا جس کے اعداد و شمار اور میزانیے ہی غلط لکھے ہوئے ہیں وہ کس طرح سے پاس کیا جا سکتا ہے اور اس کے متعلق کس طرح سے بات چیت ہو سکتی ہے۔ میں اس اسمبلی سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا بھی پنجاب میں حق ہے اور جو لوگ ہمارے حلقے میں ہیں ان کا بھی کچھ ترقیاتی کام ہونا چاہیے۔ اگر اس ایوان کے دوسری طرف بیٹھنے والے دوستوں کے ضمیر روشن ہیں ان کے ضمیر ہیں تو وہ ذرا جھانک کر دیکھیں کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟

جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور ایوان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے دلجمعی سے سنا۔

جناب چیئرمین ، جناب حاجی غلام ربانی صاحب!

حاجی غلام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو بجٹ پر اظہار خیال کے لیے وقت دینے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! 1990-91ء کے لیے ایسا متوازن بجٹ پیش کرنے پر صوبائی وزیر خزانہ ' کابینہ اور وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ انھوں نے ان مشکل حالات میں کہ جب مرکز نے پوری گرانٹ بھی نہیں دی شاندار بجٹ پیش کیا ہے اور وہ اچھی راہ پر گامزن ہیں۔ پنجاب بجٹ ہر لحاظ سے متوازن بجٹ ہے جب ہم اس کا مقابلہ مرکزی بجٹ سے کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اس سے بہت بہتر ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مرکزی حکومت نے اپنا بجٹ پیش کرنے سے پہلے ایک منی بجٹ پیش کر دیا تھا جس میں کھاد اور ڈیزل کی قیمتیں بڑھائی تھیں۔ جس سے کسان ' مزدور اور غریب طبقے کی کمر ٹوٹ گئی اور ریٹ اتنے بڑھ گئے کہ ہر وہ کسان جو چھوٹی ملکیت رکھتا ہے اس کی لیے کھاد اور بیج کا خریدنا انتہائی مشکل ہو گیا تھا اور دن بدن کھاد کے ریٹ بڑھتے گئے اور اس کے ساتھ دھان اور آلو کی فصل کے ریٹ کم ہوتے چلے گئے۔ کپاس کی فصل کے بھی نرخ کم ہوتے گئے اور اس طرح سے زمیندار کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا۔

جناب والا! یہ وہ بجٹ ہے جس میں وزیر اعلیٰ نے غریب آدمی کے لیے بہت سے مستحسن اقدام کیے ہیں۔ سات مرلہ سکیم اور تین مرلہ سکیم جاری کی جس سے پنجاب میں صرف غریب عوام کو فائدہ پہنچے گا۔ جناب والا! دیہات کی آبادی 62 فی صد ہے اور اس میں دو تہائی آبادی دیہات پر مشتمل ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے تعلیم کے لیے کافی فنڈز رکھے ہیں تا کہ لوگ دیہات میں تعلیم سے فیض

یاب ہو سکیں۔ اس شعبے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے ۔ تعلیم کے لیے اس اقدام کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ۔ ہمارے ملک میں ایک دو نہیں ' کروڑوں افراد ان پڑھ ہیں۔ تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ اس معاملے میں ہمارے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ تعلیم کے حصول کے لیے اگر آپ کو چین جانا پڑے تو آپ تعلیم حاصل کریں۔ تعلیم کے لیے اتنی رقم رکھنا یہ بھی ایک پیغمبری فریضہ ہے۔ غریب عوام کے لیے فراہم کردہ سہولتیں اور مراعات اور بھی قابل قدر ہیں۔ لیکن مرکزی حکومت نے تو پنجاب کو اپنا حصہ بھی نہیں دیا حالانکہ حصے کے حساب سے ہمیں 62 فی صد ملنا چاہیے تھا وہ درست فرماتے ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ یہ تمام کی تمام رقم پیپلز پروگرام کے ذریعے پنجاب کو ملنی چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ جس طرح پنجاب میں پیپلز پروگرام چل رہا ہے ۔رات کو سڑک پر مٹی ڈالی جاتی ہے ۔ دن کو پتھر ڈالا جاتا ہے اور شام کو روڈ رولر چلتا ہے اور اگلے دن لک ڈالی جاتی ہے ۔ اس کے بعد جو سولنگ اور نالیاں ڈالی جاتی ہیں میں تو کہوں گا کہ اس سے بھٹے والوں کی بھی چاندی ہو گئی ہے ۔کہتے ہیں کہ آج ہماری جو دوم اور سوم اینٹیں نہیں بکیں لیکن پیپلز پرو گرام کی وجہ سے تمام کی تمام فروخت ہو چکی ہیں(نعرہ ہائے تحسین)۔ ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ آج سے دو تین سال بعد پیپلز پروگرام کی نہ کوئی سڑک ہو گی نہ کوئی سولنگ ہو گی اور نہ کوئی نالیاں ہوں گی۔ اور ہم پر یہ طنز کرتے ہیں کہ یہ تعمیر وطن پروگرام ۔ تعمیر وطن پروگرام ایک پروگرام ہے جس کو باقاعدہ محکمانہ طور پر مکمل کروایا جاتا ہے۔ جس کا آڈٹ ہو گا ' حساب ہو گا' وجود ہو گا لیکن اس کا تو نہ کوئی وجود ہے نہ حساب ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ تعمیر وطن پرو گرام میں سب افسران دیانت دار ہیں۔ ان میں بھی کالی بھیڑیں شامل ہیں ۔ وہ دس پندرہ فیصد تک کمیشن وصول کرتے ہیں ۔ ہمیں مل کر ان کا بھی محاسبہ کرنا چاہیے لیکن دوسری طرف پیپلز پروگرام کے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ان ایڈمنسٹریٹروں کے پاس نہ کوئی حساب ہے ' نہ کوئی پڑتال ہے اور نہ ہی کوئی پوچھنے والا ہے ۔آئیے اب ہم پاکستانی ہونے کے ناتے سے سوچیں کہ ہم نہ بلوچی ہیں' نہ سندھی ہیں ' نہ پختون ہیں اور نہ پنجابی ہیں۔ ہم صرف مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا! موجودہ حالات میں ملک جس طرح چل رہا ہے اس کا خدا ہی حافظ ہے ۔ ہمیں سوچنا چاہیے۔ ہم منتخب نمائندوں کی بدنامی کس طرح ہو رہی ہے ۔ آج تک اس طرح کی بدنامی منتخب نمائندوں کی نہ کبھی ہوئی تھی اور نہ کبھی ہو گی ۔ ہمارے ایک دوست حزب اختلاف نے یہاں قرضوں کا ذکر کیا تھا ۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ بجلی وصولی نہیں ہو رہی۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ بجلی وصولی تو شاید ہو

جائے۔ ان کی تو گارنٹیاں لی ہوئی ہوں گی۔ لیکن آج ہمارے ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان یہ فخر سے کہتے ہیں ۔ کوئی کہتا ہے میں اڑھائی کروڑ ، کوئی کہتا ہے چالیس کروڑ ، کوئی کہتا ہے کہ اسی کروڑ حاصل کیا ہے۔ لائسنس حاصل کر لیے ہیں اور رات کو حکم ہوتا ہے اور تیس روپے کے سٹامپ پر قرضہ جاری کر دیا جاتا ہے ۔ جس کا نہ کوئی وجود ہو گا نہ کوئی لائسنس ہے نہ کوئی وصولی ہو گی ۔ یہ تو تب پتا چلے گا ، یہ جو اربوں روپیہ تقسیم کیا گیا ہے اس کی وصولی کا کیا طریق کار ہو گا؟ اور اس کی وجہ سے مسلم کمرشل بنک تو دیوالیہ ہو گیا ہے۔ شاید اس کو اس لیے دیوالیہ قرار دیا جا رہا ہے کہ شاید اس کو زرداری خاندان خریدنے والا ہے۔ بنک والے بھی ہڑتال کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

حاجی غلام ربانی: دو منٹ اور دے دیں۔ یہ بات انتہائی اطمینان کا باعث ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف کی قیادت میں پنجاب آگے بڑھ رہا ہے ۔ پنجاب کی ترقی اور امن و امان کو تہ و بالا کرنے کے لیے تمام ایجنسیاں سر گرم عمل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود الحمد اللہ آپ دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں کافی حد تک جرائم اور تخریب کاری پر کنٹرول کر لیا گیا ہے۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ پولیس پر اور سپیشل پولیس پر اتنے خرچ ہوتے ہیں ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ سندھ کی پولیس پر کتنا خرچ ہو رہا ہے؟ اور وہاں دیکھیں، حیدر آباد میں قتل عام ہوا۔ وہاں کی سپیشل پولیس کہاں گئی تھی؟ چار تخریب کاروں کو گرفتار کرنے کے لیے معصوم بچوں عورتوں اور مردوں پر اندھا دھند گولیاں چلائی گئیں اور پولیس نے اس طرح گولیاں چلائیں جس طرح کہ پرندوں کا شکار کیا جاتا ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ پولیس نہیں تھی لیکن وہ لسانی بنیاد پر فائرنگ کی گئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب صدر مملکت نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ پولیس کا آپریشن غلط تھا تو اس وقت صوبائی حکومت سندھ کو مستعفیٰ ہو جانا چاہیے تھا اور ان کے سر شرم سے جھک جانے چاہییں تھے۔

جناب چیئرمین: شکریہ حاجی صاحب۔

حاجی غلام ربانی: ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ میں نے آپ کو ایک منٹ زیادہ دیا ہے ۔

حاجی غلام ربانی : میں تھوڑا سا وقت لوں گا۔ رشوت کا بھی ذکر ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رشوت بہت عام ہے لیکن ہم دونوں گھروں کو مل جل کر یہ سوچنا چاہیے اور جس طرح میرے بھائی حاجی محمد

افضل چن نے کہا ہے میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ آیئے ' ہم مل جل کر بیٹھیں اور ان رشوت خوروں کا محاسبہ کریں لیکن رشوت صرف صوبائی حکومت تک محدود نہیں ہے۔ یہ کسٹم میں ہے' ریلوے میں ہے' واپڈا میں ہے اور تمام محکموں میں ہے لیکن یہ اسی صورت میں اس پر قابو پایا جا سکتا ہے جب ہم دونوں گھر مل کر بیٹھیں اور ہماری سوچ ایک ہو تو پھر میں دیکھوں کہ یہ رشوت خور کیسے دوڑتے۔ ان شاء اللہ ہم ان پر قابو پانے میں کامیاب ہوں گے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : جناب سپیکر! میں حاجی صاحب کا بڑا ممنوں ہوں کہ کم از کم ان کی زبانی ہم کروڑ پتیوں میں شامل تو ہوئے۔

جناب سپیکر : رانا ظہیر صاحب۔

رانا محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر! میری خوش بختی ہے کہ آپ تشریف رکھتے ہیں اس وقت بنچوں پر وزراء صاحبان جناب محترم شاہ محمود اور کھر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر : مجھے آپ کی بات سے مکمل اتفاق ہے۔ وزراء صاحبان کو یہاں حاضر ہونا چاہیے۔ تمام وزراء نہ سہی تو فنانس منسٹر کو یہاں ہونا چاہیے۔

رانا محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ہمارے ساتھی جو باتیں سننا چاہتے ہیں وہ موجود ہیں اور ہماری پریس جو میٹر ذیل کرتی ہے وہ بھی موجود ہے میں ان کی موجودگی میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا فخر سمجھتا ہوں ۔ جناب سپیکر بحث ہو چکی ہے۔ اس میں بہت سی خامیاں ہیں یہ خسارے کا بجٹ ہے اور یہ کسارے کا بجٹ کیوں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری ترجیحات ٹھیک ہوتیں۔ تو اس خسارے میں سے اچھی خاصی کمی کی جا سکتی تھی۔ ہماری ترجیحات ٹھیک نہیں ہم نے سڑکوں کی تزئین آرائش کو سکولوں کی عمارات پر ترجیح دی ہے۔ ہم نے جہازوں کی خریداری کو صوبہ کے ہسپتالوں پر ترجیح دی ہے۔ جناب عالی! ٹیکسوں کی ترجیح کا یہ عالم ہے کہ ہم نے بڑی بڑی کوٹھیوں شہروں کے بڑے بڑے پلازوں اور بڑی بڑی کاروں پر ٹیکس لگانے کی بجائے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جانے کے لیے ٹول ٹیکس لگائے ہم نے ان گھروں پر چولہا ٹیکس لگایا ہے جن نے گھروں میں چولہوں میں کئی کئی دن آگ نہیں جلتی اگر ہم اپنی ترجیحات ٹھیک کر لیتے تو ان کے ٹیکسوں میں خاصا اضافہ ہو سکتا تھا۔ امیروں پر ٹیکس لگانے سے غریبوں کی بھلائی ہو سکتی تھی۔ جناب

سپیکر! محکمہ جنگلات کے لیے 28 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور جنگلات کی کارکردگی پچھلے 40 سال کی ملاحظہ فرما لیں۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اس وقت بھی 2 فیصد خطے کے اوپر جنگلات تھے کسی ملک کے اور کسی ریاست کے زندہ رکھنے کے لیے 25 فیصد جنگلات کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے 2 فیصد جنگلات جن میں باغات بھی ہیں اور آج کل کی پرنٹیج بھی وہی ہے جو 40 سال پہلے تھی اگر اس پرنٹیج میں 40 سال کے بعد بھی وہی رہنا ہے تو پھر یہ کروڑوں روپیہ کیوں دیا جاتا ہے۔ کیا یہ ان کے محکمہ کے افسران کے لیے یا ان کے کسی اور مقاصد کے لیے دیا جاتا ہے۔ جناب عالی! میں گزارش کروں گا کہ صوبہ کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ ہم اپنے حلقہ نیابت میں دیکھتے ہیں کہ اکثر لوگ درخواستیں لیے پھرتے ہیں۔ وہ مارے مارے پھرتے ہیں اور ان کا تعلیمی معیار میٹرک سے لے کر ایم اے تک ہے۔ وہ بطور کلرک ملازمت کرنے کے لیے تیار ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ملازمتوں سے کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے صنعتی اداروں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لیکن ہماری پنجاب حکومت صنعتی اداروں کے لیے کیا کر رہی ہے۔ یہاں اگر مرکز کا کوئی آدمی صنعت لگانا چاہتا ہے۔ مرکز سے قرضہ لے کر صنعت لگانا چاہتا ہے۔ تو اس کو این۔او۔سی نہیں دیا جاتا اور یہ جو پنجاب کا صنعتی بورڈ ہے اس کے تمام یونٹ جو منافع میں جا رہے تھے جناب سپیکر! ان کو بیچ دیا انہوں نے 4 سال میں کوئی صنعت نہیں لگائی۔ بلکہ جو صنعتیں لگ چکی ہیں ان کو بھی بیچا جا رہا ہے۔ ان کو بیچنے کے لیے میری تجویز ہے۔ اس پر نظر ثانی کی جائے ان کو نہ بیچا جائے۔ جناب عالی! ابھی میرے دوست چودھری محمد فاروق تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے پچھلے دو گھنٹوں کے اندر پارس ٹریڈنگ کی تین بار بات کی ہے۔ جناب عالی! ہمیں یہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ جناب والا! میں عرض کیے دیتا ہوں کہ اس ایوان میں بہت کم لوگ بکے ہوئے ہیں۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ محض ایک پروپیگنڈہ ہے اور اس پروپیگنڈہ میں چند ایک اخبارات کا زیادہ حصہ ہے۔ انہوں نے ان کے مالکان کی پالیسی کی وجہ سے اور لکھنے والے ہیں اور کارکن صحافی ہیں وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے ان کی وجہ سے پارس ٹریڈنگ کا بہت زیادہ بول بالا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اخبارات Elephant Trading ہے۔ ان کو جیسے خریدا گیا ہے اور یہ جو بات چل رہی ہے یہ ملک کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں ابھی حاجی ربانی صاحب فرما رہے تھے۔ کہ یہاں پر جو پیپلز پارٹی کے ایم۔پی۔اے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کروڑوں کی ملیں لگائی ہوئی ہیں اور انہوں نے پرمٹ لیے ہیں۔ ہمارے پلے کیا ہے۔

میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے۔ جس سے نفاق بڑھے۔ جس سے کوئی پریشانی کا عالم بڑھے۔ سرکاری ملازموں کی مراعات انتہا کو پہنچ چکی ہیں۔ پنجاب کے ملازمین اپنی بساط سے کہیں زیادہ مثلاً ایر کنڈیشنڈ کو لے لیں۔ مثلاً فیصل آباد کے اے۔سی صدر سے لے کر ڈپٹی کمشنر اور ایس۔پی تک دیکھ لیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ ان کا یہ حق نہیں کیونکہ گریڈ 20 سے نیچے اپنے آفس میں اے۔سی نہیں لگا سکتا۔ ہم نے یہ سوالات بھی بھیجے ہیں۔ ان کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ جناب یہ خسارے کا بجٹ کم ہو سکتا ہے۔ یہ جو بڑی بڑی colonics بن رہی ہیں۔ پلاٹوں کی بات پارلیمنٹرین کے لیے تو ہوتی ہے۔ یہ over head bridge کر کے جائیں آپ کے دائیں بائیں کیولری گراؤنڈ آپ کے محل بنے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس میں کتنے سیاست دانوں کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ پچھلے دنوں سے superior services کا اشتہار آرہا ہے۔ اس اشتہار کی قیمت 80 ہزار روپے ہے۔ ان کے لیے ایک کنال سے لے کر 8 کنال تک پلاٹ ہیں۔ ان کو کس نے superior بنایا یہ عوام سے کیسے بالا تر ہو گئے یہ تو عوام کے نوکر ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک امتحان کی وجہ سے اپنے آپ کو superior سمجھتے ہیں اور یہ وہ امتحان ہے میں اس فلور پر سے یہ کہتا ہوں علی ہارون صاحب شاہ محمود صاحب، مزاری صاحب، رانا آفتاب صاحب انہوں نے وہ امتحان دینا پسند نہیں کیا۔ یہ اپنے آپ کو superior سمجھتے ہیں یہ اپنے آپ کو superior لکھنا بند کریں۔ جناب عالی! ان کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس معاشرہ میں زندہ رہنا ہے ان کے ہاتھ بہت لمبے ہو چکے ہیں۔

اہل دل کے لیے نظم بست و کشاد
کہ سنگ خشت مقید ہے صد ہزار

جناب والا! سندھ کی صورت حال کے بارے میں پچھلے دنوں سے بہت شور ہے۔ ابھی بھی معزز ممبران نے بات کی ہے یہ انتظامی مسائل ہیں۔ جھنگ میں کرفیو لگا رہا ہے وہاں دن دہاڑے قتل ہوتے رہے ہیں۔ اس پر غور کرنا چاہیے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کون شخص ہے جو مجیب الرحمن کا لباس پہنتا ہے۔ کون شخص ہے جو مجیب الرحمن اور محمود ہارون پیرول پر تھا۔ اب کون اس کے پیرول ہے جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں جب مجیب الرحمن گیا تھا اور اس نے جا کر 6 نکات کا اعلان کیا تھا۔ اب بھی وہی شخص وہی لباس پہنتا ہے محمود ہارون کا ملازم ہے۔ اس نے سندھ سے ہونے کے بعد جا کر ساری گڑبڑ شروع کرائی ہے۔ جناب عالی! میں یہ گزارش کرتا ہوں جو ہمارے

ساتھی اخباری بیانات دیتے ہیں میں اخبار والوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس کی جانچ پڑتال کر لیا کریں کہ کس پر الزام لگانا sweeping statement نہ دی جائے نام لے کر اور معلوم کر کے الزام لگایا جائے کہ کون کیا گھپلا کر رہا ہے، میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ جناب عالی! میرا احتساب کیا جائے میری اور میرے آباؤ اجداد کی جو میری 1946ء کے وقت جو جائیداد میں کمی یا زیادتی ہوئی ہے ایک سرکاری ملازم 25 سال کی سروس میں کوٹھی نہیں بنا سکتا چار چار پانچ پانچ جگہ سے پلاٹ لے کر فروخت کر دیتا ہے۔ اس کی چار چار پانچ پانچ جگہوں پر کوٹھیاں موجود ہیں۔ اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں یہ صرف کردار کشی ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الیکشن گیارہ سال کے بعد آئے ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ اس نظام مطعون ٹھہرایا جا رہا ہے۔ جناب والا سسٹم کے اندر اگر کوئی crisis آتے ہیں تو اس کا کوئی نہ کوئی منطقی انجام ہوتا ہے۔ ایک crisis آیا تھا کہ Head of the State کو وزیر اعظم کو ہٹانا ہے اس کا منطقی انجام تھا کہ وہ رہے گی یا نہیں رہے گی لیکن سسٹم کے بعد جب وہ crisis آتے ہیں جب تک جہاد نہ کریں تو crisis ختم نہیں ہوتا۔ خدا کے لیے اس سسٹم سے محبت کیجئے۔ اداروں سے محبت کیجئے۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ جناب عالی! میں آخری گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں بہت سے چیزوں کے فقدان ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ فقدان سنجیدگی کا ہے اور ہمیں یہاں سنجیدہ ماحول پیدا کرنا چاہیے اور سنجیدگی سے تمام معاملات پر غور کرنا چاہیے اور غیر سنجیدہ ماحول سے بچنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب چودھری محمد اکرم صاحب۔

جناب چودھری محمد اکرم : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میزانیہ 91-1990ء پر معزز اراکین نے اظہار خیال فرمایا۔ جو کچھ مشاہدے میں آیا ہے یا اس معزز ایوان کے در و دیوار نے سنا ہے اس سے یہی پتا چلتا ہے کہ مقررین کا زیادہ وقت ایک دوسرے پر الزام تراشی اور جھگڑے میں گزرا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تو اس معزز ایوان کے وقار کو کوئی تقویت پہنچی ہے نہ ہی ہمارے معزز ممبران کے وقار میں کوئی اضافہ ہوا ہے بلکہ اس ایوان میں بولے جانے والے وہ الفاظ' وہ زبان جو باہر جا کر اخبارات کی زینت بنے ہمیں سوائے رسوائی کے اور کچھ نہیں ملا ایک ممبر ہونے کے ناتے سے اپنے تمام بھائیوں سے توقع رکھتا ہوں کہ جیسا آج حاجی چن صاحب نے اور دوسرے ساتھیوں نے اظہار فرمایا ہے آنے والے وقت میں ہم اپنے رویے میں مثبت تبدیلی لا کر اس معزز ایوان کے وقار میں اضافہ کریں گے اور اپنے فرائض

اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کریں گے۔ جناب سپیکر! ہمیں منتخب ہونے تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے آج مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی مایوسی ہو رہی ہے کہ اس عرصہ میں ہمیں اس معزز ایوان میں بیٹھ کر اپنے عوام کی بھلائی کے لیے ایک عام کاشت کار کے لیے' مزدور اور محنت کش کے لیے یہاں بیٹھ کر کوئی قانون سازی نہیں کی۔ ہم نے یہاں بیٹھ کر صرف اور صرف ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کیا ہماری وہ عوام جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا تھا وہ ہم سے خوش ہو رہے ہیں؟ نہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ جیسے ابھی مجھ سے پہلے مقرر نے فرمایا تھا کہ آج کل ایم۔پی۔اے کا نام لینا ایک لعنت بن چکی ہے۔ ہمارے اپنے کردار' ہمارا یہاں بیٹھ کر ایک دوسرے پر تہمتیں لگانا اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنا۔ مرکز اور صوبے کی آپس میں لڑائی اس قدر ہم ذلیل ہو چکے ہیں کہ ہمیں بات کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے میں ایک بات معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ درست ہے کہ ہم ایک جمہوری عمل سے یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم نے جمہوریت کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے مگر اپوزیشن کے بھائیوں سے بالخصوص میں پوچھنا چاہوں گا کہ بقول ان کے انہوں نے بار بار یہ فرمایا ہے کہ ہم نے جمہوریت کی بقا کے لیے جمہوریت کے لیے طویل جنگ لڑی ہے۔ میں ان سے سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا ایک طویل جنگ لڑنے کے بعد اب تو اللہ کے فضل سے وہ یہاں پہنچ چکے ہیں۔ جمہوریت رائج ہو چکی ہے تو کیا یہی ان کی آخری منزل تھی؟ یا اس کے بعد بھی اس جمہوریت کو قائم رکھنے کے لیے کچھ کوششیں کرنی ہماری ذمہ داری تھی۔ وہ لوگ جو بلند بانگ دعوٰی کرتے ہیں۔ بقول ان کے انہوں نے ہم سے زیادہ کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اتنی ہی زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایک جیتی ہوئی جنگ کو ہار کی صورت میں نہ بدلیں۔ لیکن اس کو تقویت دینے کے لیے مزید کوشش کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں یہاں غیر سیاسی اور غیر جماعتی الیکشن لڑ کر بھی اس اسمبلی میں کم از کم مجھے بھی بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور ہم نے اس دور میں گذشتہ تین سال میں جو محنت سے علاقے کی خدمت کی وہ ایک مثالی ہے۔ آج جب ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس وقت بھی ہم یہ سوچتے ہیں کہ آخر ہم کہیں ایسی سمت تو نہیں جا رہے جہاں سے ہم پہلے چلے تھے۔ یہاں ایک میرے بزرگ نے میرے بھائی نے میرے علاقے کے وہ ممبر ہیں انہوں نے 1947ء سے لے کر آج تک تھوڑا سا موازنہ پیش کیا۔

کاش وہ اتنے بڑے عرصہ میں رونما ہونے والے واقعات کو نظر عمیق سے دیکھتے ہوئے وہ بھی یاد کرتے ب پاکستان بننے کے بعد اس پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اس پر اگر وہ اظہار افسوس کرتے تو میں سمجھتا کہ شاید وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ جناب سپیکر! جہاں تک میزانیے کا تعلق ہے کسی بھی منتخب حکومت کے لیے اس کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے صوبے میں اپنے ملک میں ایک عام کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے عام کاشت کار کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے زمیندار کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے' مزدور کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے انقلابی اقدامات اٹھائے۔ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے وہ ان تمام افراد کے لیے خاطر خواہ انتظام کرے۔ میں انتہائی خوشی کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ گذشتہ پانچ سال سے پنجاب حکومت نے جونہی منصوبہ بندی سے کام کیا ہے جس میں صوبے کی ترقی ہو رہی ہے وہ قابل تحسین ہے اور انہی ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے آج پھر یہ موجودہ میزانیہ ترتیب دیا گیا ہے۔ میرے وہ بھائی پانچ چھ سال پیچھے دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں اسی فلور پر بیٹھ کر میں اپنے علاقے کی بات کی تھی۔ میرا تعلق ایک پسماندہ ضلع سے ہے۔ اس وقت میں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ضلع بہاولنگر میں بہت سے بڑے بڑے گاؤں ایسے ہیں جہاں پینے کا صاف پانی نہیں۔ اس کے لیے ہمیں ڈگیوں کی ضرورت ہے جو کم از کم تیس چالیس ہزار روپے سے ایک ڈگی بن جاتی ہے۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے نہ صرف میرے حلقہ میں بلکہ میرے وہ اپوزیشن کے بھائی جو آج موجودہ حکومت پر تنقید برائے تنقید کر رہے ہیں ان کے علاقوں کی میں فہرست پیش کر سکتا ہوں کہ ان کے علاقوں میں واٹر سپلائی جیسے منصوبے قائم ہو چکے ہیں۔ کیا یہ موجودہ حکومت کی کارکردگی نہیں؟ بلکہ اسی طرح سے ہماری تعلیم کا نظام تھا۔ اسی فلور پر بیٹھ کر ہمارے اکثر ممبران نے مطالبہ کیا تھا جب ہم 1985ء کے الیکشن میں کامیاب ہو کر آئے تو ہم سب نے مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے علاقوں میں ہماری ایسی بستیاں خالی پڑی ہیں۔ جہاں پرائمری سکولوں کا انتظام نہیں۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے موجودہ حکومت کی ایک جامع پالیسی کے تحت ہمارے تمام دیہات میں نہ صرف پرائمری سکول بلکہ یونین کونسل میں دو سے تین مڈل سکول اور کم از کم ایک ہائی سکول کا قیام ہو چکا ہے۔ آمد و رفت کے وسائل جس کی بے پناہ کمی محسوس کی جا رہی تھی آج اللہ کے فضل و کرم سے ایک کثیر رقم رکھ کر ہماری پنجاب حکومت نے آمدو رفت ور رسل و رسائل کے وسائل کو ترقی دینے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں معزز اراکین اپوزیشن کی طرف سے بار بار اصرار کیا گیا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لیے اتنی بھاری رقم کیوں رکھی گئی ہے؟ میں

مختصراً عرض کرنی چاہوں گا کہ جب ہماری اخلاقی اقدار اس قدر پست ہو جائیں تو قانون نافذ کرنے والے اداروں کو حرکت میں آنا پڑتا ہے اور ان اداروں کی مضبوطی کے لیے پنجاب حکومت نے اگر کچھ فنڈز رکھے ہیں تو وہ صوبے کی بھلائی کے لیے ہیں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے ہی ملک سے مغرب کی جانب سے جو دہشت گردی، غنڈہ گردی اور قتل و غارت کی فضا اس طرف کو دھکیلی جا رہی ہے اس کو روکنے کے لیے کو دھکیلی جا رہی ہے اس کو روکنے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ اپنے صوبے میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے ہمارے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو اتنا مضبوط کیا جائے کہ یہاں بھی خدانخواستہ ایسی حالات پیدا نہ ہو جائیں۔ تو میں اپنے بھائیوں سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ وہ ضروری اقدام ہیں جن کی وجہ سے ہم سب کو تحفظ ملنا ہے۔ آخر میں میں عرض کروں گا کہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے گھنٹی بجا دی ہے۔ وقت بھی بہت کم تھا۔ میں تمام دوستوں سے گزارش کروں گا کہ ہم آپس میں بھائی چارے کی فضا پیدا کریں۔ آپس میں ایسا ماحول اور ایسا رشتہ پیدا کریں کہ باہر جا کر جب ہم مل جل کر اپنے علاقے کے لیے لگی ہیں وہ مطمئن ہو سکیں۔ شکریہ۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، جناب راؤ کنور اعجاز علی خان صاحب۔

جناب کنور اعجاز علی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب سپیکر! اراکین پنجاب اسمبلی السلام علیکم۔

جناب والا! آپ نے مجھے بولنے کا اس وقت موقع دیا جب یہاں پر دو چار حضرات بولنے والے ہیں یا پھر آپ ہیں یا خالی بنچز ہیں۔ جناب یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے ہم سب اس ہاؤس کے اس ایوان کے ممبر ہیں اور ہم سب کا استحقاق ہے کہ ہمیں اس وقت بولنے کی اجازت دی جائے۔ جب اراکین کی یہاں زیادہ کثرت موجود ہو۔ ہوتا یہ ہے جو بیان نہیں کیا جا سکتا میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ اجلاس میں جب آپ نے تقاریر کرانی ہیں تو اس وقت آپ بے شک قرعہ اندازی کر لیں یہ کوئی بات نہیں کہ ایک آدمی آخر میں رکھ دیا جائے اور پسند یا ناپسند کی بات کو آگے رکھ دیا جائے۔

جناب سپیکر! آج میں شاید تقریر نہ بھی کرتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کی اس تقریر میں ہمارے ممبران موجود نہیں ہیں۔ جناب والا! پرسوں ہماری ایک محترمہ اور اس ایوان کی معزز رکن جس کے بارے میں آج بھی اس ایوان میں ایک تحریک پیش کی گئی کہ انہیں بلبل پنجاب اور کوئل

پاکستان بنا دیا جائے۔ اس پر جناب والا مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں لیکن جناب والا! اعتراض اس بات کا ہے کہ جب رانا صاحب کی تقریر کے بعد پرویز صاحب نے تقریر کی اور اگلے دن محترمہ نے تقریر کی۔ تو محترمہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ پرویز صاحب کی تقریر پر ٹیکس نہیں دل بجھنے چاہیے تھے اور ہوا یہ ان کی تقریر کے دوران واقعی ہمارے ممبران کے دل بجھے اور ہوش تک نہ رہا اور محترمہ نے اس ایوان میں یہ کہا کہ کچھ شیطان ہیں اور ہماری طرف سے کچھ شیطان آپ کی طرف موجود ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کچھ شیطان تو کیا اگر وہ ایک رکن کو بھی شیطان کہتے تو یہ تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوا اور وہ کارروائی بھی حذف نہ کی گئی اور اگلے دن اخبار میں سب نے پڑھا ہو گا لیکن کسی نے بھی جسارت نہیں کی کسی نے کوئی جرأت نہیں کی۔ تو جناب سپیکر! میں اپنی اس تقریر کے دوران بھی کچھ عرض کروں گا اور انشاء اللہ تحریک استحقاق بھی پیش کروں گا۔ کیونکہ یہ ایوان کے ساتھ معزز ارکین کے ساتھ بڑی زیادتی ہے کہ ہم کو' ارا کین اسمبلی کو یہاں پر شیطان کہا گیا جو تمام برائیوں کا نام ہے اور تمام برائیوں کا مجسمہ ہے اور اس کارروائی کو حذف نہ کیا گیا اور وہ باقاعدہ کارروائی اخبار میں آئی۔ جناب والا! یہ قابل شرم بات ہے اس کو کارروائی سے بھی نکالا جائے ٹیپ کو بھی دوبارہ چلا کر ختم کیا جائے اور میں یہ اپنا حق سمجھتا ہوں کہ میں تحریک استحقاق پیش کروں۔

جناب سپیکر! بجٹ پیش ہوا اس پر تقاریر ہوئیں ہمارے وزیر خزانہ نے وسائل اور حالات کے مطابق بجٹ پیش کیا حزب مخالف کے قائد نے اس پر بے پناہ تنقید کی جو ان کا حق بنتا ہے اسی طرح تمام ارا کین نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا مجھے بھی حق حاصل ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ حالات کے مطابق اور پنجاب کے غریب عوام کے لیے یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ یہ بجٹ غریبوں کے لیے نہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ میں نے یہ بات کی کہ میرے حلقہ انتخاب میں پچاس گاؤں کا نچلی سطح کا پانی کڑوا ہے اور لوگ ڈگی اور کھالوں کا پانی پیتے ہیں تو اس وقت پنجاب حکومت نے خاص مہربانی فرماتے ہوئے تقریباً دس بارہ کروڑ روپے کا منصوبہ بنا کر میرے غریب لوگوں کی حق رسی کی ہے اور بہت بڑا انصاف کیا ہے۔ اسی طرح جناب والا! میرے حلقہ انتخاب میں سکولوں کی بہت کمی تھی اور انہوں نے دس بارہ سکول دے کر میرے حلقے میں ضرورت کو پورا یا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا ہی حلقہ نہیں بلکہ پنجاب کے تمام لوگوں کا حلقہ ہے اور جہاں پر پنجاب کی رقم خرچ ہوتی ہے وہاں یہ بات قطعاً نہیں ہو گی کہ وہاں پر ہمارے مخالف کا یا کسی دوسرے کا یا تیسرے کا بچہ نہیں پڑھے گا جناب

والا! جب کالجز کھلیں گے سکول کھلیں گے جب پرائمری سکولز ہوں گے اور جو Basic Health Units ہوں گے ان سے سب کو فائدہ پہنچے گا اور جناب والا! میں یہ بات بڑے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر یونین کونسل میں پنجاب حکومت کی یہ کوشش ہے کہ Basic Health Units قائم کیے جائیں اور زیادہ تر یونین کونسلوں میں یہ Basic Health Units قائم ہو چکے ہیں اور اسی طرح سے کافی کالجوں اور ہائی سکولوں کو اپ۔ گریڈ کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ ضرور گزارش کروں گا اور اپنے دوستوں کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کے بارے میں یہ وہ یقین رکھیں کہ انہیں کہیں کسی علاقے میں بلایا جاتا ہے اور جب وہ کسی ڈگری کالج کا اعلان کرتے ہیں تو وہ تمام علاقے کے لیے ہوتا ہے اور جب وہ کسی پل کا اعلان کرتے ہیں تو پل بھی انشاء اللہ تمام علاقے کے لوگوں کے لیے ہوتا ہے اسی طرح صوابدیدی فنڈ میں تمام پنجاب کے لوگوں کا حق بنتا ہے اور ہم یہ امید کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے صوابدیدی فنڈ میں سے ان علاقوں کے لیے پیسہ دیں جو اپنے آپ کو بہت زیادہ پس ماندہ کہتے ہیں جیسے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقے ہیں اور انشاء اللہ میاں صاحب اس پر ضرور عمل کریں گے۔

اسی طرح پولیس کے بارے میں جو بات ہوئی اس کے بارے میں میں گزارش کروں گا کہ امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیے پولیس کی نفری کو بڑھانا اور موجودہ دور میں پولیس کو جدید اسلحہ سے لیس کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے اور جب آپ نفری بڑھائیں گے اور جب آپ جدید اسلحہ لیں گے تو یقیناً اس پر ایک خطیر رقم خرچ ہو گی اور آپ کے ملک کے لیے، آپ کی بھلائی کے لیے اور آپ کی حفاظت کے لیے خطیر رقم خرچ کر دینا کوئی ایسی بات نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر پولیس کو کوئی رقم دی گئی ہے تو اس میں ہم سب کی بھلائی ہے اور پنجاب حکومت نے ٹھیک کیا ہے۔

جناب والا! جیسا ٹیلی ویژن پر یہ بتایا جاتا ہے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے یہ یقیناً بہتر ہے ہماری شناخت پنجاب سے نہیں ہماری شناخت تو پاکستان سے ہے جناب سپیکر! جب دینے والا ہاتھ ہمیں ہمارا حق دے تو لینے والا ہاتھ اپنا حق لینے کے بعد یقیناً پنجاب کے گوشہ گوشہ کی بھی پنجاب کے پسماندہ علاقوں اور پنجاب کے غریب عوام کے لیے یقیناً خرچ کرے گا لیکن جناب والا! ہوا یہ اور میں جناب سپیکر اس بات میں نہیں جانا چاہتا کہ یہ کیوں ہوا شاید مرکز کو کوئی مجبوری ہو یا شاید کوئی ایسے حالات ہیں ہو سکتا ہے کہ فوج پر بھی زیادہ خرچ ہوتا ہو مگر جناب والا! پنجاب کا حصہ ہمیں

ابھی تک نہیں ملا تو میں اپنی اس تقریر کے ذریعے محترمہ وزیر اعظم سے گزارش کروں گا کہ پنجاب کا حق ہمیں دیا جائے تاکہ ہم پنجاب کے غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لیے پنجاب میں سکولوں اور ہسپتالوں اور پنجاب میں بسنے ہوئے زمینداروں کے لیے کچھ کر سکیں۔ ٹیکسز کی بات ہے اگر مرکز نے ٹیکسز بڑھائے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر صوبہ پنجاب نے ٹیکسز نہیں لگائے تو یہ اچھی بات کی ہے اچھی بات کر دینا کوئی بری بات نہیں۔ تو جناب والا! آپ بار بار یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وقت ختم ہو گیا ہے میں ان بچوں کی حالت دیکھ کر خود بھی حالت میں نہیں ہوں کہ کوئی بات کر سکوں لیکن چونکہ میں نے اپنے علاقے کے مسائل بتانے تھے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں ہمارے پینے کے پانی کا مسئلہ حل کیا گیا ہے۔ ہمارا علاقہ نہری ہے اور نچلی سطح کا پانی کڑوا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! جیسے میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا علاقہ نہری اور نچلی سطح کا پانی کڑوا ہے ہمیں نہری پانی کی اشد ضرورت ہے۔ علاقے کے زمینداروں کی خواہش کے مطابق جناب وزیر آبپاشی تشریف لے کر گئے انہوں نے وہاں پر وعدہ فرمایا کہ وہ ہماری مشکل حل فرمائیں گے اسی طرح جناب والا! ریناله سے میں الیکشن لڑ کر آیا ہوں ریناله خورد ایک مرکزی جگہ ہے اور وہاں پر لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج کی بے حد ضرورت ہے تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج کا اجراء بہت ضروری ہے اسی طرح ہمارے حلقہ انتخاب میں کچھ سڑکات اور کچھ موضعات ایسے ہیں جہاں پر نکاسی اب کا انتظام نہ ہے اس طرف بھی پنجاب حکومت کی توجہ دلانا میرا فرض ہے۔

جناب سپیکر! میں نے گزارشات کی ہیں ان میں سرفہرست جو گزارش ہے وہ اس ایوان کے استحقاق کی تھی جیسے میں آپ کی موجودگی میں پھر دھرانا چاہتا ہوں کہ محترمہ بشریٰ رحمٰن نے ہماری اس ایوان میں اپنی تقریر کے دوران کچھ شیطان ادھر اور کچھ شیطان ادھر کہا جو گھنٹی بجنے کی وجہ سے کسی ممبر نے محسوس نہ کیا۔ میں جناب سے استدعا کروں گا کہ وہ کارروائی' اگر دوبارہ ٹیپ سنائی جائے یا تو اسے حذف کر دیں اور یا پھر میں حق رکھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کے ذریعے آپ سے انصاف چاہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے ایک ممبر کے لیے شیطان کہنا اور کچھ کے لیے کہنا اس ایوان کے لیے سراسر زیادتی ہے جو ناقابل برداشت ہے ویسے محترمہ کو جو آپ خطاب دینا چاہیں اس خطاب میں' میں

شامل ہوں گا۔ اچھے سے اچھا خطاب دیں لیکن اگر انہوں نے یہ زیادتی کی ہے تو وہ ان الفاظ کو واپس لیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس ہاؤس میں اپنے ان الفاظ کو یا تو واپس لیں گی یا پھر مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی آپ اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے علاقے کے مسائل بتانے ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ضلع اوکاڑہ سے آپ کا بھی واسطہ ہے اور یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ پورے پنجاب میں آپ نے اپنے اخلاق سے' اپنے کردار سے ایک بلند مقام حاصل کیا ہے تو میرا حلقہ انتخاب بھی آپ سے بالکل ملحقہ ہے۔ ہمارا نچلی سطح کا پانی کڑوا تھا جو پنجاب حکومت نے ہمارا مسئلہ حل کر دیا ہے اب میں نہری پانی کی طرف بھی جناب کی وساطت سے ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا نہری پانی کا مسئلہ بھی حل فرمایا جائے اور اسی طرح آپ نکاس کا اور رینالہ کو تحصیل کا درجہ دینے کے لیے میں آپ کی سفارش بھی چاہتا ہوں اور آپ کا تعاون بھی چاہتا ہوں اور اس ایوان کی ہمدردیاں بھی چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ دو چار میرے علاقے کے مسائل پر ہم دردی سے غور فرما کر میرے مسائل کا حل فرمائیں گے۔ بہت مہربانی بڑی نوازش' السلام علیکم۔

جناب سپیکر: چودھری خادم حسین صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ تھے)

چودھری خادم حسین تقریر کر چکے ہیں۔ شیخ محمد اقبال صاحب۔

شیخ محمد اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے 1990-91 کے بجٹ پر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ جناب والا! یہ بجٹ جو وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے۔ اس مشکل حالات میں اس سے اچھا بجٹ پنجاب کے لیے پیش نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وفاقی حکومت نے پنجاب کا حصہ پورا ادا نہیں کیا اس کے باوجود میں نے بجٹ کو بغور دیکھا اور اس کا مطالعہ کیا ہے کہ ہر شعبہ زندگی میں جس طرح اس مشکل حالات میں فنڈز دیئے گئے ہیں میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں نے ایک سیاسی کارکن ہونے کے ناتے سے سابقہ دور بھی دیکھے ہیں۔ ممتاز دولتانہ کا دور دیکھا۔ فیروز خان نون کا دور دیکھا۔ ڈاکٹر خان کا دور دیکھا۔ صدر ایوب کا دور دیکھا اور 1971ء میں پیپلز پارٹی کا دور بھی دیکھا۔ اس وقت میں اس ایوان کا رکن بھی تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ صدر ایوب کے دور کو گولڈن دور کہا جاتا ہے۔ یہ حقیقت تھی کہ صدر ایوب کے

دور میں ملک نے بہت ترقی کی لیکن میں دیانت داری اور وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ یہ پانچ سالہ دور میاں نواز شریف کا دور صدر ایوب سے بھی بہتر دور ہے اس پانچ سال میں پنجاب میں سڑکات، پرائمری سکول، ہائی سکول، کالج، بنیادی ہیلتھ سنٹر، ہسپتال اور زراعت نے جو ترقی کی ہے اس کی مثال پچھلے چالیس سالوں میں نہیں ملتی۔

جناب والا! اس وقت پاکستان کے بنک خالی ہو گئے ہیں۔ پاکستان کا خزانہ خالی ہے۔ کیوں، پنجاب کے عوام نے مطالبہ کیا کہ پنجاب گورنمنٹ اپنا بنک بنائے۔ ان کو اب خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ بنکوں میں ان کی رقم محفوظ نہیں۔ اس لیے کہ وفاقی حکومت کے جتنے وزراء ہیں ہر آدمی نے کسی نے 40 کروڑ، کسی نے 80 کروڑ لیے ہیں۔ کوئی شوگر مل کا پرمٹ لیے پھرتا ہے۔ کوئی ٹیکسٹائل مل کا پرمٹ لیے پھرتا ہے اور انہوں نے یہ لگائی نہیں ہیں بلکہ قرضہ منظور کروا کر اور اشتام پر ٹرانسفر کر کے 2 کروڑ 4 کروڑ روپیہ لے لینا ہے اور یہ ٹیکسٹائل مل اور یہ شوگر مل وہی لوگ لگائیں گے جو یہ کام کرتے ہیں۔

جناب والا! میں نے 1971ء کا دور بھی دیکھا اس وقت پیپلز ورکس پروگرام تھا اور جس طرح پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اس کو لوٹا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آج تک 1971ء سے لے کر 1990ء تک انیس سال ہو گئے ہیں ان کے مقدمات ابھی تک چل رہے ہیں جو انہوں نے فین کیے اب پیپلز پروگرام آ گیا ہے جس آدمی کو علاقے میں ایک ہزار ووٹ نہیں ملا وہ ضلع کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا، ایڈمنسٹریٹر بنا دیا گیا اور چار چار کروڑ روپے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جس کا کوئی اکاؤنٹ نہیں جہاں بھی پیپلز پروگرام کے ذریعے کام کروایا گیا ہے وہ وقت دور نہیں وہ وقت آنے والا ہے کہ وہ چیک کیا جائے گا کہ کتنے فیصد اس ایڈمنسٹریٹر نے لیے اور کتنے فیصدی کام کیا گیا۔ کس طرح اس ملک کے سرمائے کو لوٹا گیا۔

جناب والا! میاں نواز شریف کا دور جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس دور میں تعمیر وطن پروگرام بنایا گیا۔ ایم پی اے کو گرانٹس دی گئیں اور جن اضلاع کا میاں صاحب نے visit کیا وہاں کی ضرورت کے مطابق ڈائریکٹو جاری کیے گئے اور وہ ڈائریکٹو وہ سرمایہ کسی ایم۔پی۔اے یا ایم۔این۔اے کے ہاتھ میں نہیں دیا گیا۔ وہ محکمہ جات سے کام کروایا گیا ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ جو ڈائریکٹو اور جو فنڈز صوابدیدی فنڈ میں سے میاں صاحب نے ایم۔پی۔ایز کو ان کے علاقوں میں دیا

ہے اگر کوئی ایک پائی کی بھی بددیانتی ثابت کر دے تو میں اپنی اس سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں صاحب! جتنے باہر سے خوبصورت ہیں اتنے اندر سے بھی خوبصورت ہیں وہ ہر نیک آدمی کا احترام کرتے ہیں۔ اچھے آدمی کی قدر کرتے ہیں۔ دیانت دار آدمی کا ساتھ دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں یہ مثال آپ نہیں دے سکتے کہ وزیر اعلیٰ دوسری دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا رہا ہو اور وہ وزیر اعلیٰ جس کا واسطہ ایک شہر کے ساتھ ہے۔ وہ شہری ہے اور پنجاب میں اکثریت زمینداروں کی ہے۔ اس وقت ایک شہری کا وزیر اعلیٰ ہونا اور پھر دوبارہ منتخب ہونا آپ خود اندازہ لگائیں کہ میں اپنے علاقے کا ایم۔پی۔اے ہوں اگر میں وہاں اپنے علاقے کے کام نہیں کروں گا تو دوبارہ میں اپنے علاقے سے منتخب ہو کر نہیں آ سکتا۔ تو پیپلز پارٹی والوں نے میاں نواز شریف کی ذات پر تنقید کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات نہیں۔ جو مظاہرہ اس ہاؤس میں ہوا۔ اس معزز ایوان میں ہوا' وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران' چاہیے تو یہ تھا کہ تقریر کو سننے کے بعد میرے معزز بھائی تنقید کرتے اور اس کا مثبت جواب دیتے لیکن یہاں پر ہنگامہ کھڑا کیا۔ حالانکہ قومی اسمبلی میں جب بجٹ پیش کیا گیا اور اپوزیشن کو بجٹ پسند نہ آیا۔ ان کو کوئی اعتراض تھا تو انہوں نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ بائیکاٹ کا طریقہ ایک صحیح طریقہ ہے۔ لیکن ان کی اپنی مرضی ہے حالانکہ یہ بڑے لائق لوگ ہیں اپوزیشن میں بڑے لائق لوگ میرے محترم بیٹھے ہوئے ہیں۔ خدا جانے کہ ان کی کیا سوچ تھی اور یہ ہنگامہ اخبارات کی نظر ہوا ٹی۔وی پر دکھایا گیا۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقہ کی بات کروں گا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ بجٹ میں ہر شعبہ میں ان مشکل حالات کے باوجود وزیر خزانہ نے میاں نواز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ فنڈز دیے ہیں۔ میں اپنے ضلع کی اور اپنے شہر کی بات کروں گا کہ میرا شہر بھی پس ماندہ ہے اور وہ پسماندہ شہروں کی لسٹ میں موجود ہے۔ جناب والا! 1974ء میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سکیم حکومت نے منظور کی' جس میں میونسپل کمیٹی کا 64 لاکھ روپے حصہ تھا' 15 سال ہو گئے ہیں۔ یہ interest وصول کر رہے ہیں۔ میں وزیر خزانہ کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ 94 لاکھ روپیہ میونسپل کمیٹی جھنگ سود ادا کر چکی ہے اور اصل رقم اس کے ذمہ ابھی تک موجود ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ ایک سیکنڈ میں ختم کریں۔

شیخ محمد اقبال ، 64 لاکھ روپیہ میونسپل کمیٹی جھنگ کو معاف کیا جائے اور آخری گزارش کروں گا کہ تعمیر وطن پروگرام میں جس طرح سے دیہات کے لیے رقم رکھی جاتی ہے وہ میونسپل کمیٹیاں جو مالی طور پر کمزور ہیں۔ ان کو بھی تعمیر وطن پروگرام میں شامل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب عباس علی انصاری ' ان کے بعد جناب اختر عباس بھروانہ صاحب تقریر فرمائیں گے۔

جناب عباس علی انصاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ جناب نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب والا! قبل ازیں ایک دوست مسئلہ کشمیر کے بارے میں اظہار خیال کر رہے تھے کہ موجودہ حکومت پاکستان نے مسئلہ کشمیر کو ختم کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ پاکستان کے عوام یہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دور آمریت کے گیارہ سالوں میں کسی بھی سطح پر مسئلہ کشمیر کا ذکر نہ کیا گیا اور ہندو سامراج سے کشمیر کے مسئلہ پر آنکھیں ملانے کی بجائے کبھی ڈپلومیسی کے نام پر اور کبھی مندروں میں گھنٹیاں بجا کر ان کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی اور کبھی بھی کسی بھی سطح پر مسئلہ کشمیر کا ذکر نہ کیا گیا' یہ فخر پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی قیادت کو حاصل ہے کہ صرف ایک سال کے عرصہ میں مسئلہ کشمیر کو ایک دفعہ پھر پوری توانائی کے ساتھ بین الاقوامی طور پر زندہ کیا گیا اور کشمیری عوام کے دلوں میں آزادی کی تڑپ کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ کشمیری عوام اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ آزادی کی جدوجہد میں شریک ہیں اور پاکستان کی حکومت ان کو ہر طرح سے اخلاقی امداد فراہم کر رہی ہے اور بین الاقوامی سطح پر بھی اس مسئلہ کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اب میں اپنے حلقے کے مسائل اور بجٹ کے متعلق عرض کروں گا۔ تعمیر وطن کے سلسلہ میں میرے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں نے بہت ذکر کیا اور کہا گیا کہ اس پروگرام سے پنجاب کے عوام کی قسمت بدل جائے گی۔ جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ کیا پنجاب صرف انہیں حلقوں پر مشتمل ہے جہاں آئی جے آئی کے دوست کامیاب ہوئے ہیں؟ جن حلقوں سے پاکستان پیپلزپارٹی کے ایم پی اے منتخب ہوئے ہیں کیا ہم یہ سمجھیں کہ وہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟ کیا انہیں تعمیر وطن کے لیے پنجاب سے علیحدہ کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا! میرا تعلق ملتان شہر سے ہے ملتان شہر صوبائی اسمبلی کے چار حلقوں پر مشتمل ہے' لیکن تعمیر وطن پروگرام میں ہم دیکھتے ہیں اور ایسا محسوس کرتے ہیں کہ

ملتان کا صرف ایک ہی حلقہ ہے اور یہ حلقہ 160 ہے جس کے ترقیاتی منصوبہ جات کے لیے ضمنی بجٹ میں بھی 25 لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا اور موجودہ بجٹ میں بھی اسی حلقے کے لیے 45 لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا۔ جبکہ بقیہ تین حلقوں میں ہم نے پوری کوشش کی کہ شاید تعمیر وطن پروگرام میں ہمارے حلقہ کا بھی ذکر ہو لیکن ہم اتنی محنت کے باوجود بھی اپنے حلقوں کے لیے ایک بھی سکیم کا ذکر اس تعمیر وطن پروگرام میں نہیں دیکھ سکے۔

جناب والا! ظلم تو یہ ہے کہ ہمارے حلقوں میں جو پنجاب حکومت کے ادارہ جات ہیں' ان کو بھی اس قابل نہیں سمجھا گیا ہے کہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے یا ان کی ترقی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ حلقہ نمبر 160 جہاں سے میرے دوست آئی جے آئی کے ایم پی اے ہیں۔ وہاں پر جو کالجز اور دوسرے سرکاری ادارہ جات ہیں' ان کالجوں میں کمرے بڑھانے اور اضافی کمرہ جات کے لیے رقم فراہم کی گئی لیکن وہ کالجز اور ادارے جو میرے حلقہ میں ہیں یا میرے دوسرے دوستوں کے حلقہ میں ہیں ان کو بالکل نظر انداز کیا گیا' میں نہیں سمجھتا ہوں کہ جو کالجز میرے حلقہ میں ہیں کیا وہاں پر صرف میری پارٹی کے لوگ یا میرے حلقہ کے لوگ تعلیم حاصل کریں گے' قریبی حلقہ کے لوگ بھی وہاں پر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کالج کو صرف اس لیے سزا دی گئی کیوں کہ وہاں کا ایم پی اے پاکستان پیپلز پارٹی کا ہے اس لیے ان کے لیے کوئی گرانٹ فراہم نہیں کی گئی۔ جناب والا! موجودہ حکومت یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ وہ تین مرلہ سکیم کے تحت غریبوں میں پلاٹ تقسیم کر رہے ہیں' کبھی سات مرلہ سکیموں کے تحت پلاٹ غریبوں اور کم آمدنی والے لوگوں میں تقسیم کیے جا رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام سیاسی طور پر اس کا پرچار کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے اور عملی طور پر غریبوں سے مذاق کیا جا رہا ہے میرے ملتان میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے سال 1988ء میں جب یہ نگران وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے ملتان کا دورہ کیا اور وہاں پر یتیموں اور بیواؤں کے لیے سرسید کالونی میں پلاٹ کا اعلان فرمایا تھا' اور یتیموں اور بیواؤں سے 33 ماہ تک اقساط وصول کیں لیکن آج تک ان لوگوں کو پلاٹ مہیا نہیں کیے گئے۔ ان لوگوں نے ایم پی اے کا گھیراؤ کیا اور کہا کہ ہم سے آپ نے قسطیں وصول کی ہیں' ہمیں پلاٹ دیے جائیں۔ ان بیواؤں اور یتیموں کو وہاں سے دھکے دیے گئے اور یہ کہا گیا کہ سرسید کالونی کا کوئی وجود نہیں اور وہ جگہ مالکان نے دینے سے انکار کر دیا ہے اور یتیموں کی رقم سے ایم ڈی والے ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن یتیموں کو کوئی پلاٹ وغیرہ نہیں دیا گیا۔ جناب والا!

ملتان میں پیپلز کالونی کے نام سے پاکستان پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ایک بہت بڑی سکیم تیار کی گئی اور غریبوں کو پلاٹ دینے کے لیے وہاں پر سہولیات مہیا کی گئیں اور یہ کہا گیا کہ اس کالونی میں بغیر نفع نقصان کی بنیاد پر مکانات فراہم کیے جائیں گے اور 1066 روپے فی مرلہ قیمت مقرر کی گئی۔ لیکن پیپلز پارٹی کا دور حکومت گزرنے کے بعد جب اس ملک پر مارشل لاء کی حکومت آئی کیوں کہ ان کو پاکستان پیپلز پارٹی اور پیپلز پارٹی کے نام سے چڑ تھی ' انہوں نے سب سے پہلے اس کالونی کا نام تبدیل کیا اور اس کا نام نیو ملتان رکھا گیا اور اس کے بعد وہ یہ جانتے ہوئے کہ یہاں پر غریب لوگوں کو پلاٹ مہیا کیے گئے ہیں ' وہاں کی پلاٹوں کی قیمت مسلسل بڑھاتے گئے اور آج انہیں پلاٹوں کی قیمت جو 1066 روپے فی مرلہ طے شدہ تھی مزید گیارہ سو روپے مرلہ ان سے مطالبہ کر رہے ہیں اور انہیں کہا جا رہا ہے کہ اس وقت تک مالکانہ حقوق نہیں دیے جائیں گے جب تک آپ اضافی قیمت گیارہ سو فی مرلہ کے حساب سے نہیں دیں گے۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ نواز شریف صاحب جب الیکشن ٹورز پر ملتان گئے تو انہوں نے وہاں پر یہ اعلان کیا تھا کہ اضافی قیمت وصول نہیں کی جائے گی اور مالکانہ حقوق دے دیے جائیں گے۔ لیکن آج تک اس پر عمل در آمد نہیں ہوا اور ہاؤسنگ کا محکمہ مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے کہ آپ اضافی قیمت ادا کریں۔

جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب والا! آج ہم سندھ کا رونا رو رہے ہیں کہ وہاں پر حالات بہت خراب ہیں ہمیں ضرور دوسرے صوبوں کے حالات پر نظر رکھنی چاہیے کیوں کہ وہ بھی ہمارے ملک کا حصہ ہیں۔ لیکن ہمیں سب سے پہلے اپنے صوبے پر نظر رکھنی چاہیے جس کی ذمہ داری ' حالات کو سدھارنے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں یہاں پر بھی دیکھنا چاہیے کہ حالات کیا ہیں؟ آج پنجاب میں دن دھاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں' جتنی بد امنی ہے اس سے کوئی آدمی آنکھیں نہیں چرا سکتا۔ سرکاری ملازمین بیورو کریٹس جن کو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور وہ اس حد تک کرپشن میں ملوث ہو گئے ہیں کہ آج پاکستان کا کوئی شہری رشوت دیے بغیر انصاف حاصل نہیں کر سکتا۔

جناب والا! میں ملتان کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر ڈی۔سی اور ایس۔پی اپنے آپ کو سرکاری ملازم نہیں سمجھتے بلکہ ذات کا ملازم سمجھتے ہیں اور انہوں نے اپنے دفتروں میں پیپلز پارٹی کے ایم پی ایز کا داخلہ بند کیا ہوا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے خدانخواستہ ان کو ملاقات کا وقت دے دیا تو کل ہم

ملتان میں نہیں ہوں گے۔ اور وہاں پر ایسا ہوا ہے۔ یہ بات جناب سپیکر! کسی طرح بھی ملک اور قوم کے مفاد میں نہیں جاتی۔ آج اگر ہم سرکاری ملازمین کو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے غلط کاموں کے لیے استعمال کریں گے ' اور اگر ایک غلط کام ہمارے کہنے پر کریں گے تو لازمی بات ہے کہ وہ ایسے دس غلط کام اپنی مرضی سے کریں گے اور ارباب اقتدار کو ان کو روکنے کی جرأت نہیں ہو گی۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب اختر عباس بھروانہ۔

مہر اختر عباس بھروانہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ پنجاب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں کچھ عرض کروں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو بخوبی اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ ہم کتنے سنجیدہ ہیں؟ یہ دیکھ لیں کہ بجٹ اجلاس میں ہماری حاضری کتنی ہے؟ اس سے آپ نے خود اندازہ لگا لیا ہو گا کہ ہم کتنے سنجیدہ ہیں۔ جناب والا! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر بات کروں ' میں عرض کروں گا کہ پاکستان ہم نے بے بہا قربانیوں کے بعد حاصل کیا ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں کہ میں ایک کام کے سلسلہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گیا جو میرے حلقہ نیابت شور کوٹ میں مالکانہ حقوق اور مہاجرین کے متعلق تھا' جو ہندوستان سے پاکستان آئے تھے تو میں نے جناب جب وہ کام کروایا تو میں اس سلسلہ میں سیکرٹری کالونی جناب اختر حسین کے پاس گیا جو اس وقت وفات پا چکے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کام میں نے کروایا ہے تو انہوں نے مجھے شاباش بھی دی اور ساتھ ہی وہ رو بھی پڑے ۔ میں نے کہا کہ جناب یہ تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اتنی مہربانی کی ' کمال مہربانی سے انہوں نے یہ اتنا بڑا کام کیا تو آپ مجھے شاباش بھی دے رہے ہیں' تو ہی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھی ہیں' تو وہ مجھے فرمانے لگے بھائی کام آپ نے بہت اچھا کیا لیکن مجھے اپنا وقت یاد آ گیا کہ میں ہندوستان سے ہجرت کر کے جب پاکستان آیا تو مجھے وہ وقت یاد آ گیا۔ جناب والا! انہوں نے مجھے اپنی کہانی بتائی کہ پہلی رات جب ہم ہجرت کر کے پاکستان آئے' پہلی رات اپنے ہی گاؤں میں' ہندوؤں سے ڈر کے اپنے ہی کھیت میں مجھے رات گزارنی پڑی ۔ میرے ساتھ میری تین بچیاں تھیں میری والدہ تھی' ایک بیٹا تھا' اپنے مکئی کے کھیت میں مجھے وہ رات گزارنی پڑی۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی اور اسی رات میری چھوٹی بچی کا انتقال ہو گیا۔ میرے پاس کفن دفن کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اپنے ہاتھ سے میں نے قبر کا نقشہ بنایا' قبر کھودی اور اس بچی

کو وہاں پر دفن کیا اور صبح اپنی منزل پر پہنچا اور جناب اس وقت جذبہ یہ تھا کہ خون سے لت پت لوگ' بازو کٹے ہوئے ٹانگیں کٹی ہوئی 'لیکن جب پاک سرزمین پر قدم رکھتے تھے تو ان کے منہ سے ایک ہی لفظ نکلتا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ "لا الہ الا اللہ"۔

جناب والا! بے بہا قربانیوں کے بعد ہم نے یہ ملک پاکستان بنایا۔ کیا آج دنیا کے نقشے پر ویسا پاکستان ہے یا نہیں؟ صرف ہمارے دو فقروں نے 'اس پاکستان کو جسے ہم نے اتنی قربانیوں کے ساتھ بنایا توڑ دیا اور وہ فقرے تھے "ادھر ہم اور ادھر تم" ان کی وجہ سے آج پاکستان اپنی اصلی شکل میں نہیں۔ جس شکل میں حضرت قائد اعظم نے ہمیں یہ پاکستان بنا کر دیا۔

جناب والا! آج ہوتے میرے بھائی تو میرا دل تھا کہ میں بھی کچھ عرض کروں۔ میں مختصراً صرف یہ کہوں گا کہ میں پہلے پیپلز پروگرام کی طرف آتا ہوں۔ ہمارے جھنگ میں جناب فیصل صالح حیات مرکزی وزیر کے شاہ جیونہ میں 80 لاکھ روپے کے نذر ہوئے جو شاہ جیونہ کے مزار کے لیے تھے۔ جب کہ حضرت شاہ جیونہ کی یہ وصیت تھی کہ میری قبر کچی ہو اور 80 لاکھ روپے کے یہ نذر اخبارات میں آئے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی آئی کہ جب وہ عمارت مکمل ہو گئی تو ایک تیز ہوا کے جھونکے سے وہ ساری کی ساری عمارت گر گئی ' وہ سارے کا سارا محل گر گیا اور ساتھ یہ بھی خبر آئی کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ جناب والا! یہ ان کا پیپلز پروگرام۔ اور طریقے کار کیا ہے کہ دو دو چار اینٹوں کی ٹرالیاں پھینکیں اور وہ پھر اٹھالیں اور بات یہ کی کہ صوبائی حکومت مداخلت کر رہی ہے اور جتنا پیسہ ہوتا ہے وہ خود ہضم کر جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ ہے ان کا پیپلز پروگرام اور پھر بات کرتے ہیں غریبوں کی' کبھی سوچا ہے کہ ہم غریبوں کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ ہمارا اس اسمبلی میں کیا رویہ ہے؟ ہم نے بجٹ سیشن کے اوائل میں جب وزیر خزانہ تقریر کر رہے تھے تو اس وقت ہم نے کیا رول play کیا؟ ہم نے دیکھ لیا اپنی آنکھوں سے۔۔۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر ویٹس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ بات ختم ہو چکی ہے اس کو دھرانے کی ضرورت کیا ہے؟ وہ ایک اچھی یا بری بات تھی جو کچھ بھی تھا اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اس کی تفصیل میں کیوں جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کی تفصیل میں نہیں جائیں گے۔

مہر اختر عباس بھروانہ: میں تفصیل میں نہیں جا رہا۔ جناب والا! غریبوں کا دم بھرنے والے' غریبوں

کی بات کرنے والے' انہوں نے کیا رول ادا کیا؟ اور شکر ہے کہ اپنی آنکھوں سے غریبوں نے ٹیلی وژن پر دیکھ لیا۔ اور یہ وہ ٹیلی وژن ہے جس پر سلمان تاثیر صاحب کی تو تصویر آ جاتی ہے کہ جناب آج وہ کورٹ میں پیش ہو رہے ہیں۔ آج جناب ان کی ضمانت ہو رہی ہے' آج جناب ان کی ضمانت ہو گئی ہے۔ اور جہاں اتنے اہم کام وزیر اعلیٰ پنجاب کرتے ہیں تو وہ ٹیلی وژن پر نہیں آتے۔ یہ ان کی حالت ہے جناب والا! اور بات غریبوں کی کرتے ہیں۔ میں جناب والا آپ کو بتاؤں آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ فیصل صالح حیات کے اہل خانہ' چودھری اعتزاز کے اہل خانہ سرکاری اخراجات پر ولائت جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ اخبارات کی خبر ہے ۔ اس پر انہوں نے کسی قسم کا کوئی تردیدی بیان نہیں دیا۔ یہ غریبوں کی بات کرنے والے' یہ بیرون ملک بھی سرکاری خرچوں پر جاتے ہیں' یہاں پر میرے غریب کا بچہ میرے مزدور کا بچہ' خدا کی قسم پیناڈول کی ایک گولی بھی حاصل نہیں کر سکتا پیراسٹامول کی ایک گولی نہیں حاصل کر سکتا۔ اس کا بچہ بخار کی حالت میں سسک سسک کر مر جاتا ہے اور یہ لوگ ان کے اگر کان میں درد ہو تو یہ پیرس کا رخ کرتے ہیں' ان کو اگر زکام ہو تو پیرس کا رخ کرتے ہیں اور بات کرتے ہیں غریب کی ------

جناب سپیکر: ظہیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ابھی بھروانہ صاحب نے جوش خطابت میں میری طرف ہاتھ کر کے شاہ جیونہ اور فیصل صالح حیات صاحب کا نام لیا ہے۔ میرا ان سے کیا تعلق ہے۔ میں اس ایوان کا ممبر ہوں۔ اس ضلع کے ان کے ذاتی جھگڑے ہیں۔ اب ان جھگڑوں کو ایوان میں کیوں لے کر آ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سید ذا کر حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذا کر حسین شاہ: میرے معزز دوستوں نے ٹی وی پروگراموں پر تنقید کی ہے ۔ آپ سے زیادہ کون اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ اس وقت حکومت پنجاب کی درخواست پنجاب ٹی وی کے قیام کے سلسلہ میں زیر سماعت ہے اور سپریم کورٹ کی یہ ابزرویشن ہے کہ ٹی وی پروگراموں کا جائزہ لیا جائے۔ ایسا معاملہ جو پاکستان کی سب سے بڑی عدالت میں زیر سماعت ہے اس کے بارے میں میرے خیال میں معزز رکن کو اپنے جذبات یا احساسات کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، مہر صاحب' آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

مہر اختر عباس بھروانہ: جناب والا! جائز مخالفت ضرور ہونی چاہیے لیکن مخالفت برائے مخالفت نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں پر پلاٹوں کی بات ہوئی۔ میں پوچھتا ہوں کیا اس کا جواب دیں گے کہ شادمان کالونی میں ملک حاکمین کا پلاٹ نہیں' کیا اس کے ساتھ خالد کھرل صاحب کا پلاٹ نہیں اور اس کے ساتھ 4 کنال کا صادق قریشی صاحب کا پلاٹ نہیں۔ تو جناب والا' میرا مطلب یہ ہے کہ تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ سوچنا چاہیے کہ ہم جو بات کر رہے ہیں کیا ہم میں کمی ہے یا نہیں۔ پھر یہ ہمارے وزیر قانون پر تنقید کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایک گھنٹے کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

مہر اختر عباس بھروانہ: ہم یہ سنتے رہتے ہیں کہ یہ ہمارے وزیر قانون پر ناجائز تنقید کرتے رہتے ہیں۔ کیا ان کے بیچ میں کیا وہ سابقہ وزراء نہیں ہیں' میں نے ان کے آرڈرز اپنی آنکھوں سے پڑھے ہیں۔ یہاں ان کے معزز رکن ہیں جو سابقہ وزیر تھے I have seen this applicatuon. اور seen کو لکھا " سین" اور ان کا نام بھی "نون" پہ ختم ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ وہ کون سے وزیر تھے۔ جناب والا' یہ تنقید برائے تنقید کس بات کی' یہ باتیں کڑوی لگتی ہیں۔

جناب سپیکر، مہر صاحب' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو چکا۔ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

مہر اختر عباس بھروانہ: جناب والا! میں مغل شہزادے کی بات کروں تو ان کو تکلیف ہو گی۔ میاں نواز شریف کو کہتے ہیں کہ یہ مغل شہزادہ ہے۔ تو جناب' وزیر اعظم صاحبہ اپنی سالگرہ منانے کے لیے مری میں گئیں۔ وہ جگہ دیکھنے کے لیے گئیں۔ وہ واپس آ گئیں۔ پھر ان کی سہیلیاں گئیں۔ انہوں نے وہ جگہ دیکھی ان کو پسند نہ آئی۔ وہ واپس آئیں۔ پھر وزیر اعظم صاحبہ اور سہیلیاں اکٹھی گئیں' پھر جا کے ان کو وہ جگہ پسند آئی۔ تو کیا یہ پنڈی میں سادگی سے سالگرہ نہیں منائی جا سکتی تھی۔ یہ جو خرچہ ہوا۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ خدا کی قسم وہ غریب لڑکیاں' ساری زندگی ان کے بال سفید ہو جاتے ہیں لیکن پیسے نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پیلے نہیں ہوتے۔ اور یہاں پر ایک سالگرہ کے لیے اتنا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جناب والا! جب یہ چیزیں ہیں اور آپ بات مغل شہزادے کی کرتے ہیں تو ہم مغل شہزادی کی بھی بات کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ مہر صاحب۔ نائم ختم ہو گیا۔ سید علی ہارون شاہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! فیصل صالح حیات کے مقابلے میں انہیں کم از کم یہاں وزیر ضرور بنا دیں۔ ان کی تسلی ہو جائے گی۔ بعد میں اگلے بجٹ تک ایک لفظ بھی نہیں بولیں گے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں۔ یہ صرف اپنی وزارت کی خاطر اتنی خوشامد کر رہے ہیں اور اتنی تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔

مہر اختر عباس بھروانہ: میں نہ وزارت کا خواہش مند ہوں۔

جناب سپیکر: مہر صاحب کیا یہ بری خواہش ہے۔

مہر اختر عباس بھروانہ: ان کی اطلاع کے لیے' یہ لوگ تو حادثے کی پیداوار ہیں۔ میں 1970ء میں پیپلز پارٹی کی ضمانت ضبط کرا کے اس ہاؤس میں آیا تھا۔ ایک مفتی محمود صاحب نے کرائی اور ایک ضمانت میں نے ضبط کرائی تھی۔ ہم کوئی حادثے کی پیداوار نہیں۔ یہ وزارتیں کچھ نہیں۔ میں تو تیسری بار اس ہاؤس میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میرے باپ بھی ایم این اے تھے۔ وہ بھی ایم پی اے تھے۔ یہ تو حادثے کی پیداوار ہیں۔ یہ وزارت کی باتیں کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ ضمانت ضبط کرانے کے بعد گئے کہاں تھے؟ اور پھر 1977ء میں کہاں سے الیکشن لڑا تھا۔ یہ بھی وضاحت فرما دیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! بھروانہ صاحب نے بڑے فخر سے ایک بات کہی ہے کہ ان کے والد محترم بھی ممبر تھے۔ یہ اکیلے نہیں ہیں۔ یہاں اس ایوان میں اور بھی بہت سے معزز ممبر بیٹھے ہیں جو تیسری نسل سے منتخب ہو کے ایوان میں آ رہے ہیں۔ لیکن یہ بات کرنا نہیں چاہتے۔

رانا آفتاب احمد خان: ہمارے بزرگ بھی اس ایوان کے ممبر رہے ہیں لیکن انہوں نے ہمیں اخلاق سکھایا تھا' تمیز سکھائی تھی' حوصلہ سکھایا تھا برداشت سکھائی تھی لیکن یہ جس چیز کے لیے لڑ رہے ہیں وہ میں نے بالکل صحیح بات کہی ہے۔ اور میں نے آپ کی مسکراہٹ سے اس کا اندازہ لگا لیا ہے۔ آپ اس سے اتفاق کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب بابو محمد منیر صاحب۔

جناب بابو محمد منیر: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں شیخ اقبال صاحب کا یہ چیلنج قبول کرتا ہوں کہ جو

انہوں نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ نواز شریف کے فنڈ سے کبھی کوئی رقم خوردبرد نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ایک پینل بنائیں ۔ اس میں اسے بھی شامل کریں اور مجھے بھی بلائیں۔ اگر میں یہ ثابت نہ کر سکا کہ صرف گوجرانوالہ میں لاکھوں روپیہ کا غبن ہوا ہے تو میں اس ہاؤس سے صرف استعفیٰ نہیں دوں گا بلکہ دونوں ہاتھ کٹوا دوں گا۔ جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں۔ جو قبول کرتا ہے وہ سامنے آئے۔ (شور)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب بابو محمد منیر، جناب سپیکر! بجٹ تقریر سے پہلے میں اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ شاید اس دفعہ بجٹ غریب عوام کی امنگوں کا ترجمان ہو گا۔ لیکن پچھلے سال کی طرح وہی چال بے ڈھنگی' جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔ اس بجٹ کو محترم سردار صاحب نے پڑھا۔ سردار صاحب نے خوب کمال کیا کہ ایک وقت میں دو بجٹ پڑھ گئے۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے جو بجٹ کی دستاویز پڑھی وہ بجٹ تقریر کم اور وفاق کی حکومت کے خلاف محاذ آرائی کا پلندہ زیادہ تھا۔ جناب والا' جونیجو حکومت میں بھی 88-1987ء میں پنجاب حکومت کے فنڈز منجمد کر دیے گئے تھے۔ اگر اب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان کے فنڈز منجمد کیے ہیں اور کہہ دیا ہے کہ میاں صاحب قرض کی مے نہ پیئیں' آپ کی فاقہ مستی رنگ نہیں لائے گی۔ تو کون سا جرم ہو گیا۔ ان کے خلاف انہوں نے بینر آویزاں کروانے ۔ اشتہارات لگوائے۔ جناب سپیکر! بلدیات کو انہوں نے کھوکھلا کر دیا ہے۔ میں گوجرانوالہ کی مثال دیتا ہوں۔ جب وفاقی حکومت کے خلاف ہڑتال کرائی گئی تو اس میں میونسپل کارپوریشن سے گوجرانوالہ کلب کے نام پچاس ہزار کا چیک وصول کیا گیا اور وہی رقم اس شخص کو دی گئی جو بسوں کا قافلہ لے کر یہاں نعرے لگوانے کے لیے آیا۔ مجھے حیرت ہے کہ اس سے غریبوں کی کیا مدد ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! امراء پر ٹیکس نہ لگا کر غریبوں کی مدد کی جاتی ہے۔ غریبوں کو ان کا حق نہ دے کر ان کی مدد کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! غریبوں اور بے نواؤں کے جھونپڑے مسمار کر کے تفریح گاہیں بنا رہے ہیں کیا یہ غریبوں کی خدمت ہے۔ جناب سپیکر ہم اس معزز ایوان میں غریب عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جمہوریت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

رب کعبہ کی قسم ہم جمہوریت کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے' ہم جمہوریت کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ جمہوریت کو نقصان وہ پہنچانا چاہتے ہیں جب وہ ملک میں مارشل لاء لگوانا چاہتے ہیں تو

ان کے آنگن میں دولت کی بارش ہوتی ہے اور جناب وہ ریوڑوں کی تھیلیاں لے کر اپنی زندگی کی دعائیں دیتے ہیں۔ مارشل لاء وہ لگوانا چاہتے ہیں مارشل لاء ہم نہیں لگوانا چاہتے۔ اس کے بعد جناب والا! ہماری پہچان پاکستانی ہے ہم پاکستان کے باسی ہیں۔ وابستگان حکومت بھی پاکستان کے باسی ہیں اراکین اپوزیشن بھی پاکستان کے باسی ہیں تو پھر پورے وجود کی طاقت کے ساتھ یہ نعرہ کیوں لگایا جاتا ہے کہ "جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ"۔

جناب والا! اگر تعمیر وطن کرنا ہے تو ایسے نعروں کو بند کرو' ایسے نعرے مت لگاؤ۔ بھائی کا بھائی سے گلا مت کٹواؤ۔ لسانی جھگڑے بند کرو۔ اور آؤ مل کر وفاق کی رسی کو تھامیں۔

رشتہ درودیوار تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
نہ جلا اس گھر کو یہ گھر تیرا بھی میرا بھی ہے

جناب والا! اس بجٹ میں ایڈمنسٹریشن کے لیے بھاری رقومات رکھی گئی ہیں' پچھلی دفعہ بھی ایسا ہوا تھا' آپ گوجرانوالہ شہر کی بات کر لیں' میرے علاقے کی بات کر لیں' اس میں دیکھیں کہ سو سالہ پرانی عمارت ہے' سیشن کورٹس اور سول کورٹس چار سیشن جج ہیں اور 14 سول جج ہیں ان کے لیے پچھلی دفعہ بھی 5 لاکھ روپیہ رکھا تھا جو اس پر صرف نہیں کیا گیا' اس دفعہ بھی 5 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جو آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اور وہاں اس چھت کے نیچے جس کا ہر وقت خطرہ ہو کہ کہیں یہ نیچے نہ گر جائے انصاف کیا ہو سکتا ہے؟ جناب والا! میرا مطالبہ ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے اور جو دو ڈگری کالج تھے' وہ آج بھی وہی ہیں جو آج سے 20 سال پہلے تھے' گوجرانوالہ شہر میں 2 ڈگری کالج اور بنائے جائیں' اور خواتین کے لیے بھی 2 کالج بنائے جائیں' ایک ٹیکنیکل کالج بنایا جائے تاکہ وہاں کے لوگ' اور وہاں کے بچے ہنر مند ہوں۔ جناب والا! میں آخر میں پھر یہ استدعا کروں گا کہ وزیر خزانہ جنہوں نے بجٹ میں بہت سی تدابیر دی ہیں' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تدابیر تو ان کے پاس نہیں وہ وزیر بے تدبیر ہیں ان سے کہیں کہ وہ گوجرانوالہ شہر کے لیے بھی خصوصی فنڈ رکھیں کیونکہ گوجرانوالہ شہر کو ایشیاء کا غلیظ ترین شہر قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔۔۔(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، جناب ملک احمد علی اولکھ صاحب۔

ملک احمد علی اولکھ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے

مجھے بجٹ پہ تقریر کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ تخمینہ آمدنی 25 ارب 66 کروڑ روپے لگایا گیا' اس میں اخراجات کی مدمیں 30 ارب 92 کروڑ روپے رکھے گئے' محکمہ جات بچت 42 کروڑ روپے اور ٹیکسز سے آمدنی 70 کروڑ روپے ہے نہایت خوش کن بات ہے کہ دیہات کے لیے 80 فی صد رقم مختص کی گئی۔ اس طرح تعلیمی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے 20 کروڑ روپے تعلیمی فاؤنڈیشن کے لیے رکھے گئے' اس طرح صحت کی مدمیں صحت فاؤنڈیشن کے لیے 15 کروڑ روپے رکھے گئے اور شہروں کے لیے فیوچر کلینک (future clinic) کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ جہاں پر سپیشلسٹ ڈاکٹر غریبوں کا علاج معالجہ کریں گے۔ اس طرح گذشتہ سال میں 95 کروڑ روپے سے 24 سو کلو میٹر کی پختہ سڑکیں فارم تا مارکیٹ تک بنائی گئیں۔ اور اس سال بلدیاتی اداروں کے لیے 41 کروڑ 26 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی اور نلاحی پروگرام کے لیے بیت المال بنایا گیا اور اس کے قیام کے لیے 10 کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی جس سے غریب لوگوں کی مالی معاونت ہو گی۔ اس طرح گذشتہ سال جہیز فنڈ کے لیے 10 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی اور جس سے بے شمار غریب بچیوں کی شادی کے لیے پیسے فراہم کیے گئے اور اس سال یہ رقم بڑھا کر 15 کروڑ روپے کر دی گئی' اور معذور افراد کی بحالی کے لیے حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں 10 کروڑ روپے سے ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے جس سے معذور افراد کی امداد کی جائے گی۔ اور بے گھر لوگوں کو 7/7 مرلہ کے ایک لاکھ پلاٹ تقسیم کیے جائیں گے اور تین تین مرلہ کے 10 ہزار پلاٹ تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اور 668 کچی آبادیوں کے لیے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی۔ اور اس طرح سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فی صد اضافہ کیا گیا ہے اور پنشن کی مدمیں بھی دس فی صد رقم رکھی گئی ہے اور غریب اور نادار لوگوں کو انصاف دلانے کے لیے 50 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جو غریب افراد ہیں عدالتوں میں وکلاء کو فیس دینے کے لیے ان پاس رقم نہیں ہوتی ان کے لیے یہ فنڈ قائم کیا گیا ہے تاکہ غریب آدمی آسانی سے انصاف حاصل کرنے کے لیے عدالتوں کا رخ کر سکتا ہے۔ جناب والا! یہ بجٹ کے چھ نکات میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں یہ تمام مدیں جو قائم کی گئی ہیں اس سے غریب طبقے کو فائدہ ہو گا۔ اور اس سے محروم قسم کے لوگ استفادہ کر سکیں گے۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت ملک کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ بیماری اور ناخواندگی بھی بڑے مسائل میں شمار ہوتے ہیں۔ جناب والا! پرائمری تعلیم کے لیے 4 ارب 76 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں لیکن میں یہاں پر عرض کروں گا کہ

پاکستان میں یہاں پر تعلیم کی شرح 26 فی صد ہے جس میں سے 10 فی صد میٹرک تک کی تعلیم ہوتی ہے اور میٹرک کے بعد جو لوگ کالجوں کا رخ اختیار کرتے ہیں ان کی شرح 5 فی صد بنتی ہے تو یہ نہایت مایوس کن شرح ہے۔ کوئی ملک بھی تعلیم حاصل کیے بغیر ترقی نہیں کر سکتا اور اس ملک کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ناخواندگی ہے۔ اس طرح بیماری اس غریب معاشرے میں اس طرح پھیل رہی ہے کہ بڑے بڑے ہسپتالوں میں مریضوں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے لیکن وہاں پر سارے لوگوں کو طبی سہولتیں میسر نہیں آ سکتیں اس کے لیے میں عرض کروں گا کہ ان کو ڈی سنٹر لائز کیا جائے اور جو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں وہاں پر علاج معالجے کی سہولتوں کے لیے اگر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کا تعین کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ بڑے ہسپتالوں میں جو مریضوں کا رش ہو رہا ہے کم ہو جائے گا۔ اور بہت سارے غریب لوگ اس صوبہ پنجاب کے ایسی طبعی سہولتوں سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ آبادی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے اور اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے روزگار فراہم کرنا کس فلاحی معاشرے کی انتہائی اہم ذمہ داری ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس ملک میں آج تک کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی جس سے اس بے روزگاری کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ ہمارے محدود وسائل ضائع ہو رہے ہیں علاوہ ازیں ہمارے ملک میں نئے اور تازہ وسائل تلاش کرنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی' اس کی مثال میں ایسے پیش کروں گا کہ ہمارے علاقے میں تھل کینال جو 1942 میں علاقہ تھل کی سیرابی کے لیے تعمیر کی گئی تھی اور اس میں زیر آب علاقہ 116 ایکڑ مقرر کیا گیا تھا اور اس کے لیے پانی کا 78 ہزار کیوسک ڈسچارج مقرر ہوا تھا لیکن بعد میں بدقسمتی سے 5 لاکھ ایکڑ زمین تھل کینال میں شامل کر دی گئی اور اس سے نہر میں طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے تھا کینال شکست و ریخت کا شکار ہو گئی اور اس پانی کا ڈسچارج کم کر کے 5 ہزار کیوسک کر دیا گیا۔ تھل کا علاقہ ریتلا ہے۔ وہاں پر دن کے وقت شدید گرمی ہوتی ہے۔ ایپریشن میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ تھل میں پانی کی کمی کی وجہ سے فصلیں برباد ہو رہی ہیں۔ وہاں پر لوگ غربت کا شکار ہو گئے ہیں۔ لیکن آج تک کسی حکومت نے توجہ نہیں دی۔ ایک تو وہاں پر زرعی پیداوار متاثر ہو رہی ہے اور دوسرے وہاں پر لوگ غربت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس سے دیہی آبادی بے روزگاری کی طرف جا رہی ہے۔ یہ کہا گیا کہ یہ apportionment کا مسئلہ ہے۔ حالانکہ یہ apportionment کا مسئلہ نہیں۔ اگر پانچ ہزار کیوسک پانی اور بڑھا دیا جاتا تو دس ہزار کیوسک پانی تھل

کینال کو جاری کر دیا جائے تو وہاں غریب کسانوں کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور زرعی پیداوار میں بھی خاصا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ ایک مثال تھی۔ ہمارے ملک میں بد قسمتی سے ایک رویہ چل رہا ہے کہ ہم اپنا رویہ پیپلز ورکس جیسے پروگراموں پر ضائع کر رہے ہیں اور لوگوں میں سائیکل اور کھاد کے تھیلے تقسیم کرتے ہیں۔

جناب والا! گریٹر تھل کینال کے مسئلے کو اٹھارہ سال سے التواء میں ڈالا گیا ہے۔ اگر گریٹر تھل کینال قائم ہو جائے تو اس سے ایک لاکھ خاندان کو فائدہ ہو گا۔ پانچ لاکھ لوگوں کو روزگار فراہم ہو گا۔ گریٹر تھل کینال سے تقریباً سولہ ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو گی۔ اس کے لیے حکومت پاکستان کو کوئی فالتو فنڈ فراہم نہیں کرنے پڑیں گے بلکہ وہ فالتو پانی جو 35 ملین ایکڑ فٹ ہے اور سمندر میں گر رہا ہے۔ اس میں سے صرف دو ملین ایکڑ فٹ پانی درکار ہو گا۔ بد قسمتی سے قومی اقتصادی کونسل نے آج تک apportionment کا مسئلہ حل نہیں کیا ہے۔ اس وجہ سے ہمارا خاصا نقصان ہو رہا ہے۔ وہاں پر سولہ ہزار ایکڑ زمین اگر آباد کر دی جائے تو اس سے ہماری قومی آمدنی میں پانچ سو کروڑ کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے مسلسل اجلاس کیے گئے لیکن قومی اقتصادی کونسل نے یہ مسئلہ حل نہ کیا۔ غریبوں کا خیال تھا کہ یہاں تھل کینال میں پانی ہو گا اور ہماری آنے والی نسل اس سے استفادہ کر سکے گی۔ لیکن وہ آج تک ریت کے ٹیلوں میں بھیڑ بکریاں چرا کر پیٹ پال رہے ہیں اور پانی کی سہولت سے محروم ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وفاقی حکومت چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر پیسے ضائع کرنے کی بجائے چھوٹے چھوٹے صوبائی مسئلے طے کرنے کے لیے پیسے خرچ کرے۔ جو نہری نظام انگریزوں نے بنایا تھا' اس کے بعد نہ کوئی نہری نظام بنایا گیا۔ اس وقت پنجاب میں 65 لاکھ ایکڑ زمین ویران پڑی ہے۔ اس کی آبادی کے لیے بھی کوئی تجویز ہونی چاہیے۔ اس طرح پاکستان اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں چھوٹی چھوٹی انڈسٹری لگانے کے لیے بھی کوئی کام نہیں کیا گیا۔ اس طرح ہمارا صوبہ بے روزگاری کی شدید لپیٹ میں ہے۔ جس طرح تعلیمی فاؤنڈیشن اور ہیلتھ فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہے' اسی طرح اگر بے روزگاری کے مسئلے کے حل کے لیے ماہرین پر مشتمل ایک امپلائمنٹ فاؤنڈیشن قائم کر دی جائے جو غور کریں کہ ہمارے ملک میں بے روزگاری کا مسئلہ کس طرح حل ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تجاویز سے ملک سے بے روزگاری ختم کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، جناب مظہر علی گل صاحب۔

جناب مظہر علی گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کی اجازت فرمائی۔ یہاں کافی دن سے اسمبلی میں بجٹ کے متعلق بحث ہو رہی ہے۔ حزب اختلاف کی طرف سے جو بھی ممبر اٹھتا ہے' سب کو پولیس پر خرچ کی جانے والی رقم پر اعتراض ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پولیس پر اتنی رقم کیوں خرچ کی جا رہی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے ان بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پنجاب میں سندھ جیسے حالات پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ سندھ میں ان کی اپنی حکومت ہے اور مرکز میں بھی ان کی اپنی حکومت ہے۔ دونوں حکومتیں ان کی اپنی ہونے کے باوجود وہاں حالات اس قدر کشیدہ ہیں کہ لوگوں کا امن و سکون تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ پولیس کو گاڑیاں اور اچھے سے اچھا ہتھیار فراہم نہ کریں۔ ایسا کرنے سے ہم پنجاب میں امن و امان کی صورت حال بہتر کر سکیں گے۔ اسی طرح یہاں بات ہوتی ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال خراب ہے۔ لیکن میں ان لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب میں امن و امان کو ٹھیک کرنا جانتے ہیں۔ ان شاء اللہ' جب تک ہماری حکومت ہے' پنجاب میں امن و امان درست رہے گا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ کس طرح سے امن عامہ کو خراب کرتے ہیں۔ حال ہی میں گوجرہ میں ایک واقعہ ہوا۔ اس میں ہوا یہ کہ ان لوگوں نے آٹھ بجے وہاں جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا۔ ساڑھے سات بجے وہاں ٹی وی موجود تھا۔ اگر ان کی پلاننگ نہ تھی تو ٹی وی لاہور سے آٹھ بجے کی بجائے ساڑھے سات بجے گوجرہ میں کیسے پہنچ گیا؟ وہ تو وہاں ایک دن پہلے سے موجود تھا۔ ان لوگوں نے پلاننگ سے گوجرہ میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا شہر تھا۔ وہاں بھی پیپلز پارٹی کے ایک جیالے نے رات دو بجے ایس پی صاحب کو فون کیا کہ ہمارے گھر پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا ہے۔ آپ فوری طور پر وہاں پہنچیں۔ پولیس کو خبر ہوئی تو وہ فوری طور پر وہاں پہنچی۔ وہاں انھوں نے دیکھا کہ ایک پنکھا بازار میں پڑا ہوا تھا' مالک مکان اپنے مکان کے اوپر کھڑا ہوائی فائرنگ کر رہا تھا اور اس کی بیوی افسران بالا کو فون کر رہی تھی کہ آپ فوری طور پر یہاں پہنچیں' ڈاکوؤں نے ہمارے گھر پر حملہ کر دیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہ تھی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ شہر بھی گوجرہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔ یہاں بھی اس قسم کے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ یہاں بھی امن عامہ کا مسئلہ کھڑا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر' جب بھی ایوان میں بات ہوتی ہے تو پلانوں کی بات ہوتی ہے۔ وہ ادھر ہاتھ کر

کر کے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے فلاں جگہ پلاٹ حاصل کیے' فلاں پلاٹ حاصل کیے۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انھوں نے اسلام آباد کی ایک انچ زمین بھی چھوڑی ہے کہ جو دوسرے لوگوں کے لیے باقی رہ گئی ہو۔

ان لوگوں نے اسلام آباد کی ساری زمین پر اپنا قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہاں بے روزگاری کی بات کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو یہاں ملازمتیں دلوا دی ہیں۔ دوسرے لوگوں کو ملازمتیں نہیں ملیں۔ یا سفارشی ملازمتیں دی گئی ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں مگر کیا مرکز کے محکمے پنجاب کے اندر موجود نہیں۔ پنجاب کے اندر بے شمار مرکز کے محکمے ہیں۔ یہ مجھے بتائیں کہ ان لوگوں نے وہاں کس آدمی کو ملازمت دلوائی' ساری کی ساری آپ لوگوں نے اپنے عزیزوں کو' بیٹوں کو اور رشتہ داروں کو دلوائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر' یہاں بجٹ کو دریائے راوی میں ڈبونے کی بات ہوئی ہے۔ ہمارے ایک فاضل ممبر نے کہاں تک کہا کہ اس کو' خدانخواستہ' گندے نالے میں پھینکنا چاہیے۔ یہ بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ایک اپوزیشن کے لیڈر اور اپوزیشن کے ہمارے بھائی کی زبان سے ایسا جملہ نکلا ہے کہ اس بجٹ کو دریائے راوی میں ڈالنا چاہیے۔ اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ سنٹر میں جو ان کے ارباب اقتدار ہیں' ان کے بجٹ کو دریائے راوی میں ڈالنے کی ضرورت ہے تو ہم ان شاء اللہ ان کے ساتھ ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ اس بجٹ کو دریائے راوی میں ڈال دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس بجٹ کو یہ راوی میں ڈالنے کی بات کر رہے ہیں اس بجٹ سے دس کروڑ روپے سے ہم نے بیواؤں اور نادار لوگوں کے لیے بیت المال قائم کیا ہے اور اس بجٹ سے ہم نے 15 کروڑ روپے رکھے ہیں جس سے یتیم بچیوں کی شادی کے لیے جہیز فنڈ دیا جائے گا۔ اس بجٹ کو یہ راوی میں پھینکنے کی بات کر رہے ہیں۔ جس بجٹ سے ہم نے معذوروں کی بحالی کے لیے دس کروڑ روپے کا بجٹ رکھا اور یہ اس بجٹ کو راوی میں پھینکنے کی بات کر رہے ہیں جس بجٹ سے ہم نے دس لاکھ پلاٹ لوگوں کو دینے کے لیے رکھے ہیں اور شہروں میں ہم نے تین مرلے کے پلاٹ دینے ہیں۔ اس بجٹ کو راوی میں پھینکنے کی بات یہ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ غریبوں کے حامی کی آواز ہے۔ سابقہ حکومت جو غریبوں کے حامی تھی یہ ان کی آواز ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے دور میں جونیجو حکومت نے دیہات کے لوگوں کے لیے شہر کے لوگوں

کے لیے تین مرلہ پلاٹ اور دیہات کے لیے 7 مرلہ پلاٹ بنانے کا پروگرام شروع کیا تھا۔ یہ ان کی ستم ظریفی ان لوگوں پر دیکھئے اس حکومت نے لاکھوں کروڑوں روپیہ ان مکانوں کو بنانے پر خرچ کیا اور وہ مکان کچھ تعمیر کے لیے فنڈز دینا بند کر دیا اور وہ غریب انہی مکانوں کے لیے ترس رہے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ کتنی زیادتی ہے اور یہ اس ایوان میں کسانوں کی بات کرتے ہیں کہ ہم کسانوں کے دعوے دار ہیں۔ ہم کسانوں کے نمائندے ہیں اور ان کی حکومت میں ڈیزل کھاد کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ یہ ان کے دور میں ہوا ہے۔ اور یہ کسانوں کی بات کرتے ہیں کہ ہم کسانوں کے حامی ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں صرف اس لیے خاموش نہیں رہ سکتا کہ مظہر گل میرے جٹ بھائی ہیں۔ بے شک میرا وہ جٹ بھائی ہے۔ لیکن میں زیادہ جھوٹ نہیں سن سکتا۔ اس لیے میں موقع پر یہ بتا رہا ہوں کہ میرا بھائی بے شک جٹ ہے۔ جٹ کو میں جھوٹ بولتے نہیں سن سکتا۔ یہ بڑی ناانصافی ہو گی اپنے بھائی علی احمد اولکھ صاحب کی تقریر میں ان کو خراج تحسین پیش نہ کروں انہوں نے بہت اچھی تقریر کی ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! آج وزیر خزانہ اختتامی تقریر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے محمود الحسن ڈار صاحب کو لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو ہاؤس کا اعتماد حاصل ہے اس لیے آج جو اختتامی تقریر محمود الحسن ڈار صاحب کریں گے۔

جناب مظہر علی گل، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا۔ ہماری پنجاب حکومت نے تعلیم کے لیے جو رقم رکھی ہے۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب ہمیشہ بڑی خوب صورت بات کرتے ہیں۔

جناب مظہر علی گل، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہماری پنجاب حکومت نے بڑے مشکل حالات میں جس قدر وزیر خزانہ نے دن رات محنت کر کے پنجاب حکومت کا بجٹ تیار کیا میں اس پر ان کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جناب میاں نواز شریف صاحب کو وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے پنجاب کے لیے مدد فرمائی۔ شکریہ

جناب سپیکر، گل صاحب کی تقریر کے دوران آپ نے ان کو بلاوجہ disturb کیا ہے۔ سردار شوکت

حسین مزاری صاحب۔

سردار شوکت حسین مزاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! معزز اراکین میں تقریر شروع کرنے سے پہلے آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے کافی دیر کے بعد مجھے موقع بخشا کہ میں کچھ عرض کر سکوں۔ عرض یہ ہے کہ پنجاب کے بجٹ کو پیش کرتے ہوئے بجٹ کی جو تقریر ہوتی ہے اور اس کے بعد جو تقاریر ہوتی ہیں میں اکثر.....

جناب سپیکر: مزاری صاحب! آپ کو interrupt کرتا ہوں بڑے لیڈروں کو بعد میں موقع ملتا ہے۔

سردار شوکت حسین مزاری: یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے اکثر یہ بات دہرائی گئی ہے کہ پنجاب کے مشکل حالات میں میری سمجھ میں نہیں آتی کہ پنجاب کے بارے میں ایک طرف یہ فرمایا جاتا ہے کہ پنجاب کا بہت اچھا بجٹ ہے۔ پنجاب حکومت بہت اچھی چل رہی ہے۔ پنجاب حکومت نے بڑا اچھا کارنامہ کیا ہوا ہے۔ لیکن پھر ان حالات کے باوجود یہ کہنا کہ بڑے مشکل حالات میں بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس چیز کے مشکل حالات ہیں۔ پیسوں کی کمی اگر ہوتی تو مشکل حالات ہوتے لیکن آپ کے پاس پیسے تو بہت ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے پیسوں کے سلسلے میں کافی زیادہ فیاضیاں کیں ویسے تو بجٹ تقریر کو میں ایک رسمی تقریر سمجھتا ہوں بجٹ پیش کرنا اور بجٹ پر تقاریر کرنا ایک رسم سی بن گئی ہے۔ کیونکہ یہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ ہم سب یہاں اپنے اپنے حلقہ نیابت سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ ہم سے تو کوئی مشورہ کیا ہی نہیں جاتا۔ شاید آپ آپس میں مشورہ کر لیا کریں۔ لیکن ہمارے بچوں کے ساتھ کوئی مشورہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی یہ پوچھا جاتا ہے۔ آپ کے علاقہ میں کیا کیا مشکلات ہیں؟ کیا کیا پریشانیاں ہیں؟ کیا کیا ترقیاتی سکیمیں آپ نے دینی ہیں۔ بے شک آپ اس پر عمل نہ کریں لیکن یہ تو ایک منتخب نمائندہ کا حق ہے۔ ایک علاقے کے ممبر کا کہ اس سے تجویز پوچھی تو جائے۔ یہ سیاست کا ایک طریقہ کار ہونا چاہیے۔ یہ سیاست میں ایک رواداری ہونی چاہیے کہ کم از کم اپنے حزب اختلاف سے یہ پوچھا جائے کہ بھائی آپ کی کیا تکالیف ہیں اور اس آبادی کے کیا مسائل ہیں؟ لیکن آج تک نہ پوچھا گیا ہے اور نہ پوچھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سیاست دان جو سیاست کرتے ہیں وہ سوائے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے اور کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ اس 18 مہینے میں جو کچھ ہم نے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے آج بحیثیت ایک ایم پی اے کے ایک سیاست دان ہمارے سر شرم سے جھکے ہوئے ہیں۔ باہر جا کر دیکھئے

لوگ آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؛ لوگ کیا کہتے ہیں کہ یہی وہ سیاست دان ہیں یہی وہ ممبران اسمبلی ہیں جن کے لیے ہم نے دن رات ایک کر کے دورے کیے ہیں کہ جمہوریت بحال ہو۔ اور یہ لوگ جمہوریت میں جا کر خدمت کریں گے۔ بجائے اس کے وہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری سیاست اتنی گندی ہو چکی ہے کہ اب سیاست کا نام لینا ایک جرم ہے اور یہ آپ کا وائٹ پیپر تیار ہو رہا ہے۔ بہت جلد مجھے وہ دن نظر آ رہے ہیں۔ جب وہ وائٹ پیپر جیسے سیاست دانوں کے خلاف پیش ہو گا اور اخبارات میں' ٹی وی پر چند وہ لوگ آئیں گے جو یہ بیان کریں گے کہ یہ اس قابل نہیں تھے یہ اس اہل نہیں تھے۔ جیسا کہ میاں صاحب کے یا حزب اقتدار کے اس مہربان نے کی تھی جونیجو حکومت کو ڈسمس کر دیا تھا۔ جس وقت وہ بیرون ملک دورے پر تھے۔ جب وہ واپس آئے اس دن اس نے تقریر کی اور یہی حوالے دیے انہوں نے گھپلے کیے کروڑوں کا غبن کیا فقصان کیا اور یہی کچھ اب ہونے والا ہے۔ ہوش کریں میری یہی آپ سے اپیل ہے میری آپ سے استدعا ہے کہ خدارا! ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں بیٹھ کر اس کھیل کو ختم کریں اور اب تعمیر وطن جس کے بارے میں آپ کہتے ہیں تو واقعی تعمیر وطن کریں' نہ کہ تخریب وطن کریں۔ اس وقت ملک میں تخریب وطن زیادہ ہو گئی ہے بجائے تعمیر وطن کے' ہر شخص اٹھتا ہے یا وہ مرکز پر کیچڑ اچھالتا ہے یا ایم کیو ایم کی بات کرتا ہے۔ یا سندھ میں ظلم کی بات ہو رہی ہے۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کس کی باقیات ہیں۔ وہ کس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ سندھ میں جو کچھ حالات پیدا ہیں۔ کیا اس وقت جی ایم سید کو گھستے کس نے پیش کیے یا اجرکیں جی ایم سید نے کن کو دیں تھیں۔ ایم کیو ایم کس نے پیدا کی اور جماعت اسلامی منیر کو کس نے ڈسمس کیا گیا پیپلز پارٹی نے یا اس وقت کی حکومت نے کی۔ اگر وہ حالات آپ کے سامنے ہیں اور آج کل جو کچھ ہو رہا ہے اس کی بجائے ہم سب مل کر کہ اس چیز کی کوشش کریں کہ یہ معاملہ پاکستان میں سلجھ جائے۔ ہم اس کو اچھال رہے ہیں۔ ہماری اپنی پارٹی میں یہ دعوت دی گئی میں آپ کو اس فلور سے دعوت دینا چاہتا ہوں آپ اور ہم سب مل کر سندھ کا دورہ کریں۔ اور جا کر دیکھیں کہ زیادتی کون کر رہا ہے۔ آیا پیپلز پارٹی کر رہی ہے یا کوئی اور تخریب کار اجنبی کر رہی ہے۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ ایک وفد بنے۔ آپ اور ہم جا کر دیکھیں کراچی میں کیا ہوا ہے۔ حیدر آباد میں کیا ہوا ہے۔ اندرون سندھ کیا ہوا اور اس کے بعد ایک فیصلہ کریں کہ یہ کون سی حکومت کر رہی ہے یا کس کے اشاروں پر ہو رہی

ہے۔ افسوس ہے کہ اخبارات جو ایک تعمیری کام کر سکتے ہیں لیکن اخبارات نے اس پر توجہ گھٹ دی ہے۔ یہ وہی دہرایا جا رہا ہے جو بنگال سے ہو رہا تھا۔ جس وقت پنجاب بچ رہا تھا اس وقت ایک طرف بنگالی تھا' ایک طرف بہاری تھا آج پاکستان میں وہی حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک طرف مہاجر ہے ایک طرف سندھی ہے۔ میں بتا رہا ہوں کہ نہ یہ سندھی رہے گا نہ یہ مہاجر رہے گا اگر ہم سب اکٹھے نہ رہے اور آپ نے سوچ سمجھ کر اکٹھے ل کر پاکستان کو نہ بچایا تو خدانخواستہ اگر پاکستان کو کوئی دھچکا لگا تو نہ آپ ہوں گے اور نہ ہم ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اب میں اپنے ضلع کی طرف آتا ہوں جہاں آج تک جو بھی کام ہو رہے ہیں۔ جو بھی کام تھوڑا بہت آپ کی طرف سے ہو رہا ہے اس میں اس بارے میں ہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔ پہلے تو میں یہ عرض کروں کہ پہلے یہاں ہمارے تین وزراء ہوتے تھے۔ مقصود لغاری صاحب تھے۔ ایک دریشک صاحب ہیں۔ ایک امجد دستی صاحب ہیں اور لغاری صاحب آپ کو چھوڑ گئے ہیں تو کھر صاحب ہمارے پاس آ گئے ہیں۔ تین وزراء کے ہوتے ہوئے ہمارے ضلع کو وہ ترقی کرنی چاہیے تھی جو اس کے شایان شان تھی۔

آوازیں، چار وزراء ہیں۔

سردار شوکت حسین مزاری، ہاں کھوسہ صاحب بھی ہیں' معاف کرنا۔ لیکن مجھے سب کی عزت عزیز ہے اور میں سب کا احترام کرتا ہوں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور میں پہلے جناب کھوسہ صاحب سے مخاطب ہو کر کہوں گا کہ ان کے ایک آرڈر سے' جناب سپیکر! ان کے ایک ہی جنبش قلم سے سو پی ٹی سی ٹیچرز تبدیل کر دیے گئے۔ کوئی دو سو میل کے فاصلے پر اور کوئی سو میل کے فاصلے پر تبدیل کر دیا گیا۔ ان کا قصور یہی تھا کہ ان کا تعلق کسی نہ کسی طریقے سے ہمارے مقامی گروپ بندی سے ہے۔ پھر بارڈر ملٹری پولیس ایک ادارہ ہے جس میں 87 آدمیوں کو بیک جنبش قلم برخاست کر دیا جاتا ہے۔ اسی میں کہا جاتا ہے کہ یہ نااہل ہیں۔ ان کی سلیکشن صحیح نہیں اور جو ان میں سے ان کے اپنے لوگ ہیں ان کو نہ صرف بحال کیا جاتا ہے بلکہ ترقی بھی دی جاتی ہے اور باقی بے چارے باہر نکل جاتے ہیں۔ شوگر مل ہمارے علاقے میں لگی تھی اور سردار نصراللہ خان دریشک کو اس کا پرمٹ ملا لیکن وہ آج تک نہ لگی۔ یہ پرمٹ جنرل ضیاء صاحب کے دور میں ملا۔ لیکن آج تک شوگر مل نہیں لگی۔ میری گزارش ہے کہ اس کی طرف یہ ذاتی توجہ فرمائیں۔ جہاں تک انڈسٹریل بورڈ کا سوال ہے تو جہاں وہ

انڈسٹری کو disinvest کر رہے ہیں وہاں میری گزارش ہے کہ بجائے disinvest کرنے کے آپ مزید انڈسٹری لگائیں تا کہ un-employment دور ہو سکے۔ ہماری un-employment اتنی بڑھ گئی ہے کہ لوگ بے روزگار ہیں ان کے لیے کوئی روزگار نہیں ہے خدارا! disinvest کر کے اپنے ذاتی لوگوں چہیتوں کو ملیں دینے کی بجائے آپ ان ملوں کو بڑھائیں اور مزدوروں کو روزگار فراہم کریں۔ اور مزید ملیں لگائیں۔ اور شوگر مل بھی اسی انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کے تحت اگر لگ سکے تو اس علاقے کی بڑی ترقی ہو گی۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا سوال ہے اس نے اس بجٹ میں کمال مہربانی کی کہ ایک بہت بڑا منصوبہ "تونسہ کھانڈ" جو چاچڑاں اور کوٹ مٹھن کے درمیان ہے منظور کیا میں گزارش کروں گا کیونکہ اس کی تعمیر صوبائی حکومت نے کرنی ہے لہٰذا اس بجٹ کے منظوری کے فوراً بعد اس پر جلد عمل کریں تا کہ اس علاقے کی ترقی ہو سکے۔

ہمارا تحصیل رجھان ہیڈ کوارٹر ہے یہ ایک جدید تحصیل ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ ایک آدمی کی خوشنودی کے لیے اصل مقام سے منتقل کر کے جہاں لاکھوں روپے اس حکومت کے خرچ ہوئے تھے منتقل کر کے ایسی جگہ پر لے آئے جہاں پینے کا پانی تک نہیں اور افسران وہاں جانے سے گریزاں ہیں۔ عمارات تو موجود ہیں بلکہ ہمارے وزیر قانون صاحب جا کر افتتاح بھی کر آئے تھے۔ اس ہسپتال میں نہ ڈاکٹر جاتے ہیں نہ وہاں کوئی دوائیں ہیں اور نہ وہاں کوئی عملہ ہے کیونکہ وہاں پینے کا پانی نہیں ہے اور تحصیل ہیڈ کوارٹر کی حالت یہ ہے کہ جہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر کی عمارات بنی ہیں وہاں بھی کوئی افسر جانے کے لیے تیار نہیں۔ تو اس ضمن میں میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس تحصیل ہیڈ کوارٹر کے پینے کے پانی کا مسئلہ جلد حل کریں کہ وہ کروڑوں روپے جہاں آپ نے عمارات پر خرچ کیے ہیں وہاں کم از کم انہیں پینے کا پانی تو میسر ہو۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا جناب سپیکر!

جناب سپیکر: مزاری صاحب! آپ کافی ٹائم لے چکے ہیں۔

سردار شوکت حسین مزاری: اچھا جی۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ مزاری صاحب۔ اب سید ذاکر حسین شاہ صاحب ارشاد فرمائیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! گو مجھے سب سے آخر میں تاخیر سے تقریر کا وقت دیا گیا اس کی باوجود میں آپ کی اس پالیسی کو منصفانہ اور حق بجانب قرار دیتا ہوں کہ آپ نے ان ارکان اسمبلی کو

پہلے بولنے کا موقع دیا جن کو بہت کم بولنے کا موقع ملتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر میزانیہ برائے مالی سال 1990-91ء کا مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا ایسا بجٹ ہے جس کا سائز ہی ظاہر نہیں کیا گیا۔ یہ ایسا بجٹ ہے جس کا سائز آج تک کسی کو پتا نہیں چل سکا کہ اس کا سائز کیا ہے۔ یہ 9 جون کو پیش کیا گیا اور 10 جون کے اخبارات آپ اٹھا کر دیکھیں یہ میں 10 جون کے اخبارات سے حوالے پیش کر رہا ہوں۔ "The Nation" لکھتا ہے۔

Punjab Finance Minister Mr Amjad Hameed Dasti on Saturday presented Rupees 36.38 billion.

اس کے نزدیک یہ ہے کہ 36 بلین کا بجٹ ہے۔ مسلم اور فرنٹیئر پوسٹ کی رپورٹ یہ ہے

The Punjab Budget 1990-91 of the total size of Rs.38 billion.

مسلم اور فرنٹیئر کے نزدیک اس کا سائز 38 بلین ہے۔ پاکستان ٹائمز کہتا ہے

Punjab presents Rs 292.11 crores

اور جناب سپیکر! ڈان کہتا ہے کہ پنجاب بجٹ Rs 64 92 billion ہے۔ اور "جنگ" کہتا ہے 193 کروڑ خسارے کا بجٹ بعض محصولات میں اضافہ اور آمدنی کا تخمینہ 25 ارب 66 کروڑ اور اخراجات کا تخمینہ 29ارب روپے ہے۔ کل بجٹ 38 ارب روپے کا ہے۔ اسی طرح باقی اخبارات نے لکھا ہے۔ کسی نے 25 ارب لکھا ہے کسی نے 30 ارب لکھا ہے۔ ہمارے صحافی اس معاشرے کے سب سے پڑھے لکھے کریم آف دی سوسائٹی ہیں۔ ان کا کام ہی ہے امور کو پرکھنا اور امور کو عوام کے سامنے پیش کرنا۔

جناب والا! یہ کیسا بجٹ ہے جو ہمارے ملک کی قابل ترین طبقہ کی سمجھ نہیں آ سکا کہ اس کا سائز کیا ہے اور جس کا سائز سمجھ میں نہ آئے تو اس کے بارے میں آپ کیا سمجھ سکتے ہیں اور جناب اس بات کا اندازہ لگائیں کہ ہمیں اس بارے میں کتنی دقت ہوئی ہو گی نہ صرف اعداد و شمار کی اغلاط ہیں سائز بھی غلط اعداد و شمار بھی غلط جناب سپیکر! یقین جانیئے کہ یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں یہ حقیقت ہے کہ بادی النظر میں یہ بجٹ انتہائی غیر جامع غیر واضح اور نامکمل اور ناقص دستاویز ہے جس کی کوئی پلاننگ نہیں جس کا کوئی مفہوم نہیں جس کا کوئی مطلب نہیں ہر ایک اس کو اپنی بساط کے مطابق سمجھ رہا ہے اس کا مفہوم تو جناب سپیکر! غالب کے اس شعر سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

اس شعر سے مشکل جناب والا! اس بجٹ کا سمجھنا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہاں جس بجٹ کے بارے میں بحث ہو رہی ہے کہ اس کا version اردو میں درست ہے یا انگریزی درست ہے اس کی اغلاط کیا ہیں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کے بعد ایسے وزیر خزانہ کو اپنے عہدہ پر برقرار رہنے کا حق ہے جس نے اپنا پہلا بجٹ ہی اتنی اغلاط سے پیش کیا ہے۔ جناب سپیکر! اتنی تیاری کے بعد یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ان کو ہم سے اور عوام سے حقائق کو چھپانے کی کیا ضرورت تھی جس طرح جناب والا! عورتیں اپنی عمر چھپاتی ہیں جس طرح لوگ انکم ٹیکس پر اپنی آمدنی چھپاتے ہیں اور جس طرح تنخواہ دار طبقہ اپنی تنخواہ چھپاتا ہے یہاں وزارت خزانہ نے تمام حقائق چھپائے ہیں جناب سپیکر! تمام حقائق عوام کے سامنے آنے چاہیے تھے اس بجٹ کے پڑھنے میں ہمیں جتنی دشواری پیش آئی جتنی ہمیں دقت پیش آئی جناب سپیکر! یہ بجٹ ہے یا puzzle game ہے جناب سپیکر! اس بجٹ کو جہاں سے بھی آپ کھولیں وہاں ہی سے کوئی نہ کوئی عیب یا نقص نظر آئے گا اور اگر جناب سردار امجد دستی صاحب کی بزرگی مانیں تو یقین جانیں کہ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کی بنا پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ کے تحت فراڈ تو کیا بددیانتی کا پرچہ درج ہو سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب اس بجٹ کی ایک اور خرابی ہے یہ بجٹ بنیادی طور پر اپنی ہیت' اپنی اساس اور جوہری اعتبار سے یہ وفاق گریز بجٹ ہے۔ ایک طرف تو خود وزیر خزانہ نے تسلیم کیا ہے کہ اس دفعہ تعمیر وطن پروگرام کے لیے مرکزی حکومت نے 766 کروڑ روپے دیے ہیں جو رواں مالی سال سے 15 فی صد زیادہ ہیں لیکن اس کے باوجود یہ دوسرا بجٹ ہے کہ مرکزی حکومت کو مطعون کیا گیا ایک طرف تو مرکزی حکومت سے گرانٹ لی جاتی ہے اور دوسری طرف مرکزی حکومت کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے آپ اپنے وسائل پیدا نہیں کرتے اور یہاں پر اس حقیقت کے باوجود مالی ماہرین اس بات کو جانتے ہیں کہ مرکزی حکومت جو انکم ٹیکس لگاتی ہے جو سیلز ٹیکس لگاتی ہے اس کا 80 فی صد صوبے کو آتا ہے آپ ٹیکس لگاتے نہیں تو اگر مرکزی حکومت بھی ٹیکس نہ لگائے تو آپ یہ تعمیر وطن پروگرام کہاں سے شروع کریں گے جناب والا! ایک طرف تو آپ کو وفاقی حکومت زیادہ گرانٹ دے رہی ہے اور پھر الٹا گالیاں بھی وفاقی حکومت کو دی جا رہی ہے تو جناب والا! یہ مرکز کے خلاف سازش ہے اور میری بشریٰ رحمٰن صاحبہ سے تکرار کیا ہے جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا کہ جب بھی

چوٹ لگے گی ہم تو کہیں گے "ہائے مرکز" اب آپ ہی بتائیں کہ کیا اب ان کی عمر ہائے ہائے کرنے کی ہے یا توبہ کرنے کی جناب والا۔ (قہقہے)۔ جناب والا! ان کو تو کوئی چوٹ نہیں لگی چوٹیں تو ہمیں لگی ہیں پہلو تو ہمارے زخمی ہیں زیادتی تو ہمارے ساتھ کی ہے ظلم ہمارے ساتھ ہو رہا ہے مگر شور یہ کر رہی ہیں۔

تباہی تو ہمارے دل پہ آئی آپ کیوں روئے

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان سے عرض کروں گا کہ مرکز کے ساتھ محاذ آرائی کا سلسلہ ختم کیا جائے میں خوش ہوا تھا کہ آپ کو مرکز کے ساتھ مصالحتی کمیٹی کا رکن بنایا گیا تھا اور پہلی بار ہمیں یہ یقین ہوا تھا کہ مرکز کی حکومت پنجاب کی حکومت سے مصالحت کرنا چاہتی ہے کیونکہ اس میں آپ جیسے مصالحت پسند اور آپ جیسے مفاہمت پسند لوگ موجود ہیں۔ اور ہم نے جناب سپیکر! اس مصالحتی کمیٹی کا خیر مقدم کیا تھا کہ اس میں غلام حیدر وائیں جیسے معتبر مسلم لیگی ہیں اور ملک نعیم جیسے زیرک مسلم لیگی شامل ہیں اور آپ جیسے معاملہ فہم لوگ شامل تھے اور ایسے لوگوں کو جو مسلم لیگ جیسی سوچ رکھتے تھے ان کو بھی اس کمیٹی کا رکن بنایا گیا لیکن جناب والا! دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں یہاں مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے کہ ہم لڑائی چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب آپ کے مذاکرات ہو رہے تھے تو وزیراعلیٰ نے عین آپ کے مذاکرات کے بعد یہ بیان دیا کہ وزیراعظم صاحبہ مستعفی ہو جائیں۔ جناب والا! ایک طرف تو کمیٹی بنائی جاتی ہے اور دوسری طرف مرکز کے خلاف یہ بیان دیے جاتے ہیں ابھی کمیٹی کے مذاکرات کسی منطقی انجام تک پہنچتے نہیں پہلے ہی مرکز کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے اور اس میں مرکز کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! کیا کبھی صوبائی حکومت نے ایسا بجٹ پیش کیا ہے بلوچستان میں بھی ہماری پارٹی کی حکومت نہیں لیکن جناب والا! وہاں کا بجٹ اٹھا کر دیکھیے اس میں مرکزی حکومت کو اس طرح سے معطون نہیں کیا گیا لیکن جناب سپیکر! ہمارے کچھ دوست اپنے ذاتی مقاصد کی خاطر اپنے منفی عزائم کی تکمیل کی خاطر اس محاذ آرائی کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ جب اہلیت کی بنیاد پر بات ہو گی تو ہم کہیں کے بھی نہیں رہیں گے لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ مرکز اور پنجاب لڑے اور ہم اس سے اپنے مقاصد پورے کریں کوئی بھی پنجاب یا پاکستان کا بہی خواہ یہ نہیں چاہتا کہ مرکز اور پنجاب کی لڑائی ہو ہم تو چاہتے ہیں کہ صوبے اور مرکز کے درمیان بہتر تعلقات قائم ہوں۔ جب تک یہ بہتر تعلقات قائم نہیں ہوں گے

جناب سپیکر! آپ یہ نوٹ کر لیں چاہے تعمیر وطن پروگرام ہو یا کوئی اور پروگرام ہو خواہ کتنے بھی اچھے پروگرام آپ لے کر آئیں اس ملک اور اس صوبے کے عوام کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ مصالحتی کمیٹی جلد از جلد ان مذاکرات کو کامیاب بنائے تاکہ مرکز اور پنجاب کی حکومتیں اشتراک عمل سے اس صوبے اور اس ملک کے مسائل حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! ایک اور بڑے دکھ کی بات ہے کہ جب کبھی بھی یہاں کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن اور حزب اقتدار دونوں جمہوریت کی گاڑی کے پہیے ہیں لیکن جناب سپیکر! آپ خود بتائیں کہ کیا اپوزیشن اس صورت پنپ سکتی ہے کہ محض کسی رکن کے انتخابی حلقے کو اس بنیاد پر نظر انداز کر سکتی ہے کہ وہ اپوزیشن کا رکن ہے اپوزیشن کے ساتھ جو پنجاب میں سلوک ہوتا ہے جناب سپیکر! میں اس حکومت کی نہیں بات کرتا ہر دور میں یہ رہا ہے کہ اپوزیشن کو دبایا جاتا ہے اسی لیے اس ملک میں جمہوری عمل آگے نہیں بڑھ سکا ہونا تو یہ چاہیے تھا اگر وہ وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے اور کہتے کہ آؤ بیٹھو ہمارے ساتھ۔ آپ کی بھی ہم بجٹ میں تجاویز رکھتے ہیں جناب والا! ہم بھی ووٹ لے کر آئے ہیں ہم بھی اس ملک اور اس صوبے کی بہی خواہ ہیں ہم ان کو تجاویز دیتے جناب سپیکر! جہاں بھی تعمیر وطن کی بات آئے گی اس کے لیے ہمارا خون اور رگیں بھی حاضر ہیں۔ ہماری شریانوں کا خون اس ملک کی سالمیت اور یکجہتی کے لیے حاضر ہے ہم کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ مرکز یا پنجاب یا سندھ کے درمیان نفرت پھیلائے جناب سپیکر! یہ اسلام کی بات کرتے ہیں تو جناب والا! یہ کیسا اسلام ہے جس نے ان کے دور میں سندھی کو مہاجر' مہاجر کو پٹھان' پٹھان کو بلوچی' بلوچی کو پنجابی سے لڑا دیا۔ جناب والا! جب حضور کا اسلام آیا تھا تو فارس کا سلمان' روم کا صہیب' حبشہ کا بلال اور آپ کا محمد عربی بھائی بھائی بن گئے تھی یہ تو ایسا اسلام لے کر آئے ہیں جس نے بھائی کو بھائی سے لڑا دیا یہ سندھ کی بات کرتے ہیں کہ نقل مکانی کر کے لوگ آئے ہیں جناب والا! یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ اس ملک میں عصبیت پھیلانا چاہتے ہیں۔ کیا ان کو حضور کا فرمان یاد نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے تعصب کی خاطر دعوت دی اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو تعصب کی خاطر لڑا اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو تعصب کی خاطر مرا"۔

یہ کیسے اپنے آپ کو اسلام کا دعوے دار اور نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! شکریہ۔۔۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بس ختم کرنے والا ہوں۔ میری چند تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر، ویسے بھی پانچ بج گئے ہیں۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب سپیکر! دو منٹ میں، میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ میں شاہ صاحب ختم کیجیے۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب سپیکر! اس بجٹ کا خسارہ ختم کرنے کے لیے صوبے کو اپنے وسائل پیدا کرنے چاہییں۔ میری تجویز ہے کہ تمام سیاسی مصلحتوں سے قطع نظر اس صوبے کی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے زرعی آمدنی پر ٹیکس لگایا جائے۔

آوازیں، نو۔نو۔

سید ذا کر حسین شاہ: مجھے پتا ہے کہ یہ بات بعض ادھر کے دوستوں کو بھی ناپسند آئے گی اور ادھر سے بھی ناپسند آئے گی۔ جناب والا! یہ اپنی رائے کو اپنی تقاریر میں کہیں لیکن میری یہ تجویز ہے۔

راجہ محمد خالد خان، ہم سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب والا! میری یہ دوسری تجویز ہے کہ ایسی اراضی جو خالی پڑی ہوئی ہے اور جس کو کاشت نہیں کیا جاتا اس پر حکومت پنجاب non utilization fee عائد کرے پھر وہ زمین یا تو کسی کو کاشت کرنے کے لیے دے دی جائے گی یا پھر اسے قابل کاشت بنایا جائے گا۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب سپیکر: جی چودھری محمد فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! ہمارے صوبے کی بیشتر آبادی غریب کسان ہیں اور غریب کسانوں کی زراعت کے پیشے سے وابستگی ہے اور زراعت کے پیشے کے ذریعے انہیں انتہائی معمولی آمدنی ہوتی ہے تو جہاں پر مرکزی حکومت کی طرف سے اس قدر اور بے انتہا ٹیکس پہلے ہی غریبوں پر لگا دیے گئے ہیں کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں کو بھی بڑھا کر کسانوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے وہاں پر جناب ذا کر شاہ صاحب جو بات کہہ رہے ہیں کہ زراعت کی آمدنی پر ٹیکس لگایا جائے تو ہمارے اس صوبے کے غریب عوام یہ بات سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! اس لیے میں چاہوں گا

کہ یہ اسمبلی میں کہے گئے ایسے الفاظ واپس لیں اور انہیں غریب عوام سے معذرت کرنی چاہیے کہ جن کے ساتھ ظلم و ستم کے بارے میں یہ اس قسم کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر میری یہ رائے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرے اپنے بعض دوستوں کو یہ بات ناپسند آئے گی۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ اپنی بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ نے ایک منٹ دیا تھا وہ انہوں نے لے لیا۔ جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دے رہا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔۔۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر میری آپ کی وساطت سے شاہ صاحب سے گزارش ہے کہ مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کریں کہ اس ٹیکس کا آغاز صوبہ سندھ سے کیا جائے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ان کو اپنا نقطہ نظر بیان کرنے دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر یہ کیا طریقہ ہے؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ ایک منٹ میں اس کو wind up کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر یہ کس بات پر شیم شیم کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری صداقت علی، جناب سپیکر! ہم غریب زمین داروں کے نمائندے ہیں۔ ہم ایسے الفاظ نہیں سنیں گے۔ ان سے کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ انہوں نے تو پہلے ہی کھاد کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔ ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔ بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔ اور اب یہ چاہتے ہیں کہ ایسا کر کے غریب کسانوں کا جینا دوبھر کر دیا جائے۔ ہم ایسا ہر گز نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔۔۔

رانا پھول محمد خان، شاہ صاحب! ابھی تو اسلام کا حوالہ دے رہے تھے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ جس

چیز پر عشر لاگو ہو گیا اس پر کوئی ٹیکس عائد نہیں ہو سکتا۔ ان کی یہ تجویز غیر اسلامی ہے لہٰذا انہیں یہ واپس لینی چاہیے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں رانا صاحب-----

مہر اختر عباس بھروانہ، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب سپیکر، مہر صاحب! اب یہ ان کا اپنا ایک point of view ہے اور اس پر آپ سارے بول رہے ہیں۔

مہر اختر عباس بھروانہ، میں ایک سیکنڈ کے لیے تھوڑی سی بات کروں گا۔ جناب والا! انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ ہم دیہات کو روشن کر دیں گے۔ ہم دیہات میں بجلیاں پہنچائیں گے۔ وزیراعظم صاحبہ نے اور انہوں نے تو یہ وعدے کر رکھے تھے---

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے---

میاں محمود الحسن ڈار، کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ (قطع کلامیاں)

مہر اختر عباس بھروانہ، سنیے میں بات کرتا ہوں۔ جناب والا! انہوں نے تو غریب کسان کا وہ حق بھی چھین لیا۔ وہ ٹمٹماتا ہوا چراغ جس میں مٹی کا تیل پڑتا تھا انہوں نے مہنگا کر کے غریب کا وہ حق بھی چھین لیا اور اب یہ کیا چاہتے ہیں۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ ان غریبوں کو مزید بلڈوز کر دیا جائے۔ جناب والا یہ ہمیں کبھی منظور نہیں ہو گا---

جناب سپیکر، مہر صاحب تشریف رکھیں۔ I am sorry. یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ معزز رکن اپنا point of view پیش کر رہے ہیں آپ صبر سے ان کے point of view کو سنیں۔ (قطع کلامیاں) ملک صاحب تشریف رکھیے پلیز۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں گے؟ شاہ صاحب آپ اپنا نقطۂ نظر پیش کیجیے اور ایک منٹ میں wind up کیجیے۔ اب میں مزید ٹائم نہیں دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! انہوں نے جو میرا وقت ضائع کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ وائنڈ اپ کیجیے۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز---

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! ان جاگیردارانہ ذہن رکھنے والوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا---

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ wind up کیجئے۔ آپ اس بات کو چھوڑ دیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں کیوں چھوڑ دوں۔ ان جاگیردارانہ ذہنیت رکھنے والے ان ممبران کی شیم شیم کا مجھ پر اثر کوئی نہیں ہوتا۔ میں جو بات حق سمجھوں گا وہ کہوں گا۔ میں کسانوں کے محروم طبقات کا نمائندہ ہوں۔ یہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے گماشتے اور ایجنٹ ہیں ان کی بات کا میرے اوپر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! مجھے فخر ہے کہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی اس اسمبلی میں' میں نے غریبوں کی آواز کو آپ تک پہنچایا ہے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی میری بات پسند کرتا ہے یا نہیں---

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سید ذاکر حسین شاہ،

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نہ ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا۔ please take your seat Shah Sahib. please have your seat. آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا۔ شاہ صاحب! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اپنی تقریر کو بدمزگی میں ختم نہ کیجیے گا۔ میں نے آپ کو ہاؤس میں سب سے آخر میں تقریر کرنے کے لیے اس لیے کہا ہے کہ میں یہ توقع کرتا تھا کہ آپ اس میں صحیح معنوں میں contribute کریں گے تو آپ کی یہ صوابدید ہے کہ آپ جو بات کہنا چاہتے ہیں وہ آپ کیجیے لیکن اب میں آپ کو مزید بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب میں صرف ایک منٹ لوں گا اور آپ کو تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! کورٹ فیس' پیشہ وارانہ ٹیکس اور چونگی ٹیکس ختم کیا جائے تین سال پہلے اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا تھا کہ یہ ٹیکس غیر اسلامی ہے اور ان ٹیکسوں کا کوئی جواز نہیں۔ کابینہ کو مختصر کیا جائے۔ دس ممبران پر مشتمل قابل' محنتی اور ذہین لوگوں کی کابینہ ہونی چاہیے۔ اب تو اس

صوبے کی بدقسمتی یہ ہے کہ رانا پھول جیسا وزیر بھی ہمیں 80/70 ہزار میں پڑ رہا ہے۔ پولیس کے اخراجات میں کمی کر کے یہی رقم تعلیم کو دی جائے۔ جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کرنا بند کر دیں۔ یہ پلاٹ نیلام ہونے چاہییں اور ان پلاٹوں کی آمدنی کچی آبادیوں کی ترقی کے لیے خرچ کی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو بات اپنی مکمل کرنے دیں رانا صاحب۔ ان کو بات مکمل کرنے دیں رانا صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے باقی ممبران سے کچھ زیادہ وقت دیا۔ میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ میرے پاس اس وقت ٹائم نہیں اور جناب فنانس منسٹر کو دعوت دینا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب! اس بحث میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

رانا پھول محمد خان: جناب! مجھے اپنی صفائی کا موقع فراہم کیا جائے۔ اگر شاہ صاحب مجھ پر 80 ہزار روپیہ ماہانہ خرچ ثابت کر دیں تو میں استعفیٰ دے دوں گا یا پھر شاہ صاحب استعفیٰ دے دیں۔ میں تو تنخواہ بھی نہیں لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون: جناب! اس سے پہلے کہ جناب والا وزیر خزانہ کو wind up کرنے کے لیے دعوت دیں، میں personal explanation پر پانچ منٹ جناب والا سے اجازت چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں، شور و غوغا)

جناب سپیکر: سردار صاحب! ایوان کی رائے یہ ہے کہ آپ کو کوئی personal explanation دینے کی ضرورت نہیں۔ تو کیا خیال ہے معزز حضرات لا منسٹر کو بھی کوئی personal explanation دینے کی ضرورت ہے؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ ضرورت ہی نہیں۔ میں صرف چیمہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب سپیکر! دریشک صاحب کس حیثیت سے اپنی personal دینا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب دریشک صاحب! کافی اے؟ کیوں کہ اس ایوان کا متفقہ لاء منسٹر

میں ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! شاہ صاحب کے جو خیالات زرعی انکم ٹیکس سے متعلق ہیں وہ ان کے ذاتی ہیں' اس سے ہماری پارٹی کا کوئی اتفاق نہیں (نعرہ ہائے تحسین) اور جناب والا! میں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں اس طرف بیٹھے ہوئے اپنے بزرگ بھائیوں کی خدمت میں کہ یہ کھاد اور دوائیوں کی قیمتوں کی بڑھوتی کا تو بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں میری ان سے دست بستہ گزارش ہے۔ کہ ہم نے اجناس کی قیمت ہم نے چاول کی قیمت گندم کی قیمت ہم نے کپاس کی قیمت اتنی بڑھائی ہے۔ یہ بھی ذرا اپنی نظر میں رکھ لیا کریں اور میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں' میں یہ باتیں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ آپ کا دل چاہے تو اس سلسلہ میں کچھ کریں' یہ آپ کی مرضی ہے آپ کا حق بنتا ہے۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنا نقطۂ نظر یہاں پر ریکارڈ پر لائیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ آپ صرف کھاد کی بات کریں۔ (قطع کلامیاں' شور و غوغا)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ وینس صاحب! مجھے افسوس ہے۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ شاہ صاحب! آپ کی explanation کی ضرورت نہیں۔ چودھری صاحب! لاء منسٹر کو بات کرنے دیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے میں قواعد کے مطابق بات کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی چیز کوئی آرٹیکل کسی پارٹی کے منشور میں شامل ہے یا نہیں آیا اس بات کا فیصلہ ایوان نے یا آپ نے کرنا ہے یا ان ممبران نے اپنی پارٹی میٹنگ میں کہیں بیٹھ کر اپنی پارٹی کے ہیڈ کے ساتھ کرنا ہے؟ میرے نزدیک ان کے پارٹی منشور میں کیا لکھا ہوا ہے کیا نہیں لکھا ہوا انہیں اگر اس میں اختلاف ہے تو سا کا فیصلہ ایوان میں نہیں ہونا چاہیے' آپ اس میں فیصلہ دیں۔

جناب سپیکر، آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ کسی بھی پارٹی کے menifests کا فیصلہ ان کی پارٹی کے اندر ہوتا ہے لیکن اس منشور کا ذکر ایوان میں کیا جا سکتا ہے جو بھی اس میں لکھا ہوا ہے۔ جی! جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آج میرے بھائی مخدوم الطاف حسین صاحب نے اپنی بڑی مختصر سی بات کے دوران جہاں پر انہوں نے یہ فرمایا کہ میرے کہنے میں انہی نے اپنی تقریر تفصیلاً نہیں کی ساتھ ہی انہوں نے جناب چیف منسٹر کے ساتھ ایک خط کو منسوب کیا جس میں انہوں نے پنجاب اسمبلی کو

توڑنے کے بارے میں ان کے مطابق کوئی اس قسم کا خط لکھوایا۔ اس سلسلہ میں میں نے جناب چیف منسٹر صاحب سے فوراً رابطہ کیا اور اس کے بعد ذاتی طور پر ملاقات کر کے اس پوری صورت حال کا پتا کیا ہے اور مجھے اس بات کا اختیار بھی دیا گیا ہے اور میں پوری ذمہ داری سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے خط کا یا اس قسم کی سوچ کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جناب سپیکر! کسی کام کو کرنے کے لیے کوئی جواز چاہیے۔ بلاجواز کوئی کام ہو کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی بات سوچنا بھی کسی سمجھ دار آدمی کے لیے مناسب بات نہیں۔ جناب والا! اس قسم کی صورت حال اس وقت ہوتی ہے جب کہ فرض کریں بجٹ سیشن ہو رہا ہو' اس میں بجٹ کے پاس ہونے میں خطرہ محسوس ہو' یہ بات آپ کے سامنے ہے کہ ہمارا ضمنی بجٹ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اتنی بھاری اکثریت سے پاس ہوا ہے یا قانون سازی میں کوئی دشواری ہو یا کوئی ایسا دیگر مسئلہ ہو جو کہ حکومت یا وزیر اعلیٰ کے کنٹرول سے باہر ہو رہا ہو تب اس قسم کی بات کا جواز پیدا ہوتا ہے میں تضاد کے خوف سے بالا تر ہو کر اس ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے پنجاب اسمبلی کے معاملات اپوزیشن کے بھائیوں کے تعاون' رواداری اور باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ چل رہے ہیں اس طریقے سے پاکستان کی کسی اور اسمبلی میں حالات نہیں چل رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کے سامنے ہم نے جس طریقے سے آپس میں بیٹھ کر سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائیں۔ جس طریقے سے ہم نے آپس میں بیٹھ کر سینٹ کے الیکشن کروائے اس کی مثال پاکستان کی جمہوری تاریخ میں کم ملتی ہے۔ جناب والا! ان حالات میں اس قسم کی بات کا سوچنا اور کرنا بے معنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی اور جگہ پر اس کی کوئی problem ہو' یہ خط کہیں اور لکھا گیا ہو اور یہ سوچ کہیں اور پیدا ہوئی ہو اور اس کو ہمارے اوپر ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہو تو اسکا میں نہیں کہہ سکتا۔ ورنہ ہمارے ہاں صوبے میں اب جو حالات پیدا ہوئے ہیں اس میں یہ ہے کہ اب ماشاء اللہ مرکز میں ہماری آئی جے آئی کے ساتھ چالیس اراکین پیپلز پارٹی چھوڑ کر' جنہوں نے مرکزی حکومت کے ساتھ اتفاق کیا ہوا تھا جیسے ایم کیو ایم' جے یو آئی اور دوسری جماعتوں نے ایم آر ڈی میں جو جماعتیں شامل تھیں وہ ساری کی ساری جماعتیں ہمارے ساتھ شامل ہو چکی ہیں۔ لہٰذا ہماری تو پوزیشن مضبوط اور مستحکم ہوئی ہے ہمارا تو اس قسم کا سوچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں باڈے کتنے نے نہیں کاٹا کہ ہم اپنی اسمبلی جو ہماری ہیں ہے' جو ہماری جمہوریت کا مضبوط قلعہ ہے اس کو اپنی بنیاد کو اپنے ہاتھوں سے کمزور کریں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوچ صرف اس ذہن کی

اختراع ہو سکتی ہے جو عقل سے عاری ہو۔ یہ اطلاع جناب مخدوم صاحب کو میرے بھائی کو فراہم کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ صرف پنجاب کا دوست ہے' نہ مخدوم صاحب کا دوست ہے' نہ جمہوری اداروں کا دوست ہے' نہ اس ملک کا دوست ہے اور نہ ہی پاکستان کا دوست ہے' جس نے بھی اس قسم کی حرکت کی ہے اس نے غلط خبر پہنچائی ہے اس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ جناب والا! اس قسم کا بلاجواز اقدام' سیاسی خود کشی کے مترادف ہے اور کوئی بھی ذی عقل انسان اس قسم کی حماقت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پنجاب اسمبلی اس وقت جمہوریت کو مستحکم کرنے میں اپنا جو تعمیری رول ادا کر رہی ہے اس پر ہمیں فخر ہے اور جناب والا! میں آپ کو اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم جمہوریت جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔ بلکہ اس ایوان کو اپنی آئینی مدت پوری کروانے کے لیے جو بھی قربانی ہمیں دینی پڑی ہم اس سے گریز نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

ہم نے ہر دور میں تضحیک سہی ہے لیکن
ہم نے گلشن کو بچانے کی قسم کھائی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ میری چند معروضات تھیں جو میرے بھائی مخدوم الطاف صاحب نے ذکر کیا تھا اس بارے میں ایک اور بھی گزارش ہے کہ میرے بھائی جناب شوکت مزاری صاحب نے شوگر مل کے بارے میں فرمایا ہے۔ جناب والا! میری جو شوگر مل ہے اس کی feasibility پاکستان میں جتنی شوگر ملیں ہیں ان میں سے ٹاپ پر ہے اور اس علاقے میں جہاں پر میں شوگر مل لگانا چاہتا ہوں وہاں پر چار شوگر ملیں لگانے کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن ایک شوگر مل کے لیے بھی مرکزی حکومت ہمیں قرضہ نہیں دے رہی۔ اس سلسلے میں میں نے رانا شوکت صاحب سے ذاتی طور پر گزارش کی' اس سلسلہ میں میں نے اور دوستوں کو بھی گزارش کی میں اپنے بھائی شوکت مزاری سے بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں دست تعاون بڑھائیں کیوں کہ اس سے صرف مجھے فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اس علاقے کے پچاس ہزار عوام کو فائدہ ہونا ہے جن لوگوں کو ملازمتیں ملیں گی جن لوگوں کا گنا اس شوگر مل میں آئے گا علاقے کی معاشی حالت سدھر جائے گی۔ اگر اس سلسلے میں قرضہ دلوانے میں وہ میرے ساتھ

دست تعاون بڑھائیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بغیر کسی تاخیر کے وہ شوگر مل فوری طور پر لگانے کے لیے تیار ہوں۔ شکریہ جناب والا!

سردار شوکت حسین مزاری: جناب والا! اس سلسلے میں اگر مجھے کچھ گزارش کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مزاری صاحب! آپ فرمائیں۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر! جناب دریشک صاحب نے شوگر مل کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہ ان کی ذاتی رائے ہوگی لیکن جہاں تک میری اطلاع کا سوال ہے۔ یہ شوگر مل کوئی پانچ سال پہلے sanction ہوئی ہے۔ ان کی وہاں پر اپنی زمین ہے اور وہاں پر بورڈ بھی لگے ہوئے ہیں اور اس کا کافی واویلا ہوا تھا کافی چرچا ہوا تھا۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی اس وقت ضیاء صاحب کی حکومت تھی اور جونیجو صاحب کی تھی۔ اگر یہ اس وقت قرضہ نہیں حاصل کر سکے بلکہ میری اطلاع کے مطابق اس میں ان کے ایک پارٹنر ہیں میر بلخ شیر مزاری صاحب وہ بھی ان کے حصہ دار تھے انہوں نے تو اپنے حصص بھی فروخت کر دیے ہیں۔ اب یہ حقائق کہاں تک درست ہیں یہ اس میں دلچسپی لیتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ اس میں دلچسپی لینا چاہتے ہیں تو ہم ان کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ بھی ذاتی وضاحت کر رہے تھے اور اسمبلی توڑنے کی بات کر رہے تھے۔ اسمبلی توڑنے کے متعلق جو بات ہو رہی تھی میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ مخدوم صاحب کی بات درست تھی وزیر قانون صاحب جس وقت مرضی چاہیں ایوان کے باہر میرے ساتھ بیٹھ جائیں، میں ان کو وقت occasion حالات، چٹھی بھی میں ثابت کر دوں گا۔ ہر چیز میں ثابت کر دوں گا میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ اور مخدوم صاحب کی یہ بات سو فیصد درست تھی اور میں یہ بالکل ثابت کر دوں گا۔

وزیر قانون: آخر جواز کیا تھا؟

چودھری محمد وصی ظفر: میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ اب میں جناب وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں جناب وزیر خزانہ کو کہ وہ اس بحث کو wind up کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ (سردار امجد حمید دستی)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، وقت میں آدھے گھنٹے کے لیے توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نے حزب اختلاف کی طرف سے بہت سی تقریریں سنی ہیں اچھی تقریریں بھی تھیں۔ کچھ اس قسم کی بھی تھیں جس میں یہ ذکر کیا گیا کہ بجٹ کا حجم کسی نے کچھ بتایا کسی نے کچھ بتایا میں یہ کہتا ہوں کہ وہ وہی حجم تھا جو میں نے بتایا۔ جو میں نے تقریر کی۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ ادھر ادھر کی باتیں نہ سنیں ان تقریروں میں ایک بہت اچھی تقریر میرے بھائی مزاری صاحب کی تھی۔۔۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! یہ کوئی امتحان ہو رہا ہے۔

وزیر خزانہ، میں چیمہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ کچھ آداب محفل بھی سیکھیں۔ جب وزیر خزانہ کی تقریر ہو تو اس میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ چپ سادھ لیتے ہیں، سنتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آپ نے تو سننا گوارا نہیں کیا۔ آپ سمجھیں گے کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور مزاری صاحب نے بڑے پتے کی بات کہیں سچی بات نکل آتی ہے، آخر بلوچ ہیں؛ سچی بات کہہ گئے۔ کہنے لگا گلیوں میں چرچا ہے، شہر میں چرچا ہے، سڑکوں پر چرچا ہے کہ ایسی تو کبھی بلڑ بازی نہیں ہوئی تھی جو اب ہوئی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہی جمہورت کا نمونہ ہے جو ہماری حزب اختلاف نے اس اسمبلی میں دکھایا ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! میں آپ کی تقریر میں مداخلت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا ذکر نہیں کرنا ہے۔

وزیر خزانہ، میں اس کا زیادہ ذکر نہیں کروں گا صرف ان کی تائید کے لیے یہ گزارش کروں گا کہ صلح صفائی ہوتی ہے پھر اس کا تھوڑا سا خیال بھی رکھا جاتا ہے۔ میرے بھائی دریشک صاحب نے کہا کہ میں personal explanation دینا چاہتا ہوں۔ چیمہ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ اپنی explanation کیا دیں گے؟ یہ حالت ہے ان کی اور آپ کہتے ہیں کہ صلح صفائی کے بعد بات نہ کریں۔ ہمارے لیے بات کرنا بھی جرم۔ صرف مزاری صاحب نے نہیں کہا۔ روزنامہ "نوائے وقت" کی سرخی تھی کہ اپوزیشن نے بجٹ تقریر کے دوران بلڑ بازی کے سابقہ ریکارڈ توڑ دیے۔ اور اب آپ یہ کہتے ہیں۔۔۔۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب! آپ سے درخواست ہے پہلے واقعات کو نہ دہرائیں۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا مسئلہ نہیں۔ جناب وزیر خزانہ! آپ کی توجہ کے لیے عرض ہے کہ اب مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تمام کارروائی حذف ہو چکی ہے۔ ہم پریس کو کہہ چکے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کو کہہ چکے ہیں۔ اس کے بعد اب کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ اب آپ خود دہرائیں گے تو یہ نہایت نامناسب بات ہو گی۔ اس لیے یہ بات یہیں ختم ہو جانی چاہیے۔ اس کے بارے میں اب ایک لفظ بھی نہیں ادا ہونا چاہیے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! جو بات آپ نے فرمائی ہے میں اس پر قائم دائم رہتا۔ اگر چیمہ صاحب اس معاہدے کو نہ توڑتے اور پھر انہوں نے وہ حرکت نہ کی ہوتی۔ میں اس کے بعد اس کا ذکر ہی نہ کرتا۔ میں آپ کا حکم بجا لاتا۔ جناب والا! کچھ باتیں میرے اشعار کے متعلق کی گئیں اور سب سے زیادہ اعتراض جناب اسلم گورداسپوری صاحب نے کیا۔ صحافی بھی ہیں' ادیب بھی ہیں' شاعر بھی ہیں۔ میں نے اس خیال سے کہ بعض اشعار غلط العام ہو جاتے ہیں' غلط پڑھے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں اسلم گورداسپوری بیٹھا ہے وہ کہے گا کہ یہ شعر غلط پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اس شعر کی تصحیح کی اور تصحیح اس طرح سے کی کہ جس شاعر کا یہ شعر ہے اس کا دیوان منگوایا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس دیوان کی فوٹو کاپی میرے پاس موجود ہے اور اس میں یہ دیا ہوا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اب یہ غلط العام ہو گیا کہ "خرد کا نام جنوں رکھ دیا۔" اب یہ اسلم گورداسپوری کے لیے میں نے تصحیح کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ کیوں نہیں کہتے۔ "رکھ دیا پڑ گیا"۔ کیوں کہتے ہیں تو میں عرض کروں گا ان کو سب سے بڑا اعتراض یہ ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ دیوان بھی منگوا کے دیکھ لیں۔ وہاں لکھا ہوا ہے کہ "بات کرنی ہمیں مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی۔" یہ شعر بھی غلط ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں شاہ صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ شعر کس شاعر کا ہے۔

جناب سپیکر، میں یہ کہوں گا کہ وزیر خزانہ کی تقریر میں مداخلت نہ کی جائے۔

وزیر خزانہ، میرے محترم دوست رانا شوکت صاحب' خوب صورت شکل پائی ہے۔ باتیں بھی اچھی

کرتے ہیں۔ بھولی بھالی باتیں' بڑے اچھے اور ملائم طریقے سے کرتے ہیں لیکن ہر بات کو دس دفعہ دہراتے ہیں۔ ایک بات جو انہوں نے بار بار دہرائی وہ تھی "چیئرلفٹ اور 18 کروڑ روپے کے جہاز کی بات اور اڑھائی کروڑ روپے کے بھوربن ریسٹ ہاؤس کے جنریٹر کی بات۔ انہیں یہ یاد نہ رہا کہ چیئر لفٹ کا قصہ اور جنریٹر کا قصہ ضمنی بجٹ میں تھا جو پاس بھی ہو چکا۔ اور یہ سالانہ بجٹ پر بول رہے تھے۔ یہ موقع نہیں تھا ویسے ہی میں ان کی اطلاع کے لیے بتاتا ہوں کہ نہ صرف صوبہ پنجاب میں بلکہ پورے ملک میں مری جیسا مقام سیاحت اور تفریح کے لیے اور کوئی نہیں ہے اور اس کو ترقی دینے کے لیے اگر پنجاب ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو پنجاب گورنمنٹ نے ساڑھے بائیس کروڑ روپیہ قرض دیا۔ یہ اس کو واپس ملے گا۔ انہوں نے ڈویلپمنٹ کے لیے ایک آئٹم "لفٹ چیئر"۔ اردگرد کے سارے علاقے کی ترقی کے لیے انہوں نے یہ رقم لی تھی وہ ہمیں واپس ملے گی۔ یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا یا آپ نے ٹھیک طرح سے پڑھا نہیں۔ اور اسی طرح جو اڑھائی کروڑ روپے کا آپ نے غوغا مچا رکھا ہے کہ یہ بھوربن کے ریسٹ ہاؤس کے جنریٹر پر یہ رقم صرف کی جائے گی۔ اگر آپ نے غور سے دیکھا ہوتا تو یہ بھوربن کی ساری آبادی کے لیے ہے۔ اس کی گلیوں کے لیے ہے۔ اس کی سڑکوں کے لیے ہے اس کو خوب صورت بنانے کے لیے لگایا گیا ہے۔ کسی منچلے نے کہہ دیا کہ یہ 19 آئٹم ہیں۔ 19 آئٹم میں ایک آئٹم یہ بھی ہے' ضیاء ہاؤس کی خرید۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ غالباً یہ جنرل ضیاء الحق کے لیے خریدا جا رہا ہے۔ وہ مکان ایک ہم نام آدمی کی ملکیت تھا۔ اس کو بطور ریسٹ ہاؤس کے پنجاب گورنمنٹ لینا چاہتی تھی اور وہ خرید بھی نہیں سکی کیوں کہ اس ضیاء نے جس کا یہ ضیاء ہاؤس تھا۔ دینا منظور نہیں کیا اور میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے ممالک بھی ہیں کہ جن کی ساری آمدنی سیاحت پہ منحصر ہے۔ ان میں سے ایک سونرز لینڈ ہے' سیلون ہے۔ ہمسایہ ممالک میں بھی لوگ سیاحت کے لیے جاتے تھے اور غضب خدا کا پاکستان میں ایک اچھا مقام ہے جس کو ہم ترقی دے رہے ہیں اس پر آپ کو اعتراض ہے۔ یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ 18 کروڑ روپے کی رقم وزیر اعلیٰ کے لیے جہاز خریدنے کے لیے مختص کی گئی ہے۔ آپ نے بجٹ پڑھا ہو' اے ذاکر حسین! آپ نے بھی بجٹ پڑھا ہو اور دوسروں نے پڑھا ہو۔ آپ کو سمجھ نہ آئی ہو تو بتائے دیتا ہوں کہ یہ آپ کے گورنر کے فلیٹ کے لیے خریدا جا رہا ہے۔ اس کے لیے یہ رقم مختص کی گئی ہے۔ اگر ہم نے یہ رقم بلا ضرورت رکھی ہے تو گورنر صاحب کو سمجھائیے۔ ان کے دفتر سے یہ چٹھی جاری ہوئی تھی کہ ہمارے لیے ایلیچنج منظور کیا جائے۔ اگر میری بات پر یقین نہیں ہے تو

گورنر صاحب کے دفتر سے وہ چٹھی بھی دیکھ لیں اور پھر مرکز نے گورنمنٹ پنجاب سے پوچھا تھا کہ کیا آپ پاکستانی کرنسی میں اس قدر رقم مہیا کر سکیں گے۔ ہم نے "ہاں" کر دی۔ یہ وزیر اعلیٰ کے لیے نہیں۔ یہ گورنر کے لیے نہیں بلکہ گورنر کے کلیٹ کے لیے ایک جہاز ہے۔ ہمیں آپ کہتے ہیں کہ فضول خرچیاں کرتے ہیں۔ آپ اپنے اخراجات کو ذرا لگام ڈالیے اور اگر لگام ڈالتے ہیں تو آپ ناراض ہوتے ہیں۔ ہم نے اہم محکموں پر 10 فیصد کی کٹوتی لگائی۔ آپ نے کہا کہ اس سے ڈویلپمنٹ پروگرام متاثر ہو گا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا ڈویلپمنٹ پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نان ڈویلپمنٹ پروگرام ہے اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے نان ڈویلپمنٹ پروگرام میں کمی کی گئی ہے۔ نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! مجھے یہ دوست نظر آتے ہیں ان کے چہرے اچھے نظر آتے ہیں کچھ چہرے رواں دواں ہو کے یہاں سے چل دیے وہ ہوتے تو میں اور بھی ان کی طرف آتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو مجھے ان کی طرف دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ اعتراض یہ ہے کہ بحث میں ممبران کی supervision کا ذکر نہیں حالانکہ یہ کام ممبران کے سپرد ہونا چاہیے تھا اور اعتراض یہ ہے کہ اگر ان کے سپرد ہوتا تو نہ ملازم کھاتے نہ ٹھیکے دار کھاتے تو میں یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں کسی کی ذمہ داری نہ ہو کمیٹیوں کے ذمے کام سپرد ہو جائے۔ بے شمار آدمیوں کے سپرد ہو جائے کسی کی ذمہ داری نہ ہو تو پھر وہاں فائدے کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔ ہر محکمے کا انچارج وزیر ہے اور وزیر ہی نگرانی کرتا ہے کہ جو بھی کام ہوتے ہیں وہ ٹھیک طرح سے ہوں اور پھر ان کی کوئی کسر رہ جاتی ہے تو پھر آڈیٹر جنرل وہ اعتراضات کرتا ہے اور یہ جو ہماری پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں ان کو thrash out کرتی ہیں ہر محکمے کا سربراہ آتا ہے اور جواب دہی ہوتی ہے اس لیے آپ تسلی رکھیں کہ موجودہ نظام جو ہے اور وزراء کون ہیں۔ وزراء بھی تو اس اسمبلی کے ممبر ہیں۔ یہ وزیر بننے سے کوئی کم تر ممبر نہیں بن جاتے۔ کہا گیا ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن میں 37 فیصد کا اضافہ ہوا اور سارا پیسہ گاڑیوں' ایئرکنڈیشنروں اور دیگر عیاشیوں پر خرچ کیا گیا ہے۔ یہ نہ تو ایر کنڈیشنروں پر خرچ ہوتا ہے نہ گاڑیوں پر اور عیاشیاں آپ کو مبارک ہم نہیں کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہمارے وصی ظفر صاحب ہیں۔ مجھے کہنے کی اجازت دی جائے کہ میں جب ان کو دیکھتا ہوں تو ان کی آنکھوں کی طرف نظر جاتی ہے تو مجھے جناب والا! یوں نظر آتا ہے کہ یہ روز سرمہ ڈال کے آتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے ان سے کئی دفعہ پوچھا جناب والا! یہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہتے ہیں کہ بھائی میں نہیں ڈالتا میں نے تو مستقل ہی قلو پیڑا کاجل لگا رکھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جو دھونے سے نہیں جو مٹتا نہیں اور پھر یہ مجھے پوچھنے آتے ہیں کہ ابھی تم جوان ہو مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے اگر دس سال پہلے میرے پاس آتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ان کی عمر 25 سال کر دی جائے۔

وزیر خزانہ: خدا آپ کی زبان مبارک کرے۔ "زبان خلق را' نقارہ خدا بجھو۔" اور آپ کی اگر یہی دہ تو 25 سال ہی سمجھو اور میری دعا ہے کہ تو 15 سال کا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب والا! آج ان کے امتحان کا دن ہے کیوں کہ یہ بھی آپ بطور خزانہ تقریر کر رہے ہیں۔ اور میرے پیچھے بھی وزیر خزانہ بیٹھا ہوا ہے اور انصاف یہ ہاؤس کرے اگر انصاف نہ کیا تو آپ روز محشر جواب دہ ہوں گے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ان کے پیچھے بھی خزانہ ---(نعرہ ہائے تحسین)--- یہ خزانہ ان کو مبارک کے ممبروں کو مبارک وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! ان کے ساتھ ہمارا ہے یہ سمجھوتے پر قائم رہیں تو یہ ہنسیں گے۔ ہم ان کو ہنسائیں گے ہم ان کا خون بڑھائیں گے لڑائی نہیں لڑیں گے۔ ہم اذانیں دیں گے تو ٹھیک طرح سے دیں گے۔ میں یہ بات کر رہا تھا بات یہ کہ یہ 93 کروڑ روپے کا جنرل ایڈمنسٹریشن میں اضافہ ہوا ہے 37 فیصد کا اضافہ ہوا ہے اس میں سے آئٹم ہے وہ ہے لوپیڈ ملازموں کی تنخواہوں میں 5 فی صد اضافہ' 45 کروڑ روپیہ ادھر چلا گیا۔ جیسے نے عرض کیا یہ عیاشیوں کے لیے نہیں یہ غریبوں کے لیے ہے اور یہ مین آئٹم ہے۔ (نعرہ ہائے تح

یہ مجھے رہ رہ کے بیگم فوزیہ حبیب یاد آ رہی ہیں یہ مجھے اپنی تقریر کے دوران یاد فرما رہ اور جب میں سامنے آیا تو فرمانے لگیں کہ یہ وزیر جو میرے سامنے بیٹھا ہے جس کا میں نام نہیں یاد بھی کیا اور نام بھی نہیں جانتی۔ انہوں نے فرمایا کہ جہیز فنڈ الیکشن کے وقت تقسیم کیا ہوتیں تو میں انہیں بتاتا' ویسے آپ انہیں میرا پیغام پہنچا دیجیے گا کہ اس کا باقاعدہ طریق کار صوبے کی بھی ایک کمیٹی ہے جس کا سربراہ سوشل سکیورٹی کا وزیر ہے اور کئی محکموں کے وہ ہیں جو کمیٹی بنتی ہے وہ اس جہیز فنڈ کو تقسیم کرنے کے لیے پالیسی بناتی ہے اور کئی محکمو

سیکرٹری ہیں۔ اور پھر ہر ضلع میں ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں ضلعی کمیٹی بنی ہوتی ہے جو جہیز فنڈ کو غریب لڑکیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے استعمال کرتی ہے۔ یہ جہیز فنڈ غریبوں کو نہیں جاتا تو اور کس کو جاتا ہے؟ آپ اپنے اندر جھانکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سب سے بڑا گلہ رانا شوکت صاحب کو یہ تھا کہ ہم نے خواتین کے لیے کچھ نہیں کیا۔ فرمانے لگے کہ میرا اختیار ہو تو میں ان کے لیے ایک ارب رکھ دوں۔ میرا اختیار ہو تو میں ان کے لیے تین ارب رکھ دوں اور میری ان کے لیے جان بھی حاضر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ تو زبانی کلامی باتیں کرتے ہیں۔ دو چار خواتین کو وزیر بنا دیا تو آپ نے سمجھا' آپ نے بڑا تیر مارا ہے۔ ہم نے یہ نہیں کیا۔ ہم نے ایک ادارہ بنایا ہے جس میں ملک کی اس صوبے کی نادار' غریب ہونہار لڑکی نویں جماعت سے لے کر بی اے تک مفت تعلیم حاصل کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان کے اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ بجائے اس کے کہ بیگم ریحانہ سرور کو آپ نے وزیر بنا دیا ہے اور بیگم خاکوانی کو وزیر بنا دیا ہے اور سینیٹر وزیر بنا دیا ہے۔ ہم نے تو اس صوبے کی نادار لڑکیوں کے لیے ایک ادارہ بنایا ہے۔ آپ کو بھی یہ توفیق کبھی نصیب ہوئی کہ آپ بھی ان کے لیے اس قسم کا کوئی ادارہ بناتے؟ (نعرہ ہائے تحسین) اور سنیے۔ ہنس مذاق کی باتیں ہو چکیں۔ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ صوبے کے ناتے سے' مذاہب کے ناتے سے۔ یہ کوئی بات نہیں کہ ایک بھائی آئی جے آئی میں ہے اور دوسرا پیپلز پارٹی میں ہے۔ ایک ادھر ہے تو دوسرا ادھر ہے۔ یہ کوئی بات نہیں۔ ناتے نہیں ٹوٹتے۔ رشتے نہیں ٹوٹتے اور اس وقت ہنسی مذاق ختم ہو گیا۔ میں چراغ سحری ہوں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس وقت جن خطرات سے ہم دوچار ہیں۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ بہت سے بھائیوں نے اس کی طرف نشان دہی کی۔ ادھر سے بھی نشان دہی کی گئی کہ جتنی ضرورت اتحاد و اتفاق کی اس وقت ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ خدا گواہ ہے' بہت سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں۔ میں گلہ نہیں کرتا کہ یہ لسانی فسادات کس نے پھیلائے۔ میں نام نہیں لیتا۔ میں پارٹی کا ذکر نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ خدارا! جس نے بھی کیا ہے' وہی اس کو ختم کر سکتا ہے۔ ان کو کہیے' آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ خدارا! ان اختلافات کو ختم کیجیے۔ ہم سب بھائی ہیں۔ ہم گلے کی لڑی میں پروئے ہوئے بھائی ہیں۔ سندھی میں پنجابی میں کوئی فرق نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ایم کیو ایم کو ختم کر دو۔ غلام مصطفیٰ شاہ صاحب وزارت تعلیم کا قلم دان سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہ بڑا اہم اداراہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے سب سے اہم ادارہ جناب غلام مصطفیٰ شاہ

صاحب کو دیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ غلام مصطفیٰ شاہ نے 1973ء میں "سندھ کوارٹرلی" میں جو مقالات پاکستان کے خلاف، پنجاب کے خلاف، قائد اعظم کے خلاف، علامہ اقبال کے خلاف۔ میں بکے کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ کہے، اس کو آپ نے وزیر تعلیم بنایا ہے؟ اس کی سنت اعتزاز احسن نے ادا کی۔ جس کا باپ اور بھائی مسلم لیگی تھے۔ اس ملک کے فدائی تھے۔ اس نے سنت ادا کی۔ اس نے بھی کہا کہ ایم کیو ایم کو ختم کر دو۔ ان کا قصور کیا ہے؟---

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! آپ کتنا وقت اور لیں گے تاکہ میں اس کے مطابق وقت میں توسیع کروں؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! پندرہ منٹ اور بڑھا دیں۔ آدھا گھنٹہ بڑھا دیں تو بہتر ہے۔ کوشش کروں گا پندرہ منٹ میں ختم کر دوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پندرہ منٹ مناسب رہیں گے۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں۔

وزیر خزانہ: ایک ضروری بات ملکی نقطہ نظر سے ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ میں پہلے ختم کر دوں گا تاکہ آپ کو بار بار وقت نہ بڑھانا پڑے گا۔

جناب سپیکر: وقت میں مزید پندرہ منٹ کے لیے توسیع کی جاتی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر میری تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے تو ان کی تقریر کے دوران میرا بھی پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے جو بڑا جائز ہے۔ جناب سپیکر! ضروری نہیں کہ ہمیشہ انسان کی سوچ، فکر اور خیالات ایک جیسے رہیں۔ یہ 1973ء کی بات 1990ء میں کر رہے ہیں۔ غلام مصطفیٰ شاہ جس وقت پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے، وہ اپنے سابقہ نظریات سے رجوع کر چکے ہیں۔ وطن کے بارے میں علامہ اقبال کی سوچ پہلے یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

لیکن علامہ اقبال نے بعد میں تصور پاکستان دیا---

جناب سپیکر: یہ مداخلت مناسب نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: وہ 1973ء کی بات 1990ء میں کر رہے ہیں-----

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ مناسب نہیں' مداخلت نہ کریں۔ وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں مداخلت نہ کی جائے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں حیران ہوں۔ جس بات کا صوبے کی بھلائی سے تعلق ہے جس کا سندھ کی بھلائی سے تعلق ہے جس کا بلوچستان کی بھلائی سے تعلق ہے۔ جس کا فرنٹیر کی بھلائی سے تعلق ہے اور سارے ملک کی بھلائی سے تعلق ہے اور وہ ہے اتحاد اور اتفاق۔ یہ بات کہ ایم کیو ایم کو ختم کرو۔ یہ اتحاد و اتفاق کی بیخ کنی ہے۔ انہوں نے ایک ایک گروپ کو آزمایا۔ جناب سپیکر! انہوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ بھی دوستی کا ناتا جوڑا۔ آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ آپ نے ان کو ٹھکرا دیا۔ پھر وہ ہمارے پاس آئے۔ وہ تو اتنے اچھے لوگ ہیں کہ جو طالع آزما کراچی گیا۔ نورانی گیا تو وہ انھی کے ووٹوں سے بنا۔ جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور انہی کے ووٹوں سے بنا حتیٰ کہ شیر باز خان مزاری راجن پور کے رہنے والے وہ بھی وہیں سے منتخب ہوئے۔ میں انہیں شیر خان کہتا ہوں سب کو منتخب کیا سب کو آزمایا سب پارٹیوں کو آزمایا ان کی جب آئی جے آئی کی آخری میٹنگ کراچی میں ہوئی تھی۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں سارے جھنڈے اتر گئے تمام پارٹیوں کے جھنڈے اتار دیے۔ صرف ایک پاکستان کا جھنڈا رہ گیا تھا۔ آپ ان لوگوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں جو ایک دفعہ بنگلہ دیش میں مہاجر دوسری دفعہ یہاں مہاجر جس کے پاس بھی جاتے ہیں ان کو ٹھکرا دیتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو محفوظ کریں۔ آپ باتیں کرتے ہیں کہ فلاں نے یہ ظلم ستم کیا انہوں نے کیا کیا انہوں نے اس بہانے سے اور پہلے کیا کہ ہم نے اپنے بجٹ سے اپنے اخراجات سے پولیس کی نفری کو بڑھایا سندھ کی نفری میں دس ہزار سپاہی بھرتی ہوا ہے۔ اس کے سب مرکز نے پیسے دیے اور وہ کون تھے جرائم پیشہ لوگوں کو بھرتی کیے تھے سب سندھی جرائم پیشہ لوگوں کو پولیس میں بھرتی کیا اور رینجرز میں دس ہزار بھرتی ہوئے آج تک کبھی نہیں ہوا کہ ایک صوبے سے رینجرز بھرتی کیے جائیں انہوں نے رینجرز بھرتی بھی سارے کے سارے اس صوبے سے کیے اس میں پنجاب کا حصہ نہیں تھا۔ یہ آپ پارٹی بازی کرتے ہیں۔ آپ ہی اختلافات کرتے ہیں پھر اس پیسہ کو استعمال کیا ان کو کہا کہ حیدر آباد میں دشمن بیٹھا ہوا ہے۔ یہ قلعہ کہنہ میں دشمن بیٹھا ہوا اس پر چڑھائی کرو اور چڑھائی اس طرح کی۔ آپ عورتوں کی عزت کی بات کرتے ہیں اور کیا ڈاکٹر بنگش کہہ رہے تھے۔ میں پھر یہ اعتراف کرتا ہوں ہو سکتا ہے کہ میں شعر غلط پڑھ جاؤں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

آپ باتیں اتحاد اور اتفاق کی کرتے ہیں۔ آپ بیج بوتے ہیں نفرت کا سندھی پولیس کی شہرت کونہ کونہ میں ہو رہی ہے۔ نہ دیکھا معصوم بچوں کو نہ دیکھنا عورتوں کو۔ آپ عورتوں کی حرمت کی بات کرتے ہیں۔ عورتوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ آپ سے بڑا دشمن عورتوں کا اور بچوں کا کون ہے آپ ہیں اور ہندوؤں میں انہوں نے کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھا رکھے ہیں۔ آپ نے ان کی تقلید کی ہے اور حیدر آباد میں وہ کشت و خون کیا اور خون کی ندیاں بہا دیں نہ دیکھا کوئی عورت ہے نہ دیکھا کوئی معصوم بچہ ہے۔ اور نہ دیکھا کوئی بوڑھا ہے اور آج جس طرح۔۔۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب سپیکر! یہ وزیر خزانہ کی باتیں ہیں۔ یہ بجٹ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ ممبر تو اس قسم کی باتیں تو کر سکتا ہے۔ وزیر خزانہ نے بجٹ کا جواب دینا ہے۔ انہیں بجٹ تک محدود کرنا چاہیے۔ وہ سندھ میں پھر رہے ہیں کبھی کہیں پھر رہے ہیں۔ کبھی پولیس کی بھرتی پر پھر رہے ہیں۔ کیا یہ بات وزیر خزانہ کے دائرہ کار میں آتی ہے جو یہاں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب سپیکر! اعتراضات کے بارے میں ان کا کوئی جواب نہیں آ رہا ہے۔ ان کے پاس بجٹ کے بارے میں کوئی جواب نہیں اس لیے وہ اس طرح کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب! تشریف رکھیے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ میرے بڑے پرانے دوست ہیں۔ میں ان کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا یہ میرے پرانے دوست ہیں۔ یہ میرے ساتھ 1970ء میں بھی رہے اور یہ میرے دوست تھے۔ میرے ساتھی تھے۔ میں ان کی عزت کے لیے بات ختم کرتا ہوں۔ میں گزارش کرتا ہوں اور ایک آخری بات کہتا ہوں میں کسی کے برے کاموں کا ٹھیکے دار نہیں جنرل ضیاء کا مطلق العنان 11 سال حکومت تھی۔ دنیا چیختی رہی کہ بنگلہ دیش کے تین لاکھ مہاجر ہیں ان کو یہاں لے آؤ وہ نہیں آئے۔ آج بھی یہ سوال ہے اور میں قرآن پر حلف اٹھا کر کہتا ہوں ان کو لے آؤ میری جتنی زمین اور میرا جو کچھ ہے۔ تن من دھن میرا ان کے لیے حاضر ہے۔ میری آخری بات ہے۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی جماعت کو بھی مناؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مان جائے گی۔ اگر آپ اپنی تمام جاگیروں پر ان کو وہاں بسا دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم سب آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔

وزیر خزانہ: میرے بھائی میاں نواز شریف نے تو یہ کہا تھا اگر کوئی ان کو نہیں بساتا تو ہم ان کو پنجاب میں بسانے کے لیے تیار ہیں۔ آپ نواز شریف کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب! آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کیوں interruptions کر رہے ہیں۔ آپ ان کو اپنی بات کرنے دیں چودھری صاحب فنانس منسٹر کو اپنی بات کرنے دیں۔ آپ نے یہ سب باتیں کیں ہیں۔ آپ سب صاحبان نے میں خود سنتا رہا ہوں یہ سب باتیں کیں ہیں۔ فنانس منسٹر کو wind up کرنے دیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں نوائے وقت نے ٹھیک لکھا کیا ہے نہ مرکزی حکومت نے کالا باغ ڈیم کا ذکر کیا نہ پنجاب کے وزیر خزانہ نے لیکن یہ مرکزی حکومت نے بنانا ہے۔ ہم نے نہیں بنانا۔ ہمارے اختیار میں ہو تو ہم وہ بنا چکے ہوتے ایک اور بات آپ خواتین کی بات نہ کیا کریں۔ جناب سپیکر! گورنر ہاؤس ان کی یادوں سے پر ہے۔ کیسے لڑکیاں اٹھوا اٹھوا کر اغوا کر کے گورنر ہاؤس میں لائی جاتیں تھیں۔ ہم لڑکیاں اٹھواتے نہیں ہیں۔ ہم ان کو پڑھانے کے لیے لاتے ہیں تم ان کو عیاشی کے لیے اٹھواتے ہو۔ تم خواتین کی باتیں کرتے ہو کس منہ سے بات کرتے ہو۔ میں آپ کا وقت مزید نہیں لینا چاہتا میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں اتفاق اور اتحاد کی فضا پیدا کیجئے اور اس نفاق کو ختم کیجئے۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس جمعرات 21 جون 1990ء نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی کیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

جمعرات' 21 جون 1990ء

(یخ شنبہ۔27- ذی القعدہ' 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 55 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

سورۃ الشوریٰ آیات 23 تا 25

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس کی خوشخبری دیتا ہے یہ وہ چیز ہے جو ایمان سے آئے اور نیک عمل کرتے رہے۔ آپ فرمادیجیے میں اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے نہیں مانگتا اور جو شخص کوئی نیکی کماتا ہے اس میں ہم حسن اُس کے لیے دوبالا کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا کیا یہ لوگ کہتے ہیں پس اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹا دیتا اور حق کو اپنے ارشادات سے ثابت کرتا ہے بے شک وہ جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

میاں عزیزالرحمٰن چن

سیکرٹری اسمبلی، میاں عزیزالرحمن چن صاحب لکھتے ہیں کہ میں مورخہ 27 جون 1990ء سے حج کے فریضہ کے لیے جا رہا ہوں۔ لہذا 27 جون تا اختتام اجلاس حاضر نہ ہو سکوں گا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی ملک سکندر حیات خان

Secretary Assembly: Haji Malik Sikandar Hayat Khan has written.It is requested that I would not be able to attend the session from Saturday 23rd June, 1990. For the remaining session I may be granted leave.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری قربان علی چوہان

سیکرٹری اسمبلی، قربان علی چوہان صاحب لکھتے ہیں کہ گزارش ہے کہ بندہ بوجہ ذاتی مصروفیات مورخہ 16 تا 17 جون 1990ء اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ استدعا ہے کہ دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

میاں امان اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی، میاں امان اللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ بوجہ بیماری مورخہ 16 اور 17 جون 1990ء کو میں اسمبلی کی کارروائی میں شریک نہ ہو سکوں گا۔ براہ کرم دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی، سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب لکھتے ہیں کہ گزارش ہے کہ میں مورخہ 12 اور 13 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا کیونکہ میرے بھائی کی شادی تھی ۔ براہ مہربانی ان دو ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری منور حسین تارڑ

سیکرٹری اسمبلی، منورحسین تارڑ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے حج مبارک پر مورخہ 19 جون کو جانا ہے ۔ اس لیے 19 جون سے تا اختتام اجلاس چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سید سلیمان احمد گردیزی

سیکرٹری اسمبلی، سید سلیمان احمد گردیزی صاحب لکھتے ہیں مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ بوجہ علالت 17-16-13-12-9 جون 1990ء کے اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا۔ مہربانی فرما کر متذکرہ ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

رانا اکرام ربانی

سیکرٹری اسمبلی، رانا اکرام ربانی صاحب لکھتے ہیں میں بسلسلہ علاج اجلاس کے باقی ماندہ ایام میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں ۔ استدعا ہے کہ مورخہ 20جون 1990ء سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

میاں ظہیر الدین

سیکرٹری اسمبلی: میاں ظہیر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ گزارش ہے بندہ بوجہ بیماری تین دن اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہذا تین یوم مورخہ 16 تا 18 جون رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

ملک حاکمین

سیکرٹری اسمبلی: ملک حاکمین صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری دو یوم مورخہ 17-18 جون کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

بیگم زبیدہ منصور ملک

سیکرٹری اسمبلی: بیگم زبیدہ منصور ملک صاحبہ لکھتی ہیں گزارش ہے کہ بیگم زبیدہ منصور ملک ایم پی اے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے آ رہی تھیں راستے میں ہارٹ اٹیک ہو گیا انھیں فوری طور پر میو ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا ہے اور اس وقت انتہائی نگہداشت کے یونٹ میں ہیں۔ جب تک وہ زیر علاج رہیں گی اجلاس میں شرکت نہ کر سکیں گی ان کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

خان غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی: غلام سرور خان صاحب لکھتے ہیں میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مورخہ 19 جون سے سعودی عرب جا رہا ہوں۔ بقایا اجلاس کے لیے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

محمد سرور کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی: محمد سرور کھوکھر صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ میں حج پر جا رہا ہوں ۔ اس لیے استدعا ہے کہ 19جون 1990سے تا اختتام اجلاس رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری مہدی حسن بھٹی

سیکرٹری اسمبلی: چودھری مہدی حسن بھٹی صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ بوجہ بیماری بجٹ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ میری 8 یوم کی رخصت مورخہ 12جون تا 19جون منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

Secretary Assembly: Mr Daryus Paestonji has written:

"I wish to inform you that I am going to Karachi on 7th June, 1990 for medical reasons for a period of one month. I would request you to grant me leave for 30 days starting from 7th June and oblige"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری وجاہت حسین

سیکرٹری اسمبلی: چودھری وجاہت حسین صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 18 جون سے حج پر جا رہا ہے ۔ براہ کرم مورخہ 18 جون تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

باجی نصرت رشید

سیکرٹری اسمبلی: باجی نصرت رشید صاحبہ لکھتی ہیں ۔ السلام علیکم ۔ گزارش ہے کہ ہم نے 20 تاریخ کو حج پر جانا ہے ۔ براہ مہربانی 18 جون سے رخصت منظور کی جائے ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

ملک شہباز خان

سیکرٹری اسمبلی: ملک شہباز خان صاحب لکھتے ہیں کہ میں بوجہ علالت والدہ صاحبہ گھر جا رہا ہوں ۔ لہذا مورخہ 16 جون تا 20 جون رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری پیر بخش

سیکرٹری اسمبلی: چودھری پیر بخش صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ بندہ نے ضروری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد جانا ہے ۔ لہذا بندہ کو صرف تین یوم کی رخصت مورخہ 18 تا 20 جون منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ حبیب

Secretary Assembly: Miss Fauzia Habib has written

"This is to inform you that I am proceeding to Hajj. Therefore, I shall not be able to attend the session from 18th June to 30th June, 1990. Kindly grant me leave "

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

بیگم عفیفہ ممدوٹ

Secretary Assembly: Begum Afifa Mamdot has written:

" I would like to bring to your notice that I have been absent from attending the Punjab Assembly on 12th and 13th June, 1990 as my husband was admitted for treatment in Hospital Please grant me leave for the said period.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی، فوزیہ بہرام صاحبہ لکھتی ہیں گزارش ہے کہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے میں مورخہ 9 جون 1990ء کے بجٹ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی۔ براہ مہربانی 9 جون کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

ملک محمد دین

سیکرٹری اسمبلی، ملک محمد دین صاحب لکھتے ہیں السلام علیکم۔ عرض یہ ہے کہ میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے 13 جون رات 9 بج کر 50 منٹ پر جا رہا ہوں۔ اس لیے التماس ہے کہ میں بجٹ اجلاس میں شرکت نہ کر سکوں گا۔ لہذا میری چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رشید

سیکرٹری اسمبلی، میاں محمد رشید صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ ضروری کام کی وجہ سے 16 جون کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ لہذا درخواست ہے کہ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی: محمد افضل ساہی صاحب لکھتے ہیں بوجہ بیماری 12 جون کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر بندے کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

محمد خان جسپال

Secretary Assembly: Muhammad Khan Jespal has written:

"Kindly grant me leave for 9th June as I could not attend the session due to very important engagement."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری وجاہت حسین

سیکرٹری اسمبلی: چودھری وجاہت حسین صاحب لکھتے ہیں کہ بندہ فروری 1990ء میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مورخہ 7 فروری اور 26 فروری کو بوجہ ناسازی طبع اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری وجاہت حسین

سیکرٹری اسمبلی: چودھری وجاہت حسین صاحب لکھتے ہیں گزارش ہے کہ بندہ گزشتہ اجلاس بوجہ علالت مورخہ 31 مارچ اور 7 اپریل کے اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا۔ متذکرہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

آغا ریاض الاسلام

سیکرٹری اسمبلی، آغا ریاض الاسلام صاحب کی طرف سے درخواست ہے السلام علیکم ۔ جناب آغا ریاض الاسلام صاحب ایم پی اے ' قاضی حسین احمد صاحب امیر جماعت اسلامی کی قیادت میں پانچ اسلامی ممالک کے ملکوں کے دورے پر گئے ہوئے ہیں ۔ مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں ایک اعلیٰ سطحی وفد تشکیل دیا گیا تھا ۔ جس میں جناب آغا ریاض الاسلام صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ مورخہ 9 جون سے شروع ہونے والے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکیں گے ۔ لہذا 9 جون تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی اسرار احمد خان

Secretary Assembly: Haji Israr Ahmed Khan has written:

"Respectfully I state that I am sick and at present admitted in Shaikh Zaid Hospital Lahore. Therefore, I cannot attend the Assembly session. Kindly excuse my presence and accept my sick leave for two weeks effective from 9th June, 1990."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

محمد ناصر خان

Secretary Assembly: Private Secretary of Mr Muhammad Nasir Khan has written:

"With reference to your notice dated 2nd June regarding attending

Assembly session for presentation of annual budget starting from 9th June I am directed to inform you that Mr Nasir Khan, MPA has already left for abroad in connectionwith his personal matter and he shall not be able to attend the forthcoming session. You are, therefore, kindly requested to excuse his absence till close of the session and treat this period as leave."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

زبیدہ ملک صاحبہ

سیکرٹری اسمبلی، زبیدہ ملک صاحبہ لکھتی ہیں گزارش ہے کہ مورخہ 19 اور 20 جون کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکی کیونکہ میرا جوان بھانجا فوت ہو گیا تھا۔ چھٹی منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب اس بارے میں ذرا احتیاط سے کام لینا ہو گا کہ ابھی تلاوت کلام پاک ہی ہوئی ہے اور تلاوت کے فوراً بعد کچھ صاحبان پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ایوان میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں' اس کے legal aspects پر constitutional aspects پر ہو سکتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، اس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اس لیے پہلے کچھ کارروائی چلنے دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ہم صبح صبح اخبار پڑھ کر آتے ہیں' اس لیے گذشتہ کارروائی کے بارے میں کچھ کہنا ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' اس سے ایوان میں کچھ ایسا تاثر ملتا ہے جب کچھ دوست تلاوت کے فوراً بعد

پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے شاید کوئی تلاوت کلام پاک پر اعتراض ہے۔ اگر یہ پھٹی کی درخواستیں آئی ہیں تو شاید ان پھٹی کی درخواستوں پر کوئی اعتراض ہے' اس لیے پوائنٹ آف آرڈر تھوڑی سی تاخیر سے اٹھانا چاہیے۔ میں آپ کو یہ تجویز پیش کر رہا ہوں آپ آج اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کر لیں آئندہ اس بارے میں تھوڑی سی احتیاط کر لیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آج میں نے اخبار پڑھا ہے۔ کل میں یہاں بیٹھا بھی نہیں تھا۔ حالانکہ میں ہاؤس میں موجود رہتا ہوں۔ وزیر خزانہ کی تقریر کے کچھ اقتباسات اخباروں میں آتے ہیں۔ تو ایسے لگتا تھا کہ وزیر خزانہ بجٹ کی winding up speech نہیں کر رہے بلکہ کوک شاستر سے اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اور وصی ظفر کے متعلق ریمارکس سے محسوس ہوتا تھا کہ ذوق اصفہانی رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

عمارت اسمبلی کے اندر اسلحہ لانے کی ممانعت

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی ابھی جب میں اسمبلی کے گیٹ میں داخل ہوا تو میں حیران ہوا کہ نواب زادہ غضنفر علی گل جو کہ عوامی رہ نما نیک اور شریف بھی ہیں' ان کے ساتھ دو کلاشنکوفوں والے مسلح آدمی ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف تھا' میرے خیال میں قانون کے مطابق کوئی شخص اسلحہ لے کر اسمبلی کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ میری گزارش ہے کہ اس کے متعلق آپ رولنگ فرمائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں کلاشنکوفوں کے ساتھ اسمبلی آ سکتا ہوں۔ میں آئی جے آئی کے غنڈوں کے نرغے میں ہوں جناب والا! میں نے اپنی حفاظت کے لیے رکھی ہوئی ہے۔ ہم ایک سو سال سے عوامی زندگی میں ہیں۔ ہم نے کبھی ہاتھ میں چھڑی بھی نہیں رکھی۔ یہ پنجاب حکومت اور آئی جے آئی کا کمال ہے کہ ہمیں کلاشنکوفیں اسمبلی تک لانی پڑتی ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ کی یہ بات درست ہے کہ اسمبلی کے گیٹ کے اندر کوئی شخص بھی اسلحہ لے کر نہیں آ سکتا۔ اور کسی کو بھی نہیں لانا چاہیے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! غنڈہ گردی پیپلز پارٹی کرتی ہے اور الزام آئی جے آئی پہ ہے۔ یہ کس حد تک درست ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: غنڈہ گردی تو جماعت اسلامی والے کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: تو پھر آپ ہماری جماعت کا نام لیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق جناب شبیر احمد خان صاحب کی ہے۔ وہ تشریف رکھتے ہیں؟ (جناب شبیر احمد خان ایوان میں وجود نہیں تھے) اگلی تحریک استحقاق نواب شیر وسیر صاحب کی ہے (وہ بھی ایوان میں موجود نہیں تھے)۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب میری ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: کون سا نمبر ہے؟

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: 33 نمبر ہے جناب۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق ضرور آئے گی۔ فوزیہ بہرام صاحبہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر انھوں نے کہا تو پھر آپ بات کر سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اگر منظور موہل کسی کو کہہ سکتے ہیں تو فوزیہ بہرام کیوں نہیں کہہ سکتیں؟

جناب سپیکر: چودھری شاہ نواز چیمہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے موخر کی گئی تھی۔ کیا وہ آپ نے پڑھ لی تھی؟

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب والا! میں نے نہیں پڑھی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر قانون نے کہا تھا کہ وہ اس پہ متعلقہ محکمہ سے جواب حاصل کریں گے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: میں نے نہیں پڑھی۔

جناب سپیکر: تو بسم اللہ کیجیے۔

اراکین اسمبلی کو ادویات کی فراہمی کے طریق کار میں تبدیلی

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کے متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 13- جون کے صفحہ اول پر طبع شدہ خبر کے مطابق ایم ایس سروسز ہسپتال لاہور نے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کو ملنے والی ادویات بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب کہ قانون کے مطابق ایم پی اے صاحبان ایسی مراعات کے مستحق ہیں۔ ایم ایس سروسز ہسپتال کے اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔اور انہیں جائز قانونی حق سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ جناب والا! میں اس پر short statement دینا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایم ایس نے ہمیں ہمارے جائز حق سے محروم کیا اور اس کے بارے میں اخبارات میں خبر دی گئی۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ کیونکہ جو کچھ سروسز ہسپتال میں ہوتا ہے کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ میں نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پندرہ روپے کی چیز 125 روپے میں خریدی گئی دیکھی ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ خرچ وہ خود کرتے ہیں اور بدنام اسمبلی کے ممبران کو کرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ خواہ مخواہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کو بدنام کیا جا رہا ہے؟ اس کی باقاعدہ تحقیقات کروائی جائیں کہ ان دوائیوں کے پیسے کہاں استعمال ہوتے ہیں اور دوسرے کے نام پہ کیوں ڈالے جاتے ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میری یہ تحریک منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

کیپٹن ڈاکٹر محمد رفیق، جناب سپیکر! چیمہ صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق درست نہیں۔ اخبار کی خبر بھی بالکل غلط ہے۔ آج کل ممبران اسمبلی سروسز ہسپتال میں داخل ہیں اور انہیں پوری پوری طبی امداد دی جا رہی ہے۔ لیکن بات یہ ہوئی ہے کہ بعض ممبران دوائیں چٹ پر لکھ کر ایم ایس کے پاس بھیجتے تھے کہ ہمیں یہ دوائیاں چاہئیں۔ اس پر حکومت پنجاب محکمہ صحت نے کمیٹی بنائی اور فیصلہ کیا کہ یہ نہ محکمہ صحت کے حق میں ہے اور نہ فاضل ممبران کے حق میں ہے کہ وہ چٹ پہ دوائیں لکھیں اور وہاں سے ان کو دوائیں ملیں۔ کمیٹی کی سفارشات یہ تھیں کہ کسی ڈاکٹر سے نسخہ لے کر اگر ممبران اسمبلی آئیں تو انہیں دوائیں فوراً مہیا کی جائیں۔ انہیں دوائیں مہیا کی جا رہی ہیں اور کی جاتی رہیں گی۔ کیونکہ

کسی ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر کوئی دوا دی جائے گی تو اس میں آڈٹ کا اعتراض بھی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے مضر اثرات اور مضر صحت ہوں۔ حکومت پنجاب کی یہی کوشش رہی ہے اور ہے کہ ممبران اسمبلی یا ان کے اہل خاندان کو دوائیں برابر مہیا کی جائیں۔ جو میڈیکل افسران یہاں اسمبلی میں ڈیوٹی دے رہے ہیں ان کو بھی پوری اجازت ہے کہ نسخہ لکھیں اور جو ان کا نسخہ ہو گا اس کے مطابق انہیں یہاں اسمبلی بھی دوائیں فراہم کی جائیں گی اگر وہ دوائی جو وہ لکھتے ہیں اسمبلی میں نہیں تو وہ سروسز ہسپتال کے میڈیکل سٹور سے لے کر انہیں مہیا کریں گے۔ تو اس لیے میں ان تحریک کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: صفدر شاکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد صفدر شاکر: جناب والا! میں چیمہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ میڈیکل کے مسئلے کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں سے 96 لاکھ روپے کی ادویات جاری ہو چکی ہیں، لیکن ممبروں کے پاس تو شاید 10 لاکھ روپے کی بھی ادویات نہیں پہنچیں، اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ میڈیکل کا سلسلہ ہر ممبر کے لیے fix کر دیں ایک ہزار روپیہ ہر ماہ دیں اس سے وہ ممبر دوائی خریدے نہ خریدے بہرحال fix ہو جائے۔ اگر کوئی سنجیدہ کیس ہے تو ممبر ہسپتال میں admit ہو اور اس پر جتنے بھی اخراجات صرف ہوں تو اس کا استحقاق ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کو حل کریں، ہوتا یہ ہے کہ ہمارے نام سے پرچیاں جاری ہو جاتی ہیں اور ہمیں اس کا پتہ نہیں ہوتا کہ ہم نے وہ medical aid لی ہے یا نہیں۔ یہاں تک کہ پانچ پانچ ہزار روپے کی ادویات جاری ہوئی ہیں اور ان کا کسی ممبر کو پتہ نہیں۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اس مسئلے کو سنجیدگی کے ساتھ لیں اور اس کا فوری طور پر کوئی حل کریں۔ تاکہ اسمبلی اور ہمارے خزانے کا نقصان نہ ہو۔

Mr Speaker: Mr Khalid Latif Kardar is on a point of order.

Mr Khalid Latif Kardar: With your permission Sir, I would say that I was under the treatment of the Doctor of the Assembly. He refused to give me medicines. He said that the Medical Superintendent of Services Hospital has stopped the medicines. I would say that this is a mis-statement of facts. The point is whether on that the medicines were stopped or not. It is true that at

present the medicines are given. But the point is that whether on that day the Medical Superintendent stopped the medicines or not

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! اس بات کی تحقیق کروائی جائے کہ ایک سال میں تمام صوبائی اسمبلی کے ممبران نے کتنی دوائیاں لی ہیں۔ اور انہوں نے کتنی رقم پنجاب اسمبلی کے ممبروں کے نام اخباروں میں دی ہے۔ مہربانی فرما کر اس کی انکوائری کی جائے یہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔ یہاں تو کوئی تفریق نہیں ہے یہ ہماری عزت کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، violation of rules ہو رہی ہے اور یہاں پر اس تحریک استحقاق کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر کہ یہاں پر اظہار خیال کیا جا رہا ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ نا مناسب ہے۔ زیر غور تحریک استحقاق پر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اظہار خیال نہیں کیا جا سکتا---- میں اس بارے میں لاء منسٹر سے کہنا چاہوں گا کہ---- مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں' آپ اس تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں---- مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیے میں اس پہ لاء منسٹر کو کہہ چکا ہوں' مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

وزیر قانون، جناب والا! دراصل صورت حال کچھ اس طرح سے پیدا ہوئی کہ اس مد میں جتنی محکمہ کو رقم فراہم کی گئی تھی اس سے کہیں زیادہ خرچہ ہو گیا ہے۔ یہاں پہ ہوتا یہ رہا ہے کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی خود اپنے دستخطوں سے چٹ دے دیتے تھے اور یہاں کے ڈاکٹر اس پر سائن کر کے بھیج دیتے تھے اور دوائی خرید کر کے ان کو دے دی جاتی تھی۔ اس پر جو وضع کردہ طریق کار یہ ہے کہ اگر ایمرجنسی کے لیے دوائیں نہ ہوں تو ہمارے یہاں پر جو میڈیکل آفیسر صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ دوائی خرید کروانے کے مجاز ہیں۔ اگر کوئی سنجیدہ قسم کا مسئلہ ہو تو اس کے لیے جب تک سپیشلسٹ کی طرف سے کوئی نسخہ نہ ہو تو اس وقت تک وہ دوائی خرید کر نہیں جا سکتی۔ اس سلسلے میں ہمارے محکمہ خزانہ نے وضاحت بھی جاری کی ہے۔ اور اس بارے میں میرے بھائی شاہ نواز چیمہ صاحب سے میری بات ہوئی ہے اور وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے۔ وہ اسے withdraw کرتے ہیں' میں چیمہ صاحب اور فنانس اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بیٹھ کر کوئی اس قسم کا طریق کار وضع کرنے کی کوشش کریں گے اس ضمن میں جملہ ممبران کی بدنامی ہو رہی ہے اور ہم سب بھائی سنجیدگی سے محسوس کر رہے ہیں کہ ممبر کو ہزار روپے کی دوائی بھی نہیں پہنچتی لیکن ممبروں کے نام پر لاکھوں روپے نکلوا کر پتہ

نہیں یہ کیا ایسا معاملہ چلا ہے جو خود استعمال کر رہا ہے اور بدنامی ہمارے معزز اراکین اسمبلی کے کھاتے میں پڑ رہی ہے۔ اس بارے میں میں آپ کی خدمت میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر یہ مسئلہ جناب کی طرف ہیلتھ کی مجلس قائمہ کو چھان بین کے لیے سپرد کر دیا جائے تو اس بارے میں ہیلتھ کمیٹی کو بھی کچھ کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور وہ اس کے بارے میں چھان بین کر کے اپنی مفصل رپورٹ جناب کی خدمت میں پیش کرے گی کہ اس گڑبڑ کے پس پردہ کون سے عوامل کار فرما ہیں۔ جہاں تک میرے بھائی چیمہ صاحب کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے' میری ان سے بات ہوئی ہے' وہ مہربانی کریں اور اس کو پریس نہ کریں تا وقت یہ کہ ہم آپس میں بیٹھ کر اس کا کوئی عملی حل نہ نکال لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی چیمہ صاحب! آپ اب فرمائیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم گھروں سے قسم کھا کر آتے ہیں کہ ہم نے افسران کی ضرور سپورٹ کرنی ہے کیونکہ یہ حکومت پنجاب کے ملازم ہیں' ممبران جو ہیں ان کا کوئی مل نہیں' ان کا کوئی وزن نہیں' اور دکھ کی بات یہ ہے کہ میں پیپلز پارٹی کا ہوں اس لیے کسی قیمت پر بھی میری اسے تحریک استحقاق نہیں ہوتی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اک بندہ گھر ماں کے پاس شرط لگا کر آیا کہ دو تے دو تین ہوتے ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں پتر دو تے دو چار ہوتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں مانوں تو تب اس طرح تو انہوں نے مانتی ہی نہیں۔

جناب والا! انھوں نے کہا کہ 96 لاکھ روپیہ پنجاب اسمبلی کے ممبران پر خرچ ہوتا ہے اور اب تک یہاں پنجاب اسمبلی کے ممبر 25 لاکھ روپیہ لے چکے ہیں۔ بڑے دکھ کی بات ہوئی' بڑے افسوس کی بات ہوئی اتنا ظلم ہوا۔ میں جناب صبح ہی گیا کہ 8 ہزار روپے کا بل اس مہینے کا ہے ٹوٹل 5 لاکھ روپیہ بھی نہیں بنتا۔ تو اس طرح ان افسران کے کہنے پر جو آپ کی مرضی ہے جو مرضی کرتے جاؤ۔ اسے میری تحریک استحقاق بنتی ہے اور یہ جناب تسلیم کرتے ہیں کہ بجٹ نہیں تھا۔ پیسے نہیں تھے۔ کچھ نہیں تھا' جناب نے اس چیز پر جو کچھ فرمایا ٹھیک ہے۔ جناب نے کہا کہ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ ٹھیک ہے لیکن آپ تو مانتے نہیں کہتے ہو کہ وہ بے گناہ ہیں۔ یہ حقیقتاً ممبران کی بے عزتی ہوئی ہے اور زیادتی ہوئی ہے میں چاہتا ہوں کہ میری جو تحریک استحقاق ہے اسے ضرور ٹیک اپ کیا جائے تا کہ افسران کو پتہ لگے اور تحقیق ہو گی کہ آیا ہمیں جائز پیسے پڑتے ہیں یا ناجائز پیسے پڑتے ہیں۔ اخبار کی

انہوں نے کوئی تردید دی ہے کہ یہ جو خبر ہے یہ خبر غلط ہے تو جملہ ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بے عزتی ہے اس بے عزتی کو بچانے کے لیے عزت کی بات کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! جس طرح بھی ہو یا لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لو' کہ وہ کچھ خدا کا خوف کھائیں۔ یہ اب میں کہتا ہوں پہلے بھی کہا ہے میں کبھی جھوٹ ماریا۔ انھوں نے حکم کیا کہ بیٹھ کر بات کرلیں گے۔ میں نے کہا کہ جی کہ بیٹھ کر بات کرلیں گے یہ کہتے بھی رہے ہیں کہ تجاویز منظور ہو جائیں گی۔ ہزار روپے والی بات بھی ٹھیک ہے میں نے کہا کہ کچھ آدمی بیمار ہوتے ہیں کچھ نہیں بھی بیمار ہوتے آپ تقریر کر کے جاؤ۔ لیکن مجھے دکھ یہ ہوا ہے کہ انہوں نے کہا کہ 25 لاکھ روپیہ جو یہاں سے خریدیا گیا ہے لیکن اسے جناب! 6 لاکھ بھی نہیں بنتا۔ اس لیے یہ کہا جائے اور تحریک استحقاق کمیٹی تحقیق کرے گی کہ آیا ممبر کہاں تک زیادتیاں کرتے ہیں۔ یہ تمام ممبران کا استحقاق ہے ہم تو ممبران کی بات کرتے ہیں اگر ممبر یہ چاہتے ہیں کہ نہیں تو پھر ڈریشک صاحب آپ جس طرح مرضی ہے لاقانونیت کرتے جاؤ کیوں کہ آپ وزیر قانون ہو ہیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس کا کوئی ایسا حل تلاش کرتے ہیں جس میں یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے اور معزز ممبران کو کوئی دقت بھی پیش نہ آئے۔ چیمہ صاحب اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ ایسا کیجیے کہ لاءمنسٹر صاحب' ہیلتھ منسٹر صاحب' آپ اور دو اور ممبران کو بیٹھ کر متعلقہ آفیسرز کے ساتھ میٹنگ کر لیں اور اس کا فیصلہ کریں اور اس کا کوئی حل نکالیں صفدر شا کر صاحب کو بھی شامل کر لیتے ہیں' سردار اللہ یار ہراج چودھری شاہ نواز چیمہ' ایک جناب خالد لطیف کاردار اور ایک خاتون کو شامل کر لیتے ہیں۔ پانچ ممبران کی کمیٹی ہو جائے گی۔ تو بیگم بشریٰ رحمن کو شامل کر لیتے ہیں۔ اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ یہ ممبران لاءمنسٹر صاحب سے ایک دو روز میں میٹنگ کر کے اس ایوان کو اس کی progress کے بارے میں مطلع کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی یہاں ممبران اور دوائیوں کی بات ہو رہی تھی۔ چونکہ میں بھی ممبر ہوں۔ جب سے اسمبلی بنی ہے میں نے ایک بھی دوائی اسمبلی سے یا کسی سرکاری افسر سے نہیں لی۔ مجھے میرے دوستوں نے بتایا ہے کہ میرے نام پر بھی دوائیاں جاری ہوئی ہوئی ہیں۔ اس کی بھی تحقیقات کرا لیں۔

جناب سپیکر، اس مسئلے کو بھی دیکھ لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ معاملہ اس سے الگ رکھیں۔ کیوں کہ یہ embezzlement کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، ایک بات میں کہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی اس کو ایگزامن کرے۔ میں چاہوں گا کہ میڈیکل علاج معالجے اور دوائیوں کے بارے میں جو اعداد و شمار بتائے گئے ہیں' اس ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ اگر اس کی تحقیقات کرے تو یہ زیادہ مناسب بات ہوگی کہ وہ پراپر انداز میں اس کی چھان بین کرے کہ ممبران کو کتنی دوائیاں مہیا کی گئی ہیں اور اس کے اعداد و شمار کتنے ظاہر کیے گئے ہیں۔ اس میں کیا صداقت ہے' کیا حقیقت ہے۔ اور ان ظاہر کردہ میں فگرز کہاں تک صدقت ہے۔ میرے خیال میں اس معاملے کو مجلس قائمہ برائے صحت کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس کی برابر انداز میں چھان بین کرے۔

وزیر قانون، اور اپنی رپورٹ پندرہ دن میں پیش کرے۔

جناب سپیکر، تیس دن کر لیتے ہیں۔ تیس دن میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 34 کو لاءمنسٹر کی درخواست پر پینڈنگ کر دیا گیا تھا۔ مولانا صاحب! آپ اس کو پیش کر چکے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر، تو وزیر قانون نے اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے مجھے جواب موصول ہوا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ جہاں گندا پانی کھڑا ہوتا ہے' وہاں کمیٹی والے مٹی ڈال دیتے ہیں۔ جب پانی کا پریشر بڑھتا ہے تو مٹی بہہ جاتی ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ مٹی بہہ گئی ہے اور پھر کمیٹی والوں کو کہا گیا ہے کہ وہ وہاں پر مٹی ڈال دیں۔ لیکن یہ کوئی مسئلے کا مستقل حل نہیں۔ ٹیوب ویل کے ارد گرد گندا پانی موجود ہے۔ میونسپل کمیٹی کا ہے بکاہے ٹیوب ویل کے ارد گرد مٹی ڈالتی رہتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ پانی کے نکاس کے لیے سیوریج کی سمت کافی عرصے سے خراب ہے۔ اس کو ٹھیک کرنے کے لیے کوئی پچاس لاکھ پچیس ہزار روپے درکار ہیں۔ میونسپل کمیٹی کے پاس اتنے فنڈ نہیں۔ کہ وہ اتنے بڑے منصوبے کو اپنے ہاتھ میں لے سکے۔ اس سلسلے میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو لکھا گیا ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے لیے اس معاملے کو ٹیک اپ کریں۔ یہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر غور ہے۔ میں مولانا [illegible] گزارش کروں گا کہ اگر وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں تو میں

اور مولانا صاحب پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والوں سے مل کر کوشش کریں گے کہ اس مسئلے کا کوئی مستقل حل نکل آئے۔ ویسے ان کی یہ پرابلم بڑی جائز ہے اور اس پر ہمیں حکومت کو کچھ نہ کچھ کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہییں۔ تو میں اور مولانا صاحب پبلک ہیلتھ کے منسٹر صاحب سے مل کر اس بارے میں حل نکالیں گے۔ اس کا حل میونسپل کمیٹی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس پر انھوں نے مٹی ڈالی ہوئی تھیں تو یہ مسئلہ اس طرح وقتی طور پر حل ہو جاتا ہے۔ پھر پانی کا پریشر بڑھتا ہے' مٹی بہہ جاتی ہے تو پھر وہ مسئلہ دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو میں اس سلسلے میں مولانا صاحب کی خدمت میں یہی گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں۔ میں' مولانا صاحب ہیلتھ منسٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ' جن کے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ انڈر ہے' مل کر بات کریں گے۔ اگر اس کے لیے فنڈز پچاس لاکھ پچیس ہزار مل جائیں تو یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! یہ بڑی دیرینہ عوامی شکایت اور تکلیف ہے اس پر ہم نے بارہا حکومت کو بھی اور بلدیہ کو بھی' توجہ دلائی۔ اگر جناب وزیر موصوف صاحب یقین دہانی کراتے ہیں تو اس مسئلے کا حل کریں گے۔ یہ تو وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایک تکلیف ہے اور واقعی تکلیف ہے۔ اس کا مستقل حل بھی حکومت کے ذمے ہے۔ اگر وہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ اس کا کوئی مستقل حل جلد ہی تلاش کر لیں گے اور اس میں وہ پورا تعاون کریں گے تو میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب یقین دہانی تو کروا چکے ہیں کہ منسٹر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ' لاء منسٹر صاحب اور آپ تینوں بیٹھ کے اس کا حل تلاش کریں گے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جائز مطالبہ ہے اور پورا ہونا چاہیے۔ تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں پریس نہیں کرتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری تحریک استحقاق 49 آج پر رکھی گئی تھی۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! آپ کی ایک تحریک استحقاق آج لیک اپ ہو چکی ہے۔ آپ کی دوسری تحریک استحقاق نمبر 38 ہے۔ اس بارے میں آپ مجھ سے رابطہ کر لیجیے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وہ تو کل والی تھی۔

جناب سپیکر، جی' یہ آپ کا استحقاق باقی ہے۔ لیکن آپ 38 نمبر کے بارے میں آج مجھ سے رابطہ کر لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں اس کو پڑھ لوں۔ اس کے بعد آپ جو مناسب سمجھیں۔ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ جو مہاجر بن کر آرہے ہیں۔ ہمارے بھائی ہیں۔

جناب سپیکر، آج آپ مجھ سے رابطہ کرلیں اور اس کے بعد اگر ضروری ہوا تو کل یا اگلے ورکنگ ڈے پر آپ اس کو پیش کریں گے۔ چودھری غلام قادر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 39۔

سب انسپکٹر پولیس کا رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

چودھری غلام قادر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22- مارچ 1990ء کو قریباً 5 بجے شام میرے سیکرٹری محمد نعیم ساکن ٹاؤن شپ نے مجھے بتایا کہ محمد یوسف سب انسپکٹر تھانہ ٹاؤن شپ نے مجھے ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کر لیا ہے جس کی میں نے ضمانت قبل از گرفتاری کروا لی ہے۔ اب میں شامل تفتیش ہونا چاہتا ہوں۔ اس لیے آپ مجھے شامل تفتیش کروا دیں کیوں کہ وہ مجھے شامل تفتیش نہیں کر رہا ہے۔

مورخہ 22 مارچ 1990ء قریباً سات (7) بجے شام محمد یوسف سب انسپکٹر تھانہ ٹاؤن شپ کے پاس گیا میں نے سب انسپکٹر مذکورہ کو محمد نعیم کو شامل تفتیش کرنے کو کہا اور میں اپنا بیان بھی ریکارڈ کرانا چاہتا تھا۔ لیکن سب انسپکٹر مذکورہ نے نہ تو میرا بیان ریکارڈ کیا اور نہ ہی میرے کہنے پر محمد نعیم کو شامل تفتیش کیا۔

میرے اصرار کرنے پر اس نے کہا کہ ایم پی اے بدمعاشوں کی سرپرستی کرتے ہیں جس کی وجہ سے ملک میں امن و امان کی صورت حال دن بدن خراب ہو رہی ہے۔ جس پر میں نے احتجاج کیا اور کہا کہ آپ نے میری اور میرے دوسرے معزز اراکین اسمبلی کی توہین کی ہے جس سے میرا اور میرے معزز اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے اور تحریری معذرت کرے۔ اس پر سب انسپکٹر مذکورہ مشتعل ہو گیا اور بدکلامی سے پیش آیا اور مجھے کہا کہ دفتر سے باہر نکل جاؤ ورنہ میں تمہیں گرفتار کر لوں گا۔

جناب والا! محمد یوسف سب انسپکٹر تھانہ ٹاؤن شپ نے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ یہ معاملہ اس معزز ایوان کے روبرو پیش ہے۔ میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب والا! پولیس والے اس حد تک ایم پی اے کے ساتھ بدکلامی اور بدسلوکی کرنے لگ گئے ہیں۔ میرے حلقے تھانہ نواں کوٹ میں پولیس والوں کو کئی بار جب میں ٹیلی فون کرتا ہوں جس طرح کل کی تحریک استحقاق میں کہا گیا ہے۔ پولیس والوں کو جب بتایا جاتا ہے کہ میں فلاں بول رہا ہوں تو ٹیلی فون سنتے ہی کہہ دیتے ہیں کہ کہہ دو انسپکٹر صاحب موجود نہیں۔ اس کیس میں بھی اس طرح ہوا ہے۔ سب انسپکٹر نے سب سے پہلے اس کی ضمانت کینسل کرائی اس کے بعد اس کو پکڑا اور اسے اتنا مارا اور جب مارتا تھا تو اس کو یہ کہتا تھا کہ بلاؤ اپنے ایم پی اے کو وہ تمہاری سفارش کرتا تھا میں دیکھتا ہوں کہ وہ تمہیں کس طرح اس کیس سے چھوڑا لیتا ہے جناب والا! میری وجہ سے اس کیس کو اتنی جلدی مکمل کر لیا نہ تو میری سٹیٹمنٹ لی اور نہ معززین علاقہ کے بیان لیے جو کہ وہ اس لڑکے کی بے گناہی کے لیے دینا چاہتے تھے۔ پولیس انسپکٹر نے صرف میری وجہ سے اس کے سات ہوا کیونکہ میں اس کی سفارش کر رہا تھا اس نے اس لیے اس لڑکے کو بغیر مہلت دیے اس کیس کا چالان مکمل کر لیا اور مکمل کرنے سے پہلے جنہوں نے اس کی رپورٹ کی تھی کہ وہ اس کیس میں ملوث ہے۔ ان سائلان کو بلا کر پہلے تھانے میں اس کی شناخت ان سے کرا دی اس کے بعد جب وہ جیل میں گیا تو جیل پریڈ میں اسی لڑکے نے اس کو فوراً پہچان لیا کیونکہ پولیس تھانے اس کی شناخت کرا چکی تھی۔ جناب والا! پولیس کی زیادتیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ میری التجا ہے اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ تاکہ پولیس والوں کو پتہ چل سکے کہ ان کا بھی کوئی استحقاق ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ نے اس تحریک کو پچھلے اجلاس میں بھی پیش کیا تھا۔ اور اس کا نمبر 13 تھا۔ اور وہ تحریک استحقاق ٹیک اپ نہیں ہو سکی تھی۔ اور اجلاس کے اختتام پر وہ لیپس کر گئی تھی۔ تحریک استحقاق کی جو ابتدائی ضروریات یہ ہیں کہ معاملہ حالیہ واقعہ کا ہونا چاہیے۔ پچھلے اجلاس کا جو معاملہ ہے وہ حالیہ واقعہ کا نہیں ہو سکتا اس لیے ٹیکنیکلی یہ تحریک استحقاق آپ کی بنتی نہیں کسی بھی لحاظ سے بے شک آپ کی بات کتنی بھی جائز ہو کتنی بھی حقیقت ہو آپ سے زیادتی کی گئی ہو لیکن سپیکر کو اسے ٹیکنیکل بنیاد پر ٹیک اپ کرنا ہے۔ اور اس کا فیصلہ بھی رولز کے مطابق ہونا ہے۔ اس لیے میں آپ کی تحریک استحقاق کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔

چودھری غلام قادر، جناب والا! اس میں میرا کیا قصور ہے کہ اجلاس یک لخت ختم ہو گیا اس زیادتی کا ازالہ کیسے ہوگا؟ اس دن میرا نمبر آ رہا تھا 12 نمبر ہو چکی تھی اور 13 کا نمبر آنا تھا۔ آپ نے فرمایا کل

اس دن آپ نے اجلاس prorogue کر دیا۔ تو اب اس زیادتی کا ازالہ کیسے ہو گا؟ میرا کام تو اس وقت دینے کا تھا۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کے بارے میں تو میں فیصلہ دے چکا ہوں میں اسے آؤٹ آف آرڈر قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ حالیہ وقوعہ کا معاملہ نہیں اور ہم ایسی ایوان میں روایات قائم نہیں کر سکتے ہم رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی تحریک استحقاق کو ٹیک اپ کریں۔ لیکن ہم اس کے علاوہ کوشش کریں گے۔ کہ اس زیادتی کا ازالہ کسی انداز میں میں وزیر قانون کو بھی کہوں گا اور بیٹھ کر سوچیں گے کہ اس زیادتی کا ازالہ ہو۔

چودھری غلام قادر: لاء منسٹر صاحب بلائیں گے اور چائے بھی پلائیں گے۔ اور بھیج دیں گے۔ لیکن میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ ہمارا قصور کیا ہے۔ آپ ہمارے استحقاقات کے custodian ہیں۔ آپ نے ہمارے استحقاقات کا خیال کرنا ہے اگر ختم ہو جاتا ہے تو اس میں میرا قصور نہ ہے۔ اگر دوسرے دن اجلاس ہوتا تو میری یہ تحریک سامنے آجاتی اب اس وجہ سے اس افسر کو اور بھی شہ مل جائے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں بھی اپنے حقوق کا خیال نہیں کرتے۔ اگر اس میں ٹیکنیکی غلطی ہو گئی ہے تو وہ میری غلطی نہیں۔ اب یہ آپ کا فرض بنتا تھا۔ میں نے اس دن بھی یہ عرض کی تھی۔

جناب سپیکر: اس میں بات یہ ہے کہ تحاریک استحقاقات بے شمار آجاتی ہیں اور ایک سیشن میں ساری تحاریک استحقاقات dispose of نہیں ہو سکتی۔ ان میں سے بے شمار تحریک استحقاقات ہر اجلاس میں وہ جاتی ہیں۔ وہ قانون اور رولز کے مطابق ختم ہو جاتی ہیں تحاریک التوائے کار لیپس کر جاتی ہیں۔ ریزولیوشنز لیپس کر جاتے ہیں۔ یہ ایک طریقہ کار ہے۔ یہ رولز میں ہے۔

چودھری غلام قادر: جناب اس کا نمبر زیادہ دور نہیں تھا صرف 13 نمبر تھا۔ 12 ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کل ہو جائے گا۔ لیکن اس دن یہ ختم ہو گیا۔ اب اس کا حل کیا ہو گا؟ اب وہ پولیس والے اس کا کیس کمل کر رہے ہیں۔ اور بے گناہ کو سزا دلوا رہے ہیں اور پھر وہ کہتا پھرتا تھا یہی ایم پی اے ہیں۔ دیکھیے میں نے جب یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ اسی وجہ سے اس پولیس والے نے مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا اس کی یہی وجہ تھی۔

جناب سپیکر: رولز کے مطابق آپ کی یہ تحریک استحقاق دوبارہ آ ہی نہیں سکتی تھی۔ اس کو پڑھا ہی

نہیں جا سکتا تھا۔ یہ چھپ بھی نہیں سکتی تھی۔ یہ پہلی دفعہ آ چکی ہے۔ یہ تو میں نے آپ کو پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس کا فیصلہ میں نے کر دیا ہے۔ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں۔ یہ کوئی حالیہ وقوعہ نہیں۔ جہاں تک آپ کے grievences کا تعلق ہے۔ ہم اس کو ایوان کے باہر حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

چودھری غلام قادر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے باہر بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ صحیح ہے۔

جناب سپیکر: مزید تحریک استحقاق ٹیک اپ نہیں کرتے اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی چودھری غلام قادر صاحب نے کہا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب تک تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک ایوان کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کل میں نے بھی ایک تحریک استحقاق دی تھی اور اس کا نمبر 46 ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ آج اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ ابھی آپ فرما رہے ہیں کہ تحاریک استحقاق کو ختم کر کے تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں جس تحریک کے بارے میں میں فیصلہ دے چکا ہوں آپ اس پر تنقید نہیں کر سکتے۔ جس حد تک آپ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ نمبر 46 ہے۔ اس بارے میں بات ہوئی تھی کہ کل اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب نے کل فرمایا تھا کہ وزیر قانون صاحب نے بھی کہا تھا کہ کل ٹیک اپ کریں گے۔ میں نے شروع دن سے جس دن یہ بجٹ پیش ہوا ہے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا۔ اس بجٹ میں غلط اعداد و شمار پیش کیے جا رہے ہیں۔ اس پر بحث بھی نہیں ہو سکتی۔ جب آپ نے ہمارے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دے دیا تو میں نے اس کے بعد تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کیا اس پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو کل ٹیک اپ کریں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! کل کچھ دوستوں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو اس پر جناب نے میری رائے لی تھی اور میں نے جناب سے گزارش کی تھی کہ ناظم حسین شاہ صاحب سے میری بات ہو چکی ہے۔ یہ ان کے اسی سلسلہ میں 46 تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے۔ جس کا ہم کل جواب دیں گے۔ تو جناب نے فرمایا تھا کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، تو پھر اس کو take up کر لیں۔

وزیر قانون، جی کر لیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب تحریک پیش کرتے ہیں کہ ان کی تحریک استحقاق اور اسلم گورداسپوری صاحب کی تحریک استحقاق ایک جیسی ہیں ان کو out of turn take up کیا جائے۔ تو ہاؤس کی یہ رائے ہے کہ اس کو out of turn take up کیا جائے؟

آوازیں، جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اسے out of turn take up کرتے ہیں۔

چودھری عمر دراز خان، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 43 فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے متعلق ہے۔ کل اس پر بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، اس کا کیا نمبر ہے؟

چودھری عمر دراز خان، جناب والا! اس کا نمبر 43 ہے۔ اس کے متعلق کل جناب نے فرمایا تھا کہ یہ ہم take up کریں گے۔

جناب سپیکر، چودھری عمر دراز خان صاحب! آپ کی تحریک استحقاق take up ہو جائے گی۔ ابھی ہمارے پاس کئی دن ہیں۔ اور آپ کی تحریک سے پہلے ایک دو اور تحاریک استحقاق ہیں۔ یہ باری پر آجائے گی۔

چودھری عمر دراز خان، جی ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق نمبر 49 ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اسے کل لے لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے لاء منسٹر صاحب آپ کو کہہ رہے ہیں کہ اس کو کل take up کیا جا سکے گا۔ اگر وہ کل جواب دینے کو تیار ہیں تو میں اسے کل take up کروں گا۔ جی شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میری دو تحاریک استحقاق پر آپ کی رولنگ محفوظ ہے۔ ایک تھی صوبے کی طرف سے بجلی کی تقسیم کے نظام کو اپنی تحویل میں لینا اور دوسری پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اختیارات کو سلب کرنے کے بارے میں اور آپ نے یہ فرمایا تھا کہ خواہ یہ اجلاس ختم ہو

جائے میں اس پر آئندہ اجلاس میں ضرور رولنگ دوں گا۔ لیکن ابھی تک آپ نے ان دو تحاریک استحقاق پر اپنی محفوظ رولنگ کا اعلان نہیں کیا جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں اسے آج دیکھ کر آپ کو کل بتاؤں گا۔ کل نہیں اگلے ورکنگ ڈے پر آپ کو بتاؤں گا۔ سید ناظم حسین شاہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے

بجٹ کی انگریزی اور اردو کتب کے اعداد و شمار میں تفاوت

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ موجودہ بجٹ پر اردو' انگریزی ورشن دونوں میں اعداد و شمار کی بدترین غلطیاں اور تضاد ہے۔ ان کی تصحیح کے بغیر بجٹ پر بحث کرنا غیر آئینی ہے۔ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اور بجٹ پر بحث بند کرنے کا حکم دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے دن بھی آتے ہی یہ نکتہ اعتراض اٹھایا تھا کہ چونکہ بجٹ میں غلطیاں ہیں اور عداد و شمار صحیح نہیں ہیں۔ مگر میری اس بات کے اوپر پتا نہیں کن وجوہات یا کن محرکات کی وجہ سے توجہ نہیں دی گئی حالانکہ جناب والا! یہ سال کا میزانیہ ہوتا ہے اور ہم اس بات کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ بالکل اس کی مثال ایسے ہے جیسے نجی کاروبار چلانے کے لیے ہر انسان ایک اپنا انفرادی بجٹ پیش کرتا ہے۔ جب ہم اس بجٹ میں صحیح اعداد و شمار ہی نہ پیش کریں تو اس سے بڑا قوم کے ساتھ اور اس صوبے کے ساتھ اور کیا فراڈ ہو سکتا ہے؟ جناب والا! پڑھے لکھے حضرات کو ایک سال کی مہلت ملتی ہے۔ ایک سال کا ان کو ٹائم ملتا ہے اور وہ بجٹ بناتے ہیں اور پھر بجٹ میں جن مراعات یافتہ طبقے کو جب بھی کبھی کسی ملک میں ایک طبقے کو مراعات دی جائیں اور باقی لوگوں کو محروم کر دیا جائے تو پھر اس ملک میں جناب انقلاب ہی آیا کرتے ہیں۔ اب جناب والا! اخبارات میں بھی یہ خبر آ چکی ہے۔ یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ صوبائی اسمبلی میں پہلی دفعہ غلط اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں اور اوپر بجٹ پر بحث جاری ہے۔ جناب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پہلے دن یعنی جس دن یہ نکتہ اعتراض میں اٹھایا تھا اور آپ کے سامنے یہ بات ثابت ہو چکی تھی۔ وزیر خزانہ صاحب مان چکے تھے تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پہلے اس بجٹ کی تصحیح کی جاتی پھر اس کو زیر بحث لانے کے لیے اس ایوان میں پیش کیا جاتا۔ مگر اس کے برعکس ہوا کیا کہ ہر بات کو یہ اپنی عزت بے عزتی کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ آخر اس

ملک اور اس صوبے کی بھی کوئی عزت ہے۔ ان کے بھی وقار کا خیال کرنا چاہیے۔ جناب والا! وہ لوگ کیا تصور کریں گے جنھوں نے پتا نہیں ہمیں کن امنگوں کن جذبوں کے ساتھ یہاں پر الیکٹ کر کے بھیجا ہے کہ یہ ہمارے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ اور ہمارے مفادات کے یہ امین ہیں۔ کیا وہ سوچیں گے ہمارے متعلق کہ یہ غلط اعداد و شمار لے کر یہاں آ گئے ہیں۔ جناب والا! اس پر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک جگہ یہ ہو 4 کروڑ روپیہ اور وہاں اصل ہو 2 کروڑ روپیہ خرچ تو دو کروڑ روپیہ باقی کدھر جائے، کس کی جیب میں جائے گا۔ جناب والا! اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ مہربانی کر کے میری اس تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اگر جو میں عرض کر چکا ہوں، اعداد و شمار آپ کو بھی پیش کر چکا ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب بھی مان چکے ہیں تو اس کی پوری پوری انکوائری ہونی چاہیے اور اس چیز کا اہتمام ہونا چاہیے کہ آئندہ اس بجٹ میں جو بھی بات ہو صحیح ہو۔ ضمنی سوالات کے جوابات بھی غلط آجاتے ہیں۔ اب حد یہ ہے کہ بجٹ پر بھی غلط اعداد و شمار آ گئے ہیں۔ اس لیے جناب تادیبی کارروائی کے تحت ان کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔ تاکہ ان لوگوں کو بجٹ کی سنجیدگی کا احساس ہو اور اس میں ہم بھی سرخرو ہوں۔ آپ بھی سرخرو ہوں۔ جناب! یہ میری ذات کا مسئلہ نہیں پورے ایوان کا مسئلہ ہے جس میں آپ بھی شامل ہیں۔ جب یہ دیکھیں گے کہ غلط اعداد و شمار کے ساتھ یہ بجٹ پیش کر دیا گیا اور پاس بھی ہو گیا اور اس کی کسی نے انکوائری نہیں کی تو اس میں پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو گا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب اسلم گورداسپوری صاحب! اس پر اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! شاہ صاحب کی اور میری تحریک ایک ہی ہے اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ ہی دے دوں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! آپ کی نوٹس میں چند باتیں لانی انتہائی ضروری ہیں۔ اور ان باتوں کا آپ کے وقار کے ساتھ تعلق ہے۔ اس ایوان کے وقار کے ساتھ تعلق ہے۔ بجٹ کسی بھی صوبے کا یا ملک کا ایک انتہائی سیکرٹ معاملہ ہوتا ہے ایک sanctity ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! اور اس کا ایک تقدس ہے۔ وہ ایک امانت ہے اور کسی نقطہ نگاہ سے بھی اخلاقی، قانونی، سماجی، معاشی امانت میں خیانت ناقابل معافی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس بجٹ کا اس ہاؤس میں آنے سے پہلے ہی عوام تک پہنچ جانا اور اخباروں میں شائع ہو جانا یہ جناب سپیکر! اس ایوان کے وقار کو سب سے بڑا دھچکا پہنچانے

والی بات اور اس کے احترام اور اس کی sanctity کو مجروح کرنے کی بات ہے اور اس کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ خود وزیر اعلیٰ نے اس بات کی انکوائری کی' افسران کو حکم دیا ہے کہ وہ کون شخص تھا جس نے یہ اعداد و شمار اخبارات کو دیے اور بجٹ اس مقدس ایوان میں پیش ہونے سے پہلے ہی افشا ہو گیا اور اس کا راز کھل گیا۔

جناب سپیکر! یہ ٹریژری کی embezzlement ہے تو جناب والا! پہلی بات یہی ناقابل برداشت ہے۔

دوسری بات جناب سپیکر! میں مودبانہ طور پر آپ سے عرض کروں گا کہ اگر رولز کے تحت کوئی ایسی مجبوری آ چکی ہے کہ آپ اس بجٹ پر بحث بند نہیں کروا سکتے اور آپ اس کے لیے حکم نہیں دے سکتے جناب والا! آپ ہمارے پرنسپل سپیکر ہیں آپ اس بجٹ کو پاس کرتے ہوئے اس کرسی پر نہ بیٹھیے کا پینل میں سے کسی کو بٹھا دیجیے۔ میں اس ہاؤس میں اپنے پرنسپل سپیکر کی موجودگی میں اتنی بڑی دھاندلی اور غبن کو آئینی mandate دیتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ تو جناب والا! یہ میری ایک اور گزارش ہے۔

جناب سپیکر! سپیکر ہماری اور اس صوبے کے عوام کی ایک snacuty ہے اور بندہ پرور سپیکر کے سامنے میل پریکٹس آ جائے۔ جناب والا! یہ کورٹ ہے یہ عدالت ہے ٹریژری کی طرف سے اعتراف جرم کیا گیا ہے کہ اس میں غلطیاں ہیں جس کورٹ میں جج کے سامنے جس پرنسپل کے سامنے کوئی شخص اقبال جرم کرے جناب سپیکر! اس مقدمے کو کس طرح valid قرار دیا جا سکتا ہے جب جناب! اس ایوان میں میل پریکٹس ثابت ہو چکی ہے اور اس بجٹ کے اعداد و شمار غلط ہیں جناب سپیکر! قومی خزانے کا اگر ایک روپیہ بھی مس پرنٹ ہو یا misuse ہو تو جناب والا! یہ ایک جرم ہے۔ اس میں میں کیوں کہتا ہوں کہ پرنسپل سپیکر چیئر پر نہ ہوں۔ اگر اس بجٹ کو پاس کرنا ایک مجبوری ہے۔ جناب والا! میں ایک ہاؤس کا نمائندہ ہو کر بات کر رہا ہوں اس میں میاں نواز شریف سے لے کر یہ تمام اراکین اسمبلی بے گناہ ہیں۔ کوئی بھی بجٹ ہم سے پوچھ کر نہیں بنایا جاتا خواہ وہ سنٹر یا صوبے کا ہو اور ہم سب اس میں bonafide ہیں۔ جناب والا! جب ہم سب بے گناہ ہیں تو پھر بے گناہوں کو اتنا بڑا عذاب یا اتنی بڑی سزا کیوں دی جائے کہ ہمیں جو کچھ دے دیا غلط دیا اور اتنی لاپرواہی برتی گئی اور اگر اس میں لاپرواہی malafide نہ ہو تو لاپرواہی کی کیا کوئی سزا نہیں قومی خزانے کے ساتھ اس قدر مذاق۔ اتنا بڑا مذاق اس ایوان کے ساتھ کہ دو کروڑ روپیہ-----

جناب سپیکر، ملک صاحب! آپ اپنی short statement دے رہے ہیں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں آپ کے سامنے ہر بات آ جائے۔ جناب والا! مجھے آپ کی تمام آراء اور توجہ کو اپنے حق میں مربوط کرنا ہے جو میرا مقدمہ ہے۔ جناب سپیکر! میری آپ سے اتنی سی گزارش ہے کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ بجٹ بنانے والوں نے نہ آپ کے وقار کا احساس کیا نہ اس ہاؤس کے تقدس کا احساس کیا نہ عوام کے سرمائے کا احساس کیا اتنے اعداد و شمار کی غلطیاں جناب سپیکر! malafide ہے یہ میل پریکٹس ہے اور یہ آپ کے سامنے ثابت ہو چکا ہے براہ کرم اس وقت تک آپ مزید بحث نہ کروائیں کم از کم کرادیں کہ یہ اپنی غلطیاں درست کر کے آپ کی میز کے سامنے رکھ دیں اور آپ اس غلطیوں پر دستخط کر دیں تاکہ صحیح بجٹ پر بات ہو جائے۔ بندہ نواز یہ بات اصولی ہے اور قانونی بات ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، وزیر قانون! ان تحاریک استحقاق پر آپ کچھ فرمائیں گے؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: The motion related to Finance and to the Budget. The Finance Minister should answer these questions This is not a legal matter as such, the Finance Minister should be here.

جناب سپیکر، جی! وزیر قانون صاحب اس پر بات کرتے ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: May be He should not talk of it if he cannot.

جناب سپیکر، وزیر خزانہ سے متعلقہ جو بات ہے میں وزیر خزانہ کو اس بارے میں بات کرنے کو کہوں گا۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Law Minister cannot opinion on it.

جناب سپیکر، وزیر خزانہ سے متعلقہ اگر کوئی بات ہوئی تو وہ خود اس بارے میں جواب دیں گے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: The privilege motion relates

to the finance and budget.

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! تشریف تو میں رکھ لوں گا۔

جناب سپیکر، وزیر خزانہ صاحب ابھی ایوان میں آجاتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ سراسر دھاندلی ہے۔

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔ دھاندلی نہیں ہونے دیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وزیر قانون صاحب کو تو قانون کے متعلق کچھ پتا نہیں فنانس کے متعلق وہ کیا جواب دیں گے؟

جناب سپیکر، آپ یہ بات کتنی مرتبہ کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جب تک یہ بات اسی میں چلتی رہے گی تو سوال اسی طرح سے پوچھے جائیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا بے حد احساس ہے اور میرے بھائی بار بار اس کی نشان دہی کرتے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی استطاعت اور کوشش کے مطابق۔۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! پہلے وزیر قانون صاحب اس پر بات کر لیں پھر اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھا لیجیے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جناب وزیر کی گفتگو قانون کے دوران بھی پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔ ایسی کوئی قدغن نہیں کہ وزیر قانون صاحب بول رہے ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر نہ ہو۔

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ تو ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں اسی مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! جب پہلی بار یہ مسئلہ اٹھا تھا تو آپ کی موجودگی میں صوبائی وزیر خزانہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی بجٹ تقریر کے دوران ان نکات کا جواب دوں گا۔ اب ان کی جو بجٹ تقریر تھی وہ تو آپ کے سامنے ہی ہے وہ میرے خیال میں جنسیات اور جمالیات کے بارے میں تھی اور انہوں نے اقتصادیات کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا اب جناب والا! انہوں نے اپنا موقع گنوا دیا ہے اب ن زادہ صاحب ان کو پھر تکلیف دے رہے ہیں تو جناب والا چاہیے تو یہ تھا کہ اس وقت اپنی بجٹ تقریر میں وصی ظفر صاحب کسی آنکھوں کی اور دوسروں کی اداؤں اور شوخیوں کی تعریف کرنے کی بجائے ان نکات کا جواب دیتے۔ آپ ان کو بلائیں اور کہیں کہ جو commitments آپ نے اس ایوان میں کی تھیں کوئی تو آپ اپنی یقین دہانی پوری کریں کوئی تو وعدہ آپ اپنا کریں جناب سپیکر۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے وزیر قانون کسی تحریک استحقاق کی admissibility پر تو بات ضرور کر سکتے ہیں۔ لیکن اپنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساری traditions and conventions کو تبدیل کر رہے ہیں جو پہلے سے اس اسمبلی کی رہی ہیں کیوں کہ جب بھی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو اس کا جواب متعلقہ محکمے کا وزیر دیتا ہے لیکن جناب والا! ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ آئی۔ جی۔ آئی کی اس حکومت میں تمام تحاریک استحقاق کا جواب جناب وزیر قانون دیتے ہیں اور بقول نواب زادہ صاحب کے کہ انہیں تو قانون کا بھی کچھ پتا نہیں جناب والا! میں خود ایک ڈاکٹر ہوں اور مجھے خود قانون کے بارے میں کچھ علم نہیں تو جناب والا میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ-----

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! اگر فاضل رکن قانون کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پھر یہ تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر بنگش صاحب! اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اب اس پوائنٹ آف آرڈر کے فوراً بعد آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیا سوال اس میں یہ ہے کہ پہلے ان کی پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of ہونا چاہیے اس پر فیصلہ ہونا چاہیے پھر اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کر سکتے ہیں تو شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں میں یہ کہوں گا کہ جواب تحریک استحقاق کا متعلقہ وزیر کو ہی دینا چاہیے میں اس پر پہلے اپنی رولنگ دے چکا ہوں کہ متعلقہ وزراء صاحبان کو متعلقہ تحاریک استحقاق پر جواب دینا ہے کہ ہم اب بات کو

gradually ensure کریں گے کہ متعلقہ وزراء صاحبان اپنی اپنی تحریک ہائے استحقاق کے بارے میں جواب دیں لیکن اگر متعلقہ وزیر صاحب موجود نہ ہوں تو وزیر قانون صاحب ان کی جگہ پر جواب دے سکتے ہیں یہ traditons کے مطابق ہے اور یہ conventions کے مطابق ہے۔ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں لیکن میں ان سے کہوں گا کہ وہ کوئی آدمی بھیج کر وزیر خزانہ کو بلوا لیں اور اس بارے وزیر خزانہ صاحب کو خود وضاحت کرنا ہے لہذا اس سلسلے میں وہ اس کی وضاحت خود فرمائیں تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اس تحریک استحقاق کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں جناب وزیر خزانہ صاحب پہلے گزارش کر چکے ہیں کہ جہاں تک بجٹ کے English version کا تعلق ہے وہ بالکل صحیح ہے اور اسی کو base بنایا گیا ہے۔ جناب والا! ہمارے معزز اراکین کے زبردست خواہش پر یہ بجٹ انگریزی میں پیش کیا جاتا ہے یہ پہلی دفعہ بجٹ اردو میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلے جناب والا! ہمیشہ block allocation ہوتی تھیں پہلی دفعہ ہم نے ان block allocation کی تفصیلات دی ہیں اور یہ کل 4490 سکیمیں جن میں ہم نے علیحدہ علیحدہ سکیم کی تفصیل دی ہے اور یہ ہم نے معزز اراکین کی سہولت کے لیے اور معزز اراکین کو باخبر رکھنے کے لیے اور ہاؤس میں بحث کو زیادہ موثر اور معنی خیز بنانے کے لیے یہ کیا ہے۔ جناب والا! اس میں تھوڑی سی سوچنے والی بات یہ ہے کہ غلط اعداد و شمار پیش کر کے محکمہ خزانے کے افسران کو سوائے سب کی اور پریشانی کے مل کیا رہا ہے؟ اس میں malafide intention تو تب ہوتی ہے جب اس میں ان کو کوئی مفاد حاصل ہو رہا ہو۔۔۔۔ جناب والا! بالکل انتہائی نیک نیتی کے ساتھ بجٹ کے اردو ورژن کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں چھوٹی سی ایک مثال دیتا ہوں۔ ہمارے محکمہ آب پاشی کی ایک جھنگ برانچ ہے اور ایک گوگیرا برانچ ہے۔ جھنگ برانچ جڑانوالہ میں ہے اور گوگیرا برانچ فیصل آباد میں ہے۔ "جے ب" "گ ب" کا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ "جے بی" کا "ج ب" کیا گیا ہے اور "جی بی" کا ترجمہ بھی "ج ب" کیا گیا ہے۔ وہ "جے بی" کا "ج ب" کیا گیا ہے اور "جی بی" کا ترجمہ بھی "ج ب" کیا گیا ہے۔ "جی بی" کا "گ ب" کی بجائے "ج ب" اردو میں لکھا گیا ہے۔ اب وہاں تحصیل جڑانوالہ میں اس قسم کی کوئی سکیم ہی نہیں تو اب اس کو اگر ہمارے معزز اراکین اسمبلی یہ کہیں کہ جی یہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ ایک ممبر صاحب نے اس بارے میں ایک تحریک استحقاق بھی دی ہے کہ جی وہاں پر اس نام کی کوئی سکیم ہی نہیں ہے۔ یہ سارے پیسے خورد برد کر گئے ہیں' کھا گئے ہیں حالانکہ

"ج ب" اور "گ ب" اور "جے ب" اور "جی بی" کے ترجمے کا چکر ہے وہ سکیم ہے اور اس پر عمل درآمد ہوا ہے۔ وہ فیصل آباد میں چک نمبر 190 پر عمل درآمد ہوا ہے اس بات کا بتنگڑ بنا کر اس مسئلے پر اتنی بحث ہو چکی ہے اور اس میں ایوان کا اتنا وقت صرف کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انگلش کا ورژن صحیح ہے اور اردو ورژن کو ہم نے تصحیح کے لیے چھپوایا ہے۔ جناب والا! ٹائم بالکل کم تھا۔

جناب سلمان تاثیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب! میرے خیال میں یہ بہت اہم بات ہے اور انہیں اپنی بات مکمل کر لینے دیں تاکہ اس کی سمجھ آئے۔ اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر raise کیجیے گا۔

جناب سلیمان تاثیر: جناب والا! یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ انگلش ورژن صحیح ہے لیکن اردو ورژن صحیح نہیں۔ وزیر قانون کو اس طرح کی غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے اور پھر کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی amount ہے یہاں تو لاکھوں میں انہوں نے اپنے سیدھے حساب کیے ہوئے ہیں۔ یہاں پر لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب! آپ کو اس طریقے سے interrupt نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سلمان تاثیر: میں اس پر اپنی speech کروں گا---

جناب سپیکر: یہی میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ ان کو interrupt نہ کریں۔ اس بارے میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو آپ مجھے بتائیے گا۔

وزیر قانون: جناب والا! جن اعداد و شمار کے متعلق ان کو اعتراض ہے یا ایسی کوئی بات ہے تو اس پر ابھی بجٹ میں ووٹنگ ہونی ہے اور پرسوں ووٹنگ ہونی ہے۔ انہوں نے کٹ موشنز دینے ہیں۔ جو اعداد و شمار غلط ہے اس پر یہ کٹ موشن دیں وہ ویسے ہی فیل ہو جائے گا تو یہ اعداد و شمار پر ووٹنگ تو نہیں۔ ابھی اس پر تو عام بحث ہوئی ہے۔ اس پر پرسوں سے ووٹنگ ہونی ہے۔ اصل بات اس وقت آئے گی جب ووٹنگ ہوگی اس میں اگر ہمارے کسی اعداد و شمار میں غلطی ہوگی تو وہ ہماری اپنی malafide ہے' ہماری اپنی responsibility ہے اور اس کے consequences کے بھی ہم ذمہ دار ہیں۔ جناب والا! اس موضوع پر بہت بات کی جا چکی ہے۔ آپ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں قصداً طور پر غلطی ہوئی ہے۔ میں نے جیسے آپ کی بتایا ہے کہ جے ب' جے بی اور جی بی کا ترجمہ ج ب' ج ب کر دیا گیا ہے۔ ج ب' گ ب کی بجائے کر دیا گیا ہے۔

آپ اگر اس پر محکمہ خزانہ نے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر لیا ہے اور ان کو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑی عدالت ہے اور اس نے ان کو سزا دینی ہے تو جس طرح آپ حکم فرمائیں سر تسلیم خم ہے ورنہ میں ایک دفعہ پھر جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی بدنیتی نہیں۔ نیک نیتی کے ساتھ بجٹ کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا۔ یہ پہلی دفعہ معزز اراکین کے اصرار پر کیا گیا ہے۔ اس میں وقت کی قلت تھی اور فوری طور پر ہم نے اس کو پیش کرنا تھا۔ اسی طریقے سے یہ جو block allocation کے ہیڈز سے ان کو تفصیلاً پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ اب ہم نے 4490 سکیمیں دی ہیں اور ایک ایک سکیم کی ایک ایک ہیڈ کے تحت مکمل تفصیلات دی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ یہ ہماری حوصلہ افزائی کرتے اور encourage کرتے کہ اگر کوئی سہواً غلطی ہو گئی ہے اور جس میں بدنیتی کو دخل نہیں اس مسئلے کو زیادہ اچھالنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے اور بات کا بتنگڑ نہ بناتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا یہ وقت اور زیادہ تعمیری کام پر صرف ہو سکتا تھا میں ان الفاظ کے ساتھ جناب والا کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں بدنیتی کا کوئی دخل نہیں۔ اردو کے ورشن کو صحیح چھاپا جا رہا ہے وہ ان شاء اللہ آج چھپ جائے گا پرسوں اس پر ووٹنگ ہونی ہے۔ ووٹنگ صحیح نگرز پر ہوگی۔ اس میں اگر کسی قسم کی تساہل یا غلطی ہو گی تو اس کی ذمہ داری اور consensus قبول کرنے کے لیے حکومت پنجاب تیار ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اس بارے میں سید ناظم حسین شاہ صاحب کے پاس کچھ نگرز ہیں جو انہوں نے مجھے دیے تھے کہ جس پر انہوں نے calculations کر کے بتایا تھا کہ انگلش ورشن میں بھی غلطیاں ہیں وہ تو آپ کے پاس ہیں۔ وہ آپ بتا سکیں گے کیونکہ فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ذرا یہ بھی اس کو دیکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلے تو ہمارے ڈپٹی لیڈر سلمان تاثیر صاحب کھڑے تھے اس لیے میں نہ اٹھنا مناسب نہیں سمجھا پہلی تو یہ بات ہے کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ بجٹ کا یہ ورشن پہلی دفعہ اردو میں پیش ہوا ہے۔ جناب! پچھلے سال آپ بھی اس ہاؤس میں موجود تھے۔ میں بھی موجود تھا۔ اب اس بات کی آپ تردید کر دیں کہ یہ پہلی دفعہ اردو ورشن پیش ہوا ہے۔ اس بات کا آپ کر دیں تو ہم آپ ہر فیصلہ چھوڑتے ہیں اور جیسے میرے بھائی اسلم گورداسپوری نے بڑے اچھے طریقے سے کیس پلیڈ کیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی ایک مد کا یہ خود calculate کر کے بتا دیں کہ اس کا میزان صحیح ہے اور صحیح اعداد و شمار ہیں۔ جناب والا! میں پہلے بھی آپ کو پیش

کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ تو آپ کو prove کرنے ہیں۔ جناب اگر مجھے یہ پتا ہوتا کہ یہاں پر سارے proof میں نے روز لے کر آنے ہیں۔ میں پہلے آپ کو لاہور ڈویژن کا proof پیش کر چکا ہوں ٹھیک ہے پورے پنجاب سے ہمارا تعلق ہے میں نے وہ بل بھی آپ کو بھیج دینے تھے کہ آپ صرف اس کی calculation دیکھ لیں۔ اب یہ میرے دوست دیہیں آب رسانی کا کہہ رہے تھے۔ بہاولپور کا' یہ میرے پاس اردو ورشن بھی ہے' انگلش بھی ہے ان کے سیریل نمبر آپ ملا لیں۔ جناب سیریل نمبر آپس میں نہیں ملتے سیریل نمبر تو ملنے چاہییں۔ یعنی کہ تعمیر اردو میں بھی وہی اور انگلش میں بھی وہی ہیں۔ سیریل نمبر بھی نہیں ملتے۔ اعداد و شمار کی تو بعد کی بات ہے' سیریل نمبر نہیں ملتے تو جناب اتنی غیر ذمہ داری ہے۔ یہ جیسے اسلم گورداسپوری صاحب نے کہا ہے۔ ہمارا کام یہی تھا کہ آپ کے سامنے اتنی بڑی دھاندلی کو پوائنٹ آؤٹ کرنا۔ اب اس پر فیصلہ کیا دینا ہے۔ جناب والا! یہ آپ کا کام ہے۔ اس ملک میں یہ بھی ہوا ہے کہ نظریہ ضرورت کے تحت جب یہ فیصلہ دیا گیا تو پھر اس ملک کو بحرانوں سے کوئی نہیں بچا سکا۔ بحران در بحران آتے گئے۔ جناب والا! وہ بھی ایک جج کا فیصلہ تھا تو آج یہ بھی اب آپ کے اوپر منحصر ہے کہ آپ اس ہسٹری میں کیا role play کرنا چاہتے ہیں۔ ہسٹری میں ہمیشہ ہر انسان کے مختلف role ہوتے ہیں کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو maker کا role play کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ beneficiary ہوتے ہیں' کچھ compromises ہوتے ہیں تو جناب والا! یہ تو آپ کے اوپر منحصر ہے کہ آپ maker بننا چاہتے ہیں' beneficiary بننا چاہتے ہیں یا compromiser بننا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس میں صرف ہمارے ہی استحقاق کا مسئلہ نہیں اس سے بڑا اور کیا میں آپ کو ثبوت دوں کہ سیریل نمبر ملتے ہیں اور یہ خود میزان کر کے کسی ایک دن میں بتا دیں کہ یہ اعداد و شمار صحیح ہیں۔

جناب سپیکر، آپ وہ اعداد و شمار پیش کر سکتے ہیں جو آپ نے مجھے دیے تھے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وہ اس وقت میرے پاس نہیں' سردست میرے پاس بہاولنگر کے انگلش اردو کے اعداد و شمار ہیں' انگلش کے علیحدہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، انگریزی کی ورشن ہے کیوں کہ اب انگلش کو موضوع بحث بنا رہے ہیں۔ اردو کو آپ چھوڑ دیں۔

ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں آپ سے گزارش کر دوں کہ اس میں کھیت سے منڈی' فارم

کو مارکیٹ روڈ ضلع ملتان 5 کروڑ 70 لاکھ پچاس ہزار اردو ورژن میں 6 کروڑ۔ ویسے یہ تو اس وقت میں نے اردو اور انگریزی ورژن کا تقابل کیا تھا۔ اب اگر آپ انگلش کا کہتے ہیں تو پھر میں انگلش کا علیحدہ کر کے دے دوں گا۔ اگر انگلش کا صحیح ہوتا' ہمیں کل جو انہوں نے (errata) تصحیح نامہ پیش کیا ہے' یہ کل ملا ہے اس کا کیا مطلب تھا۔ اگر پہلے والا انگریزی کا صحیح تھا تو ان کو کل تصحیح نامہ پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کے باوجود بھی انگریزی میں بھی صحیح نہیں۔ مثال کے طور پر ایک جگہ انہوں نے دو لاکھ رکھا ہے' تو اس کا میزان ہے پندرہ کروڑ جب ہم ٹوٹل کرتے ہیں تو وہ14 کروڑ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' شاہ صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی نکرز ہیں تو مجھے دیجیے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: اس وقت سردست تو میرے پاس نہیں' میں آپ کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں میں کوئی ڈیبیٹ نہیں کروانا چاہتا لیکن ڈپٹی لیڈر حزب اختلاف چاہتے ہیں کہ وہ اس تحریک استحقاق پر کچھ ارشاد کریں۔ میں اس پر ڈیبیٹ نہیں کراؤں گا کیوں کہ یہ تحریک استحقاق سید ناظم حسین شاہ اور جناب محمد اسلم گورداسپور صاحب نے پیش کی ہے انہوں نے اس پر short statements دی ہیں اور لا منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیا ہے۔ اور اس پر میں نے فیصلہ دینا ہے۔ تحریک استحقاق پر ڈیبیٹ نہیں ہوا کرتی ہے۔ لیکن ڈپٹی لیڈر اپوزیشن کچھ اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں اس کے لیے خصوصی اجازت دیتا ہوں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا تھا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ انگلش ورژن صحیح ہے۔ بات یہ ہے کہ جب بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت یہ کارریجنڈم ہمیں نہیں دیا گیا تھا اب اس میں یہ کارریجنڈم دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہاں پر غلطیوں کی حد یہ ہے کہ صفحہ نمبر 24 پر یہ کہتے ہیں۔

The amount appearing against BRB link may be read as Rs. 60,000 instead of Rs. 60,00,000 respectively

اور پھر صفحہ نمبر 557 میں

Against "42200-Total Grants Hospital and Dispensaries" under column Budget Estimates 1990-91 read 1,68,83,44,910 instead of Rs. 11,68,83,44,910

اس سے سارا بجٹ الٹا سیدھا ہو جاتا ہے۔ یہاں دس کروڑ زیادہ ہو گیا ہے اور یہ بجٹ ہمیں پیش نہیں ہوا اور اس میں کتنے آئٹم ہیں۔ یہ تو ایسے لگتا ہے

It looks like a separate budget---

تو دستی صاحب فیصلہ یہ کریں کہ یہ بجٹ ہے' یا اردو والا بجٹ ہے یا انگریزی والا بجٹ ہے یا یہ صحیح نامہ (errata) بجٹ ہے ایک کروڑ ہے۔ گیارہ کروڑ ہے' 5 لاکھ ہے 60 لاکھ ہے آپ جا کر وزیر اعلیٰ سے فیصلہ کریں کہ پنجاب کا بجٹ ہے کیا اور ایک دفعہ سب کو بلائیں پھر پیش کریں کیونکہ یہ تو بے معنی سا بجٹ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، سلمان تاثیر صاحب! مجھے بتائیے کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ کون سی چیز آپ نے فرمائی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ سارا غلط ہے جی واپس لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے پہلے آپ سے کہا ہے کہ میں اس پر ڈیبیٹ نہیں کروانا چاہتا اگر آپ کوئی غلطی محسوس کرتے ہیں تو کٹ موشن پر ابھی آپ نے بات کرنی ہے۔ آپ نے کٹ موشن پر بات کرنی ہے۔ شاہ صاحب آپ کی طرف سے کٹ موشن ہے۔ آپ کی طرف سے کٹ موشن نہیں ہے تو میں آپ سے کہہ چکا کہ میں اس پر بحث نہیں کروانا چاہتا' شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب! میں فیکٹس بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں فیکٹس نہیں سننا چاہتا ہوں میں نے کہا ہے کہ میں اس پر ڈیبیٹ نہیں کروانا چاہتا میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں ڈیبیٹ نہیں کرواؤں گا کیوں کہ ڈیبیٹ کی کوئی provision نہیں۔ آپ کٹ موشن میں اس غلطی کو پوائنٹ آؤٹ کر لیں یہ غلطی آ سکتی ہے۔ شاہ صاحب! میں اس بارے میں اس وقت آپ کو اجازت نہیں دے رہا ہوں۔

You please take your seat. Shah Sahib, please take your seat.

راہی صاحب! آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے یا اس تحریک پر بات کرنا چاہتے ہیں' آپ اسی تحریک استحقاق کے بارے میں بات نہیں کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ اسمبلی لگی ہے' حاضری بہت

ہی کم رہتی ہے اور یہ ایک طے شدہ بات ہے اور اسی پر بہت سے کالم لکھے جا چکے ہیں اور اس میں اخبارات میں بہت زیادہ تبصرہ ہو رہا ہے اور ہماری جو اپنی حالت ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے کہ یہاں پر کتنی کم حاضر ہے تو اس سلسلہ میں اگر کوئی یہ موقف اختیار کرے کہ اس حاضری پر پورا اترنا اس کے بس میں نہیں تو ہمیں کم از کم اس سے اتفاق نہیں کرنا چاہیے وہ اس لیے جناب والا! کہ پرسوں اگر یہاں پر ووٹنگ ہو گی تو ووٹنگ پر آپ دیکھیں گے کہ چاہے آپ اس ایوان کو بارہ ایک بجے تک چلائیں ایک بجے تک ہاؤس فل رہے گا۔ بھرا رہے گا اس لیے کہ اس میں interest ہو گا' دلچسپی ہو گی' گورنمنٹ کی دلچسپی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ممبران کو حاضر رکھے اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اور یہ روایت ہے اس ایوان کی کہ جس دن ووٹنگ ہونی ہوتی ہے اس دن مکمل حاضری ہوتی ہے اتنی زیادہ حاضری ہوتی ہے کہ یا تو وہ حلف کے دن ہوتی ہے اور یا پھر ووٹنگ کے دن ہوتی ہے' تو ہمیں اس سے متفق نہیں ہونا چاہیے کہ اگر حکومت یہ کہے یا وزیر قانون یہ کہیں کہ جی ہمارے بس میں نہیں اس حاضری کو پورا کرنا' ہمیں اپنی پارٹی میں یہ بات کرنی چاہیے کہ ہمیں اس کارروائی میں بھرپور طریقہ سے حصہ لینے کے لیے آنا چاہیے اور تیار ہو کر آنا چاہیے اور بالکل آنا چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ ایوان میں جو بھی چیز آتی ہے وہ ایوان کی پراپرٹی بن جاتی ہے اور جو ہاؤس کی پراپرٹی ہے اس کو ممبر' خواہ کوئی بھی ہو اس کو اظہار خیال کا موقع ملنا چاہیے۔ آپ کی صدارت میں ہمیشہ ایسا ہوا کہ یہاں پر معاملات sort out ہوئے ہیں اگر بجٹ غلط پیش کیا گیا ہے تو اس پر جن لوگوں نے تیاری کی ہے ان کو اظہار کا موقع ملنا چاہیے۔

جناب سپیکر، مجھے آپ کی پہلی بات سے اتفاق ہے۔ دوسرے آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ہمارے ممبران کے ریزولیوشن ہیں' بل ہیں' مجھے ذاتی طور پر علم ہے اور کئی دوستوں نے میرے ساتھ بات کی ہے کہ ان کے ریزولیوشن اور بل ہیں ان کو آنا چاہیے تو اگر ہم تحاریک استحقاق پر اٹکے رہیں گے تو ساری کارروائی اس ایوان کی رک جائے گی اور اگر آج ہم سارا دن اس تحریک استحقاق پر ہی بحث کرتے رہیں تو اس کی out come کیا ہو گی؟

سید ناظم حسین شاہ: میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ اس ایوان کے سپیکر ہیں' آپ کی مرضی ہے کہ آپ construction کا رول play کریں' beneficiary کا رول play کریں یا compromiser کا رول play کریں۔

جناب سپیکر، میں تو صرف سپیکر کا رول play کروں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! رنگین مزاج وزیر خزانہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ! جناب ملک اسلم گورداسپوری کی تحریک استحقاق نمبر 46 اور 47 کے بارے میں میری رولنگ یہ ہے اور سلمان تاثیر صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ بجٹ میں کچھ غلطیاں تھیں جس کی بعد میں انہوں نے اصلاح کی ہے اور بعد میں اس کی تصحیح انہوں نے تاخیر سے پیش کی ہے۔ اس بارے میں میں یہ کہوں گا کہ تصحیح بجٹ کے ساتھ آنی چاہیے تھی اور بعد میں نہیں آنی چاہیے۔ اگر یہ بعد میں آئی ہیں تو یہ بات میں وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تصحیح بجٹ کے ساتھ پیش کی گئی ہے یا بجٹ کے بعد پیش کی گئی ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! یہ انگریزی کا تصحیح نامہ بجٹ کے ساتھ دیا گیا ہے یہ کل نہیں دیا گیا یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں---

آوازیں، وزیر خزانہ غلط کہہ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ سردار صاحب! آپ نے کیا فرمایا ہے کہ یہ بجٹ کے ساتھ دیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ تصحیح نامہ بجٹ کے ساتھ دیا گیا تھا۔ تصحیح نامہ کل نہیں دیا گیا۔ اس کی اطلاع غلط ہے کہ کل دیا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں ایک تصحیح نامہ پہلے دیا گیا ہے اور ایک کل دیا گیا ہے--- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ایک آدمی بات کرے۔ آپ تشریف رکھیں۔ سلمان تاثیر صاحب نے اس بارے میں بات وہی بات کریں گے باقی سب صاحبان بیٹھ جائیں۔ آپ بتائیں کہ تصحیح نامہ کب موصول ہوا ہے؟

جناب سلمان تاثیر، جناب والا! اس کی تصحیح پرسوں ہوئی ہے اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وزیر خزانہ ایک تو غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں دوسرا ایوان کے فلور پر کر رہے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ان کی عزت کا خیال نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا

ہے۔ وزیر اعلیٰ کی تعریف کرنا تو ایک روایت موجود تھی۔ لیکن اب یہ ایک نئی روایت شروع ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات کی معذرت کرنی چاہیے کہ میں نے ایوان کے فلور پر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ باہر بھی لوگ موجود ہیں وہ بھی ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں صورت یہ ہے تصحیح نامہ تعمیر وطن پروگرام 1990-91ء کا تصحیح نامہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں موصول ہوا ہے یہ بجٹ کے ساتھ موصول ہوا ہے۔ لیکن بجٹ 1990-91ء کا تصحیح نامہ بجٹ کے ساتھ نہیں دیا گیا اور یہ کل دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس بارے میں وزیر خزانہ کی مراد بجٹ کے ساتھ دینے کی غالباً تصحیح تعمیر وطن پروگرام کے متعلق تھی۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لیکن بجٹ کا تصحیح نامہ بجٹ کے ساتھ موصول نہیں ہوا یہ کل موصول ہوا ہے اور یہ بات درست ہے اور اس پر میری رولنگ یہ ہے کہ بجٹ میں جن چیزوں کی نشان دہی ہمارے معزز ارکین اسمبلی نے کی ہے' آپ ان غلطیوں کو چاہے وہ جمع تفریق کی غلطیاں ہیں' اعداد و شمار کی غلطیاں ہیں ابھی تین دن آپ کی کٹ موشنز زیر بحث آنی ہیں ان میں آپ اس بجٹ کی دھجیاں اڑا سکتے ہیں اور آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ ان باتوں کو زیر بحث لائیں' پالیسیوں کو زیر بحث لائیں' غلطیوں کو زیر بحث لائیں' آپ اس ایوان میں اس بجٹ کی دھجیاں اڑائیں آپ کو اس کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ نہ صرف یہ کہ پورا معزز ایوان آپ کی بات کو سنے گا بلکہ ساری قوم اور سارے پنجاب کے لوگ آپ کی بات کو سنیں گے۔ سارا پریس اس بات کو سنے گا اور یہی چیزیں حکومت کے رول کا تعین کرتی ہیں' یہی چیزیں اپوزیشن کے رول کا تعین کرتی ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں آپ کو پورا پورا حق حاصل ہے کہ آپ اس کو زیر بحث لائیں اور اس پر آپ جس انداز سے بھی مناسب سمجھیں تنقید کریں۔ میں آپ کو اس کا حق دوں گا اور میں آپ کی بات سنوں گا اور سنواؤں گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تصحیح نامہ بعد میں دیا گیا ہے اس پر میری رائے یہ ہے کہ اسے بجٹ کے ساتھ دیا جانا چاہیے تھا اور اس بارے میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ افسوس ناک بات ہے کہ یہ تصحیح نامہ دیر سے دیا گیا ہے جس کی وجہ سے معزز اراکین کو بحث میں دشواری پیش آئی ہے' ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وزیر خزانہ صاحب کو اس بارے میں اپنے اہل کاروں کو ہدایت کرنی چاہیے کہ تصحیح نامہ بھی بجٹ کے ساتھ آنا چاہیے' کسی بھی قسم کی غلطیوں کی اصلاح بجٹ کے ساتھ آنی چاہیے تاکہ اس تصحیح نامہ کو بھی بجٹ کے ساتھ اسی انداز میں دیکھ سکیں اور اس کے مطابق اس کو زیر بحث لا سکیں۔

اب آپ دیکھیں کہ آپ کے بجٹ پر بحث ہو چکی ہے اور تصحیح نامہ بعد میں دیا گیا ہے' تصحیح نامہ جو بعد میں مہیا کیا گیا ہے اب اس کو کیسے زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ میں اس کی نشان دہی کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا ہر گز نہیں ہونا چاہیے لہذا تصحیح نامہ بجٹ کے ساتھ آنا چاہیے۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میں اس پر بات کر رہا ہوں اور آپ شور مچا رہے ہیں۔ اس کے مطابق میں دونوں تحاریک استحقاق کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیتا ہوں اور اس پر مزید کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میرا ایک بڑا اہم پوائنٹ ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ اس بجٹ کی دھجیاں اڑائیں درست ہے۔ لیکن receipts پر تو ووٹنگ نہیں ہوتی۔ اس میں کس طرح سے ہو گا؟ اس میں کٹ موشن کہاں سے آئے گی؟ کیونکہ بجٹ میں تو receipts میں بھی غلطیاں ہیں۔ نہ صرف غلطیاں ہیں بلکہ جب بجٹ پیش کیا گیا receipts اس کے بعد دی گئی ہیں پھر آخری بات یہ ہے کہ پھر وزیر خزانہ نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر صاف طور پر یا تو جھوٹ بولا ہے یا پھر ان کو اتنا ہی نہیں پتا کہ اس ایوان میں ہو کیا رہا ہے۔ میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گا کہ وہ اٹھ کر ایوان میں معذرت کریں کہ ان سے غلطی ہوئی ہے اور وہ آئندہ ایسی بات نہیں کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں آپ کی رولنگ پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بات کو خود مانتے ہوئے' جناب سپیکر! قانون اور آئین کی حرمت تو پردہ عصمت کی طرح ہوتی ہے۔ اگر ایک دفعہ چاک ہو جائے تو پھر رفو کرنا انسان کے بس کی بات نہیں رہتی۔ اس طریقے سے نظریہ ضرورت کے تحت بھی یہ ہوا تھا اور آج تک ہم بحرانوں میں پھنسے ہوئے ہیں' آج بھی آپ نے مانتے ہوئے میری تحریک استحقاق کو رول آؤٹ کیا ہے۔ اس فیصلے کے خلاف جناب میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں اور آج پورے اجلاس کے لیے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اگر یہ نہ کرتے تو مجھے حیرانگی ہوتی کہ آپ نے یہ نہیں کیا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! آپ اگر غیر قانونی فیصلے کریں گے تو میں ضرور احتجاج کروں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو ضرور disobey کرنا ہے۔ آپ نے چیئر کو ضرور disobey کرنا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: میں آپ کے غیر قانونی فیصلے کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف لے جائیے آپ احتجاج کرتے ہوئے جانا چاہتے ہیں آپ تشریف لے جائیے۔

میاں محمود الحسن ڈار: جب اڑھائی کروڑ کے جنریٹر کی بات ہوتی تو انہوں نے خوش ہو کر بتایا کہ گھڑز میں غلطی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب! آپ سپیکر کے conduct کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔ آپ چیئر کے conduct کو زیر بحث لائیں گے تو میں اٹھا کر آپ کو باہر پھینک دوں گا۔ (ڈار صاحب مسلسل بولے جا رہے تھے) ڈار صاحب! آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ آپ چیئر کے conduct کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔ جو فیصلہ آپ کے حق میں آئے وہ تو ٹھیک ہے اور جو فیصلہ آپ کی منشا کے خلاف آ جائے اس کو آپ زیر بحث لائیں گے۔

میاں اظہر حسن ڈار: کسی ممبر کی ایسی توہین کرتے ہیں کہ میں آپ کو باہر اٹھا کر پھینک دوں گا۔ کون کسی کو باہر اٹھا کر پھینک سکتا ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! مجھے آپ اجازت دیں میں اس بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! سلمان تاثیر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! ہم اس رولنگ کے خلاف اور دستی صاحب کی اس غلط بیانی کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ انہوں نے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اور ہم اس بات پر بھی احتجاج کرتے ہیں کہ جس طرح کے الفاظ چیئر نے ہمارے فاضل ممبر کے خلاف استعمال کیے اور ہم علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! ہمیں افسوس ہے کہ یہ سچائی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ حقائق کا مقابلہ کرنے سے عاری ہیں اور انہیں کم از کم یہ خیال ہونا چاہیے تھا کہ وہ چیئر کا احترام کرتے۔ انہوں نے چیئر کا بھی خیال نہیں رکھا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: یہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس

کوئیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جو آج اپوزیشن نے اپنا رویّہ اختیار کیا ہے وہ افسوس ناک ہے اور چیئر کے بارے میں جو انہوں نے کلمات کہے وہ بھی افسوس ناک ہیں کہ جو لوگ منہ زور ہوتے ہیں یا سینہ زور ہوتے ان کو صرف قانون اور قواعد ہی روکا کرتے ہیں۔ مگر وضع داری اور شرافت سے یہ لوگ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور جب کوئی رولنگ ان کے خلاف آ جائے تو ان کی قوت برداشت اس قسم کی ہے کہ وہ ذرا بھی برداشت نہیں کرتے۔ آج جناب والا نے انہیں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی۔ حالانکہ جناب والا نے اس کی وضاحت بھی فرمائی اور ریکارڈ پہ بھی نہیں آنی چاہیے تھی۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے وزیر خزانہ نے صاف طور پر یہ کہا کہ انگریزی زبان والا بجٹ درست ہے اور اردو میں بعض جگہ پر غلطیاں ہیں۔ اس کے علاوہ اسے ڈی پی کے بارے میں وہ بات کر سکتے تھے۔ اس بارے میں کنوتی کی تحاریک بھی غیر قانونی تھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب مولانا صاحب! میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ حضرت صاحب! ذرا صبر کیا کریں۔ ہر آدمی کو ایسے نہ چرایا کریں۔ ایسے بات نہیں چلے گی۔ تشریف رکھیں۔ (شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: یہ آپ کی بات قطعاً درست نہیں۔

جناب سپیکر: جناب چیمہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پیش کیجیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جناب سلمان تاثیر صاحب جو کہ اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر بھی ہیں اور بڑے منجھے ہوئے سیاست دان ہیں۔ ان کا وزیر خزانہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے غلط بیانی کی ہے' انہیں معذرت کرنی چاہیے۔ (نواب زادہ غضنفر علی گل بغیر مائیک مسلسل بول رہے تھے)۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ تھانے داری بند ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ مجھے اعظم چیمہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو نپٹانے

دیں۔ چیمہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر چکے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ تحمل مزاجی ہونی چاہیے۔ معمولی معمولی بات بھی ان کے ہاتھ میں آجائے تو یہ اس کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ چیمہ صاحب! آپ کی بات ہو چکی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

لاہور میں ہوٹل کی بلند عمارت سے فوجی تنصیبات کو جاسوسی کا خطرہ

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی پریس کے اخبارات نوائے وقت' جنگ' امروز' وفاق جیسے کم از کم بارہ روزناموں میں لاہور کے حساس ترین علاقہ میں شیرٹن ہوٹل کی بلند ترین عمارت کی تعمیر سے فوجی تنصیبات کو جاسوسی کے خطرہ کے عنوان سے خبریں شائع ہوئی ہیں۔ خبریں پڑھنے سے ملک کا باشعور طبقہ حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا اتنے اہم ترین فوجی علاقہ میں اتنی بلند ترین عمارت جو کہ لاہور میں اپنی بلندی کے اعتبار سے پہلی عمارت ہو گی لیکن ملکی مفاد کو نقصان پہنچانے کے لیے دشمن عناصر کے لیے یہی عمارت جاسوسی کے لیے سب سے پہلا اور اہم اڈا بھی ہو سکتی ہے۔ تکنیکی' مذہبی' سیاسی و اخلاقی اور بین الاقوامی نقطۂ نگاہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شہ رگ پر نظر رکھ دینے کے مترادف ہے لہٰذا معاملہ کی نوعیت' اہمیت نزاکت کے پیش نظر اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے معزز ایوان کو اپنے زریں خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ ملک و ملت کو متوقع خطرہ سے بچایا جا سکے جو اس کی تعمیر کے بعد وقوع پذیر ہونا یقینی امر ہے۔

جناب سپیکر! میں اس پہ کچھ عرض کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار آچکی ہے۔ اس پہ سٹیٹمنٹ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس تحریک التوائے کار کے بارے میں کون صاحب جواب دیں گے؟

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے ارکان واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر! یہ میرے حلقے کی بات ہے اس لیے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سلمان صاحب! پہلے گورنمنٹ کا نقطۂ نظر آجائے۔ اس [illegible]

جناب سلمان تاثیر، کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو۔۔۔۔

جناب سپیکر، جناب سلمان صاحب گورنمنٹ کا نقطۂ نظر آ جائے تو بات کر لیجیے گا۔

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری قانون)، جناب والا! مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے یہ جو تحریک پیش کی اس سے قبل بھی یہ تحریک اس ایوان میں دو تین مرتبہ پہلے بھی پیش کر چکے ہیں۔ ان کی پہلی تحریک پر اسمبلی کے اندر آپ کی جو رولنگ آئی اس معاملے میں' اس واقعہ سے لے کر اس میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس لیے جو آپ کی پہلی رولنگ ہے وہ اس موجودہ تحریک کے بارے میں کافی ہے۔ وہی برقرار رہنی چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں اسے اجلاس میں بھیجتا رہا ہوں کہ اتفاق یہ ہے کہ اس کی باری نہیں آئی اور اجلاس ختم ہو جاتا تھا اس لیے میں اسے ہر اجلاس میں بھیج دیتا تھا' یہ پہلی دفعہ پیش ہو رہی ہے اس سے پہلے یہ پیش نہیں ہوئی۔ مسئلہ نہایت اہم ہے اور ملکی مفاد کا مسئلہ ہے کہ اتنے حساس علاقے میں اتنا بلند و بالا ہوٹل تعمیر کیا جائے' اس پر تمام قومی پریسوں نے اعتراض کیا ہے اور تمام نے اس بات سے خبردار کیا ہے اس لیے یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اس پر بحث ہونی چاہیے۔ جناب والا! اسے منظور فرمائیں کیونکہ یہ ملکی مفاد کا نہایت اہم مسئلہ ہے۔ آج یہ پہلی دفعہ پیش ہوئی ہے اگرچہ میں اسے ہر اجلاس میں بھیجتا رہا پہلے اجلاسوں میں اس کی باری نہیں آئی اور یہ پیش نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر، لیکن مولانا صاحب! رولز کے مطابق ہم اسے ٹیک اپ نہیں کر سکتے۔ تحریک التوائے کار کے لیے جو ابتدائی requirement ہے کہ وہ recent occurrence اور رولز کے مطابق ہو۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! جب اخبارات میں یہ خبر آئی اور اس پر احتجاج ہوا تو میں نے اس وقت یہ بھیج دی تھی۔

جناب سپیکر، بس یہی ہے کہ آپ نے اس وقت دی پچھلے اجلاسوں میں دی لیکن پچھلے اجلاسوں میں آ نہیں سکی تو آپ نے اس اجلاس میں دی۔ لیکن اب یہ معاملہ پرانا ہو گیا۔ تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جناب سپیکر! آپ ہاؤس کی کارروائی کو ایڈجرن کر دیں اتنا اہم اور فوری نوعیت کا معاملہ درپیش ہے اور اتنی اس کی urgent nature ہے کہ آپ ہاؤس کی ساری کارروائی کو معطل کر دیں اور اس مسئلے کو سب سے پہلے ٹیک اپ کریں تو اتنی اہمیت کا مسئلہ جو ہے جو recent occurrence کا [illegible] کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ recent occurrence کا مسئلہ subject

matter بن سکتا ہے تحریک التوائے کار کا اور پرانا مسئلہ تحریک التوائے کار کا subject matter نہیں بن سکتا۔ اس لیے مولانا صاحب مجھے افسوس ہے کہ آپ کی تحریک التوائے کار نہایت اہم ہے میں اسے رولز کے مطابق entertain نہیں کر سکتا۔

I am sorry, I am bound to hold it out of order.

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! پھر اس کا حل کیا ہے؟

جناب سپیکر، اس کا حل یہی ہے کہ آپ لاءمنسٹر سے رابطہ کریں' آپ اور لاءمنسٹر صاحب بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، نمبر 1 تحریک التوائے کار سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی ہے۔

جناب سلمان تاثیر، جناب والا! یہ ایک تحریک التوائے کار ہے جسے میں بغیر باری کے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ وہ تحریک التوائے کار ہے جس میں پنجاب کے خزانے سے خورد برد ہوا ہے اور غبن ہوا ہے' چوری ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، کیا آپ کی تحریک التوائے کار تحریری طور پر آئی ہے؟

جناب سلمان تاثیر، جی آئی ہے اور یہ تحریک التوائے کار نمبر 65 ہے۔ درخواست یہ ہے کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔ اس میں ہزاروں لاکھوں کروڑوں روپوں کا گھپلا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر یہاں اور کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار نمبر 65 تو ہمارے پاس کوئی ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس تو جو سب سے آخر میں آئی ہے وہ تحریک التوائے کار نمبر 40 ہے۔

جناب سلمان تاثیر، پھر میرا خیال ہے کہ جس طرح دو دو بجٹ آ رہے ہیں اس طرح دو دو تحاریک بھی آ رہی ہوں گی۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب یہ سلمان تاثیر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 65 ہے ان کی خواہش ہے کہ اسے بغیر باری کے ٹیک اپ کیا جائے۔

وزیر قانون، اس کا تو مجھے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اور نہ میں اس پر prepare ہوں اس کو بغیر باری کے لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس موضوع پر تو یہ پہلے بھی بہت باتیں کر چکے ہیں' اپنی بجٹ

تقریر میں بھی بات کر چکے ہیں۔ اس میں کوئی فوری نوعیت والی بات نہیں یہ تو اس طریقے سے ایک بات کو بار بار کریدنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، تو آپ اس پہ اتفاق نہیں کرتے کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔

وزیر قانون، نہیں۔

جناب سلمان تاثیر، اس وقت اس کی اہمیت یہ ہے کہ جب تحریک التوائے کار ایڈمٹ ہوتی ہے تو پھر اس پر الگ بحث ہے۔ یہ اپنا موقف ابھی پوری طرح بیان کریں اس پر تفصیلاً سنڈی کرنا چاہتے۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے لینے کا طریقہ یہی ہے کہ اس میں ساری ہاؤس کی consensus ہو اور اس پہ ہاؤس اتفاق کرے۔

جناب سلمان تاثیر: میں اپیل کرتا ہوں یہاں ہمارے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ کوئی آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہیں یہ پنجاب کے عوام کا مسئلہ ہے اس کو پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کا مسئلہ نہ بنایا جا۔ یہاں پر کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے یہ نہ تو میرا پیسہ اور نہ ہی سردار دریشک کا پیسہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ میں ہاؤس کی مرضی لوں کہ یہ تحریک التوائے کار بغیر باری کے ٹیک اپ کی جائے یا نہ کی جائے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میں تو آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے لیا جائے اگر یہ exist کرتے ہیں ہاؤس کا consensus ہو تو میں ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ اسے ان کے consensus کے مطابق لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، تو پھر آپ تشریف رکھیں' آپ چاہتے ہیں کہ میں ہاؤس سے اس بارے میں دریافت کروں۔

جناب سلمان تاثیر، جی! میری تو پہلی درخواست یہ ہے کہ آپ اسے ٹیک اپ کریں۔ لیکن اگر دریشک صاحب اس کو اپوز کرتے ہیں تو پھر ہاؤس کا consensus لیں۔

جناب سپیکر، میں ہاؤس کا consensus لوں۔

جناب سلمان تاثیر، جی آپ consensus لیں۔

جناب سپیکر، جی! تو پھر سلمان تاثیر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور اس بارے میں وہ چاہتے ہیں کہ اسے بغیر باری کے لیا جائے۔ اس کا نمبر 65 ہے۔ تو آپ کی کیا رائے ہے کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔ (ہاؤس کی خاموشی)

جناب سلمان تاثیر، جناب والا! یہ کہنا نہیں چاہتے ڈریننگ صاحب سر ہلائے جا رہے ہیں اور باقی پیچھے چپ ہیں۔ لیکن یہ بھی چاہتے ہیں کہ آج اس کو ٹیک اپ کیا جائے۔ تو یہ ان کے ضمیر کی آواز ہے۔

جناب سپیکر، جو صاحبان اس حق میں ہیں کہ سلمان تاثیر صاحب کی تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے ٹیک اپ کیا جائے وہ اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں۔۔۔

(اپوزیشن کی طرف سے تمام اراکین حزب مخالف کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔ اب جو اس کے حق میں نہیں ہیں کہ اس تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے لیا جائے۔ وہ اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں۔۔۔

(حکومتی بنچوں کی طرف سے تمام اراکین اسمبلی کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر، تو یہ جو تحریک التوائے کار ہے اس پہ ہاؤس کی یہ رائے ہے کہ اس کو بغیر باری کے نہ لیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک احمد علی اولکھ، جناب والا! گزشتہ اجلاس میں گریٹر تھل کینال کے بارے میں، میں نے تحریک التواء دی تھی جو آپ نے پینڈنگ فرمائی تھی۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، مہربانی کر کے مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے پچھلے اجلاس میں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اب اجلاس دو دن کے لیے ہے اور سلمان تاثیر صاحب کی تحریک التواء بغیر باری کے لی تھی اور میرے حصلے نمبر پر تھی اور وہ اپنی باری پر بھی نہیں لی گئی۔

جناب سپیکر، اب آپ کی تحریک التواء کون سے نمبر پر ہے؟

ملک احمد علی اولکھ، اب 17 نمبر پر ہے۔ پہلے اکی نمبر پر تھی، آپ نے پینڈنگ فرمائی تھی۔

جناب سپیکر، اولکھ صاحب! آپ میرے ساتھ رابطہ کیجیے گا۔ ابھی ہم اس کو ترتیب وار لیتے ہیں۔ آپ کے ساتھ اس پر بات کرتے ہیں۔ ابھی ایک نمبر کو لیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! سندھ سے جو مہاجر آ رہے ہیں' اس سلسلے میں میری ایک تحریک التواء ہے۔ جناب سے استدعا ہے کہ وہ بغیر باری کے لی جائے کیونکہ وہ نہایت اہم ہے۔ ہمارے ہزاروں بھائی وہاں سے مہاجر بن کر آ رہے ہیں۔ ان کی آبادکار اور روزگار کا مسئلہ ہے۔ وہ بے چارے لاکھوں کروڑوں روپے لٹا کر آ چکے ہیں اور یہاں بالکل دست نگر ہیں۔ ان کی گزر اوقات اور رہائش کا کوئی بندوبست نہیں۔ یہ چونکہ نہایت اہم ہے۔ اس لیے جناب سے استدعا ہے کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب کو سندھ کی پڑی ہوئی ہے۔ جھنگ میں پچھلے تین مہینے سے کرفیو لگا ہوا ہے۔ کون پاگل سندھ سے آ کر جھنگ جائے گا۔ وہاں تو فرقہ واریت کی آگ لگی ہوئی ہے اور وہاں سے لوگ پنڈی جا رہے ہیں۔ پہلے یہ اپنے جھنگ کے معاملے کو زیر بحث لائیں' پھر سندھ کے مہاجرین کی بات کریں۔ لوگ تو خود جھنگ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں نے آپ کو دعوت دی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چنیوٹ چلیں۔ اس وقت وہاں سے 77 خاندان چنیوٹ میں پندرہ دن میں مہاجر ہو کر آ چکے ہیں۔ آپ حقائق کو جھٹلاتے ہیں' حقائق کو مسخ کرتے ہیں۔ اگر آپ کو ان سے ہم دردی ہے تو میں تو ان کی آباد کاری کا مسئلہ پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ان کے مسئلے کو کیوں زیر بحث لاتے ہیں؟ وہ میرے ساتھ بات کر رہے ہیں' آپ کیوں مداخلت کرتے ہیں؟ تو انھیں بات کرنے دیں۔ وہ میرے ساتھ بات کرتے ہیں۔ مجھے ان کی بات سے نمٹنے دیں۔ مولانا صاحب! میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب! راہی صاحب! اس کو چلنے دیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آج یہاں کلرکوں کا ایک جلوس نکلا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے ان کے مذاکرات بھی ہوئے ہیں۔ کلرکوں کے بارے میں میری ایک تحریک التواء نمبر 25 ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ لی جا سکتی ہے۔ آج جلوس بھی آیا ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ کا کیا خیال ہے کہ اس پر بھی ایوان کی رائے لی جائے؟

جناب فضل حسین راہی: اگر آپ اجازت دیں گے تو پھر ایوان سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

اگر آپ محسوس کریں تو آپ کسی معاملے کو بغیر باری کے زیر بحث لانے کے لیے اجازت دے سکتے ہیں تو آپ قاعدے معطل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' اس پر ہاؤس کا consensus بڑا ضروری ہے۔ ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کو ناکامی

سید ذاکر حسین شاہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں رشوت بہت ہی عام ہو گئی ہے۔ کوئی صوبائی محکمہ ایسا نہیں جہاں رشوت کا دھندہ نہ ہوتا ہو۔ ہر طرف رشوت کا بازار گرم ہے۔ کوئی جائز کام بھی رشوت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو رشوت نہ دے اس کو صوبائی محکمہ جات کے دفاتر میں ذلت اٹھانا پڑتی ہے اور بعض اوقات تو اس بے چارے کو دھکے بھی مارے جاتے ہیں۔ تھانے نیلام ہوتے ہیں پولیس چوکیاں بکتی ہیں اور رشوت لے کر اہم عہدوں پر تبادلے اور تعیناتیاں کی جاتی ہیں تھانوں میں متعین پولیس ملازمین کھلے عام رشوت لیتے ہیں کیسوں کے اندراج کے بارے میں سودا بازی ہوتی ہے رشوت دے کر کسی کے خلاف بھی جھوٹا مقدمہ درج کرایا جا سکتا ہے اور رشوت کے بغیر سچے وقوعہ کی ایف آئی آر بھی درج نہیں کرائی جا سکتی اور اگر بالامر مجبوری یہ ایف آئی آر درج ہو بھی جائے تو اس میں خامیاں پیدا کر دی جاتی ہیں۔ تفتیشی اہل کار رشوت کے بغیر کسی کیس کی تفتیش میں دل چسپی ہی نہیں لیتے تھانوں میں ایک طرف مقتول کی لاش پڑی ہوتی ہے اور دوسری طرف رشوت کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ ٹریفک پولیس بھی سرعام رشوت لیتی ہے۔ جو مٹھی نہ دے اس کی گاڑی نہیں چل سکتی اور جو مٹھی دے وہ بے شک ٹریفک کی خلاف ورزی کرے۔ ٹریفک پولیس سارا دن شاہراہوں اور چوکوں میں مک مکا کرتی رہتی ہے۔ اس کو نہ کسی کا خوف ہے اور نہ کسی کا ڈر ہے۔ ضلع کچہریوں کا بہت برا حال ہے مجسٹریٹ صاحبان کا ماتحت عملہ دیدہ دلیری سے رشوت لیتا ہے۔ اکثر اوقات مجسٹریٹ صاحبان اپنے ریڈر نگ روم میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کا عملہ کمرہ عدالت میں رشوت لینے میں مصروف ہوتا ہے رشوت کے بغیر تو ضمانت کے مچلکے بھی قبول نہیں کیے جاتے کسی عدالتی فیصلے کی نقل بھی نقول ایجنسیوں سے رشوت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔ جیلوں میں بھی قیدیوں' حوالاتیوں اور ان کے لواحقین سے رشوت لی جاتی ہے۔ جو رشوت دے اس کو جیل میں ناجائز

مراعات دی جاتی ہیں اور جو رشوت نہ دے اس کو جیل میں سخت تنگ کیا جاتا ہے۔ محکمہ مال میں بھی رشوت زوروں پر ہے۔ رشوت کے بغیر پٹواری کسی کو فرد تک نہیں دیتے تحصیلوں میں اعلانیہ رشوت لی جاتی ہے۔ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز میونسپل اور ڈسٹرکٹ کونسلوں میں بھی رشوت کی انتہا ہو چکی ہے ہر کام میں اہلکار رشوت لیتے ہیں۔ صوبائی حکومت کے بیشتر محکموں میں ملازمتیں یا تو سفارش پر دی جاتی ہیں یا رشوت لے کر بلکہ اکثر اوقات تو سفارش کے ساتھ رشوت بھی دینا پڑتی ہے۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی بری طرح ناکام ہو چکا ہے اس کی کارکردگی انتہائی ناقص ہے صوبے میں بڑھتی ہوئی رشوت کے باعث صوبے کے عوام میں زبردست بے چینی' پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ رشوت کے انسداد کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں اور اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: لہ منسٹر صاحب! آپ اس کا جواب دینا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جی ہاں! جناب سپیکر۔ اپنے فاضل بھائی کی تحریک التوائے کار پ میرا پہلا ٹیکنیکل اعتراض تو یہ ہے کہ یہ ایک مبہم تحریک التوائے کار ہے۔ یہ کسی مخصوص معاملے کی نشان دہی نہیں کرتی۔ اس میں کسی حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے معاملے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ نہ ہی کوئی خاص معاملہ ہے جس کی انہوں نے نشان دہی کی ہو۔ اس لیے یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں۔

جناب والا! چونکہ میرے فاضل دوست نے کافی لمبی چوڑی تقریر کر کے اس میں مختلف معاملات پر حکومت کی گرفت کمزور ہونے کی نشان دہی کی ہے تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ٹریفک پولیس کی کارکردگی کے بارے میں میرے گزارش یہ ہے کہ اس وقت صوبے بھر میں کوئی تیرہ لاکھ 16 ہزار 500 گاڑیاں ہیں۔ ٹریفک پولیس اپنے دائرہ اختیار کے اندر رہتے ہوئے تدارک حادثات کے لیے سرگرم عمل ہے۔ اس ضمن میں گزشتہ سال کی نگرز میں پیش کرتا ہوں۔ 14 لاکھ 23 ہزار 721 گاڑیوں کے چالان کیے گئے۔ مختلف عدالتوں سے 4 کروڑ 99 لاکھ 39 ہزار 365 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔ 392 لائسنس منسوخ کیے گئے۔ 4 ہزار 525 لائسنس معطل کیے گئے۔ اس عرصے کے دوران 47 ہزار 237 ڈرائیور گرفتار ہوئے۔ ایک لاکھ 7 ہزار 515 گاڑیوں کو بند کیا گیا۔ جب کہ 4 ہزار 148 ڈرائیوروں کے خلاف زیر دفعہ 336' 279 تعزیرات پاکستان مقدمات درج ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ سال 1988ء کی نسبت 1989ء میں 293 حادثات کم ہوئے۔ ان حالات میں یہ کہنا کہ ٹریفک پولیس کی کارکردگی تسلی بخش نہیں' یہ حقائق سے روگردانی ہے۔ جناب والا! جہاں تک رشوت کا تعلق ہے۔ رشوت

کے خاتمے کے لیے حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ جونہی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے فوری کارروائی کی جاتی ہے۔ اور سخت اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ جناب والا! جہاں تک جیل میں رشوت ستانی اور جیل میں قیدیوں کو ناجائز مراعات دینے کے بارے میں الزام لگائے گئے ہیں وہ بھی مفروضے پر مبنی ہیں اور ان میں کوئی صداقت نہ ہے کیوں کہ فاضل رکن نے نہ ہی کوئی ایسی مثال دی ہے اور نہ ہی کوئی خصوصی حوالہ دیا ہے جیل میں قیدیوں اور حوالاتیوں سے بلا کسی رو رعایت قانون کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے۔ آخر میں میں ایک دفعہ پھر جناب والا کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ کوئی recent واقعہ نہیں اور نہ ہی حال ہی میں وقوع پذیر ہونے کا واقع ہے جس کی نشان دہی کی گئی ہو اس وجہ سے یہ تحریک التوائے کار قابل پذیر آئی نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار ہے آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ تو وہ انکار کریں کہ صوبے میں رشوت نہیں ہے۔ رشوت کا تو عام مسئلہ ہے یہ مسئلہ کوئی پیپلز پارٹی یا اسلامی اتحاد نے نہیں پیدا کیا۔ یہاں عالم دین مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے بھی اس کی حمایت کی ہے جناب والا! آپ اس مسئلے پر دو گھنٹے بحث کر دیں اور وہ اقدامات تجویز کریں جس سے رشوت کو روکا جا سکے۔ یہ وزیر قانون رشوت خوروں کی حمایت کر رہے ہیں۔ میں حیران ہوں یہ تو قانون کی بالادستی کی بات کریں وہ لوگ جو رشوت دے کر اس ملک میں آئین اور قانون کی حکم رانی کی دھجیاں بکھیرتے ہیں یہ ان کی حمایت کر رہے ہیں۔ جناب والا! خود ان کی زبان ان کے دل کی رفیق نہیں ہے۔ یہ زبان سے ٹیکنیکل باتیں پڑھ تو رہے تھے لیکن دل سے یہ بات تسلیم کر رہے تھے کہ جو میں نے کہا ہے وہ درست ہے۔ جناب والا! اس مسئلہ پر کسی خاص شخص کے بارے میں نہیں۔ یہ صوبے کا بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی تحریک التوائے کار پچھلے اجلاس میں نمبر 17 اور 5 پر آ چکی یہ حالیہ وقوعہ نہیں۔ یہ بڑا پرانا واقعہ ہے میں ان کی بات پر رولنگ دے رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ نہ یہ حالیہ واقعہ ہے اور نہ ہی یہ کسی سنگل فرد کا واقعہ ہے۔ میں آپ کی تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیتا ہوں۔ یہ سید ذاکر حسین صاحب کی دوسری تحریک التوائے کار نمبر 2 ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: That was a continuous wrong, and a continuous occurrence. There was no question that the occurrence has

happened in the past. That was continuously going on.

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: وقت واقعی ختم ہو گیا ہے۔ جی خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوا کافی عرصہ سے پینڈنگ ہے۔ جس میں میں نے آپ کی خدمت میں ایک نشہ آور دوا کی بوتل بھی پیش کی تھی کہ اس کا تجزیہ کرایا جائے اور دیکھا جائے کہ پنجاب حکومت کس قسم کے لائسنس دے کر لوگوں کو syrup پلا رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کہیں گم گئی ہے یا کھو گئی ہے براہ نوازش اس کا پتا کرایا جائے اور جہاں تک رشوت کا تعلق ہے کہ پنجاب میں رشوت کا تو یہ انداز ہے میرا خیال ہے کہ کوئی بھی دفتر ایسا نہیں جو رشوت کے بغیر کام کرتا ہو اگلے دن ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس میں میرے ایک ووٹر نے ایک ای ٹی او ہوتا ہے اس کی کاپی لینے کے لیے گیا اس سے 1500 روپے رشوت لے کر اس کو وہ ایک کاپی دی گئی اس نے مجھے آ کر بتایا میں نے جا کر پوچھا بھائی کیا یہ 1500 روپے اس کی فیس ہے۔ تو اس پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے تو لی ہی نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ نے لی ہے چلیے ڈی سی کے پاس لیے چلتے ہیں۔ تو انہوں نے -/1500 روپے واپس کر دیے۔ جناب والا! اس قسم کے رشوت کے کام ہو رہے ہیں۔ اس سے بڑا ثبوت آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ اس میں کچھ مسودہ قانون ہیں جو معزز ارکین اسمبلی نے پیش کیے ہیں۔ ہم ان مسودات قانون کو ایک ایک کر کے ٹیک اپ کریں گے۔ اس کے بعد resolution ہیں ان کو بھی ایک ایک کر کے ٹیک اپ کریں گے۔ یہ ممبرز کی غیر سرکاری کارروائی جو ہے اس میں آپ کی دلچسپی ضروری ہے میں چاہتا ہوں اس کو میں خود نپٹاؤں میں پندرہ منٹ کے لیے ہاؤس کو ایڈجرن کرتا ہوں۔ ساڑھے بارہ بجے ٹھیک ہم دوبارہ یہاں اکٹھے ہوں گے۔

مسودات قانون (جو پیش کیے گئے)

(جناب سپیکر ایک بج کر 12 منٹ پر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: سب سے پہلا مسودہ قانون میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔ (میاں محمود الرشید صاحب تشریف نہیں لائے تھے)

چودھری علی اکبر سقلہر وینس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس ایوان کی کارروائی کی طرف دلانا چاہوں گا کہ ہم نے نوٹ کیا ہے کہ وقفہ سوالات کی تقریباً 47 منٹ تو صرف پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے میں ہی چلے جاتے ہیں اور اس طرح آج صرف دو تحریکیں نپٹائی جا سکیں۔ ہاؤس کے ممبران کی بہت اہم باتیں' سوالات رہ جاتے ہیں۔ میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ آئندہ یہ پریکٹس کی جائے کہ آئندہ کسی سوال پر تین ضمنی سوالات سے زیادہ entertain نہ کیے جائیں اور جس معزز رکن کا وہ سوال ہو اسی کے وہ ضمنی سوالات بھی ہونے چاہییں۔ اور اس کو یہ اختیار ہو کہ اگر وہ اپنا ایک سوال نہ کرنا چاہیے تو وہ اپنے کسی دوسرے بھائی کو اجازت دے کہ وہ اس کی طف سے ایک یا دو ضمنی سوال کر لے تو پھر دوسرا معزز رکن اس سوال پہ ضمنی سوال کر سکے۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا تاکہ اسمبلی کی کارروائی صحیح طریقے سے چل سکے اور اس میں کوئی کام ہو سکے اور کام کی باتیں ہو سکیں۔

جناب سپیکر، وینس صاحب! میں اس پر مناسب وقت پہ رولنگ دوں گا۔ ابھی ہم مسودات قانون کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ دوسرا مسودہ قانون جناب خالد لطیف کاردار صاحب کی طرف سے ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, I would request to the Law Minister and would request specially to the honourable members on the other side that they should see the utility and the benefit of the bill which is to be presented here in the House. They got the majonty. Let it go to the Parliamentary Committee where they could discuss it But I am sorry to say that the Law Minister always opposes it You could very kindly see that on this Bill the decision of the Supreme Court has already come and this credit goes to the Punjab Provincial Assembly that they should legislate on the Punjab Removal of Discrimmation of Sex in admission to Medical Colleges Bill, 1990.

مسودہ قانون خاتمہ امتیاز جنس برائے داخلہ میڈیکل کالجز پنجاب مصدرہ 1990ء

جناب سپیکر، کار دار صاحب! آپ اس کو پیش فرمائیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, I beg to move:-

That the Punjab Removal of Discrimination of Sex in Admission to Medical Colleges Bill, 1990.

جناب سپیکر، جو آپ نے ہمارے پاس مسودہ قانون بھیجا ہے وہ تو اردو میں ہے۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب! میں نے تو انگریزی میں بھیجا ہے۔

I beg to move -

That the Punjab Removal of Discrimination of Sex in Admission to Medical Colleges Bill, 1990.

جناب سپیکر، یہ لسٹ آف بزنس میں اردو یا انگریزی زبان میں ہے۔ آپ کے پاس اس کی کاپی ہے۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب والا! یہ ایکٹ اردو میں نہیں بن رہا' انگریزی میں ہی بنے گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر، آپ کے پاس یہ اردو یا انگریزی میں ہے؟

جناب خالد لطیف کاردار، جناب! میں اسے انگلش میں پڑھوں یا اردو میں؟

جناب سپیکر، کاردار صاحب! یہ لسٹ آف بزنس میں اردو زبان میں ہے اس لیے آپ اردو زبان میں پیش کریں۔

جناب خالد لطیف کاردار، مسودہ قانون خاتمہ امتیاز جنس برائے داخلہ میڈیکل کالجز پنجاب مصدرہ 1990ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1990ء) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مسودہ قانون خاتمہ جنس امتیاز برائے داخلہ میڈیکل کالجز پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کاردار صاحب! آپ اپنا نقطہ نظر پیش کر سکتے ہیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Thank you very much Mr Speaker! I would say that this is the height of discrimination. You could kindly see the Supreme Court made a decision on the point of discrimination in Medical

Colleges on the basis of sex I would say that the credit goes to the Punjab Provincial Assembly that they should make legislation on it In this country the law is made by the Provincial Assembly and the National Assembly. It is not England where common law is made by the court. I am sorry to say that I have presented four Bills in this House but the Law Minister has always opposed the Bills. He didn't want to see it going to the credit of the Opposition. He made false statement Last time, I presented a Bill relating to Privileges of the Members of Provincial Assembly of the Punjab and I would say that the Law Minister did not know anything about the law He says that there is a law already and if there is a law then he should let the Bill go to the Parliamentary Committee. The Parliamentary Committee could discuss it. Only because of this reason that credit shouldn't go to the Opposition Party he always opposed the Bills without any reason and without any argument. He made false statement in the Punjab Assembly so many times but I would submit that it is in the interest of the people, it is according to the Islamic law, and it is according to the Constitution that there should be no discrimination in Medical Colleges on the basis of sex. The Supreme Court has given a decision on it, therefore, I would request to the Members on Treasury Benches or Hizb-i-Iqtidar that they should see that this legislation is in the interest of the people, this is according to the Islamic injunctions, this is according to the Constitution and that there should be no discrimination on the basis of sex Please do have the credit by making law as the decision of the Supreme Court is only binding between the parties.

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر---

وزیر قانون، جناب والا! دراصل میرے بھائی بیرسٹر صاحب اس بات کا کریڈٹ لینا چاہتے ہیں جب کہ خواتین کو میرٹ پہ داخلے کی سہولت فراہم ہو چکی ہے۔ اب یہ غیر ضروری بل ہے' فیصلہ ہو چکا ہے اور میرٹ پہ ان کو داخلے مل گئے ہیں۔ اس سال داخلے سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں دیے گئے ہیں۔ میں نے اس بل کی مخالفت اس لیے کی ہے کہ اب اس بل کی ضرورت نہیں It is redunant پہلے ہی اس پر سپریم کورٹ کے فیصلے شیریں منیر بنام حکومت پنجاب وغیرہ مورخہ 20-12-89 کے نتیجے میں میڈیکل کالجوں میں طلباء و طالبات کے لیے علیحدہ علیحدہ نشستوں کی تشخیص ختم کر دی گئی ہے۔ اس سال داخلے اوپن میرٹ پر کیے گئے ہیں۔ اس وجہ سے بل غیر ضروری ہے۔ میں آپ کی خدمت میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی جب یہ معزز رکن بل لائے تھے۔ اس وقت یہ معاملہ سپریم کورٹ میں موخر تھا اور subjudice تھا۔ اس وجہ سے ہم اس کا انتظار کر رہے تھے کہ سپریم کورٹ اس کا کیا فیصلہ کرتی ہے اور اب فیصلہ ہو چکا ہے اور بچیوں کو میرٹ پہ داخلہ ملنا شروع ہو گیا ہے اس وجہ سے اس بل کی ضرورت نہیں ہے یہ غیر ضروری ہے اس وجہ سے میں نے اس کو اپوز کیا ہے۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ لاءمنسٹر نہیں جانتے کہ سپریم کورٹ کا لا، کیسے بنتا ہے وہ جو سپریم کورٹ کا فیصلہ ہوتا ہے وہ صرف پارٹی میں binding ہوتا ہے In the case pending with High Court ہوں گے یا next year ہوں گے' میں نے خود بھی موو کیا۔

"The Justice said that you cannot have the benefit because you were not party to that"

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس بارے میں کسی اور کو بات کرنے کی اجازت نہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو تو حکومتیں آرڈیننس جاری نہیں کرتیں' ایک مسودہ قانون پیش کر دیا گیا ہے تو اب اس کے بعد یہ جواب دینا کہ آرڈیننس بعد میں پیش کیا جائے۔ جناب والا! اس کا کیا جواز ہے؟ اب جناب والا! اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اس میں اب کیا امر مانع ہے کہ یہ آرڈیننس بعد میں پیش کریں گے؟

جناب سپیکر، اس میں لاءمنسٹر نے یہ کہا ہے کہ اس پر لیجسلیشن کی ضرورت نہیں اس پر پہلے ہی عمل درآمد ہو رہا ہے۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب والا! سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق صوبائی حکومتیں یا مر کزی حکومت قانون سازی کرتی ہے۔ اب یہ اس پارٹی کو فائدہ پہنچے گا۔ کاردار صاحب نے درست کہا ہے۔ اب اس پر پنجاب کے عوام کو آئندہ میرٹ پر داخلے دینے کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ وزیر قانون غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کہ قانون سازی کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیے۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ،

"مسودہ قانون خاتمہ امتیاز جنس برائے داخلہ میڈیکل کالجز پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوتی ہے)

جناب سپیکر: اگلا مسودہ قانون سید ذا کر حسین شاہ کی طرف سے ہے وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

سید ذا کر حسین شاہ: Sir, I move

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اردو ورشن میں پیش کریں۔ آپ کے پاس اردو ورشن میں ہے۔

سید ذا کر حسین شاہ: میرے پاس انگریزی ورشن میں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں یہ آپ کو دیا جا چکا ہے جو لسٹ ہے اس میں اردو ورشن میں ہے۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب والا! یہ میرا حق ہے میں جس زبان میں بھی بولوں۔

جناب سپیکر: نارمل جس زبان میں لسٹ آف بزنس چھپتی ہے اسے اس زبان میں پیش کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات' صوبائی اسمبلی' پنجاب' مصدرہ 1990ء

سید ذا کر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مسودہ قانون ترمیم استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون، I oppose it.

جناب سپیکر، لاء منسٹر اس کو oppose کرتے ہیں اور شاہ صاحب اس پہ کچھ کہنا چاہیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ ترمیمی بل بنیادی طور پر پنجاب اسمبلی کے احکام کے استحقاقات میں اضافہ کرنا ہے۔ جو پریولج ایکٹ 1972ء ہے اس کی سیکشن 17 اور 18 میں ترمیم پیش کی ہے۔ 17 میں یہ ہے کہ ہر رکن صوبائی اسمبلی ہسپتالوں' ڈسپنسریوں' سوشل ویلفیئر آگنیسز' ہیلتھ سنٹرز اور بوائے ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن کا دورہ کر سکتے ہیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR. Point of order, Sir. He should ask for No. 3, but not No. 2.

جناب سپیکر، نہیں' کاردار صاحب! میں نے اس میں تصحیح کر لی ہے' آپ کا بل نمبر 3 پیش ہونا رہ گیا ہے اور میں نے اب شاہ صاحب کو دعوت دی ہے تو اس کے بعد اس کا ازالہ کر لیا جائے گا اور آپ کا بل پیش ہو گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ ترمیم پیش کی ہے کہ سیکشن۔ 17 میں "اپنے حلقہ انتخاب کے اندر" کی بجائے "صوبہ پنجاب کے اندر" کے الفاظ ثبت کیے جائیں۔ کیوں کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ارکان ہیں۔ ہمیں اپنے ضلع تک محدود نہ کیا جائے۔ یہ ادارے پورے پنجاب میں جہاں کہیں بھی ہیں' رکن پنجاب اسمبلی کا یہ استحقاق ہے کہ وہ معائنہ کر سکتا ہے۔ اس میں دوسری ترمیم یہ ہے کہ ہم نے ووٹ تو خواتین سے بھی لیے ہیں اور مردوں سے بھی لیکن اس میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف لڑکوں کے جو کالج اور تعلیمی ادارے ہیں صرف ان کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ جو لڑکیوں کے تعلیمی ادارے ہیں ان کا معائنہ کرنے کی بھی ارکان اسمبلی کو اجازت دی جائے۔ ایک اور یہ ہے کہ جہاں کہا گیا ہے کہ ہیلتھ سنٹرز' ویلفیئر آگنیسز' اور تعلیمی اداروں کا معائنہ کر سکتے ہیں' وہاں میں نے کہا ہے کہ ارکان اسمبلی کو پولیس سٹیشنز کا معائنہ کرنے کی بھی اجازت دی جائے۔ وہاں ایک رجسٹر ہو اور رکن اسمبلی ہی دیکھے کہ پولیس سٹیشن میں کسی کو غیر قانونی طور پر تو حبس میں نہیں رکھا گیا۔ کسی پر غیر قانونی طور پر تشدد تو نہیں ہو رہا۔ کیا پولیس رولز کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔ کیا جو لوگ حوالات میں بند ہیں' ان کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جا رہا ہے۔ کیا آئین کی اس منشاء کے مطابق عمل ہو رہا ہے

کہ گرفتار ہونے والے کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر عدالت میں پیش کیا جائے۔ جناب والا! دس دس بارہ بارہ دن کے بعد پولیس گرفتاریاں ڈالتی ہے۔ پولیس کی زیادتیاں' دست درازیاں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ ان کا عوامی محاسبہ کرنے کے لیے ایک رجسٹر موجود ہو اور ارکان اسمبلی کو تھانے کا معائنہ کرنے کی بھی اجازت دی جائے۔ جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ یہ استحقاق اگر بڑھے گا تو کسی حزب اختلاف کے رکن کا نہیں بڑھے گا بلکہ یہ استحقاق حزب اقتدار کے رکن کا بھی بڑھے گا۔ آج وہ حزب اقتدار میں ہیں' کل حزب اختلاف میں بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ رکن اسمبلی کا استحقاق بڑھانے کا معاملہ ہے۔ میرے خیال میں پولیس کی دست درازیوں اور زیادتیوں کو چیک کرنے کے لیے پریولجز ایکٹ میں یہ ترمیم انتہائی ضروری ہے۔ میرے خیال میں اس سے پولیس کی بے شمار زیادتیوں کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ میں اس ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ سیاسی وفاداریوں اور پارٹی وفاداریوں سے قطع نظر اس ترمیمی بل کو میرٹ پر دیکھیں اور یہ ان کے اپنے استحقاق کا معاملہ ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی ہوگی کہ وہ پارٹی وفاداری کی بنیاد پر ایک ایسے بل کی مخالفت کریں جو ان کا اپنا استحقاق بڑھاتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے ایک تجویز یہ فرمائی ہے کہ معزز اراکین کو اپنے حلقہ انتخاب میں ضلعی اداروں کا معائنہ کرنے کے جو سابقہ اختیارات ہیں ان کا دائرہ اختیار سارے صوبے تک بڑھا دیا جائے۔ جناب والا! یہ اصولی طور پر بھی' انتظامی طور پر بھی ممکن بھی نہیں اور مناسب بھی نہیں۔ پھر یہ ہوگا کہ میرے حلقہ انتخاب میں کوئی اور ایم پی اے صاحب آ کر معائنہ کریں گے کسی سکول کا' ڈسپنسری کا یا کسی ہسپتال کا۔ میں سمجھوں گا کہ میرے حلقہ انتخاب میں وہ اپنی رائے دیں گے میں اس کی مخالفت کروں گا تو اس طریقے سے انا تصادم اور confrontation بڑھنے کا احتمال ہے۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میرے فاضل بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ یہ جو پیشگی اطلاع دینے کا طریقہ کار ہے' اس کو ختم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیشگی اطلاع دینے کا جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب کوئی معزز رکن اپنے حلقہ انتخاب میں کسی جیل یا سکول یا ہسپتال کا معائنہ کرنے کے لیے جاتا ہے تو وہاں کی انتظامیہ الرٹ رہے اور وہ ان کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو کہ وہ تشریف لا رہے ہیں اور انہوں نے آ کر معائنہ کرنا ہے۔ جناب سپیکر! اگر پیشگی اطلاع نہ دی

گئی ہو تو پھر اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب گھر سوئے ہوئے ہوں گے۔ جیل والے سپرنٹنڈنٹ صاحب اپنے گھر میں بیٹھے ہوں گے۔ ممبر صاحب باہر کنڈی کھٹکھٹائیں گے اور وہ کہیں گے کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ وہ کہیں چلے گئے ہیں۔ اس سے اور زیادہ بدمزگی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ ہم نے تو اس لیے قانون میں یہ چیز رکھی ہے کہ جب ان کو اطلاع ملتی ہے تو پھر وہ اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ ان کا باقاعدہ استقبال کریں اور ان سے چیکنگ کروائیں اور ان کی رائے کو برابر اہمیت دیں۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ میرے بھائی نے لڑکیوں کے اداروں میں معزز ارکان اسمبلی کا معائنہ کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اسلامی معاشرہ ہے اور بچیوں کے سکولوں میں معزز اراکین کا جانا معاشرتی اعتراض پیدا کر سکتا ہے۔ کم از کم ہمارے راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں بعض علاقے ہیں جہاں زبردست پردہ کیا جاتا ہے۔ وہاں تو تصور ہی نہیں ہے اور بچیوں کے سکولوں میں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس وجہ سے اس تجویز کی بھی میں مخالفت کرتا ہوں۔ آخر میں میرے بھائی نے تھانوں کے معائنے کے متعلق اصرار کیا ہے۔ جناب والا! اس وقت جن اداروں کا معائنہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ فلاحی ادارے ہیں۔ ہمارے معزز ارکین ان میں جا کر ہر قسم کی تجاویز دے سکتے ہیں اور تعمیری قسم کا رول ادا کر سکتے ہیں۔ جہاں تک تھانوں کا معائنہ کرنے اور وہاں جا کر اظہار رائے کرنے کا سوال ہے تو تھانوں میں ہمارے سیاسی مخالفین کے کیسز بھی جانے ہیں اور جو ہمارے حق میں ہیں' ان کے بھی کیسز جانے ہیں۔ اس سے زبردست ردعمل کا احتمال ہے۔ جناب سپیکر! آپ سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو بلاوجہ پھنساتے ہیں تو عدالتیں موجود ہیں۔ جس بے جا کی درخواست دے کر بیلٹ بھیج کے ان کو پکڑوا سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طریقے سے انویسٹی گیشن ہے۔ اب وہاں ہمارے کوئی معزز رکن جاتے ہیں۔ وہاں کسی کیس کی انویسٹی گیشن ہو رہی ہے۔ انویسٹی گیشن کے بارے میں سپریم کورٹ کی رولنگ ہے کہ اس میں ہائی کورٹ بھی مداخلت نہیں کر سکتی۔ انویسٹی گیشن آفیسر کو اپنی واضح رائے کے اظہار کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ وہاں پر یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ کسی بارے میں بات کریں اور ایس ایچ او بات نہ سنے۔ ادھر ان کا استحقاق مجروح ہو' ادھر سپریم کورٹ کی رولنگ کے ساتھ تصادم ہو۔ جناب والا! میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ایسی چیزیں ہیں جن کا بعض اوقات غلط استعمال ہو جاتا ہے۔ آپ کے سامنے ہے کہ ہمیں ایم پی اے کی لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ آپ اور اس معزز ایوان کے بہت سے معزز اراکین اس چیز کے گواہ ہیں کہ ہم جو ایم پی اے کی پلیٹ لگاتے ہیں اس کا کس حد تک

صحیح استعمال ہو رہا ہے بعض غلط پلیٹیں لگا کر ان کا کتنا ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب والا کے سامنے ہے کہ بعض اوقات صرف ایم پی اے کی پلیٹ لگا کر رجسٹریشن کرانے سے بھی گریز کیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا اختیار دے کر ہم اپنے لیے ایک مسئلہ کھڑا کر لیں گے۔ پھر ہمارے لیے اس کو کنٹرول کرنا ہی ممکن نہیں رہے گا۔ جناب سپیکر! میں ان الفاظ کے ساتھ جناب والا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کو پاس نہیں ہونا چاہیے اور میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

مسودہ قانون، بدعنوانی امتحانات جامعہ پنجاب، مصدرہ 1990ء

جناب سپیکر، یہ مسودہ قانون نمبر 3 زیر غور ہے اور یہ خالد لطیف کاردار صاحب کی طرف سے ہے وہ اپنی تحریک پیش کریں گے۔

جناب خالد لطیف کاردار، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"مسودہ قانون بدعنوانی امتحانات جامعہ پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"مسودہ قانون بدعنوانی امتحانات جامعہ پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون، میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب خالد لطیف کاردار صاحب! آپ اپنی تحریک کے حق میں تقریر فرمائیں۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وزیر موصوف یہ نہیں جانتے کہ اس ملک میں عدالتیں قانون بناتی ہیں اسمبلیاں قانون بناتی ہیں۔ اب جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے۔ اس کی support میں صرف اخباروں کی سرخیاں پڑھ کر ان معزز صاحبان کو بتاؤں

گا کہ یونیورسٹی میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ آج کل بچے کیا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ لڑکے سنٹروں میں پیسے دے کر زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں اور بڑے بڑے کالجوں میں داخلہ حاصل کر لیتے ہیں یہ 19 اپریل کا "جنگ" ہے ہم گولی کھانے نہیں آئے انتظامیہ کے سامنے چار امتحانی سنٹروں کے انچارجوں کا بیان انتظامیہ کی یقین دہانی کے باوجود نقل چلتی رہی۔ امتحانی مرکز کے بعد لوگ کافی تعداد میں کھڑے رہے۔ یہ "نوائے وقت" 18 اپریل کا ہے۔ اقتدار میں جو لوگ بیٹھے ہیں۔ کرپشن سے اس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ ہمارا تعلیمی سٹینڈرڈ باہر کی یونیورسٹیوں میں بھی گر گیا۔ امتحانی مراکز میں غیر قانونی ذرائع استعمال کرتے ہوئے 64 امیدوار گرفتار پکڑے جانے والوں میں سیاسی گھرانوں کے افراد شامل ہیں۔ آگے پھر ایک اور سرخی ہے۔ امتحانی مرکز کے باہر پولیس پارٹی پر فائرنگ کر دی گئی ملزم نقل کرا رہے تھے فائرنگ کرنے کے بعد فرار ہو گئے یہ "نوائے وقت" 10 اپریل کا ہے جس اسامی پر قدغن لگائی ہوئی ہے۔ وہ اسامی کرپشن ختم کرنے بی اے کے امتحانوں میں نقل کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ مثلاً طلباء تنظیموں اور امیر گھرانوں کے نوجوان تمام حدود عبور کر گئے۔ امتحانی مراکز کے باہر جوابات کی کاپیاں دستیاب ہیں۔ نقل کرنا پیشہ بن چکا ہے۔ یہ "جنگ" ہے 12 اپریل کا کیوں کہ یہ تمام امتحانات اپریل میں ہوتے ہیں۔ اس لیے اس وقت تمام اخبارات میں ادارے لکھے گئے اور خبریں آتی رہیں۔ یہ "نوائے وقت" 16 اپریل کا ہے۔ امتحانی مراکز کے نگرانوں نے بی اے کا امتحان لینے سے انکار کر دیا۔ ذرا اندازہ کیجیے کہ متعلقہ سٹاف امتحان لینے سے انکار کر دیا کہ ہم ان حالات میں لوگ نقل کر رہے ہیں۔ آگے دیکھیے کہ سکول میں امتحان نہیں لینے دیا جائے گا۔ طلباء کی دھمکی۔ متعلقہ حکام نے اعلیٰ حکام کو آگاہ کر دیا۔ جناب یہ "مشرق" ہے 31 مئی کا نیشنل اسمبلی کے سپیکر نے فرمایا کہ امتحانی مراکز میں کرپشن کا دور دورہ ہے۔ میں اب لاء منسٹر سے گزارش کروں گا مجھے پتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہنا ہے۔ یہ کہیں گے کہ پہلے ہی قانون موجود ہے۔ وہ قانون کہاں ہے؟ آپ بتائیں کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ساری قوم تمام اخبارات یہ اداریے لکھ رہے ہیں کہ کرپشن کا دور دورہ آپ اس کے متعلق فرمائیں گے۔ اگر یہ کہیں کہ قانون ہے۔ مہربانی کر کے میں اقتدار کے لوگوں کو کہتا ہوں کہ آپ اس کی support کریں آپ کے بچوں کا قوم کا فائدہ ہے۔ اگر لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ قانون ہے۔ اگر قانون ہے تو وہ غیر موثر ہے۔ وہ موثر نہیں ہے اس کو متعلقہ کمیٹی کے پاس جانے دیں۔ وہاں بھی آپ کی اکثریت ہے۔ وہاں بھی اس کی چھان بین ہو جائے گی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ جو پنجاب یونیورسٹی امتحانات بل 1990، میرے فاضل بھائی نے پیش کیا ہے۔ جناب والا! مجوزہ بل میں جو قانون بنایا جانا مقصود ہے۔ وہ پہلے سے ہی موجود ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب یونیورسٹی اینڈ بورڈز آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن میل پریکٹس ایکٹ 1950، پنجاب ایکٹ 1932 آف 1950 اس بل کی دفعات 3/4 کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی امتحانی مرکز میں کسی امیدوار کو امتحانی پرچہ حل کرنے میں مدد دیتا ہے یا کوئی شخص جو کمرہ امتحان میں فرائض منصبی کی ادائیگی پر مامور ہے وہ کسی امتحان دہندہ کو پرچہ حل کرنے میں اعانت کرتا ہے اس قانون کے مطابق وہ جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور جس قانون کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں مذکورہ بالا ایکٹ کی دفعہ 5/3 پہلے ہی موجود ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میرے بھائی کی تجویز یہ تھی کہ بل کی دفعہ پانچ میں درج ہے کہ کوئی ممتحن یا پرچہ ساز یا کوئی دوسرا شخص جو ارادتاً یونیورسٹی امتحان کا پرچہ افشا کرے وہ اس قانون کے تحت جرم کا مرتکب تصور ہوتا ہے۔ اس بار میں بھی مذکورہ ایکٹ کی سیکشن 3 سب سیکشن اے 7 پہلے سے موجود ہے۔ جناب سپیکر! بل کی دفعہ 6 میں درج ہے کہ کوئی ممتحن یا ملازم اگر کسی امتحان دہندہ کے نمبروں میں اضافہ کر کے بدنیتی سے اس کا میرٹ بنانے تو وہ اس قانون کے تحت جرم کا مرتکب ہوگا۔ اس بارے میں مذکورہ ایکٹ کی سیکشن 3 سب سیکشن 4 اور 8 پہلے سے ہی موجود ہے۔ جناب سپیکر! مندرجہ بالا جرائم کی سزائیں 7 سے 10 سال تک کی تجویز کی گئی ہیں۔ جو میرے بھائی نے تجویز کی ہیں۔ موجودہ ایکٹ میں جو سزائیں ہیں وہ ایک سال قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں مقرر ہیں۔ اگر میرے بھائی سمجھتے ہیں کہ یہ سزائیں کم ہیں تو وہ اس بل میں ترمیم لاسکتے ہیں۔ اس بل میں ترمیم کے لیے موو کر سکتے ہیں۔ جو پہلے سے ہی قانون موجود ہے اس کے لیے کوئی نئے قانون بنانے کی نئے بل لانے کی ضرورت نہیں۔ جو چیزیں انہوں نے کہی ہیں وہ پہلے سے ہی موجود ہیں اگر کوئی تھوڑا بہت ان کو اختلاف ہے مثلاً سزا ایک سال ہے اور وہ 7 سال تجویز کر رہے ہیں تو اس بارے میں اگر وہ کوئی مناسب ترمیم لے آئیں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اس کا طریقہ کار علیحدہ ہے۔ اس طریقہ کار کے مطابق وہ ترمیم پیش کریں۔ تو جہاں تک الگ قانون بنانے کا یا بل موو کرنے کا تعلق ہے وہ غیر ضروری ہے اور اس کی ضرورت نہیں ہے اس وجہ سے جناب والا! میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب والا! میں جناب لاء منسٹر کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ بل

کمیٹی میں جانے دیں کمیٹی میں بھی آپ کی majority ہے وہ اس میں اچھی ترامیم اور مشورے دے دیں گے لیکن آپ نے ہمیشہ منسٹر بننا ہے اس لیے آپ نے ہر قیمت پر support کرنا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے کافی وقت یہاں غیر ضروری کاموں میں ضائع کیا ہے۔ اس کے لیے میں تو کم از کم معذرت خواہ ہوں کیوں کہ میں نے ایک قرارداد پیش کرنی ہے جو کہ ہمارے زمینداروں کے لیے بہت اہم ہے۔ وہ sugar cane cess collection کے بارے میں ہے۔ ابھی دو بجنے والے ہیں اور پھر ہاؤس ملتوی ہو جائے گا۔ میری گزارش ہے کہ آپ ایوان کا وقت بڑھا دیں یا کم از کم میرا ریزولیوشن آؤٹ آف ٹرن لیں تاکہ اسے پیش کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: خالد لطیف کاردار صاحب کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مسودہ قانون بدعنوانی امتحانات جامعہ پنجاب مصدرہ 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

یہ پانچواں مسودہ قانون چودھری خادم حسین صاحب کی طرف سے ہے۔ چودھری خادم حسین صاحب تشریف رکھتے ہیں؛ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

قرارداد یں

جناب سپیکر: اب resolutions کو take up کرتے ہیں۔ سب سے پہلا ریزولیوشن سردار اللہ یار خان ہراج کی طرف سے ہے۔ جی سردار صاحب۔

دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا تصفیہ

سردار اللہ یار خان ہراج: جناب والا! اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے کیوں کہ یہ مسئلہ پاکستان کی زرعی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے نیز یہ مسئلہ تین ماہ کے اندر اندر حل کیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کو support کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے کیوں کہ یہ مسئلہ پاکستان کی زرعی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے نیز یہ مسئلہ تین ماہ کے اندر اندر حل کیا جائے۔

سردار اللہ یار خان ہراج اپنی قرارداد کے حق میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

سردار اللہ یار خان ہراج: جناب والا! میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

وزیر قانون: جناب والا! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں اور اس میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو 1976ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں بنائی گئی چیف جسٹس حلیم کمیشن کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق فوری طور پر حل کیا جائے اور وہ جو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے وزیر اعظم کی حیثیت سے ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں چاروں صوبوں کے چیف جسٹس صاحبان شامل تھے اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اس کے چیئرمین تھے۔ اس کمیٹی نے وہ رپورٹ پیش کی تھی۔ اس کو منظور کر کے اس پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اہم قومی مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! 140 ملین ایکڑ فٹ پانی ہے۔

جناب سپیکر، اس میں ترمیم کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اس میں میں نے کہا ہے کہ اس کمیٹی کی جو رپورٹ جو ہے اس پر جو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے وزارت عظمیٰ کے دور میں چیف جسٹس صاحبان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کی رپورٹ بن چکی ہے۔ اس پر فوری طور پر عمل درآمد کرایا جائے۔

جناب سپیکر، تو اس ترمیم کے الفاظ کیا ہوئے؟

وزیر قانون: جناب والا! 1976ء میں اس وقت کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے چیف جسٹس کمیٹی جس میں چاروں صوبوں کے چیف جسٹس اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بطور چیئرمین کمیٹی شامل تھے کی رپورٹ کے مطابق جو کہ تیار ہو چکی ہے فوری طور پر بغیر تاخیر کے عمل کیا جائے اور اس پر جناب میں تھوڑی سی بات بھی کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ ہے کہ پہلے اگر آپ یہ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ترمیم کو نپٹانا ہو گا۔ ترمیم پر پہلے میں رائے شماری کراؤں گا۔ اگر یہ ترمیم adopt ہوتی ہے تو پھر اصل قرارداد کو take up کیا جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ترمیم کا نوٹس رول اور قاعدے کے متعلق قرارداد کے ساتھ لکھ کر دینا ہوتا ہے۔

وزیر قانون، رول سسپنڈ کر کے ایسا کیا گیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، رول سسپنشن کا نام آپ نے نہیں لیا۔ یہ ہاؤس میں مذاق نہیں ہو رہا۔ یہ ہاؤس ہے یہ کوئی مجلس نہیں۔ جناب والا! یہ ترمیم رول کے مطابق نہیں ہے۔ اس پر علیحدہ ریزولیوشن لے آئیں کہ حلیم کمیشن رپورٹ پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اور سردار ہراج صاحب کی قرارداد بڑی جامع ہے۔ صرف اس میں جو قید 3 ماہ کی ہے اسے ہٹا دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ سندھ کے پانی کی تقسیم کے مسئلہ کو فوراً حل کیا جائے۔ دیکھیں جناب! یہ یہاں پر کوئی مذاق نہیں ہو رہا ہے آپ اس مسئلے میں سنجیدہ نہیں ہوں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ وقت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، تو سردار صاحب یہ جو ریزولیوشن اصل حالت میں ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا اصل حالت میں جو ریزولیوشن ہے اس کو ٹیک اپ کر لیا جائے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اسمیں مزید تاخیر کا احتمال نہیں ہے میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کی دوسری سطر میں رولز suspend کر کے مسئلہ کے بعد جو الفاظ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیے ہیں وہ ثبت کر دیے جائیں۔ تو پھر وہ جامع بن جاتی ہے اور پھر اس کا احتمال نہیں رہتا کیونکہ مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اس وقت محترمہ وزیر اعظم کے والد وزیر اعظم تھے۔ جناب والا! یہ بہت ہی بڑا قومی مسئلہ ہے اور اس طرح سے اس کے حل ہونے کی عملی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ اس پر بے شک ووٹنگ کروالیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اس میں سرکاری ممبر کوئی ترمیم نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر بھی آپ اسے oppose کر سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میری گزارش ہے کہ سرکاری ممبر اس میں ترمیم نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! میں یہی رولز دیکھنا چاہتا ہوں آپ مجھے بتائیں کہ کن رولز کے تحت سرکاری ممبر اپنی ترمیم نہیں دے سکتا۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: When an official Member cannot move a Resolution, how can be propose an amendment. Anyone who is entitled to move a Resolution can propose an amendment and anynoe who is not entitled to move a resolution cannot propose an amendment

جناب والا! آپ پرائیویٹ ممبر کی definiuon لے لیں۔

وزیر قانون: نہیں، جناب والا! میں بطور ممبر ترمیم پیش کر سکتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: بھئی! اب آپ کی تو امنڈمنٹ نہیں پیش ہو سکتی۔ آپ کو اتنا بھی علم نہیں ہے پھر آپ کو شکایت ہوتی ہے کہ میں گستاخی کرتا ہوں۔ آپ استعفیٰ دے کر پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! یہ رول نمبر 98 ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی! اس میں پرائیویٹ ممبر کی definition ہے۔

جناب سپیکر: رول۔ 98 یہ ہے کہ:

98 (1) "If notice of an amendment has not been given two clear days before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail, unless the speaker, in his discretion, suspends this rule and allows the amendment to be moved."

یہ جو آپ نے اس پر اعتراض کیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرے دو اعتراض ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے وقت پر پیش نہیں کی۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر کے علاوہ نہ تو کوئی ریزولیوشن یا تحریک پیش کر سکتا ہے تو جناب والا! سرکاری ممبر اس میں ترمیم کیسے پیش کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ رول آپ مجھے دکھائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ جو definition ہے اس کی (پی) پر دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی۔ میں دیکھ چکا ہوں نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس میں نواب زادہ صاحب کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ پیش نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے لیے دو دن کا clear notice چاہیے تو اس کے بارے میں یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے پڑھا ہے۔

98 (1) "If notice of an amendment has not been given two clear days before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail, unless the Speaker, in his discretion, suspends this rule and allows the amendment to be moved."

تو اس میں---

نواب زادہ غضنفر علی گل: آپ کو تو انہوں نے request نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ تو request انہوں نے کی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں، جناب والا! یہ انہوں نے پیش ہونے کے بعد کی ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک آپ کے دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ سرکاری ممبر پرائیویٹ ممبر treat نہیں ہو گا اور وہ امنڈمنٹ پیش نہیں کر سکتا نہ وہ کوئی ریزولیوشن پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی امنڈمنٹ پیش کر سکتا ہے تو اس بارے میں میں وزیر قانون صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ یہ پڑھیں اور یہ رولز آف پروسیجر کے صفحہ نمبر 2 ہے اور یہ (پی) پر ہے کہ:

(P) "Private Member "means a member who is not a Minister or Parliamentary Secretary."

تو میرے خیال میں یہ ترمیم---- وزیر قانون صاحب! کیا آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! اس میں ممبر اور منسٹر میں فرق ہے۔

جناب سپیکر: جی' یہ کون سا صفحہ ہے؟

وزیر قانون: یہ رول 97 کے مطابق کوئی ممبر ترمیم پیش کرتا ہے۔ ممبر کی وضاحت (جے) 2 میں دی گئی ہے۔ اس میں منسٹر بھی شامل ہے۔

جناب والا! یہ رول 97 دیکھیں۔ قرارداد پیش کیے جانے کے بعد کوئی رکن قواعد کے تابع اس قرارداد میں ترمیم پیش کر سکتا ہے تو جناب والا! کوئی رکن سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: جی! اس میں بات سیدھی ہے کہ کیا آج پرائیویٹ ڈے پر کوئی منسٹر ریزولیوشن لا سکتا ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں' جناب والا! وہ نہیں لا سکتا۔

جناب سپیکر: اگر ریزولیوشن نہیں لا سکتا ہے تو پھر امنڈمنٹ بھی نہیں آ سکتی۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر! میں اس ریزولیوشن میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! قواعد کو نرم کر کے مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ سردار زادہ صاحب! افسوس۔ اب میں رولز کو suspend کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اب ثابت ہو گیا ہے کہ وزیر قانون کا قانون کتنا کمزور ہے؟ اور آج آپ کے بچے ضرور پوچھیں گے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے کیوں کہ یہ مسئلہ پاکستان کی زرعی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے نیز یہ مسئلہ تین ماہ کے اندر اندر حل کیا جائے۔"

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس میں میری امنڈمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! اب اسے ایسے ہی چلنے دیں جیسے ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس میں میری ترمیم کو لے لیں۔

جناب سپیکر، اب آپ کو پتا ہے کہ اب آپ کی ترمیم کا کیا حشر ہونے والا ہے اس لیے اب اس کو جانے دیں۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے کیوں کہ یہ مسئلہ پاکستان کی زرعی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے نیز یہ مسئلہ تین ماہ کے اندر اندر حل کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اگلی قرارداد جناب راجہ محمد خالد خان صاحب کی ہے۔

آوازیں، ٹائم بڑھالیں۔

جناب سپیکر، Time is extended for half an hour. اگلی قرارداد راجہ محمد خالد خان کی ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

راجا محمد خالد خان تشریف نہیں رکھتے۔ اگلی قرارداد جناب محمد صفدر شاکر کی ہے۔

انکم ٹیکس کے موجودہ نظام کی جگہ فکسڈ انکم ٹیکس نظام کا رائج کیا جانا

جناب محمد صفدر شاکر، اس ایوان کی رائے ہے کہ،

"صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ انکم ٹیکس کے موجودہ نظام کی جگہ فکسڈ انکم ٹیکس کا نظام رائج کیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ انکم ٹیکس کے موجودہ نظام کی جگہ فکسڈ انکم ٹیکس کا نظام رائج کیا جائے۔"

تو اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب محمد صفدر شاکر، جی۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL:Mr Speaker, I am on a point of

order.

جناب سپیکر، جی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ چونکہ مالیات کا مسئلہ ہے اس لیے اس پر ریزولیوشن move نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، اس پر آپ کسی رول کو ریفر کر سکیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ کے جو بل بھی یا جو لیجسلیشن یا جو مسئلے مالیاتی ہوں ان کے اوپر بغیر حکومت کی اجازت سے کوئی ریزولیوشن یا امنڈمنٹ پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ وہ بل کا مسئلہ ہے۔ یہ امنڈمنٹ کا مسئلہ ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، یہ بھی مالیات کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ ریزولیوشن پر کوئی قدغن دکھایے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں کیا دکھاؤں۔ کس کو دکھاؤں؟

جناب سپیکر، آپ رولز دکھایے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! رول یہ ہے کہ میری سمجھ کے مطابق convention یا practice یہ ہے۔ اس میں رولز واضح نہیں ہیں کہ جو مالیات کا مسئلہ ہے اس پر سینٹ بھی نہیں بول سکتا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اگر کوئی رولز quote کر سکتے ہیں تو بتایئے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، نہیں، رولز نہیں۔ کیوں کہ یہاں کا مسئلہ ہی نہیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، رولز نہیں ہیں سمجھ ہے۔

جناب سپیکر، تو اس پر جناب صفدر شاکر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب محمد صفدر شاکر، جی، جناب۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں رول آؤٹ کرتا ہوں اس پر کوئی جواز نہیں ہے اور یہ جو قدغن ہے یہ بل موو کرنے پر ہے اور اس پر امنڈمنٹ موو کرنے پر ہے۔ مالیات

کے متعلق یہ ہے کہ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے قرارداد پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں اس لیے میں صفدر شاکر صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اس پر بات کریں۔

جناب محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! ہمارے ملک میں جو انکم ٹیکس کا نظام رائج ہے یہ ایک انگریز دور کی یادگار ہے جس کو ہم اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور یقین جانیے کہ یہ نظام ہماری تاجر برادری اور ٹیکس دہندگان کے اوپر اتنا بڑا بوجھ ہے کہ جو شخص صحیح معنوں میں ٹیکس دیتا ہے ٹیکس والے اس کو قربانی کا بکرا سمجھ کر اس طرح ذبح کرتے ہیں کہ اس پر دن بدن وہ بوجھ بڑھتا جاتا ہے۔ یہ فکسڈ انکم ٹیکس کا نظام ایسا ہے کہ آپ ایک تاجر کو یہ کہیں کہ بھئی آپ ہمیں ایک سال میں 10 ہزار روپیہ ٹیکس دیں اور اس ٹیکس کے علاوہ آپ جس طرح چاہیں اپنا کام کریں۔ اس نظام کو آپ اپنے ایک شہر لاہور میں نافذ کر کے دیکھ لیں۔ اس وقت لاہور شہر سے جو ہم ٹیکس وصول کرتے ہیں وہ صرف 2 ارب روپیہ ہے لاہور میں کاروباری طبقے کو آپ دیکھ لیں اور جتنی بڑی بڑی فیکٹریاں ہیں ان کا حساب لگائیں تو اس کے مقابلے میں یہ ٹیکس انتہائی کم ہے لیکن جب آپ فکسڈ کریں گے اور ہر فیکٹری والے سے کہیں گے کہ بھئی آپ نے اتنا ٹیکس دینا ہے آپ کام کریں تو یقین جانیے کہ وہ ٹیکس اتنی خوشی سے دیں گے کہ اس سے نہ صرف ہمارے انکم ٹیکس میں اضافہ ہوگا بلکہ میں یہ بات اس فلور پر آج دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر یہ نظام اس ملک میں رائج کر دیا جائے تو جہاں ہم لاہور سے اب 2 ارب روپیہ ٹیکس لیتے ہیں تو وہاں ہم خدا کی قسم لاہور سے دس ارب روپیہ ٹیکس وصول کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ صفدر صاحب۔ جناب لاء منسٹر اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جی نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں نے اس کو اپوز کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو اپوز کرنا چاہتے ہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرے فاضل دوست کو یہ علم نہیں کہ انکم ٹیکس کا نظام ہر مسئلے میں اور ہر جگہ پر ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو موجودہ نظام کی بجائے یہ فکسڈ

کر دیا جائے۔ یہ ہر کیس میں ایسا نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ مسئلہ مالیات اور پبلک فنانس کا ہے۔ یہ سمجھ بوجھ والی چیز ہے۔ یہ ریزولیوشن کے ذریعے نہیں آتی ہے اور جس اسمبلی میں بجٹ ناقص پیش ہو ادھر تو اس کی بالکل سمجھ نہیں آتی۔ جناب والا! مرکزی حکومت نے ایسا کیا ہے کہ کچھ صنعتوں پر ان کی capacity کے مطابق مثلاً یہ جو beverages ہیں اس کے اوپر مرکزی حکومت نے ایک silicons ہوتی ہیں ان پر ٹیکس لگا دیا ہے تو اس سے beverage industry کی capacity پر ٹیکس لگ گیا اور یہ فکسڈ ہو جائے گا۔ ایسے ہی مرکزی حکومت نے کچھ اور چیزوں پر معین کر دیا ہے کہ یہ ان کی capacity پر لگے گا لیکن کچھ شعبے جناب والا! ایسے ہیں کہ ان کی capacity کو determine نہیں کیا جا سکتا اور اگر ان کی فکسڈ capacity کو determine نہیں کیا جا سکتا تو اس پر فکسڈ انکم ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ ایسا کریں اس میں امنڈمنٹ پیش کریں کہ جن صنعتوں پر یا معاملات میں فکسڈ ٹیکس قابل عمل ہے ادھر وہ لگا دیا جائے اور جہاں قابل عمل نہیں ادھر موجودہ نظام رہنے دیا جائے یہ زیادہ comprehensive ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ میری طرف سے امنڈمنٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ انکم ٹیکس کے موجودہ نظام کی جگہ فکسڈ انکم ٹیکس کا نظام رائج کیا جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

شوگر کین سیس کی رقم کو متعلقہ ضلع میں خرچ کرنا

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ شوگر کین سیس کلیکشن کی رقم جس ضلع سے حاصل ہو وہ اسی ضلع میں خرچ کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ شوگر کین سیس کلیکشن کی رقم جس ضلع سے حاصل ہو وہ اسی ضلع میں خرچ کی جائے۔

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it,

Sir.

جناب سپیکر، تو آفتاب احمد خان صاحب اپنی قرارداد کے حق میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان، جی۔ جناب سپیکر! جتنی بھی یہ گنے کی فصل ہے یہ جب شوگر مل میں جاتی ہے تو وہاں پر زمیندار سے ایک ٹیکس کی صورت میں شوگر کین سیس کلیکشن کی رقم کاٹ لی جاتی ہے۔ وہ رقم بنیادی طور پر اس لیے لی جاتی ہے کہ اس رقم سے اس علاقے کی فلاح و بہبود کے لیے سڑکیں بنیں گی اور وہاں پر ترقی ہو گی تاکہ وہاں فارم ٹو مارکیٹ روڈ بنیں مگر یہ ریزولیوشن مجھے اس لیے پیش کرنا پڑا ہے کہ صرف فیصل آباد کے ساتھ والی ایک مل فوجی شوگر مل نے پچھلے ایک سال میں دو کروڑ اکہتر لاکھ روپیہ وہاں سے حاصل کیا جس میں سے بیشتر رقم لاہور کی نہر والی سڑک یا مری میں لگ گئی۔ یہ رقم جو زمین داروں سے حاصل کی جاتی ہے جو ہم سے لی جاتی ہے اس پر ہمارا حق ہے کہ یہ ہمارے علاقے میں خرچ ہو۔ ہمارے ضلع میں خرچ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کو کوئی اپوز کرے گا تو وہ زمین دار کا خود گلا کاٹے گا۔ کل یہاں پر ایک تجویز پیش ہوئی کہ یہاں زمیندار کو ٹیکس لگایا جائے تو میں نے بھی اس کی مخالفت کی۔ سب نے مخالفت کی مگر زمین دار کو چاہیے کہ کم از کم وہ اپنے حق کی خاطر لڑے۔ یہ رقم جو ہے اس کے علاقے میں لگے تاکہ وہ اس علاقے میں جو ٹیکس دیتا ہے اسے اس کا صحیح فائدہ پہنچ سکے۔ میں اس قرارداد کی سپورٹ کرتا ہوں اور میں سب بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ یہ ان کے مفاد میں ہے۔ اگر یہ رقم ان کے علاقے میں لگے گی تو وہاں ترقی ہو گی۔ اس لیے انہیں یہ متفقہ طور پر پاس کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر۔ آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلے ملوں کے زون مقرر ہوتے تھے اور جس زون سے مل گنا خرید کر سکتی تھی اور وہاں سے جو شوگر سیس اکٹھا کیا جاتا تھا وہ اسی زون کی ڈویلپمنٹ کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ اب زون ختم کر دیے گئے ہیں۔ شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس جو ہے یہ پنجاب میں 1964ء کے ایکٹ کے تحت 5 فی صدی کے حساب سے شوگر ملوں کو سپلائی ہونے والے گنے پر عائد کیا جاتا ہے۔ شوگر مل اور کاشت کار حضرات یہ سیس فنڈ مساوی طور پر ادا کرتے ہیں اور اس سے مستفید ہونے

کے حق دار ہیں۔ اس طرح سے یہ فنڈ اس علاقہ میں سڑکوں' پلیوں کی تعمیر اور ترقی پر خرچ کیا جاتا ہے جہاں سے مل نے گنا خرید کیا ہو اور اس میں تحصیل یا ضلع کی حدود کی کوئی قید نہیں۔ اب جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس وقت صورت یہ ہے میں دو مثالیں آپ کو دیتا ہوں مقصد یہ ہے کہ جو علاقے گنا سپلائی کرتے ہیں' شوگر مل کو' یہ پیسہ ان علاقوں کی ترقی پر خرچ ہو' میرے فاضل بھائی کی جو تجویز ہے وہ یہ کہ علاقے کی شوگر مل کو گنا سپلائی کر رہے ہیں ان کی ڈویلپمنٹ پر یہ نہ خرچ کیا جائے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اس رقم کو صرف اس ضلع کی حدود تک محدود کر دیا جائے۔ میں اب آپ کی خدمت میں دو مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں' مثال کے طور پر ضلع سرگودھا میں ایک چشتیاں شوگر مل ہے' یہ ضلع سرگودھا کے بارڈر پر واقع ہے' لیکن اس کا زیادہ تر گنا لالیاں ضلع جھنگ سے آتا ہے تو جس تناسب سے گنا خریدا جاتا ہے ضلع جھنگ سے لالیاں سے اسی تناسب سے شوگر سیس ضلع جھنگ کو ملتی ہے اور اس پر خرچ ہوتا ہے اور سرگودھا سے جس تناسب سے خریدا جاتا ہے اس تناسب سے ضلع سرگودھا کو دیا جاتا ہے اور اس پر خرچ ہوتا ہے۔ اسی طریقہ سے میں اپنے بھائی کے ضلع کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ایک فیصل آباد کریسنٹ شوگر مل ہے' وہ زیادہ تر گنا شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ سے خریدتی ہے تو اس سے شوگر سیس کا زیادہ حصہ ضلع شیخوپورہ کو ملتا ہے۔ اس کے لیے جناب والا! باقاعدہ ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کا انچارج اس ڈویژن کا کمشنر ہوتا ہے اس میں کاشت کاروں کا نمائندہ ہوتا ہے اسمیں زراعت کا نمائندہ ہوتا ہے اور ہائی ویز کا نمائندہ ہوتا ہے' اس میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا نمائندہ ہوتا ہے' یہ ساری کمیٹی بیٹھ کر باہمی افہام وتفہیم سے اور اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ اس میں ڈویلپمنٹ کس طریقہ سے کرنی ہے اور کون سے علاقہ سے رقم آئی ہے اور یہ کون کون سے علاقے پر خرچ کرنی ہے مثلاً لاہور اور فیصل آباد کا کمشنر جو ہے وہ یہ بیٹھ کر طے کرتے ہیں کہ شیخوپورہ سے جتنا گنا آیا ہے اس پر کتنا شوگر سیس بنتا ہے وہ فیصل آباد کا کمشنر اتنی رقم لاہور کو ٹرانسفر کر دیتا ہے اور وہ رقم شیخوپورہ کی ڈویلپمنٹ کے لیے خرچ ہو جاتی ہے جس علاقہ سے گنا گیا ہے تو جناب والا! اس وقت پہلے سے جو موجودہ پالیسی ہے' یہ بالکل درست اور قابل عمل ہے' جس علاقہ سے گنا جاتا ہے جس علاقہ سے لوگ وہ سیس دیتے ہیں اس علاقہ پر وہ رقم خرچ ہو۔ گنا سپلائی کریں۔ شیخوپورہ والے اور یہ رقم خرچ ہو فیصل آباد پر تو ایسا نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! یہ ریزولیوشن بھی تو وہی ہے اسی ریزولیوشن میں بھی یہی کہا گیا ہے اس

کو آپ پڑھیں اس میں ہے کہ شوگر کین سیس کی رقم جس ضلع سے حاصل ہو وہ اسی ضلع پر خرچ کی جائے۔

وزیر قانون، میں نے یہ سمجھا ان کی مراد یہ ہے کہ جس ضلع میں شوگر مل ہو۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ اس میں یہ ہے کہ جس ضلع سے گنے کی قیمت وصول ہو۔ اس ضلع سے کاشت کاروں کے گنے کی رقومات میں سے جو رقم شوگر سیس کی اس ضلع سے وصول ہو وہ اس ضلع میں ہی خرچ کی جائے۔ شوگر مل چاہے کہیں بھی ہے۔ یہ ریزولیوشن ہے اس کو آپ کو اپوز کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون، یہ تو پہلے سے ہی انتظام موجود ہے۔

جناب سپیکر، تو اس ریزولیوشن کو لاء منسٹر صاحب اپوز نہیں کرتے ہیں تو یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"شوگر کین سیس ایلوکیشن کی رقم جس ضلع سے حاصل ہو وہ اس ضلع میں خرچ کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر، تو یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ اپوزیشن کے ایک معزز رکن کے ریزولیوشن کو حکومتی پارٹی نے بھی سپورٹ کیا۔ اگلا ریزولیوشن جناب اکبر حسن ڈار کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔۔۔ اس کے بعد آخری ریزولیوشن ہے مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

اشتہارات میں خواتین کی تصاویر استعمال کرنے پر پابندی

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ چونکہ خواتین کی تصاویر بطور اشتہارات استعمال کرنا خلاف شریعت ہے لہٰذا اس پر پابندی عائد کی جائے اور اس سلسلہ میں قانون سازی کر کے اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ چونکہ خواتین کی تصاویر بطور اشتہارات استعمال کرنا خلاف شریعت ہے لہٰذا اس پر پابندی عائد کی جائے اور اس سلسلہ میں قانون سازی کر کے اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔۔۔ اس سلسلہ میں لاء

منسٹر کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ شریعت بل جسے سینٹ نے مئی 1990ء میں پاس کیا ہے اس کی دفعہ 11 حسب ذیل ہے۔

11- مملکت ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انسانی اقدار کے فروغ کے لیے اقدامات کرے گی اور شریعت کے خلاف یا منکرات سے متعلق اور عریانیت فحاشی پر مبنی مواد کی اشاعت ' اس کی ترویج یا پروگرام مکمل طور پر ممنوع قرار دیے جائیں۔

جناب والا! سینٹ سے پاس کر چکی ہے اور یہ شریعت بل کی صورت میں نیشنل اسمبلی میں ریفر ہو چکا ہے تو جو سینٹ نے شریعت بل پاس کر کے بھیجا ہے اس کی حیثیت پنجاب اسمبلی کے اس ریزولیوشن سے کہیں زیادہ ہے اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر ضروری کنٹرو ورسی میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے' نیشنل اسمبلی کے پاس پہلے سے یہ بل سینٹ نے پاس کر کے بھیجا ہوا ہے' شریعت بل کے قانون بن جانے کے بعد قرارداد کے مقاصد پوری طرح سے پورے ہو جائیں گے اس لیے میں سمجھتا اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے سن لیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میری گزارش یہ ہے کہ وہ شریعت بل جو سینٹ نے پاس کیا ہے وہ اب قومی اسمبلی میں ہے تو اس کو سپورٹ ہو گی اگر ہم اس وقت ہم ایک قرارداد پاس کر کے بھیج دیں تو یہ اس کی تائید ہو گی اور اس کی سپورٹ میں ہے۔

وزیر قانون، مولانا کا خیال ہے کہ اس سے اور زیادہ سپورٹ اس مسئلہ کو مل جائے گی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"صوبائی حکومت ' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ چونکہ خواتین کی تصاویر بطور اشتہارات استعمال کرنا خلاف شریعت ہے ۔ لہذا اس پر پابندی عائد کی جائے اور اس سلسلہ میں قانون سازی کر کے اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو تاحیات "وی آئی پی" کا استحقاق

جناب سپیکر، اب ایک قرارداد میرے پاس آئی ہے جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی طرف سے مشترکہ قرارداد ہے۔ یہ چودھری محمد فاروق اور علی اکبر وینس صاحب کی طرف سے ہے' کوئی صاحب اس کو پڑھ دیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر! میں ایک مشترکہ قرارداد اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قرارداد یہ ہے،

یہ ایوان مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرتا ہے کہ پارلیمنٹ آف پاکستان کے تمام اراکین اور تمام صوبائی اسمبلی کے اراکین کو دیگر جمہوری ممالک کی روایات کی طرح تاحیات وی آئی پی کا استحقاق مہیا کیے جانے کے لیے قانون بنایا جائے اور یہ ریزولیوشن پاس کر کے قانون سازی کے لیے مرکزی حکومت کو بھیجا جائے۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"دنیا کے دوسرے جمہوری ممالک کی روایات کے مطابق ممبران پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کا وی آئی پی کا استحقاق ان کی زندگی تک قائم رہنے کے لیے صوبائی اسمبلی مرکزی حکومت سے سفارش کرے۔"

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر، ایک اور ریزولیوشن جو مجھے مشترکہ طور پر حکومتی پارٹی اور اپوزیشن کی طرف سے موصول ہوا ہے اس پر بھی چودھری محمد فاروق صاحب اور علی اکبر مظہر وینس صاحب کے دستخط ہیں اس کو میں پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، چودھری ظہیر صاحب پیش کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ظہیر صاحب پیش کریں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن رکن اسمبلی کے لیے "قادر الکلام" کا خطاب

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

" اس ایوان کی رائے ہے کہ ایوان کی معزز رکن بیگم بشریٰ رحمٰن کو ایوان کی کارروائی کے دوران برجستہ اور تاریخی تقاریر کرنے پر "قادر الکلام" کا خطاب دیا جائے۔"

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! "بلبل پنجاب" کا خطاب دیا جائے۔

جناب سپیکر، اس ایوان کی رائے ہے کہ،

" اس ایوان کی معزز رکن بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کو ایوان کی کارروائی کے دوران برجستہ اور تاریخی تقاریر کرنے پر "قادر الکلام" کا خطاب دیا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میری یہ ترمیم ہے کہ "بلبل پنجاب" کا خطاب دیا جائے۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب بیگم بشریٰ رحمن کو قومی ملکیت میں لیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

بیگم بشریٰ رحمن، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ آج اس معزز ایوان نے اور آپ نے جو میری عزت افزائی کی ہے مجھے اتنا بڑا اعزاز بخشا ہے آج میں اپنی زندگی کے اس مقام پر ہوں کہ جہاں میرے سارے لکھے ہوئے اور سوچے ہوئے لفظ میرے سامنے عاجز کھڑے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سب کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں۔ یہی وجہ ہے کہ آج مجھ سے نگاہ اٹھا کر بھی جناب والا! بات نہیں کی جا رہی۔ جناب والا! میں اس قرارداد کے پاس ہونے پر تمام اراکین اسمبلی کی بے حد ممنون ہوں لیکن اس میں سب سے زیادہ قابل فخر پہلو یہ ہے کہ یہ تحریر حزب اختلاف کے ایک نہایت قابل احترام رکن جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب کی طرف سے آئی۔ جناب والا! یہ اس پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں ایک نہایت یادگار اور تاریخی واقعہ ہے کیوں کہ اپنی پارٹی تو مجھے ہمیشہ سے عزت بخشتی آئی ہے اور اپنی پارٹی کی طرف سے کوئی اعزاز ملنا اتنی بڑی بات نہیں ہے، جتنی بڑی بات یہ ہے کہ حزب اختلاف نے آپ کا مان رکھا ہو آپ کا وقار بڑھایا ہو، آپ کو عزت بخشی ہو اور آپ کو اعزاز دیا ہو۔ اس بات سے جناب والا! ایک اور بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی غیر منقسم ہندوستان میں بھی تاریخ ساز رول ادا کرتی رہی ہے اور پاکستان بننے کے بعد بھی پنجاب کی صوبائی اسمبلی کا کردار ہمیشہ سے ہی تاریخ ساز رہا ہے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ 1988ء میں آپ نے پنجاب کی صوبائی اسمبلی کا ایک گولڈن جوبلی سیشن بھی یہاں پر منایا تھا اور اس

میں ان تمام بڑی بڑی شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا جو اس اسمبلی سے ہیں اور دنیا میں پھیل گئی ہیں۔ جناب والا! معزز اراکین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ 1936ء میں جناب علامہ اقبال بھی اس پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے ہیں اور یہاں سے جناب والا! بڑی بڑی شخصیات گئی ہیں۔ میں اپنے آپ کو دنیا کی انتہائی خوش نصیب خواتین میں سے سمجھتی ہوں کہ پہلے میں اس اسمبلی کی رکن ہوں اور اس کے بعد یہ کہ مجھے اپنے وطن کی خدمت کرنے کا موقع ملا اور اس کے بعد یہ کہ معزز اراکین کی اعلیٰ ظرفی نے آج مجھے اس مقام پر پہنچایا کہ مجھے اتنی بڑی عزت بخشی ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ قارون کے خزانے بھی خرچ کر کے اتنی بڑی عزت کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ سب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مجھے تو الفاظ نہیں ملتے۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ یہ مرتبہ بھی ملتا
کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ کہ ارکین اسمبلی میرے لیے دعا کریں کہ میں اسی طرح وطن عزیز کی خدمت کرتی رہوں اور ان کی توقعات پر پورا اتروں۔ جناب والا! میں ان سب کے شکریہ کے ساتھ، جناب والا! اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہت خوش رکھے اور صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر، اجلاس ہفتے کے روز شام 4 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

ہفتہ' 23۔جون 1990ء

(شنبہ' 29۔ذوالحج 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4 بج کر 55 منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ

يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ

وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

السَّمَآءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(سورۃ الدخان آیات' 11' سورۃ شوریٰ 30)

(سورۃ المومنون آیات 75, 76' سورۃ عنکبوت آیات 5, 4, 22)

(سورۃ دخان آیت نمبر 11)

یہ دردناک عذاب ہو گا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔

(سورۃ شوریٰ آیت نمبر 30)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کے سبب پہنچی ہے اور وہ (کریم تمہارے) بہت سے کرتوتوں سے درگزر فرماتا ہے۔

(سورۃ مومنون آیت نمبر 76-75)

اور ہم ان پر اگر مہربانی بھی فرمائیں اور دور بھی کر دیں اس مصیبت کو جس میں اپنی سرکشی سے مبتلا ہیں پھر بھی وہ اندھے بنے ہوئے بڑھتے جائیں گے اور انھیں عذاب سے ہم نے پکڑ لیا پھر بھی اپنے رب کی بارگاہ میں وہ نہ جھکے اور نہ وہ گڑ گڑا کر (توبہ کرتے) ہیں۔

(سورۃ عنکبوت آیت نمبر 22)

اور تم (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں (بھاگ کر) بے بس کرنے والے نہیں ہو اور نہ آسمان میں (پناہ لے کر) اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارے لیے کوئی دوست نہیں اور نہ کوئی مددگار ہے۔

(سورۃ عنکبوت آیت نمبر 5,4)

جو برے کرتوت کر رہے ہیں کیا انہوں نے خیال کر رکھا ہے کہ ہم سے وہ آگے نکل جائیں گے جو وہ کر رہے ہیں بڑا غلط فیصلہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید رکھتا ہے (تو وہ سن لے) کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وقت ضرور آنے والا ہے اور وہی ہر بات سننے والا ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مسئلہ استحقاق

ں سپیکر، تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ملک نواب شیر وسیر صاحب کی تحریک استحقاق ہے' ملک صاحب
ف نہیں رکھتے۔
ری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 49 تین دن سے پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔
ج take up کر لیں۔
ں سپیکر، اس کی شاید آج باری آ جائے۔ مسز فوزیہ بہرام کی تحریک استحقاق ہے لیکن اس سے
مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔
ا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک ضروری بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کہ
ت کو ایک آخری قرارداد ہماری بہن محترمہ بشریٰ رحمٰن کے بارے میں پاس ہوئی ہے۔ مجھے ان کی
ن' ان کی لیاقت اور ان کی فی البدیہہ تقاریر پر اتفاق ہے۔ لیکن اس میں تھوڑی سی تصحیح کی ضرورت
یونکہ یہ محترمہ ہیں اور قادرالکلام کے الفاظ مرد کے لیے ہیں عورت کے لیے نہیں۔ جس طرح مرد شاعر ہے
ت شاعرہ ہے۔ جیسے ہم محترمہ کہتے ہیں اسی طرح سے مونث کے لیے قادرہ ہو سکتا ہے۔ قادر الکلام ادب
نت کے اعتبار سے صحیح نہیں۔ عربی میں چونکہ مرد اور عورت میں فرق ہے' شاید انگلش میں نہ ہو جیسا کہ
، وزیر اعظم صاحبہ کو ایک طرف محترمہ کہتے ہیں' صاحبہ بھی کہتے ہیں' درمیان میں وزیر اعظم کہتے ہیں' وہ
س طرح غلط ہے۔ شاید انگلش میں پرائم منسٹر تو جائز ہو اور عورت اور مرد کے لیے فرق نہ ہو لیکن عربی
ورت اور مرد کا فرق ہے۔ یہ ایک ادبی بات ہے کہ وزیر اور اس کی مونث وزیرہ ہوتی ہے اور اعظم کی
، عظمیٰ ہوتی ہے۔ اس لیے انھیں بھی ادبی لحاظ سے وزیرہ عظمیٰ کہیں گے۔ عورت کو وزیر اعظم نہیں
ا سکتا۔ تو میں اس ترمیم کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ عورت کو قادر الکلام کہا جائے اس کی تصحیح ہو
۔
، محمد اصغر کوریجہ، جناب سپیکر! میں مولانا صاحب کی اس تحریک سے اختلاف کرتا ہوں۔
ں سپیکر، انھوں نے کوئی تحریک پیش نہیں کی بلکہ انھوں نے صرف پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔
، محمد اصغر کوریجہ، جو کچھ بھی انھوں نے فرمایا ہے میں اس کی تردید میں کھڑا ہوا ہوں۔ انھوں

نے فرمایا ہے کہ قادرالکلام خاتون نہیں ہو سکتی بلکہ مرد ہو سکتا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ اور اس لفظ میں عورت اور مرد کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اصل میں جس کو کلام پر پوری قدرت ہے' جس کو کلام پر پوری مہارت ہے اس کو ہم قادرالکلام کہیں گے۔ لہذا مونث یا مذکر کا اس میں کوئی سوال نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! چونکہ قادر ' شاعر یہ سارے عربی کے الفاظ ہیں۔ قادر مذکر ہے اور اس کی مونث قادرہ ہے۔ اسی طرح شاعر اور شاعرہ' قاتل اور قاتلہ ' کاتب اور کاتبہ۔ اس کی ہزاروں مثالیں آپ دیکھیں گے۔

جناب سپیکر، مولانا! آپ یہ بات کر چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ سید ذا کر حسین شاہ صاحب اس بارے میں کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، نہیں۔ جناب والا! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب! میں اس پر بات کروں گا اور فیصلہ دوں گا۔

سید ذا کر حسین شاہ، جناب سپیکر! گرائمر کے لحاظ سے جناب چنیوٹی صاحب کی بات درست ہے۔ آج دی نیشن میں کالم لکھا گیا ہے اور اس کالم میں کہا گیا ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی ' قاری سعید الرحمٰن اور ذا کر شاہ کی موجودگی میں یہ غلط خطاب دیا گیا۔ میں اس وقت بھی یہ ترمیم کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔ بلبل پنجاب کی بھی بات چلی تھی۔ بلبل بھی مذکر ہے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ۔

ٹہنی پر کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا

تو بلبل بھی مذکر ہے۔ اس لیے یہ دونوں مردوں والے خطاب ہیں۔ اگر تو بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی جرأت کو دیکھ کر ' ان کی بہادری کو دیکھ کر' اگر ان میں کسی کو مردانہ وجاہت نظر آئی ہو اور تمام مردانہ خطابات ان کو دے دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لہذا گرائمر کے لحاظ سے بلبل بھی غلط ہے اور قادر الکلام بھی غلط ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! مولانا منظور احمد چنیوٹی کو یہ غلطی لگی ہے کہ ہم نے بیگم بشریٰ رحمٰن کو ایک عورت سمجھ کر خطاب دیا ہے۔ ہم نے بیگم بشریٰ رحمٰن کو عورت سمجھ کر یہ خطاب نہیں دیا اس لیے اس کی تذکیر و تانیث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ بشریٰ رحمٰن اس ایوان کے اندر واحد عورت ہے جو کئی

مردوں پر بھاری ہے اور ان کی یہ ہمت مردانہ دیکھ کر ہی ہم نے خطاب دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان، جناب والا! میں اس ادبی بحث میں تو نہیں پڑنا چاہتا البتہ میں یہ گزارش کروں گا کہ نوابزادہ غضنفر گل کو بھی میاں مٹھو کا خطاب دے دیا جائے۔

نواب احمد بخش تھہیم، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں مذکر مونث اور گرائمر کی غلطی نہیں بلکہ یہ قادر الکلام کا جو لقب ہے یہ عام انسانوں میں آ ہی نہیں سکتا' خاص قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن کو یہ لقب ملتا ہے یا بہت ہی ذہین قسم کے لوگوں کو یہ لقب ملتا ہے۔ یہ کسی عام شخص کو نہیں مل سکتا۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ کوئی اور لقب دے دیا جائے۔ قادر الکلام بہت مرتبے والے شخص کو دیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب جاوید محمود گھمن، آج سارا دن یہی بات زیر بحث رہے گی۔

جناب سپیکر، گھمن صاحب! آپ کی اس تجویز سے مجھے اتفاق ہے کہ محترمہ بشریٰ رحمٰن کو جو اعزاز دیا گیا ہے آج کا سارا دن اس پر بات کی جائے۔ جناب گورداسپوری صاحب!

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! جتنے بھی دوستوں نے ان کے قادر الکلام اور قادرہ کلام ہونے پر اعتراضات کیے ہیں یا حق میں باتیں کی ہیں وہ گرائمر کے حساب سے تو ٹھیک کر رہے ہیں۔ لیکن میرے دوستوں کو اس کا علم نہیں چونکہ وہ خود شاعر نہیں اور نہ ہی بیگم بشریٰ رحمٰن شاعرہ ہیں۔ ان کو اس بات سے قطعی طور پر واقفیت نہیں کہ قادر الکلام کسی شاعر کو کہا جاتا ہے' کسی افسانہ نویس کو نہیں' کالم نویس کو نہیں۔ یہ ترکیب ہمیشہ ان شاعروں کے لیے استعمال ہوتی ہے جو صاحب دیوان اور جو اپنے کلام پر قدرت رکھتے ہوں۔ ایک تصحیح اور فرمائی جائے کہ بشریٰ رحمٰن نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ اس ایوان میں ان سے پہلے حضرت علامہ اقبال اس ایوان کے ممبر تھے ان کے بعد وہ آئی ہیں۔ یہ تصحیح کر لی جائے کہ حضرت علامہ اقبال صاحب بھی اور بشریٰ رحمٰن صاحبہ بھی یہ دونوں نامزد ہوئے ہیں۔ اس ایوان میں' اس ہاؤس میں' اس ایوان کی تاریخ میں اگر کوئی شاعر صاحب دیوان براہ راست عوام کے ووٹ سے منتخب ہو کر آیا ہے تو وہ اسلم گورداسپوری ہے (قہقہے' نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں، بہت خوب' بہت خوب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! جس کا اپنا دیوان نہ ہو لیکن اس پر کئی شاعر قربان کیے جا سکتے ہوں

تو اس کو قادر الکلام کا خطاب دیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ پورے معزز ایوان کا فیصلہ ہے۔ جو فیصلہ ایوان نے احترام اور محبت کے جذبات میں محترمہ بشریٰ رحمٰن کے لیے کیا ہے۔ اس کے راستے میں یہ ٹیکنیکل باتیں حائل نہیں ہو سکتیں۔ زیر زبر کی باتیں، مذکر مونث کی باتیں اس میں حائل نہیں ہو سکتیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! عربی میں تو یہ فرق ہے اور ہمیں یہ فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔ آگے آپ کی اپنی مرضی ہے ورنہ یہ ہاؤس کی جہالت سمجھا جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! پھر چنیوٹی بھی مونث ہے (قہقہے)

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اگر چنیوٹی مونث ہے تو پھر لاہوری اور سیالکوٹی بھی مونث ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ شہر کے ساتھ نسبت ہے اور نسبت مونث نہیں ہوتی۔ یہ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔

ڈی سی چکوال کی جانب سے خاتون رکن اسمبلی کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش

جناب سپیکر، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈی سی چکوال نے حال ہی میں میرے پرائیویٹ سیکرٹری سے زبردستی عدالت میں میرے خلاف ایک بیان لکھوایا اور پھر اس پر توہین عدالت کا کیس بنا دیا ہے۔ مزید یہ کہ 10 جون کے مقامی اخبار میں میرے خلاف ایک خبر بھی لگوائی حالانکہ زیر بحث کیس ایڈیشنل سیشن جج نے دونوں فریقین کی صلح کے بعد ڈی سی کو بذریعہ عدالت بھجوایا تھا۔ اور کسی طرح بھی توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتا۔ ایک وکیل بھی وہاں پر موجود تھا جو کہ اس کی قانونی بحث کر رہا تھا۔ ڈی سی چکوال اس سے پیشتر بھی میری شہرت کو نقصان پہنچانے کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔ میں اسمبلی سے گزارش کرتی ہوں کہ ڈی سی

چکوال کی ان کارروائیوں کا نوٹس لیا جائے اور میری تحریک استحقاق ' استحقاقات کمیٹی کے سپرد کی جائے کیونکہ ڈی سی چکوال کی ان حرکتوں سے نہ صرف میرا بلکہ تمام معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، مجھے اس کی اجازت ہے کہ میں ایک شارٹ سٹیٹمنٹ دوں؟

جناب سپیکر، جی بیگم صاحبہ! اجازت ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں اور یہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ یہی صحافی کہ جن کے اوپر انھوں نے کیس بھی بنوایا اور کچھ روز پہلے اس کو قتل کرانے کوشش بھی کی۔ اور اس وقت قتل کرنے کی کوشش کی جس وقت وہ میرے گھر سے کوئی ضروری بات کر کے جا رہے تھے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ پورے پاکستان میں میرے سیاسی مخالفین جن کے خلاف میں نے الیکشن لڑا کوئی دشمن نہیں۔ اگر مجھے ضلع چکوال کے اندر جانی مالی یا کسی قسم کا نقصان ہوا تو وہ ڈی سی چکوال کی وجہ سے ہو گا۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! بیگم صاحبہ کی یہ تحریک استحقاق پہلے نمٹا لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی نہیں۔ آپ اس سلسلے میں بات نہ کریں۔ اگر مجھے ضرورت ہوئی تو میں آپ سے مدد لے لوں گا۔ حکومتی نقطہ نظر کون پیش کرے گا؟

وزیر قانون، میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اپنی تحریک استحقاق کو موخر کریں۔ میں اور وہ مل کر اس مسئلے پر بات چیت کر لیں گے۔ ان شاء اللہ ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر ان کی تسلی کے مطابق حل نہ نکلا تو پھر دوبارہ تحریک استحقاق یہاں آ جائے گی۔ پھر اس کے بعد جس طرح سے جناب والا کا حکم ہو گا اس کا فیصلہ ہو گا ہم اس پر عمل کریں گے۔ اس بارے میں میری بہن کی رائے لے لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ایک روایت بنتی چلی جا رہی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو موخر کر لیں۔ ہم آپس میں بیٹھ کے بات کر لیں گے۔ افسر کو بلا لیں گے۔ مجھے ایسے قواعد دکھائے جائیں۔ وزیر

قانون صاحب ایسی سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے۔ زیادہ سے زیادہ اگر آپ کہیں تو انھیں جواب دینے کا حق ہے ورنہ وہ بھی ضروری نہیں۔ اگر ایسی بات کرنی ہو تو باہر فاضل ممبر کے ساتھ کر کے آنی چاہیے۔ جب یہ تحریک استحقاق ایوان میں آجائے تو پھر یہ صرف ممبر اور ایوان کا معاملہ رہ جاتا ہے۔ میں یہ پڑھ کے بتا دیتا ہوں۔ اس میں لاء منسٹر کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ وہ یہ تجویز بھی نہیں دے سکتے کہ آپ اس کو موخر کریں۔ میں قاعدہ نمبر 54 اور 55 پڑھ دیتا ہوں۔ مجھے اس میں کہیں لکھا ہوا دکھا دیا جائے کہ کس قاعدے کے تحت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو موخر کر دیا جائے۔ ہم بیٹھ کے افہام و تفہیم کر لیں گے۔ یہی روایت بنتی چلی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس بارے میں یہ شروع سے پریکٹس ہے کہ جس وقت کوئی معزز رکن تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آئین اور قواعد کے مطابق اس ہاؤس کے ایک ممبر کی حیثیت سے استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس میں ان کی تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد ان کی شارٹ سٹیٹمنٹ سننے کے بعد عام طور پر پریکٹس ہے کہ حکومت کا نقطہ نظر بھی سنا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تحریک حکومت کے ایک اہلکار کے متعلق ہے۔ حکومت کا نقطہ نظر لاء منسٹر صاحب پیش کریں یا کوئی دوسرا متعلقہ منسٹر پیش کرے۔ اس نقطہ نظر میں ایک چیز تو یہ ہے کہ وہ اس کے technical aspects لائیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں؟ دوسرا یہ ہے کہ وہ اس کے ٹیکسٹ کو زیر بحث لائیں کہ اگر وہ سرکاری بنچز کے ممبر ہیں اور وہ تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں تو لاء منسٹر اپنے اس ممبر کو کہہ سکتے ہیں کہ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں یا آپ اس سلسلے میں میرے ساتھ بات کر لیں تاکہ اس پریشانی کو دور کیا جا سکے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ انھیں باہر کہنا چاہیے۔ ہاؤس میں نہیں کہنا چاہیے۔ اگر یہ ان کے سرکاری ممبر ہیں تو وہ ان کو باہر بھی مہیا ہوتے ہیں۔ جب یہ ایوان میں پڑھ دی گئی تو پھر یہ ایوان کی پراپرٹی ہو گئی۔

جناب سپیکر، ہاؤس کے اندر بھی بات ہو سکتی ہے۔ کسی معزز ممبر کے مسئلہ کو حل کرنے کی بات ایوان میں ہو سکتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جب یہ ایوان کی پراپرٹی بن جائے تو پھر کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

جناب سپیکر، اگر معزز ممبر چاہیں گے تو اس کو موخر کیا جائے گا۔ اگر ممبر نہیں چاہیں گے تو اس پر فیصلہ ہو گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ ڈی سی صاحبان صرف ہمارے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ وہ اتنے فرعون بنے ہوئے ہیں کہ سرکاری ممبران کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ کا نقطہ نظر میں نے سن لیا۔ اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ متعلقہ منسٹر یا لاء منسٹر کسی بھی معزز رکن کی تحریک استحقاق پر اس کو مشورہ دے سکتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ رابطہ کریں اور رابطہ کر کے ان کی مشکلات کا ازالہ کریں اور ان کے معاملات پر افہام وتفہیم کی بات کی جائے۔ یہ تجویز کی جا سکتی ہے لیکن پابند نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اس معزز رکن کی صوابدید پر ہے کہ اس تجویز کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ تو بیگم صاحبہ لاءمنسٹر صاحب کی بات آپ نے سن لی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں بات کریں۔

بیگم فوزیہ بہرام، جناب والا! جو خاص بات میں یہاں بتانا چاہتی تھی وہ یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہ تو انتظامیہ کے خلاف ہے اور نہ ہی سرکاری بنچز یا کسی پارٹی کے خلاف ہے۔ جو بات میں اس تحریک استحقاق کے ذریعے اسمبلی کے علم میں لانا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ ڈی سی چکوال ذہنی طور پر تندرست نہیں۔ وہ آج ایک حرکت کریں گے کل دوسری کریں گے۔ صحت مند آدمی سے تو بات کی جا سکتی ہے۔ وہ آدمی جو پہلے اس قسم کی شکایت پر آتے ہیں وہ آ کر قرآن اٹھاتے ہیں اور گورنمنٹ کے سامنے اٹھاتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس قرآن کو بھول جاتے ہیں۔ جو ڈی سی وہاں پر دم درود اور تعویز تقسیم کر رہے ہیں اس ڈی سی کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ ہمیں تو ایک صحت مند اور صحیح ڈی سی چاہیے۔ آپ ان کے ریکارڈ کو چیک کریں ان کی پرسنل فائل کو چیک کریں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ڈی سی کیا سول جج کیا سیشن جج کیا کوئی بھی توہین عدالت نہیں لگا سکتا۔ یہاں وکلاء بھی معزز ممبران کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 204 کے تحت صرف کورٹ توہین عدالت لگا سکتی ہے۔ اور کورٹ کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ ہو گی۔ ڈی سی زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا تھا کہ اس آدمی کے خلاف یہ کارروائی کورٹ کو بھجوا سکتا تھا۔ وہ اپنی اعلیٰ عدالت کو بھیج سکتا تھا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ وہاں

پر میرے خلاف بیان کیسے لے سکتا ہے؟ اگر ایک ایڈیشنل سیشن جج اس کو کہیں بھیجنا چاہے' وہ کیس حد کا ہے یا کسی بات کا ہے۔ کوئی آدمی جا کے وہاں کھڑا ہو کے کہہ دے کہ مجھے فلاں آدمی نے بھیجا ہے۔ میں تو اس وقت شاید ضلع کیا پاکستان میں بھی نہیں تھی تو یہ زبردستی عائشہ بیان لکھوانا یہ تمام باتیں اس کی ذہنی شرارت کی عکاسی کرتی ہیں اور میں معزز ممبران اور با ضمیر ممبران سے یہ توقع کرتی ہوں کہ اگر میں درست باتیں کر رہی ہوں تو میرا ساتھ دیں اور اگر درست باتیں نہیں کر رہی تو لاجنسٹر کا ساتھ دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اپنی بہن کے احترام کی وجہ سے اس تحریک استحقاق کے merits and de-marits پر نہیں جانا چاہتا تھا۔ جہاں تک contempt of court کا معاملہ ہے اس کی priorities سے معاملہ subjudice ہو جاتا ہے اور اگر معاملہ کورٹ میں pending اور subjudice ہو تو اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج سکتے ہیں یا نہیں۔ اس لیے ہاؤس سے باہر میری بہن سے میری بات ہوئی تھی اور انھوں نے اس بات پر اصرار کیا تھا کہ میں اسے پڑھنا چاہتی ہوں اس کے بعد آپ درخواست کریں گے تو میں اس کو pending کروا دوں گی۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تکنیکی سمت اور معاملے کا subjudice ہونا ہے۔ ایک مقدمہ 377' تعزیرات پاکستان کا تھا جس میں ایک لڑکے کے ساتھ زنا بالجبر ہوا تھا۔ اس کیس کے سلسلے میں ان کے سیکرٹری صاحب گئے ہیں جنھوں نے جا کے ڈی سی صاحب کو کہا ہے کہ ان کا آپس میں تصفیہ ہو گیا ہے اور آپ اس کیس کو ختم کر دیں۔ اور اس نے وہاں جا کے باقاعدہ بیان دیا ہے کہ مجھے محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے بھیجا ہے اور انھوں نے حکم دیا ہے کہ آپ اس آدمی کو بری کر دیں۔ اس پر اس سیکرٹری کی انھوں نے سٹیٹمنٹ ریکارڈ کرنے کے بعد اس کو contempt of court کا نوٹس دے دیا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط ہے لیکن اس وقت عدالت میں معاملہ چل رہا ہے۔ جو فیصلہ ہو گا اس کا بعد میں پتا چلے گا۔ اس وجہ سے میں نے اپنی بہن کو گزارش کی تھی اس کے باوجود بھی اگر وہ insist کرتی ہیں یا آپ استحقاق کمیٹی کو اسے بھیجنا چاہتے ہیں۔ ہاؤس استحقاق کمیٹی کو بھیجنا چاہتا ہے

تو میری کسی سے ذاتی مخالفت یا مخاصمت نہیں ہے ۔ میری وہ بہن ہیں قابل صد احترام ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو بطریق احسن حل کیا جائے۔ ہاؤس کی عزت اور اس کے وقار کو میں سب سے بالا تر سمجھتا ہوں تو اس وجہ سے میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ معاملہ subjudice ہو اور اس میں کوئی ایسی clash کی بات ہو جو بعد میں ہمارے لیے مشکل کا باعث بنے تو میں اس بارے میں اپنی بہن کی خدمت میں پھر گزارش کروں گا کہ ہم اس کو dispose of نہیں کر رہے بلکہ ہم تو اس تحریک استحقاق کو pending کر رہے ہیں۔ ان کی مرضی کے مطابق ان کی منشاء کے مطابق اگر یہ تحریک dispose of نہیں ہو گی تو پھر یہ یہاں پر آجائے گی۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! لاء منسٹر صاحب کا خیال ہے کہ اگر آپ چاہیں تو سردست اس کو pending کر لیں۔ اس پر کوئی فیصلہ نہیں کر رہے ۔ ان کی آپ سے درخواست ہے کہ اس کو pending کر لیں۔

بیگم فوزیہ بہرام: تو ٹھیک ہے اس کو pending کر لیتے ہیں۔ ویسے میں جانتی ہوں کہ اگر اس پر ووٹنگ کرائی جائے تو 75 فی صد لوگ اس کے حق میں ووٹ دیں گے اور میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اپنی تصحیح کر لیں کہ میں نے جو تحریک استحقاق دی ہے وہ ڈی سی کے اس فعل کے خلاف نہیں دی جو معاملہ subjudice ہے ڈی سی صاحب اس کو حل کریں۔ میں نے یہ تحریک استحقاق اس حاجی غفار اپنے سیکرٹری کی طرف سے نہیں دی بلکہ میں نے تحریک استحقاق اس لیے دی ہے کہ اس سے زبردستی وہاں پر یہ بیان کیوں لکھوایا گیا جبکہ میں وہاں پر موجود نہیں تھی۔ اور دوسرا نہ تو یہ کارروائی 164 کے تحت ہوئی ۔ تھوڑا سا قانون ہم بھی جانتے ہیں جناب لاء منسٹر صاحب! 164 کے تحت وہ تمام عملے کو باہر نکال کر تنہا اس سے یہ بات کرواتے ہیں وہ لکھ دیتا تو پھر میں تحریک استحقاق نہیں دے سکتی تھی کہ اس وقت ڈی سی موجود تھا، سیکرٹری موجود تھا اور خدا ہوتا اور اللہ جانے یہ صحیح ہے اور اس نے یہ کارروائی تمام عملے سے زبردستی لکھوائی اور میں نے یہ تحریک استحقاق دی ہے کہ اس نے اس کارروائی کے خلاف not for his act کہ جو اس نے توہین عدالت کے خلاف کیا ہے اس کی تو میں اس سے عدالت میں ہی بات کروں گی ۔ میں تو صرف اپنے حق کی بات کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! آپ کی تحریک استحقاق میں بڑا وزن ہے لیکن لاء منسٹر صاحب کی درخواست پر آپ اس کو pending کرنا پسند کریں گی؟

بیگم فوزیہ بہرام، جی بالکل آپ کے حکم کے مطابق ہو گا۔ اور میں اپنے colleague سے کہوں گی اور میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں جانتی ہوں کہ اگر اس پر ووٹنگ کروائی جائے تو I will win it. لیکن آپ کے حکم سے اس کو pending کر لیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! لاء منسٹر نے فرمایا Subjudice matters are not out side the purview of the privilege committee. وہ وہاں پر آ سکتے ہیں اس طرح تو یہ ہو گا کہ ایک مجسٹریٹ ایک ممبر کو تھپڑ لگائے اور اس کے بعد استفتاء بنا دے اور اس کے بعد آپ کہیں کہ ٹھیک ہے یہ matter subjudice ہو گیا۔ جناب والا! مجھے وہ رول بتایا جائے کہ بطور لاء منسٹر اسمبلی میں ایسا بیان دے دینا کہ Subjudice matter ہے۔ This Assembly can take up even High Court pending matters. اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ اس قسم کے بیانات دیتے رہے تو پھر لاء منسٹر نہیں پھر یہ ہوں گے کہ یہ لا' وہ لا' کھابا لا' پانی لا وغیرہ وغیرہ۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، تو یہ تصحیح کی جائے کہ Subjudice matters are not out side the jurisdiction and purview of the Privilege Committee.

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب! تو اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ لاء منسٹر اس مسئلے کو دو روز کے اندر اندر resolve کیا جائے۔ پرسوں تک اس کو resovle کیا جائے اور بتایا جائے ورنہ پرسوں اس کو پھر take up کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! نماز عصر کا وقفہ کیا جائے ساڑھے پانچ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ پندرہ منٹ کے بعد ہم دوبارہ یہاں پر اکٹھے ہوتے ہیں۔

(اس مرحلے پر 5 بج کر 38 منٹ پر وقفہ برائے نماز عصر کیا گیا)

(ایوان کی کارروائی 6 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب سپیکر، مولی صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے۔ کیا مولی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔(قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ میاں صاحب آپ کی ایک تحریک استحقاق ہے تو میاں صاحب اس بارے میں بہتر ہو گا کہ پہلے ہم

بس میں بات کر لیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

یاں منظور احمد موہل، جناب والا! جیسے آپ کی مرضی۔

ناب سپیکر، تو ہم پہلے آپس میں بات کر لیں گے لہذا اسے ملتوی کر لیتے ہیں۔ مخدوم الطاف احمد صاحب۔ یا مخدوم صاحب ایوان میں تشریف رکھتے ہیں ان کی ایک تحریک استحقاق ہے۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود ہیں تھے)

اکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 15 pending ہے۔ میں اس بارے ما آپ سے معلوم کرنا چاہوں گا۔

ناب سپیکر، جی تحریک استحقاق نمبر 14 پر فیصلہ pending ہے اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس پر آپ ولز کا حوالہ دے سکتے ہیں۔

اکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جی' میں رولز کا حوالہ دے سکتا ہوں۔

ناب سپیکر، آج آپ ابتدا میں تشریف فرما نہیں تھے۔ میں تو چاہتا تھا مگر اب کل اس پر بات کریں گے۔

اکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، شکریہ جناب والا!

قرارداد تعزیت

صوبہ بلوچستان کے ایک وزیر کے قتل اور ایران میں زلزلے سے جاں بحق ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت

ابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی اور سیکرٹری صاحب کی توجہ اس طرف انا چاہتا ہوں کہ صوبہ بلوچستان کے ایک وزیر صاحب کو قتل کیا گیا ہے اس کے علاوہ ایران میں زلزلے سے 40 ہزار مسلمان جاں بحق ہو گئے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ اس ایوان میں صوبائی حکومت بلوچستان کے یر کے لیے اور ایران کے ہلاک شدگان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

اب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، اب کٹ موشنز کو لے لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق pending ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق pending ہے۔

جناب سپیکر، میرے پاس اس وقت پانچ یا چھ تحاریک استحقاق ہیں جو کل یا پرسوں آ جائیں گی۔ ٹھیک ہے اب کل take up کریں گے۔

مطالبات زر بابت سال 91-1990ء پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، فاضل منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر خزانہ، جی۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر! میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب! آپ کٹ موشنز سے پہلے کچھ فرمانا چاہیں گے؟

رانا شوکت محمود، جی جناب۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے اس سارے ایوان کی توجہ ایک اہم بات کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ ہم بنیادی طور پر خواہ حزب اختلاف یا حزب اقتدار سے ہیں یا وزیر ہیں تو وہ اس ایوان کے رکن ہیں اور اس ایوان کے رکن کی حیثیت سے ہم نے اس ایوان کے وقار ' آئین کی بالا دستی اور آئین کے تحت ہر اس کام کو کرنے کی قسم کھائی ہے جس سے ملک میں جمہوری اقدار کی بہتری اور بھلائی ہو۔ آپ خود بھی اور آپ کی خدمات بھی اس ضمن میں بہت ہیں کہ جمہوری اداروں کے وقار میں اضافہ ہو اور بالخصوص اس صورت حال میں آپ ایک انتہائی اہم رول ادا کر رہے ہیں جبکہ اس صوبہ میں اور اس ملک میں جمہوری ادارے 11 سال کے تعطل کے بعد ایک جماعتی نظام کے تحت انتخابات کے بعد معرض وجود میں آئے ہیں۔

جناب والا! یہ دوسرا بجٹ اس اسمبلی میں پیش ہو رہا ہے اس بجٹ کی ابتداء میں جب میں نے اس ایوان کے سامنے کچھ معروضات پیش کی تھیں تو میں نے تمام ممبران سے گزارش کی تھی۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم سب بنیادی طور پر اس ایوان کے رکن ہیں کہ یہ بجٹ ایک انتہائی اہم دستاویز ہے اور اس بجٹ کے ذریعے نہ صرف ہم اس صوبے کے عوام جو بھی ان سے محاصل ہیں اور جو بھی ہم ان کے اوپر خرچ کر رہے ہیں ان کے اوپر اس ایوان کا کنٹرول رہتا ہے۔ بلکہ ہمارا آئینی حق اور فرض ہے وہ پورا کرتے ہیں کہ ہم ایوان کے وقار اور ایوان کی بالادستی کے لیے اور sovereignty کا جو principle ہے اس کو بھی ہم تسلیم کرواتے ہیں اور اگر اس بجٹ پر ہم ایک بالکل ایسا رویہ اختیار کریں جو غیر سنجیدہ ہو تو اس صورت میں ایوان کی بالادستی کا اصول تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس ہاؤس کی جو sovereignty ہے وہ پھر افسر شاہی پر نہیں آتی۔ میں نے اس دن بڑے زور سے یہ عرض کیا تھا کہ سال میں یہی ایک موقع ہے کہ ہم اس ہاؤس کی بالادستی کو افسر شاہی کے اوپر ثابت کر سکتے ہیں اور اس پر مسلط کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اس موقع کو جانے دیا تو پھر ایک سال کے لیے ہمیں اس افسر شاہی کی خوشامدیں کرنا پڑیں گی۔ پھر ممبران کی صورت حال وہی ہو گی جو ابھی ابھی فوزیہ بہرام صاحبہ نے اپنی تحریک استحقاق میں بیان کی ہے تو یہ ایک انتہائی اہم موقع تھا لیکن مجھے افسوس یہ ہے کہ اس اہم موقع اور ایک اہم دستاویز کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ میں اس میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں ' کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا کہ سب سے پہلے ہم نے ایک اعتراض کیا تھا کہ یہ بجٹ تو اخبارات میں پہلے سے آیا ہے۔ میں نے اس دن یہ بھی عرض کی تھی کہ مجھے تو امید اور توقع تھی کہ اس پر ہمارے وزیر خزانہ صاحب کا استعفیٰ اخبارات میں ہو گا۔ وزیر خزانہ میرے بزرگ بھی ہیں' میرے بھائی بھی ہیں۔ میں ان کی بے پناہ عزت' ادب اور احترام کرتا ہوں۔ بہت دیر کا ہمارا ساتھ ہے۔ ہم 1970ء کی اسمبلی میں بھی اکٹھے تھے اور میں ان سے ایک روایتی قسم کے کردار کی توقع کرتا تھا تو ایک بجٹ جو اخبارات کی زینت بن جائے' اس بجٹ میں ویسے ہی sanctity نہیں رہتی۔ پھر اس کے بارے میں ایک آڈٹ رپورٹ' آڈیٹر جنرل کی تھی کہ پنجاب حکومت کے مالی معاملات انتہائی دگرگوں حالت میں ہیں اور وہاں پر misappropriations ہیں۔ محکموں میں فراڈ ہے۔ افسران مالی معاملات کی طرف بالکل توجہ نہیں دے رہے۔

جناب والا! تیسری بات جو میں نے عرض کی وہ یہاں ایوان میں ہوئی اور اس پر یہ ہوا کہ بجٹ میں جو ہمیں دستاویزات دی گئی تھیں اس میں بے پناہ غلطیاں تھیں۔ ہر قسم کی غلطی تھی۔ اس میں

figures کی غلطی تھی، پرنٹنگ کی غلطی تھی۔ صفحات کی تقسیم کی غلطی تھی۔ ہر قسم کی ہر ممکن غلطی اس بجٹ میں موجود تھی جو اس ایوان کے سامنے پیش کیا گیا اور جس پر بحث مقصود تھی۔ اب اس ایوان کی اس سے زیادہ بے عزتی انتظامیہ اور افسر شاہی کیا کر سکتی ہے کہ وہ دستاویز جس پر ہم یہاں بحث کے لیے، غور کرنے کے لیے، یہاں ایک دوسرے کو تجاویز پیش کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں وہ بنیادی طور پر غلط ہے۔ اس میں بنیادی طور پر غلطیاں ہیں۔ افسر شاہی نے اس بجٹ کو دوسری دفعہ پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور آج یہ ایک تصحیح نامہ دیا گیا ہے۔ جناب والا! میں اس تصحیح نامہ پر بھی گزارشات کروں گا کہ اغلاط نامہ جس میں انھوں نے تصحیح کی ہے۔ یہ کتنی افسوسناک اور دکھ بھری بات ہے کہ کس طرح اس ایوان کے وقار کو مٹی میں ملایا جا رہا ہے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ جناب خود اور میرے بھائی ان گزارشات کو خواہ وہ وزراء ہیں یا ممبران اسمبلی ہیں ان کو ایسے نہیں جانے دیں گے۔ آخر اس ایوان کا وقار اور عزت سب کا مسئلہ اور معاملہ ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ بھئی یہ ایک ممبر یا دو ممبروں کی بات ہے۔ جناب اس پر افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ اغلاط نامہ تعمیر وطن پروگرام برائے 91-1990ء میں صفحہ نمبر 2 پر پانچ غلطیاں ہیں جنھیں میں نے ابھی تک گنا ہے۔ صفحہ نمبر 3 پر 9 غلطیاں، صفحہ نمبر 4 پر 4 غلطیاں، صفحہ نمبر 5 پر 6 غلطیاں، صفحہ نمبر 6 پر 8 غلطیاں، صفحہ نمبر 7 پر 10غلطیاں، صفحہ نمبر 38 پر 4 غلطیاں، صفحہ نمبر 39 پر 6 غلطیاں، صفحہ نمبر 42 پر 8 غلطیاں، صفحہ نمبر 43 پر 14 غلطیاں، صفحہ نمبر 44 پر 9 غلطیاں، صفحہ نمبر 45 پر 10 غلطیاں، صفحہ نمبر 46 پر 10 غلطیاں، صفحہ نمبر 47 پر 12 غلطیاں، صفحہ نمبر 48 پر 10 غلطیاں، صفحہ نمبر 49 پر 10 غلطیاں، صفحہ نمبر 50 پر 13غلطیاں اورصفحہ نمبر 51 پر 12 غلطیاں ہیں اور یہ اسی طرح چلتا ہے۔جناب والا! صفحہ کے بعد صفحہ اور محکمے کے بعد محکمے کو دیکھتے جائیے یہ غلطیوں سے بھرا ہوا ہے اور جو ڈاکومنٹ اتنی غلطیوں سے بھرا ہوا ہو۔ جس ڈاکومنٹ میں اتنی غلطیاں ہوں اس پر کوئی بحث ہو ہی نہیں سکتی وہ سرے سے ڈاکومنٹ ہی نہیں ہے۔ جناب والا! حساب کی رقم کی ایک غلطی سے فرق کہیں کا کہیں جا پڑتا ہے اور ایک ڈاکومنٹ اور دوسرے ڈاکومنٹ میں جو غلطیاں ہیں ان غلطیوں کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کو راوی میں بہا دینا چاہیے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ڈاکومنٹ کو ہمیں ایسے پھاڑ دینا چاہیے (اس مرحلہ پر انھوں نے بجٹ کی کاپی کو پھاڑ ڈالا) کیونکہ یہ ڈاکومنٹ اس قابل نہیں ہے کہ ہم اس پر اس اسمبلی میں غور کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اتنی بڑی غلطیوں والے ڈاکومنٹ کو آپ کس طرح سے اس بجٹ میں پیش کرتے اور اس ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ تو اس

لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری کارروائی بے مقصد ہے اور ہم ایک ایسی حکومت کے ساتھ چل رہے ہیں جو کہ فعلاً اس معاملے میں سنجیدہ نہیں کہ آپ اس ایوان کے وقار کو بحال کریں یا اس صوبے کی مشکلات میں کمی کرنے کی کوشش کریں۔ جناب والا! میں ان گزارشات کے بعد ایک اور عرض بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جو تقریر جناب فنانس منسٹر نے کی ہے---

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کی شارٹ سٹیٹمنٹ ہونی چاہیے۔ یہ بجٹ تقریر میں ایسا کون سا مرحلہ آ گیا ہے۔ قائد حزب اختلاف کو قواعد و ضوابط کے تحت بات کرنی چاہیے۔ یہ کیا کہ کتاب پھاڑ دیں۔ یہ صرف فوٹو اتروانے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: موہل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ سب حضرات تشریف رکھیں۔ پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر ڈسپوز آف ہو گا۔ پھر اس کی بعد کسی اور کو اجازت ہو گی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر انھوں نے بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہر ایک کو بولنا چاہیے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی پرابلم یہ ہے کہ آپ بات کو سنتے نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ کی بات میں سننا نہیں چاہتا آپ بلاوجہ بول رہے ہیں۔ میں ایک پوائنٹ آف آرڈر کو ڈسپوز آف کر رہا ہوں۔ یہ ایک سادہ سی بات ہے کہ میں میاں منظور احمد موہل کے پوائنٹ آف آرڈر کو ڈسپوز آف کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد کوئی بات سننا چاہتا ہوں' اتنی بات ہے بس۔ آپ ذرا حوصلے سے سن لیں۔ قائد حزب اختلاف بجٹ پر ایک سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں اور انھوں نے اس سلسلے میں Chair کی اجازت چاہی ہے اور میں نے ان کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ بجٹ پر سٹیٹمنٹ دیں انھوں نے سٹیٹمنٹ دی ہے اور ابھی وہ اس پر مزید بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں میں نے قائد حزب اختلاف کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ اب اس میں رولز کیا کہتے ہیں' رولز یہی کہتے ہیں کہ بجٹ میں بحث میں ہر معزز ممبر کا حق ہے کہ وہ اس میں حصہ لے' جو بھی دوست بولنا چاہتے تھے ہم نے ان کو موقع فراہم کیا اور قائد حزب اختلاف نے پورا ایک دن بلکہ دوسرے دن کا بھی کچھ وقت انھوں نے لیا اور انھوں نے بجٹ پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ اب بھی جن صاحبان نے کٹ موشنز دی ہوئی ہیں انھوں نے اپنی کٹ موشنز پر بات کرنی ہے۔ میرے خیال میں غالباً

لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے اس ایوان میں کوئی کٹ موشن نہیں آئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ تو میں اس سلسلے میں رانا شوکت محمود کو اپنی بات مکمل کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بالکل legal ہے آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر legal ہو یا illegal ہو اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں تو اپنی باری سے ترتیب اور جو صاحبان کھڑے ہوئے تھے' تو میاں منظور احمد موہل کے بعد میاں محمود الرشید بات کرنا چاہتے تھے۔ راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں تھے بلکہ آپ میاں منظور احمد موہل پر تنقید کر رہے تھے۔ اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو ان کے بعد کر لیں۔

میاں محمود الرشید، جناب والا! میں ایک گزارش کروں گا کہ یہ میاں منظور احمد موہل کا انتہائی ایک relevant point of order تھا کہ جس انداز کے ساتھ قائد حزب اختلاف نے یہاں اس اسمبلی کے اندر اس بجٹ کی دستاویز کو پھاڑا ہے یہ انتہائی غیر مہذب اور انتہائی غیر پارلیمانی انداز ہے جو کہ ان کے شایان شان نہیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ایک طرف تو ان کا جو مرکزی وزیر پراچہ صاحب جس کے متعلق ہائی کورٹ کی رولنگ تک موجود ہے کہ وہ کرپٹ آدمی ہے اور اقربا پرور ہے اور وہ بجٹ پیش کرنے کے قابل نہیں۔ یہ وہاں پر ایک ایسے آدمی کو بجٹ پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور پوری اپوزیشن وہاں سے واک آؤٹ کرتی ہے۔ تو اس طرح سے انھیں کوئی مہذب طریقہ اختیار کرنا چاہیے تھا۔ [*****]۔

کہ بجٹ تقریر کو پھاڑ کر اور پریس کے اندر اخبارات کے اندر شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبر چھپے یہ شروع کر دیا ہے۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کہ اس طرح کی غیر پارلیمانی ' غیر مہذب اور غیر شائستہ طریقہ کو اس ایوان کے اندر قطعاً اجازت نہ دی جائے۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ راجہ صاحب تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر بنگش آپ تشریف رکھیں۔ اس میں یہ ہے کہ میاں محمود الرشید صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ انھوں نے میاں منظور احمد موہل کی بات کو محض support کرنے کے لیے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ I am sorry this is not a point of order.

*****(یہ الفاظ بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیے گئے)

اور قائد حزب اختلاف کے بارے میں کہے گے الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ چودھری وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک بجٹ پیش ہوا اسمبلی میں اس کے اعداد و شمار غلط ہیں۔ کٹ موشنز دینی ہوتی ہیں اعداد و شمار پر۔ اس کے بعد ہمیں ایک اغلاط نامہ ملا جو کہ ابھی تک بھی غلط ہے ۔ کٹ موشنز کے لیے دو دن کا وقفہ ہے وہ اغلاط نامے کے بعد شروع ہو گا۔ اس وقت نہیں شروع ہو سکتا ۔ آج اغلاط نامہ ملا ہے آج کے بعد ہمیں دو دن کا وقفہ دیں گے اور پھر ہم ان کو ملا کر اس پر کٹ موشنز پیش کریں گے۔ پھر اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ یہ جناب والا! اسمبلی کے وقار کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی نہ وہ پیش ہو سکتی ہیں اور نہ ہی وہ ایوان میں لائی جا سکتی ہیں۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میرا بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: پہلے وصی ظفر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر میں یہ بات بھی شامل کی جائے کہ جو تصحیح نامہ ہمیں دیا گیا ہے وہ بھی غلط ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں گزارش کروں گا کہ---

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ پہلے مجھے اس پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ کرنا ہے ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ---

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب ! مجھے جس وقت آپ کی مدد کی ضرورت ہو گی رہنمائی کی ضرورت ہو گی میں آپ کو بلا لوں گا ۔ جناب وزیر خزانہ فرمائیں گے کہ یہ تصحیح آج پیش کی گئی ہیں؟

وزیر خزانہ: جی ہاں یہ درست ہے ۔ لیکن کسی بھی ٹوٹل میں کوئی غلطی نہیں ہے یہ جو تفصیل کی تھوڑی تھوڑی غلطیاں تھیں وہ آج تصحیح کی گئی ہے ۔ کٹ موشنز ٹوٹل پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ بتائیے کہ یہ جو ڈیمانڈز ہیں ' ایک تو بات یہ ہے کہ آپ نے جو اردو کا حصہ آج تقسیم کیا ہے لیکن انگریزی کا تصحیح نامہ آپ غالباً 20 تاریخ سے دے چکے ہیں۔

وزیر خزانہ: جی ہاں 20 کو دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: اور انگریزی والے حصے کو بھی آپ نے درست قرار دیا ہے اچھا یہ بتائیے کہ یہ جو ڈیمانڈز ہیں اس میں تو کوئی تصحیح نہیں ہے؟ اس میں تو کوئی غلطی نہیں ہے؟

وزیر خزانہ: نہیں۔ اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی کٹ موشنز ان ڈیمانڈز پر آتی ہیں۔ کٹ موشنز، تفصیل پر نہیں آتیں۔ وہ تفصیل جس کی تصحیح کی آپ بات کرتے ہیں اس پر کٹ موشنز نہیں ہوتیں۔ کٹ موشنز ڈیمانڈ پر ہوتی ہیں اور یہ ڈیمانڈز آپ کے سامنے ہیں اس میں اگر کسی قسم کا کوئی confusion ہے تو بتائیے۔ وصی ظفر صاحب بتائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ہم نے دیکھنا ہوتا ہے بجٹ کی کتاب کو' یہ ڈیمانڈ دو دن پہلے چھپی ہوں گی لیکن ہمیں کسی نے ڈیمانڈ نہیں دی۔ نہ کسی نے منگل کو دی ہے اور نہ بدھ کو۔ یہ بھی آج آ کر آفس سے ہم نے منگوائی ہیں۔ ہمیں کسی نے نہیں بھجوائی۔ آج جب میں تین بجے آیا ہوں تو میں نے ڈیمانڈز اور کٹ موشنز بھی منگوائی ہیں۔ یہ ہمیں جمعرات کو کسی نے نہیں دیں۔ یہ ڈیمانڈز تو انھوں نے آفس میں دینی ہیں اس کا تو ہمارے ساتھ تعلق ہی کوئی نہیں ہے۔ انھوں نے آفس کو نوٹس دینا ہے کہ

I am going to put this demand.

جناب سپیکر: آپ کٹ موشنز ڈیمانڈ سے دیتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب! بجٹ میں جو ڈیمانڈز ہیں اس سے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کٹ موشنز آپ ڈیمانڈ سے دیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بجٹ میں ڈیمانڈ ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بتائیے کہ ڈیمانڈ میں کوئی غلطی ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ڈیمانڈ میں بھی غلطی ہے۔ ڈیمانڈز کا بھی اگر آپ بجٹ کے ساتھ موازنہ کریں تو وہ بھی غلط ہیں۔ یہ تو ہماری grievances ہیں۔

جناب سپیکر: بتائیے بتائیے مجھے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ڈیمانڈز booklet میں چھاپ کر دے دی جاتی ہیں۔ اس میں تفصیل ہوتی ہے۔ جناب والا پہلی کٹ موشن ہے پالیسی کٹ کے لیے ہمیں تفصیل چاہیے کہ یہ رقم کس پالیسی کے تحت خرچ کی جا رہی ہے ---

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے اب میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آپ کی کٹ موشنز اصولی طور پر ان ڈیمانڈز کے مطابق ہیں' ان پر base کرتی ہیں اگر ان ڈیمانڈز میں کوئی غلطی ہے تو آپ میرے ساتھ بات کریں ورنہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کی کٹ موشنز کی کاپیاں میرے پاس ہیں ان پر ڈیمانڈز کے نمبر لکھے ہوئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو بجٹ میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، ڈیمانڈز کے نمبر درج ہیں۔ یہ کٹ موشن فلاں ڈیمانڈ پر ہے۔ اس لیے یہ ایک authenticated بات ہے کہ کٹ موشنز ڈیمانڈ پر ہیں۔ ڈیمانڈ میں اگر کوئی غلطی ہے تو وہ آپ مجھے بتائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں جناب کو عرض کرتا ہوں کہ ہمیں یہ leaflet نہیں دیا جاتا۔ ہمیں یہ کتاب دی جاتی ہے۔ جناب والا! اس کے اوپر لکھا ہوا ہے ڈیمانڈ نمبر 1 او پیم۔ ہم دیکھتے ہیں ڈیمانڈ نمبر 1 او پیم۔ آگے ہے 5 نمبر صفحے پر ڈیمانڈ نمبر 2 لینڈ ریونیو۔ اس پر لکھا ہے کہ ڈیمانڈ نمبر 2۔ ہم ان سے لیتے ہیں۔ leaflet بالکل مختلف چیز ہے۔ جس طرح ہم نے اسمبلی کو نوٹس دینا ہوتا ہے کہ ہم یہ کٹ موشنز پیش کریں گے۔ وزیر صاحب نے اسمبلی کو نوٹس دینا ہوتا ہے کہ میں یہ یہ موشنز پیش کروں گا۔ وہ جناب کو موشنز کی کاپی دی گئی ہے۔ ڈیمانڈ بجٹ میں ہے اور بجٹ میں ہی اس کی تفصیل ہے۔ اس سے ہم policy study کرتے ہیں اور ہم پالیسی کٹ دے ہی نہیں سکتے جب تک اس کے صحیح اخراجات ہمارے سامنے نہ ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کی بات درست ہے۔ لیکن میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ جس بات کو آپ نے base بنا کر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ اردو version کی تصحیح آج آپ کو پیش کی گئی ہے۔ اس لیے آپ کا خیال یہ ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے کٹ موشنز آپ کو نئے سرے سے دینی چاہییں۔ اس لیے آپ کا خیال ہے کہ آج کٹ موشنز کو نہ لیا جائے۔ نئے سرے سے آپ کٹ موشنز دیں اور اس کو take up کیا

جائے۔ یہی ہے آپ کی بات؟

چودھری محمد وصی ظفر: ایک یہ ہے میری بات' دوسری بات میری یہ ہے کہ اسمبلی کے آگے ایک حساب کتاب کا اعداد و شمار پڑا ہے جو کہ غلط ہے۔ یہ بڑی قابل غور بات ہے اور اس کی تصحیح جو دی گئی ہے وہ بھی غلط ہے اور آیا وہ غلط کا غلط اسمبلی پاس کر دے گی؟

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! انگریزی والا مکمل ہے اس میں کوئی غلطی نہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں میں نے پہلے ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دینا ہے۔ اردو کا تصحیح نامہ آج آپ نے تقسیم کیا ہے اور اس کی ضرورت بھی نہ تھی اس لیے کہ آپ وزیر خزانہ اسمبلی میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ English version کو صحیح تسلیم کیا جائے اور اردو version کو صحیح تسلیم نہ کیا جائے اور آپ نے جو کٹ موشنز پیش کرنی ہیں یا جس بجٹ پر بحث کرنی ہے اس کی English version کو درست تسلیم کیا جائے۔ اس لیے آج آپ کو اسے تقسیم کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی اور English version جو corrected ہے اس کو آپ آج سے تین روز پہلے تقسیم کر چکے ہیں۔ بدھ کو تقسیم ہوئے ہیں اور جمعرات کو بات ہوئی ہے۔

وزیر خزانہ: 20 تاریخ کو۔

جناب سپیکر: اس لیے تصحیح کی جو English version ہے وہ بدھ کو تقسیم ہو چکی ہے۔ ڈیمانڈز موجود ہیں اس لیے میں وصی ظفر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو رول آؤٹ کرتا ہوں اور رانا صاحب کو اپنی سٹیٹمنٹ مکمل کرنے کے لیے کہتا ہوں۔ جی رانا شوکت محمود صاحب!(قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو پوائنٹ آف آرڈر آپ نے وصی ظفر صاحب کا rule out کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس مسئلے پر میں آپ کو بحث کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ میں اس مسئلے پر آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ سردار صاحب! مجھے افسوس ہے۔ تشریف رکھیے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر

رانا صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا گو انھیں اس موقع پر تقریر کا حق نہیں تھا۔ یہ کنوتی کی تحریک پیش ہونے کا معاملہ تھا اسی پوائنٹ آف آرڈر پر وصی ظفر صاحب نے بھی فرمایا اور جناب نے اس کا فیصلہ کر دیا کہ نہیں یہ بات ٹھیک ہے۔ وہ دو دن پہلے دے چکے ہیں۔ اب رانا صاحب کو کس اصول کے تحت تقریر کرنے کی اجازت فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! میں نے لیڈر آف اپوزیشن کو اپنی بات مکمل کرنے کے کہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ رانا شوکت محمود اپنی بات مکمل کریں۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر جو میں باتیں کر رہا تھا وہ اس ایوان کے ہر ممبر کے وقار میں اضافہ کے لیے تھیں۔ گزارش یہ ہے کہ بہت ساری تجاویز حزب اختلاف کے ممبران نے دیں۔ اس میں لوگوں کے لیے معاشی معاشرتی انصاف کا مہیا کرنا، پولیس کی زیادتی اور دوسرے محکمے جو زیادتیاں وہ روا رکھتے ہیں اس کے بارے میں بھی جناب فنانس منسٹر صاحب کی تقریر میں نہیں آیا تھا۔ اس کے بعد جب میں نے آج یہ اغلاط نامہ دیکھا یا جو بھی آپ اس کو کہہ لیں۔ میرا دل دکھی ہوا کہ آخر جو تین دن کی کارروائی ہوئی تھی اس کا کوئی اثر کسی بی کوارٹر پر نہیں ہوا۔ تو اس صورت میں جو پوائنٹ آف آرڈر وصی ظفر صاحب نے اٹھایا یہی بات میرے ذہن میں تھی۔ جن باتوں کے لیے یہ بجٹ بنا کے ایوان میں پیش کیا گیا اس کی تو بنیاد ہی غلط ہے اور اگر غلطیوں کی تعداد اتنی ہے تو پھر اس پر بحث کا مقصد ہی کوئی نہیں ہے۔ جو آج آپ نے ہمیں اغلاط نامہ دیا ہے وہ بات آپ نے پوائنٹ آف آرڈر میں نپٹا دی ہے۔ لیکن میری گزارش پھر بھی یہی رہتی ہے کہ ہم یہ سمجھتے کہ یہ بجٹ نہ صرف اس ایوان کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ اس صوبے کے عوام کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔ ایوان کے ممبران کے ساتھ زیادتی ہے اور ہم یہ زیادتی حزب اقتدار کی طرف سے اس صوبے کے عوام پر مسلط نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اسے قبول نہیں کریں گے اور طریقہ کار کو بھی قبول نہیں کریں گے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں اپنا فرض پورا کرتے رہیں گے۔ میں اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ دو منٹ کے لیے خاموشی کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بات پر احتجاج کریں گے کہ اس ایوان میں حزب اختلاف کی بات نہیں سن رہے۔ وزیر خزانہ نے بجٹ کے بارے میں بے پناہ غلط بیانیاں کی ہیں۔ یہ بجٹ بذات خود اس ایوان کے وقار میں اضافے کا نہیں بلکہ نیچے لے جانے کا باعث بن رہا ہے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دو منٹ کے لیے کھڑے ہوں گے اور خاموشی کے

ساتھ ہم یہ اپنا احتجاج کریں گے۔

(حزب اختلاف کے اراکین دو منٹ کے لیے خاموش کھڑے رہے)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ دو منٹ خاموش کھڑے ہیں۔ آپ دو منٹ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، میں لاء منسٹر صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ بات کریں۔

وزیر قانون، میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب میرے محترم بھائی ہیں۔ مجھے ان کا بے پناہ احترام ہے۔ جناب سپیکر! اسی مسئلے پر جب سے یہ بجٹ اجلاس شروع ہوا ہے ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ پرسوں تحاریک استحقاق نمبر 46 اور 47 بھی اسی سلسلے میں تھیں جس پر اس ایوان میں تلخی پیدا ہوئی۔ جناب والا! میں اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ ایوان کے پرزور اصرار پر اور ایوان کی کارروائی کو موثر اور بامقصد بنانے کے لیے پہلی دفعہ ہم اردو میں بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہم نے اس کی تفصیلات دے دی ہیں پہلے بلاک ایلوکیشن دیتے تھے غلطیاں detail میں رہ گئی ہیں۔ ٹوٹل میں کوئی غلطی نہیں۔ اس ایوان کے فلور پر وزیر خزانہ نے بھی کہا تھا جب میں نے کہا ہے کہ اس میں ہماری حکومت کی بدنیتی کا کیا دخل ہے۔ ہم نے کیا بدنیتی کی ہے؟ اس میں سوائے رسوائی کے اور بدنامی کے ہمیں کیا ملا ہے؟ باقی جہاں تک غلطیوں کا تعلق ہے انسان خطا کا پتلا ہے (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! جب میں ایک بات کرنے لگا ہوں تو اس پر میرے بھائیوں کو بڑی تکلیف ہے۔ جناب والا! میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انسان خطا کا پتلا ہے جو غلطی بدنیتی پر محمول نہ کرتی ہو غلطی قابل معافی ہے۔ اس پر حکومت پنجاب کو کونسا تمغہ ملا ہے؟

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ واقعی ان کی بات صحیح ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے اور انسانوں سے ہی غلطیاں ہوتی ہیں اگر اس کو صدق دل سے مان لیا جائے۔ جناب والا! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ جب [*****] کے ساتھ بار بار جھوٹ بولا جائے۔ جناب والا! تیسری دفعہ جناب لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ پہلی دفعہ اردو میں پیش ہوا ہے اور ہر دفعہ میں یہ پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں کہ کیا پچھلے سال اردو میں بجٹ پیش نہیں ہوا تھا؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو آج تصحیح نامہ پیش کیا گیا ہے اس کے

***(یہ لفظ بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

اوپر تاریخ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کسی ایک معاملے کے بارے میں اٹھایا جاتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ اس پر تاریخ ہونی چاہیے اور دوسرا جناب وزیر قانون بار بار کہہ رہے ہیں کہ انگلش کا ورشن صحیح ہے۔ میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں اگر اس میں غلطی ہو گئی تو پھر وہ مستعفیٰ ہو جائیں گے اور اگر نہیں ہوئی تو میں اسمبلی کی سیٹ سے مستعفیٰ ہوں گا۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز' تشریف رکھیں۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ میں سید ناظم حسین شاہ کے پوائنٹ آف آرڈر کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں اور ان کے لاءمنسٹر صاحب کے خلاف کے الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر جو ہے وصی ظفر صاحب! لاء منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں ان کو اپنی بات مکمل کرنے دی جائے۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہونی ہے تو پھر رانا پھول محمد خان آپ سے پہلے بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! جب بجٹ پیش ہوا تھا اس وقت یہ بات کہی گئی تھی۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ لاءمنسٹر صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں گے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ کٹ موشن کو آگے بڑھائیں۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ جب قومی اسمبلی میں بجٹ پیش ہوا تو حزب اختلاف نے احتجاج کیا کہ وزیر خزانہ کے بارے میں کورٹ نے پروف دیا ہے۔ اس وجہ سے اپوزیشن نے واک آوٹ کیا ہے۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو ہم نے تصحیح نامہ جاری کیا ہے تو جب لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر کر رہے تھے تو اس وقت ہمارے معزز اراکین اس تصحیح نامے کو پھاڑ رہے تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس طرح سے کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اس سے یہ کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ مرکزی وزیر مملکت برائے خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران یہ اعلان کیا کہ لیبر کی تنخواہیں دس فی صد بڑھا دی گئی ہیں اور اس کے بعد جب وہ تقریر ختم کر چکے تو اس کے بعد انھوں نے دوبارہ اٹھ کے کہا کہ نہیں مجھ سے غلطی ہوئی ہے دس فی صد بڑھائی نہیں گئی بلکہ بڑھائے جانے کا کیس

زیر غور ہے ۔ جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ لوگ اس قسم کی باتیں کر کے کیا لینا چاہتے ہیں؟ پہلے اسلم گورداسپوری نے اس موضوع پر تحریک استحقاق پیش کی پھر ناظم حسین شاہ صاحب نے کی اس پر پرسوں پورے دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی' تلخیاں ہی تلخیاں اور بدمزگی ہوئی۔ میں ان سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ہم کہتے ہیں کہ اس میں غلطی ہوئی ہے اور اس میں ہماری بدنیتی کا عمل دخل نہیں۔ غلطیاں تو بڑے بڑوں سے ہو جاتی ہیں۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ کیا ان کو یاد ہے کہ جب ہماری محترمہ وزیر اعظم صاحبہ ملک سے باہر دورے پر گئی تھیں' ہمارے انتہائی حساس قسم کے کاغذات وہ ہوٹل میں چھوڑ آئی تھیں جو ساری انٹرنیشنل پریس میں چھپا تھا۔ وہ سیکرٹ دستاویز تھی کیا اس میں ان کی بدنیتی کا دخل تھا؟ کیا وہ جان بوجھ کر کاغذات چھوڑ کر آئی تھیں؟ غلطیاں تو انسان سے ہو جاتی ہیں یہ ہمیں اس کی اب اتنی تو سزا نہ دیں۔

ساری دنیا کی نظر ہے میرے دانا کی طرف
کوئی دیکھتا نہیں اپنے گریبان کی طرف
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائیوں کو مہربانی کر کے آپ اس بارے میں تنبیہ کریں۔ میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ یہ آپ کی رواداری سے بہت سے مواقع پر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جناب والا! آپ کو اس چیز کا نوٹس لینا ہو گا اور پھر اس کی اجازت دینا ہو گی۔ جو بات جائز ہے اس سے ان کو اپنا حق منوانا چاہیے۔ پرسوں انھوں نے بات کی یہ میرا بھائی سیدھا سادھا ہے ایک پوائنٹ ان کے ہاتھ میں آ گیا ہے اس کو کریدنا شروع کر دیا ہے ۔ جناب والا! کٹ موشنز آئی ہیں ڈیمانڈز آئی ہیں ۔ جس ڈیمانڈ پر بھی ہم نے کوئی غلطی کی ہے اس ڈیمانڈ کی جس طرح آپ نے پرسوں فرمایا تھا یہ دھجیاں بکھیر دیں۔ اس ڈیمانڈ پر ووٹ دینے سے پہلے یہ کہیں کہ جی یہ آپ کا ٹوٹل غلط ہے اس میں آپ نے یہ غلطی کی ہے اور اس پر تو بحث ہونی چاہیے۔ یہ بلاوجہ اس ایوان کا وقت ضائع کر کے ہماری حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جو یہاں پر ایسی باتیں کر رہے ہیں ان کو مہربانی کر کے منع کریں اور آپ اب کٹ موشنز پر باقاعدہ بحث کے لیے دعوت دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، ایک متفقہ فارمولے کے تحت کٹ موشنز کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ مطالبہ زر نمبر 2 ہے۔ سید

ذا کر حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذا کر حسین شاہ: جناب والا! اس پورے ہاؤس کے سامنے یہ بیان دیا گیا ہے کہ 18 کروڑ روپے طیارے کے لیے گورنر نے طلب کیے ہیں اور گورنر ہاؤس کی طرف سے یہ وضاحت آئی ہے کہ گورنر نے طیارے کے لیے 18 کروڑ روپے طلب نہیں کیے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ شاہ صاحب! آپ اسے کٹ موشنز میں زیر بحث لا سکتے ہیں اور اس بارے میں وزیر خزانہ اپنی وائنڈ اپ تقریر میں وضاحت کریں گے۔ چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب والا! لاء منسٹر صاحب نے چیئر کے متعلق جو جوشیلے الفاظ کہے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ چور نالے چتر' نالے غلطیاں کردے نیں' نالے جرم کردے نیں نالے کہندے نیں چیئر جڑی اے او اجازت دیندی اے تے اینجے کوئی بہ گھ ہوندا اے۔ ایس واسطے یہ لفظ حذف کیتے جان۔

جناب سپیکر: چیئر کے بارے میں انھوں نے کوئی نا زیبا الفاظ استعمال نہیں کیے۔ آپ کٹ موشنز پر بات نہیں کرنا چاہتے؟ آرڈر پلیز۔ میاں صاحب میں آپ کی بات سنوں گا' اس میں یہ ہے کہ کٹ موشنز پر بحث کرنے کے لیے تین دن ہیں اور تیسرے دن اس پر ووٹنگ ہو گی۔ تیسرے دن اس پر ضرور ووٹنگ ہو گی چاہے آپ کٹ موشنز پر ایک لفظ بھی بول سکیں یا نہ بول سکیں۔ میری خواہش ہے کہ جن لوگوں نے کٹ موشنز دی ہیں ان پر ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ بولنے کا موقع فراہم کیا جائے اور اس کا طریق کار یہ ہے کہ آپ ایوان کے وقت کا خیال کریں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈرز کے ذریعے ایوان کا وقت ضائع نہ کریں تاکہ میں آپ کو آپ کے کٹ موشنز پر بولنے کا پورا پورا موقع دے سکوں۔ تو اب اس کو ختم ہونا چاہیے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کی شخصیت اور یہ مثبت شخصیت محض اس بات کی دلیل ہے کہ ہم اس ہاؤس میں بیٹھ کر بجٹ کے اتنے غلط اعداد و شمار پر بحث کر رہے ہیں اور ایوان کی کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن جناب لاءمنسٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ آپ ان کو اجازت دیتے ہیں کہ یہ غلط اٹھ کر باتیں کرتے ہیں اور آپ ان کو اس بات کا حوصلہ دیتے ہیں - میں اس بات کی مذمت کرتا ہوں - یہ صرف آپ کی شخصیت کی وجہ سے ہے کہ ہم اس ہاؤس میں اتنے غلط بجٹ پر بحث

کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم اس میں حصہ لے رہے ہیں ورنہ نیشنل اسمبلی میں تو ان کی سی او نے پورے بجٹ کا بائیکاٹ کیا تھا اور بات بھی کوئی نہیں تھی وہ کیس بھی سپریم کورٹ میں پینڈنگ ہے - وہاں اس بات پر ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں ہوا۔ وہ لوگ اس وزیر خزانہ کے متعلق جو بار بار یہ بات کرتے ہیں - ہم کہتے ہیں کہ یہ محض آپ کی شخصیت ہے کہ ہم اس ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں اس لیے ہم اتنے غلط بجٹ پر یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ، شکریہ، جناب وینس صاحب! آرڈر پلیز - وینس صاحب کے اس پوائنٹ آف آرڈر کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اب مغرب کی نماز کا وقفہ ہوتا ہے - پندرہ منٹ کے بعد ہم کٹ موشنز کو ٹیک اپ کریں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا)

(7 بج کر 47 منٹ پر وقفہ نماز کے بعد ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر شروع ہوئی)

جناب سپیکر، کٹ موشنز کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تو وصی ظفر صاحب تشریف نہیں رکھتے میرے پاس جو طے شدہ فارمولا ہے اس کے مطابق ڈیمانڈ نمبر 2 کو ٹیک اپ کرنا ہے لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ ڈیمانڈ نمبر 2 کو ٹیک اپ نہ کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں آپ سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس ڈیمانڈ کو کیوں ٹیک اپ نہ کریں؟

جناب سپیکر، یہ مجھے ابھی وصی ظفر صاحب نے بتایا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ہم نے جو قواعد کے مطابق ڈیمانڈز پیش کی ہیں ہم ان پر تقاریر کریں گے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ جو ڈیمانڈز آئی ہیں ان میں یہ طے ہوا ہے کہ ڈیمانڈز نمبر 2,9,10,11,12, 13,15,16,22,23,26,36,38 اور 41 کو ہمارے ممبرز ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! ان میں ڈیمانڈ نمبر 5 کو بھی حذف فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، جی اس میں ڈیمانڈ نمبر 5 شامل نہیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، تو یہ جو آپ نے فرمایا ہے کیا ان پر بحث نہیں کرنا چاہتے؟

جناب سپیکر، ان پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جو میں نے ڈیمانڈز کے نمبر بتائے ہیں ان پر وہ تقاریر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! یہ طے کس سے پایا ہے۔ میں ڈیمانڈ نمبر 5 پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ اپوزیشن کے پارلیمانی پارٹی کے لیڈر سے اور وزیر قانون صاحب سے طے پایا ہے۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! سپلیمنٹری پر میرا نام رہ گیا تھا۔

جناب سپیکر، باقی اس میں شامل نہیں ہیں۔ جو میں نے ڈیمانڈز آپ کو بتائی ہیں وہ اس میں شامل ہیں باقی اس میں شامل نہیں ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! میں ڈیمانڈ نمبر 13 کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جی ڈیمانڈ نمبر 13 اس میں شامل نہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، نہیں جناب والا! میں نے ڈیمانڈ نمبر 13 کے بارے میں آپ سے دریافت کیا ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ ڈیمانڈ نمبر 13 اس میں ہے۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! کیا ڈیمانڈز نمبر 4 اور 5 بھی اس میں شامل ہیں؟

جناب سپیکر، میں نے آپ کو بتا دی ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! کیا اس میں ڈیمانڈ نمبر 11 بھی شامل ہے؟

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! کیا ڈیمانڈز نمبر 4 اور 5 بھی اس میں شامل ہیں؟

جناب سپیکر، ڈیمانڈز نمبر 4 اور 5 اس میں شامل نہیں ہیں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! یہ میں نے سپلیمنٹری دیئے تھے۔ میرا نام انھوں نے miss کر دیا۔

جناب سپیکر، قبل ڈیمانڈز ساری ہیں لیکن طے شدہ فارمولے کے تحت جن کو ٹیک اپ کرنا ہے وہ میں نے

آپ کو بتا دی ہیں اس میں وصی ظفر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ ڈیمانڈ نمبر 2 کو نہیں لینا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی جناب والا! اسے نہیں لینا۔

سید ذا کر حسین شاہ، جناب والا! ہمیں تو اس فارمولے کا کوئی پتا نہیں ہے ہم تو ڈیمانڈ نمبر 2 پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، تو آپ اس ڈیمانڈ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید ذا کر حسین شاہ، جی جناب والا! ہم بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، تو ٹھیک ہے۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ ڈیمانڈ نمبر 2 پیش کریں۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! سپلیمنٹری بجٹ میں بھی اور گزشتہ سال بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ فاضل اراکین حزب اختلاف کی کٹ موشن رول کے مطابق نہیں اور جناب والا نے اس کو کس پوائنٹ آف آرڈر پر up hlod کیا تھا لیکن اس وقت یہ کہہ دیا گیا کہ چلو اس دفعہ اجازت دے دیتے ہیں لیکن جناب والا اب بھی صورت حال وہی ہے جو پہلے تھی یعنی میرے فاضل اراکین حزب اختلاف نے اسی طرح کوئی indication نہیں دی کیونکہ 116-A میں ہے میں وہی پڑھتا ہوں اس کا جو relevant point ہے۔

> A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confind to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

اس کو precise terms میں دینے چاہییں۔ جناب والا! یہاں پر اس میں سارا میں نے مطالبہ کیا ہے کسی جگہ پر بھی انھوں نے precise term میں indicate نہیں کیا ہے۔ تو جناب والا! جو کٹ موشن

ان قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں ہو گی اس کو ہمیں treat ہی نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح جو اکنامک آتا ہے اس میں بھی یہی ہے کہ ---

The notice shall indicate briefly and precisely that particular matter on which discussion is sought to be raised

جناب والا! یہ قطعاً نہیں دیا گیا میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ ایجنڈا سامنے ہے ان میں ڈیمانڈ نمبر 1 سے لے کر آگے اسی طرح ہے کہ

That the total of rupees 5,24,200 on account of opium be reduced to Rs 1.00

صرف یہی ہے۔ جناب والا! تو میں یہ کہوں گا کہ اس طرح سے ان کو زیادہ benefit نہیں دینا چاہیے کیونکہ بار بار اجلاس میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ پہلے اجلاس میں تو ہم یہ سمجھ لیتے تھے کہ بھئی پتا نہیں ہے لیکن اب تو میرے فاضل اراکین کو اس بات کا علم ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ The matter sought to be discussed, is to discuss the policy underlying the demand ہم نے تو اپنی پالیسی دے دی ہے کہ اس کی requirement نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ precise terms پر ہے جیسے میاں صاحب فرما رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی؟

جناب سپیکر، آپ نے کیا دیا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! lay the policy regarding expenses اس سے precise اور اچھی نہیں ہو سکتی۔ اس سے اور مختصر نہیں ہو سکتی۔ ویسے بھی میں جناب کو عرض کروں کہ گورنمنٹ کی پالیسی کو in principle discuss کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ alternate policy دی جائے۔ رول کو misinterpret کیا جا رہا ہے اس کے باوجود میں نے دے دی ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں رول کی requirement ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب میں رول کی بات کرتا ہوں۔ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس میں رول کی requirment ہے میں موبل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ رول کی requirement ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اسے پورا کرتا ہے کہ precise term میں اس پالیسی کو آپ indicate کریں جس کو آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ دے دی ہے to lay policy regarding expenses

جناب سپیکر، تو آپ نے precise term میں دی ہے تو ٹھیک ہے۔ اس پر میں یہ نہیں کرتا کہ میں آپ کی کٹ موشنز کو آؤٹ آف آرڈر قرار دے دوں لیکن موبل صاحب نے جو چیز پوائنٹ آؤٹ کی ہے وہ بڑی relevant ہے وہ رولز کے مطابق ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! موبل صاحب کا خیال ہے کہ اگر ایک ڈیمانڈ میں 100 آئٹم یا 300 آئٹم ہیں تو اس کو اس کے ساتھ amend کر کے دیں گے۔

جناب سپیکر، اس میں سے اس کو دینا ہو گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں۔ وہ تو کتاب آ گئی ہے ۔ جناب ہم نے کہا ہے کہ فلاں صفحہ سے فلاں آئٹم سے لے کر فلاں آئٹم تک' اب یہ understood ہے کہ اتنی وہ کتاب ہے اور وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! اب اس پر بات ہو چکی ہے ۔ میرے خیال میں اب اس کو ختم کریں۔ جناب وزیر خزانہ صاحب ڈیمانڈ نمبر 2 پیش کریں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

> "کہ ایک رقم جو 20 کروڑ' 27 لاکھ' 73 ہزار' 7 سات سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے

"کہ ایک رقم جو 20 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار 7 سات سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

دھری محمد وصی ظفر، جناب والا! I oppose it.

ید ذا کر حسین شاہ، جناب والا! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

ناب سپیکر، تو اس پر ان صاحبان کی طرف سے کٹ موشن آئی ہے۔

دھری محمد شاہ نواز چیمہ

ناب عباس علی انصاری

ناب قربان علی چوہان

ناب عبدالقادر شاہین

یاں اظہر حسن ڈار

ناب خورشید احمد خان

ید مجتبیٰ حیدر شیرازی

دھری محمد وصی ظفر

نا اکرام ربانی

ردار سکندر حیات خان

کنر ضیاء اللہ خان بنگش

دھری محمد صفدر

ں محمد وزیر اعوان

بزادہ غضنفر علی گل

کٹ موشن کون move کریں گے؟

دھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر. جی پیش کریں۔

CH. MUHAMMAD WASI ZAFAR: I move:-

"That the total of Rs 20,27,73,700.00 on account of Land Revenue be reduced to Re 1 00"

MR. SPEAKER: The motion moved is :-

"That the total of Rs 20,27,73,700.00 on account of Land Revenue be reduced to Re 1.00"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

MINISTER FOR REVENUE: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: آپ اس کو oppose کرتے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ اس ڈیمانڈ پر جو دوسری کٹ موشن ہے اس کو بھی اکٹھا take up کیا جائے اور اس پر تقاریر ہو جائیں پھر اس کو ووٹ کے لیے put کیا جائے تو اس پر ان صاحبان کی طرف سے کٹ موشن آئی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ

جناب قربان علی چوہان

جناب فضل حسین راہی

چودھری محمد وصی ظفر

چودھری شاہد محمود نواز

میاں اظہر حسن ڈار

چودھری غلام قادر

میاں محمود الحسن ڈار

آغا ریاض السلام

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش

جناب خورشید احمد خان

چودھری محمد ظہیر الدین خان

جناب آفتاب احمد خان

سید علی ہارون شاہ

ملک محمد وزیر اعوان

راؤ طارق محمود

(نوٹ کٹ موشن سید ذاکر حسین شاہ صاحب پیش کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ 20 کروڑ، 27 لاکھ، 73 ہزار، 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مالیہ اراضی میں 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے"

سٹنڈ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے۔ یہ موبل صاحب کے پوائنٹ کا جواب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ نے لکھ کر دے دیا ہے اب بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ 20 کروڑ، 27 لاکھ، 73 ہزار، 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مالیہ اراضی میں 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے"

MINISTER FOR REVENUE: I oppose it, Sir.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ جو لکھا ہے کہ To discuss the mismanagement corruption and inefficiency of Land Revenue Department. اس کو بھی ساتھ پڑھنا چاہیے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ نے لکھ کر دے دیا ہے That is sufficient

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب! کرپشن والا highlight ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: تو آپ اس کو اپنی تقریر میں highlight کریں۔ اب جو پہلی کٹ موشن ہے اس پر کون کون صاحبان بات کرنا چاہیں گے؟ میاں منظور احمد موبل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں منظور احمد موبل: جناب والا! اب وہی بات جو میرے فاضل دوست جناب وصی ظفر صاحب نے کہی

ہے انھوں نے لکھا ہے To discuss the policy underlying the demand and to lay the policy regarding expenses یہ وہ requirement پوری نہیں کرتے ہیں جو کہ ہمیں رولز آف پروسیجر بتاتا ہے اور جو دوسری ہے وہ requirements پوری کرتی ہے کیونکہ انھوں نے واضح لکھا ہے کہ

To discuss the mismanagement, corruption and inefficiency of the Land Revenue Department اور میں یہ agree کرتا ہوں کہ یہ requirement پوری کرتی ہے لیکن پہلی میں یہ ہے کہ disapproval of the policy cut اور دوسری economy cut ہے ۔ اس لیے جو economy cut ہے اس میں واضح طور پر سید ذا کر حسین شاہ صاحب وغیرہ نے ٹھیک لکھا ہے لیکن پہلے disapproval of policy cut میں requirements پوری نہیں ہیں تو میں اس سلسلے میں فیصلہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، میں پہلے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر decisions دے چکا ہوں اب اس پر کوئی نیا decision نہیں ہونا وہی carry کرے گا۔

وزیر مال، جناب والا! اگر مولی صاحب کا نکتہ اعتراض درست ہے تو آپ اس پر out of order کا حکم فرمائیں اور اگر یہ درست ہے تو اسے درست ڈیکلر کریں۔ جناب یہ ٹریڈیشن بنتی جا رہی ہے یا تو اس کا فیصلہ کر لیں اگر یہ ٹیکنیکل غلط ہے تو جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں۔ اسی ڈیمانڈ پر اور بھی کٹ موشنز ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار صاحب

جناب فضل حسین راہی

جناب عباس علی انصاری

جناب قربان علی چوہان

جناب علی ہارون شاہ

سردار سکندر حیات خان

رانا اکرام ربانی

جناب خورشید احمد خان

چودھری محمد وصی ظفر

شر ضیاء اللہ بنگش

طارق محمود

ھری ظہیر الدین خان

، محمد وزیر اعوان کی طرف سے کٹ موشن ہے۔

MIAN AZHAR HASSAN DAR: Sir, I move:-

"That the total of Rs.20,27,73,700/- on account of Land Revenue be reduced by Rs.100/-"

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the total of Rs.20,27,73,700/- on account of Land Revenue be reduced by Rs 100/-"

MINISTER FOR LAW: I oppose it , Sir.

MINISTER FOR REVENUE: I oppose it Sir

ب سپیکر، اس میں آخری کٹ موشن جناب محمد خان جسپال صاحب کی طرف سے ہے۔

MR.MUHAMMAD KHAN JASPAL: Sir, I move :-

"That the total of Rs.20,27,73,700/-on account of Land Revenue be reduced by Rs 100/-"

MATTER SOUGHT TO BE DISCUSSED: To discuss the mismanagemen corruption and inefficiency of land revenue department

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the total of Rs 20,27,73,700/-on account of Land Revenue be reduced by Rs.100/-"

MINISTER FOR LAW: I oppose it Sir.

MINISTER FOR REVENUE: I oppose it Sir.

جناب سپیکر، اب میں باری باری دعوت دیتا ہوں۔ یہ جو پہلی کٹ موشن ہے اس کے محرکین کو دعوت دیتا ہوں ۔ کون صاحب بولنا چاہیں گے؟ چودھری محمد وصی ظفر صاحب اور جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب۔ اب وینس صاحب بولیں گے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! یہ جو اتنی بڑی رقم محکمہ مال کے افسران کو دی جا رہی ہے یہ حقیقت ہے کہ میں اس ایوان کے فلور پر کھڑے ہو کر بڑی ذمہ داری سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ محکمہ مال اس صوبے میں حکومت پنجاب کا محکمہ نہیں رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو حقیقت بتاؤں کہ محکمہ مال اس وقت ہمارے صوبے میں ایک ایسا کردار ادا کر رہا ہے ۔ میں یہ بات بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں اور میں اس کے لیے چیلنج بھی کرتا ہوں کہ میرے اپنے ضلع میں صورت حال یہ ہے کہ میرے ضلع کا ڈپٹی کمشنر اور میری تحصیل کا اے سی جس کا نام صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ہے وہ وہاں بیٹھ کر مسلم لیگ کے سیکرٹری کے طور پر کام کر رہا ہے اور میں اس بارے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح اس کی ترقی ہو جائے گی اور وہ اس کے بعد مستقل ہمارے مقدر میں لکھا جائے گا کیونکہ یہ تو اس حکومت کا وتیرہ ہے کہ انھوں نے واضح طور پر یہ ہدایات جاری کی ہوئی ہیں ۔ جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں کہ یہ لوگ چیختے کیوں ہیں' یہ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟ لیکن حضور والا یہ ہماری حوصلہ مندی ہے کہ ہم اس ملک میں اور اس صوبہ میں امن و امان رکھنا چاہتے ہیں ورنہ واللہ باللہ صورت حال یہ ہے کہ محکمہ مال کے تمام کارپرداز اور پولیس کے اہلکار ایسی صورت حال پیدا کر رہے ہیں جس طرح سے کراچی اور حیدر آباد میں لسانی اور دوسرے جھگڑے ہو رہے ہیں۔ یہاں پر مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے گھر گھر اور گلی گلی جھگڑے ہوں ۔ ہاں ہاں یہ ہنسنے کی بات نہیں آپ اپنے ضمیر کو ٹٹول کر پوچھیں کہ آپ کا ہر ایم پی اے اپنے حلقہ میں جو کچھ کر رہا ہے وہ قابل شرم ہے ۔ ہمارا کوئی جائز کام بھی آپ کا ملازم خواہ وہ محکمہ مال کا ملازم ہے خواہ وہ محکمہ پولیس کا ملازم ہے خواہ وہ صنعت کا ملازم ہے ۔ میں کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہہ کر کہتا ہوں اور چیخ چیخ کر کہتا ہوں کہ وہ اس قدر بد دیانتی سے کام کر رہے ہیں کہ ہمارا کوئی جائز کام بھی وہاں نہیں ہو رہا اور یہ میرے بھائی کیا کہنا چاہتے ہیں ۔ اس سے بڑا کوئی ظلم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ وینس صاحب ایک تو آپ Chair کو ایڈریس کریں ایوان میں اراکین کو ایڈریس نہ کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی پر بات کرنا چاہتے ہیں اس کی

پالیسی پر بات کریں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر! خوشامد میں اور حق گوئی میں بڑا فرق ہے۔ خواجہ محمد اصغر کوریجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وینس صاحب غالباً تیاری کر کے نہیں آئے ان کو وقت دے دیں کہ یہ تیاری کر لیں۔

جناب سپیکر: یہی بات تو میں کر رہا ہوں۔ میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ وہ اپنے موضوع پر آئیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: With respect to the hon, ble members from the Treasury Benches, I would like to quote a sermon given by Quaid -e-Azam Muhammad Ali Jinnah on April14, 1940.

یہ جو میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ کوٹی کے متعلق ہو اور صرف کوٹی پر بات کی جائے۔ سول سروس کو زیر بحث لانا لازم بات ہے اور یہ بات کوٹی کا ایک حصہ ہے۔ قائد اعظم نے 14 اگست کو پشاور میں فرمایا informal talk میں انھوں نے کہا کہ آپ کو گورنمنٹ کا یا سیاست دانوں کا کوئی وزیر، یا وزیر اعلیٰ، یا دیگر آفیسر اگر آپ کو کوئی غلط آرڈر دیتا ہے تو آپ اس کو نہ مانیں۔ جو آرڈر صرف وزیر اعلیٰ یا وزیر دیتا ہے

> That will be a disservice to the nation and it will create confusion among them. Quaid-e-Azam very clearly said this. It should be specially noted.

جناب سپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ وینس صاحب! آپ اپنی کٹ موشن پر بات کریں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے فلور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے صوبے میں محکمہ مال اس وقت ایک سول سرونٹ کا کردار ادا نہیں کر رہا اور صورت حال یہ ہے کہ ہمارا جائز کام بھی نہیں ہوتا اور یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ ہم مجبور ہیں ہمیں آئی جے آئی کے ایم پی اے اور ایم این اے کا حکم ہے کہ ہم ان کے کام نہ کریں۔ آپ کی بات بالکل درست ہے آپ کی بات سچی ہے آپ حق پر ہیں لیکن ہم مجبور ہیں اس لیے ہم آپ کی بات نہیں مان سکتے اور آپ کا کام نہیں کر سکتے۔

جناب والا! ہماری تحصیل میں صورت حال یہ ہے کہ 70 سے 80 فی صد تک جو کیسز ہیں، پرچے

ہیں آپ ان کے اعداد و شمار طلب فرمالیں وہ اسے سی کے حکم پر ہمارے لوگوں کے خلاف سراسر غلط اور ناجائز بنائے جا رہے ہیں۔ یہ محکمے بجائے اس کے کہ اس صوبے میں' ملک میں انصاف فراہم کریں اور ان کا جائز حق ان کو دلوائیں لیکن وہ اس میں بالکل فیل اور ناکام ہو چکے ہیں بلکہ ان کی وجہ سے یہ غلط صورت حال پیدا ہو گئی ہے ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنے اسے سی اور ڈی ایس پی بلکہ ڈی سی صاحب کو مل کر گزارش کی کہ آپ کیا کر رہے ہیں ؟ انھوں نے کہا کہ بھائی ہم نے اس صوبے میں ملازمت کرنی ہے اور ہم نے اپنی میعاد پوری کرنی ہے ۔ ہم مجبور ہیں ۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہوتی ہے لیکن ہم کسی طریقے سے نہیں مان سکتے۔ ہم کس طرح سے اپنی اسے سی آر خراب کروائیں۔ ہم اپنا یہاں سے تبادلہ کروا کر کھڈے لائن لگ جائیں۔ لہذا ہم قطعاً آپ کا جائز کام نہیں کر سکتے ۔ یہ صورت حال ہے ۔ جناب والا! ان حالات میں آپ خود ہی بتائیں کہ کیا کریں۔ ہمارا صوبہ جو امن و امان کا صوبہ ہے خدا کے لیے ---

چودھری عبدالوکیل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ڈی سی اور اسے سی دے بارے وچ میں کافی دیر توں سن ریاں---

جناب سپیکر، آپ بطور وزیر مال جواب دینا چاہتے ہیں؟

چودھری عبدالوکیل خان، (پنجابی) جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر اے ۔ جناب سپیکر! صاحب ایہاں نے بنک دے وچ جیہڑے ملازم رکھے ہوئے نیں ایتھاں کولوں صرف اکو ای کم لیندے نیں کہ او نوٹاں دے صندوق بھر کے ایم پی ایز نوں خرید دے پھر دے نیں۔ ویہں صدر اسے ایتھاں دا۔

(قطع کلامیاں)

ایہاں نے ایہناں نوں صرف اکو ای کم واسطے رکھیا ہویا اے ' اونہاں نوں قرضہ دین واسطے نہیں رکھیا' صندوق نوٹاں دا بھر دے نیں تے ایم پی اے دے پیچھے لگ جاندے نیں یا تے اسے قرآن چکن فیر کل اے ۔ الزام اسے سی تے ڈی سی تے لا رہے نیں ۔ تمام بنکاں دے جیہڑے ملازم نیں اونہاں نے صرف اکو ای کاروبار کھولیا ہویا اے اونہاں نوں نوٹ دیندے نیں تے او سارا دن جا کے سودے بازی کردے نیں ۔ اسے کوئی قانون اسے وزیر اعظم صاحبہ صرف ایس واسطے اتے بیٹھی اسے ۔ ایہناں لوکاں نیں تے اوتھے منڈی لائی ہوئی اسے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر! میرے بھائی شاید اسی صندوق کے انتظار میں بوڑھے ہو رہے ہیں۔ جناب والا! میں ان سے ملا اور عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے ہمارے ضلع کو بھی حیدر آباد مت بنائیں۔ ہم مجبور ہو چکے ہیں ہم اپنا حق اب چھیننے پر مجبور ہو گئے ہیں ور میں اس ایوان کے فلور پر کھڑا ہو کر اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر سی طرح سے ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں تو پھر ایک وقت آئے گا کہ ہم اپنا حق زبردستی چھیننے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ایک آواز: تیاری کر کے نہیں آئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: تیاری کی آپ بات کرتے ہیں' آپ کو سمجھ آئے تو پھر بات ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے جس دن آپ ان بنچوں پر بیٹھیں گے تو پھر آپ کو اس بات کی سمجھ آئے گی۔ ہم کہنا کیا چاہتے ہیں۔ آپ کو جو ہنسی آ رہی ہے آپ کی جو باچھیں کھل رہی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے' آپ اس پر خوش ہو رہے ہیں کہ ہم یہ گھٹیا حرکتیں اس صوبے میں کر رہے ہیں اور کسی کا صحیح کام نہیں ہو سکتا اور آپ نے یہ سٹینڈنگ آرڈرز کئے ہوئے ہیں اپنی تمام ایڈمنسٹریشن کو یہ آرڈرز کئے دئے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے ایم پی ایز کا قطعاً کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم ایسی ایڈمنسٹریشن کی قطعاً عارش نہیں کر سکتے کہ انھیں ایک پیسہ بھی دیا جائے جس سے وہ بیٹھ کر غلط کام کریں۔

رلیمانی سیکرٹری (چودھری صداقت علی): جناب والا! یہ بھائی گیٹ میں کھڑے ہیں یا اسمبلی میں تقریر کر ہے ہیں؟

ناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ناب علی اکبر مظہر وینس: بھائی گیٹ پر کھڑے ہونے کی آپ کو کیا جرات؟

ناب سپیکر: No cross talk.

ناب علی اکبر مظہر وینس: [*****]

ناب سپیکر: آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔(قطع کلامیاں)

*****(یہ الفاظ بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب علی اکبر مظہر وینس، آپ کہاں بھائی گیٹ جا کر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میں' وینس صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں ان الفاظ کے ساتھ اور اس حوالے سے کہ اس صوبے کی انتظامیہ' محکمہ مال سخت نا انصافیوں میں ملوث ہے اور ہمارے ساتھ بے انتہا زیادتیاں کر رہے ہیں۔ اس صوبے کے غریب عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے اور وہ ان کے ذاتی ملازم بن چکے ہیں وہ صوبے کے ملازم نہیں رہے۔ اس لیے ہم اس مد میں ایک پیسہ بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

چودھری صداقت علی، جناب والا! کیا انھوں نے کٹ موشن پر بات کی ہے؟ یہ ایوان کا وقت ضائع کیا گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ No cross talk please. اس کٹ موشن پر اور کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں؟ کوئی صاحب نہیں بولنا چاہتے۔ اگلی کٹ موشن پر سید ذا کر حسین شاہ صاحب بات کریں گے۔

سید ذا کر حسین شاہ، جناب سپیکر! محکمہ مال کا وزیر جتنا ہی شریف ہے یہ محکمہ اتنا ہی شریر ہے۔ اس لیے میری سب سے پہلی یہ تجویز ہے کہ اس محکمے کو کنٹرول کرنے کے لیے رانا پھول محمد خان جیسا کوئی وزیر ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! اس وقت صوبے کے ہر محکمے میں کرپشن ہے' ہر محکمے میں بدعنوانی اور بد انتظامی ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے محکمے کو جن الفاظ میں تشبیہہ دی ہے اور پھر وہی رانا صاحب کے لیے بھی تشبیہہ دی ہے ---

سید ذا کر حسین شاہ، لیکن اس کے باوجود جناب وہ بہت بڑا مفہوم ادا کر گئے ہیں۔ جناب سپیکر! یوں تو پنجاب کے ہر محکمہ میں کرپشن عروج پر ہے لیکن محکمہ مال کرپشن ' بدانتظامی اور بدعنوانی کے اعتبار سے سر فہرست ہے۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ آج ہمارے صوبے میں محکمہ مال کا ایک اہل کار جسے ہم پٹواری کہتے ہیں کتنا مضبوط اور طاقتور ہوتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ راولپنڈی کے کمشنر صاحب سے درخواست کی کہ ایک پٹواری ہے لوگ اس سے بڑے تنگ ہیں آپ اسے تبدیل کر دیں۔ تو کمشنر نے مجھے کہا کہ شاہ صاحب یہ

پٹواری اتنا طاقتور ہے کہ اگر میں نے اسے چھیڑا تو یہ مجھے تبدیل کرا دے گا۔ اب جہاں پٹواری کمشنر سے زیادہ طاقتور ہے ۔ اگر آپ پٹواریوں کے دفتر میں جائیں تو ایک ایک پٹواری نے تین تین ریٹائرڈ پٹواری کام کرنے کے لیے رکھے ہوئے ہیں ۔ یہ کس قانون کے تحت ہے ؟ میں اپنے حلقے میں جاتا ہوں چار پٹواری بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں انھوں نے دو دو ہزار پر رکھا ہوا ہے ۔ پٹواری کی اپنی تنخواہ ایک ہزار روپے ہے تو وہ اپنے آگے رکھے ہوئے پٹواریوں کو تنخواہیں کہاں سے دیتا ہے ؟ آپ ایک ایک پٹواری کے اثاثوں کا اندازہ لگائیں۔ میں نائب تحصیل داروں، تحصیل داروں ' اور کلکٹرز کی بات بعد میں کروں گا ۔ ایک پٹواری کی چار چار کوٹھیاں ہیں ۔ پٹواری کے درجے کا دوسرے محکمے کا اہل کار ایک سائیکل نہیں رکھ سکتا ۔ پنجاب میں پٹواریوں کے پاس کاریں ہیں اور ایک پٹواری کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس کے پاس ہیجارو گاڑی ہے۔

(شور)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک نشاندہی یا ایک فرد لینے کے لیے جب کوئی آدمی پٹواری کے پاس جاتا ہے تو پٹواری صاحب پوچھتے ہیں کہ اس فرد کا کیا کرنا ہے ۔ یہ خسرہ نمبر اور کھاتہ نمبر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ جناب میں نے زمین فروخت کرنی ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ پھر جتنی قیمت پر آپ زمین فروخت کریں گے میں اس حساب سے فرد کی فیس لوں گا۔ جتنے پراپرٹی کے آفس یا پراپرٹی ڈیلرز ہیں وہ اس حلقے کے پٹواری کے ذریعے زمینوں کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں۔ در اصل اس پراپرٹی ڈیلنگ کے کام میں پٹواریوں ' نائب تحصیل داروں اور تحصیل داروں کا حصہ ہوتا ہے ۔ بعض پراپرٹی ڈیلر صرف نام کے ہوتے ہیں اور پورے کے پورے ادارے پٹواریوں نائب تحصیل داروں اور تحصیلداروں کے ہوتے ہیں۔ جناب والا! کبھی کسی کلکٹر نے ' کبھی کسی ریونیو کے اہلکار نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ جو پٹواری ہیں یہ اپنے فرائض کی انجام دہی کی بجائے پراپرٹی ڈیلنگ کا کام کر رہا ہے اس کے پاس کوٹھیاں ہیں کاریں ہیں۔ یہ اس لیے نہیں پوچھ سکتے کہ پٹواری نائب تحصیل دار ' تحصیل دار کو اس میں سے حصہ دیتے ہیں۔ اسسٹنٹ کمشنروں کے گھر کے خرچے پٹواری برداشت کرتے ہیں ۔ آج تمام حکومت پٹواریوں کے گرد گھوم رہی ہے۔ حکومت کی طرف سے ایک محکمہ انسداد رشوت ستانی بنا ہوا ہے لیکن ابھی تک کسی پٹواری ' کسی نائب

تحصیل دار ، تحصیل دار کو اس محکمہ نے پکڑا ہے اور نہ ہی کوئی سزا ہوئی ہے۔ آپ تحصیلوں میں جائیں سامنے رجسٹری محرر نوٹوں کے بیگ بھر کے گھروں کو جاتے ہیں ۔ ابھی مجھے اسمبلی میں محکمہ لینڈ ریونیو کا ایک اہلکار بتا رہا تھا کہ جناب آپ لینڈ ریونیو پر بول رہے ہیں تو میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں ۔ میں نے کہا کیا واقعہ ہے ؟ اس نے کہا کہ میرا تبادلہ ہو گیا ہے اور میں اسے منسوخ کرانا چاہتا ہوں آپ ارشد لودھی صاحب کو کہیں میں آپ کو پچاس ہزار روپیہ دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو کہاں ملوں تو اس نے کہا کہ میں فلیٹی کے کمرے میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ تو جناب والا! رجسٹری محرر ایک کلرک فلیٹی ہوٹل میں ٹھہرتا ہے ۔ یقین جانیں یہ رجسٹری محرر ایک روز میں دس دس ہزار روپیہ کما کر گھر لے جاتا ہے ۔ وہ اتنی دلیری سے کیوں رشوت لے رہا ہے ۔ اس کے بعد نائب تحصیلدار اور تحصیل دار نے تحصیل کے باہر اپنے آدمی کھڑے کیے ہوئے ہیں جب کوئی رجسٹری پیش ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو غلط ہے ۔ پھر وہ ایک خاص آدمی کے پاس جاتے ہیں وہ اس سے ایک مقررہ فیس وصول کر کے ایک روپئن کی رجسٹری پر نائب تحصیل دار اور تحصیل دار پیسے لیتے ہیں۔ جب ان کا ایجنٹ اور گماشتہ ان کے پاس رجسٹری لے کر جاتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس پر خسرہ نمبر کیا ہے ؟ کھاتہ نمبر کیا ہے؟ اس کا کھتونی نمبر درست ہے ؟ بیچنے والا کون ہے اور خریدنے والا کون ہے؟ مالیت درست ہے یا نہیں؟ اس کو پڑھے بغیر نائب تحصیل دار اور تحصیل دار دستخط کر دیتا ہے ۔ اور جب کوئی آدمی اپنی زمین کی نشاندہی کی درخواست دیتا ہے تو تحصیل دار سے لے کر پٹواری تک جب تک وہ رشوت نہ دے اس کی اپنی زمین کی نشاندہی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ آج صوبہ میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کی زمینوں پر ناجائز قبضے پولیس ' پٹواری ' اور محکمہ مال کی ملی بھگت سے ہو رہے ہیں ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب ارشد لودھی صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کرائم کنٹرول کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں ۔ یقین جانیے کہ با اثر لوگ پٹواریوں اور پولیس کی مدد سے غریبوں کی زمینوں پر قبضہ کر رہے ہیں اور پٹواری کاغذوں میں ان کا قبضہ لکھ دیتے ہیں اور جب وہ پولیس کے پاس جاتے ہیں تو پولیس والے کہتے ہیں کہ پٹواری سے لکھوا کر لاؤ کہ تمہارا physical possession تھا۔ یہ تو پہلے ہی اس آدمی کے قبضے میں تھی ۔ میں اس وقت تک پرچہ درج نہیں کروں گا جب تک پٹواری رپورٹ نہ دے۔ ایس ایچ او تحصیل دار کی طرف لکھتا ہے اور تحصیل دار پٹواری کی طرف لکھتا ہے اور پٹواری وہی رپورٹ دیتا ہے کہ موقع پر اس کا قبضہ نہیں ہے۔ راولپنڈی میں کتنے غریب میرے پاس آئے کہ ہماری زمینوں پر قبضہ ہو گیا ہے ۔ پولیس اور محکمہ مال والے ملے ہوئے

ں ۔ ایک ایسی حکومت جو اپنے آپ کو اسلام کا دعوے دار کہتی ہے اور کہتی ہے کہ مرکزی حکومت کرپشن رتی ہے ۔ محکمہ مال میں جتنی کرپشن ہے کبھی کسی نے محاسبہ کیا ؟ کبھی کسی نے پٹواری کو پکڑا؟ کبھی ی نے رجسٹری محرر سے پوچھا کہ تم نوٹوں کے تھیلے بھر کر کیوں لے جاتے ہو؟

جناب والا! ان تمام جرائم کے پیچھے آئی جے آئی کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کا ہاتھ ہے۔ اور ولپنڈی میں جتنے پٹواری ہیں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وہ آئی جے آئی کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کی ارش پر لگے ہوئے ہیں ۔ کسی کلکٹر کو جرات نہیں ہوتی کہ وہ کسی پٹواری کو ہاتھ ڈالے۔ آج جتنے جرائم وع پذیر ہو رہے ہیں وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ ان کے ربط حکومت سے ملتے ہیں۔ایک کلکٹر ' ایک پٹواری ایک تحصیل دار کو پکڑ سکتا ہے ۔ جب ایک ایم پی اے ' ایم این اے جب پٹواریوں کے تبادلے براہ راست ف منسٹر کے احکامات سے کراتے ہیں ۔ آج جتنے بھی ضلع راولپنڈی میں پٹواری لگے ہوئے ہیں ان سب ے تبادلے چیف منسٹر صاحب نے اپنے ہاتھ سے کیے ہیں۔ ارشد لودھی صاحب تو بے چارے شریف آدمی ں ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان کا اپنا اختیار ہوتا تو یہ نوبت اور یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی۔ لیکن ایم این اے ر ایم پی اے سیدھا چیف منسٹر کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ جناب یہ پٹواری ہے ۔ میں نے ایک واری سے کہا کہ جناب آپ اتنے عرصہ سے پٹواری ہیں اور آپ کی ابھی تک ترقی نہیں ہوئی۔ اس نے کہا ناب میری تو دس دفعہ ترقی ہوئی ہے اور میں تو گرداور بننا ہی نہیں چاہتا ساری پیداوار ختم ہو جائے گی ۔ جناب والا! کیوں ہمارے دوست آئی جے آئی کے ایم این اے اور ایم پی اے آپس میں راولپنڈی میں واریوں کے تبادلے پر لڑے ہیں۔ دو ایم این ایز کی لڑائی ایک پٹواری کے تبادلے پر چھ مہینے جاری رہی اور ر چیف منسٹر نے صلح کروائی اور کہا کہ اچھے بھلے میں تمہارا بھی پٹواری لگا دوں گا اس پٹواری کو ادھر نے دیں۔ جناب والا! کیوں نہ یہ پٹواریوں کو لگائیں 1988ء کے الیکشن میں میرے علاقے کا ایک پٹواری ہے اس نے کہا کہ میں نے ایک آئی جے آئی کے ایم این اے کو الیکشن پر تین لاکھ روپے دیے ہیں۔ اس نے کلمہ پڑھ کر کہا کہ میرا کون تبادلہ کروا سکتا ہے؟ اس کی جرات ہے۔ میرے پاس ثبوت ہے کہ میں نے سے تین لاکھ روپے دیئے ہیں۔ جس دن میرا تبادلہ یہاں سے ہوا تو میں لوگوں کو بتاؤں گا کہ میں نے تین کھ روپے دیئے ہیں۔ جناب والا! سنیں ' انتقال جائیداد قانونی حق ہے ایک رجسٹری ہوتی ہے۔ ایک محدود ت کے بعد انتقال جائیداد خود بخود ہو جانا چاہیے لیکن پانچ پانچ سال تک اگر کوئی رشوت نہ دے تو وہ جسٹری انتقال کی شکل اختیار نہیں کر سکتی اور جب ہبہ ہوتا ہے اس پر بھی جب کوئی دو بھائی آپس میں

زمین کا تبادلہ کرتے ہیں وہ پٹواری سے لے کر تحصیل دار تک محکمہ مال کو رشوت نہ دے تو اس کا نہ ہبہ مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی انتقال جائیداد ہوتا ہے اور نہ ہی رجسٹری ہوتی ہے۔ جناب والا! یہ پورا محکمہ مال پٹواری سے لے کر اوپر تک رشوت کا گڑھ ہے کوئی بھی ان کا محاسبہ کرنے کے لیے تیار نہیں اور پٹواری بھی کسی میرٹ پر بھرتی نہیں کیے جاتے۔ ان پٹواریوں کو ایم پی ایز اور ایم این ایز کی سفارشات پر براہ راست وزیر اعلیٰ بھرتی کرتے ہیں۔ ڈی سی کا بھی اختیار نہیں۔ ڈی سی بے چارے تو آج ایک نائب قاصد بھی نہیں رکھ سکتے۔ میں ان کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا۔ جناب سپیکر! خرابی اوپر سے ہے۔

(ایوان کی آواز ہاں ہاں اوپر سے)

وزیر اعلیٰ سے لے کر پٹواری تک لیکن وزیر اعظم کا پٹواری سے اور پٹواری کا وزیر اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صوبائی محکمہ ہے ان کو یہ پتا ہے کہ یہ خود ہی اپنی صوبائی خود مختاری کو curtail کر رہے ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ صوبائی محکموں میں مرکزی حکومت، تو یہ پھر شور کریں گے کہ صوبائی خود مختاری curtail ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کٹوتی پر بحث ہو رہی ہے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے نہایت غیر سنجیدہ ماحول کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ میں جناب سپیکر سے گزارش کروں گا کہ حکم فرمایا جائے کہ ماحول کو سنجیدہ رکھا جائے اور کسی بھی سپیکر کو مخل نہ کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری صداقت علی): جناب والا! یہ کون شخص ہے حواری ہے 'زرداری ہے' کون ہے؟ یہ بات ذرا واضح کریں تو پتا چلے۔ نہیں تو اوپر بھی کمیشن چلتی ہے پہلے دس فی صد تھی اور اب 30 فی صد ہو گئی ہے۔ بغیر سیکورٹی کے لوگوں کو قرضہ جات دیئے جا رہے ہیں اور وہ لوگ قرضے لے کر بھاگ رہے ہیں اور قومی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ ذرا اس بات کی بھی وضاحت کر دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! نائب تحصیل داروں کی تقرریوں کے متعلق ہم نے اس ہاؤس میں سوال کیا تو جواب آیا کہ 52 نائب تحصیل داروں میں سے 48 نائب تحصیل دار ---

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن کیا محکمہ مال سارا پٹواری ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ابھی تو میں تحصیل دار پر آیا ہوں۔ یہاں پر میرے ایک دوست نے نائب تحصیل داروں کے بارے میں سوال کیا اور جواب یہ آیا کہ 90-1989ء میں 52 نائب تحصیل داروں کی تقرریاں ہوئی ہیں جن میں سے 48 براہ راست وزیر اعلیٰ کے حکم سے ہوئی ہیں۔ اب جناب والا! جس نائب تحصیل دار کی تقرری وزیر اعلیٰ کرے جو کسی ایم پی اے ' ایم این اے کا رشتہ دار ہو اس کا تعلق حکومت پنجاب سے ہو کیا وہ نائب تحصیل دار ' تحصیل دار کی subordination کو قبول کرے گا؟ کیا اس کو کلکٹر کی طرف سے محاسبے کا کوئی ڈر ہو گا؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ انصاری صاحب بیٹھے ہوئے بات نہیں کرنی۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اگر نائب تحصیل داروں کی تقرریاں میرٹ پر ہوتیں ' اخبار میں ایڈورٹائزمنٹ ہوتی ' کوالیفکیشن درج ہوتی ' اور مقابلہ کے امتحان میں عام آدمی نائب تحصیل دار بھرتی ہو کر آتے تو ان کو یقیناً ڈر ہوتا کہ اگر ہم نے رشوت لی ' اگر ہم پکڑے گئے تو ہماری نوکری چلی جائے گی۔ اتنی دیدہ دلیری سے وہ اتنی بد انتظامی اور بدعنوانی نہ کرتے۔ یہ سارا قصور جناب چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ہونے والی تقرریوں کا ہے۔ یہ تو سارے پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ نائب تحصیل داروں کی تقرریاں وزیر اعظم نہیں وزیر اعلیٰ کرتے ہیں۔ آگے جناب والا! پٹوار کورس اور محکمہ مال کے قوانین۔ جناب والا! ابھی تک اتنے مشکل الفاظ ہیں ہیں کہ پتا نہیں وہ کون سی زبان ہے۔ سورج مکھی ہے کیا ہے پٹواری ابھی تک اسی زبان میں لکھتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، راجہ محمد خالد خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! شاہ صاحب پٹواری کے بعد قانون گو کو چھوڑ گئے ہیں۔ نمبر 2 کیا یہ وضاحت فرمائیں گے کہ سورج مکھی کون سی زبان ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، یہ سورج مکھی کی اصلاح میں نے اس لیے استعمال کی ہے کہ سورج مکھی جدھر سورج بڑھتا ہے ادھر ہی دیکھتی ہے ' پٹواری بھی وہی زبان لکھتے ہیں جو حکمرانوں کی طرف کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، بیگم بشریٰ رحمٰن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! سید ذاکر حسین شاہ اپنے آپ کو بہت زبان دان سمجھتے ہیں اور بڑے سکالر آدمی ہیں اور وہ شدت جذبات میں آ کر مکھی زبان کو سورج مکھی کہہ گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محکمہ مال کے قوانین پٹوار کورس ' گرداوری کا طریقہ ' انتقالات کی نظر ثانی ' یہ طریق کار ابھی تک انگریز کے زمانے کا چل رہا ہے----

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری محمد فاروق): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! محکمہ مال سے ان کو کیا تکلیف ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ذرا خود اس بات کا جائزہ لیں کہ آپ کی تقریر کے دوران ماحول اتنا غیر سنجیدہ کیوں ہو گیا ہے؟ پوائنٹ آف آرڈر پر چودھری محمد فاروق صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! بجٹ پر کٹوتی کی تحاریک کا آج پہلا روز ہے۔ حزب اختلاف کی طرف سے ڈیمانڈ نمبر 2 پر کٹوتی کی جو تحریکیں پیش کی گئی ہیں۔ ان کی بحث پر پہلے جناب اکبر علی وینس نے حصہ لیا۔ ماحول دیکھتے ہوئے ہم نے پوائنٹ نہ اٹھایا ' حالانکہ وہ محرک بھی نہیں تھے لیکن آپ نے انھیں اجازت دے دی کیونکہ اپوزیشن کے پاس کوئی سنجیدہ محرک نہیں تھا۔ وہ ہاؤس میں نہیں آیا۔ میں کرائے کا لفظ تو نہیں کہنا چاہتا کیونکہ یہ بات غیر پارلیمانی ہو جاتی ہے لیکن اکبر علی وینس صاحب کا حوصلہ ہم نے بھی دیکھا ہے اور اپوزیشن کے ساتھیوں نے انھیں بولنے کے لیے کہہ دیا۔ وہ بولے ہم نے قبول کیا۔ تیاری ان کی بھی نہیں تھی۔ آپ نے وصی ظفر صاحب کو بلایا تیاری ان کی بھی نہیں تھی۔ بحث ہو گئی۔ سید ذاکر علی شاہ صاحب ماشاء اللہ ہمیشہ تیار ہو کر آیا کرتے ہیں لیکن آج ان کی سوئی محکمہ مال میں پٹواری سے آگے نہیں چل رہی۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ان کے پاس تیاری ہے اور نہ انھوں نے یہ تحریک سنجیدگی سے پیش کی ہے۔ ارشد لودھی صاحب ذاکر علی شاہ صاحب کا کوئی آدمی پٹواری بھرتی کرنے کا وعدہ کر لیں تو یہ اپنی کٹوتی کی تحریک یقیناً واپس لے لیں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان کا کوئی آدمی پٹواری بھرتی نہیں ہوا۔ ان کا کوئی پٹواری بھرتی ہو جائے (نعرہ ہائے تحسین) اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔

ناب علی اکبر مظہر وینس، میں اپنے بھائی کو اپنا نام بتانا چاہتا ہوں ۔ میرا نام علی اکبر وینس ہے ' کبر علی وینس نہیں ہے۔

سید ذا کر حسین شاہ، اور میرا نام ذا کر حسین شاہ ہے ' ذا کر علی شاہ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ میں نے اپنی کٹ موشن میں کہا ہے ' بد عنوانی' بد انتظامی' کیا پٹواریوں کی تقرری' رشوت' نائب تحصیل داروں کی تقرری' رشوت' پٹوار کورس' یہ ساری بد انتظامی ہے۔ میں اس پر کون سا غزالی کا فلسفہ بیان کروں جو فاروق صاحب کو سمجھ آئے ۔ یہی تو کٹ موشن ہے۔ تکالیف تو یہ ہیں کہ سارے آپ کی مدد سے کرپشن کر رہے ہیں ۔ تقرریاں آپ نے کرائی ہیں ۔ تکلیف آپ کو ہے ۔ میرا کیا ہے ۔ آپ نے جو کہا ہے ' مرکزی حکومت سے میرا کوئی ایک کام ثابت کر دیں ' کوئی ایک رشتہ دار' میرا بھائی بے روز گار ہے۔ کوئی کہہ دے کہ میں نے مرکزی حکومت کو درخواست دی ہو۔ آپ کیا بات کرتے ہیں---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، مداخلت نہ کی جائے ۔ میں انصاری صاحب سے کہوں گا کہ وہ سید ذا کر حسین شاہ صاحب کی بات حوصلے سے سنیں۔ شاہ صاحب ! آپ اس کو wind up کرنا پسند کریں گے؟

سید ذا کر حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ میری کون سی بات غیر متعلق ہے؟ ان میں سے کوئی نشان دہی کرے کہ میری کون سی بات غیر متعلق ہے؟ کسی ایک بات کی نشان دہی کر دیں۔

جناب سپیکر، آپ کی کٹ موشن کے ضمن میں یہ ساری بات آتی ہے لیکن اس کو آپ نے دیکھنا ہے کہ ــــــ کوریجہ صاحب ! تشریف رکھیے گا۔ آپ کی تحریر میں نے پڑھ لی ہے ۔ وہ میرے پاس پہنچی ہے ۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، جو تحریر میں نے بھیجی ہے اگر اس میں جناب والا کوئی اضافہ کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ کی تجویز ہی کافی ہے۔شاہ صاحب ! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں آپ جو بات کر رہے ہیں وہ متعلقہ ہے ۔ یہ کٹ موشن کے دائرہ کار میں آتی ہے لیکن آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ آپ اتنی بات کریں جو موثر ہو۔ اتنی بات کریں جو پسندیدہ ہو ۔ اتنی بات کریں جس کا حسن برقرار رہے۔ اور اتنی بات کریں جس سے سید ذا کر حسین کی ذات میں نکھار آئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! اب محکمہ مال میں رشوت ہی ہے حسن کہاں سے تلاش کروں؟ جناب والا! اگر کوئی جمالیات کی ' حسن کی یا خوبصورتی کی بات ہوتی تو ٹھیک تھا۔ لیکن وہاں تو ہر طرف بد انتظامی' بدعنوانی اور رشوت ہے میں حسن کہاں سے تلاش کروں۔ میری تو کوشش ہے کہ اس محکمے میں حسن آئے اور یہ سارا زور بیان اسی لیے ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ لودھی صاحب اس محکمے کو حسین و جمیل بنائیں۔ اس محکمے میں میرٹ پر تقرریاں ہوں۔ اس محکمے میں تبادلے میرٹ پر ہوں۔ اس محکمے کی اصلاح ہو' اصلاحات ہوں۔ اس محکمے کے لوگ عام پبلک کو تنگ نہ کریں۔ جناب سپیکر! اب آخر میں عرض ہے کہ میری یہ تجویز ہے کہ پٹواریوں کی تقرریاں میرٹ پر ہوں۔ نائب تحصیل داروں کی براہ راست تقرری وزیر اعلیٰ بند کر دیں اور یہ مقابلے کے امتحان کے ذریعے ہوں۔ محکمہ مال کے جملہ اہل کاروں کے اثاثوں کی چھان بین کی جائے۔۔۔

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ اپنی بات ختم کرنا چاہتے ہیں اور آپ انھیں ختم نہیں کرنے دے رہے۔ حاجی صاحب انھیں ختم کرنے دیں۔ جی پوائنٹ آف آرڈر' حاجی چن صاحب!

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب ذمہ داری قبول کر لیں کہ سنٹر والے نو کریاں میرٹ پر دیں گے تو صوبے کی طرف سے میں ضمانت دیتا ہوں(نعرہ ہائے تحسین) میں اس کی گارنٹی دیتا ہوں کہ سنٹر والے نو کریاں میرٹ پر کر دیں تو ان شاء اللہ صوبے میں ایک نوکری بھی بغیر میرٹ کے نہیں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرے حکومتی بنچ پر بیٹھنے والے بھائی ' معزز ارکان مرکزی حکومت پر تنقید کرنی شروع کر دیتے ہیں(قطع کلامیاں) میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ انھیں بات تو کرنے دیں۔

چودھری زاہد پرویز، قومی اسمبلی میں آپ کے پی سی او پی کے جو ایم این اے ہیں وہ وہاں مرکزی

حکومت کی دھجیاں اڑائیں۔ جیسے آپ نے کہا ہے کہ آپ یہاں بجٹ کی دھجیاں اڑائیں گے ۔ اسی طرح وہ بد عنوانی پر جتنی مرضی بات کریں۔ ہم نے تو اصلاح کرنی ہے اپنے صوبہ پنجاب کی۔ ہم اس ایوان کے ممبر ہیں۔ ہمیں ان کے متعلق دیکھنا ہے کہ یہ اگر بد عنوانی کرتے ہیں یا رشوت لیتے ہیں تو ہمیں اس کو کنٹرول کرنا چاہیے۔ یہ بات ان کی ہے ۔ انھیں سمجھائیں کہ ان کے ایم این اے حضرات وہاں بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، چودھری شاہ نواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! مرکز اور صوبے لازم و ملزوم ہیں۔ مرکز میں صوبوں کے متعلق بات ہوسکتی ہے اور صوبے میں مرکز کے متعلق ۔ مرکز اور صوبے کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں مرکز زیر بحث آ سکتا ہے ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب درست ہے۔ جی شاہ نواز چیمہ صاحب!

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب سپیکر! یہ جو پارلیمانی سیکرٹری اور مشیر ہیں ' آج ماحول کو خراب کرنے کی تمام تر ذمہ داری پارلیمانی سیکرٹریوں پر ہے۔ انھیں کہہ دیا جائے کہ ان میں سے کوئی وزیر نہیں بنے گا جو وزیر بننے تھے وہ بن چکے ہیں ۔ یہ مہربانی کر کے شاہ صاحب کو ڈسٹرب نہ کریں (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر امداد باہمی، چیمہ صاحب کا ہمارے ساتھ سودا ہو رہا ہے اور وہ وزارت کے لیے ہمارے پاس آ رہے ہیں اور میں نے ان کے ساتھ ایمان داری سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو وزیر بنائیں گے ۔ میرا وہ عزیز ہے۔

جناب سپیکر، اولکھ صاحب! گھمن صاحب' سید ذاکر حسین شاہ اپنی بات مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو بات مکمل کرنے دی جائے ۔ احمد علی اولکھ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔(قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

جناب احمد علی اولکھ: جناب سپیکر! سید ذاکر شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ پٹواری رشوت لیتے ہیں اور آئی جے آئی کے ارکان ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔ میں ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ میرے حلقے میں پٹواری اور گرداور نے رشوت لی تھی ۔ میں نے جناب ڈی سی کو شکایت کی انھوں نے پٹواری ' گرداور اور نائب

تحصیل دار تینوں کو معطل کر دیا اور انھوں نے 45000 روپے رشوت لی ہوئی آج واپس کرائی۔

جناب سپیکر، جی ماشاء اللہ ۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ احمد علی اوکھ صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے پنجاب حکومت کی یہاں نشان دہی کی ہے کہ یہاں پر واقعی رشوت چلتی ہے اور 45000ہزار روپے رشوت میں ملا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کر چکے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈرز کی بوچھاڑ ختم ہو تو میں کچھ عرض کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ بات مکمل کر چکے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! ابھی میری بات جاری تھی۔

جناب سپیکر، آپ اس کو ختم کر رہے تھے۔ آپ نے کہا تھا کہ میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! محکمہ مال کے اہل کاروں کے اثاثوں کی چھان بین کی جائے اور دیکھا جائے کہ تقرری کے وقت ان کے پاس کون کون سے اثاثے تھے اور اب ان کے پاس کیا اثاثے ہیں؟ اور ایوان میں ایسی قانون سازی کی جائے۔ محکمہ مال کے جن اہل کاروں نے اپنی مدت کے دوران بد عنوانی اور رشوت کے ذریعے کوٹھیاں اور مال بنایا ہے اس کو ضبط کرنے کا قانون بنایا جائے اور بورڈ آف ریونیو کو از سر نو تشکیل دیا جائے۔ محکمہ مال کے جتنے قوانین ہیں پٹوار کورس سے لے کر جتنے بھی ہیں ان پر نظر ثانی کی جائے اور اس محکمہ میں ایک خاص شعبہ قائم کیا جائے ۔ جس کا کام صرف یہ ہو اور وہ افراد عدلیہ سے لیے جائیں ان کے کلکٹر کے پاس کوئی اختیار نہیں ہیں۔ عدلیہ کا کوئی افسر مقرر کیا جائے کہ محکمہ مال میں کہاں کہاں قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور محکمہ مال کے رشوت خور اور بدعنوان اور راشی افسروں سے نجات دلائی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب! جناب آفتاب احمد خان صاحب اپنی کٹ موشن پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔ میرے خیال میں ان کو بات کرنے دی جائے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! انھوں نے اس کی مخالفت کرنا تھی اور جیسے میں کہہ رہا تھا کہ ان کی

تیاری نہیں ہے ۔ انھوں نے بحث کے آخر میں قطعاً ڈیمانڈ کی مخالفت نہیں کی کہ میں اس مطالبہ زر کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی بات نہیں۔ ان کی تمام تقریر ہی اس ڈیمانڈ کی مخالفت میں تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! انھیں یہ بیماری ہے کہ یہ بیٹھ نہیں سکتے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! محکمہ مال کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ سرکاری بنچوں پر جو معزز ارکان بیٹھے ہیں انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے یہاں پر کچھ بھی حقائق پر بات نہیں کی۔ جیسے آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں اسی طرح حکومت پنجاب کی جتنی زمین ہے اس کے کسٹوڈین یا رائٹس جو ہوتے ہیں وہ وزیر مال کے پاس ہوتے ہیں۔ میں آپ کو چند ایک مثالیں دوں گا جن سے محکمہ مال کی بدعنوانی ظاہر ہو جائے گی اور آپ خود اس کا اندازہ لگائیں کہ وہ میرٹ پر نہیں ہے ۔ معزز ممبران اس کو ذرا حوصلے سے سنیں اگر میری بات غلط ہو گی تو آپ جو کچھ کہیں گے میں مانوں گا۔ جناب والا! فیصل آباد کلکٹر اور سی او صاحب واپڈا نے حکومت پاکستان سے زمین مانگی جہاں پر وہ گرڈ سٹیشن قائم کریں گے ۔ حکومت پنجاب کے ڈی سی محمود بٹ اور اے سی چودھری یاسین نے اس کی رقم 6 لاکھ روپے فی ایکڑ تجویز کی ۔ دس دن بعد وہی زمین ایک لاکھ 70 ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے 194 آر بی اور 75 ایکڑ زمین ایک کروڑ 48 لاکھ میں ایم این اے چودھری نذیر کو دے دی گئی ہے ۔ آپ بتائیں کہ دس دن پہلے اس زمین کی قیمت 6 لاکھ روپے فی ایکڑ خود تجویز کر رہے ہیں اور وہی زمین دس دن بعد ایک لاکھ 70 ہزار روپے کے حساب سے سیاسی رشوت دے رہے ہیں Because this is a mutual agreement between the Department of Revenue and the political people. چونکہ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ کہ اپنے آپ کو احتساب کے لیے کیوں پیش نہیں کرنا چاہتے؟ میں آئی جے آئی کے ایم این اے کا نام لینا چاہتا ہوں کہ اس کا نام چودھری نذیر احمد ہے ۔ کیا وہی زمین 12 کروڑ روپے میں بنک میں رہن نہیں کرا دی گئی؟ وہ زمین کہاں سے آئی ہے؟ اسی محکمہ مال نے دی ہے اور ان کو ڈیڈز دی ہے کم از کم میں نے نہیں دی نہ ہی وفاقی حکومت نے دی ہے۔ فیصل آباد میں شہر میں بڑی قیمتی زمین تھی اور اس کا نام نواز شریف ماڈل سکول رکھ دیا اور اس پر قبضہ شیر علی صاحب کا ہے۔ ایک دن پہلے

پٹواری کے ساتھ مل کر اس کی ڈیڈ بنتی ہے لکھا جاتا ہے ہدایت علی ۔ اس کے گواہ کون ہوتے ہیں؟جناب نسیم صدیق اور جناب اقبال ایوبی ۔ اگلے دن وہی زمین ہمارے میئر کی بیوی کے نام مسمات عشرت بیگم زوجہ شیر علی، مسمات بصیرت بیگم زوجہ نسیم صدیقی منتقل ہو جاتی ہے۔ ایک آدمی 229 آر بی پر 20 سال سے قابض ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ان کو دے دی گئیں ہیں ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں۔ اگر کسی ایم پی اے میں حوصلہ ہے تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو میں اس کا نام نہیں لوں گا اس نے بھی فیصل آباد کی گرین بیلٹ محکمہ مال سے لی ہے اور اس کو بیچ دیا گیا ہے۔ محکمہ مال کیا کرتا ہے؟ فیصل آباد میں ہاؤسنگ سوسائٹی بنا دیتے ہیں وہ زمین کوڑیوں کے بھاؤ رکھ کر 30/30 لاکھ میں بیچ کر چلے جاتے ہیں۔ فیصل آباد کا جو سب رجسٹرار لگا ہوا ہے اس کی آمدن لاکھوں روپے ہے۔ ان کا تبادلہ کیوں نہیں ہو جاتا۔ جناب شام کو یہ افسران شراب کی پیٹیاں لے کر جاتے ہیں۔ ادھر جا کر اتنے گندے ' ذلیل کام کرتے ہیں کہ میں یہاں بتا نہیں سکتا۔ محکمہ مال اکیلا نہیں کر رہا ۔ اس میں ہمارے منتخب لوگ بھی شامل ہیں۔ اس ریونیو کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ اپنی بات کتنی دیر میں ختم کر لیں گے؟

جناب آفتاب احمد خان، میں نے اپنی بات بڑی مختصر کرنی ہے ۔ میں پانچ منٹ میں ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر، ایوان کا وقت پانچ منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ لاہور میں دیکھیں کہ جعلی پی ٹی او کے ذریعے کیا ہوا ہے ۔ اس کے لیے میں نے تحریک التوائے کار بھی دی ہے کروڑوں روپے کا سیکنڈل ہے وہ اخبارات میں بھی آیا ہے ۔ منٹگمری بازار میں پہلے مسلم لیگ ہاؤس بنایا جاتا ہے ۔ اس زمین کی قیمت شیر علی 50 ہزار روپے فی مرلہ تجویز کرتا ہے لیکن اسے سی نہیں کرتا وہ دس ہزار روپے میں کر دیتا ہے۔ ہمارے نمائندے اور محکمہ مال کی بھگت کے ساتھ یہ لوٹ مار کا پروگرام کر رہے ہیں۔ یہ آفیسرز جو ہیں They are not the public servants. They are personal employees of the provincial Chief Minister فیصل آباد میں سپیشل تحصیل دار لایا جاتا ہے ۔ اس کا کام یہ ہے کہ وہ نشان دہی کرے کہ کون سی زمین

خالی پڑی ہے ۔ انھوں نے 6 لائیں 229 آر بی کو آنہ میں فش فارم اور مرغی خانہ کے نام پر لی ہیں۔ آپ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی بات کرتے ہیں ۔ وزیر مال صاحب میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں ان کو ثابت کرتا ہوں کہ انھوں نے کیا کیا ہے ؟ میں ان کو بتاتا ہوں۔ انھوں نے فیصل آباد ستیانہ روڈ کی گرین بیلٹ کی لائنیں لگا لی ہیں۔ اب پرسوں شام کو میں فیصل آباد پہنچا تو ایک آدمی کے گھر کے آگے گرین بیلٹ تھی اس کے اوپر سیکرٹری مسلم لیگ فیصل آباد نے قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے ۔ شام کو میں نے اسے ڈی سی جی صاحب سے کہا کہ یہاں غیر قانونیت ہو رہی ہے ۔ اس نے کہا کہ جناب اس نے شام کو ایک stay لے لیا ہے صبح اس کو خارج کروائیں گے۔ اب تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ جتنی زمینوں پر ناجائز قبضہ ہو رہا ہے جتنی غلط مالیت لگائی جا رہی ہے یہ محکمہ مال لگا رہا ہے ۔ جناب والا! اس محکمہ مال کو کوئی پیسہ دینے کی ضرورت نہیں self sufficient ہے ۔ ان کی کروڑوں روپے کی جائیداد ہے ' یہ پٹواری ' نائب تحصیل دار ' تحصیل دار ' اے سی ' سی اے ' ڈی سی اور کمشنر یہ سب اس کے حصے دار ہیں۔ اور وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں آرڈر حکومت پنجاب کی طرف سے آتا ہے اور اس کا حصہ اوپر تک جاتا ہے۔ یہ جو میں پنجاب حکومت کی بات کر رہا ہوں اگر اس میں کوئی غلط بات ہے تو میں نے یہ بھی ہاؤس کے فلور پر کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ایک ممبر نے اپنی بیوی کے نام پر گرین بیلٹ الاٹ نہیں کروائی ؟ کیا آئی جے آئی کے ایم این اے زاہد سرفراز صاحب نے وہاں جا کر قبضہ نہیں کیا ؟ وہ لوگ جو اس ملک کے کرپٹ ترین لوگ ہیں وہ ہمیں کرپٹ کہہ رہے ہیں ۔ کیوں نہیں ہم سارے ممبر یہاں کھڑے ہو جاتے ؟ کیوں نہیں ہم آج یہ کہتے کہ ہم نے کرنا ہے ۔ جناب سپیکر! ہم نے اس سسٹم کو بچانا ہے ۔ یہ سسٹم بھی سسٹمیٹائز کیا جا رہا ہے ۔ اس کے پیچھے یہ بیورو کریسی لگی ہوئی ہے یہ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ نہ رہیں۔ مگر ہم تب رہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں اور ہمارا کردار اور ایمان مضبوط ہو لیکن ہم اس چکر میں لگے ہوئے ہیں کہ ہم پیسہ کمائیں گے پھر اگلے الیکشن لڑیں گے ۔ جس طرح کہتے ہیں کہ انسان نے اگر خودی بیچ دی تو سب کچھ بیچ دیا۔ یہاں پر بڑی کم ظرفی سے لوگ مانگتے ہیں ۔ درخواستیں لے کر پھرتے ہیں۔ جناب والا! فیصل آباد کے ایک ایم این اے نے اے ایس آئی کی نوکری بیچ دی ہے۔ کیوں لوگ چاہتے ہیں کہ میرا بیٹا تحصیل دار ہو جائے؟ یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ لیکچرار ہو جائے ؟ ایم اے پاس ہے اسے لیکچرار بنائیں کیونکہ لیکچرار کے

پاس صرف عزت ہے۔ مگر تحصیل دار کے پاس تو شام کے پاس انتقالوں کے پیسے آتے ہیں' رجسٹری کے پیسے آتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر on oath کہتا ہوں کہ آپ سب رجسٹرار فیصل آباد شہباز حسن کی جائیداد کا اندازہ لگائیں۔ اگر وہ روزانہ ایک لاکھ روپیہ نہ کماتا ہو تو میں گناہ گار ہوں۔ آپ اپنے طور کوئی اپنا آدمی وہاں بھیجیں۔ میں فیصل آباد کی صرف اس لیے بات کر رہا ہوں کہ میں نے آپ کو facts دیے ہیں۔ لاہور میں بھی دو گروپ کام کر رہے ہیں چودھری برادرز اور شریف برادرز۔ جناب والا! لندن سے میرا ایک دوست آیا اس نے کہا کہ سپریم کورٹ میں میرا ایک فیصلہ ہوا ہے کہ میری یہاں چودہ سو ایکڑ زمین ہے جو مجھے مل جائے گی۔ اس پر تحصیل دار نے کہا کہ جناب آپ کو یہ نہیں مل سکتی۔ آپ کو اس زمین سے پلاٹ دینے ہوں گے۔ وہ بے چارہ غلطی سے ولایت کا پڑھا ہوا تھا واپس چلا گیا کیونکہ وہ ان سے مک مکا نہیں کر سکا۔ جناب والا! اس محکمے کو پیسے دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کی ضرورت ہے۔ آپ ان کو کہہ دیں کہ آپ کو تنخواہیں نہیں دینی' اگر آپ یہ بھی لگا دیں کہ یہ خود تنخواہ آپ دیں گے تو یہ آپ کی اسمبلی کا خرچ بھی اٹھا لیں گے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس کو آپ ختم کریں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کٹوتی کو منظور کریں اور ان کو کوئی پیسہ نہ دیں۔ بڑی مہربانی' شکریہ۔

جناب سپیکر، اب اس پر ایک کٹوتی کی تحریک محمد خان جسپال صاحب کی طرف سے ہے۔ اگر آپ چاہیں تو جسپال صاحب بھی تقریر کر لیں۔ ان کے بعد اور کوئی صاحب بھی اس پر بولنے والے ہیں؟ ڈیمانڈ نمبر 9 پر کوئی صاحب بولنے والے ہیں؟ جسپال صاحب کے علاوہ کوئی نہیں۔ تو پھر اس کو کل کر لیں اور جسپال صاحب بات کر لیں گے۔ ٹھیک ہے؟

آوازیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، تو ہاؤس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

اتوار ' 24 جون ' 1990ء

(یک شنبہ ' 30 ذی القعدہ 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بج کر 45 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عبور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝
اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ
يَكْتُبُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا
وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ
كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝
وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ
بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ
عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝
وَجَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝
لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝
وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝
قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝
قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝
مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

سورۃ زخرف آیات 80-

سورۃ (ق) آیات 6, 16, 17,

بے شک ہم تمہارے پاس (دین) حق لے آئے لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے تھے۔ ہاں اگر کوئی قطعی فیصلہ انہوں نے کر لیا ہے تو ہم بھی اپنا قطعی فیصلہ کرنے والے ہیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے رازوں اور سرگوشی کو نہیں سنتے ہاں ہم سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس بیٹھے لکھتے بھی رہتے ہیں کیا انہوں نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا جو ان کے اوپر کس طرح ہم نے اسے بنایا اور کیسے اسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اور ہم نے ہی بلا شبہ انسان کو پیدا کیا اور ہم (خوب) جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ دو لینے والے (اس کے اعمال کو) جب لے لیتے ہیں (ان میں سے) ایک دائیں جانب اور (دوسرا) بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔ جو وہ کہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ اس قرآن سے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو (میرے) عذاب سے ڈرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

مخدوم الطاف احمد کے بارے میں اخبارات میں غلط خبر کی اشاعت

مخدوم الطاف احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے اس ایوان میں ایک بات کہ
کے اخبارات میں وزیر اعلیٰ کے حوالے سے میرا نام لے کر یہ کہا گیا ہے کہ میں نے اس سا
سے بڑا جھوٹ بولا ہے جناب والا! میں ایک غیر ذمہ دار شخص نہیں مجھے اپنی ذمہ داریوں کا
احساس ہے میں نے جو بات بھی کہی پوری ذمہ داری کے ساتھ کہی تھی میں آج بھی اس پر آ
وزیر اعلیٰ صاحب سے میں نے یہ درخواست کی تھی کہ وہ اس ایوان میں آکر قرآن پر حلف
نے ان سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ وہ اپنی پارٹی میں اس بات کی وضاحت کریں کیونکہ
پورے ایوان کا تھا صرف آئی جے آئی پارٹی کا نہیں تھا۔ میں ان کو آج بھی دعوت دیتا ہ
ایوان میں تشریف لائیں اور میری موجودگی میں قرآن پر حلف لے کر وہ اس بات کو جھٹلائیں
قرآن پر حلف لے کر جھٹلائیں گے تو میں قرآن پر حلف اٹھا کر ثابت کروں گا کہ میں نے
جو بھی کہی ہے سچی کہی ہے میں قرآن پر حلف لے کر کہوں گا۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی! جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! اس دن جب میرے بھائی صاحب مخدوم الطاف صاحب نے اس بار۔
حکم صادر فرمایا اور اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کی بلکہ انہوں نے اپنی تقریر نہیں کی تھی ا
میں انہوں نے ذکر کیا تھا اسی دن میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گیا اور میں نے
بات کی تھی۔ میں نے ان سے بات کر کے اس ایوان میں تفصیل کے ساتھ اپنی گزارشات
تھیں۔ جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ فاضل ممبران کے لیے چاہے وہ حزب اقتدار سے یا حزب
سے تعلق رکھتے ہوں ان کے لیے اس زیادہ اہم اور کوئی مسئلہ نہیں ہو سکتا۔ جس کے بارے میں
مخدوم صاحب نے نشان دہی کی تھی۔ تو اس سلسلے میں جہاں تک ایوان میں کوئی بات کرنے

ہے میں نے وزیر اعلیٰ کے behalf پر تفصیلی طور پر بات کی تھی۔ کل چونکہ ہماری پارٹی میٹنگ تھی اس پارٹی میٹنگ میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بات مناسب سمجھی کہ اپنے پارٹی کے جو معزز اراکین ہیں اور جن کو اس اطلاع سے کوئی غلط فہمی ہو گئی تھی یا کوئی mis-understanding ہو گئی تھی اس کو دور کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بات کی تھی تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اب اس مسئلے کو یہاں پر بار بار نہیں اٹھانا چاہیے اسے ختم ہونا چاہیے مخدوم صاحب نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا یہ ایوان اس بات کے لیے تو نہیں رہ گیا کہ یک طرف مخدوم صاحب قرآن اٹھا کر کھڑے ہوں اور دوسری طرف مخدوم صاحب قرآن اٹھا کر کھڑے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی بات کرنا بھی شان کے خلاف ہے میں نے اس دن بھی پنی تقریر میں یہ بات کی تھی کہ جن لوگوں نے مخدوم صاحب کو یہ اطلاع دی ہے وہ نہ اس ملک کے برخواہ ہیں اور نہ مخدوم کے خیرخواہ ہیں اور نہ ہی وہ جمہوریت کے خیرخواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو قل اور سوچ دی ہے ہمیں استعمال کرنی چاہیے ایسے اقدام کرنے کے لیے کوئی جواز تو ہونا چاہیے۔ لوئی آدمی اپنے Death Warrant پر دستخط کرے گا تو اس کی کوئی نہ کوئی background ہو گی ر کوئی وجہ ہو گی اس قسم کا اقدام تو سیاسی خودکشی کے مترادف ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ رض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی بات کو آج سے بند ہونا چاہیے اور اس پر اب ایوان کا مزید وقت ئع نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

اجہ محمد یوسف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان میں آج تو وزیر نہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کے خیال میں قرآن شریف کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں ہے اگلے کسی دوست نے میری آذان کے متعلق بھی یہی فرمایا تھا کہ یہ جگہ ایسی نہیں۔ جناب والا! جہاں ، مخدوم صاحب کے سوال کا تعلق ہے اگر انہوں نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے اور وہ حلف کے متعلق ، کر رہے ہیں تو جناب والا! وزیر اعلیٰ صرف حزب اقتدار کے ہی وزیر اعلیٰ نہیں وہ قائد ایوان ہیں ، میں ہم بھی شامل ہیں ہم بھی جاننا چاہیں گے کہ اس بات میں کہاں تک صداقت ہے جناب وزیر ن نے فرمایا ہے کہ اپنے Death Warrant پر کوئی بھی دستخط کرنا مناسب نہیں سمجھے گا لیکن ب والا! وزیر قانون کو کیا پتا کہ وزیر اعلیٰ کے دل میں کیا بات ہے اور کیا نہیں ہے۔ یہ ان کے

دل کے حالات کو کیسے جانتے ہیں ؟ جناب سپیکر! یہ ان کے متعلق بات کر رہے ہیں جن کے متع
انہوں نے بات کی ہے تو کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ جو اکثر ایوان میں تشریف نہیں لا
اور اس بجٹ کے دوران صرف پہلے دن ہی تشریف لائے ہیں اور میں نے اکثر یہاں پر یہ درخواست
ہے کہ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں اور ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ قائد ایوان ہماری بھی بات
سنیں اور ہم بھی ان کو سنائیں کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس م
کا حل ہو جانا چاہیے قائد ایوان یہاں تشریف لائیں اور اس بات کی متعلق ہمیں بھی آگاہی فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ہر بات کا کوئی نہ کوئی جواز
justification ہوتی ہے یہ حقیقت ہے میں وزیر قانون کے اس دعوے کو باطل قرار دیتا ہوں
چیلنج کرتا ہوں کہ جب بلوچستان میں نواب اکبر خان بگٹی سے جمعیت علمائے اسلام کے نو ممبران
علیحدگی اختیار کی تو نواب اکبر خان بگٹی نے میاں نواز شریف کو ٹیلیفون کیا کہ میری حکومت
جانے والی ہے میں آپ کا ساتھ دیتا رہا ہوں تو اگر میری حکومت گئی تو میں تو اسمبلی توڑ دوں گا
کے جواب میں میاں نواز شریف صاحب نے کہا کہ میری آپ سے commitment ہے کہ اگر
بلوچستان اسمبلی توڑیں گے تو میں پنجاب اسمبلی توڑ دوں گا انہوں نے اپنے ارکان کو اعتماد میں لے
ہے لیکن جب بعد میں انہوں نے اپنے ماہرین کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ میاں صاحب آج آپ
اقدام تو کر رہے ہیں لیکن اسمبلی توڑنے کے بعد نہ نواب اکبر خان بگٹی اور نہ ہی آپ آئین کے ت
نگران وزیر اعلیٰ بن سکیں گے صدر مملکت ازخود اپنے اختیارات سے آپ کو یہاں وزیر اعلیٰ نہیں بنا
اس طرح آپ کا سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اس وجہ سے یہ ڈرافٹ شدہ لیٹر واپس لیا گیا مخدوم الط
احمد کی بات سو فی صد درست ہے تو وزیر اعلیٰ کو مخدوم صاحب کے جواب میں اپنی سٹیٹمنٹ د
چاہیے وزیر اعلیٰ کو ہماری قسمت کا فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ان لوگوں کو پنجاب کے عوام
منتخب کیا ہے کسی فرد واحد کو اپنے اقتدار کی کشتی ڈوبتے ہوئی دیکھ کر اس اسمبلی کی قسمت کا ا
کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب اس مسئلے کو ختم ہونا چاہیے۔

مخدوم الطاف احمد، جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی اس بات سے مکمل طور پر اتفاق

ہوں کہ کوئی شخص اپنے Death Warrant پر دستخط نہیں کیا کرتا۔ یہ بات وزیر قانون مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ اس دنیا میں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے آج بھی ہوتا ہے اور یہ ہوتا بھی رہے گا کہ خودکشی کرتے ہیں اپنی جان خود لے لیتے ہیں لیکن وزیر قانون صاحب کو یہ بھی پتا ہو گا کہ اگر کوئی اپنی جان لیتے ہوئے پکڑا جائے تو قانون الٹا اس کو سزا دیتا ہے تو جناب وزیر اعلیٰ صاحب خودکشی کرتے ہوئے۔ میں آگے کچھ کہنا نہیں چاہتا آپ خود مالک ہیں۔

چودھری محمد اقبال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں کوئی معزز رکن زبانی بات کر دے اور اس پر بحث شروع ہو جائے میرے خیال میں رولز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ جناب والا! آپ نے اس کو open نہیں کیا اور نہ ہی اس پر بحث کی اجازت فرمائی لیکن اس پر فاضل اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے اگر مخدوم صاحب کے پاس ایسا کوئی جواز ہے تو وہ اسے لکھ کر لائیں کوئی موشن لائیں اس کا جناب والا! کوئی نہ کوئی طریق کار ہونا چاہیے آپ اس ایوان کو رولز آف پروسیجر کے مطابق چلا رہے ہیں اس طرح سے جو بھی کوئی صاحب بات کرے اور اس پر بحث شروع ہو جائے تو اس طرح سے اس معزز ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے میری جناب والا! سے اپیل ہے کہ آپ اس معاملے کو ختم کریں۔ اور اس پر مزید بحث کی اجازت نہ فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سید ذاکر حسین شاہ نے ایک بات کی نشان دہی کی ہے اور جس کا انہوں نے جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس کا میں خود عینی شاہد ہوں جس دن بلوچستان اسمبلی میں سپیکر کا الیکشن ہونا تھا اس میں میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گیا میری موجودگی میں ہی جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے نواب اکبر بگٹی صاحب سے ٹیلیفون پر بات کی کہ آج آپ کا سیشن ہے اور آج آپ کے سپیکر کا الیکشن بھی ہونا ہے اس سلسلے میں اگر میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں تو آپ مجھے بتائیے اس پر نواب صاحب نے چیف منسٹر صاحب سے بات کی چیف منسٹر صاحب نے ان سے بات کی اور اس پر انہوں نے کہا کہ میری پوزیشن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل ٹھیک ہے ان شاء اللہ العزیز میں شام کو آپ کو خوش خبری سناؤں گا۔ شام کو سات بجے میری نواب اکبر بگٹی سے ٹیلیفون پر بات ہوئی اور میں نے ان سے پتا کرنا چاہا کیونکہ مجھے میرے کسی دوست نے فون کر دیا تھا کہ بلوچستان کی اسمبلی dissolve ہو گئی ہے تو میں upset ہو گیا۔

میں نے اس وقت نواب اکبر بگٹی صاحب سے ٹیلیفون پر بات کی تو مجھے انہوں نے آپ کو مبارک ہو We have come out victorious اور اس بارے میں ' میں نے میاں کو بھی ٹیلیفون کر کے مبارک دی تھی لیکن میاں صاحب اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے و باہر گئے ہوئے تھے پھر میں نے گھر پر یہ پیغام چھوڑا تھا کہ آپ میرا یہ پیغام ان کو بھی پہنچا تو اس بات کا بالکل حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں اور اس قسم کی کوئی صورت حال نہیں تھی۔ یہ اب مفروضوں پر قائد ایوان کو ہدف تنقید بناتا میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ شکریہ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: پریویلج موشنز کو تیک اپ کرتے ہیں۔ اس میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی موشن نمبر 40 ہے۔

رکن اسمبلی کو ضمنی گرانٹ کے حق یا مخالفت میں ووٹ دینے سے جبراً روکنا

میاں منظور احمد موہل: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ ہے کہ مورخہ 14 جون 1990ء کو ضمنی بجٹ کی گرانٹ پر ووٹنگ ہو رہی تھی۔ جب میں گرانٹ کے حق میں ووٹ ڈالنا چاہا اور کھڑا ہونے کی کوشش کی تو ملک حاکمین خان فاضل رکن مجھے اپنے بازو میں دبوچا۔ اظہر حسن ڈار نے اوپر سے بازو میری پشت پر کھا اور نیچے دبائے رکھا۔ اسم خورشید خان فاضل رکن نے مجھے نہ اٹھنے دیا۔ حالانکہ اظہر حسن ڈار اور خورشید خان کی یہ نشستیں تھیں اور پھر فوٹو گرافر نے اس صورت حال کا فائدہ اٹھایا اور فوٹو لے لیا۔ ملک سلیم اقبال نے کوشش کی کہ مجھے چھڑایا جائے لیکن انہوں نے مجھے دبوچے رکھا۔ یہ فوٹو سب قومی اخبارات میں یوم آئی۔ کسی گرانٹ کے حق میں یا مخالفت میں ووٹ دینا ہر رکن اسمبلی کا استحقاق ہے۔ مجھ حق سے محروم کرنے کے لیے مندرجہ بالا فاضل اراکین اسمبلی نے تمام ایوان کے سامنے یہ کارروا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری تحریک استح منظور فرما کر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ فاضل اراکین حاکمین خان صاحب کو میں شروع سے جانتا ہوں۔ بڑے اچھے اور بہادر انسان ہیں۔ ان کی جدوجہد بھی ہے۔ باقی بھی ٹھیک ہیں لیکن ایک بات اس میں حائل ہے کہ یہ میرے جو فاضل اراکین ہیں یہ اپنی سستی شہرت چاہتے ہیں تاکہ اگلے دن اخبارات میں ان کا کسی نہ کسی طرح سے فوٹو آ جائے۔ ان کا اسمبلی میں آنا ' جانا سب اس مقصد کے لیے ہے اور یہ قطعاً کوئی کارروائی نہیں چاہتے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ باہر سے فوٹو گرافر حضرات سے مل کر آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم ایسی صورت حال پیدا کریں گے۔ ہم ایسی صورت حال بنائیں گے آپ اس کا فوٹو لے لینا۔ جناب والا! بس یہ ان کی روز مرہ کی کارروائی ہے اور یہ کارروائی اگلے دن اخبارات میں آتی ہے۔ جناب والا! اب یہاں ایوان میں ہم منتخب ہو کر آئے ہیں اور اگر اس طرح کے فوٹو اخبارات میں آئیں گے تو پھر عوام میں ہمارا تاثر کیا پیدا ہو گا۔ ملک کے جو عوام ہمیں دیکھ رہے ہیں وہ کیا کہیں گے کہ ہمارے فاضل اراکین جن کو ہم نے منتخب کر کے بھیجا ہے وہ اسمبلی میں ایسی باتیں کرتے ہیں یا ایسی صورت حال پیدا کرتے ہیں۔ جناب والا! اس دن اس ہاؤس میں کافی اکثریت تھی۔ جناب سلیم اقبال نے اپنی سیٹ سے اٹھ کر مجھے چھڑانے کی بڑی کوشش کی کیونکہ یہ میرا حق تھا پھر ایک رکن کو اس حق سے محروم کرنا یہ بہت زیادتی ہے اور سارے ہاؤس کے سامنے مجھے اس حق سے محروم کیا گیا ہے۔ میری فاضل اراکین سے قطعاً کوئی ایسی دشمنی نہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان کے دل میں یہ جو بات رہتی ہے یعنی یہ اپنے دوستوں سے بھی یہی کارروائی کرتے ہیں اور یہ یہی چاہتے ہیں کہ صرف ہمارا ہی فوٹو آئے اور ہمارا ہی نام اخبار میں آئے۔ باقی کسی کا نہ آئے۔ جناب والا! اس لیے آپ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کریں اور اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں کیونکہ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ فوٹو گرافر حضرات کو بھی یہ تنبیہ کی جائے کہ ایسے واقعہ کا فوٹو نہ لیں بلکہ جب کوئی اچھا موقع پیدا ہوتا ہے تو اس کا فوٹو لینا چاہیے جس سے ہماری اسمبلی کا باہر عوام میں image بنے۔

ب قربان علی چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔

ب سپیکر، اس میں پوائنٹ آف آرڈ کی کوئی بات نہیں۔ آپ چوہان صاحب ذرا تشریف رکھیے۔ یہ پوائنٹ چونکہ ملک حاکمین صاحب کے بارے میں ہے اور معزز اراکین اسمبلی کے بارے میں ہے

اس لیے ان کو پورا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس پریویلج موشن کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب قربان علی چوہان، جناب سپیکر! میں اس پریویلج موشن کے بارے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی یہ آپ کے بارے میں نہیں ہے۔ جن کے بارے میں ہے وہ اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔

ملک حاکمین خان، جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق اس وقت ایک ایسی پارٹی سے ہے جو گزشتہ 11 سال سے جدوجہد میں رہی ہے۔ اس کے نوجوانوں نے قربانیاں بھی دیں اور انہوں نے اس پارٹی کو جمہوریت تک پہنچنے کے لیے اس ملک کی عوام کے لیے جو کچھ کیا اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ اس کے نوجوان جہاں پھانسی کے پھندوں تک پہنچے جہاں کوڑے کھائے وہ اس جدوجہد سے آئے۔ اس سے میرا بھی تعلق ہے اور جناب منظور احمد موہل صاحب بھی اس پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں۔ جناب والا! جہاں ہم نے جمہوریت کی بحالی کے لیے اتنا کچھ کیا' جہاں ہم اس پارٹی کے ٹکٹ حاصل کر کے اس ایوان میں آئے ہیں تو جناب والا! یہ قدرتی بات ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہزاروں لوگوں نے قربانیاں دی ہیں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ میری جوانی بھی اس پارٹی سے وابستگی کی وجہ سے بڑھاپے میں آئی ہے اس کے لیے تکالیف اٹھائی ہیں تو میری موجودگی میں جب میری پارٹی کا وہ نمائندہ جب اس پارٹی کا ٹکٹ لے کر منتخب ہو کر اس ایوان میں آیا تو جناب والا! یقیناً میرے جذبات ابھریں گے یہاں پر جب ووٹنگ کا مسئلہ آیا تو میری ضرور یہ خواہش تھی کہ میاں منظور احمد موہل صاحب ہماری پارٹی کے علاوہ کسی دوسری طرف ووٹ نہ ڈالیں اس لیے میں نے کوشش کی۔ جناب والا! انہوں نے فوٹو کا ذکر کیا اور میں اس فوٹو کا ذکر اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ جناب منظور موہل کا فوٹو سب نے دیکھا۔ ان کی مسکراہٹ کو دیکھا۔ (قہقہے) ان کے جذبات کو دیکھا۔ یہ منظور موہل صاحب بھی میرے ساتھ ایگری کر گئے تھے۔ وہ اتفاق کر گئے تھے کیونکہ معاملہ ووٹ کا تھا۔ میں نے منظور موہل صاحب کو احساس دلایا کہ منظور موہل صاحب آپ ہمارے پرانے ساتھی ہیں۔ آپ ایسی حرکت نہ کریں کیونکہ اس وقت ایسے حالات ہیں کہ ایک ایک ووٹ بڑا قیمتی ہے اور یہاں امتحان کا معاملہ ہے۔ یہاں ملک سلیم اقبال بھی بیٹھے تھے اور دوسرے حضرات بھی تھے۔ میاں شہباز شریف کی

بھی بڑی کوشش تھی کہ منظور موہل صاحب کھڑے ہوں لیکن میری ضرور یہ کوشش تھی لیکن ان سے یہ پیار سے ہوا۔ جناب والا! ان کی مسکراہٹ آپ کے سامنے ہے۔ اگر مسکراہٹ اس فوٹو میں موجود نہیں تو پھر تو کہیں کہ میں نے زبردستی دبوچا' دبوچا مگر پیار سے دبوچا۔۔ (قہقہے)

لیکن میری یہ خواہش ضرور تھی کہ یہ ووٹ ادھر نہ جانے۔ جناب والا! یہ فوٹو آپ کے سامنے ہے اس لیے اگر آپ جو بھی کمیٹی بنائیں وہ اس فوٹو کو دیکھے کہ کیا ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی تھی ؟ کیا ان کے ساتھ کوئی زیادتی تھی ؟ کیا ان کے ساتھ کوئی زبردستی بات ہوئی تھی ؟ یہ تو جناب والا! زبردستی کہاں ہوسکتی ہے۔ یہ تو دل کی باتیں ہوتی ہیں۔ موہل صاحب کا دل ہمارے ساتھ ہے۔ جب امتحان آئے گا ' وقت آئے گا تو وہ ہمارے ساتھ ہوں گے جیسے اس دن انہوں نے ثابت کیا اور ہمارے ساتھ رہے ورنہ جناب سلیم اقبال تو بڑے تگڑے قسم کے بندے تھے۔ یہ انہیں اٹھا کر وہاں پر لے جا سکتے تھے۔ اس لیے جناب والا ! ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ دل کی بات ہے۔ ان کی خود خواہش تھی ورنہ کون کس کو روک سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ باقی رہا سستی شہرت کا تو جناب والا! ہم سستی شہرت حاصل کرنے والے نہیں۔ ایک بات واضح ہے۔ سستی شہرت یہ فوٹو اور یہ چیزیں ہمارے لیے کچھ ہیں۔ ہم تو بحران میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ ہم تو فائیٹر قسم کے جنرل ہیں۔ ہم نے تو ہمیشہ میدانوں میں جنگ کی ہے اس لیے جناب والا! ہمارے لیے فوٹو کیا ہے۔ ہم نے وزارتیں دیکھی ہیں۔ پانچ پانچ چھ چھ محکموں کی وزارتیں دیکھی ہیں۔ فوٹو تو ہم نے بہت اتروائیں۔ ہم فوٹو نہیں اتروانا چاہتے کہ ہم تو عمل کرنے والے بندے ہیں ہم تو میدان میں صحیح اترنے والے ہیں۔۔

ناب سپیکر، شکریہ' ملک صاحب !۔۔۔ اظہر حسن ذار صاحب ! کچھ کہنا چاہیں گے ؟

ناب قربان علی چوہان: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔ میں نے میاں صاحب کے بارے میں رض کرنا ہے۔

اب سپیکر، جناب چوہان ' یہ تحریک استحقاق جن ممبران کے بارے میں ہے ان کو حق دینا ہے کہ پہلے بات کرلیں۔

اں اظہر حسن ذار ، جناب سپیکر! جس طرح منظور موہل صاحب نے کہا ہے۔ میری منظور موہل صاحب ے اکثر بات ہوتی رہتی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میرے ساتھ نواز شریف صاحب نے وزارت کی بات کی

تھی اور میں اس لیے آیا تھا لیکن آپ آیا کریں اور میری فوٹو بنوایا کریں اور فوٹو گرافروں کو بھی کہا کریں تاکہ میں سستی شہرت حاصل کر سکوں۔ میں پنجاب گورنمنٹ سے کچھ مفادات بھی حاصل کر سکوں کیونکہ میں نے لاکھوں ' کروڑوں کے حساب سے ڈویلپمنٹ کروانی ہے۔ اور میں نے کروڑوں کے حساب سے ڈویلپمنٹ تو کروالی ہے لیکن وزارت کا جو ابھی میرا منصب ہے وہ اس طرف نہیں آ رہے آپ ذرا میرے پاس آیا کریں بیٹھا کریں تاکہ میں نواز شریف صاحب کو ' شہباز شریف صاحب کو اور گورنمنٹ پارٹی کو یہ بتا سکوں کہ پیپلز پارٹی والے میرے ساتھ وابستہ ہیں۔ میرے پرانے تعلقات ہیں اگر آپ نے میری یہ باتیں نہ مانیں تو میں پھر واپس آ جاؤں گا۔ یہ ان کی اور ہماری انڈرسٹینڈنگ تھی۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جب ہم کھڑے ہوں اور سپیکر صاحب ایوان میں بیٹھے ہوں اور قابل احترام جناب سپیکر ہمیں حکم فرمائیں کہ اس طرح ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو پھر ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ جبکہ تمام پنجاب گورنمنٹ ہو اور پھر صوبائی وزیر ملک سلیم اقبال بھی ہوں۔ یہ ہمارے ساتھ اس طرح خود کرواتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم اگر دو دن نہ کریں تو پھر تیسرے دن آتے ہیں کہ اخبار میں میری کوئی بات نہیں بنی ارے یار وزراء ذرا مجھے تھوڑی سی لفٹ کم کروا رہے ہیں ' ذرا میری لفٹ آگے لائیں تاکہ میں ان سے لفٹ لوں اور کچھ اپنے کام کروا سکوں اور اس لیے یہ خود اس طرح سستی شہرت کرا کر ' مفاد پرستی کے گورنمنٹ کے سامنے لائے ہیں ' قبل ازیں ان کی بہت سی فوٹو آئی ہیں ' اور جب بھی فوٹو آتی ہیں ' یہ مفاد پرست ہیں ' جب بھی آئیں گے کچھ نہ کچھ اپنے مفاد کی بات کریں گے۔ کل بھی کوئی بات چل رہی تھی اور میرے خیال میں میاں صاحب نے انہیں تھوڑی سی لفٹ کروائی ہے تو اس کے لیے آج پھر انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں آپ کا وفادار ہوں ' پیچھے سے ہمارے ساتھ ان کی بات چل رہی ہے میں اس معزز ایوان سے یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہماری بات چل رہی ہے اور یہ بندہ بھی ہمارا ہے اور اس نے کہا ہے کہ میں واپس آؤں گا۔ لیکن یہاں سے مجھے تھوڑا سا مفاد لے لینے دیں اور میں بہت اچھی گیم کر کے آؤں گا لیکن آج شاید ان کو اپنی سستی شہرت کے لیے اس بجٹ سے مفاد لینے کے لیے انہوں نے کیا ہے اور مجھے انہوں نے کہا تھا کہ میں دو آدمی وہاں سے لے کر آؤں گا اور میں ان کو قطعاً دل سے قبول نہیں کرتا کیوں کہ ادھر چودھری عبدالغفور ہیں ' ان سے میرا سیاسی اختلاف ہے ' میاں صاحب اس کو بھی سپورٹ کرتے ہیں مجھے کس طرح لے کر چلیں گے مجھے یہ وزیر نہیں بنائیں گے ' میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو

استحقاق کمیٹی میں لائیں ہم وہاں اچھی طرح ان کے پول کھولیں گے یہ کیا سمجھتا ہے۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! آپ تشریف رکھیں ' جی میاں صاحب '

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست اظہر حسین ڈار صاحب نے جو باتیں کی ں ' میں مختصراً الفاظ میں یہ کہوں گا کہ کوئی بھی شخص اگر ایسی بات کرنا چاہے تو کیا وہ اس طرح کا ول ادا کر سکتا ہے ؟ بالکل ادا نہیں کر سکتا ہے میں اپنے بارے میں یہ کہوں گا کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مفاد صل کرنے کے لیے ' یہ ایوان جناب والا! گواہ ہے کہ سال 1970ء سے لے کر سال 1975ء تک ب کہ مرکز میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور صوبہ پنجاب میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی ' ، وقت بھی میں نے اپوزیشن ممبر کا کردار ادا کیا تھا میرے خلاف 75 مقدمات بنے اور مجھ پر نگ ہوئی ' میں تو جناب والا! اس وقت نہیں ڈرا تھا ' اس وقت میں نے کون سا مفاد لینا تھا ' جب ز میں اور صوبے میں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی ' اب بھی جناب والا! میں حق کی خاطر ' اصول کی ر ان دوستوں سے علیحدہ ہو کر میں نے فارورڈ بلاک بنا لیا ہے ' یہ کہاں کی بات کرتے ہیں اور میں بچوں سے ' یہ کہوں کہ یہ میری بات منوائیں ' جناب والا! مجھ میں اتنی صلاحیت ہے کہ میں اپنا کام کر سکتا ہوں ' میں اپنا مقام بنا سکتا ہوں ' کیا مجھے ایسے ایسوں کا سہارا لینے کی ضرورت ہے ؟ قطعاً ، بات نہیں یہ وزارت کی بات کرتے ہیں ' جناب والا! آپ بھی جانتے ہیں ' میں قسم کھا کر کہتا ، اگر میں نے ان سے کوئی وعدہ کیا ہو ' میں صرف اس لیے آیا ہوں میرا ضمیر کہتا تھا ' اس لیے آیا ' میرا ضمیر کہتا تھا کہ اس وقت ان کے ساتھ بیٹھنا ملک دشمنی کے مترادف ہے ' اس لیے میں فارورڈ بلاک بنایا۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ ہمیں کہتے ہیں ' میں تو اظہر حسن ڈار سے بات کرنا نہیں ' یہ ایسے کہتے ہیں ' پرسوں بھی آپ دیکھ لیں ' یہ دونوں بھائی ہیں ' قائد حزب اختلاف پریس ں کر رہے ہیں ' ایک بھائی اس طرف ہے ' دوسرا اس طرف ہے۔ فوٹو کھچوانے کے لیے ' صبح ن کو فوٹو کی گردانی ہے ' یہ فوٹو لگوانا چاہتے ہیں ' ان کا مقصد ہی یہی ہے۔ اس میں دیکھ لیں ، بھائی اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں ' یہ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے فوٹو آتے رہیں ' یہ اس ش ہیں ' تو جناب والا! میں اس ایوان کو یقین سے کہتا ہوں کہ آپ اس کو کمیٹی میں لائیں ، استحقاق کمیٹی میں لائیں اور مقصد ہے کہ یہاں میرا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اس ایوان میں

رائے دینے سے کسی آدمی کو روکا نہیں جا سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتا ہ
ڈیانڈ اس ایوان میں زیر بحث ہو ' اس میں میں اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ دے سکتا ہوں۔ میں
دینا چاہتا تھا ' مجھے اٹھنے ہی نہیں دیا گیا اب یہ کہتے ہیں کہ یہ مسکراتے رہے کیا میں وہاں روتا
والا! کیا میں رونے والی شکل بناتا ؟ اب ان کو ڈھٹائی میں دیکھ کر مجھے بھی ڈھیٹ ہی ہونا پڑا '
آدمی سو ڈھیٹ ہو اسے بھی ڈھیٹ ہی بننا پڑتا ہے میں نے بھی مصنوعی مسکراہٹ دکھائی ' ا
کیا کرتا ؟ ' مجھے پتا تھا کہ فوٹو آ رہا ہے کیا میں وہاں روتا ؟ تو جناب والا! میرے کہنے کا یہی مقصد
کہ یہ دوست جو یہاں آئے ہوئے ہیں ' خدا کے لیے یہ اپنے حق کے لیے بات کریں ' کسی دوسر
کو اس طرح سے نہ خوار کریں جس طرح سے انہوں نے یہ ایک فن بنا لیا ہے اور میں اظہر حسن
پھر یہ چیلنج کرتا ہوں ' کہ کیا میں نے آپ کو کہہ کر ان سے کوئی چیز لینی تھی ' یعنی آپ م
بڑے دوست ہیں ' خیر خواہ ہیں یہاں اسمبلی میں آپ نے دیکھا ہے میں جب ہی بولتا ہوں ' جہا
ہوں ' میرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے یہ آپ کی دوستی کی بہترین مثال ہے۔ جو کچھ کر
میرے ساتھ کرتے ہیں ' شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ مسئلہ نہایت سنجیدہ ہے اور یہ اس ایوان کے اندر وقوع پذیر ہوا ہے اور اس کے
بھی پھیلے ہیں ' میاں منظور احمد موہل اپنی تحریک استحقاق لائے ہیں اور صحیح جو آئینی بریچ آف
ہے وہ یہی ہے کہ کسی کو اس کے ووٹ کے استعمال سے یا ایوان میں شمولیت یا اس کی کار
میں حصہ لینے سے روکا جائے ' کسی بھی لحاظ سے یہ بہت بڑا بریچ آف پریویلج ہے ' اس بارے
یہ کہوں گا کہ ملک حاکمین صاحب اب ہمارے معزز رکن اسمبلی ہیں ' اظہر حسن ڈار صاحب ' خورش
فان صاحب کے بارے میں میاں صاحب کے استحقاق کے نکتے پر میں کہوں گا کہ سنجیدگی سے لی
شبہ ٹیکنیکلی اگر اس کو دیکھا جائے تو یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور یہ سنجیدگی کا تقاضہ کرتا ہے اگر
اصرار کریں گے تو استحقاق مجروح ہونے کے مسئلہ کو یونہی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ' میں کہوں
مثبت طرز عمل اختیار کریں اور اگر میاں منظور احمد موہل صاحب اپنی تحریک پر اصرار کریں گے
مسئلہ واقعی سنجیدہ مسئلہ ہے اور ممبرز کے خلاف استحقاق بڑی سنجیدہ بات ہے۔ جناب لاہنسٹر
چاہیں گے ؟

زیر قانون، جناب سپیکر! جن الفاظ کا اظہار میرے بھائی ملک حاکمین خان نے کیا ہے ' جب ان کی
ئی سے الیکٹ ہوئے ممبر نے ان کے خلاف ووٹ دینے کے کوشش کی تو ان کے جذبات قابو میں نہ
ہے اور انہیں مجبوراً زبردستی بٹھانا پڑا ' میں ان کے ساتھ سو فی صد اتفاق کرتا ہوں ' اور ان کے جذبات
و قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ' اور ان سے توقع کرتا ہوں کہ اپنے جذبات سے ' اپنے لیڈروں کو بھی
گاہ کریں کہ جب ہمارے آئی جے آئی کے چار چار ایم-این-ایز بیک وقت حلف اٹھوایا جاتا ہو گا تو
ں وقت ہمارے جذبات کیا ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میرے بھائی اظہر حسن ڈار
حب نے بھی بات کی اس سلسلہ میں بھی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے
یں اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لینا ہو گا انہوں نے سنجیدگی سے نہیں لیا بلکہ انہوں نے خود یہ بات کی
ہے کہ اس تحریک کو استحقاقات کی کمیٹی میں بھیج دیا جائے اور میں سمجھتا ہوں جیسے آپ نے فرمایا
ہے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اس مسئلہ کو اپنے طور پر نپٹا لیں تو زیادہ بہتر
گا۔ ورنہ اس سے بہتر قانونی طور پر ٹیکنیکلی اور کوئی دیگر تحریک استحقاق آج تک اس ایوان میں پیش
ں ہوئی ہے تو میری اس سلسلہ میں یہی گزارش تھی۔

اب سپیکر، میرے خیال میں اس مسئلہ پر اگر متعلقہ لوگوں کو بات کرنے دیں تو یہ مسئلہ زیادہ
انی سے حل ہو گا اور اس میں آسانی پیدا ہو گی ' آپ اس مسئلہ کو الجھائیں گے اس لیے میں آپ کو
ت نہیں دیتا ہوں ' تشریف رکھیں' ملک حاکمین صاحب اس پر بات کریں گے۔

ک حاکمین خان: جناب سپیکر! جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اور میں سردار نصراللہ خان دریشک کی باتوں
، پوری طرح متاثر ہوا ہوں ' کہ اگر ہماری نیت میں کوئی ایسی بات ہوتی ' یہ جو کچھ بھی ہوا یہ ازراہ
ق ہوا ہے اور آپس میں بیٹھے ہوئے باتوں باتوں میں یہ ہو گیا ' ایک ماحول اچھا تھا ' اور ماحول اتنا اچھا
کہ ہم آپس میں تھوڑا ایک دوسرے سے فری ہو گئے لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ اس سے کسی کی
شکنی مقصود نہ تھی ' یہاں ہم ایسی کوئی بات کرنا نہیں چاہتے کہ جناب منظور موہل صاحب کو
ی وجہ سے کوئی تکلیف ہو ' میرا خیال ہے ان چیزوں کا جناب موہل کو ضرور احساس ہے اور مجھے
ہ ہے کہ اس معاملہ کو مزید اجاگر نہیں کریں گے ' اس کو مزید بڑھائیں گے نہیں ' کیونکہ جناب
ں نے تحریک استحقاق پیش کی ' اس وقت بھی میرے ساتھ ان کی بات ہوئی اس وقت بھی ہم

دونوں کے خیالات ایک جیسے تھے کچھ دوستوں کی باتوں سے انہیں تکلیف ہوئی جس سے ان کا غ
مزید بڑھا میں سمجھتا ہوں کہ ہم تو ہمیشہ محبت کرنے والے لوگ ہیں ' ہم تو ہمیشہ ایسی بات کرتے ؟
ہماری تو ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں کو خوش کیا جائے ' دوسری کی خوشیوں کے لیے
تو زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ میں پھر یہاں پر یہ کہوں گا کہ۔

مختصر سی زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
وقت کہاں سے لاتے ہیں لوگ نفرتوں کے لیے

جناب سپیکر، ملک صاحب! آپ کی سیٹ میاں صاحب کے ساتھ ہے۔ میں بھی دیکھتا ہوں کہ آ
اوقات ان کے ساتھ دست درازی ہوتی ہے' اور یہ تحریک استحقاق جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو بتایا۔
فنی نقطہ نظر سے پچھلے ڈیڑھ سال کے دوران اس سے بہتر تحریک استحقاق اس ایوان میں نہیں آئی
اس میں کم از کم صورت یہ ہونی چاہیے کہ آپ اپنی طرف سے بھی اور دیگر ممبران اپوزیشن آپ ۔
دوست اور ساتھیوں کی طرف سے بھی آپ میاں صاحب کو بھی یقین دہانی کروائیے کہ یہ بات
نہیں ہو گی۔

ملک حاکمین خان، جناب میں اب آپ کی موجودگی میں یہ ثابت کروں گا کہ میں میاں صاحب
محافظ بھی ہوں ' دوستی کے ساتھ ساتھ میری ہر طرح سے یہ کوشش ہو گی کہ ان کا ہر طرف سے
کیا جائے ' انہیں محفوظ کیا جائے اور ایسی کوئی بات نہ ہو جس سے انہیں کوئی تکلیف پہنچے۔ جی
والا! میں یہ یقین دہانی کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! اب آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے دوست فاضل رکن
ظفر صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ وہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

جناب سپیکر، جی میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! اب میری گزارش یہ ہے کہ میں نے تو کبھی بھی اس ایوان
ایسی بات نہیں کی جو غیر متعلقہ ہو۔ ہمیشہ میں متعلقہ بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر
پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے تو میں اٹھتا ہوں وہ بھی آپ اجازت دیتے ہیں تو میں سوال اٹھاتا ہوں

ہیں ۔ آپ نے خود ہی یہ نوٹس بھی لیا ہے۔ ان حالات میں میرا اسمبلی میں متواتر آنا اور حاضر رہنا میرے دل گردے کا کام ہے۔ کیونکہ میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بھی میرے جو ساتھی ہیں ان ں سے اکثریت اچھے لوگوں کی ہے چند لوگ ہیں جو اس فضا کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے سامنے اب بھی ایسی بات ہوئی ہے وہ اسی فضا کو مکدر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ہم ایوان ں قانون اور ضابطے کے تحت کام کریں یا ہم دیانت داری سے یہاں contribute کریں۔ کیونکہ ب حاکمین صاحب نے یہ کہا ہے میں صرف یہ استدعا کروں گا کہ اسے آپ pending کرلیں ' آپ ں اجلاس میں دیکھ لیں اگر یہ میرے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرتے ہیں تو مجھے بھی قطعاً کوئی اعتراض ں ہو گا۔ لیکن اگر پھر بھی یہ وہی کرتے ہیں۔ کیونکہ میری تحریک استحقاق بڑی relevant اور فنی نظر سے بھی درست ہے۔ اس لیے آپ اس تحریک استحقاق کو dispose of نہ کریں' pending ر دیں ان کا میں conduct دیکھنا چاہتا ہوں کہ واقعی یہ ٹھیک ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض ں۔ (قطع کلامیاں)

ب سپیکر: خواجہ صاحب! وینس صاحب ' نوابزادہ صاحب اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں ۔ میاں ب میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اگر آپ اس کو pending کروانا چاہتے ہیں تو پھر فراخ دلی سے ے dispose of کرنے دیں۔ اس کو پریس نہ کریں۔ کوئی بات نہیں آپ بھی اس ایوان میں بیٹھے ' فراخ دلی سے اس بات کو معاف کر دیں۔

ں منظور احمد موہل، جناب والا! میں معاف کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میاں منظور احمد موہل اس مسئلے کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

ادہ خضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے آپ کے ان comments پر اعتراض ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میاں منظور احمد موہل کے ساتھ دست درازی کی جاتی ہے یہ نا مناسب الفاظ اس کے معنی اچھے لفظوں میں نہیں آتے۔ تو آپ اس کے کوئی متبادل لفظ فرما دیں ' دست ں والی مخالف جنس کے لیے استعمال ہوتے ہیں ' ادھر نہیں بنتے اور میرا خیال ہے کہ ملک حاکمین ں کو ایسی عادت یا علت نہیں۔

، سپیکر، نوابزادہ صاحب دیکھیں کہ سارے لفظوں میں سے آپ کی نظر کن الفاظ پر پڑی ہے ۔

(قہقہے)

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! دست درازی سے عزت کو خطرہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، اور آپ کوئی متبادل الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! چھیڑ خوانی یا مذاق وغیرہ ہو سکتے ہیں دست درازی سے تو عزت نفس اور عزت جسمانی کے حملے کا اندازہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب آپ کو ان الفاظ پر کوئی اعتراض ہے؟

میاں منظور احمد موہل، وہی الفاظ ہونے چاہییں جو روزانہ یہ کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! دست درازی کی بجائے لفظ دست اندازی استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر، مخدوم صاحب آپ کی ایک تحریک استحقاق ہے نمبر 41۔

مخدوم الطاف احمد، جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق اپنے حلقے میں ایک نامکمل سڑک بارے میں دی تھی، جناب والا! سے گزارش یہ کرنی تھی اور جناب والا کے فرمان کے مطابق میں یہ تحریک استحقاق داخل کی تھی اور اس کا جو حشر بھی ہو وہ بھی میں جناب والا کی صوابدید پر چھوں۔ جو بھی آپ مناسب سمجھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! انہوں نے تو withdraw کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

مخدوم الطاف احمد، جی میں withdraw کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن میں نے سپیکر صاحب فرمان کے مطابق یہ تحریک استحقاق داخل کی تھی۔ اب جو حکم ادھر سے ہو گا تعمیل کروں گا۔ (قہقہے)

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم دونوں کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

مخدوم الطاف احمد، جناب والا! آپ نے خود حکم فرمایا تھا کہ آپ تحریک استحقاق پیش کریں، کے کہنے کے مطابق میں نے دی تھی، اس کا جو بھی فیصلہ آپ نے کرنا ہے کر دیجیے مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! انتہائی مشکل وقت میں مخدوم صاحب نے دریشک صاحب کا دیا ہوا ہے ان کو اس کا بھی لحاظ ہونا چاہیے اس مشکل وقت میں ایک مخدوم الطاف کی سائیڈ پر

انہوں نے تو سجدہ سہو کر لیا اور یہ سجدہ ریز ہو گئے بتوں کے سامنے اور مخدوم الطاف آج بھی ڈٹے ئے ہیں۔ لیکن ان کی پرانی خدمات لحاظ کرنا چاہیے اور ہنسنا بھی نہیں چاہیے۔ سردار صاحب کچھ ہنسی ق کی ہوتی ہے کچھ ہنسی شرمند گی کی ہوتی ہے اور خدا کرے یہ ہنسی شرمند گی کی ہو۔

ب سپیکر، مخدوم صاحب آپ کا وزیر قانون سے پیار محبت ہے آپ اس میں مجھے بھی شامل فرما ہے ہیں اور مجھے علم ہے آپ کی اس تحریک استحقاق کا جس کو غالباً آپ پیش نہیں کرنا چاہتے۔

وم الطاف احمد، جناب والا! میرا مدعا یہ تھا کہ میں نے جناب والا کے فرمان کے مطابق آپ نے کہا تھا کہ آپ داخل کر دیں۔ حالانکہ وہ مجھے روکتے رہے لیکن میں نے اس کے باوجود اس کو داخل ا ہے۔ اس کا فیصلہ آپ ہی فرما دیں۔

ب سپیکر، تو آپ تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتے۔

وم الطاف احمد، جناب والا! میں پھر عرض کروں گا کہ میں نے آپ کے فرمان کے تحت داخل تھی ۔ میں اپنی طرف سے نہ اس کو واپس لینے کے حق میں ہوں اور نہ اس پر بحث کرنے کے حق ہوں۔ جناب اس کا فیصلہ خود فرما دیں۔ (قہقہے)۔

ب سپیکر، تو آپ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے؟ (قہقہے)۔

وم الطاف احمد، جناب والا! آپ کا اصرار اور میرا جواب میرے خیال میں شام تک ایسے ہی چلتا ہے گا۔ آپ بزرگ ہیں آپ جو فیصلہ کر دیں۔

ب سپیکر، تو میں فیصلہ تحریک استحقاق کو پیش کیے بغیر ہی کر دوں؟

وم الطاف احمد، جناب والا! میں پیش کر دیتا ہوں اس کا فیصلہ پھر آپ کر دیں۔

ب سپیکر، تو آپ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے اور فیصلہ مجھ پر چھوڑتے ہیں۔

وم الطاف احمد، چونکہ میں نے داخل آپ کے فرمان کے تحت کی ہے۔ (قہقہے)

ادہ غضنفر علی گل، جناب اسے آپ چیمبرز میں discuss کر لیں۔

ب سپیکر، مخدوم صاحب اگر آپ اپنی تحریک استحقاق کو پیش کرنا چاہتے ہیں تو اسے آپ بلا شبہ کیجیے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور اگر آپ پیش نہیں کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ آپ

تشریف رکھیے میں آپ کو مجبور نہیں کرتا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کیجیے لیکن جو آپ کی دریشک صاحب کی اور میری بات ہوئی تھی وہ میں اب ضرور اس ایوان کو بتاؤں گا کیونکہ آپ نے میر کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور لوگ سمجھ رہے ہوں گے کہ شاید آپ سے میں نے کیسی بات کی ہے میں اب اس کو ضرور بتاؤں گا جو آپ کی دریشک صاحب کی اور میری بات ہوئی ہے تو اب آپ اپنی تحریک استحقاق کو پیش کرنا چاہتے ہیں یا نہیں پیش کرنا چاہتے ؟

مخدوم الطاف احمد ، جناب میں پیش کر دیتا ہوں ۔ وزیر قانون کا یہ فرمان ہے کہ میں اسے پیش کروں اور یہ میرا مسئلہ بلاشبہ حل کروا دیں گے لیکن جناب والا میرا ایمان ہے کہ وزیر قانون یا کوئی او صاحب ہوں پنجاب میں کسی کی کوئی وقت نہیں پنجاب میں صرف ایک آدمی کی خواہش چلتی ہے یہاں نہ قانون اور نہ ہی ضابطہ چلتا ہے' یہاں صرف ایک آدمی is only run at the will of the individual. ابھی میاں منظور احمد موہل کی تحریک استحقاق کے بارے میں جناب نے بھی ارشا فرمایا ہے اور منظور احمد موہل صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ اور وزیر قانون ہمیشہ استحقاق مجروح کرتے ہیں۔ اپنے ذاتی تعلقات کی وجہ سے یہ میرا گلا دباتے ہیں۔ یہ میری آواز دبانے کی کوشش کرتے ہیں کبھی خود ' کبھی چودھری پرویز الٰہی کو ' کبھی جناب کھوسہ کو ساتھ ملا کے لاتے ہیں ' کبھی روکڑ صاحب کو لے آتے ہیں کبھی کسی اور صاحب کو ساتھ لے کے آتے ہیں۔ جناب والا! وزیر قانو ہمیشہ استحقاق مجروح کرتے ہیں۔ ان کا بنیادی کام یہی ہے۔ اب مجھے فرمائیے کہ میں کس ایوان میں کر دستک دوں۔

جناب سپیکر ، تو آپ اپنی تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتے ؟ لگتا ہے کہ لاہنسٹر صاحب سے سیٹلمنٹ ہو گئی ہے کہ آپ تحریک استحقاق پیش نہیں کریں گے۔

مخدوم الطاف احمد ، کبھی وہ ہنس کے بول لیتے ہیں تو اگر میں حکم عدولی کروں تو پھر میرا خیا ہے کہ وہ مسکرانے سے بھی جاتے رہیں گے۔

جناب سپیکر، تو آپ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے ؟

مخدوم الطاف احمد، ٹھیک ہے ' جناب والا!

جناب سپیکر، مخدوم صاحب' لاہنسٹر صاحب کی ہم راہی میں میرے پاس تشریف لائے۔ میرے چیم

ں اکثر مخدوم صاحب مہربانی فرماتے ہوئے اور تشریف لاتے رہتے ہیں۔ میرے بہت مہربان دوست ور ساتھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ دیکھیں لاہنسٹر صاحب ہمیشہ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ اور یکھیں کہ میرے یہ معاملات رک گئے ہیں۔ یہ سڑک رکی ہوئی ہے۔ میں ان کے خلاف تحریک استحقاق وں گا۔ تو میں نے ان سے کہا کہ مخدوم صاحب ' آپ سڑک کے بارے میں تحریک استحقاق لانا چاہتے ں تو ضرور لائیے گا اور میں لاہنسٹر کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جس وقت تک اس ایوان کے ور پر سٹیٹمنٹ نہیں دیتے کہ آپ کی سڑک بنے گی۔ تو یہ بات میں نے کی ہے اور میں اب بھی اس اقرار کرتا ہوں ۔ اور اب چونکہ لاہنسٹر صاحب نے ہاؤس کے باہر مخدوم صاحب کو یقین دہانی کرا دی ہے اس لیے وہ اپنی تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتے۔ یہ ساری بات ہے۔

روم الطاف احمد: اس کا مقصد یہ ہوا کہ کم از کم وزیر قانون پہ آپ نے اخلاقی بوجھ ضرور ڈالا ہے۔ ر اس ایوان کو آپ نے گواہ بنایا ہے۔

بزادہ غضنفر علی گل: وزیر قانون پر اخلاقی دباؤ پڑتا ہی نہیں ' آپ یقین جانیے۔

اب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ۔

وزیر اعلیٰ کی جانب سے منتخب نمائندوں کو چور اور ڈاکوؤں کا ساتھی قرار دینا

. ذاکر حسین شاہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث نے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ، کہ روز نامہ "جنگ" لاہور مورخہ 16 ۔ جون 1990ء کے صفحہ اوّل پر سب سے بڑی سرخی کے ساتھ . اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف کا بی بی سی ٹیلیویژن کی مس درانی کو دیے گئے ایک انٹرویو کی خبر ، ہوئی جس میں کہا گیا ہے "یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منتخب نمائندے ں ' ڈاکوؤں اور چوروں کی حمایت کر رہے ہیں"۔ عوام کے ووٹوں سے منتخب نمائندوں کو مجرموں لفظ اور حامی قرار دینا جمہوریت ' جمہوری اداروں اور منتخب افراد کی سخت توہین و تضحیک ہے۔ ایک کی ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے اپنے ملک کے منتخب نمائندوں کے خلاف اس قسم کی الزام ں کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس دیدہ دلیری کے ساتھ بے ثبوت ت لگا کر منتخب نمائندوں کو رسوا اور بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ہم سب کے لیے لمہ فکریہ

ہے۔ یہ ہم سب کے لیے افسوس کا مقام ہے۔ وزیر اعلیٰ نے قبل ازیں بھی کئی مواقع پر منتخب نمائندوں کو بے ضمیر اور بکاؤ مال کے القاب سے نواز کر ان کی توہین کی لیکن چونکہ ان کے ان بیانات کا نوٹس نہیں لیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے اب پیپلز پارٹی کے منتخب نمائندوں کو چوروں اور ڈاکوؤں کا ساتھ قرار دے دیا ہے۔ جمہوری نظام میں آئین و قانون اور اخلاقی حدود میں رہتے ہوئے سیاستدانوں کو اظہار رائے کی مکمل آزادی حاصل ہے لیکن ثبوت کے بغیر منتخب افراد کو مجموعی طور پر مجرموں کا سرپرست قرار دینے کا حق کسی کو بھی نہیں دیا جا سکا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف ملک کے سب سے بڑے صوبے کے حکمران اور اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر ہیں ان کی جانب سے اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کا مظاہرہ بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ اس ملک میں پہلے ان سیاستدانوں کو بدنام کرنے کی ایک منظم مہم چلائی جا رہی ہے۔ اور جمہوریت دشمن قوتیں سیاستدانوں کو عوام کی نظر میں گرانے کے لیے گہری سازش کر رہی ہیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے متذکرہ بالا بیان کو بھی اس تناظر میں دیکھا جانا چاہیے اور اس کا سخت نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔ پارٹی وابستگیوں اور سیاسی وفاداریوں سے قطع نظر اس بیان کے مضمرات کا جائزہ لینا ہو گا تاکہ منتخب افراد کے وقار اور احترام کا تحفظ کیا جا سکے۔ چونکہ میں بھی اسی معزز ایوان کا رکن ہوں اور عوام کا ایک منتخب نمائندہ ہوں چنانچہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے متذکرہ بالا بیان سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر جائے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی۔ جناب سپیکر! قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ قانون کی نظر میں ہر شہری کا ایک جیسا مقام ہے۔ اگر قانون کی خلاف ورزی کوئی حکمران کرے گا تو اس پر بھی قانون کے مطابق اسی طرح گرفت ہو گی جس طرح ایک عام آدمی کی ہوتی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہاں پیپلز پارٹی کے کم و بیش سو ارکان ہیں۔ قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی اکثریت ہے۔ پورے ملک کے منتخب نمائندوں کو مجرموں، ڈاکوؤں اور چوروں کا ساتھی قرار دینا جناب سپیکر کسی لحاظ سے بھی اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کو زیب نہیں دیتا۔ ان کے پاس کیا ثبوت ہے پاس۔ اگر پیپلز پارٹی کے کسی رکن صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کسی چور ڈاکو یا لٹیرے کی حمایت کی ہوتی تو

سے میں وزیر اعلیٰ کی حکومت ہے۔ اگر وہ بغیر کسی جرم کے پیپلز پارٹی کے اراکین صوبائی اسمبلی
ے خلاف انتقامی کارروائیاں کر رہے ہیں تو مدرجہ اتم وہاں پیپلز پارٹی کے منتخب نمائندوں کے خلاف
ت جرم کا مقدمہ درج کرواتے۔ لیکن ایسی کوئی مثال پنجاب میں نہیں ملتی کہ پیپلز پارٹی کے منتخب
مے نے کسی چور ڈاکو کی حمایت کی ہو۔

جناب سپیکر! چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کی حمایت وہ کرتے ہیں یا تو جن کے پاس بے
سرمایہ ہوتا ہے یا جن کے پاس حکومت کے بے پناہ اختیارات ہوتے ہیں۔ پیپلزپارٹی والے تو
م لوگ ہیں۔ نہ ان کے پاس بے پناہ سرمایہ ہے اور نہ ان کے پاس حکومت ہے۔ یہ تو پنجاب میں
جان بچاتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ یہ کسی مجرم کی کیا حمایت کریں گے۔ آپ اس سے پہلے کے
اعلیٰ کے بیانات کا جائزہ لیں ان کی اپنی پارٹی کے سردار عاشق گوپانگ نے ان کے ایک بیان
بارے میں تحریک استحقاق پیش کی تھی جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے منتخب نمائندوں کو بکاؤ مال
بے ضمیر قرار دیا تھا۔ لیکن سردار عاشق حسین گوپانگ پر دباؤ ڈال کر وہ تحریک استحقاق جس کا نمبر
تھا، اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ان کو موقع نہیں دیا گیا۔ لیکن جناب
را اب ایک میرا نہیں پیپلزپارٹی کے سینکڑوں اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں یہاں
ے اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ پیپلزپارٹی کے منتخب نمائندوں نے کبھی چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کی
ت نہیں کی۔

کیا رانا آفتاب جیسا شریف آدمی کسی چور ڈاکو اور لٹیرے کی حمایت کر سکتا ہے، کیا رانا
ت محمود جیسا شریف النفس، کیا اسلم گورداس پوری جیسا شاعر اور نواب زادہ غضنفر علی گل جیسا
ٹیرین اور جاوید محمود گھمن جیسا خود دار اور ہماری پارٹی کے ایک ایک رکن کا جائزہ لیں۔ جناب
آپ ہماری "تر دامنی پہ نہ جائیں، دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔" اور جناب والا! ہم گزارش
تے ہیں کہ اس ملک میں سیاست دانوں کو بدنام کرنے کی ایک سازش کی جا رہی ہے اور ہر وہ
م جو سیاست دانوں کو بدنام کرنے کی طرف جاتا ہے وہ ان غیر مرئی قوتوں کی حمایت ہے جو اس
یں ایک بار پھر جمہوریت کی بساط لپیٹنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم نے وزیر اعلیٰ کو اس لیے چھوڑ دیا
ہ اس صوبے کا مقتدر اعلیٰ ہے اور اس کی باتوں کا نوٹس نہیں لیا تو آگے چل کر اگر جمہوریت اور
ی اداروں پر کوئی ضرب کاری لگی تو ہم سب اس کے ذمہ دار ہوں گے، آپ چھان بین کریں،

میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے جج پر مشتمل ایک ٹیبل قائم کیا جائے کہ چوروں ڈاکوؤں اور لٹیروں کی حمایت کون کر رہا ہے؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! مختصر بیان دیجیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس میں یہ نہ دیکھیں کہ اس کا تعلق حکومت سے ہے' یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے یہ جمہوری اداروں کے وقار کا مسئلہ ہے' یہ سیاسی دانوں کے احترام کا مسئلہ ہے جناب والا! ہم اپنی طرف سے پیپلزپارٹی والوں کی طرف سے آپ یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے کبھی کوئی اس قسم کا جرم نہیں کیا' یہ ہمارے اوپر بہتان ہے۔ الز تراشی ہے' جناب والا!

"ہم اوس کے قطرے ہیں کہ بکھرے ہوئے موتی
دھوکہ نظر آئے تو ہمیں روند کے دیکھو۔"

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر۔۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے بھائی جناب ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق پر پہلے تکنیکی اعتراض ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب صرف قائد ایوان ہی نہیں بلکہ وہ پاکستان کی سب سے ب اپوزیشن پارٹی اسلامی جمہوری اتحاد کے بھی قائد ہیں۔ اور وہ جو بھی بیانات دیتے ہیں وہ بحیثیت اسلامی جمہوری اتحاد اور اپوزیشن کے مقتدر لیڈر ہونے کی حیثیت سے لوگوں کے جذبات کی ترج کرتے ہیں۔ اب جناب والا! ہمارے یہ بھائی ہمیں اس کے اندر اور ہاؤس سے باہر جس قسم کے القاب سے ان کے لیڈر ہمیں نوازتے رہتے ہیں یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "دامن نچ دیں تو فرشتے وضو کریں۔" میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ ماضی اور حال کی تلخیوں کی تفصیلات میں جا کیونکہ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں بہت بڑی ایک داستان بیان کی ہے اور اس پر جو انہوں اپنا مختصر بیان دیا ہے وہ اس سے بھی بڑی داستان ہے۔ جناب والا! اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے بطور اسلامی جمہوری اتحاد اور اپوزیشن کے لیڈر ہونے کے انہوں نے کوئی اس قسم کا بیان دیا ہے تو سمجھتا ہوں کہ وہ ان کا ایک سیاسی بیان تھا اور اس کو حقائق سے مدد ملتی ہے۔ جناب والا! پیپلز پ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں کا پاس یہ ہے کہ پچھلی جو پیپلز پارٹی کی حکومت تھی گورنر ہا

میں سمن آباد کی معصوم بچیوں کے ساتھ جو حشر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے ' ملک سلیمان جو اپنی پارٹی کا ایم این اے تھا اس کے اور اس کے خاندان کے ساتھ جو حشر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ جے۔اے رحیم جو اس پارٹی کا جنرل سیکرٹری تھا اس کا حشر آپ کے اور ہم سب کے سامنے ہے۔ جناب والا! جب یہ باتیں کرتے ہیں تو ہم سنتے ہیں ' اب ان کو بھی سننا چاہیے۔ خواجہ رفیق کو کس نے شہید کیا ۔ ڈاکٹر نذیر اور مولانا شمس الدین کو کس نے شہید کیا ۔ میاں طفیل جماعت اسلامی کے لیڈر کے ساتھ کیا ہوا ۔ جناب والا! ملک قاسم جو پیپلز پارٹی کے انٹی کرپشن کے لیڈر ہیں ان کے ساتھ کیا ہوا؟---(قطع کلامیاں)-----

جناب سپیکر، گھمن صاحب ' مداخلت مت کریں ' اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز---

وزیر قانون، ہم کتنے حوصلے سے ان کی شدید اور سخت سے سخت ترین باتیں سنتے ہیں ' اب ہمیں اپنے کیس کو پلیڈ کرنے کے حق سے اور جو وہ باتیں کرتے ہیں ان کا جواب دینے کے حق سے تو محروم نہیں کر سکتے۔ ہماری بات سننے کا بھی وہ اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں ' ہم تو ان کی تلخ ترین بات سنتے ہوئے بھی ان کو مخل نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: جناب لاءمنسٹر صاحب ' آپ اپنی بات مکمل کریں ' آرڈر پلیز --

وزیر قانون، جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پھر وہ دور ختم ہوا تو پھر ایک الذوالفقار نامی ایک دہشت گرد تنظیم معرض وجود میں آئی ' اور اس نے جو کارہائے نمایاں کیے اس سے ہمارے ہر ذی شعور شہری کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے ۔ جناب والا! پھر گیارہ سال کی تگ و دو کے بعد ان جمہوریت کے علم برداروں کو حکومت میں آنے کا موقع ملا ' انہوں نے قوم اور ملک کو سب سے پہلا تحفہ کیا دیا کہ جتنے بھی سخت ترین مجرم خطرناک کیسوں میں ملوث تھے ' مثلاً علی فٹ بال جس کو عدالت نے دس مرتبہ سزائے موت دی تھی۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان سب کو چھوڑنے کا حکم دے دیا۔ وہ جتنے بھی اس قسم کے خطرناک لوگ تھے ان کو سب کو سیاسی قیدیوں کے بہانے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے ہمارے لیے ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ اب جناب والا یہاں پر کوئی واقعہ ہوتا ہے ' کوئی باغبانپورہ میں ہوتا ہے ' کوئی چنیوٹ میں ہوتا ہے جناب والا! جہاں بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے وہاں پر ان کے لیڈران ' ان کے منسٹر ان کے انٹیریر منسٹر ' اور ان کے دیگر لیڈر وہاں پر

پہنچ جاتے ہیں جہاں بھی کوئی اس قسم کا واقعہ ہو' اور رات کو ان کی مجلس ہوتی ہے ' رات میٹنگ ہوتی ہے اور صبح ہمارے تھانوں میں آگ لگی ہوتی ہے۔ جناب والا!

امن کے پیغمبروں کا رات ایک جلسہ ہوا
صبح ہوتے ہی میری بستی میں قتل عام ہوا

رات کو یہ جلسہ کرتے ہیں اور صبح کو ہمارے تھانوں کو آگ لگی ہوئی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کا حال پیدا ہوئی ہوتی ہے۔ یہ اب کیا سمجھتے ہیں کہ ان کی اس قسم کی باتیں درست ہیں ' جناب آپ ہی بتائیں کہ ہماری حکومت ابھی اقتدار میں بھی نہیں آئی تھی کہ ہمارے اوپر region کے charges لگائے گئے تھے۔ جناب والا! اس ایوان میں جس ایوان نے ان کو منتخب کیا اس کا حلف برداری رکوانے کی کوشش کی گئی' اس کے بعد جناب والا! ایسٹ پاکستان جو کچھ ہو رہا ہے اس پر ہمیں مورد الزام ٹھہرایا گیا ' جناب والا! سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے جو کچھ کر رہا ہے اس کا الزام بھی ہمارے گلے میں ڈالا گیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا ۔

جناب والا! آپ انصاف کریں ' اگر انہوں نے اس قسم کی بات کی اگر انہوں نے اس قسم کی انٹرویو دیا ہے تو یہ کون سا گناہ کیا ہے۔ تو میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کی خدمت گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق قطعی طور پر پذیرائی کے قابل نہیں ہے اس کو reject جائے۔ یہ ان کا ایک بیان ہے جو کہ انہوں نے بی بی سی کو دیا ہے اس کا اس ہاؤس کے معاملات کوئی تعلق نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' آپ رول 179(3) کے تحت بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جی ' 179 کے تحت۔

"A member who has made a motion may speak by way of reply."

جناب سپیکر: آپ فرمایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! نمبر ایک تو یہ ہے کہ وزیر قانون نے غیر متعلقہ باتیں کر کے

ضوابط کی خلاف ورزی کی ہے۔ نمبر 2 ' تکنیکی اعتبار سے وہ میری تحریک استحقاق کے خلاف
لائل پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان کا یہ جواز کہ وہ اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر ہیں۔ لیکن
نہوں نے جو انٹرویو دیا ہے وہ انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب اور اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر کی حیثیت
سے دیا ہے۔ دونوں عہدے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ کو لیڈر
ف اپوزیشن بننے کا اتنا ہی شوق ہے تو وزارت اعلیٰ چھوڑ دیں اور مرکز میں جا کر اپوزیشن لیڈر بن
ائیں! انہیں کس نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ بنیں ؟ یہ بیک وقت اپوزیشن لیڈر بننے کا شوق بھی پورا
کرتے ہیں۔ دونوں عہدے ایک ساتھ تو نہیں رکھ سکتے۔ اگر اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر کی حیثیت
سے دیا ہے تو بھی وہ صوبائی اسمبلی کے رکن ہیں۔ جناب والا! ان کے اس بیان سے پیپلز پارٹی کے
خب ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ ثابت کریں کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ ورنہ کہنے کو تو
ں بھی کہہ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی کابینہ میں کتنے رسہ گیر ہیں۔ پولیس کے ریکارڈ میں کتنے
سہ گیر ہیں۔ لیکن ہم نہیں کہتے ' اس لیے کہ ہمارے پاس ثبوت نہیں ہے۔ ہم بغیر ثبوت کے نہیں
تے۔ کہنے کو تو کوئی بھی الزام کسی پر بھی لگایا جا سکتا ہے جناب سردار صاحب۔ یہ میرے ایک رکن
نہیں ' یہ سرحد اسمبلی کے ارکان ' سندھ اسمبلی کے ارکان ' بلوچستان اسمبلی کے ارکان سب کے خلاف
ہے ۔ اور یہاں بیٹھے ہوئے ارکان کے خلاف ہے۔ تکنیکی اعتبار سے اس سے موزوں تحریک استحقاق
یں ہو سکتی۔ آپ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ اس تحریک استحقاق کے
ف ان کے پاس کوئی جواز نہیں۔

اب سپیکر، شکریہ۔ میں اب اس پر فیصلہ دوں گا۔ اس کے بعد آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو سنوں

ب محمد اسلم گورداسپوری، ضروری ہے۔ آپ کی رولنگ سے پہلے ایک بات کی وضاحت ہو جائے۔

ب سپیکر، جناب گورداسپوری صاحب! اس تحریک استحقاق کے بارے میں' میں ڈیبیٹ کی اجازت
ں دیتا شاہ صاحب نے تحریک پیش کی ہے۔ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے۔ اس کے بعد لاہنسٹر
ب نے جواب دیا ہے۔ اس کے بعد سید ذاکر حسین شاہ نے اپنے جواب کا حق استعمال کیا ہے۔ تو
، اس پر میں فیصلہ دوں گا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، ہاؤس میں ایک ایسی بات ہوئی ہے کہ اگر اس کی وضاحت نہ ہوئی تو۔۔۔

جناب سپیکر، کیا آپ کی ذات کے بارے میں کوئی بات ہوئی ہے؟

جناب محمد اسلم گورداسپوری، اس پوری قوم اور پورے ملک کے بارے میں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، گورداسپوری صاحب، مجھے افسوس ہے۔ قواعد کی رو سے اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، کوئی بات جو غیر آئینی ہو۔۔۔

جناب سپیکر، مجھے افسوس ہے۔ گورداسپوری صاحب، میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔

چیئر کی رولنگ

MR SPEAKER: A mere statement appearing in the press will not call for the intervention of the Assembly Defamatorywords against a particular section of the House or against a particular party in the House are not treated as constituting a contempt of the House since the whole House is not affected.

Ref - NA Debate 1974

Decision No.339

Hard words used against a person and a party are dealt with if necessary by the law of defamation and it is onlywhere the House is a whole is affected by the spoken words then the question of privilege arises.

Ref - Law of Parliamentary

Privileges in U.K.

The privilege of the members is confined to what has been said in the House. Whatever might have been said or done outside the House cannot form the basis of a privilege motion

Ref. - N.A. Debate

Decision No.335

On the basis of the above, the motion moved by the Hon'ble member is ruled ou t of order

ں! گوردا سپوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ناب محمد اسلم گوردا سپوری: جناب سپیکر! میں آپ کو وساطت سے لاءمنسٹر صاحب سے یہ دریافت کروں گا کہ جس گورنر ہاؤس کے بارے میں انہوں نے گیارہ سال پہلے کے واقعات دہرائے کہ وہاں کیاں گئیں ' وہاں عزتیں لوٹی جاتی تھیں ' وہاں قتل ہوتے تھے۔ تو اس ایوان کو وزیر قانون بتا سکتے ں کہ اس غیرت مند انسان کا اس حکومت کے ساتھ کیا تعلق تھا ؟ کیا یہ اس حکومت میں وزیر تھے ؟ ر اگر یہ وزیر تھے اور ان میں اتنی غیرت تھی تو کیا انہوں نے استعفیٰ دیا تھا؟

زیر قانون: جناب سپیکر! نکتہ ذاتی وضاحت۔ جناب والا! جن واقعات کا میں نے ذکر کیا ہے ' وہ برے وزیر بننے سے پہلے کے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ بھی میرے وزیر بننے کے بعد نہیں ہوا۔ ں لوگوں نے یہ مظالم کیے تھے ان کے خلاف ہم نے علم جہاد بلند کیا تھا اور انہیں کانوں سے پکڑ کر ومت سے نکلوایا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور پھر جب انہوں نے ظلم کی داستان دوبارہ شروع کی تو یارہ اپریل 1977 ء کو میں نے منسٹری سے ' ایم پی اے شپ سے اور پارٹی کی بنیادی رکنیت سے تعفیٰ دے دیا تھا۔ یہ نوٹ فرمالیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) (قطع کلامیاں)

ب ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ وزیر تھے۔ جب طفےٰ کھر نے 1974ء میں پارٹی چھوڑی اس کے بعد ملک سلیمان اور ان کے خلاف کارروائی ہوئی۔ اس

وقت یہ نواب صادق حسین قریشی' ضیف رامے کی کابینہ میں وزیر تھے۔ یہ اب استعفیٰ دے دیں۔ یہ اس وقت وزیر تھے۔ ضیف رامے کی کابینہ میں وزیر تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں جناب لاءمنسٹر اور اپنے پیپلز پارٹی کے بھائیوں کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اسلامی جمہوری اتحاد پاکستان کے صدر نے جو بیان دیا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔ یہی نہیں کہ یہ لوگ چوروں اور ڈاکوؤں کو پناہ دیتے ہیں ' بلکہ پیپلز پارٹی کے منتخب اراکین ڈکیتی کرتے ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ آج بھی غلام سکندر سندھ میں ایک ایسے شخص کو لوٹنے کی سزا میں جیل میں ہے کہ جو شخص قارن سے دو کروڑ روپے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے یہاں پر لایا۔ پیپلز پارٹی کے ایک ایم پی اے نے اس شخص کو لوٹا ' اس کی ٹانگ سے بم باندھا اور اس کا ڈیڑھ کروڑ روپیہ لوٹ لیا۔ یہ لوگ صرف چوروں کا تحفظ نہیں کرتے ' بلکہ ڈکیتی کرتے ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ بتائیں ' ان کے پاس کیا ثبوت ہے ؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب ' تشریف رکھیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ بات ایوان میں کہی گئی ہے۔ آپ کی رولنگ کے مطابق یہ تحریک استحقاق کا موضوع بنتی ہے۔ آپ ان کی باتوں کا نوٹس لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب' تشریف رکھیں ۔ آرڈر پلیز۔ راجہ خالد صاحب' اب چودھری صاحب کو آپ اٹھنے نہ دیں۔ (قطع کلامیاں) گھمن صاحب ' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: آپ نوٹس لیں۔ ان کے الفاظ حذف کریں۔

جناب سپیکر: آپ کون سے الفاظ حذف کرانے کے لیے کہہ رہے ہیں؟ آرڈر آرڈر پلیز! ایک آدمی بات کرے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا ضیف رامے کی کابینہ میں وزیر تھے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ I am sorry

سید ذاکر حسین شاہ: اب آپ کی رولنگ کے مطابق یہ بات ہاؤس میں کہی گئی ہے اب یہ تحریک

استحقاق کا موضوع بن گیا ہے جناب والا! اب آپ ان کی باتوں کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب تشریف رکھیں راجہ خالد صاحب چودھری صاحب کو اب اٹھنے نہ دیں۔ شاہ صاحب ! آپ کی بات میں نے سن لی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! جو بات انہوں نے کی ہے یہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ سب چور، ڈاکو ہیں۔ میں یہ بات اس ایوان میں کہتا ہوں کہ یہ انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر ، یہ بات انہوں نے نہیں کہی۔ یہ ہاؤس میں جو لوگ بیٹھے ہیں جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یہ سب لوگ چور ہیں' چودھری صاحب آپ نے یہ بات کہی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر ، میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ لوگ جو میرے سامنے پیپلز پارٹی کے اس ایوان میں بیٹھے ہیں بلکہ میں نے یہ کہا کہ آئی ۔ جے۔ آئی کے پریزیڈنٹ نے جو بیان دیا ہے۔

جناب سپیکر ، آپ نے یہ بات کہی ہے کہ پیپلز پارٹی کے اراکین جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، میں جذبات میں نہیں بلکہ عقل' ہوش اور دیانت داری کو مدنظر رکھتے ہوئے ات کروں گا۔

جناب سپیکر ، آپ صرف یہ بتائیں کہ یہ بات آپ نے کی ہے یا نہیں۔ آپ نے پنجاب اسمبلی کے ممبرز کے بارے میں یہ بات کی ہے۔

ودھری اصغر علی گجر ، میں نے سندھ اسمبلی کے ممبرز کے بارے میں یہ بات کی ہے۔ میں نے غلام سین انہڑ کے بارے میں کہا سندھ کے متعلق کہا اور ان کو صرف غیرت دلائی ہے کہ اس کو پیپلز رٹی سے نکال دو۔ یہ بات کہی ہے۔ (شور)

ید ذاکر حسین شاہ ، انہیں سندھ اسمبلی سے کیا تعلق ہے۔ جناب والا! اس بات کا نوٹس لیں۔ اس ں ہم سب شامل ہیں۔

ناب سپیکر ، چودھری صاحب تشریف رکھیں (شور) شاہ صاحب تشریف رکھیں ۔ گھمن صاحب! آپ ں تشریف رکھیں میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دوں گا۔ میں اس بحث و مباحثہ ں جو بھی ناشائستہ الفاظ کسی کے بارے میں استعمال کیے گئے ہیں۔ میں ان کو حذف کرتا ہوں ۔ من صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس بات پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو

میں آپ کو کہوں گا کہ نہ کیجیے گا۔ کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں گھمن صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن : جناب عالی! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ عرصہ ڈیڑھ سال سے میں باتیں سنتا آ رہا ہوں اور وزیر قانون جو ہوتے ہیں وہ حکومت کے بڑے سینئر ممبر ہوتے ہیں۔ انہو نے ہماری پارٹی کو دہشت گرد پارٹی اور الذوالفقار کا ساتھی قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ڈیڑھ سال ۔ پچھلی باتیں تو چھوڑیں ڈیڑھ سال سے پچھلی ضیاء الحق کے تاریک دور کو اور جنگل کے قانون کو اور سابہ مارشل لاء کو چھوڑیں اب بتائیں کہ اس ڈیڑھ سال میں اگر ایک بھی دہشت گرد پکڑا گیا ہے ذوالفقار کے ساتھی ہیں تو اسے چوک میں کھڑا کر کے پھانسی لگائیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھی ہو گے۔ بار بار لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اور ہمیں بدنام کرنے کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے جا ہیں۔ اس طرح ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ الذوالفقار کا بار بار نام ل اور جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اگر اس کا کوئی وجود ہے تو یہ ثابت کریں۔ کہ اگر کوئی دہشہ گرد ہماری پارٹی میں گھسا ہوا ہو تو جاوید گھمن پہلا آدمی ہو گا۔ جو اس کا مقابلہ کرے گا اور اس ۔ خلاف چلے گا۔ لیکن جھوٹی باتیں بنا بنا کر لوگوں کو گمراہ مت کریں۔ اگر انہوں نے دوبارہ الذوالفقار نام لیا تو انہیں اپنی سیٹ سے دستبردار ہونا چاہیے۔ بغیر کسی بات کے اور بغیر کسی وجود کے ا باتیں ایوان میں کرتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جناب سپیکر : گھمن صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ آفتاب احمد خان صاحب اپنی تحریک استحقاق پ کریں۔ راجہ صاحب کیا آپ اسی ایشو پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ راجہ صاحب میں کہتا ہوں کہ اس چیپٹ بند کر دینا چاہئے ۔ چودھری صاحب۔

راجہ محمد صفدر : جناب سپیکر! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر : راجا صاحب! وہی بات ہے۔

راجا محمد صفدر : جناب سپیکر! یہ صرف اتنا بتا دیں کہ وہ صدارتی حکم کے تحت چھوڑے گئے۔ کیا ایون میں صدر کے کنڈکٹ کو تنقید کیا جا سکتا ہے۔ کل انہوں نے یہاں عدالت عالیہ کی دھج اڑائیں۔ جناب محمود الرشید صاحب نے وہ مقدمہ جو سپریم کورٹ کے زیر سماعت ہے۔ اس ہاؤس اس سے متعلق بات کی ۔ جناب والا! آپ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ پہلے تو انہوں نے عدالتوں

ہیں کی اب صدر کے کردار کو بھی تنقید کا نشانہ بنا رہے ہو۔ میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ کیا
در کے کردار کو نشانہ تنقید بنایا جا سکتا ہے۔

ناب سپیکر : میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دوں گا۔ چودھری فاروق صاحب۔

دھری محمد فاروق : جناب سپیکر! اس ایوان میں ہمارے ایک معزز ساتھی جاوید گھمن صاحب نے
ابھی سٹیٹمنٹ دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بیان انہوں نے دیا ہے وہ حقائق پر مبنی نہیں۔ انہوں
نے حقائق کو توڑ موڑ اور ایوان کو غلط اطلاعات فراہم کی ہیں۔ انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ الذوالفقار کا
ئی وجود نہیں۔ جناب سپیکر! ان باتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ زندگی۔ (شور)

اب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر (شور) آرڈر۔ آرڈر۔ آرڈر۔ شور و غوغا۔

میں چودھری فاروق صاحب سے کہوں گا کہ میری بات سنئے۔ پارلیمانی سیکرٹری اور ممبر میں
ق ہوتا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری کو ضابطے کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔ آپ تشریف
لھیے۔ جناب آفتاب احمد خان صاحب۔

رکن اسمبلی کو ترقیاتی ادارہ فیصل آباد میں نمائندگی نہ دے کر حقوق پامال کرنا

ب آفتاب احمد خان : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر
ث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔
لہ یہ ہے کہ پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ایکٹ 1976ء میں دیے گئے اختیارات و فرائض کی انجام دہی کے
صوبائی حکومت نے وسیع تر مفادات اور فیصل آباد کے عوام کے معیار زندگی کو جدید' بہتر' مربوط
بہ بندی کے تحت بلند کرنے اور انہیں دور حاضرہ کی تمام تر سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے فیصل
ترقیاتی ادارے کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو کہ متذکرہ ایکٹ میں دیئے گئے فرائض سے عہدہ
ہو سکے۔

جناب سپیکر! متذکرہ ایکٹ کے تحت فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام
کے مالی و انتظامی امور کو چلانے کے لیے "ایک اتھارٹی" کو وسیع تر اختیارات تفویض کئے گئے ہیں
اس اتھارٹی میں لازمی طور پر دیگر سرکاری افسران کے علاوہ شہری آبادی سے منتخب ہونے والے
ں اسمبلی کے ارکان کو نمائندگی دینا قرار دیا گیا ہے جس کا نوٹیفکیشن جاری کرنا صوبائی حکومت کی

ذمہ داری ہے۔

گزشتہ نومبر 1988ء کے انتخابات میں فیصل آباد شہر کی آبادی سے ماسوائے ایک سیٹ کے تمام سیٹوں پر پی۔پی کے امیدوار منتخب ہوئے۔ جن میں میں بھی شامل ہوں۔ لیکن صوبائی حکومت نے محض اس بناء پر کہ میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوا۔ مجھے فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کی اتھارٹی میں نمائندگی دینے سے متعلقہ نوٹیفکیشن جان بوجھ کر جاری نہیں کیا اور اس طرح سیاسی بنیادوں پر فیصل آباد کے شہریوں کو ان کی طرف سے دی جانے والی نمائندگی کے حق سے مجھے مسلسل محروم رکھا جا رہا ہے۔ مزید براں پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ایکٹ 1976ء کے تحت فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے بجٹ اور تمام سالانہ ترقیاتی امور و پروگرام کی حتمی منظوری بھی اس اتھارٹی کے فیصلوں کے تابع ہے۔ اس لیے صوبائی محکمہ ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ نے فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کی اتھارٹی کا اجلاس بھی نئے سرے سے طلب نہ کیا اور سیاسی بنیادوں پر انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے کی اس سے بڑی کیا مثال ہو سکتی ہے کہ یہ ادارہ کسی منصوبے کی منصوبہ بندی اور بجٹ منظوری کے بغیر اب تک چلایا جا رہا ہے۔ میں نے متعدد بار اس سنگین بے ضابطگی کے بارے میں محکمہ سے رجوع کیا تو مجھے ہر بار یہ بتایا گیا کہ جب بھی اتھارٹی کا اجلاس طلب کیا جائے گا تو آپ کو ضرور اس میں بلایا جائے گا اور مجوزہ نوٹیفکیشن بھی اس سلسلے میں جاری کر دیا جائے گا لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ صوبائی محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے فیصل آباد ترقیاتی ادارے کی اتھارٹی کا اجلاس 20 جون 1990ء کو فیصل آباد میں طلب کر لیا ہے لیکن اس اجلاس میں مجھے طلب ہی نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی متذکرہ اتھارٹی میں میرے بطور ممبر اتھارٹی کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی مجھے متذکرہ اجلاس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! قواعد و ضوابط اور پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ایکٹ کے تحت قائم کردہ فیصل آباد ترقیاتی ادارے کی "اتھارٹی میں بطور رکن صوبائی اسمبلی شریک ہو کر مجھے اس شہر کے شہریوں نے جو مینڈیٹ دیا ہے اسے محض اس بناء پر غصب کیا جا رہا ہے کہ میرا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ جبکہ متذکرہ "اتھارٹی" میں میری نمائندگی میرے استحقاق میں شامل ہے اور اس نمائندگی سے روکنا میرے استحقاق کی پامالی کے زمرے میں آتا ہے۔ جس کا نوٹس لیا جانا ضروری ہے۔۔ اس لیے جناب سپیکر! میں استدعا کرتا ہوں کہ معاملہ ہذا کو اس معزز ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے

بطہ قرار دے کر چھان بین وتحقیق کے لیے کمیٹی برائے استحقاق کے سپرد فرمایا جائے اور اسے
ہت فرمائی جائے کہ وہ اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

ب سپیکر ، رانا صاحب! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ تحریک استحقاق پیش کر لی ہے اور اس پر
ٹ سٹیٹمنٹ آپ کل دیں گے ۔ تحاریک استحقاق کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

ا آفتاب احمد خان ، جی ٹھیک ہے۔

انا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق pending چلی آ رہی ہے۔

ب سپیکر ، مولانا صاحب! آپ کی تحریک استحقاق اور چودھری وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق
ے خیال میں کل take-up ہو جائے گی۔ (قطع کلامیاں) مجھے امید ہے ان شاء اللہ کل take up ہو
ئے گی۔

ب عباس علی انصاری ، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

ب سپیکر ، میرے خیال میں ایک دو روز میں اس کی باری آ جائے گی۔ اس دفعہ اتنی تحاریک
ناق نپٹائی گئی ہیں کہ ہمارے پاس صرف چار پانچ تحاریک استحقاق موجود ہیں۔

ب عباس علی انصاری ، جناب والا! میری تحریک استحقاق تو identical ہے۔

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

ب سپیکر ، اگر identical ہے تو انکمی take up کر لیں گے۔ اب ہم کٹ موشنز کو take up
تے ہیں۔ ڈیمانڈ نمبر 2 زیر بحث ہے۔ اس پر سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تقریر ہو چکی ہے اور
ری کٹ موشن پر جناب محمد خاں جسپال کچھ فرمانا چاہیں گے؟

ب محمد خان جسپال ، جناب سپیکر! میں کچھ گزارشات کرنے سے قبل اس ایوان میں ایک نہایت
ضروری گزارش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے کروڑوں
ں اپنے دامن میں ہزاروں امیدیں لیے حسرت بھری نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہے ہیں اور تو اور
ب کا یہ عظیم ایوان اور اس کے یہ بلند و بالا ستون ہمیں جھنجوڑ جھنجوڑ کر کہہ رہے ہیں اسکی عظمتوں
اضافہ کیجیے۔ اس کی عظمت رفتہ کو بحال کیجیے۔ آئیے آج یہ تہیا کریں کہ جو آج سے پچاس سال
وبلی کا جو فنکشن ہو گا تو اس میں ہماری آنے والی نسلیں ہمیں اچھے الفاظ میں یاد کریں۔ آج کا

ماحول ہمیں مایوسیوں کی طرف لے جا رہا ہے۔ جمہوریت کا پودا ابھی جوان نہیں ہوا۔ ابھی تو کل کی بات ہے کہ مارشل لاء کی چھتری کے زیر سایہ جنم لینے والی جمہوریت کو 29 مئی کی شام اچانک آناً فاناً گل کر دیا گیا اور اگر ہم نے یہی رویہ رکھا۔ اگر ہماری یہی روایت رہی تو مجھے خدشہ کہ 29 مئی کہیں پھر لوٹ نہ آئے اور خدانخواستہ 29 مئی پھر لوٹ آئی تو جمہوریت کے نام لیوا جمہوریت کے متوالے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے محروم ہو جائیں گے۔ آئیے آج یہ تہیہ کریں کہ ہم زندہ قوم ہیں۔ اصولوں کے مطابق حکومت چلانا بھی جانتے ہیں اور اصولوں کے مطابق زندہ رہنا بھی جانتے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس کٹوتی کا تعلق ہے تو میں اس ضمن میں کئی دوستوں سے فرداً فرداً گزارش کر چکا ہوں کہ یہ بجٹ سیشن ایک فضول سی exercise بن کر رہ گیا ہے۔ کیا یہ کبھی ممکن ہوا کہ حکومتی پارٹی کے آدمی کو اعتماد میں لیا جائے۔ آپ کی سپیکرز کانفرنس میں ایک پری بجٹ سیشن کا آئیڈیا فلوٹ ہو چکا ہے۔ میں اس پر زور دوں گا کہ کم از کم حکومتی پارٹی کے لوگوں کو بجٹ سیشن سے پہلے ضرور اعتماد میں لینا چاہیے تاکہ یہ کام آگے چل سکے۔ ہم یہاں جتنی تقاریر کرتے ہیں۔ جتنی تجاویز دیتے ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہوتا۔ جس طرح غلط یا صحیح بجٹ آتا ہے اسی طرح آپ گلوٹین کے ذریعے اسے پاس کروا لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! لینڈ ریونیو ایکٹ کی مد کے تحت تقریباً پونے اکیس کروڑ روپے حکومت نے ڈیمانڈ کیے ہیں۔ لینڈ ریونیو مالیہ یا آبیانہ کسان سے متعلق ہے۔ کسان اور کاشت کار جو بے بسی میں پس رہا ہے اس سے ہم یہ لینڈ ریونیو وصول کرتے ہیں۔ تو آیئے دیکھیں کہ جو لینڈ ریونیو کے لیے رقم مانگی جا رہی ہے اور جو کسان سے وصول کی جاتی ہے اس کے بدلے میں اس بے چارے غریب کسان کو کیا دیا جاتا ہے۔ کیا اس کے بچوں کی تعلیم کا کوئی خیال رکھا جاتا ہے! کیا اس کے لیے کوئی ہسپتال میں ایسی چیز ہے جس سے اس کے بچے صحت مند ہو جائیں۔ اگر ایک کسان کا بچہ basic ہیلتھ یونٹ میں جاتا ہے تو پہلے وہاں ڈاکٹر نہیں ہوتا۔ اگر ڈاکٹر ہو تو وہاں دوائی نہیں ملتی۔ تو یہ کس کے بدلے میں اس پر اتنے ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ یہ وہی کسان ہے جو تمام ملک کو گندم دیتا ہے۔ یہ وہی کسان ہے جو تمام ملک کے لیے دن رات پسینہ نکال نکال کر محنت کرتا ہے۔ لیکن اس کے بدلے میں اسے کوئی آسائش نہیں۔ جناب سپیکر! مجھے یہ احساس ہے کہ آپ سمیت یہاں اس عظیم ایوان کے تقریباً 75 فیصد نمائندے کسان سے متعلقہ ہیں۔ لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ اس ایوان کے 75 فیصد ممبران کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے کسان کے متعلق کچھ نہیں کہہ

سکتے۔ جناب سپیکر! جہاں تک محکمہ مال کا تعلق ہے تو آج کل یہ کہنا کہ وہ کرپٹ ہیں۔ پٹواری کرپٹ ہے۔ رجسٹری محرر کرپٹ ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اب تو ہمیں ڈھونڈنا پڑے گا کہ ہماری سوسائٹی میں دیانت دار کون ہے۔ یہ درست ہے کہ پٹواری محکمہ مال میں شہنشاہ ہے اور رجسٹری محرر اس کا وزیر خزانہ ہے۔ ضلع میں رجسٹری محرر کا رول بالکل وزیر خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں بھی کوئی دورہ ہوتا ہے۔ جہاں بھی تحصیلدار کو ضرورت ہوتی ہے۔ ڈی۔سی کو ضرورت ہوتی ہے۔ کمشنر صاحبان تک رجسٹری محرر اپنی وزارت خزانہ سے اسے رقم دیتا رہتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر 21 کروڑ کو آپ 29 اضلاع میں تقسیم کریں تو تقریباً ساٹھ ستر لاکھ روپے اوسط کے حساب سے ایک ضلع میں آتے ہیں۔ اس طرح ہر رجسٹری محرر تو 70 لاکھ روپے سالانہ خود کما لیتا ہے اسے اس پنجاب کے خزانے سے دینے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے شاید غور کیا ہو گا کہ ہمارے دیہاتوں میں کسانوں کے لیے چوکیداری سسٹم ہوا کرتا تھا وہاں پہرہ ہوا کرتا تھا ایک نمبردار ہوا کرتا تھا اب چوکیدار صرف نمبردار کا ذاتی ملازم بن کر رہ گیا ہے اس کے علاوہ اس کا اور کوئی رول نہیں نمبردار کا جو رول صرف مالیہ وصول کرنا ہوتا ہے اور جب بھی تحصیل داروں کو لسٹ دیتے ہیں کہ یہ لوگ defaulters ہیں تو صرف تحصیل دار اور اس کا عملہ وہاں جاتا ہے اور ان سے کچھ پیسے لے کر انہیں چھوڑ آتا ہے آج ان کی efficiency کا یہ عالم ہے کہ کروڑوں روپے آبیانے اور مالیہ کے ابھی تک وصول نہیں کیے جاتے۔ جناب والا! انتقال کا یہ عالم ہے کہ اگر زمین کا انتقال کرانا درکار ہو تو درحقیقت نئے سرے وہ زمین خریدنی پڑتی ہے۔ وہاں س قدر قلم ڈھائے جاتے ہیں کہ اب تو لوگ پکار کر کہتے ہیں کہ ہمیں انتقال کی قطعاً ضرورت نہیں۔ جناب سپیکر! ریونیو عدالتوں کا یہ عالم ہے کہ مجھے ابھی تک حسد ہے کہ مجھے کوئی ایسا ریونیو آفیسر دیکھنے میں نہیں آیا جو عدالت میں بیٹھ کر خود کوئی عدالتی کام کرے وہ تو ریجائرنگ روم میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کے ریڈر صاحبان تمام عدالتی کارروائی کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی فائنل فیصلہ کے لیے کوئی سودا ہو جائے تو وہ آ کر اسے announce کر دیتے ہیں۔

جناب والا! اس پوائنٹ پر میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ جس گاؤں سے آبیانہ اور مالیہ وصول کیا جائے اس میں کم از کم نصف حصہ وہاں پر ہی لگایا جائے اسی گاؤں پر لگایا جائے جس طرح آپ نے اس دن گنے کے بارے میں قرار داد پاس کی تھی اسی طرح مالیہ کے متعلق بھی حکومت کو یہی تجویز دی جائے کہ اس کا نصف حصہ اسی گاؤں پر لگایا جائے اسکے کھالوں پر لگایا جائے اور کسان

کی بہتری کے لیے لگایا جائے اور اسے کھادیں اور دوائیاں مہیا کی جائیں۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ مصروف ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ میں نے مخاطب تو آپ کو کرنا ہوتا ہے اور اب مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ آپ مصروف ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں تو دل کے کانوں سے آپ کی بات سن رہا ہوں۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب والا! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ کم از کم دل تو میری طرف ہے نگاہیں کہیں اور سہی۔

تو جناب سپیکر! آخر میں میں تو یہی گزارش کروں گا کہ مالیہ اور آبیانہ جس غریب کسان یا کاشت کار سے لیا جاتا ہے تو جناب والا! اگر اس کی طرف سے دھیان نہ کیا گیا تو وہ بالکل مایوس ہو کر رہ جائے گا اور وہ صرف یہی کہے گا۔

بناتے بناتے بڑی مشکلوں سے محبت کی بستی بسائی تھی میں نے
مگر اس کی بربادیوں کی کہانی نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے

جناب سپیکر: جسپال صاحب! یہ شعر ذرا مکرر سنائیے۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب والا! عرض ہے کہ۔

بناتے بناتے بڑی مشکلوں سے محبت کی بستی بسائی تھی میں نے
مگر اس کی بربادیوں کی کہانی نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے

جناب سپیکر: تو اب اس پر جناب ارشد خان لودھی صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر مال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی طور پر مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت فرمائی کہ میں اس کٹ موشن کے بارے میں جواب دے سکوں۔ ڈیمانڈ نمبر 2 میں 20 کروڑ 27 لاکھ کے لگ بھگ مطالبہ ہے اور اس پر میرے دوستوں نے کل سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میرے خیال میں انہوں نے زمین اور آسمان کے قلابے ملانے کی کوشش کر کے محکمہ مال کو ایسے ظاہر کیا ہے جیسے رشوت ستانی کی آماجگاہ صرف محکمہ مال ہے میرے دوستوں نے بے شمار الزامات عائد کیے ہیں ان کا جواب میں مختصراً دوں گا لیکن ابتدا میں میں آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 20 کروڑ میں 2 9 کروڑ کے لگ بھگ ان کی تنخواہیں اور الاؤنسز ہیں اور ایک

روڑ کے لگ بھگ ان کے انتظامی معاملات ہیں ۔ جس میں ان کے دفتری اخراجات ٹیلیفون کے بل
ول اورسٹیشنری وغیرہ ہوتی ہے۔ جناب والا! میرے دوستوں نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ محکمہ مال کے
م لوگ رشوت میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب والا! 20 کروڑ روپے کی ہم نے ڈیمانڈ کی ہے۔ میرے دوستوں کو یہ علم ہونا چاہیے
. 20 کروڑ کے اخراجات کے بعد یہی محکمہ مال 2 ارب کے لگ بھگ اس خزانے کو کما کر کے دیگا۔
اب والا! یہ محکمہ کمشنر سے لے کر پٹواری تک اپنے کام کی انجام دہی میں مصروف رہتے ہیں۔ علی
لبر ویس صاحب میرے عزیز دوست ہیں۔ انہوں نے جب بات کی تو میں یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کوئی
یری بات کریں گے اور اس سے مجھے کوئی گائیڈ لائن ملے گی لیکن مجھے ایسا محسوس ہوا کہ علی اکبر
احب کو ڈی۔سی اور اے۔سی سے کوئی شکایت ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرا
لہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میرے کنٹرول میں ہے اگر آپ کو ان کے بارے میں کوئی شکایت ہے
میں کھلے انداز میں کہتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں اگر وہ 24 گھنٹے میں رفع نہ ہو تو میں اس ایوان کے
ور پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں اس چیز کا جواب دہ ہوں گا۔

جناب والا! دوسرے میرے دوست جن کی میں انتہائی عزت کرتا ہوں اور میں سید ذاکر
سین شاہ صاحب ۔ جناب والا! میں ان سے توقع کرتا تھا کہ وہ کسی کمشنر کی بات کریں گے وہ کسی
ی۔سی کی بات کریں گے مگر وہ پٹواری کے چکر میں الجھے ہوئے ہیں اور مجھے اس بات کی سمجھ نہیں
ئی کہ وہ پٹواریوں کے چکر سے آدھ گھنٹا نہ نکل سکے اور میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا
ں کہ اگر وہ چاہیں اور اگر پٹواری ان کو تنگ کرتے ہیں تو میں یہ کر سکتا ہوں کہ پنڈی ڈویژن کے
ام پٹواریوں کو ان کے ماتحت کر سکتا ہوں تا کہ ان کی حق رسی ہو سکے۔

جناب والا! یہ محکمہ مال دن رات کام کرتا ہے۔ پٹواری سے لے کر کمشنر تک خدمت خلق
کرتے ہیں اگر ہمیں ان پر تنقید کرنی ہے تو پھر ہمیں ان کے کام کو بھی سراہنا پڑے گا۔
مجھے علم ہے کہ 75 فیصد پنجاب کی آبادی دیہات میں آباد ہے وہ زرعی رقبے سے اپنی روزی کماتے
ں اور یہی ڈیپارٹمنٹ ان کی زمین کی رکھوالی کرتا ہے۔ فصل کی بوائی سے لے کر فصل کی کاشت اور
داشت تک ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ انکے حقوق کے لیے رجسٹر تیار کرتا ہے اور آپ کو علم ہو گا
لہ یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ تمام زرعی زمین کے حقوق کو اپنے قلم سے لکھ کر اس کو محفوظ کرتا ہے تا کہ

ان کی زمین پر کوئی ڈاکہ نہ ڈال سکے اس کی کوئی ہیرا پھیری نہ کر سکے۔ ان کے حالات کو اگر جانے تو اس مد میں آتا ہے کہ وہ ایسا ریکارڈ تیار کرتا ہے جب وہ خسرہ گرداوری کرتا ہے تو تب وہ غریب زمیندار اور کسان کے حقوق کو محفوظ کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ جمع بندی کی شکل میں قسم سے لکھ کر ایک ایسی دستاویز تیار کرتا ہے جس کو آج تک کسی نے چیلنج نہ کیا۔ جناب ا زمینداروں کی کروڑوں اربوں روپے کی جائیداد کو اگر پٹواری، تحصیلدار، کمشنر اور ڈی۔سی محفو کرے تو پھر اور کون کرے۔ پھر اگر آپ تنقید کریں گے تو ان کے حالات کو بھی دیکھنا پڑ گا۔ ان کے حالات کو بھی دیکھیں کہ اگر آپ پٹواری کی بات کرتے ہیں تو مجھے بڑے افسوس سے پڑتا ہے کہ وہ ایک 5 گریڈ کا آدمی ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف یہاں پر تشریف فرما ہیں میں نے ان کی ایک تحریر لاء اینڈ آرڈ بھی پڑھی ہے اس دن وہ تشریف فرما نہیں تھے میں نے کہا تھا کہ جناب والا لاء اینڈ آرڈر سارے کا مسئلہ ہے۔ سارے پنجاب کا مسئلہ ہے اگر آپ نے تعاون کرنا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہ سکیموں کو دیکھ کر ہمیں بتائیں کہ کس طرح اس کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے اب بھی میں ان موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ خود بھی ریونیو منسٹر رہے ہیں۔ میں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ ان کے حالات کو دیکھ کر، ان کے کام کو دیکھ کر، ان کی کوششوں کو د اس کے بعد میرے ساتھ بات کریں کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے۔ ان کے ساتھ کارروائیاں کی جائیں۔ کیونکہ جب میں پٹواری کی بات کرتا ہوں تو اس کا گریڈ 5 ہے۔ مجھے شدت احساس ہے کہ مجھے ان کو سلیکشن گریڈ دینا ہے اور میں حیرانی سے یہ کہتا ہوں کہ 1901ء میں بھی کا بستہ الاؤنس 45 روپے تھا اور اس کا آج بھی الاؤنس 45 روپے ہے۔ میں ان کا الاؤنس 300 روپے کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کو سلیکشن گریڈ دینا چاہتا ہوں۔ ان کے بال بچوں کا پیٹ اسی طرح ۔ لیکن کیا ضرورت ہے؟ ہمیں پیسے کی ضرورت ہے جناب رانا صاحب ۔ اگر پیسے کی بات کریں ۔ پھر یہ بات بڑھ جائے گی جب ہم اپنے ٹیکسوں کا پیسہ مرکزی حکومت سے ڈیمانڈ کرتے ہیں تو ہ کیوں انکار ہوتا ہے؟ کس لیے انکار ہوتا ہے؟ ہم نے ان کی بھلائی کے لیے کام کرنے ہیں۔ یہ غریب عوام کی بات کرتے ہیں۔ یہ لوگ غریب لوگوں کا کام کرتے ہیں آپ تو میرے بھائی، غریبوں کا نام لیتے ہیں۔ آپ صرف نام لیتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنا بھی آپ ان لوگو

یادہ سے زیادہ نام لیتے ہیں آپ انسانیت کی توہین کرتے ہیں۔ ہم صرف نام نہیں لیتے۔ ہم غریبوں کا ام کرتے ہیں اور ان کو کام کر کے دکھاتے ہیں۔

جناب والا! ان حقائق کو آپ کو دیکھنا پڑے گا۔ آپ نے تحصیل داروں کی بات کی ہے تو م نے ان لوگوں کو نائب تحصیل دار بھرتی کیا ہے۔ ہم نے اس میں کوالیفائڈ لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ ہم نے ان کے لیے Revenue Academy کھولی ہے۔ ہم ان کو ٹریننگ دیتے ہیں اور وہاں پر ں کو ٹرینڈ کرتے ہیں اس کے بعد ہم نے کوئی ظلم نہیں کیا۔ ہم نے بے روزگار لوگوں کو روزگار یا کیا ہے۔ اگر میں preventive measures کی بات کروں گا۔ اگر میں کسٹم کی بات کروں گا۔ اگر ں بنک کی بات کروں گا تو پھر بھی بات بڑھ جائے گی لیکن اشارتاً آپ کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے 21 اور 22 گریڈ کے لوگ بھرتی نہیں کیے۔ ہم نے صرف 14 گریڈ کے لوگ بھرتی کیے ہیں۔ جو تحق ہیں۔ جو قانون اور ضابطے کے اوپر آتے ہیں۔ ہم ان کو ٹرینڈ کر کے آپ کی خدمت میں لگانا تے ہیں۔

جناب والا! اب اگر آپ اپنی جائیداد کو ٹرانسفر کرتے ہیں۔ آپ اپنی جائیداد کی خرید و خت کرتے ہیں تو اس سسٹم کو ensure کرنے کے لیے ہر ضلعی کوارٹر پر، ہر تحصیل پر، ہر تحصیل دار لیول پر ہم رجسٹریشن کرتے ہیں وہ اس لیے کرتے ہیں تاکہ آپ کی جائیداد کی صحیح یقے پر حفاظت ہو سکے۔ اگر اس طرح حفاظت نہ کی جائے تو پھر کئی فراڈ ہو سکتے ہیں۔ تو میرے یہ کوئی ایک ضمن نہیں اس میں consolidation، colonization اور settlement آتا ہے۔ کو علم ہو گا کہ ہم نے ڈی۔جی خاں میں settlement ختم کیا ہے۔ settlement وہ بات ہے کہ سال کے بعد ہمیں تمام ریکارڈ کو تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں پیمائش دوبارہ کرنی پڑتی ہے۔ ہم اس ensure کرتے ہیں کہ اس خطے کی پیداوار کتنی ہے۔ جس پر آپ کی evaluation ہوتی ہے۔ ہم ابھی ڈی۔جی خان میں اس کو پورا کیا ہے اور یکم جولائی سے ہم بہاولپور میں شروع کر رہے ہیں۔ ہمیں 25 سال کے بعد کرنا چاہیے تھا لیکن ہم وہاں پر بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ اب ہم 50 کے بعد شروع کر رہے ہیں۔ اس کے ریکارڈ کو consolidation کریں گے۔ اس کی پیمائش ں گے۔ وہاں پر آپ کے حقوق کا تحفظ کریں گے تاکہ آپ کی جائیداد کو کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ جناب والا! اس ضمن میں ایک بہت بڑا اور محکمہ colonization کا آتا ہے۔ اس کی حفاظت کے

لیے' اس کی نگرانی کے لیے' گورنمنٹ کی زمین کو maintain کرنے کے لیے' اس کی مینجمنٹ کرنے کے لیے ہمیں افسران کی ضرورت ہے۔ ہمیں عملہ کی ضرورت ہے اور اس کے بعد ان کی چیکنگ کرنے کے لیے بھی عملہ کی ضرورت ہے۔ وہاں پر حساب کتاب کی بات ہوتی ہے۔ ہمارا محکمہ اس کا حساب کتاب رکھتا ہے اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ تمام پنجاب گورنمنٹ کو کمائی کر کے دیتا ہے اور خود اپنی کوئی ڈویلپمنٹ سکیم نہیں لاتا۔ یہ واحد ڈیپارٹمنٹ اس عمل کو آگے بڑھاتا ہے۔

جناب والا! ہمارا ریونیو ڈیپارٹمنٹ اس مصیبت میں بھی کام آتا ہے کہ جب وہ مصیبت دنیا پر flood کی شکل میں آئے۔ کسی آفت کی شکل میں آئے تو اس کے ریکارڈ کو maintain کرتا ہے۔ لوگوں کو inform کرتا ہے لوگوں کو evaluate کرتا ہے۔ اس کے بعد ان کی دیکھ بھال کے لیے 24 گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ وہ کون رہتے ہیں وہ کمشنر سے لے کر پٹواری تک موجود رہتے ہیں اور لوگوں کی یہ خدمت کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ 1988ء میں اتنا flood پنجاب میں آیا جس کی مثال کوئی نہیں ملتی۔ لیکن اس flood میں اس ڈیپارٹمنٹ نے اتنا کام کیا۔ اتنا کام کیا کہ شاید آپ اس کی توقع بھی نہ کر سکتے۔ میرے عزیز دوستو اگر تنقید کرنی ہے تو بالکل کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن جب پھر پیسوں کی بات آئے جب پھر فنڈ کی بات آئے تو آپ بھی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو بھی پنجاب نے ووٹ دیئے ہیں۔ آپ کو پنجاب کے عوام نے ووٹ دیئے ہیں۔ تو پنجاب بھی اس فیڈریشن کا حصہ ہے۔ پنجاب بھی اسی فیڈریشن کی ایک اکائی ہے۔ تو پھر آپ کی غیرت کیوں نہیں ابھرتی ہے۔ کیوں آپ بے باکی سے بات نہیں کرتے ہیں کہ ہمارے ٹیکسز کا پیسہ ہمارے حصہ کے مطابق' ہماری آبادی کے مطابق ہمیں کیوں نہیں دیا جا سکتا تاکہ ہم اس پیٹرن پر' اس سسٹم میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کو چلائیں۔ اپنی ڈویلپمنٹ سکیمیں چلائیں۔ یہ آپ کا بھی مسئلہ ہے اور ہمارا بھی مسئلہ ہے۔ یہ تمام لوگوں کا مسئلہ ہے۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے۔ جناب والا اس سے اونچا فورم اور کونسا ہو سکتا ہے۔ جناب والا! میں اسی ضمن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم بہت سے ساتھی اکٹھے رہے ہیں۔ میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک دن میرے سامنے بھی یہ واقعہ ہوا اور یہاں پر کوئی ناخوشگوار واقعہ ہوتے ہوتے رک گیا۔ جناب رانا شوکت محمود صاحب' میں اور آپ اکٹھے رہے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کی ہسٹری میں کبھی بھی آپ نے ایسا کوئی عمل دیکھا ہے کہ ہمارے آنریبل ممبران بازو نکال نکال کر ایسے طعنے بازی کریں۔ جیسے کوئی بھاٹی یا لوہاری میں جلسہ عام ہو رہا ہے۔ جناب والا! ہم لوگوں سے

مینڈیٹ لے کر آئے ہیں۔ ہم ہر عمل کو بیٹھ کر اکٹھے گفت و شنید سے طے کرنا چاہتے ہیں ہم پولیٹکل کارکن ہیں۔ ہم سیاسی آدمی ہیں اور ہم ایسی بات کبھی نہیں چاہتے ہیں۔ جناب والا! آپ میرے colleague ہیں۔ ساتھی ہیں' بھائی ہیں' اس ایوان کا تقدس بحال رکھیں' اس کی عزت اور احترام بحال رکھیں اور یہ بڑی عزت کی نشانی ہے۔ لوگ ہمیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے دیکھ رہے ہیں کہ یہ اسمبلی کیں کیا ہوتا ہے؛ تو میرے بھائیو ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ شاید آپ کا کوئی نمبر بنانے کا ارادہ ہو تو آپ عوام کے منتخب نمائندہ ہیں۔ آپ اپنے نمبرمت بنائیں۔ آپ جائز بات کریں۔ تاکہ ہم اور آپ مل کر اس اسمبلی کو چلا سکیں۔ ہم اور آپ پنجاب کی خدمت کر سکیں۔ ہم اور آپ غریب عوام کی خدمت کر سکیں۔ ہم اور آپ اس پنجاب کو بنا سکیں' اور اس کو سر سبز و شاداب کر سکیں۔ میں یہ بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر پنجاب مضبوط ہے تو پاکستان مضبوط ہے اور پاکستان ہمیں اور آپ کو چاہیے۔ یہ میری ایک گزارش تھی گو آپ کہیں گے کہ آپ اپنے موضوع سے ہٹ گئے۔ لیکن آج مجھے موقع فراہم ہوا ہے تو بات کر دی ہے۔

آخر میں میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ایک دوست نے اسی ضمن میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کی۔ میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا ڈیپارٹمنٹ لاء اینڈ آرڈر کو بھی maintain کرتا ہے اور زمین کی مینجمنٹ بھی کرتا ہے اور اس کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا' جناب چیف منسٹر پنجاب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم انشاء اللہ پنجاب کو امن کا گہوارہ بنا کر چھوڑیں گے اور میں یہ بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ کی یہ بھی نیت ہے اور یہ گورنمنٹ کا منشا ہے اور ہم انشاء اللہ آپ کو یہ دکھائیں گے کہ ہم پنجاب کو جرائم سے پاک کر دیں گے اور اسی ضمن میں آخر میں جناب سپیکر میں آپ کو یہ گزارش کروں گا کہ یہ مطالبہ منظور کیا جائے جناب 20 کروڑ کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے اور اس میں کسی کٹوتی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے میں گزارش کروں گا کہ اس میں کوئی کٹوتی کی تحریک منظور نہ کی جائے۔ شکریہ مہربانی۔

جناب محمود الحسن ڈار : جناب والا! وزیر مال کٹوتی پر تقریر فرما رہے تھے۔ انہوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا جس کی طرف رانا آفتاب احمد نے نشان دہی کی تھی کہ ریونیو والے کیسی گڑبڑ کرتے ہیں۔ انہوں نے فیصل آباد کی زمین کا ایک حوالہ دیا تھا کہ جو انہوں نے آئی۔جے۔آئی کے ایک ایم۔این۔

اسے کو ایک لاکھ 70 ہزار فی قلعہ کے حساب سے دیدی جس کی market value 6 لاکھ تھی' ہمارا سنٹرل گورنمنٹ واپڈا والے 6 لاکھ روپے فی ایکڑ دیتے تھے اور انہوں نے وہ زمین ایک آئی۔جے۔آ کے ایم۔این۔اے کو وہ زمین ایک لاکھ 70 ہزار روپے فی ایکڑ دے دی۔ اس کے متعلق بھی تھوڑ سی بات کر دیں۔

وزیر مال ، جناب والا! اگر جناب والا اجازت دیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ جناب والا! ہمارے دوستوں کے ذہن میں یہ نہیں رہتا ہے کہ ہر عمل کے لیے ایک ضابطہ ' ایک قانون' ایک طریقہ کار ہوتا ہے' اگر واپڈا کو زمین چاہیے تھی تو اس کے لیے یہ زمین acquire ہونی تھی' اگر کسی نے زمین خریدنی ہے وہ private treaty کے تحت قانون اور ضابطے کے تحت خریدتا ہے اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ اس کے بعد میں آپ کو بھی بتا دوں کہ ضلع لیول پر 1985ء کے نوٹیفکیشن کے ذریعہ سے assessment committee بنی تھی اور وہ موقع پر جا کر اس کی قیمت لگاتی ہے' اگر قیمت اس کمیٹی سے لگ کر آ جائے تو قانون اور ضابطے کے مطابق اب زمین فروخت کی جاتی ہے' اس میں نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا ہے' اگر کیا ہو گا تو قانون اور ضابطے کے مطابق کیا ہو گا اور آفتاب خان صاحب نے بات کی تھی' انہوں نے فیصل آباد کی بات کی تھی' تو ایک دہائی کی حیثیت سے میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ ہمیں یہ بتائیں جہاں پر کرپشن ہو رہی ہو' آپ اس معزز ایوان کے ممبر ہیں' یہاں پر زیادتی ہو رہی ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ آپ تو کرپشن کی بات کرتے ہیں' میں ذہنی طور پر ان کی کرپشن کے خلاف ہوں' میرے دوستوں نے جب بھی میرے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں کوئی بات کی ہے' میں نے کبھی ایک کو معطل نہیں کیا ہے۔ میں نے سارے عملے کو معطل کر دیا ہے۔ آئیے آپ بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ آپ ہمیں بتائیں اور اگر بتانے کے بعد اگر کوئی گلہ ہوا تو پھر میں حاضر ہوں۔

جناب محمود الحسن ڈار ، جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے میں توقع رکھتا ہوں جیسے یہ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ آئندہ سیشن پر اس کی رپورٹ ضرور دیں۔ جو نشان دہی ہمارے رانا آفتاب احمد خان صاحب نے فیصل آباد کے متعلق کی ہے کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے' ڈی کمشنر اور کمشنر نے مل کر اس ایم۔این۔اے کو ایک لاکھ 70 ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے زمین

ی اور جو آپ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ اسیسمنٹ کرتا ہے' جناب والا انہوں نے
اپڈا والوں کے لیے 6 لاکھ فی ایکڑ قیمت مقرر کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود چند دن کے بعد انہوں نے
ہی زمین ایک لاکھ 70 ہزار روپے فی ایکڑ پر دے دی ہے۔ آپ براہ مہربانی تفتیش کریں۔ ان کے
لاف ایکشن لیں اور اس ایوان کو پتا چلے کہ ہمارے ایک ساتھی نے ایوان میں یہ بات کی ہے۔

ناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 20 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز
نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے
لیے عطا کی جائے"

ودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! پہلے اس پر ہماری کٹوتی کی تحریکیں نا منظور ہوں گی پھر یہ
طالبہ زر پیش ہو گا۔

ناب سپیکر ، چودھری وصی ظفر نے درست فرمایا ہے کہ پہلے ان کی کٹ موشن پر ووٹنگ ہو گی۔
ب سوال یہ ہے کہ۔

"20 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ "مالیہ
اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"
(تحریک نامنظور ہوئی)

ناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ۔

"20 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ "مالیہ
اراضی" 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے"
(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سپیکر ، تیسری کٹ موشن ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ۔

"20 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ "مالیہ
اراضی" میں ایک سو روپے کمی کر دی جائے"
(تحریک نامنظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو 20 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

وزیر خزانہ ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک رقم جو 20 کروڑ 75 لاکھ 88 ہزار 6 سو روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک رقم جو 20 کروڑ 75 لاکھ 88 ہزار 6 سو روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں

گے"۔

دھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

ناب سپیکر : چودھری ظہیر الدین خان اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس پر کٹ موشن ہے۔ چودھری ظہیر الدین خان' جناب امان اللہ خان اورمیاں اظہرحسن ڈار' چودھری ظہیر الدین خان اپنی کٹ شن پیش کریں گے۔

دھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"20 کروڑ 75 لاکھ 88 ہزار 6 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ جنگلات کم کر کے ایک روپے کر دی جائے"۔

ب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"20 کروڑ 75 لاکھ 88 ہزار 6 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ جنگلات کم کر کے ایک روپے کر دی جائے"۔

ر جنگلات : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

دار سکندر حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Point of order Mr. Speaker

I just want to bring it on record of the Assembly that there are many o demands which have been given jointly and individually as well on many motions, we want to bring it on record that although we are not going to sp for lack of time but we oppose those cut motions. We are not taking them up

MR SPEAKER. This goes without saying that you opposed those motions

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Only for the sake of record to bring this to the notice of the general people we opposed, we put ou motions on that, and just for the lack of time and for the cooperation wit

government we are not taking them up.

جناب سپیکر ، چودھری ظہیر الدین خان۔

چودھری ظہیر الدین خان ، شکریہ' جناب سپیکر! محکمہ جنگلات جو ایک اہم محکمہ ہے اس کے بارے میں یہ رقم جو 20 کروڑ روپے سے زیادہ کی ہے۔ اس کے لیے ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ یہ واقعی ہی ایک ایسا محکمہ ہے جو کسی ملک کی معیشت کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے کسی ملک کو viable قرار دینے کے لیے اس ملک کا 25 فیصد رقبہ جنگلات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ جو کہ ہمارے ملک میں صرف 4.09 فیصد تک ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تمام دنیا کی دوسری جگہوں پر ائریولیشز کو کم کرنے کے لیے جنگلات کا سہارا لیا جاتا ہے اور قدرتی طور پر آکسیجن پروڈکشن اور جنگی پروٹین او حیاتین جو جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے ان کے لیے بھی جنگلات کے فروغ کو ضروری سمجھا جا ہے۔ جناب والا! ہمارے صوبے میں کئی سکیمیں بنائی گئی ہیں پچھلے سال بھی ایک سکیم بنائی گئی ج کہ فارمر سکیم کے نام سے شروع کی گئی تھی ۔ جس میں پرائیویٹ سیکٹر میں Aforestation کرنی تھی اور پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کی اہمیت کو بڑھانے کے لیے وہ ایک قدم تھا۔ لیکن میں جناب کی وساطت سے اس ایوان میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سکیم اس طرح تھی کہ دس ہزار روپے تک لینڈ اونر کو پودے لگانے کے لیے اور لیبر کے لیے ناقابل واپسی قرضہ دینا تھا۔ میں یہ دعویٰ سے کہ سکتا ہوں میں نے اس کے متعلق سوال بھی کیا ہے لیکن اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا کہ ہمارے صوبے میں فارمر سکیم کے تحت جو کروڑوں روپے مختص کیے گئے۔ اس کا کیا بنا؟ کیونکہ کسی پرائیویٹ زمین پر کوئی پودا نہیں لگایا گیا۔

جناب والا! اس سکیم کے تحت اور اس کے ساتھ ایک اور سکیم تھی۔ جس میں لوگوں کو عوا کو اس صوبے میں تعلیم یافتہ بنانے کے لیے اور جنگلات کی اہمیت بتانے کے لیے سب کچھ کرنا تھ اس کے تحت پمفلٹ جاری کرنے تھے۔ پروگرام کرنے تھے۔ سیمنار کرنے تھے لیکن کچھ بھی نہ کیا گیا۔ جناب والا! محکمہ جنگلات 20 کروڑ روپے مانگ رہا ہے۔ ہمارے صوبے میں' میں سمجھتا ہوں جنگل کا قانون تو ہے جنگل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ جو ان کے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان میں ان کے ایم۔پی۔اے' ایم۔این۔اے

قیام پذیر ہوتے ہیں اور یہ وہ ایم۔این۔ایز ہیں جو مستقل طور پر صوبے کی حکومت کو بلیک میل کر رہے ہیں اور ان کا قیام وہاں پر ہوتا ہے۔ چند جنگلات جن کے میں نام لیتا ہوں وہ یہ ہیں بٹ والا پلانٹیشن، جڑانوالہ پلانٹیشن اسی طرح کے دوسرے پلانٹیشن ہیں جن سے لاکھوں کی تعداد میں درخت کٹوا کے بیچے گئے ہیں۔ جن کا کوئی ریکارڈ نہیں تاریخی درختوں کو محفوظ رکھنے کے لیے کسی قسم کا انہوں نے کام نہیں کیا۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جاپان میں اگر کسی بچے کی رجسٹریشن کرنی ہے تو اس کے لیے ایک درخت لگانا پڑتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو درختوں کے بارے میں روشناس کرایا جائے۔ جناب والا! میں ان کی کارکردگی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور یہ ہیکٹرز میں پچھلے 25 سال کا ریکارڈ ہے۔ 65-1964ء میں 3.7 ہزار ہیکٹر صوبہ پنجاب میں جنگلات تھے۔ 86-1985ء 3.0 کا اضافہ ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ رقم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔ محکمہ جنگلات کو اتنی بڑی رقم دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس مرحلہ پر جناب عثمان ابراہیم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ناب چیئرمین ، اب جناب عباس علی انصاری صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے۔ (جناب عباس ں انصاری ایوان میں موجود نہیں تھے) اس کے بعد اگلی کٹوتی کی تحریک جناب ذار صاحب کی طرف سے ہے۔(ذار صاحب بھی ایوان میں موجود نہیں تھے) اس کٹوتی کی تحریک میں اپنی جوابی کارروائی لریں گے۔

زیر جنگلات و ماہی پروری ، جناب والا! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کل مطالبہ زر نمبر 5 نہیں رکھا تھا۔ سپیکر صاحب نے پڑھ کر بتایا تھا کہ کون کون سے محکمے آئیں ے۔ قائد حزب اختلاف یہ فیصلہ کر کے آئے تھے کہ مطالبہ زر نمبر 5 پر بحث نہیں ہو گی۔ اگر انہوں نے پیش کر دی ہے تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر 5 جو 20 88,600 75 روپے کا ہے۔

ب محمد اصغر کوریجہ ، جناب سپیکر! جناب کھر صاحب! جس بات کا جواب دے رہے ہیں۔ ہر ر کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہوتے ہیں اور محکموں کے جواب وہ دیتے ہیں۔ یہ پارلیمانی سیکرٹری کا

ایک رائیٹ ہے۔ وہ خود جواب دینا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ جنگلات ، جناب سپیکر! میرے اپوزیشن کے بھائی نے کنوٹی کی ہے۔ وہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ جناب والا!۔۔۔۔۔۔

چودھری ظہیر الدین احمد خان ، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ وزیر ہوتے ہوئے پارلیمانی سیکرٹری نہ تو کوئی وضاحت دے سکتے ہیں اور نہ وہ دخل اندازی کر سکتے

چودھری صداقت علی ، پارلیمانی سیکرٹریوں کا کام ہی سوالات کا جواب دینا ہے۔ پارلیما جواب دینے کے مجاز ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ جنگلات، جناب والا! پوری دنیا جانتی ہے اور موجودہ سائنسی دور میں کل جنگلات کی ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی اتنی ضرورت نہ تھی۔ آج کل پوری دنیا میں بڑ سطح پہ اور ہمارے ملک میں قومی سطح پہ سیمینار منعقد کیے جا رہے ہیں۔ ماحول کو پاکیزہ کرنے سے پاک کرنے کے لیے محکمہ جنگلات انتہائی اہم کردار ادا کر رہا ہے اور جنگلات کی اشد ضرو ہمارے ملک میں پہلے کی کافی حد تک جنگلات کی کمی ہے۔ جیسے کہ میرے فاضل دوست نے رقبہ کا 25 فیصد جنگلات ہونے چاہییں۔ جو کہ ہماری شرح پہلی ہی انتہائی کم ہے اور صرف رقبے پر جنگلات لگے ہوئے ہیں۔ اگر اتنے بڑے محکمے کو جنگلات لگانے کے لیے اور جنگلات کے لیے اگر مزید رقم کم کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں یہ جو رقم رکھی گئی ہے وہ پہلے ہی انتہائی کم ہے۔ جس میں گیارہ کروڑ اور اکیاون لاکھ ر جنگلات کی تنخواہوں وغیرہ کے لیے رکھے گئے ہیں۔ 2 کروڑ 44 لاکھ روپیہ ایندھن کی نکاسی رکھے گئے ہیں۔ جس سے محکمہ کو اور حکومت پنجاب کو 19 کروڑ روپے کی آمدن متوقع ہے علاوہ 4 کروڑ 97 لاکھ روپے سائنسی بنیادوں پر نئے جنگلات لگانے کے لیے 2240 ایکڑ کیا گیا ہے اور نئے سائنسی طریقوں سے وہاں جنگلات لگائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ عوام کی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اور پارکوں کی حفاظت کے لیے اور وہاں نئے درخت لگانے سڑکوں کے کناروں پر درخت لگانے اور ان کی حفاظت کے لیے رقم مختص کی گئی ہے۔ اس تقریباً 7.6 ہزار ایکڑ پر نئے جنگلات لگانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ پہلے جنگلات کو کاٹ کر محکمہ

حاصل ہو گی پھر اتنے ہی رقبے پہ نئے جنگلات لگائے جائیں گے۔ جناب والا! محکمہ جنگلات نے اس سلسلہ میں کافی حد تک پیش رفت کی ہے اور آج کل اگر آپ سڑکوں پر سفر کریں خاص طور پر مری ' کہوٹہ روڈ پر جائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ محکمہ کی کارکردگی کس طرح سے بہتر ہو رہی ہے اور آئندہ بھی میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ جنگلات' جنگلات کی افادیت کو سمجھتے ہوئے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے پہلے سے بڑھ کر نئے جنگلات لگائے جائیں گے اور جو پرانے جنگلات لگے ہوئے ہیں ان کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ ایوان کٹوتی کی اس تحریک کو با اتفاق رائے مسترد کرے گا اور محکمہ جنگلات کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے اس کو منظور کرے گا۔

چودھری ظہیر الدین احمد خان : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا نے رولنگ دیدی ہے منسٹر کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں تو کیا آپ اس پہ رولنگ دیں گے کیا یہ قابل انتقال پوسٹ ہے تو پھر ان کو منسٹر بنا دیا جائے اور ان کو پارلیمانی سیکرٹری بنا دیا جائے۔

وزیر محکمہ امداد باہمی : جناب والا! وزیر متعلقہ اس وقت ایوان سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ان کی عدم موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دیتا ہے اور جب پارلیمانی سیکرٹری جواب دینے کے لیے کھڑا ہو جائے تو وزیر کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے ۔ کھر صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب کے لیے کھڑے ہو چکے تھے جب پارلیمانی سیکرٹری جواب دے گا تو وہ جواب وزیر کا ہی متصور ہو گا۔

جناب چیئرمین : خان صاحب! آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا وہ پہلے dispose of ہو چکا ہے اب جو آپ کی جو کٹ موشن ہے اس پہ عرض کروں گا۔

جناب نذر حسین کیانی : جناب والا! ہمارے ایک فاضل ممبر نے آپ کی خدمت میں اپنا ایک نکتہ اعتراض پیش کیا تھا۔ آپ نے اس پہ رولنگ نہیں دی اور اگر آپ نے دی بھی ہے تو یہ پارلیمانی روایات کا حصہ ہے کہ جب وزیر ہاؤس میں موجود ہو تو پارلیمانی سیکرٹری اس کی جگہ پر کام نہیں کیا کرتے بلکہ وزیر خود کام کیا کرتے ہیں میری عرض سن لیجئے یہاں پر آپ نے جو نئی روایات ڈالی ہے اچھی بات ہے اور میں خوش ہوں کہ میرے بھائی نے بڑے اعتماد کے ساتھ بات کی ہے اور وزیر جب ان کی تقریر پر ڈیسک بجاتے رہے ہیں۔ آپ جب سیاسی تقریریں کریں گے۔ اہلیت کی بنیاد پہ

نہیں کریں گے تو پھر وزیر پارلیمانی سیکرٹریوں کے لیے تالیاں ہی بجائیں گے پھر اور کام باقی نہیں رہے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (جنگلات) : میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر پارلیمانی سیکرٹری نے ہاؤس میں جواب بھی نہیں دینا۔ کوئی تقریر بھی نہیں کرنی اور اپنے محکمے کو defend نہیں کرنا تو پھر پارلیمانی سیکرٹری کس لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : فاضل پارلیمانی سیکرٹری نے پوچھا ہے کہ ان کو پارلیمانی سیکرٹری کیوں بنایا گیا ہے۔ اس میں اضافہ یہ ہے کہ ان کو موٹر بھی دی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو وزیر بھی adjust کیا اور نالائقوں اور ان پڑھوں کو وزیر بھی بنایا گیا ہے یہ ریکارڈ کی بات ہے کیونکہ رانا پھول خان صاحب کے پاس تو پرائمری کا سرٹیفکیٹ بھی نہیں اور پارلیمانی سیکرٹری وغیرہ یہ لوگ تو accommodate کیے گئے ہیں۔ ان میں کوئی سیاسی اہلیت نہیں ہے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ ان کو سیاسی اہلیت کی بنا پر بنایا گیا ہے۔

وزیر امداد باہمی : مولانا گل صاحب کے پاس تو جہالت کا سرٹیفکیٹ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نواب زادہ صاحب یہ کوئی relevant پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ یہ ایک Constitution میں provision ہے پارلیمانی سیکرٹری کی۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ..... رول 112 نکال لیں بڑا ہی واضح ہے۔ میں اس کا پارٹ نو پڑھتا ہوں۔

"The Finance Minister or a Minister acting on his behalf shall have a general right of reply at the end of the discussion"

صرف وزیر کو اختیار حاصل ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری کو اختیار حاصل ہی نہیں۔ کٹ موشن پر جناب جو پیرا ہے۔ میں آپ کو پڑھ دیتا ہوں۔ یہ کٹ موشن کے بارے میں دی ہے۔ پیرا ون بھی ساتھ پڑھیں۔

112(1) On the days to be appointed by the Speaker subsequent to the

day on which the Budget is presented the Assembly may discuss the Budget as a whole or any question of Principle involved therein, but no motion shall be moved at this stage, nor shall the Budget be submitted to the vote of the Assembly"

ابھی جناب completion of stages کا آ جاتا ہے اس پہ جناب اسی کے تحت جواب دینا پڑ رہا ہے اس میں صرف وزیر کا ذکر ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری کا کہیں ذکر نہیں۔

جناب چیئرمین : وصی ظفر صاحب! یہ رول نمبر 112 پڑھ رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جی ہاں۔

جناب چیئرمین : یہ آپ ذرا دوبارہ پڑھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر :

112(1) On the days to be appointed by the Speaker subsequent to the day on which the Budget is presented the Assembly may discuss the Budget as a whole or any question of Principle involved therein, but no motion shall be moved at this stage, nor shall the Budget be submitted to the vote of the Assembly".

اب چیئرمین : جناب وصی ظفر صاحب! اس پہ یہ rule apply نہیں کرتا۔

دھری محمد وصی ظفر : یہ one ختم ہو گیا نا جی۔ ابھی two آتا ہے۔ یہ آزاد ہے۔ one کا independent نہیں ہے۔ اس کا one کے ساتھ link نہیں ہے۔ کلاز two جو ہے یہ subordina ہے۔ clau ہے۔

اب چیئرمین : جناب یہ independent نہیں یہ تو کلاز نمبر 1 ہے۔

دھری محمد وصی ظفر : جناب یہ independent ہے۔

Finance Minister or a Minister acting on his behalf shall have a general of reply at the end of the dicussion. Discussion on budget or mentary budget, or discussion on cut motions

نہیں تو کٹ موشن کی discussion پہ کوئی رول نہیں۔ یہی رول ون کرتا ہے نہیں تو سچ موشن کی dictation کا رول نکال دیں۔ علیحدہ رول نکال دیں۔ اس کے تحت کام ہو گا۔

جناب چیئرمین ، ختم ہو گیا آپ کا یہ' آپ تشریف رکھیں ۔ چودھری وصی ظفر صاحب نے یہ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ کیونکہ رول 112 جنرل بجٹ کے لیے ۔ clause I اور clause-II بھی ایک coordination of clause-I ہے۔ یہ دونوں کلازیں I- اور clause-II ' کٹ موشن پہ اپلائی نہیں ہوتیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ کٹ موشن پہ discussion نہیں ہوسکتی۔ مجھے وہ رو جائے جس کے تحت یہاں کٹ موشن پہ discussion ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین ، وصی ظفر صاحب! آپ نے رول پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ کٹ موشن پہ scussion ہوسکتی۔ رولز میں کوئی گنجائش نہیں کہ کٹ موشن پہ discussion ہو۔

جناب چیئرمین ، وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر آپ کا ہے اور رول پوائنٹ آؤٹ کرنا فرض ہے۔ آپ نے رول پوائنٹ آؤٹ کیا تھا لیکن وہ رول نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! کٹ موشن پہ discussion نہیں ہوسکتی جو کہ غیر قا رہی ہے۔

جناب چیئرمین ، آپ اپنا کیس خود plead کریں اور ثابت کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں کہہ رہا ہوں اور میرا کیس یہی ہے کہ کٹ موشن دی رول ڈسکشن نہیں ہوسکتی۔

جناب چیئرمین ، آپ رول پوائنٹ آؤٹ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، ہم سارا کچھ غلط کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رول ہے ہی کوئی

کتاب میں ایسا کوئی رول نہیں جس میں یہ دیا ہو کہ کٹ موشن پہ ڈسکشن ہو گی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب نے جس لحاظ سے رولنگ دی ہے اس لحاظ سے کٹ موشن پہ ڈسکشن نہیں ہو سکتی۔ آپ کی رولنگ کے بعد کٹ موشن پہ ڈسکشن نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین ، آپ نے جو رول پوائنٹ آؤٹ کیا ہے یہ کٹ موشن پہ ریلیونٹ نہیں ہے یہ بجٹ کے جنرل ڈسکشن کے متعلق ہے۔ آپ نے جو کلاز two کہا ہے وہ بھی continuation of Clause 1- ہے اور میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر رول آؤٹ کر چکا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں دھراتا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں کہ رول 112 کے تحت جواب متعلقہ منسٹر دے سکتے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری نہیں دے سکتے۔ اس لیے اس کو میں نے اس کو رول آؤٹ کیا ہے کہ یہ رول 112 بجٹ کی جنرل بحث پر اپلائی کرتا ہے اس لیے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر رول آؤٹ ہو گیا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین ، آپ جناب بیک وقت دو پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کر سکتے۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے اب دوبارہ نہیں پیش کر سکتے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، اب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وہ govern کرتا ہے general discussion on the Budg- یہی جناب کی رولنگ ہے۔ جب یہ رولنگ ہے تو پھر رولز میں کوئی گنجائش موجود نہیں کہ کٹ موشنز پہ ڈسکشن کی جائے کیونکہ وہ غیر قانونی ہے۔

جناب چیئرمین ، کٹ موشن پہ تو ڈسکشن ہو چکی ہے اور اب------

چودھری محمد وصی ظفر ، اب آگے جو ہونی ہے وہ بھی غیر قانونی ہونی ہے ساری کی ساری------ اس بھی آپ کی رولنگ کی وجہ سے غیر قانونی ہو گئی۔ یہ 112 ا گر خالی بجٹ کو govern کرتا ہے پھر کٹ موشن پہ بحث نہیں ہو سکتی۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اسکا جواب دیں۔

جناب چیئرمین ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب نذر حسین کیانی ، جناب والا! کٹ موشن اس بجٹ کا ایک حصہ ہے۔ آپ جو دیکھ رہے ہیں۔ بجٹ اس وقت پاس کریں گے ۔ جب آپ کٹ موشنز پر بحث کریں گے اور اس کا جواب بھی آ

جائے گا۔ اگر کٹ موشن اس بجٹ کا حصہ نہ ہو تو اس پر بحث بھی نہ ہو اور اگر بحث ہو رہی ہے تو پھر یہ بجٹ کا حصہ ہے اس لیے رول 112 اس کو govern کرتا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ آپ جو ابھی رولنگ دے چکے ہیں۔ اس رولنگ میں ابہام ہے آپ مہربانی کریں اس سلسلے میں جو rules & regulations ہیں۔ سیکرٹری صاحب موجود ہیں اور اس سے پہلے کی روایات موجود ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ان کو پامال نہ کریں اور وزیر صاحب کو پابند کریں کہ کٹ موشن پر اگر وہ موجود ہوں تو خود جواب دیں اگر موجود نہ ہوں تو پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔ یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب چیئرمین ، اس کا جواب آچکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ،

"20 کروڑ 75 لاکھ 88 ہزار 6 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ جنگلات کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

سردار سکندر حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ اسی کٹ موشن پر دوبارہ بھی ووٹنگ ہوئی ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ کی رولنگ کے بعد جس طریقے سے آپ چلا رہے ہیں۔ یہ غیر قانونی ہے۔ غیر آئینی ہے اور اسمبلی پروسیجر کے خلاف ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس کے اوپر رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین ، میں رولنگ دے چکا ہوں۔

سردار سکندر حیات خان ، میرا وہ پوائنٹ نہیں۔ اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے تحت رولنگ کے بعد یہ کٹ موشن نہیں ہو سکتا۔ اس کے اوپر ووٹنگ ہی نہیں ہو سکتی۔ مہربانی فرما کر دیکھیے کہ کٹ موشن کے اوپر ووٹنگ نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین ، ووٹنگ ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ شاید ہاؤس میں نہ تھے۔ وہ تمام کی تمام واپس منظور ہیں۔ کسی نے پیش کیا۔ وہ ساری کی ساری واپس ہو چکی ہیں۔ اب ان پر ووٹنگ نہیں ہو سکتی۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 20 کروڑ، 75 لاکھ، 88 ہزار 600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو

ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

اگلا مطالبہ زر پیش کیا جائے۔

مطالبہ زر نمبر 9۔

ر خزانہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:۔

کہ ایک رقم جو ایک ارب' 65 کروڑ' 46 لاکھ' 70 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

ب چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ ایک رقم جو ایک ارب' 65 کروڑ' 46 لاکھ' 70 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

اس پر سردار سکندر حیات خان' چودھری محمد شاہنواز چیمہ' جناب میاں اظہر حسن ڈار' عباس علی ری' جناب فضل حسین راہی' چودھری محمد وصی ظفر' جناب قربان علی چوہان' جناب خورشید احمد خان' رضیاء اللہ خان بنگش' ملک محمد وزیر اعوان صاحب کی طرف سے کٹ موشن ہے۔ چونکہ یہ پیش ، کی گئیں' یہ واپس متصور ہو گی۔ اب سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک رقم جو ایک ارب' 65 کروڑ' 46 لاکھ' 70 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30

جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

اگلا مطالبہ زیر پیش کیا جائے۔

مطالبہ زیر نمبر 10

وزیر خزانہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک رقم جو ایک ارب' 39 کروڑ ' 80 لاکھ' 30 ہزار 560 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

آوازیں : Opposed

جناب چیئرمین : اس پر سید ذاکر حسین شاہ صاحب کٹ موشن ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ ایک رقم جو ایک ارب' 39 کروڑ ' 80 لاکھ' 30 ہزار 560 روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے۔ مطالبہ میں مضمر حکمت عملی اور مطالبہ میں مذکور بھاری سیکرٹریٹ انتظامیہ پر ہونے والے مسرفانہ اخراجات کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ ایک رقم جو ایک ارب' 39 کروڑ ' 80 لاکھ' 30 ہزار 560 روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"۔

وزیر قانون : اپوزڈ سر۔

SPEAKER: The next amendment is given notice of by Mian Azhar Dar, Mr Fazal Hussain Rahi, Mr Abbas Ali Ansari, Sardar Sikandar

Hayat Khan, Rana Ikram Rabbani, Mr Qurban Ali Chuhan, Ch. Muham Wassi Zafar, Dr. Zia Ullah Khan Bangash, Mr. Khurshid Ahmed Khan, M Muhammad Wazir Awan, Ch. Umar Draz Khan, Rao Tariq Mahmood Khawaja Muhammad Yousaf. Sardar Sikandar Hayat Khan may move amendment on behalf of all the above movers.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I move.

"That the total of Rs 1,39,80,560/- on account of General Administration be reduced to Rs. 1/-"

MATTER SOUGHT TO BE DISCUSSED: To discuss the p underlying the demand and to lay the policy regarding expenses

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the total of Rs 1,39,80,560/- on account of General Administration be reduced to Rs 1/-"

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppo Sir

MR SPEAKER: The next cut motion No 20 is given notice of by Azhar Hassan Dar, Malik Hakmeen Khan, Mr. Fazal Hussain Rahi, Ch. S Mahmood Nawaz, Mr. Qurban Ali Chuhan, Ch. Ghulam Qadir, Ch Maha Zaheer ud Din Khan, Mr. Aftab Ahmed Khan, Ch. Muhammad Wasi Mr. Ali Haroon Shah, Dr Zia Ullah Khan Bangash, Mr Khurshid A Khan, Mian Mahmood ul Hassan Dar, Malik Muhammad Wazir Awan ar Tariq Mahmood Ch. Muhammad Wasi Zafar to move on behalf of the Members

CH. MUHAMMAD WASI ZAFAR: Sir, I move the motion:-

"That the total of Rs. 1,39,80,30,560/- on account of General Administration be reduced to Rs 1,00,000/-"

MATTER SOUGHT TO BE DISCUSSED: To discuss the wasteful expenditure on the large number of Ministers/Special Assistants/Advisers and Parliamentary Secretaries and Chief Minister's discretionary grant.

MR. SPEAKER: The motion moved is:-

"That the total of Rs. 1,39,80,30,560/- on account of General Administration be reduced by Rs. 1,00,000/-"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے"۔

وزیر قانون: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک کروڑ 33 لاکھ 10 ہزار 6 سو ساٹھ روپے کی ایٹم (کوڈ نمبر 6-01204) بسلسلہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ انتظام عمومی میں ایک لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے متجاوز عملہ اور وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ پر ہونے والے مصرف اخراجات کو زیر بحث لایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ

" ایک کروڑ 33 لاکھ 10 ہزار 6 سو ساٹھ روپے کی آئٹم (کوڈ نمبر 6-01204)
بسلسلہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ انتظام عمومی میں ایک لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے۔"

وزیر قانون: میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی کٹ موشن پیش کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

" 3 کروڑ 83 لاکھ 15 ہزار 2 سو بیس روپے کی ایٹم (کوڈ نمبر 6-01205) بسلسلہ
وزراء/ معاونین خصوصی / مشیران / پارلیمانی سیکرٹری صاحبان انتظام عمومی میں ایک
لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے۔ مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے۔ وزراء/
معاونین خصوصی / مشیران / پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی متجاوز تعداد پر ہونے
والے مصرفانہ اخراجات کو زیر بحث لایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ۔

"3 کروڑ 83 لاکھ 15 ہزار 2 سو بیس روپے کی ایٹم (کوڈ نمبر 6-01205) بسلسلہ
وزراء/ معاونین خصوصی / مشیران / پارلیمانی سیکرٹری صاحبان انتظام عمومی میں ایک
لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے"۔

وزیر قانون: میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد ڈیمانڈ نمبر 10 پر سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی ایک اور کٹ موشن ہے۔
ی شاہ صاحب!

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ 34 لاکھ 79 ہزار 7 سو تیس روپے کی آئٹم (کوڈ نمبر 004) بسلسلہ وزیراعلیٰ
معائنہ ٹیم انتظام عمومی میں 50 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے: وزیراعلیٰ کی معائنہ ٹیم پر ہونے والے غیر ضروری اور مصرفانہ
اخراجات کو زیر بحث لایا جائے۔

ناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

" کہ 34 لاکھ 79 ہزار 7 سو تیس روپے کی آئٹم (کوڈ نمبر 004) بسلسلہ وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم انتظام عمومی میں 50 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔"

وزیر قانون: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس تحریک کی مخالفت کی گئی ہے اور اس کے بعد جناب جاوید محمود گھمن صاحب کی ڈیمانڈ نمبر 10 پر کٹ موشن ہے۔ جاوید محمود گھمن صاحب۔۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے: ٹرانسپورٹ کو زیر بحث لایا جائے اور متعلقہ اہلکار کے لیے پی او ایل کے اخراجات کی پالیسی کی بجائے نقد ادائیگی کی پالیسی اپنائی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

" کہ ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس کٹ موشن کو اپوز کیا گیا ہے۔ ڈیمانڈ نمبر 10 پر شاہ صاحب! آپ سب سے پہلے بولیں گے؟ شاہ صاحب ایک منٹ۔ ایک کٹ موشن جناب محمد جسپال صاحب کی رہ گئی ہے جو اسی ڈیمانڈ نمبر 10 پر ہے۔

جناب محمد خان جسپال: جناب چیئرمین۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے: مطالبہ میں مضمر حکمت عملی اور مطالبہ میں مذکور بھاری بھرکم سیکرٹریٹ انتظامیہ پر ہونے والے مصرفانہ اخراجات کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

" کہ ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ڈیمانڈ نمبر 10 پر بہت زیادہ کٹ موشنز ہیں۔ اس پر سردار سکندر حیات خان صاحب۔ ذاکر حسین شاہ صاحب۔ جاوید محمود گھمن صاحب اور محمود الحسن ڈار صاحب بولیں گے۔ سردار صاحب! میں پہلے کہہ چکا ہوں شاہ صاحب کو کہ وہ پہلے بول لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے نہ بھی کہتے تو رول نمبر 117(2) کو دیکھیں۔

117(2) "When notices of several motions relating to same demand are given, the motions shall be discussed in the order in which the heads to which they relate appear in the Budget."

تو میری ویسے بھی 18 ہے۔ لہذا یہ میرے اوپر آپ کا احسان نہیں۔ ان سے پہلے ہے۔

جناب چیئرمین، جی آپ شروع کریں۔ کل بھی جب وقت ختم ہو رہا تھا تو آپ ہی بول رہے تھے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! انتظامی معاملات کے لیے یا انتظامی عمومی کے لیے یا جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے بہت زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ اور اس رقم کو بے جا اصراف کے ذریعے تمام انتظامات پر خرچ کیا جائے گا۔ آپ وہاں ہیڈز ہیں وہ دیکھیں کہ بعض ہیڈز ایسے ہیں جن میں رقم رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ آج ایڈمنسٹریشن کا یہ حال ہے جناب والا! کہ جس سیکرٹریٹ میں جائیں وہاں ایک ایک سیکرٹری کے زیر تصرف پانچ پانچ گاڑیاں ہیں۔ اور یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ سرکاری افسران سرکاری افسران بالا سرکاری پٹرول سے اپنے ذاتی معاملات کے لیے سرکاری گاڑیوں کو استعمال کرتے ہیں حالانکہ قوانین کے تحت جب وہ اپنے کسی نجی کام کے لیے ٹرانسپورٹ کو استعمال کرنا ہے یا ان کا اپنا کوئی ذاتی کام ہو لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ سبزی منگوانے کے لیے بچوں کو سکول لے جانے کے لیے۔ اپنے نجی دوروں کے لیے تمام اخراجات یہ افسران سرکاری پیسے سے کرتے ہیں۔ اس جنرل ایڈمنسٹریشن پر بے پناہ پیسہ صرف کیا جا رہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس وقت یہ جنرل ایڈمنسٹریشن ایک سفید ہاتھی کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ ایسے ایک ایک محکمے میں دس دس

افسران ہیں۔ اور ایسے افسران ہیں جن کا سارا دن کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور اگر وہاں کسی کام کی صورت میں جائیں تو پتا چلتا کہ غلاں میٹنگ میں ہیں۔ تو جناب والا! اتنے افسران کی کیا ضرورت ہے۔ پہلے ہی اس ملک کی معیشت بڑی زوال پذیر ہے۔ اور اس صوبے میں خسارے کا بجٹ چل رہا ہے۔ ایسے میں جو اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے ایک طرف تو لوگوں کو سادگی کی تلقین کرتے ہیں تو یہ اپنے افسران ہیں جو ان کے زیرحکم ہیں ان کو یہ تلقین کیوں نہیں کرتے کہ جناب یہ اپنے مصرفا اخراجات کو کم کریں۔ اور سادگی کی زندگی اپنائیں۔ جناب والا! اتنی شاہانہ زندگی جتنے ہمارے افسران بسر کر رہے ہیں اس کی کسی ترقی پذیر ملک میں مثال نہیں ملتی۔ جناب والا! میری معروضات اس تک محدود ہیں کہ یہ جو انتظامی عمومی پر بے دریغ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ بے پناہ قوم کا براہ راست بلاواسطہ اور بالواسطہ ٹیکسوں سے، غریب لوگوں کے ٹیکسوں سے یہ جمع کیا ہوا پیسہ افسران کی آسائش افسران کی ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر اس سلسلے کو بند ہو چاہیے۔

جناب چیئرمین، سردار سکندر حیات خان صاحب!

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! آپ کی اجازت سے انگریزی میں تقریر کرنی چاہوں گا۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr Speaker Sir, first of all I would like to bring it to the notice of the Chair and my Hon'ble brothers and sisters that we have come here, after being elected to play a positive role in Punjab. Unfortunately, neither of us is doing our duty. My brothers on the Treasury Benches are not doing their duty to the people of their constituencies and Punjab at large and are just putting thumb impressions on everything the bureaucrat have written, by agreeing with everything and every figure Prime Minister has laid down certain things. She has given her open hands and we, Mr. Speaker, give our open hands and tell our brothers that let us serve our country and our province together. Let us be useful members. Let

us not do criticism for the sake of criticism.

Mr. Speaker Sir, here I would like to mention that these fat books whi have been given to us to study is an effort to play with the members of t Parliament. I would challenge and say honestly that majority of us have r read even a page. The grants, the demands, the development funds, it is r humanly possible for us to read them, to read the entire budget in two da and start talking about it We have not been given time We are not given tir to discuss these matters.

I purpose by chose Services & General Administration Departme because practically every department is covered under this I have not do this for the sake of criticism I am just doing this to ask my brothers what a these demands like Demand No. Nil and Miscellaneous in Budget. T bureaucratsor the engineers of these books have completely hookdwinked t members of our Assembly intentionally.

ب چیئرمین، سردار صاحب آپ اپنی کٹ موشن پر ہی رہیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I am speaking on the poli underlying the demand. I am not criticising anyone on the Treasury Benches am not criticising because we are in the opposition. I am criticising t bureaucrats How they are making fool of this entire House by giving wro figures and where these ought to have been given, there are no figures. Th have just written ADB, US AID so much, WAPDA so much, WASA muchThey have not given details Mr. Speaker Sir, I would challenge anybo from this side or from that side. They have not read the budget It is

ssible for them to explain the matter. This is the unfortunate thing If I will d out the figure, practically half of these demands, or the Annual velopment Programme, cannot be understood No details have been given. I uld say that the beureacurats alongwith some people are playing a role in tting out democracy. They are playing in the hands of Martial Law. They going against the call of our leader Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah. ey are not serving this nation They are not serving the people of this ovince They are serving themselves and I don't know who. I need not name. am not going to name anybody. Mr Speaker Sir, it is a mafia which is rking. There is a mafia It is a narcotics mafia plus the bureacuratic mafia ngwith the military mafia. Those people are against democracy. Whether it in the Province, or it is Mr Nawaz Sharif or the Prime Minister, they are the ne. They are all the same and we have to fight together

(Applause)

e should jointly fight against those black-sheep. Mr. Speaker Sir, if I am owed to read. I will be very precise I will start taking out every item of rvices and General Administration but please don't cut me in time. I will take every index, I will read out every page and cover every item. Please, then ar me out and give me time and don't curtail me I would like to take up ery item and show to you, Mr Prime Minister...

OICES: What? Prime Minister?

ARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker Sir, yes We are all ime Ministers and Chief Ministers if our hearts are true It is the mind which

has been polluted by the bureaucrats. It is not the deeds only. When our minds are polluted we will do only what is wrong and serve one person or the other whether it is serving the Chief Minister or the Prime Minister in the Centre Our minds have to be clear. It is time we must have purity of heart and only then we can serve the people of this country or the people of this Province If you want me to read page by page, then I would request you Mr. Speaker. give me time to read every item one by one.

MINISTER FOR PLANNING & DEVELOPMENT: No please. Don't give us the details.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I will take up the cut motions and read one by one, Mr.Speaker

MR. CHAIRMAN: You are here to discuss the policy, how to reduce the expenditure on this demand

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I would respectfully and humbly put this in front of you and ask you also, Mr. Speaker, whether you understand this budget? Can you understand this demand? Mr Speaker Sir, can you realize this? Now you talk about law The most important thing is law in this country. For judiciary so much money has been put under different heads.

MR. CHAIRMAN: It is not the question whether I understand the budget. Thequestion at the moment is that you confine yourself to the cut motions. We are here to discuss the policy.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker Sir, if you cannot

then I cannot understand whom I am talking to? Then, Mr. Speaker should we go? Then please give me time and don't put limit. We with the permission of my leader, that dates should be extended Budget is passed. Then we would like to take up everything. Then o over every department and prepare ourselves Otherwise what we to tell to the people of our constituencies that we are uneducated e have been befooled by the bureaucrats It is not that. It is because been short of time. Mr. Speaker Sir, because you, with respect, nd here you talk about law and order

IRMAN: I am not curtailing you. I am requesting you to confine the cut motions.

SIKANDAR HAYAT KHAN: O.K. Mr. Speaker, if you think g the nation is not supporting the cut motions, I would like to bring mary and I would like to go one by one.

CIAL ASSEMBLY.

of all the Provincial Assembly and we are talking about various items. er Sir, I would say that they should cut down the expenditure and the here should forego their pays and allowances and they should take s a token because they are not doing their duties properly in this hether it is the Treasury Benches or the Opposition Benches. The nd of Rs.3,86,64,000/- should be reduced to Re.1/- because neither er, nor the Secretary, nor bureaucrats serving it, nor the Members reasury Benches. nor the Members of the Opposition are doing their

duty properly to the province. They are being led through their majority. We are being hoodwinked and we are being bulldozed.

MINISTER FOR LABOUR: He cannot criticise the Chair. He has just criticised the Speaker. I think it is wrong and he should take his words back.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Through you Mr. Speaker, would tell my dear brother Raja Sahib that it is not the Chairman which I am criticising. When I am criticising the Chair, I find you and me sitting there find Raja Sahib sitting there. That chair is of honour and in that Chair I see Raja Sahib the Adviser, and my leader of the House or any other member. They are not doing their duties properly to this nation or the Province.

MINISTER FOR LABOUR: Point of order Sir. I am a Minister and not a Advisor for the correction and information of the Hon'ble Member, I state that I am a Minister and not an Advisor.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Now, I come to the next item relatingto "Governor". I would like to say that it should also be reduced although he is the Governor being nominated by the party. His hands are being cut and legs tied so far as I know and I personally think he has to under the constitution sign all those bills which have been passed unconstitutionally.

Now, I come down to the next item relating to the Chief Minister Secretariat, and here Mr Speaker, I would like to say some thing more. When he is elected, he has got all the right to serve the treasury benches more. After being elected, I would like to say, he has got the right to serve, but here

would say he is the Chief Minister of the entire province where live also the poor people of Fatehjang and Pindigheb. You talk about Murree where a lot of money is being spent, I would request the entire area should be given the same amount of money for development of roads, for better facilities in schools where the Chief Minister likes to go for cool breeze and the people of other areas like Multan are being neglected Let us be honest Mr dear brother Saleem Iqbal is sitting here for whom I have got a tremendous respect, he is my elder brother I would like to ask him has he once gone to Fatehjang and Pindigheb to see the hospitals? What is the condition of hospitals there? As I invite the other ministers similarly I would like to invite him to please travel the area and if they would not like to come into my areas then there might have been pilferage in the department There is corruption in their department, so they should resign or should get Re 1.00.

Mr Speaker Sir, the Chief Minister has been given ample discretion in every demand Previously, and in the previous budgets huge amount was put as Chief Minister discretionary grants or for the discretion of the Chief Minister Now, what they have done? As I have quoted, our great leader Quaid-i-Azam in his informal talks in Frontier has said that we should serve he nation and thepeople of the province Any government member whether he s from PPP or from IJI any one who tells them to do other than that is doing isservice to the nation Ultimately such actions would create chaos nfusion and so there will be an end to the democratic process Mr Speaker r, I would like to tell them please abide by the Leader, the Father of the tion. Here I would like to tell them that the Chief Minister was called a

meeting with the DIGs, Commissioners, and Deputy Commissioners show their loyalty to Government of Punjab and not to Pakistan which is a shame

COL (RETD) MUHAMMAD YAMIN: Mr. Speaker, Point of order. I ha been listening to the honourable member for the last half an hour. I am so to submit that he is not relevant and he is criminally wasting time of t House His cut motion is against the demands for General Administratic Now, if he has to say anything pertinent to the demands, which the treas benches have demanded for the running of the General Administration, should say that such and such amount allocated for such and such job is m than required He is talking for the last half an hour without touching the problem The reason of which I don't know. Now, I would submit through to the honourable member that he should restrict himself to the cut motion that the valuable time of the House is saved.

MR CHAIRMAN: Please restrict yourself to the cut motion

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I read my cut motion, cut motion was

"That the total amount of Rs 1,39,80,560/- on account of G. Admts reduced to Re 1.00", and that was itemwise.

ب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔

ب چیئرمین: مسٹر فضل حسین راہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ب فضل حسین راہی: جناب والا میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ یہاں ہاؤس میں سردار ب نے انگریزی میں تقریر شروع کی ہے لیکن اس سے پہلے آپ سے اجازت لی ہے اور ان کی کے دوران جتنی بھی انٹرپشن ہوئی ہے وہ ساری انگریزی میں ہوئی ہے اور کسی نے آپ سے

اجازت نہیں لی۔ میرا یہ احتجاج ہے کہ ہم لوگ پنجابی تو آپ کی اجازت کے بغیر نہیں بول سکتے لیکن یہاں انگریزی ہم آپ کی اجازت کے بغیر شروع کر دیتے ہیں اور پنجابی اگر کوئی آدمی شروع کرتا ہے تو اس کو روک دیتے ہیں اور ہاؤس بھی روک دیتا ہے لیکن انگریزی جو شروع کرتا ہے اس کو کوئی بھی نہیں روکتا۔ پابندی تو دونوں پر ایک جیسی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کے ہاؤس کی عمومی زبان جو ہے وہ اردو ہے۔۔

جناب چیئرمین: راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں اس کے بارے میں آپ سے یہ رولنگ چاہتا تھا کہ کیا یہ جائز ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب نے جب انگلش میں تقریر شروع کی تھی تو انہوں نے اجازت لی تھی۔ کرنل صاحب کو بھی لینی چاہیے تھی۔ بہرحال اب چونکہ کٹ موشن پر جو خیالات کا اظہار ہو رہا تھا وہ انگلش میں ہو رہا تھا تو انہوں نے presume کیا کہ وہ انگلش میں جواب دیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN : Mr. Spaker Sir, I would like to read " The matter sought to be discussed is the policy underlying the demand "

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب چیئرمین: راہی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: لیکن جناب والا! جب ایک آدمی اجازت لے کر انگریزی بول رہا ہے تو ا کا مطلب یہ نہیں کہ ہاؤس کی عمومی زبان انگریزی ہوگئی ہے رولز اپنی جگہ پر exist کرتے ہیں۔ رو 192 کے تحت انگریزی یہاں آپ کی اجازت کے بغیر نہیں بولی جا سکتی۔ اگر یہ presume کر لیا ہے کہ یہاں انگریزی ہاؤس کی زبان ہے تو یہ غلط کر لیا گیا ہے اور آپ کی رولنگ اس حوالے سے ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو criticise نہیں کرتا ہوں لیکن میں یہ درخواست کرتا ہوں کوئی بھی بات کرنے سے پہلے، آپ چیئر پر بیٹھے ہیں آپ کی بات جو ہے وہ چیئر کی بات تصور ہو گی

جناب چیئرمین: راہی صاحب! میں نے عرض کیا تھا کہ چونکہ وہ انگلش میں اپنا اظہار خیال کر ر

دوسرے ممبر حضرات نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ وہ انگلش میں بات کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ
، دوسری زبان سننے کے موڈ میں نہ ہوں تو انہوں نے انگلش میں اظہار خیال کیا بلکہ میں نے
ش کی کہ انہیں انگلش میں ہی سمجھایا جا سکے۔ اگر وہ اپنا مافی الضمیر انگلش میں بیان کر رہے
ہ سننا بھی انگلش ہی پسند کریں گے۔ اس وجہ سے انگلش میں کرنل صاحب نے فرمایا۔ بہرحال
ینی چاہیے۔ اب کوئی حرج نہیں کہ اگر انہوں نے انگلش میں پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔ آپ
پر تو اعتراض نہیں کیا جو انگلش میں اپنی سپیچ کر رہے تھے۔

ول محمد خان، انگریزی میں اگر تقریر ہو رہی ہو تو اس میں انگریزی میں ہی پوائنٹ آف آرڈر
ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: The gentleman is unnecessarily creating distrubance, and he is talking about relevancy.

زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

چیئرمین، نواب زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I would like you to disc the Minister for Cooperatives. He is in the habit of speaking while sitting.

چیئرمین، آپ جناب پہلے راہی صاحب سے اجازت لے لیں اگر مجھ سے نہیں تو ان سے اجازت
ا۔

زادہ غضنفر علی گل، آپ وزیر امداد باہمی کو discipline کریں کہ وہ بیٹھے بیٹھے نہ بولا کریں۔
کے خلاف ہے۔

صول محمد خان، جناب والا! میں نے تو اپنے بھتیجے میاں مٹھو کو کچھ بھی نہیں کہا۔ پتہ نہیں ان
ے بیٹھے کیا ہو جاتا ہے۔ (قہقہے)

زادہ غضنفر علی گل، مینا کو جو بیٹھے بیٹھے کچھ ہو جاتا ہے۔ (قہقہے)۔

، چیئرمین، سردار صاحب آپ جاری رکھیں۔

R CHAIRMAN: Please continue.

ARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I would like to bring it to notice of my elder most respected member belonging to my area of untain belt that "it is to discuss the policy underlying the demand and to policy regarding expenses" I am taking up all the items one by one and ng exactly what I should do by giving them alternatives, and what are the sons and why the total be reduced to Re 1 00 I am talking specifically over s and I am not taking up anything else except the demand in question I am criticising for the sake of criticism, I am doing it to bring facts to your ice and it is law, the parliamentary practice and according to my cut tion

R CHAIRMAN: Please confine yourself to the cut motion.

ARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I am absolutely doing that w, I come to the Chief Minister Secretariat and when you talk about it, it is mally august building where all the Secretaries concerning the Chief nister get together when they meet. They are normally not put in hill ions. Here every bungalow has become a Chief Minister Secretariat, every ing hall has become a Chief Minister Secretariat, and if you talk about use No 11, Club Road, it is the Chief Minister Secretariat, House No 4 is ief Minister Secretariat, House No 5 is Chief Minister Secretariat, House 6 is Chief Minister Secretariat and I would say when I put in this thing I very relevant.

R CHAIRMAN. Since you are not relevant I have to remind you again

that it is not general discussion on budget, it is the cut motion Please confine yourself to the cut motion.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: "To discuss the policy underlying the demand and to lay the policy regarding expenses " I would say the free mason house.

MR CHAIRMAN: I would say that so far you have said every thing except the policy.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr Speaker Sir, this is the policy and the whole policy of which I am talking about, one secretariat, five secretariats, ten secretariats, free mason house, bungalow of Ayub Khan in Islamabad is also acting as secretariat, Ziaul Haq's Murree bungalow in Murree is acting as secretariat so also the Karachi bungalow it is all expenses It is your money, it is money of the poor Mr Speaker Sir, the Chief Minister should be touring every area of Punjab he should see what development has taken place, and why it should be reduced. A lot remains to be done for schools and colleges of my area I would personally request to you please have a look at the departments Mr Speaker Sir, through you I would request the honourable Minister to see what pilferage is going on in their department I am not saying that the pilferage and curruption is not there in the centre and in other provinces It is there and it is a general problem, it is the problem which we have to solve.

ہر اختر عباس بھروانہ: پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا سردار صاحب کو کیا ہوتا جا رہا ہے' سال 1985ء سال 1988ء تک تو یہ وزیراعلیٰ کے بنگلے کا طواف کرتے رہے ہیں اور جناب والا یہاں تک ہے کہ

وزیراعلیٰ صاحب چیف منسٹر بھی ابھی نہیں تھے تو وہ مری جا رہے تھے تو انہوں نے ان کو چائے دعوت دی اور انہیں کہا کہ مجھے بھی مری لے چلیں' ان کی کار میں کوئی جگہ کوئی نہیں تھی یہ میٹ پر بیٹھ کر گئے' اندازہ لگائیں اور پھر جناب والا! اب بھی وہاں اتنی جوتیاں پڑی ہیں جو اس نے خود صاف کی ہیں' تو جناب والا! یہ کیا ہے سال 88-1985ء تک تو آپ پھرتے ہی ادھر رہے آج آپ کو ساری کرپشن بھی نظر آ رہی ہے آپ کو ہر چیز نظر آ رہی ہے' تو یہ کیا ہے' بیچ والی کیا ہے میں ذرا یہ بیچ والی بات پوچھنا چاہتا ہوں' یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہیے' یہ پلٹنے بات کرتے ہیں' کیا ان کو پتا نہیں ہے کہ شاد باغ جو کہ لاہور کا دل ہے وہ سارا ان کے جیالوں اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے یہ صرف پلاٹ کی باتیں کرتے ہیں اور کوئی بات نہیں کرتے ہیں' تفصیل میں نہیں جاؤں گا' لیکن میں سردار صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ خدارا اپنے آپ کو کیجیئے اور اپنے حافظے کو درست کیجیئے کیا ہوگیا ہے آپ کو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، رانا پھول خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا پھول محمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے پہلے 1985 1988ء کے دوران سردار صاحب میاں نواز شریف کے خاص[**] مشہور تھے۔ اب یہ [**] نہیں ہیں اب پیپلز پارٹی ہے۔

جناب اختر عباس بھروانہ، یہ [**] نہیں[**] تھے۔

جناب چیئرمین، یہ بچے کے لفظ کو حذف کیا جاتا ہے کارروائی سے' اب سید ذاکر حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں' (قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہی بات جو بھروانہ صاحب نے کی ہے میں بھروانہ صاحب پوچھتا ہوں کہ یہ سال 1977ء میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن بھی لڑے۔ جناب والا! سردار نو خان دریشک ہمارے ساتھ تھے منسٹر رہے سال 1977ء تک' ملک سلیم اقبال صاحب' رانا پھول صا ارشد لودھی صاحب ان سب کو کیا ہوگیا ہے کہ جونہی الیکشن آنے لگا تو پیپلز پارٹی بری ہوگئی ہے۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گے۔

***(حکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا)

راجہ اشفاق سرور خان، حضور والا! یہ تو انہوں نے بہت پرانی بات کی ہے' ہم ان کو ایک بات یاد کراتے ہیں' یہ تو انہوں نے 1977ء کی بات کی ہے' ابھی چند دن کی بات ہے کہ پراچہ صاحب نواز شریف کے وزیر تھے اور یہاں سے جا کر وہ الیکشن لڑ کر پیپلز پارٹی کے بڑے دعوے دار بن رہے ہیں تو یہ کم از کم اپنے گریبان میں جھانک کر باتیں کریں یہ تو بڑی پرانی بات کر رہے ہیں' دس سال قبل پیپلز پارٹی کا نام و نشان ہی نہیں تھا۔

سید ذاکر حسین شاہ، راجہ صاحب نے الیکشن میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ کے لیے درخواست گزاری تھی' ٹکٹ نہیں ملا تو یہ آزاد لڑے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور خان، اگر یہ ثابت کر دیں تو میں آج ایم پی اے شپ سے استعفیٰ دے دوں گا' اگر اس کو ثابت نہ کر سکے تو آپ استعفیٰ دے دیں' جناب والا! یہ جھوٹ بولنا پیپلز پارٹی والوں کا وتیرہ بن گیا ہے' ایک بحث پر جھوٹ بولتے ہیں' ایوان میں جھوٹ بولتے ہیں' ان میں sense رہی ہی نہیں ہے' آپ میرا چیلنج قبول کریں اگر میں نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ لیے درخواست دی ہو تو میں استعفیٰ دوں گا اور اگر نہ کیا ہو تو آپ استعفیٰ دیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ ٹکٹ کے لیے ملکے خان کے گھر کا طواف کرتے رہے اور جب نہیں ملا تو پھر یہ آزاد لڑے ہیں۔

جناب چیئرمین، آرڈر پلیز' رانا پھول خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں'۔

مہر اختر عباس بھروانہ، جناب والا! میرے دوست نے میرے متعلق بات کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں سال 1970ء میں پیپلز پارٹی کے امیدوار کی ضمانت ضبط کرا کر اس ایوان میں آیا اور اس کے بعد ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ میں پیپلز پارٹی join کی۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا' لیکن یہ میرا احسان تھا پیپلز پارٹی پر اور پھر میں نے ان کی گندی کرتوتوں کو دیکھ کر ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ ان کے قول اور فعل میں بہت تضاد ہے۔ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں' اس لیے میں نے ان کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان)۔ جناب والا! میرا چونکہ یہاں پر نام لیا گیا ہے اس لیے ذاتی وضاحت کے لیے مجھے موقع ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب کٹ موشن پر بات ہونے دیں۔ سردار سکندر حیات خان آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہونا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں اپنی کٹ موشن پر بات کر رہا تھا کہ اختر عباس بھروانہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے اور یہ اب دوست کی بات کرتے ہیں' میرے اس ہاؤس میں آدھے سے زیادہ دوست ہیں لیکن ایک چیز میں بتانا چاہتا ہوں۔ یہاں شہباز شریف صاحب بیٹھے ہیں میں ایک سال نواز شریف سے نہیں ملا۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب آپ اپنی کٹ موشن پر بات کریں۔

سردار سکندر حیات خان، ***** (قطع کلامیاں)--- (شوروغل)۔

جناب چیئرمین، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سردار سکندر حیات خان، *****

مہر اختر عباس بھروانہ، اگر ایسی بات ہے تو میں پھر تمہارے گھر کی بات کروں گا تمہاری بیوی کی بات کروں گا' تم اپنی بیوی کو لے جاتے ہو--- (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، no cross talk please آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

سردار سکندر حیات خان، یہ جاگیں ان کا یہ کام نہیں ہے کہ ****

جناب چیئرمین، no cross talk please. (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب والا یہ اسمبلی ہے کوئی مذاق نہیں عورتوں کی اور اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی' ہم لوگ یہاں آتے کس لیے ہیں؟ میں ان کے رویے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتی ہوں۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب چیئرمین، سردار صاحب! آپ اپنے آپ کو confine کریں۔۔

سردار سکندر حیات ، جناب والا! میں تو اپنی کٹ موشن پر بات کر رہا تھا۔ انہوں نے میری تقریر میں ایک غیر متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے اپنے آپ کو relevant نہیں رکھا۔ اگر آپ relevant رہتے تو اتنی بدمزگی پیدا نہ ہوتی۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! یہ سب کچھ ایک غیر متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں تو جناب ان کو ثبوت کے ساتھ بتا سکتا ہوں کہ یہ کیا کرتے رہتے ہیں؟

جناب چیئرمین، آپ اپنی کٹ موشن پر بولنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ نہیں بولنا چاہتے تو میں اگلے سپیکر کو بلاتا ہوں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ فاضل دوست نے جو لفظ استعمال کیے ہیں ***** یہ ایوان کی کارروائی سے حذف کر دیے جائیں۔

جناب چیئرمین، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔ سردار صاحب آپ اپنی تقریر کٹ موشن پر ختم کر چکے ہیں یا جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ سردار صاحب میں آپ کو دو منٹ دیتا ہوں آپ دو منٹ کے اندر اپنی بات ختم کریں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا اب آپ نے مجھے فلور دیا ہے تو براہ مہربانی ہاؤس کو بھی ان آرڈر کریں۔

جناب چیئرمین، وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو relevant نہیں رکھ رہے۔ آپ کو دو منٹ دیے جاتے ہیں دو منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا ہاؤس ان آرڈر لائیں گے تو relevancy کی بات ہو گی؟

جناب چیئرمین، یہ آپ نے self invited criticism خود ہی شروع کی ہے۔

سردار سکندر حیات خان، self invited کی میں نے بالکل کوئی بات نہیں کی' میں آپ کو واضح طور

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

پر کہتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں اور اس میں دیکھا جائے کہ میں نے کوئی irrelevant نہیں کی۔ میں نے اپنی کٹ موشن کے علاوہ کوئی بات نہیں کی۔ آپ نے انہیں ایک غیر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دی اور مجھے چپ بٹانا پڑا۔ جناب سپیکر اگر آپ انہیں بات کرنے کی ا نہ دیتے مجھے interrupt/irrelevant نہ کرتے تو مجھے بھی چپ بات کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

جناب چیئرمین، چودھری محمد اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ۔

رانا پھول محمد خان، جناب والا! میں ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ذاتی وضاحت کو پو آف آرڈر پر فوقیت حاصل ہے۔ جناب سپیکر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے 1970ء میں پیپلز کو شکست دے کر اس ایوان میں آیا اور 1974ء تک اپوزیشن کا رول ادا کیا۔ اس کے بعد پیپلز میں شامل ہوا یہ کوئی برائی نہیں تھی چونکہ بھٹو بھی پیپلز پارٹی کی بجائے مسلم لیگ کا جنرل سیٹ تھا اس کے ساتھ ہم بھی شامل ہوگئے۔ اس کے بعد 1985ء میں جب ہم نے یہ دیکھا کہ پیپلز پا منشور پنجاب دشمنی پر مبنی ہے' بے غیرتی پر مبنی ہے اور پنجاب کے لیے سب سے بڑی گالی ہے مرید ہونا اور زن مرید ہونا ہمارے لیے گالی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، رانا صاحب میرے خیال میں کافی ذاتی وضاحت ہوگئی ہے۔

رانا پھول محمد خان، جب میں نے یہ دیکھا کہ اس پارٹی میں بے غیرت لوگ رہ سکتے ہیں

(قطع کلامیاں' شور وغل)

پنجاب کے دشمن رہ سکتے ہیں تو میں نے ان کے ٹکٹ پر الیکشن نہیں لڑا۔ اگر ان میں غیرت ہو پنجاب کے لوگوں کا خون ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ انہیں واپس آ جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ ذاتی وضاحت پر کھڑے ہوئے تھے وضاحت ہو چکی ہے۔ چودھری محمد اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا بجٹ کے اہم موقع پر آج کا اجلاس زیادہ ہنگامہ خیز ہے' ذاتیات کے بارے میں اور اس کی کچھ تشریح کے بارے میں زور زیادہ ہے اپنے فاضل دوست سردار صاحب سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وہ خود اپنے آپ کو

ان بھی کہتے ہیں اور ان سیاست دان بھی ہیں اور عام طور پر سیاست دانوں کے خلاف کچھ حقائق کے بیش نظر لوگ باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن صاف پیشانی والے لوگ یا کھلے دل والے لوگ نہ صرف سے سنتے ہیں بلکہ مثبت انداز میں اس کا جواب دیتے ہیں۔۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر تقریباً 20 منٹ کے قریب ذاتی عناد کی بنیاد پر یہ وقت ضائع وا ہے اور جو ان پلٹ کے کلمات استعمال کیے گئے ہیں انہیں کارروائی سے حذف کیا جائے اور دوسرا سردار صاحب سے یہ کہا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ الفاظ پہلے ہی کارروائی سے حذف کر دیے گئے ں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا سردار صاحب اپنی کٹ موشن پر زیادہ وقت لے چکے ہیں۔ اب ید وقت انہیں ملنا مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب دو منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! پالیسی کے اندر رہ کر بات کریں۔

جناب چیئرمین، فضل حسین راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک مقدس چیئر پر بیٹھے ں اور جب تک آپ چیئر پر بیٹھے ہیں یہ ریکارڈ کا حصہ ہے' جو کلمات آپ کی صدارت میں یہاں ایوان ں استعمال ہو رہے ہیں یہ بھی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ وہ رویے جن کا یہاں پر اظہار ہو رہا ہے اور ایک ص طریقے سے پیپلز پارٹی کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ کبھی آپ کی اجازت کے بغیر رانا صاحب ڑے ہوتے ہیں اور دیر تک پیپلز پارٹی کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور آپ کی اجازت کے بغیر ڑے ہوتے ہیں اور دیر تک کھڑے رہتے ہیں' حالانکہ آپ نے اعظم چیمہ کو فلور دیا لیکن رانا صاحب نے مداخلت کر کے فلور اپنے قبضے میں کر لیا ہے اور آپ مجبور ہوگئے کہ رانا صاحب کی آپ پوری بات یں۔ یہ طریق کار اسمبلی چلانے کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ جتنے یہاں قابل شرم الفاظ استعمال کیے گئے ں' اگر آپ کسی ایسی قوم کے سامنے میں پچھلے دنوں چین گیا تھا میں نے وہاں پر دیکھا کہ آپ

کسی کا personal conduct زیر بحث نہیں لا سکتے۔ کسی پر personal question نہیں کر سکتے۔

ایک معزز رکن، آپ relevant ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، یہ relevant اس لیے ہیں کہ یہ ایوان کے تقدس کے بارے میں ہے۔

جناب چیئرمین، راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ انتہائی قابل شرم الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ سردار صاحب نے اگر یہ کہا ہے کہ یہ نواز شریف کو عورتیں پیش کرتے ہیں اور انہوں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یہ بیوی نواز شریف کو پیش کرتے ہیں، کتنی قابل شرم باتیں ہیں اور آپ کی صدارت میں اس ایوان میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا اور اس قسم کی تنقید کرنا personal attack کرنا انتہائی قابل شرم بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ نواز شریف کے جوتے صاف کرتے رہے ہیں تو یہ چاٹ رہے ہیں آپ اپنی زبان سے صاف کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، راہی صاحب تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، آپ اپنے رویے کو دیکھیں، آپ کسی کی تقریر میں مداخلت کرنے سے پہلے اپنے رویے کو دیکھیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کے جوتے صاف کیے تو انہوں نے کسی کپڑے سے کیے ہوں گے آپ تو اپنی زبان سے اس کے جوتے صاف کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، اور آپ نے اپنی زبان گندی کر لی ہے اس کے جوتے صاف کرتے ہوئے۔

جناب چیئرمین، میاں منظور احمد موہل صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل، میں یہ عرض کروں گا کہ جو یہ غلط باتیں منسوب ہوئی ہیں۔ یہ حذف کی جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ صبح میں نے تحریک استحقاق اسی لیے پیش کی تھی کہ فاضل دوست اس طرح کی باتیں کر کے اپنے آپ کو لائن لائیٹ میں لانا چاہتے ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کہ کیا بات ہوئی ہے بہرحال اس شوروغوغا میں آج کی جو کارروائی ہے اسے پھر سبوتاژ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہ بجٹ کا دن اور کٹوتی کی تحاریک پر بات ہو رہی ہے۔ جس پہ کا

ختم ہونا ہے۔ لیکن سردار صاحب نے جس طرح کی باتیں کی ہیں اور جس طرح کی غلیظ باتیں کی ہیں۔ میں وہ بیان نہیں کر سکتا یہ پڑھے لکھے آدمی ہیں انگریزی دان ہیں انہوں نے اس قسم کی باتیں کی ہیں جو کوئی شریف آدمی نہیں سن سکتا۔ لہذا میں یہی کہوں گا کہ جناب والا! آپ ہاؤس کو کنٹرول کریں۔ ایسی باتوں کا اعادہ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! اب یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ جو ناشائستہ الفاظ ہیں انہیں ختم ہونا چاہیے۔ سردار صاحب! آپ دو منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔ (شور و غوغا) چودھری صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! سب سے پہلے تو میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! آپ دو منٹ میں اپنی کٹوتی کی تحریک پر بات مکمل کر لیں۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! یہ میرا حق ہے۔ آپ نے اتنی دیر ان لوگوں کو سنا۔ میں غیر متعلقہ کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ میری تقریر کے دوران آپ نے ان کو ایک غلط پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر بولنے دیا۔ اور ان کی طرف سے غلط بات کی گئی۔ اور میں نے حقائق سامنے کیے اور اس پر اتنا شور شرابا ہوا۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr Spaker Sir, I would like to tell you that the time could not be curtailed

MR CHAIRMAN: It is the privilege of the honourable Speaker that he can curtail the time.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr Speaker a meeting took place between the Law Minister and the Leader of the Opposition, in that meeting I specifically made it clear I will take some extra time because I wil not be able to finish within ten or fifteen minutes, and he said smilingly you are able to talk over the matter for an hour and half. and now I like to bring i to your notice and it can be verified by you. First of all I would like to tell you that I am not criticising every thing but I will take up the entire subject step

y step and one by one. I am saying it is our right, and that right is not being iven to many of our brothers.

MR CHAIRMAN: Sardar Sahib I would like to refer rule 180 (3) for your onvenience. It says:-

"The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion"

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, my book is not over here on ne desk. I would like you repeat it.

MR. CHAIRMAN: It is rule 180(3).

"The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion."

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر نے جو مجھے ٹائم دیا تھا وہ سپیکر صاحب نے ہی دیا تھا۔ عا طور پر یہ کٹوتی کی تحاریک جو ہم نے چھوڑی ہیں اور تقریباً میں نے ہر کٹوتی کی تحریک کو اپوز کر ہے۔ بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میرا یہ حق تھا۔ میں نے تقریباً ہر ڈیمانڈ کے خلاف کٹوتی کی تحریک دی ہے۔ اور میں ان پر ٹائم لے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ کی تقریر کو آدھا گھنٹا ہو چکا ہے۔ آپ نے ابھی دو منٹ میں بات ختم کر تھی۔

IR CHAIRMAN: Please conclude within two minutes.

ARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I want to speak on Law epartment, and in a country the Law Department is regarded as an important llar of government, is expected to provide justice to the poor people of that untry or a province. They should be given justice, fairplay and honesty, I uld submit these things are not there unfortunately False reports are itten by the police, FIRs are not there, people are implicated in different

cases in all the constituencies especially the poor people. It happens e where in the province of Punjab and when those people come to court. police is again saying that those people who are under Law Department ADA, the Assistant Attorney should be given to the Police Department. are offering them grade 16 & 17 so that they should come to P Department. If they are not in the police department then the police may false FIRs against one poor man or the other, and when they will go to court it will be the same police officer or his bradri of police janta, of p mafia there, who will convict the person inspite of lacuna in the cases. Justice Department unfortunately is not doing its duty and here I w request my brothers that unnecessary transfer and promotion should no given. There should be a complete jurisdiction system. I am giving a policy the policy which is given by Islam in which the jurists are on one Those people who are not doing properly on law should not be given money. I would request the Law Minister that they should be given a system. That is why I am of the view that it should be reduced to Re 1/ Speaker Sir, now I come to the Planning Department, Forest and Wil Forest has been discussed so I leave it. Through you Mr Speaker, I woul to bring it to the notice of the honourable Minister and request him tha Wildlife Department has become a "Director General" of the Department.

MR CHAIRMAN: It is demand No 10.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Wildlife is also covered i Mr Speaker, Sir.

R CHAIRMAN: Under Demand No 10.

ARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Especially the 'Administration'. ere are more Inspectors, Wildlife Officers, Preventive Officers and ocurement Officers and things of this kind and I would say nothing has been ne so far. I am a member of the World Wildlife. There are strict instructions h all the provinces especially with Punjab that the existing level of the dlife which is below zero. It should be taken care of and should be raised m subsistence leve Now, I want to sum up Mr Speaker, I will take only one nute.

RDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr Speaker Sir, I would like to a up now, the idea of budget, the purpose of discussing and criticising it is tell that the departments are not functioning properly, the ministeries are functioning properly and the province is not being governed properly.

The corruption and illitracy have become the rule of the day and so the ernment should resign.

جناب چیئرمین، اب جناب جاوید محمود گھمن صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ گھمن صاحب آپ کتنا لیں گے؟

جناب جاوید محمود گھمن، مسٹر سپیکر سر! میں چند ایک مختصر باتیں کروں گا اور کوشش کروں گا جلد از جلد اپنی بات کروں۔

جناب چیئرمین، سید ذاکر حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ آپ ان سب کو ترتیب وار لیں' یہ آپ 23,22,21 اور کیوں چھوڑ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب یہ متفقہ فہرست جو میرے سامنے پڑی ہے اس میں سر فہرست آ

نام تھا' پھر سکندر حیات صاحب کا' پھر جاوید محمود گھمن صاحب کا اور اُخر میں میاں محمود الحسن ڈار صاحب کا نام ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ تو میں نے آئٹم وائز پیش کی ہے' ابھی میں تو ان پر بات کروں گا' آپ مجھے اس پر تو رولز کے تحت سٹرکٹ (strict) نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب یہ ہم نے ساری کی ساری کٹ موشنیں اکٹھی ٹیک اپ کی تھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا یہ اکٹھی ٹیک اپ نہیں ہو سکتیں۔ ان میں (disapproval of policy cut) ہے' نوکن کٹ ہے' اکانومی کٹ ہے' میری مختلف کٹ ہیں۔ پہلی جو میری تھی وہ ڈس اپروول آف پالیسی کٹ تھی۔ اور یہ جو میں نے دی ہے یہ اکانومی کٹ ہے۔

جناب چیئرمین، لیکن یہ تو پھر deviation ہے' آپ نے جو لسٹ دی تھی اس کے مطابق تو آپ اپنا ٹائم لے چکے ہیں۔ آپ کو اپنی سپیچ میں بولنے کا جو ٹائم دیا گیا تھا' اس میں آپ کو ساری کٹ موشنز پر بات کرنے کا موقع دیا تھا' آپ کو ساری کٹ موشنز اس میں cover کرنی چاہیے تھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں نے اسی لیے ان کو touch نہیں کیا تھا کہ یہ مختلف ہیں' اور الگ الگ ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں ہم ساری کٹ موشنوں کو اکٹھا لے رہے ہیں اور آپ کا فرض تھا کہ آپ اپنی speech میں ساری کٹ موشنوں کو cover کرتے۔ یہ تو آپ کی اپنی غلطی ہے۔ آپ نے اپنی کٹ موشنز کو cover نہیں کیا۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ میری غلطی نہیں ہے' جو یہ موشنز ہیں یہ ہیڈ وائز آئیں گی' اور یہ میں نے علیحدہ پیش کی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب یہ ڈیمانڈ نمبر 10 پہ ساری کٹ موشنیں ہیں' ہم چونکہ ان کو اکٹھا ٹیک اپ کر رہے ہیں' آپ کو سب سے پہلے فلور دیا گیا تھا' آپ کا فرض تھا کہ آپ یہ تمام کی تمام کٹ موشنز اپنی سپیچ میں شامل کرتے۔ ہم نے صرف یہی سمجھا کہ آپ صرف ایک کٹ موشن پہ بولنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا میں نے اسی لیے یہ مضامین چھوڑ دیے تھے کہ میں ان کی باری پر ان کو لوں گا۔ آپ ہی کی ایگریڈ لسٹ میرے سامنے پڑی ہے اس میں آپ اپنا ٹائم لے چکے ہیں اب جناب جاوید گھمن صاحب کو میں نے فلور دے دیا ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا' میری یہ جو کٹوتی کی تحریک ہے یہ ٹوکن کٹ ہے' یہ میں نے مخصوص حالات کو دیکھتے ہوئے ٹوکن کٹ کی تحریک پیش کی ہے۔ جناب والا یہ خاص طور پر ہماری انتظامیہ اور ہماری بیوروکریسی جو کہ انگریز کے دور کی پیدا کردہ ہے' اور جس شان و شوکت سے ہماری بیوروکریسی اور ہمارے اٹھارہ سے بائیس گریڈ کے افسر رہتے ہیں میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ امیر ترین ملکوں کے وزراء بھی اتنی شان و شوکت سے نہیں رہتے۔ جناب والا میں کوئی اختلافی مسئلہ چھیڑنا نہیں چاہتا میں تو اس چیز پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس دور میں آج سے 40 سال بعد بھی انگریز کے بنائے ہوئے قوانین' انگریز کی چھوڑی ہوئی افسر شاہی اور عادتوں کو چھوڑ دینا چاہیے اور ایک آزاد ملک کی حیثیت سے ہمیں اس ملک میں رہنا چاہیے۔ اور پھر ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ جناب عالیٰ یہ ٹیکسز جو کہ غریب کسان' مزدور' ان ٹیکسز میں زیادہ تر حصہ ہمارے دیہاتی لوگوں کا ہے ایک ارب 39 کروڑ' 80 لاکھ' 30 ہزار روپیہ ہم بیوروکریسی پر ہی خرچ کر رہے ہیں۔ جناب عالیٰ صرف پٹرول' آئل' لبریکینٹ اور کاروں کی خرید و فروخت پر جناب وزیر خزانہ ذرا غور کریں کہ کتنے اخراجات ہوتے ہیں۔ جناب عالیٰ آپ کی پارٹی کے ہیڈ جو ہیں جونیجو صاحب انہوں نے ایک حکم جاری کیا تھا اور انہوں نے ہی تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر کسی کو کوکا کولا کی ضرورت ہو' اگر کسی کو سبزی خریدنے کی ضرورت ہو تو کاریں کوکا کولا لینے کے لیے جاتی ہیں' کاریں جو ہیں وہ سبزی خریدنے کے لیے جاتی ہیں۔ میں خزانہ کے وزیر سے پوچھتا ہوں اور وہ دورہ کریں اور بتائیں اور دیکھیں کہ جب بچوں کو چھٹیاں ہوتی ہیں تو ایس اینڈ جی اے ڈی کی پلیٹیں لگی ہوئی سرکاری گاڑیاں ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین، جناب گھمن صاحب آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر! شکریہ' جناب والا آپ خود ذرا غور کریں کہ اب ڈھٹائی کی حد ہوگئی ہے' اس ملک میں آج سے گیارہ بارہ سال پہلے اگر کوئی گاڑی استعمال کی جاتی تھی تو چھپ کر' ڈر کر اور بہت ہی پوشیدہ طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ آج اس ملک میں کھلم کھلا' اعلانیہ طور پر افسر لوگ سرکاری گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔ اور جناب والا اس پر حکومت کا کیا کنٹرول ہے۔ اس پر جناب والا اگر ہم کچھ کہیں تو یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں' میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ یہ افسر شاہی'

کریٹس اپنی محفلوں میں بیٹھ کر ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔

چیئرمین، گھمن صاحب پلیز میں آپ کو دوبارہ یاد کرواتا ہوں کہ آپ ممبرز کو مخاطب نہ کریں
ب چیئر کو مخاطب کریں۔

جاوید محمود گھمن، جناب عالیٰ! میں نے اپنے بھائیوں کی طرف صرف اشارہ ہی کیا ہے لیکن
پ کو ہی ایڈریس کر رہا ہوں میں جناب سپیکر کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا ہوں
یوروکریٹس جب اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں' اپنے گھروں میں باتیں کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ
کی اسمبلی چلا رہے ہیں' یہ ہمارا مذاق اور ہمارا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ہمارے خلاف باتیں کرتے ہیں'
اپنی عادتیں تو دیکھیں کہ ایک ایک افسر کے پاس دو دو گاڑیاں اور بنگلے اور ان کے نوکر چاکر
یک آزاد ملک میں اتنی سہولتیں' ایک غریب ملک میں اتنی سہولتیں میسر ہیں تو جناب والا میں اس
اپنی اس کٹوتی کی تحریک کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ کاریں لے لیں
ں افسر کو سرکاری کام سر انجام دینے کے لیے ضرورت پڑے تو ان کو ٹی اے/ڈی اے دے
ٹی اے/ڈی اے سے اپنا گزارہ کریں۔ اور اس حد تک اخراجات کیے جائیں جس حد تک یہ غریب
ں کا متحمل ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

چیئرمین، گھمن صاحب' میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ آپ مہربانی سے چیئر کو ایڈریس کریں' ممبرز
ریس نہ کریں۔

جاوید محمود گھمن، میں نے تو بھائیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں تو ایڈریس آپ ہی کو
وں۔ میں جناب سپیکر! کو کہہ رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جب یہ بیوروکریٹس اپنے گھروں
تے ہیں' جب یہ باتیں کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ اس قسم کی اسمبلی چلا رہے ہیں۔ یہ ہمارا
ور ہمارا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ہمارے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ یہ اپنی عادتیں دیکھیں کہ ایک ایک افسر
ں دو دو گاڑیاں ہیں۔ ان کے بنگلے' ان کے نوکر چاکر' کیا ایک آزاد ملک میں اور کیا ایک غریب
، اتنی سہولتیں ہوتی ہیں؛ جناب عالیٰ اس بناء پر میں اپنی کٹوتی کی اس تحریک کے حق میں یہ
ں کہ انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ ساری کاریں لے لے۔ اور اگر کسی افسر کو سرکاری کام سر انجام
کے لیے ضرورت پڑے تو ان کو ٹی اے ڈی اے دیں اور وہ ٹی اے ڈی اے سے اپنا گزارہ

کرے۔ اور اس حد تک اخراجات کیے جائیں جس حد تک یہ غریب ملک متحمل ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

ملک طیب خان اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس ملک کے سربراہوں کی بچیوں کے لیے غیر ملک سے دائیاں آتی ہوں' جس ملک کے لیے ان کے باورچی خانوں کے لیے کروڑوں روپے خرچ کرتے ہوں' وہ اگر غریبوں کا نام لیں تو غریبوں کی توہین ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ محمود الحسن ڈار صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن، وہ کون سربراہ ہیں؟ آپ بتائیں۔

ملک طیب خان اعوان، وہ وزیراعظم پاکستان ہیں' جن کے باورچی خانے کے لیے کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اور جن کے جلسوں کے لیے ریل گاڑیوں ریزرو ہوتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ محمود الحسن ڈار صاحب۔

میاں محمود الحسن ڈار، پہلے میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ ہاؤس کو ان آرڈر کرنا چاہتے ہیں تو پہلے میاں نواز شریف صاحب کو خاص طور پر لابی میں بھیج دیں۔ ان کے بیٹھنے پر ہر آدمی نمبر ثابت کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں طیب اعوان ہوں یا اور کوئی ان کے ساتھی ہوں' بڑی باتیں کرتے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اٹھا دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، گھمن صاحب! تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ ڈار صاحب اپنی کٹ موشن پر بولیں گے۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں پنجاب میں بولوں گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار، پہلے میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ ہاؤس کو ان آرڈر کرنا چاہتے ہیں تو پہلے میاں نواز شریف صاحب کو خاص طور پر لابی میں بھیج دیں۔ ان کے بیٹھنے پر ہر آدمی نمبر ثابت کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں طیب اعوان ہوں یا اور کوئی ان کے ساتھی ہوں' بڑی باتیں کرتے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اٹھا دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، گھمن صاحب! تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ ڈار صاحب اپنی کٹ موشن پر بولیں گے۔

میاں محمود الحسن ڈار، (پنجابی) جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں پنجابی میں بولوں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار، مہربانی، شکریہ۔ جناب اس کٹوتی میں ایک ارب، 39 کروڑ، 80 لاکھ 30 ہزار، 560 روپے جو کہ کل رقم ہے اسے کم کر کے ایک لاکھ کر دی جائے۔ اب اس کی وجہ سنیں۔ میں اس کی مخالفت کیوں کرتا ہوں۔ جناب! جب صوابدید پر ہم فنڈ اور پیسے رکھ لیں تو اس کی مرضی ہو تو وہ جہاں چاہے پیسے خرچ کرے تو اسے چیک کوئی کرنے والا نہ ہو۔ جس گھر کو کوئی دیکھنے والا نہ ہو اس کی تباہی ہی تباہی ہے۔ جناب! انہوں نے جو صوابدیدی فنڈ اس میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر میں ڈویژن کا سربراہ دیکھوں تو، جناب! آپ اس میں دیکھیں کہ وہ پیسے کو بے دریغ طریقے کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ جناب کو بھی علم ہوگا۔ اگر ان کی رہائشوں کو دیکھا جائے۔ ان کی کوٹھیوں اور بنگلوں کو دیکھا جائے۔ آج میں فیصل آباد کی بات کروں کہ جناب! وہاں جہاں ڈپٹی کمشنر رہتا ہے، کم از کم پچاس، ساٹھ کنال کا وہ رقبہ ہے جس میں ڈپٹی کمشنر نے رہائش رکھی ہوئی ہے۔ پھر اگر اس کے ساتھ کمشنر کو دیکھیں، ڈی آئی جی کو دیکھیں، فیصل آباد میں سب بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں۔ لیکن ان کو maintain کرنے کے لیے وہ لاکھوں روپے اپنے پاس سے صوابدیدی فنڈز سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو وہاں سب سے بڑا ظلم ہے، جو بد دیانتی ہے کہ جناب، ان کوٹھیوں کے پاس نرسریاں ہیں۔ باغیچے ہیں۔ انہوں نے وہ سارے ٹھیکے پر دیے ہوئے ہیں۔ اور ان کی رقم کو ضلع کے سربراہ اپنی جیب میں ڈالتے ہیں۔ اگر وہ پیسے ہی وہ دے دیں تو جو کوٹھیوں کی نرسریوں اور باغیچوں کے حساب سے انہیں ملتے ہیں، وہ ہی جمع کرا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا کافی خسارہ پورا ہو جائے۔ پھر اس کے ساتھ ہم ان کوٹھیوں کے رقبوں کو کم کر دیں۔ جناب میاں نواز شریف! ذرا توجہ فرماؤ۔ میاں صاحب تو تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے آپ کو جان بوجھ کر باتوں میں لگایا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، ڈار صاحب! آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔ کراس ٹاک نہ کریں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب! میں آپ کی وساطت سے ان سے عرض کر رہا ہوں۔ یہ ان کے فائدے کی بات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ پنجاب کا روپیہ بچا لیں۔ خسارے کو بچا لیں۔ جس تنقید کا بار بار نشانہ بنتے ہیں اس سے بچ جائیں۔ جناب! میں کوٹھیوں کے بارے میں عرض کر رہا تھا آپ کبھی جا کر ڈپٹی

کمشنر کا دفتر دیکھیں۔ میرا خیال ہے کہ میاں نواز شریف کا' یا میاں شہباز شریف کا بیڈ روم یا ڈرا
روم اتنا خوبصورت نہیں ہوگا جتنے انہوں نے اپنے بیڈ روم پر پیسے لگائے ہیں۔ جتنے انہوں نے ا
دفتروں پر پیسے لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ضروری نہیں کہ ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی پر
لائٹیں ہوں تو دفتروں میں فانوس لگائے ہوں۔ یہ دفتر ہیں۔ کوئی ان کا محل نہیں ان کا کوئی اپنا
لگتا ہے وہ سرکاری روپیہ خرچ کیا جاتا ہے جناب! اب بات کروں کاروں کی۔ اگر یہ ایمانداری کے
اس اصول پر چلیں جس طرح عبدالقیوم خان وزیراعلیٰ سرحد تھے۔ انہوں نے ایک معیار مقرر کیا تھ
اس قسم کا افسر اتنی کونیس اور اس ماڈل کی کونیس رکھ سکتا ہے اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؛
وقت کے بڑے بڑے افسر' ڈپٹی کمشنر اور کمشنر' انہیں بھی اس چیز پر عمل کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ
کرنے والا آدمی تھا اس نے دس دس سال پچھلے ماڈل کی گاڑیاں ڈپٹی کمشنر کے لیے الاٹ کیں
نے کہا کہ تم ایک گاڑی رکھ سکتے ہو۔ دوسری گاڑی نہیں رکھ سکتا۔ اگر انہوں نے پرائیویٹ گاڑی ر
کی خواہش کی ہے تو اس نے جرات نہیں کی کہ اپنے بچوں کو اس علاقے میں پھرانے جہاں
تعینات ہے۔ جناب کرپشن کو روکنا ہے تو سب سے پہلے ان کا معیار مقرر کرو۔ ان کا رہنا سہنا د
ایک مجسٹریٹ اگر ایک مکان میں رہتا ہے تو جا کر دیکھیں کہ اس کا معیار زندگی' اور اس کے ذ
آمدن کیا ہیں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وقت پورا ہوگیا ہے۔ دو بج گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت میں تیس منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار، میں مختصر عرض کرتا ہوں۔ میری بہن نے کہا ہے کہ بھوک لگی ہوئی ہے
نے کہا ہے کہ تمہیں تو سرکاری روٹی کی دعوت ملی ہے مجھے تو اس کی بھی دعوت کسی نے
دی۔ جناب! میں عرض کر رہا تھا خان عبدالقیوم خان مرحوم کی بات کر رہا تھا۔ انہوں نے اس وقت
کنٹرول کیا۔ اگر یہ اپنے آپ کو مسلم لیگی کہتے ہیں تو یہ اپنے سابق لیڈروں کی ہسٹری سامنے رکھیں
دنیا سے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے کس طریقے سے اپنا معیار زندگی محدود کیا ہوا تھا انہوں نے
سرکاری پیسہ اس طرح بے دریغ طریقے سے تباہ و برباد نہیں کیا تھا۔ خرچ نہیں کیا تھا۔ باوجود ا
علم ہے ان کی انٹیلی جنس ہے۔ وزیر خزانہ کو خاص طور پر پتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے ساتھ چار چار او

گاڑیاں ہیں۔ جناب! ایک ان کے بچوں کے سکول جانے کے لیے سرکاری گاڑی جا رہی ہے۔ اگر سرے شہر جانا ہے تو بھی سرکاری گاڑی استعمال کی جا رہی ہے۔ اس میں تیل کس کا جل رہا ہے؟ ی کی قیمت اور ہی ہے گاڑی کو استعمال کیا جا رہا ہے یہ کون کر رہا ہے' کیوں کر رہا ہے؟ جناب! ب تک آپ ان افسران کو اتنا اوپر نہ چڑھاؤ گے' تب اس کے بغیر یہ خسارہ آپ کا بڑھتا ہی جائے گا۔ نہیں ہوگا۔ یہ لوگ جان بوجھ کر اپنی آرائش اور زیبائش پر لگانے کے لیے پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ ری آپ سے استدعا ہے کہ ان کو کچھ سمجھاؤ۔ خدا کا خوف کھائیں یہ پیسے پنجاب کے غریب عوام نے ی محنت سے کمائے ہیں۔ کروڑوں روپے ان کے بلوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ یہ کروڑوں اربوں تو ان ے ہیں۔ غریب بے چارہ تو روٹی مانگتا ہے اسے دو وقت کی روٹی عزت کے ساتھ مل جائے۔ عزت اس ا قائم رہے۔ عزت کے ساتھ روٹی اسے مل جائے۔ ان کے خون پسینے کی کمائی۔ بڑے بڑی ملوں والے ٹیکس دیتے ہی نہیں۔ وہ تو خسارہ وہاں بھی دکھ کر ٹیکس بچاتے ہیں جو چھوٹا دکان دار ہے جو چھوٹا ایہ دار ہے اسے ٹیکس بھی پورا دینا پڑتا ہے۔ اور اس سے سختی کے ساتھ لیا بھی جاتا ہے۔ یہ حالے اس روپے کو یہ تباہی اور بربادی کے ساتھ خرچ کر رہے ہیں جو میں سمجھتا ہوں سب سے بڑا ظلم ، اس لیے میں اس کٹ موشن کے خلاف بولتا ہوں اسے بالکل ہی منظور نہ کیا جائے۔ یہ اپنا سرمایہ خود ا کریں۔ کوٹھیاں اور پلاٹ ان کے بیچ کر پیسے اکٹھے کر کے دیں۔ گاڑیوں کا ناجائز استعمال اور ینس بند کریں۔ آسائش و زیبائش پر خرچ نہ کریں۔ اخراجات کم کریں پھر دیکھیں' خسارہ کم ہوتا ، یا نہیں ہوتا۔ مہربانی اور شکریہ۔

ب چیئرمین، شکریہ جی۔ آج سیشن کل نو بجے تک کے لیے ایڈجرن کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

پیر ' 25- جون' 1990ء

(دو شنبہ' یکم ذوالحجہ 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بج کر 55 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝٥
يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَّاِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ
اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ
شَيْئًا ۝١٩ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

سورۃ الانفطار آیات 1 تا 19

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر بہنے لگیں گے اور جب قبریں زیر زمین کر دی جائیں گی ہر شخص (اس روز) جان لے گا جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے تھے اور جو اثرات وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا اے انسان اپنے رب کریم کے بارے میں تجھے کس چیز نے دھوکے میں رکھا جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے (اعضاء کو) درست کیا پھر تیرے (عناصر کو) مفعول بنایا (الغرض) تجھے ترکیب دے دیا جس شکل میں چاہا بلکہ یہ سچ ہے روز جزاء کو تم جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو بے شک نیک لوگ عیش و آرام میں ہوں گے اور بدکار یقیناً جہنم میں ہوں گے۔ اس میں قیامت کے روز داخل ہوں گے اور وہ اس سے غائب نہیں ہوسکیں گے اور آپ کو کیا علم کہ روز جزاء کیا ہے۔ پھر آپ کو کیا علم کہ روز جزاء کیا ہے (یہ وہ دن ہو گا) جس روز کسی کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہو گا اور اس روز سارا حکم اللہ ہی کا ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں غلیظ زبان کا استعمال

جناب محمد صفدر شاکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی جناب محمد صفدر شاکر۔

جناب محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کل جب عثمان ابراہیم صاحب صدارت کی کرسی پر بیٹھے تھے اس وقت ہمارے اس معزز ایوان میں ہمارے دو معزز ممبروں نے جن میں سردار سکندر حیات اور جناب اکبر عباس بھروانہ صاحب نے ایسے غلیظ الفاظ استعمال کیے جس سے ہماری گردنیں شرم سے جھک گئیں جناب سپیکر! ہم اس ایوان میں پنجاب کے عوام کا mandate لے کر آئے ہیں اور ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہ ہم یہاں پنجاب کے عوام کے مسائل کی بات کریں اور ان کے حل کی بات کریں اور ہم یہاں اس لیے نہیں بیٹھے کہ ہم یہاں ایسی باتیں کریں جن سے نہ صرف ہمارا بلکہ اس معزز ایوان کا وقار مجروح ہو اور سب سے بڑی شرم کی بات یہ ہے کہ اس وقت جب یہ باتیں ہو رہی تھیں اس وقت یہاں ہماری معزز بہنیں بیٹھی تھیں اور ان کی موجودگی میں یہ باتیں ہوئیں جناب والا! ہمیں سوچنا چاہیے اگر ہم اسی طرح یہ الفاظ آگے بڑھاتے رہے تو خدا کی قسم اس ایوان کا وقار مجروح ہو گا اور ہم عوام کی نظروں میں بہت ذلیل و خوار ہوں گے تو میری حزب اختلاف اور حزب اقتدار سے استدعا ہے کہ خدارا ہمیں اس مسئلے پر سوچنا چاہیے اور اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں صدر شاکر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ وقفے کے بعد رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں اور میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے باعث شرم بات ہے اور میں جناب سے توقع رکھتا ہوں کہ اگر آئندہ ایسی کوئی حرکت ہو تو آپ اپنی کرسی اور منصب کے مطابق سخت اقدامات کریں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، جناب سپیکر! جب بھی یہ واقعات رونما ہوئے ہیں اس وقت آپ کرسئ صدارت پر تشریف فرما نہیں ہوتے۔ تو میں آپ کی خدمت میں بہت ہی مودبانہ التماس کروں گا کہ خاص مراحل پر جب ہم مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں تو آپ اپنا قیمتی وقت نکالتے ہیں اور آپ محنت کرتے ہیں اور ہمیں ان مراحل سے نکالتے ہیں۔ تو جناب والا! اگر آپ یہاں تشریف فرما ہوں تو ایسے واقعات کبھی نہیں ہوں گے۔ اگر آپ تشریف فرما نہیں ہوں گے تو یہ واقعات ضرور ہوں گے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے جو pending ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق کل ٹیک اپ ہو گئی تھی اور اس پر آج بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، وہ آج ٹیک۔اپ کرنی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ جناب شبیر احمد خان صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے اور اسے میں نے اس سلسلے میں pending کر لیا تھا اور میں نے وزیر قانون صاحب کو کہا ہے کہ وہ اس مسئلے کو حل کریں۔ تو سیشن کے بعد شبیر صاحب آپ میرے پاس تشریف لائیے گا وزیر قانون صاحب بھی وہاں پر ہی ہوں گے اور آپ کے مسئلے کو حل کریں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک استحقاق کے بارے میں وزیر قانون صاحب تشریف لے آتے ہیں تو پھر بات کرتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں اور وہ اس کو ٹیک۔اپ کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ان کی تشریف آوری تک اسے pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ فوزیہ بہرام کی تحریک استحقاق کے بارے میں یہ طے ہوا تھا کہ آج اس بارے میں کوئی فیصلہ ہو گا۔ اسے pending کیا تھا تو وزیر قانون صاحب آپ اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ سے میری بات ہوئی ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس مسئلے کو حل کریں۔ تو جناب والا سے میری استدعا ہے کہ آپ اسے مزید ملتوی فرما دیں کیونکہ اگر اس دوران یہ معاملہ طے ہو گیا تو محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ اپنی اس تحریک کو واپس لے لیں گی۔ اگر طے نہ ہوا تو آپ جس طرح بھی چاہیں اپنا فیصلہ صادر فرما دیں۔

جناب سپیکر: تو فوزیہ بہرام صاحبہ اس بارے میں کیا فرماتی ہیں؟

بیگم فوزیہ بہرام: جناب والا! میری کل وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ اس سیشن کے دوران یہ مسئلہ حل کر دیں گے۔ تو جناب والا سے میری عرض ہے کہ اگر اس سیشن کے دوران یہ مسئلہ حل ہو گیا تو بہتر ہے ورنہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد فرما دیں۔

جناب سپیکر: تو اس پر اتفاق ہے کہ اسے ملتوی کر دیا جائے؟

بیگم فوزیہ بہرام: جی۔ جناب والا۔

جناب سپیکر: یہ جناب آفتاب احمد خان صاحب، میاں محمود الحسن ڈار صاحب، چودھری عمر دراز خان اور جناب عباس علی انصاری صاحب کی تحریک ہائے استحقاق ہیں۔ اور یہ چاروں ایک جیسی ہیں۔ اس کو آفتاب احمد خان صاحب پیش کر چکے ہیں اس پر وہ کچھ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے اس کے بعد میں میاں محمود الحسن ڈار صاحب کو اجازت دوں گا کہ وہ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں اس کے بعد جناب عمر دراز خان اور پھر عباس علی انصاری صاحب بھی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جو میں نے پیش کی ہے یہ پنجاب ڈویلپمنٹ آف سٹی ایکٹ 1976ء کے مطابق یہ قانون بنا تھا جس کے تحت یہ جتنی بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں یہ سب کی سب قیام میں آئیں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی 22 اکتوبر 1976ء میں منظور ہوئی اس اتھارٹی کے جو اغراض و مقاصد تھے اس کے ساتھ ساتھ اس کے سیکشن 4 میں تھا۔

That the Authority shall consist of the Minister Incharge, secretary, Housing, secretary, Local Govt:, representative of P&D, representative of Finance Department, Commissioner of the concerned Division, D.C of the concerned District, Mayor or Chairman, Members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from the city concerned.

پھر اس میں یہ آ جاتا ہے کہ جب یہ اتھارٹی بن جاتی ہے تو ہر ممبر by virtue جو اس شہر کا ہے اس اتھارٹی کا ممبر بن جاتا ہے 1988ء سے لے کر ابھی تک انہوں نے کسی بھی مینیلز پارٹی کے رکن کو اس کا ممبر nominate نہیں کیا اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ اب اتھارٹیز آ جاتی ہیں تو پنڈی کی جو

اتھارٹی ہے اس میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب ' نذر حسین کیانی صاحب' اور آغا ریاض الحسن صاحب نے ممبر بننا تھا گوجرانوالا میں جناب والا میاں زاہد پرویز صاحب ہیں انہوں نے ممبر بننا تھا اور ساتھ ان کے بابو منیر صاحب نے بننا تھا۔ فیصل آباد میں راجہ صفدر صاحب ہیں میجر سجاد اکبر ہیں چودھری عمر دراز ہیں میاں محمود الحسن ڈار ہیں فضل حسین راہی صاحب ہیں اور میں ہوں کیونکہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا جو ایریا ہے وہ 16 میل کے radius میں آجاتا ہے انہوں نے ان کو نظر انداز کیا ہم انہیں کہتے رہے کہ آپ ہمیں ممبر بنائیں کیونکہ یہ ہمارا قانونی حق ہے اور جو اسمبلی نے قانون بنایا ہے آپ ہمیں اس حق سے deprive نہیں کر سکتے۔ جناب والا! یہ ہمیں اس لیے ان اتھارٹیز کے ممبر نہیں بنانا چاہتے کیونکہ اگر ہم ممبر بن جائیں تو پھر وہاں پر کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم اکثریت میں ہیں اور ہم اس کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔ جناب والا ! میں ایک چیز کی نشان دہی کرتا ہوں کہ جتنی بھی ہاؤسنگ کالونیز بنتی ہیں ان میں چیف منسٹر صاحب کا کوٹہ ہوتا ہے میرے سوال پر کہ ابھی تک اس اتھارٹی کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی انہوں نے میٹنگ کی چیف منسٹر کا دس فی صد کا جو کوٹہ ہے اس میں انہوں نے پچاس فی صد پلاٹس الاٹ کر دیے تھے اگر یہ اتھارٹی کی میٹنگ ہوتی تو ہم اس میں اس بات کی نشان دہی کر سکتے تھے تو جناب والا! وہاں پر جو بھی غیر قانونی کام ہیں یا غبن ہے اس کی نشان دہی کرنے سے روکنے کے لیے ہمیں اس حق سے محروم کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ان کو اس کا حل بتاتا ہوں۔ میں نے افضال صاحب سے بھی بات کی تھی کہ شاہ صاحب ' آپ ہمیں اس اتھارٹی کے ممبر بننے سے نہیں روک سکتے ہیں ہم تو عدالت عالیہ تک بھی چلے جائیں گے۔ مگر ہمارا یہ حق ہے کہ آپ ہمیں ممبر بنائیں آپ کو اگر قانون کی سمجھ نہیں آتی تو میں اس کا ایک چھوٹا سا حل بتاتا ہوں کیونکہ اس میں ایک کلاز ہے کہ آپ اس میں ممبرز کی تعداد کو بڑھا سکتے ہیں آپ اپنے ممبروں کی تعداد بڑھا کر 14 بیلدار ہمارے مقابلے میں بٹھا دیں کیونکہ وہ ہاتھ کھڑا کریں گے اس طرح سے ووٹ بڑھ جائیں گے اور جو چاہیں گے بلڈوز کر لیں گے جیسے آپ نے بجٹ کو بلڈوز کرنا ہے ہم نے تو قانون کی بات کرنی ہی نہیں ہے کیونکہ ہمارا بنیادی کام یہاں پر قانون سازی ہے اور جو بھی قانون سازی کرتے ہیں وہ بھی الٹ کرتے ہیں اب اربن آرڈیننس ایکٹ بھی آگئے ہیں اس پر بھی آپ الٹ کام چلا دیں گے اس سے مالک خراب ہو جائے گا اور اس کی دکان ساری عمر خالی بھی نہیں ہو گی۔ تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ نہ تو انہوں نے مجھے وہاں کی اتھارٹی کا ممبر بنایا

ہے نہ میں اپنے علاقے کے کام کر سکتا ہوں کیونکہ وہاں پر جتنا بھی میرے شہر کا حلقہ آتا ہے تو میں نے ان سے نقشے بنانے کی اجازت بھی لینی ہے واٹر سپلائی ان سے لینی ہے جناب والا ! میرا یہ حق مجروح ہوا ہے اس سے میرے علاقے کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی یہ بہت بڑی victimization ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو اور میرے دوسرے ساتھیوں کی تحاریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ پنجاب حکومت جو irregularities کرتی ہے اور جس کی ہم نے نشان دہی کر دی ہے اس کے مطابق ان پر کوئی penalty-impose ہو سکے۔ شکریہ!

جناب سپیکر، میاں محمود الحسن ڈار صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہیں تھے)

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! آپ اسے ملتوی فرما دیں۔

جناب سپیکر، یہ ملتوی کیسے ہو سکتی ہے یہ تو ٹیک اپ ہو گئی۔ چودھری عمر دراز خان صاحب

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہیں تھے)

جناب سپیکر، وہ بھی تشریف نہیں لائے۔ جناب عباس علی انصاری صاحب

(فاضل ممبر بھی ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میرا ' میاں محمود الحسن صاحب ' چودھری عمر دراز صاحب اور جناب عباس علی انصاری صاحب ہم سب کا ایک ہی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، جی اسے identical سمجھتے ہوئے ایک ہی دفعہ ان پر میں اپنا فیصلہ دینا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ بھی اپنی اپنی تحریک استحقاق پر شارٹ سٹیٹمنٹ دے لیں اور وہ جو اپنا مافی الضمیر اس ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ بیان کر لیں۔ اب چونکہ وہ تشریف نہیں لائے تو میں وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں اپنا پوائنٹ آف ویو پیش کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جہاں تک میرے بھائی جناب آفتاب احمد خان صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ممبرز آف دی اپوزیشن کو notify نہیں کیا گیا----

RANA AFTAB AHMAD: Punjab Development of Cities Act, 1976, Section.4.

4. The authority shall consist of :-

Minister-in-Charge of Housing and Physical Planning , representative of the Finance Department , Commissioner of the concerned Division , Deputy Commissioner of the concerned District , Mayor or Chairman or the Administrator , All the Members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from the city concerned.

وزیر قانون، جناب والا! اصل میں صورت حال یہ ہے کہ لاء کے مطابق نوٹیفکیشن کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ڈویلپمنٹ آف سٹی ایکٹ 1970ء سب سیکشن 4 (1) کے تحت ازخود ہمارے معزز اراکین جو اس شہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ از خود ممبرز ہیں۔ نوٹیفکیشن یہ نہیں کہ ملتان ' فیصل آباد اور راولپنڈی میں بھی ' جن جن اتھارٹیز کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہاں ہمارے معزز اراکین آئی جے آئی بھی موجود ہیں۔ discrimination تو تب ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے آدمیوں کو notify کر دیا ہے اور ان کو notify نہیں کیا۔ جو صحیح صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ--- According to law they are member of that Development Authority. اور پھر یہ جو میرے بھائی نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ فیصل آباد میں چونکہ اکثریت میں ہیں اور یہ کوئی خدانخواستہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو چلنے نہیں دیں گے تو انہوں نے خود ہی اپنی بات کی contradiction بھی کی ہے کہ گورنمنٹ کے پاس یہ اتھارٹی ہے کہ وہ جتنے چاہے ممبرز نامزد کر سکتی ہے تو اگر گورنمنٹ کے پاس جب اتھارٹی ہے اور وہ ممبر نامزد کر سکتی ہے تو بڑی آسانی سے گورنمنٹ ممبر نامزد کر کے ان کو out vote کر سکتی ہے تو اس وجہ سے اس قسم کی کوئی خدشے والی یا گورنمنٹ کو اس قسم کی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ جو غیر ممبر صاحبان ہیں ان کے لیے تو نوٹیفکیشن کی ضرورت ہے لیکن ایم پی ایز کے لیے جو میں نے ڈویلپمنٹ آف سٹی ایکٹ 1970ء کا ذکر کیا ہے اس کے مطابق ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کو کوئی اس قسم کا خوف ہے کہ یہ اگر آ جائیں گے تو گورنمنٹ کو out vote کر دیں گے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس پوری اتھارٹی ہے کہ ان کا نمبر increase کرے یا decrease کرے اور اس طریقے سے اگر ان کے

سات ایم پی اے صاحبان ہیں تو ہم غیر ممبرز جو ہیں ان کو بھی نامزد کر سکتے ہیں تو اس طریقے سے ایسی کوئی خدشے والی بات نہیں۔ میں ان کی تسلی کے لیے یہ وضاحت کر رہا ہوں۔ باقی جہاں تک یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ جو اس مہینے کی شاید 20 تاریخ کو میٹنگ ہوئی ہے یا ہونی ہے تو اس کی ان کو اطلاع نہیں دی گئی تو جناب والا! اس سلسلے میں جو متعلقہ محکمہ ہے اس سے میں دریافت کروں گا کہ ان کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی تو اس کی میں انکوائری کرا لیتا ہوں کہ ان کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی ہے۔ باقی جہاں تک یہ نوٹیفکیشن کی بات ہے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی ہم نے اپنے ممبرز کو اطلاع دی ہے۔ اور جہاں تک یہ ہے کہ ان کی تعداد فیصل آباد میں زیادہ ہے اس وجہ سے نہیں کر رہے ہیں تو اس کا بھی ایسا خدشہ گورنمنٹ کو کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ Government can nominate any member for these Development Authorities. تو اس وجہ سے جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرے فاضل رکن اس کو پریس نہ کریں جہاں تک ان کو اطلاع نہ ہونے کا تعلق ہے تو اس کی میں انکوائری کروا لوں گا اور جو لوگ اس کے ذمہ دار پائے جائیں گے ان کے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔ شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہاں پر سردار صاحب نے خود بھی تسلیم کر لیا ہے کہ اس نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مجھے اطلاع نہیں ہو سکی تو راجہ صفدر صاحب کو ہو سکتی تھی۔ ہر آدمی کے پاس کم از کم رابطہ ہے ٹیلیفون ہے۔ شہر میں رہتے ہیں۔ یہ میں نے 18 تاریخ کو آپ کو پریویلج موشن دے دی تھی۔ میری پریویلج موشن 24 گھنٹے کے اندر اندر پراسس ہو گئی تھی یہ اس کے بعد بھی مجھے اطلاع دے سکتے تھے۔ میں اسمبلی میں بیٹھا تھا۔ عباس انصاری صاحب کی بورڈ آف اتھارٹی میں میٹنگ ہوئی۔ یہ breach of privilege تو میرا ہوا ہے۔ اگر نہیں ہوا تو جس مجاز افسر نے ہمیں یہ اطلاع نہیں دی اس کے خلاف اس تحریک کو admit کر کے آپ proceed کر دیں۔

جناب سپیکر، آپ کی میٹنگ کب تھی؟

رانا آفتاب احمد خان، 20 کو ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، 20 کو ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، 20 کو ہوئی ہے اور 18 کو میں نے یہ پریویلج موشن موو کی ہے۔ جناب ان کو پتا نہیں تھا میں نے ہی افضال شاہ صاحب کو بتایا تھا کہ اب یہ کرلیں کیونکہ ان کو صرف اختیارات کا ناجائز استعمال صرف آتا ہے، جائز تو پتا ہی نہیں ہے۔ میں تو ان کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں تھی تو یہ بتا سکتے تھے کہ -- Mr So & So attended the meeting on such and such date. ہم وہاں پر آ جاتے ۔ اب دیکھیں کہ ملتان میں بھی یہ بھول گئے ہیں۔ فیصل آباد میں بھی بھول گئے ہیں۔ گوجرانوالہ میں اور پنڈی میں بھی بھول گئے ہیں۔ یہ ہمارا استحقاق مجروح تو ہوا ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ اطلاع نہیں دی۔ ایک کو تو نہیں ہوسکتی۔ راجہ صفدر صاحب بیٹھے ہیں۔ میجر سجاد صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ سارے اس اتھارٹی کے ممبر ہیں۔ جناب میرا یہ استحقاق اکیلے کا مجروح نہیں ہوا پورے پنجاب کا مجروح ہوا ہے۔ ہم نے ووٹ لیے ہیں۔ آپ ایسے کریں۔ اگر جس افسر نے ہمیں اطلاع نہیں دی ہے تو آپ اس کو استحقاق کمیٹی میں لے جائیں۔ جناب آپ دیکھیں کہ جب آپ کسی کمیٹی کے by virtue officer ہوتے ہیں تو آپ اس وقت ہمیں اطلاع بھیجتے ہیں۔ ہمیں جان بوجھ کر ڈیڑھ سال نظر انداز کیا گیا ہے۔ نہ اس اتھارٹی کی میٹنگ ہوئی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ تین سال سے اس کا بجٹ پاس نہیں ہوا۔ اس میں یہ تو ہوا ہے کہ گریڈ 5 کا آدمی 19 میں چلا گیا ہے مگر یہ نہیں ہوا۔ جناب اس کو آپ مہربانی کر کے ایڈمٹ admit کریں۔ یہ تو بہت بڑی irregularity ہے جو پوائنٹ آؤٹ ہو چکی ہے۔ اور انہوں نے ایڈمٹ کر لی ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب اس میں لاءمنسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جہاں تک آپ کے نوٹیفکیشن کا تعلق ہے۔ آپ کے اس ادارے کے ممبر کی حیثیت کا تعلق ہے تو اس بارے میں کوئی confusion نہیں ہے کہ آپ کے نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس ادارے کے ممبر ہیں۔ ایک بات--

راجہ صفدر حسین، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب سپیکر، سنئے ذرا راجہ صاحب تشریف رکھیئے۔ تو دوسری بات انہوں نے یہ کی ہے کہ جہاں تک آپ کو اطلاع نہ ملنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں، میں اس کی انکوائری کروانے کو تیار ہوں کہ آپ کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ میں اس کی انکوائری کروانے کو تیار ہوں یہ لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ اب فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ریکارڈ چیک کرلیں کہ کیا

وہاں لسٹ میں ہمارا نام بھی ہے ؟ اگر وہ ہو تو مجھے آپ کہیں میں اس کو withdraw کر لوں گا مگر اس اتھارٹی میں ہمارا نام نہیں ہے۔ جناب یہ غلط بیانی کر رہے ہیں اور یہ آن دی فلور آف دی ہاؤس جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں۔ We have taken a member in Authority. آپ یہ کہہ رہے ہیں تاکہ by virtue تو ڈیڑھ سال میں ہمیں میٹنگ کی کوئی اطلاع نہیں ہے یہ ریگولر میٹنگز ہوتی ہیں یہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی آپ دیکھیں' ڈار صاحب بھی آگئے ہیں' ہمیں تو اطلاع ہی کوئی نہیں۔ ہمیں لوگوں نے کہا ہے کہ میٹنگ ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو نہیں بلانا۔ ہم تو ایک ممبر کی حیثیت سے وہاں پر گئے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ یہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کو آپ دیکھیں کہ جس افسر مجاز نے اطلاع نہیں دی اس کے خلاف اس کو ٹیک اپ کرلیں کہ کیوں نہیں اطلاع ہوئی ہے۔ یہ ایک میری ہی نہیں ہے۔ عباس انصاری صاحب ملتان ڈویلپمنٹ کے ہیں۔ ذاکر شاہ صاحب پنڈی کے ہیں۔ سب میں میٹنگ ہوئی ہے اور کس کس کو آپ نظر انداز کریں گے کہ اطلاع نہیں ہوئی ہے۔ جناب کم از کم تیس آدمی اس سے متاثر ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، جی ڈار صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب سپیکر! میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ملا انہوں نے بھی مجھے کہا کہ یہ تو ہمارے منسٹر صاحب اگر ہمیں وہاں سے کوئی اطلاع بھیجیں یا وہ کہیں گے تو پھر ہو گا ورنہ ہم نہیں بلوا سکتے۔ پھر میں افضال شاہ صاحب سے پچھلی دفعہ بھی اور اس سیشن میں بھی یہ ابھی کوئی دو تین دن کی بات ہے ان سے بات کی کہ جناب وہاں پر 20 تاریخ کو میٹنگ ہو رہی ہے اور ہمیں انہوں نے اطلاع نہیں کی۔ ہم وہاں پر عوامی نمائندے ہیں اور وہاں مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کو نشان دہی کریں گے کہ وہاں پر کیا ہینکی پینکی ہو رہی ہے۔ آپ ہمیں وہاں کیوں نہیں جانے دیتے۔ مجھے افضال شاہ صاحب بھی فرمانے لگے اچھا میں دیکھوں گا۔ میں بات کروں گا۔ مقصد یہ ہے کہ ہمیں نظر انداز کیوں کیا جا رہا ہے باوجود اس کے کہ ہمارا حق بھی بنتا ہے۔ ہم عوامی نمائندے بھی ہیں۔ پھر فیصل آباد میں ہم اکثریت میں ہیں۔ ہم وہاں پر ایف ڈے اے سٹی میں پانچ ہیں اور ہمارا چھٹا بھائی جو آئی جے آئی کے ہیں۔۔۔ اب میاں شہباز شریف بہت ہنس رہے ہیں۔ ہنسیں' آپ ہمارا تمسخر اڑائیں۔ کوئی بات نہیں۔ جناب میاں صاحب ہم اصول کی بات کرتے ہیں۔ آپ ہمیں نہ بلائیں۔ ان سے بھی بات ہوتی ہے۔ میاں

صاحب سے بھی بات ہوئی ہے کہ میاں صاحب خدارا وہاں سے لوٹ کھسوٹ سے بچائیں۔ فیصل آباد لوٹا جا رہا ہے کہ ہمیں وہاں پر کیوں نہیں بیٹھنے دیتے باوجود اس کے کہ وہاں پر دوسرے ممبروں کی اکثریت ہے اگر وہاں پر بائی ووٹ کوئی بات ہو گی تو ان کی اکثریت ہے لیکن ہم کم از کم کوئی نشان دہی تو کر سکیں گے کہ جناب یہاں پر یہ ہو رہا ہے اور ہمارا جو چھٹا بھائی آئی جے آئی کے ملک محمد دین صاحب ہیں وہ پہلے ہی ممبر ہیں اور ہر میٹنگ پر وہاں جاتے ہیں۔ ان کو بلایا جاتا ہے تو جناب ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ یہ فیصل آباد کے عوام سے زیادتی ہو رہی ہے۔ براہ مہربانی اس پر توجہ فرمائیں اور جیسے رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ اس کو استحقاق کمیٹی میں پیش کریں۔ تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ وہاں پر کیا کیا گڑبڑ کر رہے ہیں۔ مہربانی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں بھی سید افضال شاہ صاحب سے ملا تھا جس دن میں نے یہ پریویلج موشن موو کی ہے انہوں نے کہا تھا کہ میں نے سی ایم صاحب سے بات کر لی ہے چونکہ انہوں نے کیریئر بڑے گھر سے لینی ہوتی ہے۔ ان کو پتا نہیں ہے کہ قانون کیا ہے اور ان کا کیا اختیار ہے۔ ماشاء اللہ یہ وہ ٹیم ہے۔ تو اس میں یہ گزارش تو انہوں نے خود ایڈمٹ کی ہے کہ آپ کو ابھی تک نہیں بلایا جائے گا۔ تو اس میں منسٹر صاحب کا میں آن دی فلور آف دی ہاؤس کہہ رہا ہوں کہ ان کو یہاں پر بلوا لیں انہوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ کا نام ابھی نہیں ہے تو اس کے بعد آفیسرز ہیں۔ کمشنر صاحب ہیں یا ڈی جی صاحب ہیں انہوں نے بھی ہمیں نہیں بلایا ہے۔ تو ہماری یہ تحریک استحقاق تو بن چکی ہے اس میں تو اب کوئی شک و شبہ نہیں ہے آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ وہاں پر اس کی تحقیق ہو۔ جس افسر نے اطلاع نہیں دی ہے اس کے بھی خلاف اس کی رپورٹ آجائے گی۔ باقی آگے جیسے آپ کی مرضی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اگر اس ایوان میں اس طرح کی بھی تحریک استحقاق ایڈمٹ نہیں کی جائے گی تو پھر اور کون سی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ کو comment کرنے کی ضرورت نہیں آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: ادھر سے دو دو گھنٹے بیہودہ باتیں ہوتی رہتی ہیں اور ہمیں بولنے کی بھی اجازت نہیں ہے؛ ہمیں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ بول سکتے ہیں' مگر آج آپ غصہ میں کیوں تشریف لائے ہیں' آپ تشریف رکھیں آج آپ بہت ہی ناراضگی کے موڈ میں ہیں' ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ کوئی بات ہے کہ کل گیارہ بجے سے ہمارا پانی بند ہے اور آج گیارہ بج رہے ہیں' ہماری کوئی بات نہیں سنتا ہے۔ کوئی افسر ہمارا کام نہیں کرتا' کوئی ہمیں گھاس نہیں ڈالتا' ہمیں ذلیل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' وہ ایک الگ بات ہے' آپ کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے' اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی کے آپ سیکرٹری ہیں' آپ کو بردباری سے کام لینا چاہیے' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کی کوئی عزت نہ کرے۔ باقی جو پانی والا مسئلہ ہے آپ کو پراپر انداز میں یہ مسئلہ اٹھانا چاہیے' آپ تشریف رکھیں' شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں --- اور چودھری وصی ظفر کے ایوان کے بارے میں جو نازیبا الفاظ ہیں وہ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں' اور شاہ صاحب میں آپ کو پریونٹ موشن پر بولنے کی اجازت نہیں دیتا' آپ تشریف رکھیں کیا آپ پھر میری اجازت کے بغیر بولنا چاہیں گے؟ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

لاءمنسٹر صاحب! یہ مسئلہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے اور اس بارے میں معزز اراکین اسمبلی نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے متعلقہ منسٹر سید افضال علی شاہ سے بات کی ہے' تو آج متعلقہ منسٹر ایوان میں موجود نہیں ہیں' میں یہ تجویز کروں گا کہ اس مسئلے کو کل تک کے لیے پینڈنگ کیا جائے' کل وزیر موصوف تشریف لائیں گے اور اس بارے میں بات کریں گے۔

جناب وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب والا! اس کو پینڈنگ فرما دیں۔

جناب سپیکر، تو ٹھیک ہے اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کیا جاتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی میں اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن ہوا ہے اور اس پر لکھا ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کا فلاں ایم این اے' فلاں ایم پی اے اور فلاں کونسلر' 9 کونسلر' ایم پی اے اور ایم این اے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن ہوا ہے حکومت پنجاب کی طرف سے' کہ یہ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبران ہوں گے ہم جو پیپلز پارٹی کے تین ایم پی اے تھے' ان کو چھوڑ دیا گیا ہے' اب وزیر قانون کیسے اس ایوان میں کہتے ہیں کہ

نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ راولپنڈی میں انہوں نے نوٹیفکیشن کیا ' میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں ' اس کی وہ اٹھ کر تردید کریں ' میں حکومت پنجاب کا وہ اعلان آپ کے سامنے پیش کروں گا ' یہاں ایوان میں آئی جے آئی کی بیگم نجمہ حمید بیٹھی ہیں آپ ان سے پوچھ لیں ' کہ راولپنڈی میں اعلان ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ نے اب اس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے ۔ اب بتائیے میں اس پر کیا رولنگ دوں ' پوائنٹ آف آرڈر تو یہ ہوتا ہے کہ جس میں آپ کو چیئر کی رولنگ مطلوب ہو۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ایوان میں غلط بیانی نہ کی جائے ' پہلے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر متعلقہ محکمے سے معلومات حاصل کر لی جائیں ' ادھر راولپنڈی میں یہ نوٹیفکیشن کر رہے ہیں ' یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے ' ان سے پوچھ لیں کہ راولپنڈی میں نوٹیفکیشن کیا ہے یا نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ سوال اگر آپ وزیر قانون سے پوچھنا چاہتے ہیں تو وقفہ سوالات میں کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب آپ ان کی غلط بیانیوں کا نوٹس لیں ' انہوں نے ایک طویل سلسلہ غلط بیانیوں کا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، اس کے لیے تو آپ کے پاس ایک remedy موجود ہے کہ اگر کوئی منسٹر آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں تو اس کے لیے آپ کے پاس ایک علاج موجود ہے قواعد و ضوابط کے مطابق۔

سید ذاکر حسین شاہ، کچھ باتوں کا جناب سپیکر ' آپ بھی نوٹس لیں۔ آپ میری اس بات کے سامنے بے بس ہیں آپ تو نوٹس لیں ' آپ کیوں نہیں کہتے کہ وزراء غلط بیانی سے کام نہ لیا کریں ۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں ابھی تک یہ بات ثابت ہو جانے کے بعد تو یہ بات کہی جا سکتی ہے لیکن جس وقت یہ بات ثابت نہ ہو ایسے ہی وزراء کے بارے میں یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں یہ کوئی مناسب بات نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ چودھری صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چودھری عبدالوکیل، (پنجابی) جناب ! وصی ظفر صاحب نے ہمارے متعلق جو الفاظ استعمال کیے ہیں ' بے ہودہ ہیں۔ چودھری صاحب ہمارے پاکستان کے ایڈووکیٹ ہیں ' ہم سب بے ہودہ بیٹھے ہیں تو چودھری صاحب کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے' ہم تو ان پڑھ ہیں ' ہمارا تو حال ہی کوئی نہیں' ہمارے ملک کے ایڈووکیٹ سبحان اللہ کیا بات ہے ' ایڈووکیٹ کی قابلیت دیکھو ' یہ سب بے ہودہ ہیں ' یہ بڑے عقلمند ہیں ' انہوں نے اس ملک کا قانون بنایا اور ہمیں سبق دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب ' اتنا کافی ہے تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انہوں نے بات کر دی۔ میں نے ان کو تو بے ہودہ نہیں کہا میں نے تو کہا کہ بے ہودہ باتیں کرتے رہتے ہیں ' اور جناب کے نوٹس میں ہے کہ یہ بے ہودہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ' چودھری شاہ نواز چیمہ صاحب تشریف رکھیں ۔۔ آپ بھی ذرا تشریف رکھیں ' چودھری محمد وصی ظفر کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

مختلف اخبارات میں اراکین اسمبلی کے خلاف منظم مہم جوئی

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ' معاملہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں اراکین اسمبلی کے بارے میں منظم مہم ملک کے مختلف اخبارات میں چلائی گئی اور نتیجتاً ان کو ہارس ٹریڈنگ میں ملوث پایا گیا' نہ صرف مختلف قسم کی خبریں اور کارٹون اخبارات میں آئے بلکہ بعض حضرات نے تو اپنی تقاریر میں بھی اس کا ذکر کیا ' اس سے نہ صرف اس ایوان کا بلکہ ملک میں موجود تمام اسمبلیوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے یہ سلسلہ چونکہ ابھی تک جاری ہے ' اس کی نشان دہی میں نے اجلاس کے پہلے روز بھی کی تھی استدعا ہے کہ رول 54 کے تحت اس معاملہ کو فی الفور ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور معاملہ آگے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! گیارہ سال کا جب مارشل لاء دور گزرا تو اس میں ویسٹڈ انٹریسٹ تھا ' اس ملک میں موجود کچھ ہمارے درمیان ' میں اس ایوان کی بات نہیں کر رہا منتخب نمائندوں کے درمیان اور کچھ ایوان سے باہر اور کچھ شکست خوردہ عناصر بالخصوص جن کے قد بڑے بڑے تھے ' جو کہ بہت با اثر اور سیاسی اثر

و رسوخ رکھتے ہیں انہوں نے ایک منظم طریقہ سے ملک کے عوام الناس اور دیگر طبقے کو ' ان منتخب اسمبلیوں کے ذہنی طور پر خلاف کرنے کے لیے ایک منصوبہ کے تحت باقاعدہ ایک ڈس انفارمیشن سیل قائم کر کے اور پراپیگنڈا کر کے یہ بتایا کہ یہ جتنے بھی منتخب نمائندے ہیں ' انہوں نے میرے بارے میں اعتراض کر دیا حالانکہ میں نے ممبران کے بارے میں نہیں گفتگو کے بارے میں کہا ' جو بھی الفاظ انہوں نے استعمال کر دیے وہ اپنے بارے میں یا دیگر ممبران کے بارے میں استعمال کرنے کے قابل نہیں ہیں اور صرف اس وجہ سے کہ عوام کا اعتقاد جمہوریت پر سے اٹھ جائے ' صرف اس وجہ سے کہ عوام ان سے نفرت کرنے لگ جائیں ' اور ایک مطالبہ شروع ہو جائے کہ جی اسمبلیاں توڑو اور ہمارا کام مکمل ہو اور ہمارا سرکراہی میں اور پانچوں گھی میں چلی جائیں ۔ صرف ان مذموم مقاصد کے لیے یہ تمام منصوبہ بنایا گیا۔ اور پورا ایک باقاعدہ سکیم کے تحت کام کیا گیا ' جو کہ جناب کے بھی نوٹس میں ہے اور ایوان کے ہر ممبر کے نوٹس میں ہے اور یہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ ہے۔ اس کا میری ذات کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے ' اس تمام ایوان کے ساتھ تعلق ہے ' ایوان بالا کے ساتھ تعلق ہے دیگر صوبوں کے ایوانوں کے ساتھ تعلق ہے اور اگر ہم نے اس کو بچانا ہے تو پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنا پڑے گا ۔ اس کے لیے میری استدعا ہے کہ اس کو فی الفور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے بلکہ کمیٹی پر بھی یہ قدغن لگا دی جائے کہ وہ سب سے پہلے اس تحریک استحقاق پر اپنی finding دے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، تحریک استحقاق نمبر 52 راجہ صفدر حسین صاحب اور رانا آفتاب احمد خان کی بھی ایک جیسی ہے۔ میں راجہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس پر اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں اور اس کے بعد رانا آفتاب احمد خان صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے۔

راجہ صفدر حسین، تحریک استحقاق پڑھ نہیں سکتا؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب نہیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے ایک جیسی ہیں ' چودھری وصی ظفر صاحب پڑھ چکے ہیں اس لیے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں۔

راجہ صفدر حسین، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت دی۔ جس طرف چودھری وصی ظفر صاحب نے بھی اس ایوان کے معزز ممبران کی توجہ دلائی ہے' میں بھی اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ ملک بنا ہے جمہوریت

کے خلاف سازشیں ہوتی آئی ہیں ' 1952ء میں بھی ایک فوجی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کی ناکامی کے بعد 1956ء میں دوبارہ ایک ایسی حکومت چلی جس پر پوری طرح فوج کا تسلط تھا ' 1958ء میں ایوب خان کا مارشل لاء آیا اور اسی مارشل لاء کی بدولت مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا۔ فوج نے جب بھی اس ملک پر حکومت کی ہے ملک کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور ٹوٹا ہے یا ملک کا کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہوا ہے جناب والا! اس کے بعد یحییٰ خان کے مارشل لاء کے دور کی بات ' آج یہاں اخبارات ممبران کی کردارکشی کے لیے کارٹون شائع کرتے ہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ 1970ء میں اخبارات نے جو کردار ادا کیا تھا ' اس وقت بھی مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں سب سے بڑا ہاتھ اخبارات کا تھا۔ خاص طاقتور نے ایک خاص مہم چلائی تھی تاکہ مشرقی پاکستان کے عوام اس ملک سے بدظن ہو جائیں اور علیحدگی اختیار کر لیں۔

جناب والا! آج بھی عوام کو یاد ہو گا کہ 1970ء کے مارشل لاء دور میں عورتوں کو جنرل کے خطاب دیے گئے۔ جنرل رانی کو لیفٹیننٹ جنرلز نے سلوٹ کیے۔ اس سے اور زیادہ کسی ادارے کی توہین کیا ہوسکتی ہے۔ لیکن آج پھر لوگوں کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ جناب اس ملک میں جمہوریت نہیں چل سکتی اس ملک میں ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے اور یہ جمہوری ادارے اس قابل نہیں کہ اس ملک کا نظم ونسق چلا سکیں۔ جناب والا! میں ذرا ہارس ٹریڈنگ کی بات پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کے منتخب نمائندوں کو اس بات پر فخر ہے کہ آج جو committed سیاسی لوگ اپنی جماعتوں کی ٹکٹ پر جیت کر آئے ہیں اپنی جماعتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر چند ایک دوست کسی غلط فہمی کی بنیاد پر یا کسی ذاتی غرض کی بنیاد پر اپنی جماعت سے الگ ہوئے تو اسے تمام ممبران پر منطبق نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا! پیپلز پارٹی کے 102 نمائندے صوبائی اسمبلی میں الیکشن جیتے تھے اور آج ان حالات کے باوجود 95 آدمی پیپلز پارٹی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے منتخب نمائندوں کی عظمت کا ثبوت ہے ' اسی طرح سے آئی جے آئی کے ممبران آئی جے آئی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ لوگوں میں کسی قسم کا تاثر پھیلانا چاہتے ہیں کہ عوامی نمائندے رشوت لے رہے ہیں ' وہ یہ کر رہے ہیں ' وہ جمہوریت کو تباہ کر رہے ہیں۔ جناب گیارہ سال کے مارشل لاء دور میں ' ضیاء الحق کے دور میں کون سی کرپشن ہے جو نہیں ہوئی کلاشنکوف اور ہیروئن کا تعارف کس کے دور میں ہوا ہے ؟ یہ جو پلاٹوں کو تقسیم کر کے ' گرین بیلٹوں کو تقسیم کر کے اور گراؤنڈوں کو جنرلوں میں تقسیم کیا گیا ' یہ کس کے دور میں

ہوا؛ آج ان کی بات کوئی نہیں کرتا لیکن اگر کسی سیاسی شخص کو کوئی پلاٹ الاٹ کیا جاتا ہے تو اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبریں شائع کی جاتی ہیں تاکہ عوام منتخب نمائندوں سے بدظن ہوں اور اس ملک میں مارشل لاء کے لیے راہ ہموار کی جا سکے۔

جناب والا! آج پھر اس ملک میں 1970ء کے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور آج میں اسمبلی کے فلور سے اپنی ان طاقتوں کو جو اس ملک میں مارشل لاء لگوانا چاہتی ہیں یا لگانا چاہتی ہیں ان کو انتباہ کرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اس ملک میں چوتھا مارشل لاء لگا تو پھر اس ملک کا وجود قائم نہیں رہے گا۔ آج کے جو منتخب نمائندے ہیں یہ ان کا فرض ہے کہ اس سازش کے خلاف ایک چٹان کی طرح سامنے آئیں اور اس ملک کی حفاظت کے لیے کچھ کریں۔ جناب والا! میں اخبارات سے بھی اپیل کروں گا کہ یہ جو سازش ہو رہی ہے اس میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ عوام کو بتائیں کہ کمزور سے کمزور جمہوریت بھی مارشل لاء سے بہتر ہوتی ہے۔

جناب والا! اس ملک میں ایک فرد واحد کے منہ سے نکلا ہوا لفظ قانون بن جایا کرتا تھا۔ آج اگر اسمبلیوں میں وزیروں پر وزیر اعظم پر، وزراء اعلیٰ پر الزام لگتے ہیں اور وہ ان کا جواب دینے کے لیے مجبور ہیں تو یہ کس کی بدولت ہے؟ یہ صرف جمہوریت کی بدولت ہے۔ خدا کے لیے ان سے کہیں کہ اس سسٹم کو چلنے دیں۔ اگر اس ملک میں جمہوری نظام چلے گا، جمہوری نظام مضبوط ہو گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ملک بھی مضبوط ہو گا اس ملک کے عوام بھی خوشحال ہوں گے اور اگر اسی طرح ہر دو سال کے بعد اسی ملک کی فوج نے اس ملک کو فتح کرنا ہے تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خان۔

رانا آفتاب احمد خان. جناب سپیکر! میری مختلف دوستوں کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی ان سے تفصیل بات بھی ہوئی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو اسی جمہوری دور میں کیا کیا پریشانیاں ہیں۔ آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ سب نے ایک ہی چیز کا خدشہ ظاہر کیا کہ کچھ ایسی قوتیں ہیں جو نہیں چاہتیں کہ یہ جمہوری عمل جاری رہے۔ یہ ایک منظم سازش کے تحت ہو رہا ہے جیسا کہ وصی ظفر صاحب نے کہا ہے کہ ان جمہوری اداروں کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ اور اس میں سب سے بڑی کمزوری ہماری اپنی ہے۔ ہماری

کمزوری یہ ہے کہ ہم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ ہم لوگ جو اس ایوان میں منتخب ہو کر آئے ہیں۔ اس غریب صوبے کے لوگوں کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے ان کو کیا مراعات دی ہیں ان کی کیا تکلیفیں دور کی ہیں۔ چاہے اس ایوان کے ممبر ہوں یا قومی اسمبلی کے ممبران ہوں جب یہ لوگ عوام کی بات بھول کر ذاتی اغراض و مقاصد میں لگ جائیں گے تو ہم اپنی راہ سے ہٹ جائیں گے۔ جناب سپیکر آپ دیکھیں روزانہ اخبارات میں آ جاتا ہے کہ الیکشن ہونے والے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ اگر الیکشن ہوں گے تو الیکشن میں لوگ منتخب ہو کر آئیں گے کوئی مارشل لاء کی طریقے سے نہیں آئیں گے۔ جب الیکشن ہوں گے اور لوگ دوبارہ منتخب ہو کر آئیں گے یہ جمہوری عمل چلے گا اور آپ کو بہتر نمائندگی ملتی جائے گی مگر اگر آپ اس تسلسل کو کاٹ دیں گے تو ختم ہو جائیں گے کیونکہ 11 سال میں تو ہم نے الیکشن دیکھے نہیں ہیں 11 سال کے بعد آئے ہیں اب سلسلہ چل رہا ہے۔

We people are not used to democracy.

جناب والا! آپ ہاؤس آف کامنز کو دیکھیں اندر کیا ہوتا ہے اور ادھر کچھ فورسز ہیں may be industrial class میں اسی ایوان کے ممبران کو کہتا ہوں کہ اگلا الیکشن آپ نہیں جیت سکیں گے کیونکہ وہاں پر ڈرگ منی آ جائے گا؛ ڈرگ منی کیا ہے؛ وہ جتنا بھی ناجائز پیسہ ہے وہ آپ کے حلقے میں لے جائے گا۔ مثلاً میں اپنے حلقے میں وہی پیسہ لے جا سکتا ہوں جو مجھے وفاقی حکومت دے گی یا صوبائی حکومت دے گی اگر صوبائی حکومت نہیں دے گی تو میں اپنا رقبہ بیچ کر تو ترقیاتی کام نہیں کروا سکتا۔ مگر ڈرگ منی ایسی چیز ہے کہ وہ یہ پیسہ گاؤں میں دے دیتے ہیں۔ اس لیے جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ان اداروں کو بچانا ہمارا پہلا فرض ہے حکومتی پارٹی کو اور اپوزیشن کو اکٹھے بیٹھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ ہماری بھی ایک لیجسلیٹو ایسوسی ایشن ہونی چاہیے۔ جہاں یہ بیٹھ کر سوچیں کہ ہم کیا غلط کام کر رہے ہیں؛ ہمیں اس کی نشان دہی کرنی چاہیے۔ ہمیں ایک دوسرے کا محاسبہ کرنا چاہیے ہم اکٹھے مل کر بیٹھیں اور اگر ایک دوسرے پر مثبت تنقید کریں گے تو اس کا ضرور کوئی اچھا نتیجہ نکلے گا۔ اگر ہم مخالفت برائے مخالفت اور ان جمہوری اداروں کو ختم کرنے کی طرف لگ گئے تو تاریخ میں ہمارے نام پر اس سے بڑا داغ نہیں ہو گا۔ جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ ہم ان چیزوں کا اندازہ لگائیں جس کی وجہ سے پورے علاقہ میں اب تو ہمارے عزیز و اقارب کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی عزت کیا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! ہم کسی کو بتاتے نہیں ہیں کہ ہم ایم پی اے ہیں۔ میں یہی بتاتا ہوں کہ میں ایڈووکیٹ ہوں یا زمیندار ہوں۔ کیونکہ جب ہم بتاتے ہیں کہ ہم ایم پی اے ہیں تو کہتے ہیں کہ "یار ایہناں نے تاں ای مال کمایا ہوناں اے ایس نے پلاٹ لیا ہونا اے۔ ایہیں مل لانی ہونی اے"۔ جناب یہ کون لوگ لے گئے ہیں۔ ان کی بھی نشان دہی کریں۔ ہم آپس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ہم اس کی چھان بین کریں گے۔ اور اس ادارے کے تحفظ کے لیے ہم مثبت اقدام کریں گے۔ گزارش یہ ہے کہ اسے لاء منسٹر کی تقریر کے بغیر ہی منظور کریں۔ یہ پورے ایوان اور تمام جمہوری اداروں کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ شکریہ۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب والا! میں اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں جس وقت آپ مناسب سمجھیں مجھے موقع فراہم کریں۔

جناب سپیکر، جب میں نے محسوس کیا کہ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے تو میں آپ سے مدد لوں گا۔

میاں محمود الرشید، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس پہ بہت زیادہ باتیں میرے دوستوں نے کی ہیں۔ بلاشبہ اس سے منتخب نمائندوں کا امیج خراب ہوا۔ اخبارات میں جو کارٹون اور خبریں آ رہی ہیں-----

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الرشید، تحریک استحقاق کے بارے میں اس کی admissibility پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، پہلے وزیر قانون کو بات کر لینے دیں۔

میاں محمود الرشید، جی شکریہ!

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک جو میرے بھائی نے پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ پنجاب اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس ہاؤس کا مسئلہ نہیں ہے۔ جناب والا! اس مسئلے کی حیثیت اتنی اہمیت کی حامل ہے کہ اگر اس مسئلہ کو ہم ملکی سطح پر زیر غور نہیں لائیں گے اس کا کوئی حل ہم تلاش نہیں کر سکتے۔ جناب والا! میرے بھائی نے بلکہ اپوزیشن کی طرف سے جتنے دوستوں نے باتیں کی ہیں۔

چونکہ انہوں نے جمہوری اداروں کے استحکام کے لیے اور جمہوریت کی عزت اور وقار کے لیے مثبت باتیں کی ہیں اس لیے جو کچھ ہوا یا جو کچھ ہو رہا ہے اس کا پس منظر کیا ہے یا اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اس کی تفصیلات بتانے سے میں گریز کروں گا۔ جناب والا! صرف ایک حقیقت سے ہمیں روگردانی نہیں کرنی چاہیے کہ پاکستان کے عوام نے اس ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہمیں split mandate دیا ہے۔ مرکز میں پیپلز پارٹی کو حکومت دی ہے۔ اور صوبہ پنجاب جو کہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس میں آئی جی آئی کو حکومت دی۔ جب تک عوام کے جذبات کا دل سے احترام نہیں کریں گے جمہوری ادارے کبھی بھی نہیں بڑھ سکیں گے۔ جناب والا! بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ تاریخ کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ ہم تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ جو واقعات رونما ہوتے رہے وہ ہمارے سامنے ہیں اور ٹانگ کھینچنے کے نتیجے میں سیاست دانوں کو جس ذلت کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ یہ ساری چیزیں ہمارے سامنے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم کسی بات سے سبق سیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ نہ تاریخ سے نہ موجودہ حالات سے' نہ اپنے ملک کی تاریخ سے اور نہ دنیا کی تاریخ سے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تحریک استحقاق میرے بھائی نے پیش کی ہے اگر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر بھی دیا جائے تو استحقاق کمیٹی اس کے بارے میں کون سا تعمیری کردار ادا کرے گی۔ اس سلسلہ میں وزیر اعظم پاکستان نے ایک مصالحتی کمیٹی مقرر کی ہے اس کے ایجنڈے کا سب سے پہلا آئٹم یہی ہے کہ ہمارے منتخب نمائندوں کے بارے میں جو سلسلہ چل رہا ہے اس کو موثر طریقے سے روکنے کے لیے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے اور خوش قسمتی سے پنجاب حکومت کی طرف سے جناب والا! خود کنوینر ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مصالحتی کمیٹی جس کو پنجاب کے چیف منسٹر کی بھی ہمدردیاں حاصل ہیں جس کو وزیر اعظم پاکستان کی ہمدردیاں بھی حاصل ہیں جس کو آئی جے آئی پنجاب کے صد کی ہمدردیاں حاصل ہیں جس کو شریک چیئرپرسن کی ہمدردیاں بھی حاصل ہیں میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے توسط سے محترمہ وزیر اعظم کی خدمت میں بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کو زیادہ بامقصد بنانے اور زیادہ موثر بنانے کے لیے اور زیادہ مثبت اور تعمیری کردار ادا کرنے کے لیے جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے سپیکر پنجاب اسمبلی کو کمیٹی کا کنوینر مقرر کیا ہے اسی طریقے سے وہ قومی

اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد کو جو کہ انتہائی منجھے ہوئے سیاست دان ہیں۔ جمہوریت کے لیے ان کی خدمات کا جتنا بھی ذکر کیا جائے کم ہے۔ ان کو دو رکنی کمیٹی کا کنوینر مقرر فرمائیں۔ پھر یہ ایوان آپ سے توقع کرتا ہے کہ آپ اور کمیٹی کے دیگر ممبران اس سلسلہ میں تاریخی کردار ادا کریں۔ یہ بال آپ کی کورٹ میں ہے۔ یہ تاریخی رول ادا کرنے میں اپنی فرض شناسی سے کام لیں گے۔ اور اسے انتہائی نیک نیتی سے ادا کریں گے۔ تو جناب والا! میری گزارش یہی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے سے جو مقاصد میرے بھائی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہیں ہوں گے۔ جو مصالحتی کمیٹی بنائی گئی ہے اس سے جو مقاصد حاصل ہوں گے اس کے ذریعے سے میں توقع کرتا ہوں کہ اس مسئلے کا حال موثر طریقے سے نکال سکتے ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کرنا چاہیے بلکہ مصالحتی کمیٹی کو اس ایوان کے جذبات سے آگاہ کرنا چاہیے۔ آپ خود اس مصالحتی کمیٹی میں ہیں اور ہم توقع کرتے ہیں اور ہمیں اس مصالحتی کمیٹی پر پورا اعتماد ہے اور اپنے لیڈر کی نیک نیتی پر پورا اعتماد ہے۔ انشاء اللہ العزیز جن لوگوں کو انہوں نے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے ان کی سیاسی بصیرت سے اس اہم مسئلہ کا حل ضرور نکل آئے گا اور جمہوری ادارے اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اس پہ سردار عاشق حسین گوپانگ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس پہ میں کسی بحث کی اجازت نہیں دوں گا۔ آج بحث کا آخری دن ہے۔ آپ کی کنوئی کی تحاریک کو ٹیک اپ کرنا ہے۔ اس پر تقاریر ہونی ہیں۔ میں ان کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت دینا چاہتا ہوں تو میں جن ایک دو صاحبان سے مناسب سمجھوں گا کہ اس کی admissibility پر ان کی مدد لوں میں ان سے مدد لوں گا۔ مجھے اس بارے میں بتائیں کہ اس بارے میں ان کا نقطۂ نظر کیا ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! جیسا کہ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ ایک عرصے سے ارکان اسمبلی کی توہین اور بدنام کرنے کی سازش چلی آ رہی ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا میں نے بھی اس طرح کی ایک تحریک استحقاق دی تھی اور چونکہ اسلامی جمہوری اتحاد کے پارلیمانی گروپ نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی تھی تو میں نے وہ تحریک استحقاق واپس لے لی تھی تو وہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا میں صرف دو تین پہلوؤں کی طرف نشان دہی

کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے حکومتی پارٹی کو یا محترمہ بے نظیر بھٹو کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ ان کے خلاف کوئی تحریک استحقاق ہے۔ یہ تحریک استحقاق ان کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ اس طرح کی ایک گزارش ہے کہ ان وجوہات کی نشان دہی ہونی چاہیے کہ جن کی بناء پر اراکین اسمبلی کو بدنام کیا جا رہا ہے اس میں کوئی حقیقت بھی ہے یا فیشن کے طور پر خوامخواہ اراکین اسمبلی کو بدنام کیا جا رہا ہے کسی سازش کے طور پر جناب والا! ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے ملک کا نظام چلانے کے لیے مختلف ادارے کام کرتے ہیں۔ ایک عرصہ سے ایک فیشن چلا آ رہا ہے تمام اداروں کو بدنام کرنے کا' اور پھر میں حیران ہوں کہ یہ بغیر سوچے سمجھے تمام اداروں کو عوام کی نگاہوں میں نادانی کی صورت میں گرانے کے بعد پھر انہی اداروں سے ملک کو چلانے کا کام لیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ادارے جو عوام کی نظروں میں بدنام ہو جائیں۔ انتظامیہ ہے اس کے بعد عدلیہ ہے اس کے بعد سیاسی ادارے ہیں حتیٰ کے صحافتی ادارے بھی ہیں۔ صحافت کو بھی ایک عرصے سے بدنام کیا جا رہا ہے لیکن پھر ملک کے چلانے کا انتظام انہیں کے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ جس قوم کا اپنے اداروں سے اعتماد ختم ہو جائے وہ ادارے عوام کے لیے کیا کام کر سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک فیشن بن چکا ہے اس کے تدارک کے لیے جیسے کہ لاہنسٹر نے فرمایا ہے میں ان کی بات سے ایک حد تک اتفاق کرتا ہوں لیکن اس کا ازالہ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ قرارداد کے ذریعے ارکان اسمبلی کے جذبات عوام تک پہنچائے اور عوام ان کے جذبات سے آگاہ ہوں۔ اور ہمارے جذبات ان لوگوں تک پہنچنے چاہیں جو کہ اخباری بیانات کے ذریعے ارکان اسمبلی کو بدنام کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل فرمائیں جو اس سلسلے میں ایک قرارداد مرتب کرے اور وہ تمام اراکین اسمبلی کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہو۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)۔۔۔

جناب والا! میں اس سلسلے میں صرف دو پہلوؤں کی طرف نشان دہی کروانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب مرکز اور صوبوں کی آپس میں لڑائی شروع ہوئی۔ میں اس میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا کہ اس میں کون مورد الزام ہے اور کون اس کا سبب ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہی بنی ہے کہ صوبے اور مرکز کی لڑائی کی وجہ سے بارس ٹریڈنگ کی کچھ وجوہات سامنے ہیں بھی لیکن زیادہ تر الزام تراشی ہے اور دوسری بات یہ ہے جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان دوستوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ بارس ٹریڈنگ کا اصل عنصر کون ہے؟ ایک عنصر تو ارکان

اسمبلی کو کہا جاتا ہے تو دوسرا عنصر کون ہے جو پارس ٹریڈنگ میں معاون کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اگر ارکان اسمبلی اپنے مفاد کے لیے یا اپنے دوستوں کے مفاد کے لیے اگر کوئی چیز حاصل کرتے ہیں تو کس سے حاصل کرتے ہیں؛ یہ ایک پہلو دیکھنے والا ہے کہ کس سے حاصل کرتے ہیں؛ اور وہ صاحب اقتدار وہ چیز کیوں دیتے ہیں اور اس لحاظ سے میرے خیال میں رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں ہی ایک کٹہرے میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو غیر ذمہ دارانہ باتیں ہیں یہ نہیں ہونی چاہییں۔ اور ایک قرارداد کے ذریعے اراکین اسمبلی کے جذبات کو ان دوستوں تک پہنچانا فرض بنتا ہے جو اس قسم کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، آپ اس تحریک استحقاق پہ بات کرنا چاہتے ہیں یا اس کی کوئی ایڈمیسبلٹی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی راجہ صاحب' آپ بھی سردار صاحب' آپ بھی شاہ صاحب ایڈمیسبلٹی پہ بات کرنا چاہتے ہیں تو میاں صاحب آپ بھی ایڈمیسبلٹی پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ چودھری صاحب آپ بھی ۔ ۔۔ تو آپ سب تشریف رکھیے۔ اس کی ایڈمیسبلٹی پہ مسئلے میں بات کرتا ہوں۔ آپ ذرا تشریف تو رکھیں۔ سردار صاحب تشریف رکھیں ۔ بیرسٹر صاحب تشریف رکھیں پلیز' ڈاکٹر بنگش تشریف رکھیں ۔ ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں ۔ میں نے آپ کو بیٹھنے کے لیے کہا ہے۔ میں اس سلسلے میں لاہنسٹر صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ موور صاحبان کے لیے بھی ہے اس کو چودھری وصی ظفر صاحب نے موو کیا ہی۔ آفتاب احمد خان اور راجہ صاحب نے اس کو موو کیا ہے تو یہ آپ کے لیے بھی ہے کہ اس میں آپ نے مورد الزام کسی کو نہیں ٹھہرایا۔ آپ بات سن لیں اور آپ اسے استحقاق کمیٹی میں لے جانا چاہتے ہیں تو اس میں کس کو punish کروانا چاہتے ہیں۔ ذرا سن لیں بات۔ کوئی اس میں مورد الزام نہیں ہے۔ اور تحریک استحقاق کمیٹی اس میں کس کے بارے میں فیصلہ کرے گی کہ کون اس کا ذمہ دار ہے اور کس کو punish کرنا چاہیے۔ ایک چیز یہ نہیں ہے۔ تکنیکی اعتبار سے یہ معاملہ بڑا اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ان سارے اداروں کے وقار کا معاملہ ہے اور پاکستان کے تمام منتخب اداروں کے وقار کا معاملہ ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو properly thrash out کیا جائے اور اس بارے میں اس کے جو عوامل ہیں ان کا پتہ لگانے کی کوشش کی جائے کہ یہ ایسے الزامات منتخب نمائندوں پر کیوں

لگائے جا رہے ہیں۔ جو ہمارے منتخب نمائندوں کے لیے اور ہمارے منتخب ایوانوں کے لیے ہتک کا باعث ہیں۔ تو میں لا منسٹر صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے بڑی تفصیلی اور comprehensive statement دی ہے اس سلسلے میں میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کے جو موور صاحبان ہیں وہ چاہتے ہیں کہ استحقاق کمیٹی اس معاملے کی جانچ پڑتال کرے اور دیکھے کہ یہ الزام منتخب نمائندوں پہ کیوں لگ رہے ہیں۔ کس وجہ سے لگ رہے ہیں اور اس کے اسباب کیا ہیں۔ اس سلسلے میں منتخب نمائندوں پر جائز طور پر الزام لگ رہے ہیں یا غلط طور پر ان پر الزام لگ رہے ہیں اور یہ لگ رہے ہیں تو کیوں لگ رہے ہیں اور ان کا انسداد کیسے کیا جا سکتا ہے اور ان اداروں کا وقار کیسے بحال کیا جا سکتا ہے۔ نمائندوں کے عزت و وقار و احترام میں کیسے اضافہ کیا جا سکتا ہے تو اس بارے میں جو ان کی خواہش ہے اگر اسے استحقاق کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ اور اس میں ہرج کیا ہے--- اور (ایوان کی آواز کوئی ہرج نہیں ہے)--- اس کا الزام تو کسی پر نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں نے اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ کمیٹیوں کا عائم گزر گیا ہے اب تو عمل کا وقت ہے۔ آپ جب تک اس مسئلے کا فوری طور پر effective حل نہیں تلاش کریں گے تو it will be too late میں ایک بات ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ جناب والا! اس مسئلے کا حل تب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ کمیٹی جس کے ذمے یہ کام لگایا جائے اس کو مرکزی حکومت کی بھی تائید حاصل ہو اس کو صوبائی حکومت کی بھی تائید حاصل ہو اور خوش قسمتی سے وہ کمیٹی پہلے ہی مقرر کی جا چکی ہے اور میری دانست میں اس کے ایجنڈے کا آئیٹم نمبر ون(1) یہی ہے کہ پارس ٹریڈنگ کا جو سلسلہ ہے اور جو منتخب اداروں کی توہین کی جا رہی ہے اس کی چھان بین کی جائے تو ہمیں اب اس کمیٹی کے اوپر اعتماد کرنا چاہیے وہ کمیٹی اس چیز کو اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ اس میں کیا کیا عوامل کارفرما ہیں اور وہی کمیٹی اس کا حل ڈھونڈ سکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ اس غور طلب کمیٹی کے پنجاب کی طرف سے آپ کنوینر convener ہیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ میری گزارش کو محترمہ پرائم منسٹر صاحبہ ضرور درخوار اعتنا سمجھیں گی اور جناب ملک معراج خالد صاحب کو وہاں پر مرکزی حکومت میں جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس کے دو ممبر ہیں تیسرا ممبر بنا کے ان کو کنوینر(convener)مقرر کریں

گی۔ ہمیں آپ کی حب الوطنی اور آپ کے منتخب اداروں میں ایمان اور اس کے وقار میں اضافہ کرنے کا جو مسئلہ ہے اس پر جو آپ کا ایمان ہے اس پر اس سارے ہاؤس کو مکمل اعتماد ہے ہم یہ اعتماد آپ پر اور آپ کی کمیٹی میں repose کرتے ہیں اور ہم توقع کرتے ہیں اس اسمبلی کے بجٹ سیشن کے بعد سارے کام چھوڑ کر اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے۔

جناب سپیکر، اگر ایوان کی طرف سے بھی ایک کمیٹی اس معاملے کو اور سپورٹ دینا چاہے تو اس میں ہمیں کیا اعتراض ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) اس ہاؤس کی طرف سے استحقاق کمیٹی یا جیسے سردار عاشق گوپانگ صاحب نے کہا ہے کہ کوئی اور کمیٹی تشکیل دی جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ایوان کی استحقاق کمیٹی جو موجود ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے استحقاق کمیٹی موجود ہے۔ استحقاق کمیٹی بھی اس پر غور کر سکتی ہے۔ استحقاق کمیٹی ہی اگر اس پر غور و خوض کرنے کے بعد اپنی سفارشات conciliation کمیٹی کو یا آئی جے آئی کے لیڈروں کو یا پاکستان پیپلز پارٹی کے لیڈروں کو پنجاب اسمبلی کے جذبات سے عوامی نمائندوں کی عزت و احترام کی بحالی کے سلسلے میں' ان ایوانوں کے وقار اور احترام کی بحالی کے سلسلے میں آگاہ کرے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر امداد باہمی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس اسمبلی کے وقار کے ذمہ دار آپ ہیں۔ آپ اس کمیٹی میں ہماری طرف سے موجود ہیں۔ ہمارے وزیر قانون صاحب بھی اور دوسرے نمائندے بھی اس میں موجود ہیں۔ اب اسمبلی مختلف جماعتوں پر مشتمل ہے۔ جب تک آپ کی کمیٹی یہ نہ دیکھ لے کہ ہمیں کسی اور سب کمیٹی کی ضرورت ہے اس وقت تک ہمیں کوئی کمیٹی نامزد نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ہم کوئی اور کمیٹی بناتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہمیں آپ والی کمیٹی پر اعتماد نہیں۔ جب ہم نے آپ پر اعتماد کیا ہے اور ہم دیانت داری سے اس بات کے حامی ہیں کہ اس ملک کی بقاء اس میں ہے کہ اختلافات کو ختم کر دیا جائے۔ ورنہ بصورت دیگر پاکستان کے خاتمے کے' نعوذ باللہ امکانات ہیں۔ اس لیے ان کمیٹیوں کا بنانا بالکل غلط ہے۔ ہم نے اپنے صوبے کے وزیر اعلیٰ اور سپیکر کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جو بھی کریں گے ملک کی بہتری کے لیے' قوم کی بقا کے لیے جمہوریت کی بقاء کے لیے' ہم دیانت داری سے آپ کے ساتھی ہیں۔ کمیٹیاں بنانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معاملے کو الجھا دو۔

جناب سپیکر، کمیٹی بنانے کی تجویز نہیں ہے۔

وزیر امداد باہمی، جب تک ہم آپ کی کمیٹی کو دیکھ نہ لیں کہ کیا اثر ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ خود کل ہی اس مسئلے کو حل کر لیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک مثال دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر، آپ مجھے بتائیں کہ یہ عوامی نمائندوں پر ایک الزام ہے۔ "پارس ٹریڈنگ" کا۔ اور یہ صرف پی پی کا نہیں' آئی جے آئی کا بھی مسئلہ ہے۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جو "پارس ٹریڈنگ" کا مسئلہ ہے' یہ جیسے بھی ہے' یہ منتخب نمائندوں پر ایک الزام ہے۔ (مداخلت) آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس سلسلے میں بات صرف لاءمنسٹر صاحب سے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں اور اس سلسلے میں میری ایک ذاتی رائے ہے۔ میں لاءمنسٹر صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ وصی ظفر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ بیٹھے بیٹھے جو الفاظ کہے جاتے ہیں۔ وہ کارروائی میں نہیں لکھے جاتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ لاءمنسٹر صاحب' میری ایک ذاتی رائے ہے۔ اس بارے میں آپ سوچیں کہ یہ چونکہ "پارس ٹریڈنگ" کا مسئلہ ہے۔ میں یک طرفہ طور پر اس کا فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ یہ چونکہ سارے ایوان کا مسئلہ ہے۔ میں سارے ایوان کی مرضی سے فیصلہ کرنا چاہتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اور یہ سارے ایوان کا مسئلہ ہے اور میں اس پر کسی ڈویژن کی بھی اجازت نہیں دوں گا۔ یعنی یہ نہ ہو کہ ایسا محسوس ہو کہ ایک طرف سے "پارس ٹریڈنگ" کے حق میں بات آ رہی ہے اور دوسری طرف سے "پارس ٹریڈنگ" کے خلاف بات آ رہی ہے۔ یہ کیا بات ہوئی؟ ہم تمام "پارس ٹریڈنگ" کے خلاف ہیں۔ ہم تمام اس کو لعنت سمجھتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اور ہم ان ایوانوں کے وقار کے تقدس کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اس کے تقدس کو بحال کر کے رہیں گے (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے ایسی آوازیں جہاں سے بھی اٹھ رہی ہیں۔ نہایت ناشائستہ اور نازیبا باتیں ہیں۔ جہاں سے بھی آ رہی ہیں۔ ان باتوں کو ختم ہونا ہے۔ لاءمنسٹر صاحب' میں اس بارے میں آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ہمارے ایوان کی جو کمیٹی ہے وہ اس کو دیکھے وہ اس بات کا جائزہ لے اور اپنی سفارشات پیش کرے۔ اور اپنی سفارشات ہمارے لیڈروں کو دے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ conciliation کمیٹی اس میں کوئی اہم رول ادا کر سکتی ہے تو اپنی سفارشات conciliation کمیٹی کو دے۔ اس سے ان کو ایک تقویت ملے گی۔ جو لوگ اداروں کا احترام چاہتے ہیں

ان کو ایک تقویت ملے گی۔ آپ کی' پنجاب کی ایک آواز ابھرے گی اور یہ آواز اس ایوان کی مشترکہ آواز بن کر ابھرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب! ذرا آپ تشریف رکھیں گے؟

وزیر امداد باہمی: ہماری با اختیار کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ ہم دیانت داری کے ساتھ آپ کی کمیٹی کے فیصلے کے پابند ہیں۔ آپ ذیلی کمیٹی کیوں بناتے ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں گے؟ (قطع کلامیاں) میں نے اس سلسلے میں وزیر قانون سے بات کی ہے میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ہاؤس کے متفقہ فیصلے سے طے ہو یہ مسئلہ تمام ہاؤس کا مسئلہ ہے۔ یہ کسی ایک کا مسئلہ نہیں ہے۔ اور میں چاہوں گا کہ وزیر قانون اس پر اپنی رائے دیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس سلسلے میں مجھے جناب کے جذبات اور ہاؤس کے جذبات کا بے حد احترام ہے میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے پاس اس ہدایت کے ساتھ کہ وہ اسی سیشن کے دوران ایک متفقہ ریزولیشن اس ہاؤس میں لے آئیں جس سے اس مسئلہ پر اپنے جذبات اور احساسات اور جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے کے لیے اپنی تجاویز - یہ تمام چیزیں لے کر وہ اس سیشن کے دوران متفقہ ریزولیشن لے کر آئیں تاکہ آپ کی جو کمیٹی ہے اس کو بھی رہنمائی حاصل ہو اور ملک کے عوام کو بھی منتخب ارکان کی رائے سے آگاہی حاصل ہو۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتا ہوں اور اس پر لاءمنسٹر صاحب کی تحریک آ چکی ہے۔ میں اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اس ہدایت کے ساتھ کہ تحریک استحقاق کی کمیٹی اس پر پوری طرح غور کرنے اور کوئی متفقہ فارمولا جو ہے ایک ایسا فارمولا ایک ایسی قرارداد ایک ایسی بات جو ہمارے اکابرین تک اور ہمارے قائدین تک اور اگر آپ مناسب سمجھیں conciliation کمیٹی تک اور ساری قوم تک پہنچے اور پنجاب اسمبلی کی ایک متفقہ آواز ہارس ٹریڈنگ کے خلاف عوامی نمائندوں کے احترام اور عزت اور اس کی توقیر کے لیے متفقہ طور پر عوام تک پہنچنی چاہیے۔ اور ہمارے قائدین تک پہنچنی چاہیے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں آپ نے ایک گرہ کھول دی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میں نے ابھی ابھی چار لائنوں کی تحریر آپ کو دی ہے۔ اس

پر جناب ذرا غور فرمالیں اور مجھے چار لائینیں پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ اور میں نے اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کر لی ہے جناب صرف دو منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر، سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! آپ نے اس تحریک استحقاق کو با ضابطہ قرار دیا ہے لیکن اس کے لیے وقت مقرر نہیں فرمایا ہے اس کے لیے براہ مہربانی وقت مقرر فرما دیں۔ اور آپ کو ضابطے کے مطابق وقت مقرر کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق کے convener تشریف رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس کو اسی سیشن کی دوران لاسکیں گے اور یہ زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب صفدرحسین شاکر، جناب سپیکر! ایک دو دن میں کرلیں گے۔ ہم اس کو جمعرات تک کر دیں گے۔

جناب سپیکر، اسی سیشن کے دوران اس کو کرلیں۔ اس میں جلدی کرنی چاہیے۔ اس میں تاخیر مناسب نہیں ہو گی۔ مولانا یہ آپ کی تحریک استحقاق ہے جو میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہم نے لینی ہے۔ وصی ظفر صاحب اپنی تحریک استحقاق آج پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ ہمیں اب کٹ موشنز کو لینا ہے میرے پاس 4/3 تحاریک استحقاق ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آج کے بعد اس تحریک کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، کیوں؟

چودھری محمد وصی ظفر، یہ جناب کل سے پانی بند ہے اور اب تک بند ہے اور وہ پانی نہیں کھول رہے۔

جناب سپیکر، کس چیز کا پانی بند ہے؟ کہاں بند ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، کھبرک-3 کل پورا علاقہ بند ہے۔ لاءمنسٹر صاحب آپ نے اس تحریک کو دیکھ لیا۔

جناب سپیکر، آپ اس کی کاپی لاءمنسٹر صاحب کو دیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر

پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وصی ظفر نے ایک تحریک پیش کی ہے۔ ایک سے زائد تحاریک استحقاق ایک دن میں پیش نہیں کی جا سکتیں۔ آپ اس ایوان کے وقار کو قائم رکھیں یہ ضروری نہیں ہے کہ میں نے، وزیر قانون سے بات کر لی ہے۔ اور پھر ہم رولز کے خلاف یہاں بات شروع کر دیں گے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک دن میں ایک تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے؟ ایک ممبر ایک سے زائد تحریک استحقاق نہیں پیش کر سکتا۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب نہ دیں صرف میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تحریک استحقاق آؤٹ آف ٹرن ہاؤس کی مرضی سے پیش کی جا سکتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: 54 کا proviso پڑھیں۔ اس میں جناب والا کو اختیار ہے کہ آپ نوٹس کو dispense with کر سکتے ہیں۔

"Provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter, dispense with the requirement of notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of questions"

میری بات تو پوری ہونے دیں۔ جناب اوپر 54 ہے صرف جناب کا اختیار ہے جو معاملہ ابھی میں راستے میں آتا ہوئے میرے ساتھ شدید علاقہ ہو جائے اور جناب اس کو مناسب سمجھتے ہیں یہ صرف جناب کا اختیار ہے۔ رولز میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔54 کو جناب پڑھیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں آپ نے 54 کا حوالہ دیا ہے وہ مجھے پتہ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: 54 یہ کہتا ہے کہ جناب کو اختیار ہے اور کسی بھی وقت حتیٰ کہ کوئی اور مسئلہ چل رہا ہو آپ جناب لے سکتے ہیں چاہے تحریک استحقاق کو لے لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب میں ان رولز کو جانتا ہوں لیکن میں نے ہاؤس کی روایات کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوتا ہے۔ جو یہاں رہی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: وہ رولز سے بالا تر ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں رولز سے بالاتر نہیں۔ رولز میں یہ ہے کہ میں کر سکتا ہوں۔ یہ میری مرضی ہے میں نے اپنی مرضی کو ایوان کی مرضی سے استعمال کرنا ہے۔ میں اپنی مرضی ایسے ہی استعمال نہیں کر سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب جب تک میں اس کو پڑھوں گا نہیں کیسے پتہ چلے گا۔

جناب سپیکر، مجھے تو پتہ چلے گا۔ میاں صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، فاضل رکن نوٹس کی بات کر رہے ہیں وہ رولز کے تحت آپ کر سکتے ہیں۔ اجازت دے سکتے ہیں لیکن میرا موقف یہ نہیں ہے میرا موقف یہ ہے کہ اگر یہ نوٹس نہیں دینا چاہتے تو یہ پہلی تحریک استحقاق نہ پیش کرتے یہ اس کو پیش کرتے رول 55 اس میں بالکل واضح ہے۔ وہ کہتا ہے۔

55 The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely:-

(ii) not more than one question shall be raised by same member at the same sitting;

اس ضمن میں ایک ممبر ایک سے زائد استحقاق کے سوالات نہیں کر سکتا۔ میں نوٹس کی بات نہیں کر رہا ہوں 55-11 کے مطابق ایک پوائنٹ اٹھا سکتے ہیں۔ اور دوسرا پوائنٹ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ اس میں prohibited ہے جناب۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سو فی صد درست ہے اور وصی ظفر صاحب یہ پریویلج موشن آج پیش نہیں کر سکتے۔ پریویلج موشن کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔ اب ہم کٹ موشنز کو لیتے ہیں۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! میں پہلے کھڑا ہوا تھا۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! اگر شاہ صاحب پہلے کھڑے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں پہلے ان کو چانس دیں کیونکہ وہ بزرگ ہیں۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! آپ پہلے بات کرنا چاہتے ہیں تو ارشاد فرمائیں۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میری ایک تحریک استحقاق تھی لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں حاضر نہیں تھا۔ براہ کرم اسے کل پر ملتوی کرنے کی بجائے آج ہی لے لیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی ملک صاحب۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی لیکن افسوس ہے کہ میں حاضر نہیں تھا اور وہ جناب نے pending رکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جی pending رکھی ہوئی ہے۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب! میری یہ گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں اور اسے آج ہی لے لیں۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! آج نہیں لے سکتے۔ اب تو پریویلج موشنز کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ یہ کل take up ہو جائے گی۔ میرے پاس ساری تین چار پریویلج موشنز pending ہیں۔ کل آ جائے گی۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب!

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں ایک پوائنٹ آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہا ہوں کہ کل ایک unfortunate واقعہ ہوا اختر عباس بھروانہ صاحب کی وجہ سے اور وہ کارروائی سے حذف کر دیا گیا۔ اس کے باوجود چند اخبارات نے خاص کر نوائے وقت نے mischieviously اس کو one sided بیان کیا۔ جب ایک سپیکر کچھ باتوں کو حذف کر دیتا ہے تو normally اخبارات اسے بیان نہیں کرتے۔ leave aside میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ کہ نوائے وقت کے خلاف suit of defamation فائل کروں لیکن میں When I will have your ears then I will speak.

جناب سپیکر، سردار صاحب! میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کل جب unfortunate واقعہ ہوا تو اس کے الفاظ حذف کر دیے گئے۔ اس کے بعد normally اخبارات اسے بیان نہیں کرتے اور اگر دیں

بھی تو انہیں چاہیے کہ دونوں سائڈ کی دیں۔ ایک آدھ اور اخبار نے بھی دیا لیکن خصوصاً نوائے وقت نے one sided mischieviously & maliciously حذف ہونے کے باوجود ایک بیان دیا تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اخبارات کو ہدایات دی جائیں کہ جب حذف ہو جاتا ہے تو وہ نہ شائع جائے اور اگر دینا ہے تو پھر دونوں سائڈ کی پکچر clearly اسی طرح دی جائے جس طرح ہاؤس میں ہوتی ہے۔ اسی طرح میں اب چاہوں گا کہ جو اس کے الفاظ ہیں وہ بھی لے لوں اور کلنگ میں نے لے لی ہے اور میں اپنا suit of defamation کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈیمانڈ نمبر 10 پر کٹوتی کی تحاریک پیش ہو چکی ہیں۔ ان پر تقاریر ہو چکی ہیں اور اب گورنمنٹ نے اپنا نکتہ نظر پیش کرنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر منسٹر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ گورنمنٹ کا point of view پیش کریں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: شکریہ جناب سپیکر!

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! میں نے جو گزارش کی تھی اس پر آپ نے کچھ نہیں کہا۔ کیا آپ انہیں ہدایات دینا پسند کریں گے کہ میں یہاں غلط کہہ رہا ہوں یا صحیح کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن پر خاموش ہو جانا بھی بہتر ہوتا ہے۔ اس کا آپ جو بھی مطلب نکالیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! میں ڈیمانڈ نمبر 10 کے متعلق چند گزارشات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کل اس معزز ایوان میں حزب اختلاف کے چند اراکین نے کٹوتی کی تحریک پیش کی۔ اور جو تحریک پیش کی اس میں پالیسی کٹ کا ذکر تھا۔ اکانومی کٹ کا ذکر تھا اور تین چار وہ بنیادی چیزیں جن کا انہوں نے ذکر کیا وہ یہ تھیں کہ ہماری حکومت پنجاب کی جو ایڈمنسٹریشن ہے وہ top heavy admnistration ہے۔ ہمارا wasteful expenditure ہے چیف منسٹر انسپکشن ٹیم پر جو روپیہ درکار ہے اس کی ضرورت نہیں۔ وہ کاٹنا چاہیے اور پی او ایل کے متعلق بھی ان کی تجاویز ہمارے سامنے آئی ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سب سے پہلے تو حزب اختلاف کے جو ویوز ہیں ان کا ہم احترام کرتے ہیں۔ اور ہماری حتی الوسع کوشش ہوتی ہے کہ ہم ان کے ویوز کا احترام کرتے ہوئے اس ہاؤس کو چلائیں اور یہاں میں مثال دینا چاہوں گا جناب سپیکر کہ پچھلے

سال کے بجٹ میں تقریباً ہر مقرر نے یہ اصرار کیا کہ ہم نے بجٹ میں block allocation provid کی ہیں۔ تو ہم نے ان کو جو مثبت اور تعمیری تنقید تھی اس پر عمل کیا ہے اور اس سال ہم نے بلاک ایلوکیشن کی بجائے سکیم وائز ایلوکیشن کی ہیں۔ اس نکتے کا میں نے اس لیے ذکر کیا کہ جہاں ہمیں حزب اختلاف کی طرف سے مثبت تجاویز ملیں گی ان پر ہم عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن کل کوئی کی تحریک کے لیے جو دلائل دیے گئے اور جن آراء کا expression کیا گیا مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں جذبات تو ضرور تھے لیکن ٹھوس دلائل نہیں تھے۔ جناب سپیکر! جب حزب اختلاف کہتی ہے کہ ہمیں بے جا پیسے کا استعمال نہیں کرنا چاہیے تو ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ یہ ٹیکس دہندہ کا پیسہ ہے۔ پاکستان اور پنجاب کی عوام کا پیسہ ہے اور اس کو صحیح معنوں میں استعمال کرنا صحیح سمت میں استعمال کرنا ہمارا فرض ہے اس کے لیے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ صرف 90-1989ء کے بجٹ کو لے لیجیے تو جناب سپیکر! جب ہمارے سال کی ابتداء تھی صوبہ پنجاب کا 275 deficit کروڑ روپیہ تھا۔ جس کو ہم نے مختلف تدابیر سے کنٹرول کر کے اپنی سیونگ کر کے economy drive کر کے ہم نے اس کو reduce کر کے 89 کروڑ کیا تو جناب والا! جہاں تک ان issues کا تعلق ہے ہم بھی sensitive ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ پیسے کا ضیاع نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس سال بھی آپ دیکھیے کہ ہم نے کس طرح wasteful یا جنہیں یہ نا مناسب اخراجات کہتے ہیں ان کو کٹ کرنے کی کوشش کی ہے سب سے پہلے تو میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تمام محکموں کے نان۔ڈویلپمنٹ اخراجات پر پانچ فی صد کٹ لگایا ہے۔ جناب سپیکر---

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس ایوان میں وزراء صاحبان اپنے ساتھی وزیر کی تقریر سننے کی بجائے کام کر رہے ہیں لہٰذا آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان کو منع کریں کہ یہ کام نہ کریں بلکہ اپنے ساتھی وزیر کی تقریر سنیں۔ اور جناب والا! یہاں پر تو پریکٹس ہے کہ وہ تقریر کر رہے ہوتے ہیں اور یہ وہاں سے فائل اٹھا کر ایسے ٹہل رہے ہوتے ہیں جیسے یہ کمپنی باغ میں پھر رہے ہوں۔ اس طرح یہ یہاں پر کام کروا رہے ہیں جناب والا! یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور میں وزراء صاحبان سے کہوں گا کہ وہ اپنے ساتھی وزیر پی اینڈ ڈی کا پوائنٹ آف ویو جو وہ اس ایوان میں پیش کر رہے ہیں

اسے وہ دھیان سے سنیں۔

وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم نے تمام محکموں کے نان ڈویلپمنٹ اخراجات پر کٹ لگایا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اخراجات کو کنٹرول کرنے کے لیے the creation پر ban لگایا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم نے the purchase of durable goods of posts پر پابندی لگائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے austerity measures بھی لیے ہیں wastefull expenditure جس کا حزب اختلاف کو خدشہ ہے اس کو curtail کیا جائے اس minimise کیا جائے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے جو چیز قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ڈیمانڈ نمبر 10 ہم مطالبہ کر رہے ہیں ہماری ضروریات کس چیز کے لیے ہیں تو جناب سپیکر! یہاں میں یہ گزارش چاہوں گا کہ یہ ڈیمانڈ نمبر 10 کوئی انوکھی ڈیمانڈ نہیں ہے ہر سال ملازمین کی تنخواہوں کے لیے الا کے لیے اور جو سیکرٹریٹ کے لیے مختلف اخراجات ہیں اور جو unavoidable ہیں اور جو routine اخراجات ہیں ان کے لیے یہ مطالبہ زر کیا جاتا ہے جو مناسب ہوتا ہے۔ یہاں جناب والا! میں ایک گ یہ کرنا چاہوں گا کہ جب ہمارے حزب اختلاف کے ممبران یہ تذکرہ کرتے ہیں کہ جناب غلا top heavy ہے یا فلاں محکمہ میں اتنی پوسٹس کی ضرورت نہیں ہے تو پھر میں یہ گزارش کروں میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ قوم کا روپیہ بچانا اور اس کو صحیح سمت میں خرچ کرنا ہمارا فرض ہے میں یہاں گزارش کروں گا کہ اگر یہ بات ہے اور ہم wasteful expenditure کو کنٹرول چاہتے ہیں تو جناب سپیکر! پھر کیا جواز ہے کہ وہ سبجیکٹ جو کہ واضح طور پر صوبائی سبجیکٹ ہے تعلیم کو لے لیجیے یا لوکل گورنمنٹ کو لے لیجیے ان کے لیے ہم نے اسلام آباد میں سفید ہاتھی کھڑ رکھے ہیں اور ہم نے وہاں پر جو ایک نظام بنایا ہوا ہے اس کی کیا ضرورت ہے بے جا مصرف وہا رہا ہے یہاں پر نہیں کیونکہ آئین کے مطابق یہ واضح طور پر صوبائی سبجیکٹ ہے تو جناب والا! اگر قسم کی مثبت سوچ کے ساتھ آگے بڑھیں تو یقیناً ہم اپنے اس مقصد کو حاصل کر سکیں گے اور مطالبہ زر کو بہتر سے بہتر طریقے سے خرچ کر پائیں گے۔

جناب والا! جب ہم اخراجات کی بات کرتے ہیں جب ہم wasteful expenditure کرتے ہیں تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ inflation کا بھی اپنا ایک رول ہے۔ اور افراد

کنٹرول کرنے میں صوبائی حکومت کیا کردار ادا کر سکتی ہے اور مرکزی حکومت کیا رول ادا کر سکتی ہے اقتصادیات کے ماہرین جانتے ہیں کہ ملک کی fiscal پالیسی' ملک کی monetary پالیسی کہاں سے کنٹرول ہوتی ہے یہ صوبے سے نہیں ہوتی جناب سپیکر! یہ مرکز سے ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر جنرل ایڈمنسٹریشن کا expenditure بھی بڑھا ہے یہ یقیناً بڑھا ہے اور یہ بڑھے گا اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی ہوئی ہے اور مہنگائی کے ساتھ ساتھ ہم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرتے ہیں اس سال کے بجٹ میں جناب سپیکر مرکزی حکومت نے اور صوبائی حکومتوں نے اپنے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فی صد کا اضافہ کیا ہے اور اس ڈیمانڈ میں ان کی تنخواہوں کے لیے ہمیں پیسہ مطلوب ہے تو جب آپ ایک قدم اٹھائیں گے تو اس کے natural expenses تو بڑھیں گے اسی طرح آپ کی جو سروسز ہیں آپ کی utilities ہیں اگر ٹیلی فون کی کال کی قیمت بڑھائیں گے تو یقیناً خرچ بڑھے گا اگر پٹرول کی قیمت بڑھے گی تو یقیناً خرچ بڑھے گا اسی طرح سے اگر گیس کی قیمت بڑھے گی تو یقیناً خرچ بڑھے گا اگر ٹرانسپورٹ کی قیمتیں بڑھیں گی تو یقیناً خرچ بڑھے گا جناب سپیکر! خرچ بڑھنا کوئی ایسی نقصان دہ چیز نہیں ہے نقصان دہ وہ ہے کہ اگر ہم لوگوں سے اکٹھا کیا ہوا پیسہ بے جا استعمال کریں اور اگر اس کا ضیاع ہو تو پھر افسوس ناک بات ہے لیکن میں اس ایوان کے فلور پر آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس معاملے میں بہت حساس ہے۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی جو امانت ہمارے پاس ہے اس کی ایک' ایک کوڑی صحیح جگہ اور صحیح سمت میں استعمال ہو۔

جناب سپیکر! یہاں مختلف دوستوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے وزراء اور ایڈوائزرز بہت اکٹھے کر رکھے ہیں تو جناب والا! جب ہم وزیر کی بات کرتے ہیں جب ہم ایڈوائزر کی بات کرتے ہیں جب ہم سپیشل اسسٹنٹ کی بات کرتے ہیں تو ہمیں اس چیز کو in isolation نہیں دیکھنا ہم نے overall national canvass کی جو چیز اور تصویر ہے اس کو دیکھنا ہے پنجاب پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے سیٹوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ نمائندگی اس ایوان کی ہے لیکن اگر آپ پنجاب کی کابینہ کا مرکز کی کابینہ کے ساتھ موازنہ کریں یا آپ سندھ کی کابینہ سے کیجئے یا آپ فرنٹیئر سے کیجئے تو پھر آپ کو یہ اندازہ ہو گا---

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر کوئی بھی comparative بجٹ سٹڈی نہیں ہو رہی ہے ادھر پنجاب کے جو مطالبات زر ہیں ان کے متعلق بات ہو رہی ہے اگر وزیر متعلقہ ادھر غیر متعلقہ باتوں کو لے کر آئیں گے تو پھر زلف سیاہ کی طرح بات بڑھ جائے گی پھر اور باتیں بھی آ جائیں گی پھر اگر ہم غیر متعلقہ ہوئے تو پھر دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ۔

چودھری اصغر علی گجر۔ حقیقت تک پہنچنے کے لیے بات ضرور بڑھنی چاہیے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب! کیا آپ نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دینا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں عرض یہ ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب آپ کی کٹ موشنز پر گورنمنٹ کو defend کرتے ہوئے اپنی گورنمنٹ کا موازنہ دوسری صوبائی حکومتوں سے یا مرکزی حکومت کی کارکردگی سے کر سکتے ہیں۔ جی مخدوم صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! کل یہاں پر وزیر اعلیٰ کی خصوصی گرانٹ کا ذکر ہوا۔ جہاں تک جناب والا! وزیر اعلیٰ کی اس گرانٹ کا تعلق ہے کہ یہ گرانٹ کس کے لیے رکھی جاتی ہے آپ سپیرٹ کو دیکھیے آپ اس اصول کو دیکھیے کہ کس کے لیے رکھی جاتی ہے اگر اپوزیشن یہ کہتی ہے کہ اس کا ضیاع نہیں ہونا چاہیے ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ صاحب اس گرانٹ کو بہت محتاط طریقے سے استعمال کرتے ہیں اور ہماری حتی الوسع یہ کوشش ہوتی ہے کہ جو حق دار مثلاً بیوگان، یتیم یا جو سکالرشپ کے طالب علم ہیں پارٹی affiliation سے بالا تر ہو کر ان کو یہ گرانٹ دی جائے اور جناب والا! اس قسم کی گرانٹ رکھنے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بہت سے لوگ جو ضرورت مند ہیں ان کی مدد ہو سکتی ہے یہاں ذکر ہوا چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا۔ کہ بہت زیادہ عملہ ہے اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا بہت خرچ ہے۔ اس کے بارے میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر پرانی طرز کی حکومت چلانی ہے تو پھر بہت محدود افسران سے بھی کام چل سکتا ہے۔ موجودہ حکومت نے عوامی نمائندوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ڈویلپمنٹ پراجیکٹس میں اور دوسری چیزوں میں حکومت کی نشان دہی کریں۔ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا کام پچھلے تین چار سالوں میں بہت بڑھا ہے اور

وہاں بھی ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہم مستقل سٹاف وہاں نہ رکھیں جیسے ہی ورک لوڈ بڑھے تو ہم on deputation سیکرٹریٹ سے لوگ منگوا لیں اور منگوا کر جب کام پورا ہو جائے تو ان کو واپس بھیج دیا جائے۔ جناب سپیکر! اب اگر پچھلے دور سے موازنہ کیا جائے تو یقیناً فرق تو ہے کہ اب accessibility زیادہ ہے۔ اب لوگوں کا وہاں پہنچنا آسان ہے لوگوں کی بات سنی جاتی ہے۔ اس پر ایکشن لیا جاتا ہے۔ اس کی evaluation ہوتی ہے اور ان کی implementation کو monitor کیا جاتا ہے تو اس لیے جناب والا! یہ جو روپیہ وہاں درکار ہے۔ یہ روپیہ ضائع نہیں ہو رہا وہ صحیح جگہ استعمال ہو رہا ہے۔

یہاں ذکر ہوا چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کا۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم اصرار کرتے ہیں کہ محکموں میں کرپشن بڑھ گئی ہے۔ کام کا معیار جو ہے وہ گرتا چلا جا رہا ہے اور دوسری طرف جو ہم نے ایک ادارہ بنا رکھا ہے۔ ایک ایسی تنظیم بنا رکھی ہے جو عوامی شکایات یا ان کے کیسوں کی بارے میں پوچھ سکتی ہے جو چیف منسٹر ان کو بھیجے اور آزادانہ انکوائری کر سکتی ہے کیونکہ محکمانہ انکوائری میں تو آپ جانتے ہیں کہ وہ اپنے محکمے کو protect بھی کر سکتے ہیں۔ وہاں ساز باز بھی ہو سکتی ہے لیکن یہ ایک انڈیپنڈنٹ ادارہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ حقائق کو دیکھے۔ موقع کا ملاحظہ کرے اور پھر اپنی رپورٹ مرتب کرے اور اگر اس میں کہیں کوالٹی پر سمجھوتہ کیا گیا ہے کہیں کرپشن کا احتمال ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ جناب والا! چیف منسٹر انسپکشن ٹیم ایک مثبت کردار ادا کر رہی ہے اور اس کے لیے جو گرانٹ ہے وہ ہمیں ضرور رکھنی چاہیے۔

یہاں ذکر ہوا پی او ایل کا کہ جناب ہمارے پی او ایل اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور ایک تجویز دی گئی کہ ان کو کسی حد تک ہمیں محدود کرنا چاہیے۔ اب جناب والا! میں یہاں گزارش کروں کہ جہاں تک سٹیٹ اور گورنمنٹ کی ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے تو آپ اس قسم کی حد نہیں لگا سکتے۔ جہاں ہم لگا سکتے تھے وہاں ہم نے لگائی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ. پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ سپیکر اپنی طرف کر لیں کیونکہ ہمیں ان کے بہت سارے لفظ پیچھے سنائی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر، آپ کو الفاظ سنائی نہیں دے رہے؟

سید ناظم حسین شاہ، جی۔ سمجھ نہیں آ رہی کیونکہ یہ جب بہت آہستہ بات کرتے ہیں تو پھر ان کے بہت سارے الفاظ سنائی نہیں دیتے۔ یہ سپیکر کا رخ اگر اپنی طرف کرلیں تو پھر میرے خیال میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی مخدوم زادہ صاحب آپ اس کی ڈائریکشن کو ٹھیک کرلیں۔ اور تھوڑا سا اونچی آواز میں بات کیجئے۔ معزز اراکین آپ کی بات سننے کو بے تاب ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ اور میرا پرابلم یہ ہے کہ میں ان کا خوبصورت چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں یہ بھی کوئی انتظام کریں۔ (قہقہے)

وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! میں کوشش کروں گا کہ اپنی آواز کو تھوڑا سا اور اونچا کروں لیکن مجھے چلانے کی عادت نہیں ہے جیسا کہ یہاں ہاؤس میں روایت بنی ہے مجھے چلانے کی عادت نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بہرحال جناب سپیکر! یہ جو تجویز دی گئی اس کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ جہاں تک ممکن تھا ہم نے کوشش کی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اس پورے ہاؤس کا استحقاق ہوتا ہے میرا قطعاً ارادہ نہیں تھا کہ منسٹر موصوف کی تقریر کو انٹرنیٹ کروں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے سیاسی اختلافات ہیں مگر وہ لوکل حد تک ہیں اور اس میں بھی ایک morality ہوتی ہے تو اس اخلاقی پابندی کے تحت میں قطعاً یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں ان کی تقریر کو انٹرنیٹ کروں مگر یہ حقیقت ہے کہ بہت سارے لفظ ان کے مجھے سمجھ نہیں آ رہے تھے اور میں نے نیک نیتی پر بات کی تھی تو اس لیے جناب والا! ان کا یہ کہنا کہ مجھے چلانا نہیں آتا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا اشارہ میری طرف تھا۔

جناب سپیکر، آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں؟

آوازیں، نہیں، نہیں---

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں۔ (قہقہے)

سید ناظم حسین شاہ، جناب اگر کسی کی شکل مردانہ ہو اور آواز زنانہ ہو تو اس میں میرا قصور نہیں ہے ان کو شکوہ ادھر سے ہونا چاہیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کے ویوز کا احترام کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس بات کا جواب نہ دینا ہی مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر! جہاں تک curtail کرنے کی ہماری کوشش تھی تو میں عرض کروں کہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹریز ہیں۔ ہمارے سٹینڈنگ کمیٹیز کے چیئرمین ہیں۔ ان کے لیے ہم نے ایک قدغن لگائی ہے۔ ایک فکسڈ اماؤنٹ رکھی ہے لیکن یہ کہہ دینا کہ ہم سب آفیشلز کے لیے یا منسٹرز کے لیے ایک فکسڈ اماؤنٹ کر دیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ چند گزارشات تھیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا اور اس ایوان کو باور کرانا چاہتا تھا کہ ٹیکس دہندگان کا پیسہ صحیح استعمال کرنا ہمارا فرض ہے اور میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ ٹیکس دہندگان کے پیسہ کو صحیح استعمال کریں گے۔ اس کا بے جا مصرف نہیں ہو گا اور اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی مثبت تجاویز ہیں تو ہم کریں گے۔ کاش ہماری حزب اختلاف کے معزز ممبران اس قسم کی نوک جھونک سے بالاتر ہو کر مثبت تجاویز دیں۔ مثبت سوچ لے کر اس ایوان میں آئیں اور یہاں جو یہ نوک جھونک ہوتی رہتی ہے اس سے ہٹیں۔ ڈیڑھ سال گزر چکا ہے اور ڈیڑھ سال میں ہم نے سوائے نوک جھونک کے کوئی مثبت کام نہیں کیا۔ وقت آ چکا ہے کہ ہم سنجیدہ ہوں اور سنجیدگی سے اس حکومت کو چلائیں اور جو ممبران سنجیدہ نہیں ہیں میں ان سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ آپ کو لوگوں نے منتخب اس لیے کیا ہے کہ آپ یہاں آ کر ان کی نمائندگی احسن طریقے سے کریں۔ جناب سپیکر! یہ چونچلے جو ہیں ان چونچلوں کو بند ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ میں گزارش کروں گا کہ اس مطالبہ زر کو منظور ہونا چاہیے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ رولز کے مطابق' رول نمبر 113 کے تحت تخفیف زر کی کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رہے گی اور اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت مطالبات زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی تو اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملے

کو ذرا تیزی سے چلایا جائے تا کہ آپ اپنی کٹ موشنز پر زیادہ بول سکیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر بنگش آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لیے بے قرار ہیں ارشاد فرمائیے۔

DR ZIAULLAH KHAN BANGASH: I want your ruling on one thing.

اگر ایوان کی کوئی قیمتی چیز گم ہو جائے تو اس کا اشتہار دینے کا استحقاق جناب سپیکر کو ہے یا کوئی بھی ممبر اسمبلی دے سکتا ہے کیونکہ ہمارے قائد ایوان مسلسل کوئی آٹھ دن سے گم ہیں۔ ہم انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ آج میں سوچ رہا ہوں کہ کوئی اخبار میں اشتہار دے دیا جائے کہ پنجاب اسمبلی کے قائد ایوان کہاں گم ہیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے ڈاکٹر بنگش؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، میں آپ سے اس پر رولنگ چاہ رہا تھا کہ قائد ایوان مسلسل ایک ہفتے سے غائب ہیں۔

جناب سپیکر، اس پر رولنگ یہ ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

ملک نواب شیر وسیر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 31 کو آپ نے پینڈنگ رکھا تھا۔ وصی ظفر صاحب کو میں کہہ گیا تھا کہ میں باہر جا رہا ہوں میری اگر تحریک پیش ہو تو اس کو پینڈنگ کروالیں۔ ابھی مجھے پتہ چلا ہے کہ اس کو ڈسپوز آف کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، تو کیا یہ تحریک استحقاق کا ٹائم ہے جس میں آپ پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ میری تحریک استحقاق کب پیش ہو گی؟

جناب سپیکر، کل اس کو آپ پوائنٹ آؤٹ کیجیے جس وقت پریویلج موشنز کو ٹیک اپ کریں گے۔ کل آپ پوائنٹ آؤٹ فرمائیے۔

ملک نواب شیر وسیر، شکریہ۔

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ تو اب ڈیمانڈ نمبر 10 پر جو کٹ موشنز ہیں ان کو ڈسپوز آف کرنے کے لیے

اس پر میں رائے شماری کراتا ہوں۔۔۔۔۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔
ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ30 ہزار5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے

(تحریک نامنظور ہوئی)

رانا پھول محمد خان نے بے خیالی میں ہاں کہہ دی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، یہ سہواً ان کے منہ سے ہاں نکل گئی۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! یہ حامی ہیں ہمارے اس لیے انہوں نے ہاں کہہ دی۔

رانا پھول محمد خان، جناب والا! اپنے دل میں کفر رکھنے والی جماعت کا حامی نہیں ہو سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب آپ نے ایک دفعہ سوال پیش کر دیا یہ ٹھیک ہے یہ حقیقت ہے کہ آپ اکثروبیشتر اس ایوان کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ان کو تربیت دینے کی بھی کوشش کرتے ہیں مگر جب ایک معزز رکن کوئی بھی ہو۔ ایک دفعہ اپنی رائے کا اظہار کر دے تو کیا آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ ان کی بات کو اس طریقہ سے کہہ دیں کہ ان سے یہ سہواً ہوا ہے اور نادانستہ طور پر ہو گیا ہے کیا سپیکر کو یہ حق حاصل ہے اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا اور باقی جہاں تک کفر کی جماعت کا رانا صاحب نے کہا ہے وہ خود بھی ہم میں شامل رہے ہیں۔ اب پتا نہیں کہ یہ اس وقت مسلمان تھے یا اب مسلمان ہوئے ہیں اگر اس وقت یہ ہمارے ساتھ شامل تھے اور اب انہوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے ہمیں پھر بھی خوشی ہے کہ ہمارا ایک بھائی مسلمان تو ہو گیا۔ اضافہ تو ہو گیا۔

رانا پھول محمد خان، جناب سپیکر! شاہ صاحب کے بزرگان کافر تھے۔ میرے بزرگ بھی ہندو تھے اب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ہم مسلمان ہیں۔ اگر کسی آدمی نے پیپلز پارٹی میں رہتے ہوئے اس کو چھوڑنے کی توبہ کی اور صحیح راستہ اختیار کر لیا اسلام یہ کہتا ہے کہ جب آدمی توبہ کر لے اور وہ کلمہ پڑھ لے تو وہ مسلمان ہو گیا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ یہ لوگ کفر سے نکل کر اسلامی جمہوری اتحاد میں اسلام قبول کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ پہلے مسلمان تھے۔ یہ درمیان میں مرتد کیوں ہو گئے۔ اب پھر مسلمان

کیسے ہو گئے؟ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان، یہ سید ہو کر مرتد ہو گئے ان کے بزرگ مسلم لیگی تھے۔ انہوں نے سیاست کے چکر میں سادات بھی گنوا دی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز' شاہ نواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! اس چیز کا فتویٰ مولانا منظور احمد چنیوٹی سے لیا جائے کہ آیا مرتد ہوئے ہیں یا کہ کچھ اور ہو گئے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان، جناب والا! چیمہ صاحب کے لیے فتویٰ امرتسر کے گوردوارے سے منگوایا جائے۔ ان کے بزرگ وہاں پر موجود ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! کوئی ممبر اس ایوان میں اپنی رائے کا اظہار کرے تو کیا آپ اس کی رائے کو تبدیل کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ میں نے رولنگ چاہی تھی۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب اس پر رولنگ میری یہ ہے کہ آپ کو بھی پتا ہے کہ اس معزز رکن نے کیسے بات کی ہے۔ مجھے بھی پتا ہے کہ کیسے بات کی ہے اور یہ سارے ایوان کو پتا ہے کہ کیسے بات کی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، مگر آپ کو ان کے عیبوں پر پردہ پوشی کا اختیار کس نے دیا ہے

چودھری صداقت علی گجر، جناب کیا سپیکر کے کنڈکٹ کو چیلنج کیا جا سکتا ہے میں فاضل ممبر سے پوچھتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) جی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔۔۔

"ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی میں ایک لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ---

"ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی کل رقم بسلسلہ انتظام عمومی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ---

"ایک کروڑ 33 لاکھ 10 ہزار 6 سو ساٹھ روپے کی رقم انٹیم (کوڈ نمبر 6-01204) بسلسلہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ انتظام عمومی میں ایک لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ---

"3 کروڑ 83 لاکھ 15 ہزار 2 سو بیس روپے کی کل رقم انٹیم (کوڈ نمبر 6-01205) بسلسلہ وزراء/معاونین خصوصی/مشیران/پارلیمانی سیکرٹری صاحبان انتظام عمومی میں ایک لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ---

"34 لاکھ 79 ہزار 7 سو تیس روپے کی رقم آئٹم (کوڈ نمبر 004) بسلسلہ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم۔ انتظام عمومی میں 50 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ---

"ایک ارب 39 کروڑ 80 لاکھ 30 ہزار 5 سو ساٹھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کی طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"

(مطالبہ زر نمبر 10 منظور ہوا)

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 11 زیر غور ہے۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 11 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ---

"ایک رقم جو 16 کروڑ 34 لاکھ 57 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوال دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ---

"ایک رقم جو 16 کروڑ 34 لاکھ 57 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوال دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب جاوید محمود گھمن، جناب میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس پر کٹ موشن جناب جاوید محمود گھمن کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی کٹ موشن پیش کریں۔

MR JAVED MAHMOOD GHUMAN: Sir I move:-

That the item of Rs. 11,05,230.00 on account of 6-21111 Courts of Small Causes Administration of Justice be reduced to Re.1.00

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the item of Rs. 11,05,230.00 on account of 6-21111 Courts of Small Causes Administration of Justice be reduced to Re. 1.00

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، جناب گھمن صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب جاوید محمود گھمن: یہ ایک عجیب مسئلہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب بھی اس چیز کے متعلق نہیں بتا سکتے کہ یہ عدل گستری ہے کیا؟ یہ تو انگریز کے زمانے میں 1800 سے پہلے سارے پنجاب میں ایک عدالت رکھی ہوئی ہے۔ جس کا کام صرف ایک ہزار روپے تک کے مقدمات لینا ہے اب آپ خود بتائیں کہ سارے پنجاب کے 26 اضلاع میں سے صرف لاہور میں ہی ایک عدالت رکھ دی گئی ہے۔ جس کا کام صرف ایک ہزار روپے تک کے مقدمات سننا ہے۔ اس سے آپ کون سا انصاف حاصل کر سکتے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ صرف جو بیوروکریسی کا بجٹ بنایا ہوا ہے اس کے تحت یہ لکیر کے فقیر ہیں اور انگریز کا نوآبادیاتی نظام ابھی تک عدلیہ میں چل رہا ہے۔ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں الیکشن کے دنوں اپنی الیکشن مہم میں یہ کہتی رہتی ہیں اور عوام کے ساتھ یہ وعدہ کرتی ہیں کہ ہم عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیں گے۔ لیکن جب یہ برسراقتدار آ جاتے ہیں تو عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ کرنے کی بات نہیں کرتے بلکہ وہ اس پر توجہ ہی نہیں دیتے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عدلیہ اور انتظامیہ نچلے پیمانے پر ایک آدمی پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہے۔ آج اگر پنجاب میں آئی۔جے۔آئی کی حکومت ہے تو مجسٹریٹ ان کے اشاروں پر کام کرتے ہیں کل اگر پیپلز پارٹی کی حکومت ہوگی تو مجسٹریٹ ان کے اشاروں پر کام کریں گے۔ جناب والا! میرا مطالبہ یہ ہے کہ عدلیہ کو فی الفور ایڈمنسٹریشن سے الگ کیا جائے تاکہ عوام کو صحیح انصاف مل سکے۔ نیز یہ 11 لاکھ روپے کی رقم جو بظاہر ایک چھوٹی سی رقم نظر آتی ہے لیکن اس ملک میں بسنے والے غریب کسان مزدور کا ایک ایک پیسہ قیمتی ہے۔ لہٰذا اس کو فی الفور ختم کیا جائے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے اور یہ عدالت سارے سال میں ایک کیس بھی نہیں نپٹاتی۔ اگر آپ یہ رقم عدلیہ پر صرف بھی کرنا چاہتے ہیں تو دوسرے کسی ایڈیشنل سیشن جج یا سیشن جج کو بہتر سہولیات مہیا کریں۔ اس سے کاریں یا دوسری سہولیات دیں جیسا کہ صوبہ سرحد میں ہوا ہے۔ تاکہ وہ ٹھیک طریقے سے انصاف کر سکیں۔ دوسری بات جناب والا جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے محترم وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ پنجاب پاکستان کا دل ہے' واقعی پنجاب پاکستان کا دل ہے اور یہاں اگر انصاف ختم ہوگا تو پاکستان پر آنچ آئے گی' جس صوبے میں انصاف نہ ہو تو باقی معاملات کیسے ٹھیک چل سکتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس صوبے میں ایڈیشنل سیشن جج بغیر قابلیت کے سیاسی بنیادوں پر

بھرتی کیے گئے ہیں۔ میرا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ کم از کم عدلیہ میں تو میرٹ پر بھرتی کی جائے۔ تاکہ سیاسی دخل اندازی نہ ہو سکے۔ آپ اچھی روایات قائم کریں۔ ایک بات میں جناب والا اور کرنا چاہتا ہوں۔ جب بھی ہم صوبہ پنجاب کی بات کرتے ہیں آپ فوراً اسلام آباد کی بات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اسلام آباد میں بھی ہوتے اور کوئی غلط کام ہو رہا ہوتا تو ہم ضرور اس کی مخالفت کرتے۔

(اس مرحلہ پر جناب صفدر شاکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

ہم چونکہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا یہ اخلاقی اور قانونی فرض ہے کہ اگر کوئی غلط بات ہو رہی ہو تو ہم اس کی مخالفت کریں اور صدق دل سے عوام کے جذبات آپ کے سامنے پیش کریں ہم مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہے بلکہ آپ سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ کم از کم عدلیہ کو سیاست میں نہ گھسیٹیں۔ یہ نہ ہو کہ وہ آئی۔جے۔آئی کے ایم۔پی۔ایز کے ہرکارے بن کر رہ جائیں میں اس سلسلے میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا البتہ یہ گزارش کروں گا کہ کیسیز میرٹ پر ہونے چاہییں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون، جناب سپیکر سمال کازکورٹ کی جو عدالت ہے یہ پاکستان بننے سے قبل قائم ہوئی اور اب تک یہ عدالت چلی آ رہی ہے اور اس میں جو جج صاحب ہیں وہ بیک وقت تین فرائض سر انجام دیتے ہیں۔ ایک جج سمال کازیز کورٹ کا ایک کارڈین جج کا' ایک سول جج درجہ اول کا۔ اس سمال کازیز کورٹ کو پانچ ہزار تک کے مقدمات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ اس کا بڑا آسان طریقہ کار ہے اور پانچ ہزار روپے کی حد تک جو چھوٹے چھوٹے لوگوں کے جھگڑے ہوتے ہیں اس کو یہ عدالت نمٹاتی ہے اور اس کی اتنی افادیت ہے کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اس کا قانون بھی علیحدہ ہے اور ہمارے خزانے پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ سول جج صاحب درجہ اول کے جج ہیں انہوں نے بطور سول جج بھی کام کرنا ہے' انہوں نے کارڈین جج کے طور پر بھی کام کرنا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سمال کازیز کورٹ کے جج کے طور پر بھی کام کرنا ہے۔

اور اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کی یہ کنوتی کی تحریک بالکل بلا جواز ہے اور مفاد عامہ کے بالکل منافی اور خلاف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سمال کازز کورٹ کے جج کی عدالت کی افادیت ہے کہ اس

کی وضاحت کرنا اس ایوان کے وقت کی توضیع ہوگی۔ اس لیے میں اس کٹوتی کی تحریک کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس کٹوتی کی تحریک کو در خور اعتنا نہ سمجھا جائے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم جو 11 لاکھ 5 ہزار 230 روپے کی کل رقم بسلسلہ عدالت ہائے خفیفہ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے اور جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں گے۔

(تحریک بااتفاق رائے نامنظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 11

"اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم جو 16 کروڑ 34 لاکھ 55 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے جو خلاف وہ ناں کہیں گے"

(تحریک با اتفاق رائے منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 12

وزیر خزانہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ---

"ایک رقم جو 21 کروڑ 59 لاکھ 4 ہزار 4 سو سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جو 1991 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی کہ---

"ایک رقم جو 21 کروڑ 59 لاکھ 4 ہزار 4 سو سے متجاوز نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے تو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ

جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے"

سید ذاکر حسین شاہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔

"21 کروڑ 59 لاکھ 4 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ جیل خانہ جات اور سزا یافتگان کی بستیاں کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔ جس مسئلہ کو زیر بحث لانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ جیل خانہ جات کی حالت بہتر بنانا نیز مناسب منصوبہ بندی میں حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے"

جناب چیئرمین، جناب شاہ صاحب! آپ اس پہ بات کریں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی تک قانون جیل خانہ جات 1894ء کے تحت جیل کے معاملات چل رہے ہیں۔ یہ جیل خانہ جات کا قانون عصر جدید کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے۔ میرا سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ قانون جیل خانہ جات پر از سر نو نظر ثانی کی جائے اس کی اصلاح کی جائے اور اس کو عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔ ہم بھی جب بحالی جمہوریت کے سلسلہ میں جیل میں تھے' یہ میں اپنا مشاہدہ آپ کو بتا رہا ہوں' وہاں جیل کے اندر غریب قیدیوں کو جن کی کوئی سفارش نہیں ہوتی' جو رشوت نہیں دے سکتے' جن کی کوئی پہنچ نہیں ہوتی ان کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور بڑے بڑے مگرمچھ ہیروئن فروش' سمگلر' ڈاکو چور اور لٹیرے جب جیل میں جاتے ہیں تو یقین جانیں' جب میں جیل میں تھا تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے جیل کے اندر وی سی آر اور رنگین ٹیلی ویژن رکھے ہوئے تھے اور ان کے لیے باٹی گوشت شہر سے آتا تھا۔ جیل کا عملہ بھی کھاتا تھا اور وہ بھی کھاتے تھے۔ نہ ان سے کوئی مشقت نہ کوئی تکلیف اور نہ ان کو تنگ کیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس کوئی قسمت کا مارا ہوا خواہ بےگناہ ہی جیل میں پہنچ جائے تو اس کے ساتھ انتہائی تشدد کیا جاتا ہے۔ جناب والا! آج کے دور میں کسی مقید انسان کو جیل میں بیڑیاں پہنانا انتہائی انسانیت سوز سلوک ہے۔ جناب سپیکر! آج کے دور میں دنیا کے کسی ملک میں بھی قیدیوں کو بیڑیاں نہیں پہنائی جاتی ہیں۔ یہ تو دور غلامی کی یادگار ہے۔ اور پھر اس کا جیل حکام کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات اس لیے کسی آدمی کو بیڑیاں لگا دی جاتی ہیں کہ بعد میں اس کے لواحقین پہنچتے ہیں اور ان سے پیسہ لے کر بیڑیاں اتار دی جاتی ہیں۔ اگر کوئی خطرناک قیدی ہے تو اس کو جیل کے اندر

کسی کمرے میں بند کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیڑیاں پہنانے کا سلسلہ انسانیت کے خلاف ہے۔ جیل کے اندر پانچ پانچ کلو وزن کی بیڑیاں پہنانے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ میں آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا واقعہ بتاتا ہوں کہ ایک سیاسی قیدی کو جیل کے اندر بیڑیاں پہنائی گئیں اور یہ تین سال تک پہنائی گئیں اور اس کی پنڈلیوں کا گوشت پانچ کلو وزنی بیڑیوں کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا۔ اس کی سفارش نہیں تھی اس لیے اس کی بیڑی نہ اتاری گئی۔ میری یہ تجویز ہے کہ جیل میں یہ بیڑیاں پہنانے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ اور جیل میں مشقت کرانے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ اگر ایک غریب آدمی سے غلطی ہو جائے۔

جناب محمد اصغر کوریجہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جو کچھ فرما رہے ہیں۔ ایک طرف تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ قیدیوں کو جیل میں آسائش مہیا کی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف وہ یہ فرما رہے ہیں کہ قیدیوں پر ظلم نہ کیا جائے۔ اور یہ جو کچھ میرے دوست فرما رہے ہیں' میں نے بھی جیلوں کا دورہ کیا ہے۔ غالباً یہ بھول رہے ہیں۔ یہ پیپلز پارٹی کے وقت کی بات کر رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! جیل میں قیدیوں پر اور حوالاتیوں پر بے پناہ تشدد ہوتا ہے۔ جیل کے جو نچلے اہلکار ہیں وہ اتنی بری طرح ان کو مارتے ہیں اور اس طرح ظلم کرتے ہیں جیسے خرکار کسی بیگار میں پکڑے ہوئے شخص پر ظلم کرتا ہے۔ اس تشدد کا اتنا توہین آمیز مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ ان کو ننگا کر کے مارا جاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا ہے۔ اور وہ اتنا شدید کوڑا ہے جو جیل کے اندر استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ جب وہ کوڑا کسی قیدی کے ننگے جسم پر مارا جاتا ہے تو اس کے لہو کے فوارے بڑی دور تک جاتے ہیں۔ جناب والا یہ کون سی سزا ہے' عدالت جو اس کو سزا دیتی ہے کیا وہ ناکافی ہے' یہ جیل کے اندر دہری سزا کا سلسلہ ہے' یہ جیل کے اندر قیدیوں پر دوہری سزا اور یہ تشدد کی بالکل اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ اور اس کا حکام بالا کو سخت نوٹس لینا چاہیے۔ جناب والا ایک اور جو تکلیف دہ بات ہے وہ یہ ہے کہ جیلوں کے اندر ہیروئین بک رہی ہے' جیلوں کے اندر شراب بک رہی ہے' اور جیلوں کے اندر جوا ہو رہا ہے' وہاں پر یہ جتنے بھی قمار بازی کے اڈے ہیں' ایک دفعہ میں نے ایک قیدی کو سزائے موت کی کوٹھری میں ہیروئن بیچتے ہوئے دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم تو موت کے دہانے پر کھڑے ہو اور یہ وقت تو توبہ کا ہے' اس نے کہا جناب میں کیا کروں' مجھ سے تو

فلاں سپرنٹنڈنٹ جیل کہتا ہے کہ ادھر تو بالکل الگ تھلگ جگہ ہے تم بیچو' اور میں تو اس کو پیسہ دیتا ہوں' اور اس کے بدلے میں وہ مجھے تھوڑی بہت سہولت دے دیتا ہے۔ جناب والا ہیروئن منشیات فروشی' قمار بازی جیل کے اندر' اس سے زیادہ اس ملک کی بدقسمتی اور کیا ہوسکتی ہے کہ جیل کے حکام خود وہاں پر جیل کے اندر قیدیوں کے ذریعے سے منشیات فروشی اور قمار بازی کا کام کرتے ہیں۔ جناب والا! اس بات کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور ان جیل کے حکام اور جیل کے کارندوں کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے جو جیل کے اندر قوانین کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ میاں شہباز صاحب کہتے ہیں کہ میں حقائق سے دور ہوں' یقین جانیں یہ جو بات سنی سنائی کرتے ہیں میں وکیل ہوں he says no evidence میں اپنے مشاہدات کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب آپ جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں آپ دل کھول کر بات کریں یہاں پر آپ پر کوئی پابندی نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: کیا بات ہے جناب والا! ہمارے معاشرے کی ایک اور طبقاتی جھلک جیل میں بھی دیکھیں گے۔ کہ جو امیر آدمی ہوتا ہے' سرمایہ دار ہوتا ہے' جاگیردار ہوتا ہے وہ چاہے دس قتل کر کے اندر جائے' خواہ وہ کسی کیس میں بھی اندر جائے اس کو "بی" کلاس دی جاتی ہے' اور بحالی جمہوریت کے سلسلے میں' انسانی حقوق کی بحالی کے سلسلے میں' شہری آبادیوں کی بحالی کے سلسلے میں اگر کوئی سیاسی قیدی جب جیل میں جاتا ہے تو اس کو جناب والا "سی" کلاس میں رکھا جاتا ہے۔ جناب والا یہ کلاس "بی" صرف سیاسی قیدیوں کے لیے ہونی چاہیے۔ اگر کوئی بھی شخص کسی اخلاقی جرم کے تحت جیل میں جائے اس کو "بی" کلاس نہ دی جائے خواہ وہ کتنا ہی امیر ہو خواہ اس کا معاشرے میں کتنا ہی مقام ہو۔ جناب والا! ایک اور بات کہ ہمارے ملک میں جرم تو ایک شخص کرتا ہے لیکن سزا اس کے سارے خاندان کو ملتی ہے۔ جب کوئی شخص سزا پا کر جیل میں چلا جاتا ہے تو اس کے بیوی بچوں کو بھی اس کے ساتھ سزا بھگتنا پڑتی ہے' حالانکہ وہ جرم نہ تو اس کی بیوی نے کیا ہے نہ اس کے بچوں نے کیا ہے یہ تو صرف اسی نے کیا ہے' جناب والا! یہ میری تجویز ہے کہ اگر جیل کے اندر کوئی قیدی شادی شدہ ہے اگر اس کی سزا چھ مہینے سے زیادہ ہے تو مہینے میں ایک بار اس کی بیوی کو جیل میں اس کے ساتھ دو تین دن گزارنے کی اجازت دی جائے' اس کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل آف

پاکستان نے سفارش بھی کی ہے حکومت پنجاب کو اور دیگر صوبائی حکومتوں کو کہ اس شادی شدہ قیدی شوہر کی بیوی کو اپنے شوہر کے ساتھ ہر ایک مہینے کے بعد جیل میں دو تین دن گزارنے کی اجازت دی جائے' اور اس سلسلے میں جیل کے اندر فیملی کوارٹرز تعمیر کیے جائیں۔ اور جناب والا! اگر عورت جیل میں ہو تو اس کے خاوند کو اس سے ملنے کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! ایک اور بات کہ قیدیوں سے جیل کے اندر جو کام لیا جاتا ہے' جیل کے اندر کارخانے ہیں' قیدی کام کرتے ہیں اور ان سے ---(قطع کلامیاں)۔

جناب چیئرمین: میں معزز اراکین سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ شاہ صاحب کی تقریر ذرا غور سے سنیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! جیل کے اندر قیدیوں سے جو کام لیا جاتا ہے اس کی پوری اجرت نہیں دی جاتی' جیل کے اندر کارخانے ہیں' سارا دن قیدی کام کرتے ہیں' جناب والا ان کو پوری پوری اجرت دی جائے تاکہ اس کے بیوی بچے جو باہر ہیں اس سے ان کی کفالت ہو سکے۔ اور جناب والا جیلوں میں قیدیوں کو جو خوراک دی جاتی ہے وہ انتہائی ناقص ہے اور جو روٹی کا وزن ہوتا ہے وہ بھی کم ہے اور جناب سپیکر جو اس کو جیل مینول کے تحت سہولتیں ہیں وہ بھی اس کو نہیں دی جاتیں' اور بعض سپرنٹنڈنٹ جیل اور اس کا عملہ جو ہے وہ قیدیوں کا مال کھانے سے بھی نہیں ڈرتے' ان میں خدا کا خوف ہی نہیں ہے۔ پہلے تو جو ان کو جیل مینول کے تحت خوراک دی جاتی ہے وہ بھی ناکافی ہے اور ناقص ہے جناب والا قیدیوں کو پوری غذا دی جائے اور وہ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق دی جائے۔ جناب سپیکر! جیل کے اندر ماحول انتہائی گندہ ہے' قیدیوں کی صحت کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ جناب والا! ایک ایک بیرک میں تین تین سو آدمیوں کے لیے ایک لیٹرین ہے' اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو نہ وہاں طہارت کا انتظام ہے نہ کوئی غسل کا بندوبست ہے' طہارت' غسل اور طبی سہولتیں جیل میں قیدیوں کو فراہم کی جائیں۔ جناب والا! عام قیدیوں کو عادی مجرموں سے الگ تھلگ رکھا جائے' اور جیل کے اندر سیاسی قیدیوں کے لیے جناب والا الگ بیرکس ہونی چاہییں۔ لیکن جناب والا! دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ سیاسی قیدیوں اور عام قیدیوں کو جیل میں ایک ساتھ رکھا جاتا ہے جس سے ان پر بڑے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آخر میں میری جناب سے گزارش ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کے اخلاق کو سنوارنے کے لیے ان کی تربیت کرنے کے لیے ایسے اقدامات کیے جائیں کہ جب وہ جیل

سے باہر آئیں تو وہ معاشرے کے مفید شہری ثابت ہوسکیں' اور وہ عادی مجرم نہ بن جائیں۔ میں ان معروضات کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ میری کٹوتی کی جو تحریک ہے اس کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب فضل حسین راہی--- جناب قربان علی چوہان صاحب--- جناب چودھری وصی ظفر صاحب--- آپ کا کوئی ممبر بولنا نہیں چاہتا۔ it will be taken of a drawn اب سوال یہ ہے کہ۔

"21 کروڑ' 59 لاکھ 4 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے کہ---

"ایک رقم جو 21 کروڑ' 59 لاکھ' 4 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا---"

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر سر-- سر میں نے اس پر حکومت کی طرف سے جواب دینا تھا آپ نے اس کو براہ راست ہی put کرنا شروع کر دیا۔

جناب چیئرمین: ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے---(ایوان کی آواز---ہاں) اور جو اس کے خلاف ہیں وہ ناں کہیں گے۔ (--خاموشی--) تو میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے' مطالبہ زر منظور ہوا۔

مطالبہ زر نمبر 13

جناب چیئرمین: فنانس منسٹر' مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ--

"ایک رقم جو 2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔

" ایک رقم جو 2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

سید ذاکر حسین شاہ: میں مخالفت کرتا ہوں

جناب چیئرمین، سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔

"دو ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے، مطالبہ میں مضمر حکمت عملی نیز مطالبہ میں مذکور انتظامیہ کے ضمن میں ہونے والے پُر ضیاع اخراجات اور پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے میں حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔

" 2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں سر۔

جناب چیئرمین، شاہ نواز چیمہ صاحب۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔

"2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے، مطالبہ میں مضمر حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے۔ نیز اخراجات کے بارے میں حکمت عملی مرتب کی جائے۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔

"2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اسلم گورداسپوری صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 117(2) کو آپ ملاحظہ فرمائیں۔ اس پر ڈبیٹ اسی ترتیب سے ہوگی، جس ترتیب سے یہ کٹ موشنز پیش کی گئی ہیں۔ آپ قواعد کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، ڈبیٹ اسی طریقے سے ہوگی جس طریقے سے آپ نے موشنز پیش کی ہیں۔ جناب اسلم گورداسپوری صاحب

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔

"2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔

"2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اس میں محمد خان جسپال بھی ہیں۔ بنگش صاحب! آپ کا نام بھی اس میں ہے۔ میاں اظہر حسن ڈار صاحب۔

میاں اظہر حسین ڈار، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔

"2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔

"2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد پولیس میں بیس ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔"

وزیر قانون، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، چودھری محمد وصی ظفر صاحب۔۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس تحریک کا تعلق وزارت داخلہ سے ہے۔ وزیر داخلہ کو اس تحریک کے بارے میں تقریر کرنی چاہیے' نہ کہ وزیر قانون کو۔ اور پنجاب کے وزیر داخلہ' جناب نواز شریف صاحب ہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری محمد وصی ظفر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ یہ واپس متصور ہوگی۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش، جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز کے تحت اس تحریک کا جواب وزیر داخلہ کو دینا چاہیے۔ وزیراعلیٰ وزیر داخلہ ہے۔ وہ اس وقت غیرموجود ہیں۔ اور وزیر قانون کا یہ استحقاق نہیں ہے کہ وہ اس تحریک پر بولیں۔

جناب سپیکر، ان کی غیرموجودگی میں کوئی منسٹر متعلقہ بات کر سکتا ہے۔ جو تقریر کریں گے ان کا نام میں پکاروں گا۔ سید ذاکر حسین شاہ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر مختصراً ہمارا پولیس نظام بے پناہ خرابیوں کا حامل ہے۔ سنا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں پولیس کمشنریٹ سسٹم متعارف کرانے کی تجویز زیر غور ہے۔ جناب سپیکر یہاں آپ چاہیں پولیس کمشنریٹ لے آئیں خواہ کوئی اور نظام لے آئیں۔ جب تک پولیس ملازمین کی کردار سازی پر توجہ نہیں دی جائے گی۔ جب تک پولیس میں تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر نہیں ہوں گی جب تک پولیس ملازمین کی اخلاقی اور تادیبی تربیت نہیں کی جائے گی۔ آج آپ کوئی بھی پولیس نظام لے

آئیں پولیس والے خود مختار بن جائیں گے پھر تو ان کی جواب دہی کا تھوڑا بہت جو تصور ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر ملک میں پولیس راج ہو جائے گا۔ یہاں پولیس کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ سے میں گزارش کروں گا کہ آپ دو دو منٹ لیں۔ کیونکہ ایک بجے کٹ موشنز پر guillotine شروع ہو جائے گی۔ آپ سے استدعا ہے کہ دو دو منٹ میں اپنی تقریر ختم کر لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، شکریہ جناب والا! جب سے پاکستان بنا ہے۔ پولیس ملازمین کی کردار سازی پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ آج پولیس سسٹم کا یہ عالم ہے ایک تھانیدار دوسرے تھانیدار کو قتل کر رہا ہے۔ ایک اہلکار دوسرے اہلکار کے خلاف برسرپیکار ہے۔ وہ پولیس جس کے اہلکار ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ وہ عام شہریوں کے جان و مال کی کیسے حفاظت کر سکتے ہیں۔ آج ہمارے تھانوں میں پولیس رولز کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں وہاں حوالاتیوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔ پولیس تشدد سے متعدد شہری تھانوں میں جاں بحق ہو چکے ہیں لیکن آج تک تشدد کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور کسی پولیس ملازم کو سزا نہیں مل سکی جس کا نتیجہ یہ نکلا آج پولیس والے جسے چاہتے ہیں پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ اور تھانے میں تشدد کرتے ہیں۔ اگر وہ مر بھی جائے تو پولیس والوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اور وہاں سے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ میری آخر میں یہ تجویز ہے۔ پولیس نظام میں جتنی خرابیاں ہیں اس کا بنیادی سبب سیاسی مداخلت ہے۔ پولیس کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور پھر پولیس والے اپنی مرضی کرتے ہیں۔ راولپنڈی میں ایس پی سٹی ذوالفقار چیمہ نے پنڈی شہر کے سب سے بڑے جوئے خانے پر چھاپہ مارا اور اتنے بڑے جوئے باز کو پکڑا جس کو پکڑنے کی کسی کو جرأت نہیں تھی۔ اور میں نے اسی دن یہ پیشگوئی کی کہ اس ایس پی کو انعام دینے کی بجائے اس کو تبدیل کر دیا جائے گا اور ایک آئی جے آئی کے ایم این اے کی سفارش پر تیسرے دن ایس پی ذوالفقار چیمہ کا راولپنڈی سے لاہور تبادلہ کر دیا گیا۔ اگر جوئے بازوں کے کہنے پر اور گناہ گاروں کے کہنے پر فحاشی اور عریانی کے اڈے چلانے والوں کے کہنے پر ایس پی سٹی کا تبادلہ کر دیا جائے۔ تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ نظام کیسے چل سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، شاہ نواز چیمہ صاحب آپ کو صرف دو منٹ دیے جاتے ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ۔(پنجابی) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ پولیس کا جتنا نظام ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر ایک ضلع کا حاکم پولیس افسر دیانت دار ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں جرائم ہوں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر تھانے میں جب کوئی آدمی report لکھوانے یا کیس درج کروانے یا جب کوئی قتل ہو جاتا ہے۔۔۔ مشیر میرے پاس آ کر باتیں کرتے ہیں کہ کوئی تقریر کرنی ہے یا کبڈی کھیلنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، تقریر کر رہے ہیں یا کبڈی کھیل رہے ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر یہ میرے پاس اس لیے بیٹھ گئے ہیں۔ میں باتیں نہ بتاؤں (قطع کلامیاں) بد بخت ہے وہ قوم جس میں ایسے لوگ شامل ہیں یہ جو پنجاب اسمبلی کے مشیر ہیں یہ آ کر یہاں بیٹھ گئے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ ہے؟ یہ کوئی بات ہے؟

جناب سپیکر، ظفر صاحب آپ ان کو تقریر کرنے دیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! یہ پڑھے لکھے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس پڑھائی سے تو نہ پڑھنا اچھا ہے۔ یہ پروفیسر آدمی ہیں یہ ان کا طریقہ ہے۔ جناب سپیکر میں یہ بات کہتا ہوں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔ راجہ خالد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد خالد، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی شاہ نواز چیمہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گا وہ ہر بات میں گورنر صاحب کا حوالہ دیا کرتے ہیں۔ ان کی اجازت کا تذکرہ فرمایا کرتے ہیں۔ کیا وہ آج بھی ان کی اجازت لے کر بول رہے ہیں یا بغیر اجازت بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے اپنی تقریر ختم کریں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ،(پنجابی) جناب سپیکر! میں نے تو ابھی شروع ہی نہیں کیا ختم کیا کروں۔ جناب سپیکر! جب کوئی قتل ہو جاتا ہے لاش موقع پر پڑی ہوتی ہے اور پولیس والے پوچھتے ہیں کہ کیا اس کا پرچہ درج کروانا ہے۔ اگر کروانا ہے تو بتائیں کتنے پیسے دیں گے۔ جناب والا! پولیس والے ہر معاملے میں پیسے طلب کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ پولیس کی اصلاح کرنی چاہیے اور اصلاح کس طرح کی جائے۔ جو پیسہ ان کے لیے رکھا گیا ہے

بالکل نہ رکھا جائے۔ بلکہ ان پر ٹیکس لگایا جائے۔ پولیس والے تو رضاکارانہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تو بسوں اور تانگوں والوں سے پیسے لے لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمود الحسن ڈار، جناب والا! ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ ترتیب وار ہم آپ کو بلوائیں گے۔ شاہ نواز پیرہ صاحب جس ترتیب پر آئے ہیں میرا ان کے بعد نام آتا ہے۔ آپ جناب دیکھیں تو سہی۔

جناب چیئرمین، آپ کا نام اسلم گورداسپوری صاحب کے بعد آرہا ہے۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! پولیس کو اس وقت تک مثبت کام کرنے پر تیار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی بڑی رقم دینے سے پولیس سے محکمے کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

چودھری عبدالوکیل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! کسی بڑے سرمائے سے پولیس کے محکمے کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب کہ حکمران خود اس کے عمل میں مداخلت کرتے ہوں۔ اور اس کے جرائم پر پردہ ڈالتے ہوں۔ جناب سپیکر! اسلام پورہ کرشن نگر میں کسی دہشت گرد نے ایک ہی دن میں دن دہاڑے بغیر کسی واقعہ کے گولی چلائی اور وہاں ایک بے گناہ شخص کو قتل کر دیا گیا۔ دوسرے دن ہی میاں شہباز شریف صاحب کا اخبار میں بیان آ گیا کہ یہ سندھ کے ڈاکوؤں نے دہشت گردی کی جب کہ دوسرے دن ہی--- جناب سپیکر ہاؤس کو آرڈر میں کیا جائے۔

جناب چیئرمین، میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ آپ براہ کرم ان کی بات سنیں وہ بڑی اچھی بات کر رہے ہیں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ دوسرے دن ہمارے معزز رکن میاں صاحب نے بیان دیا کہ یہ کارنامہ سندھ کے ڈاکوؤں کا ہے۔ اور تیسرے دن وہی کارنامہ ثابت ہوا کہ میاں صاحب کے ہی دوستوں کے دو گروہ آپس میں ٹکرائے جس کے نتیجے میں ایک بے گناہ کو قتل کر دیا گیا۔

میاں محمد شہباز شریف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! میں آپ کو گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ میں نے کرشن نگر کے واقعہ کے بارے میں کوئی ایسی سٹیٹمینٹ نہیں دی کہ وہ سندھ کے ڈاکو تھے۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ایسی بات نہ کریں۔ یہ میں ریکارڈ سے ثابت کر سکتا ہوں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میاں صاحب کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ان کے ساتھ منسلک کیا جا رہا ہے چلو چھوڑ دیجئے۔ کل ہی کی بات لیجیے۔ ایک ہجارو جیپ یہاں جوئے میں ہاری گئی۔ تمام رات ریسٹ ہاؤس میں جوا ہوا صبح جوئے میں جیتی ہوئی جیپ کو جب انہوں نے لے جانا چاہا تو پیچھا کیا گیا دھرمپورہ سے مستی گیٹ تک اور وہاں جا کر دو انسانوں کا قتل کیا گیا۔ قتل کرنے کے بعد ان پر یہ ثابت کیا گیا کہ یہ slef defence میں مارے گئے۔ اور وہ بھی میاں صاحب کا بیان تھا۔ انہوں نے بیان دیا کہ ڈاکو سندھ کا نکلا ہے۔ جناب والا! بات میاں صاحب کی دل آزاری کی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، میاں صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر آپ بولنا چاہتے ہیں یا ورک صاحب بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری خالد جاوید ورک، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ورک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

چودھری خالد جاوید ورک، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی سے عرض کرتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ساری رات دھرمپورہ ریسٹ ہاؤس میں جوا ہوا۔ اور صبح وہ ڈرامہ جو دھرمپورہ ریسٹ ہاؤس سے شروع ہوا اور مستی گیٹ تک گیا تو میں اپنے بھائی سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ یہ بات ثابت کر دیں کہ واقعی دھرمپورہ ریسٹ ہاؤس میں جوا ہوا ہے تو میں اپنی سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! اس میں معزز رکن کے استعفیٰ کی بات کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میرا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک جیپ کو قبضے میں لینے کی غرض سے پیچھا کیا گیا اور دھرمپورہ سے لے کر مستی گیٹ تک ان کے پیچھے گئے اور مستی گیٹ میں جا کر دو آدمی قتل ہوئے۔ اب یہ

بتائیے کہ اگر میاں شہباز شریف صاحب ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ کوئی شخص سندھ کا تھا' قاتل تھا' ڈاکو تھا کیا یہاں قانون موجود نہیں؟

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! میں point of personal explanation پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔ میاں شہباز شریف صاحب point of personal explanation پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ معزز رکن نے پہلی بات تو غلط کی جو انہوں نے تسلیم کر لی۔ جہاں تک اس دوسرے واقعہ کا تعلق ہے اخبارات میں میرا بیان چھپا ہے کہ ان سے ایک سندھی اس واقعہ میں مرا ہے اور یہ بات ریکارڈ سے ثابت ہے۔ اس کے شناختی کارڈ کا بھی اخبارات میں تذکرہ آیا۔ اس حد تک تو میرا بیان اخبارات میں ضرور آیا اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ رہا اس واقعہ کے باقی محرکات کا تعلق تو پولیس اس کی investigation کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکومت کا یہ فرض ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اس واقعہ کو بھی اس طریقے سے اس انداز سے نمٹایا جائے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی پریشانی بالکل بے سود ثابت ہو گی۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! میں میاں صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ کہ ان کی ذات کو ایسے معاملات میں ملوث نہیں کرنا چاہیے۔ میرا مقصد یہ ہے میاں صاحب! کہ جب آپ کا نام اس میں لایا گیا تھا تو میاں صاحب کو اسی وقت احتجاج کرنا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ یہ بہت خطرناک بات تھی۔ کسی شہری کو ڈاکو کہہ کر قتل نہیں کر سکتے۔ کسی کو سندھ کا کہہ کر آپ یہاں گولیاں نہیں مار سکتے اگر آپ کو یہاں پنجاب میں انصاف چاہیے تو آپ اسے پکڑ کر عدالت میں لے جائیں۔ جناب سپیکر! عدالتیں کس لیے ہیں۔ آپ کس طرح اپنا دفاع کرتے ہیں۔ کیا پولیس سیلف ڈیفینس ثابت کر سکتی ہے؟ کیا قاتل پکڑے گئے؟ جناب سپیکر! جس ملک میں دو آدمیوں کے قاتلوں کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے کہ انہوں نے اپنے دفاع میں آدمی مارے ہیں' اور فیصلہ دفاع کا کون کرتا ہے؟ self defence determine کون کر رہی ہے؟ پولیس کر رہی ہے۔ بندہ نواز! پولیس کا کوئی تعلق نہیں کہ وہ self defence کو determine کرے۔ یہ عدالت کا کام ہے۔ یہ عدالت میں جا کر ہوگا کہ اس شخص نے اپنے دفاع میں قتل کیے ہیں یا عمداً قتل کیا ہے۔ کون سی پولیس کو اختیار حاصل ہے کہ وہ یہ دفاع کا معاملہ اپنے آپ

determine کرے۔ یہ ہے میرا پوائنٹ آف آرڈر۔ کہ وہ قتل ہیں۔ اور جو قاتل ہے اس کو پکڑا جائے۔ ان کے ساتھ جو بھی ملوث ہے اسے گرفتار کیا جائے اور اس کی انکوائری کی جائے۔ جناب! ٹائم کم ہے۔ میں چاہتا ہوں کو سب کو ٹائم ملے۔ بہت شکریہ۔ مہربانی۔

چودھری خالد جاوید ورک: جناب سپیکر! میں پرسنل ایکسپلینیشن پر بولنا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ریونیو منسٹر صاحب آپ اس پر کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی): جناب والا! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے یہ احساس ہے کہ ایک بجے Guillotine شروع ہوگی۔ معزز رکن الزام تراشی سے کام لے رہے ہیں۔ اور وہ کیس زیر تفتیش ہے۔ جو دو لوگ مارے گئے ہیں ان میں سے ایک پنڈی سے تعلق رکھتا ہے اور ایک سندھ سے تعلق رکھتا ہے اور شہباز صاحب کا بیان بالکل صحیح تھا۔ ہم نے سندھ سے ان کے لواحقین کو identify کیا ہے (قطع کلامی) آپ کس قانون کی بات کر رہے ہیں۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لودھی صاحب! اب ایک بج گیا ہے۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی): sorry Sir۔ ایس پی کرائمز ڈسٹرکٹ لاہور اس کی تفتیش کر رہے ہیں۔ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ ہم انصاف کریں گے۔ میں اپنے دوست کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تفتیش میں آئیں اور ہمیں ثابت کر کے دکھائیں کہ ان میں سے کوئی آدمی کوئی جوئے کا کھیل کھیل رہا تھا یا اس کو غلط مارا ہے۔ اگر وہ پراپرٹی لے کر جا رہا تھا تو اس کی قانون اجازت دیتا ہے۔ اس ملک کے قانون میں اجازت ہے کہ اگر کسی کی زبردستی پراپرٹی چھینی جائے تو اس کو self protection کا حق حاصل ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب اب تو ایک بج گیا ہے اور ایک بجے Guillotine اپلائی ہوتی ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! میں نے اسی موضوع پر بات کرنی ہے آپ مجھے صرف دو منٹ عنایت فرما دیں۔

جناب سپیکر، آپ دو منٹ کس پر بات کریں گے۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا میں نے اسی مطالبہ زر پر کٹ موشن دی ہے اور اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں لہٰذا آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب میں سمجھتا ہوں کہ ایک بجے Guillotine apply ہونی ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! دو منٹ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جناب والا! دو منٹ کے لیے میں یہ گزارش کرنے لگا تھا۔۔۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ بھی یہی بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: نہیں جناب۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ ڈاکٹر بنگش صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ جی ڈار صاحب۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنے لگا تھا کہ حکومت پنجاب نے اس مطالبہ زر میں پولیس کی حمایت میں اربوں روپیہ رکھا ہے لیکن جناب والا یہ جس مقصد کے لیے رکھا ہے وہ مقصد تو پورا نہیں ہوتا پچھلے سال بھی اربوں روپیہ تھا لیکن اسی طرح دہشت گردی، چوریاں، ڈکیتیاں اور قتل و غارت ہوتی رہی اور آج بھی اسی طرح ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پولیس کی جو بھرتی ہوتی ہے وہ میرٹ پر نہیں ہوتی اور وہ لوگ پولیس میں آ جاتے ہیں جو بالکل اس قابل نہیں ہوتے اور پھر جناب والا ان ہی لوگوں کو ترقی ملتی ہے کیونکہ ان کی سفارش ہوتی ہے۔ جناب والا! جو پولیس والے کچھ کام کرتے ہیں اور ملزموں کو پکڑتے ہیں یا ڈکیتوں کو پکڑتے ہیں ان لوگوں کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ ان کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب پولیس میں اس طرح کی جو بھرتی کی جاتی ہے اسے بند کریں لوگوں کو میرٹ سسٹم پر لائیں اور میرٹ سسٹم میں ہی پولیس کی اچھی بھرتی ہو سکتی ہے اور جس طرح پنجاب کے وزیراعلیٰ گوجرانوالا میں گئے تھے انہوں نے وہاں پر خود کہا تھا کہ گوجرانوالا کی پولیس corrupt ہے اور جس وقت سے یہ لوگ یہاں پر آئے ہیں اسی وقت سے یہاں پر دھاندلی شروع ہوئی ہے اور جناب والا گوجرانوالا میں افیون، ہیروئن، کلاشنکوف، غنڈہ گردی، قتل و غارت، رسہ گیری، چوری ڈکیتی اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ وزیراعلیٰ

صاحب کو وہاں پر مجبوراً آنا پڑا اور کہنا پڑا کہ گوجرانوالا کے تمام تھانے سودے بازی کرتے ہیں غلط رپورٹیں کرتے ہیں غلط پرچے درج کرتے ہیں اور غلط آدمیوں کو پکڑتے ہیں اس پر انہوں نے کچھ ایکشن بھی لیے جناب والا میں آپ سے ہی گزارش کروں گا کہ وقت کی کمی کے باوجود بھی اس کمیٹی کو پاس کریں اور یہ روپیہ تعلیم پر لگا دیں یا ڈویلپمنٹ پر لگا دیں یا پھر کسی اور طریقے سے اس کو خرچ کریں۔ جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر کوئی صحافی پولیس کے خلاف خبر لگا دے تو پولیس والے ان کو بھی مارتے ہیں اور وہاں پر سرعام صحافیوں کو مارا گیا اور پیٹا گیا کہ تم ایسی خبر کیوں لگاتے ہو وہاں پر ملک اکرم مشرق اخبار کا نمائندہ تھا اس کو اسی لیے مروایا گیا کہ اس نے ایک ڈکیتی کی خبر لگا دی تھی اور جناب والا! یہ پولیس والے صحافیوں کے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ تو جناب والا میں یہی کہوں گا کہ میرٹ سسٹم پر پولیس کو بھرتی کیا جائے اور جو افسران صحیح کام کرتے ہیں ان کو ترقی دی جائے اور جو غلط کام کرتے ہیں ان کو سزا دی جائے۔ شکریہ جناب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر بنگش صاحب' آپ کا اس میں کیا مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! اس مطالبہ زر پر میری بھی کٹ موشن ہے۔

جناب سپیکر: تو جسپال صاحب آپ کی ابھی اس پر بات کرنا باقی رہتی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جی جناب والا۔

جناب سپیکر: صرف آپ دونوں صاحبان اسی کٹ موشن میں رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جی۔ جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ ہمیں دو' دو منٹ دے دیجیے۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب والا! اس میں میرا بھی نام ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کا اس میں نام نہیں ہے اظہر الحسن ڈار صاحب کا نام ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب والا! اس میں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس میں آپ کا نام ہے۔ لیکن اس میں میں یہ کہوں گا کہ میاں اظہر حسن ڈار

صاحب نے بات کر لی ہے تو آپ کی اور ان کی بات ایک ہی ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار، نہیں۔ جناب والا! انہوں نے اپنے علاقے کی بات کی ہے اور میں نے اپنے علاقے کی بات کرنی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میری تقریر کو پھر ان کے نام پر چھاپ دیں۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس وقت جو صورت حال ہے۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں ان سے پہلے کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ ذرا بات تو سنیں۔ میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں آپ دو منٹ کے بعد بات کر لیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ کیسے ہو سکتا ہے میں تو ان سے پہلے کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، میں نے ان کو فلور دے دیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، کیا یہ بات آپ کو بچتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں تو اس عوام کا پیکر ہوں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کو فلور دے چکا ہوں۔(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! فاضل ممبر آپ کے بار بار کہنے کے باوجود نہیں بیٹھ رہے۔ کیا اس کا کوئی علاج ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت کٹوتی پر بحث ہے۔ اب ایک بج چکا ہے اور جناب والا اسمبلی کی جو sense ہے وہ آپ gather کریں۔ تو جناب والا! رول 18 کے تحت question now be put تو جناب والا! اس مرحلہ پر Guillotine apply ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے اس پر ووٹنگ کرانی ہے اس لیے جناب والا اب وقت نہیں رہ گیا ہے اور اسمبلی کی sense بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر، جی میں اسمبلی کی sense حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

تو اس میں اب ایک میاں محمود الحسن ڈار صاحب، ایک جسپال صاحب اور ایک ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب رہ گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور تو کوئی نہیں رہ گیا۔

چودھری غلام قادر: جناب والا! اس میں میرا بھی نام ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ کا نام کہاں ہے؟ آپ کا نام تو اس میں نہیں ہے۔

چودھری غلام قادر: جناب والا! اس میں میرا نام ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو آپ بھی بات کرنا چاہیں گے۔

چودھری غلام قادر: تو ٹھیک ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آج تیسرے روز سے اس انتظار میں تھا کہ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق اور دیگر consensus کے مطابق صرف ایک کٹ موشن پر اپنا نام دیا ہے گو کہ اس دفعہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں نے اس مرتبہ صرف ایک کٹ موشن پر اپنا نام دیا ہے اور وہ ہے تعلیم۔ اور جناب والا یہ قوموں اور ملکوں کے لیے اتنا اہم مسئلہ ہے اسی لیے صرف اس پر میں نے نوٹس دیا ہے اور آج میں تیسرے دن سے انتظار میں ہوں اور آپ کے حکم کے مطابق میں خاموشی سے بیٹھا ہوں اور اکثر ایوان میں بیٹھا ہی نہیں ہوں کیونکہ اگر میں بیٹھا ہوتا تو ممکن ہے کہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہو جاتی تو جناب والا! میں اکثر اس ایوان میں اس لیے نہیں آیا کہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو تو میری یہ استدعا ہے کہ مجھے تعلیم پر بولنے کی اجازت دی جائے خواہ اجلاس شام تک extend کرنا پڑے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر حکومت کو ضرورت ہو تو وہ اجلاس کا وقت شام تک بڑھا دے اور شام پانچ بجے تک بڑھا دے۔ حکومت ہم سے زیادہ اہم نہیں ہے کٹ موشنز پر بولنا ہمارا حق ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ کٹ موشن پر ان کی دھجیاں بکھیر دیں تو جناب والا ہم تو ان کی زلفیں بھی بکھیر نہیں سکیں گے اگر آپ نے ہمیں اجازت نہ دی۔ تو اس لیے میری استدعا ہے کہ چونکہ میرا نام صرف ایک ہی کٹوتی کی تحریک پر ہے تو مجھے اس پر بولنے کی اجازت دی جائے۔ تو جناب والا میں اس پر اصرار کروں گا ورنہ میں آئندہ کارروائی میں آنا چھوڑ دوں گا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب۔ آپ کی آخری تجویز سے تمام ایوان کو اتفاق ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اتفاق اس لیے ہے کہ میں کام کی بات کرتا ہوں۔ میں تیاری کر کے آتا ہوں جاہلوں اور نالائقوں کے لیے اس سے اچھی تجویز اور کیا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا نواب زادہ صاحب میں اس وقت آپ کی اس بات کو entertain نہیں کر سکوں گا۔

وقت کی مجبوری ہے اور جو اس کے لیے وقت مقرر ہے اس کی مجبوری ہے۔ آج کا وقت دو بجے تک ہے اور دو بجے سے زیادہ نہیں کیا جا سکتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! کیوں نہیں کیا جا سکتا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر۔ آرڈر۔ بجٹ کے روز وقت بڑھانے کی روایت میرے علم میں نہیں ہے نہ ہی وقت کو بڑھایا جا سکتا ہے نہ اس کو بڑھانے کے کوئی رولز ہیں اور نہ ہی کوئی روایت ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ جو چار صاحبان اس کٹ موشن پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ پہلے یہ چار فاضل ممبر اپنی اپنی بات کر لیں پھر اس کے بعد نواب زادہ صاحب تعلیم پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب' میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے یہ جو اس وقت کٹ موشن زیر بحث ہے اس میں میاں محمود الحسن ڈار صاحب کا نام ہے۔ جسپال صاحب ہیں چوہدری غلام قادر صاحب ہیں اور ڈاکٹر بنگش صاحب ہیں ان چاروں صاحبان کو میں دو' دو منٹ بولنے کی اجازت دیتا ہوں اور نواب زادہ صاحب سے میں کہوں گا کہ وہ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر اصرار نہ کریں۔ مجھے علم ہے کہ نوابزادہ صاحب contribute کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے۔

NAWABZADA GHANZAFR ALI GUL: I insist on it.

جناب سپیکر، چلیں آپ insist کریں لیکن میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ اس لیے کہ ہمارے پاس اس وقت ٹائم نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو محمود الحسن ڈار صاحب سے شروع کرتے ہیں۔ آپ دو' دو منٹ لیں گے۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی ارشاد فرمائیں۔

میاں محمود الحسن ڈار، (پنجابی کا ترجمہ) جناب سپیکر! جس طرح اتنی بڑی رقم 2 ارب 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار 100 روپیہ یہ پولیس کے لیے وزیر خزانہ صاحب نے رکھی ہے جس کے خلاف میں نے کٹوتی میں کہا کہ اس کی رقم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔ جناب اصل بات یہ ہے کہ اتنی بڑی رقم دینے سے پہلے ان کو تھوڑا سا اس ادارے کے متعلق سوچنا چاہیے تھا کہ ہم اس کی اصلاح کیا کریں اس ادارے کو

عوام کی خدمت کرنے کے لیے رکھیں نہ کہ ان کو حکم ران بنائیں۔ ٹھیک ہے کہ ہماری پنجاب کی حکومت کا طریق کار یہ ہے کہ پولیس کو اپنا غلام رکھ کر اور پولیس اسٹیشن مختلف اضلاع میں رکھ لیں اور اپوزیشن کو دبانے کے لیے ان کے خلاف ناجائز مقدمات درج کرائیں۔ جناب ہم یہ چاہتے ہیں کہ خاص طور پر میری یہ تجویز ہے کہ جناب ان کو ایسا کوئی انسٹی ٹیوٹ ' ایسا کوئی ادارہ بنائیں۔ جس میں ان کی اصلاح کی جائے۔ ان کو ٹریننگ دی جائے تو اس طریقے سے جیسے کہ فوج کے مختلف انسٹی ٹیوشن ہیں جہاں ان کو باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس طرح کا کوئی ایسا انسٹی ٹیوشن بنائیں یہ نہیں کہ انہوں نے سہالے میں بنایا لیکن وہاں بھی جو اپر کلاس کرنے کے لیے ٹریننگ پر جاتا ہے تو وہاں بھی سفارش ہی چلتی ہے۔ دوسرا یہ کہ جو پرانے پولیس کے ملازمین ہیں ان کو خاص طور پر یہ دیکھیں کہ ان کو کس طریقے سے انہوں نے پروان چڑھایا ہے تو ان میں ترقیاں دی ہیں۔ نئے کیڈر میں پڑھے لکھے لوگوں کو لائیں۔ یہ سفارشیں چھوڑ دیں۔ اس بجٹ میں دیکھ لیں کہ اس میں سب سے زیادہ بھرتی انہوں نے کی ہے تو پھر اے۔ایس۔آئز کی ہے۔ اس میں کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل کی بھرتی بہت کم رکھی ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کا اے۔ایس۔آئی بھرتی کرنے کا سیاسی رشوت دینے کا ایک طریقہ ہے۔ جس میں انہوں نے مختلف طریقوں سے بھرتی کیا ہے۔ وہ میرٹ پر نہیں ہیں۔ تعلیم کے لحاظ سے دیکھ لیں۔ ان کی تعلیم دیکھیں۔ جناب! اس میں جب درخواستیں مانگتے ہیں تو اس میں ایم۔اے ' ایم۔اے فرسٹ کلاس پاس بھی بے چارے اس لائن میں آتے ہیں۔ لیکن ان کی کوئی نہیں سنتا۔ اس میں جو اے۔ایس۔آئی بھرتی کیے ہیں تو میٹرک اور ایف۔اے کو بھرتی کر لیا گیا ہے۔ جناب جو سفارشی بھرتی ہو گا اس نے کبھی بھی صحیح طریقے سے ٹریننگ حاصل نہیں کرنی۔ وہ ہمیشہ جو انہوں نے ان کو طریقے بتائے ہیں۔ جو ان کی ہدایات ہیں ان پر عمل کرے گا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ پولیس کو پورا خدمت کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ محافظ بنیں ان غریبوں کے جن پر دھاندلی اور غنڈہ گردی کر کے ناجائز طریقے سے ان کو دبایا جاتا ہے۔ منشیات کو ختم کیا جائے۔ جو ہیروئن بکی بکی اور محلے محلے بکتی پھرتی ہے۔ کلاشنکوفوں کی ناجائز بھرمار ہے ان کو پکڑیں۔ جناب! میں فیصل آباد کی بات کروں گا کہ آؤ فیصل آباد میں ایک ایسا محلہ ہے جس میں آئی۔جے۔آئی کا ایم۔این۔اے رہتا ہے تو اس کے سائے تلے ' جناب جو اس وقت بڑا قد کاٹھ والا ہے جو سی۔او۔پی کی طرف سے جا کر بیٹھ کر ہماری بات چیت کرتا ہے اس کے محلے ' گورونانک پورے کا حوالہ دوں گا۔ وہ میرے حلقے کا ہے۔ جناب! وہاں جا کر دیکھ لیں کہ

گلی گلی اور محلے محلے ہیروئن بکتی ہے۔ میں اس علاقے کے افسران کو بھی کہا کہ جناب جا کر دیکھیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ لگا کر ورغلا کر ان سے قلم کر رہے ہیں۔ ہیروئن بکوا رہے ہیں۔ جناب یہ چیزیں جو میں نے بیان کی ہیں ان میں ذرا بھی کوئی ایسی غلط بیانی نہیں۔ میرے بھائی یہاں بیٹھے ہیں اور میاں شہباز شریف بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ ان شاء اللہ امید رکھوں گا کہ یہ خاص طور پر ہیروئن کو فیصل آباد سے ختم کرائیں اور کلاشنکوف کو وہاں سے برآمد بھی کرائیں اور پولیس کو صحیح عوام کی خدمت کرنے کا موقع دیں تو وہ غلام بنیں۔ یہ جو ان کو ناجائز احکامات دیتے ہیں کبھی ضمنی انتخابات میں دیتے ہیں یہ کس طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اس طرح کرنا چھوڑ دیں۔۔۔

میاں محمد شہباز شریف ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، شہباز شریف صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف ، جناب سپیکر! ڈار صاحب نے یہ بالکل ٹھیک کہا ہے کہ حکومت پنجاب پر یہ فرض ہے کہ کلاشنکوف سے معاشرے کو پاک کیا جائے۔ لیکن جناب میں اور آپ اچھی طرح سے اس بات سے واقف ہیں کہ کلاشنکوف کو آج کس نے لیگل لائز کیا ہے۔ وفاقی حکومت نے کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) پنجاب حکومت کے تو اختیار میں بھی نہیں ہے کہ کس کلاشنکوف کا لائسنس ایشو کیا جائے۔ جناب سپیکر ہزاروں کلاشنکوفوں کے لائسنس فیڈرل گورنمنٹ نے ایشو کیے ہیں اور آج سندھ سے لے کر پشاور تک جو خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں وہ انہی کلاشنکوفوں کا نتیجہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! آج ہم نے کلاشنکوف کلچر کو لیگل لائز کر دیا ہے۔ جس کلاشنکوف کلچر کی یہ بات کرتے ہیں انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اور قلم کی ایک جنبش سے لیگل لائز کر دیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، فضل حسین راہی صاحب! آپ کس نکتے پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی ، جی میں اس نکتے پر کہ یہ تقریر فرما رہے ہیں اور غیر ضروری انٹرپشن ہوئی ہے اور وہ انتہائی غیر ضروری انٹرپشن تھی جو شہباز شریف صاحب نے کی۔ جہاں تک کلاشنکوف کو لیگل لائز کرنے کا مسئلہ ہے اس کو آپ چھوڑیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ متعارف کب ہوئی ہے۔ اس کا تو کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ ضیاء الحق کے آنے سے پہلے تو اس کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا کہ کلاشنکوف

چیز کیا ہے؟ یہ ہیروئن کا ضیاء الحق کے آنے سے پہلے کوئی جانتا نہیں تھا کہ ہیروئن چیز کیا ہے۔ آپ کے دور میں یہ چیزیں متعارف ہوئی ہیں اور آپ ضیاء الحق کے بیٹے بنے ہوئے ہیں اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم لیگل لائز کر رہے ہیں۔ آج میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ اس فلور سے عرض کرتا ہوں کہ جتنے آپ لوگوں نے لائسنسز ایک سال کے اندر بنائے ہیں پیپلز پارٹی کے سات سالہ دور میں اتنے نہیں بنے---

جناب سپیکر ، راہی صاحب! آپ تشریف رکھتے ہیں۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی ، اور جتنی اسلحے کی دوکانیں آپ نے بنائی ہیں - آج آپ دیکھیں کہ پیپلز پارٹی نے اسلحے کی دوکانیں پنجاب کے اندر نہیں بنائیں۔ آپ نے بنائی ہوئی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی ایک اسلحے کی دوکان کا اضافہ پیپلز پارٹی نے نہیں کیا۔

MR. SPEAKER: Rahi Sahib, will you take your seat Rahi Sahib?

محمود الحسن ڈار صاحب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سید ناظم حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اس نکتے پر آپ کی وضاحت چاہوں گا کہ اسلام میں شریعت کی رو سے یہ حدیث مصدقہ ہے کہ ہرمسلمان کے اوپر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے وقت کے جدید ترین اسلحے سے لیس ہو اس پر آپ فرما دیں کہ کیا اس حدیث مصدقہ سے اگر آپ کو اتفاق ہے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ہر شہری کا حق ہے کہ وہ اسلحہ لائسنس لے سکتا ہے اگر آپ اس حدیث سے اتفاق نہیں کرتے تو آپ اپنی رولنگ دے دیں کہ یہ میرا جو پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

اس پر میں نے کس کی ذات پر یہ نہیں کہا کہ یہ کس نے کیا ہے۔ میں تو ایک بڑی عام سی بات کر رہا ہوں۔ اس میں سچ یا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عام بات کی ہے کہ ایک مسلمان کے اوپر شرعاً یہ فرض ہے کہ وہ اپنے وقت کے جدید ترین اسلحے سے لیس ہو۔ کیا یہ صحیح ہے یا غلط ہے؟

جناب سپیکر ، اس میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کچھ ماہرانہ رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! جہاں تک شاہ صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ اسلام میں جدید طرز کے جو بھی ہتھیار ہیں ان کی ٹریننگ اپنی چاہیے تو یہ مسئلہ تو بالکل صحیح ہے۔

"واعدوالهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيلO"

قرآن کریم کا حکم ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ میں جس قدر تم طاقت رکھتے ہو قوت حاصل کرنے اور گھوڑے تیار کرنے کی تیاری کرو۔

اورحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قوت سے مراد کیا ہے جس کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"الا ان القوته هی الرمیO"

یعنی سن لو وہ قوت جس کا حکم دیا گیا ہے وہ "رمی" یعنی پھینکنا ہے۔ اب چاہے وہ کلاشنکوف ہے۔ بم ہے۔ توپ ہے جو بھی ہے اس کی ٹریننگ لینا اس کی تیاری کرنا یا اس کو حاصل کرنا اس کا تو حکم ہے لیکن یہ کہ جس مفہوم میں وہ حدیث کہہ رہے ہیں۔ حدیث اس مفہوم کے ساتھ ایسی نہیں ہے۔ حدیث میں بڑی احتیاط چاہیے اورحضورصلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات جب تک وہ صحیح ثابت نہ ہو تو اس کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اس مضمون سے اختلاف نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اس کا استعمال وہ کیسے ہے؟ اگر جہاد کی نیت سے ہو اور جہاد بھی کفار سے' اس کے لیے تو حکم ہے لیکن اب اپنے بھائیوں کو مارنا اور قتل کرنا۔ اس کے لیے تو کلاشنکوف کیا کسی چھوٹی سے گولی کا استعمال حرام ہے اورمسلمان پر اسلحہ اٹھانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ایک بھائی مسلمان بھائی پر اسلحہ اٹھاتا ہے۔ یہ حرام ہے اور یہ کفر کے قریب ہے۔ اس لیے وہ مسئلہ علیحدہ ہے کہ ہم جہاد کے لیے تیاری کریں اور ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح ہوں۔ لیکن یہاں تو رونا یہ ہے کہ بھائی بھائی کو مار رہا ہے۔ سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ نے اس مسئلہ کی تشریح ٹھیک کر دی ہے اور درست فرمایا ہے۔ بات اس حد تک کافی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں مولانا صاحب کا شکرگزار ہوں۔ مگر میں نے صرف ایک نکتے کی وضاحت مانگی تھی۔ اس کے استعمال کے متعلق میں نے قطعاً کچھ نہیں کہا۔ میں بالکل اس بات سے

اتفاق کرتا ہوں کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے اوپر ہتھیار اٹھانا یا ہاتھ اٹھانا بالکل جائز نہیں ہے۔ ان کی بات بالکل صحیح ہے۔ مگر میں نے جس نکتہ کی وضاحت مانگی تھی۔ وہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کے اوپر یہ شرعاً فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو اور 1857ء میں جب آزادی کی جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو لارڈ کلک نے ایک تجویز پیش کی۔ سال 1877ء میں اس وقت انگریز حکومت برسر اقتدار تھی اس نے مسلمانوں کو اس حق سے محروم کر دیا جائے۔ تو آج جو بھی حکومت' میرا اس سے مرکز یا صوبہ مراد نہیں ہے کہ جو بھی حکمران اگر کسی شہری کو' مسلمان کو' اس حق سے جو کہ شرعاً حاصل ہے محروم کرتا ہے۔ وہ ان انگریزوں سے بد تر ہے۔ چاہے وہ صوبے میں ہو یا مرکز میں ہو۔

جناب سپیکر : اس میں یہ ہے کہ آپ کے جو پوائنٹ آف آرڈر ہیں۔ یہ ختم نہیں ہوں گے تو پھر یہ تقاریر رہ جائیں گی ۔ ان صاحبان کی جو بولنا چاہتے ہیں۔ ڈیڑھ بجے میں نے ہر حالت میں گیلوٹین اپلائی کرنی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے بھی اپنی رائے کا اظہار کر لیا کہ شرعاً ہر مسلمان پر فرض ہے اس پر اب آپ کی رولنگ اس لیے چاہیے کہ اس رولنگ سے بات واضح ہو جائے گی۔

جناب سپیکر : قید شریعت کے بارے میں فیصد' انٹرپریٹیشن یا رولنگ کوئی عالم دین ہی دے سکتا ہے۔ سپیکر پر یہ لازم نہیں ہے کہ اس کی تشریح کرے ۔ مولانا صاحب نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔ تو انہوں نے اپنی دانست میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ تو آپ صاحبان تشریف رکھیں ۔ میں میاں محمود الحسن ڈار صاحب سے کہوں گا کہ ایک دو جملوں میں اپنی بات مکمل کریں۔ میں دو منٹ دوں گا۔

میاں محمود الحسن ڈار : ابھی شہباز شریف صاحب کلاشنکوف کی بات کر رہے تھے انھوں نے کلاشنکوف کا الزام ہم پر لگایا ہے۔ ہم نے تو لائسنس قانونی طور پر' جس کا right بنتا تھا۔ اس آدمی کو دیا۔ انہوں نے تو غیر قانونی طور پر اور ان الیکشنوں پر استعمال کیا بلکہ صحافیوں پر مسلم لیگ ہاؤس میں کلاشنکوف سے فائرنگ کی گئی جو کہ بغیر لائسنس کے تھی۔ پھر انہوں نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن والوں کو جس طرح مسلح کیا ہے۔ ان کو کلاشنکوفیں دیں۔ مگر لائسنس نہیں' بغیر لائسنس issue کیا یا یہ ثابت کر دیں کہ

انھوں نے کوئی لائسنس issue کیا ہو۔

جناب سپیکر ، شکریہ ڈار صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار ، جناب بات یہ ہے کہ آج کل تھانے میں ایک نئی پریکٹس ہو رہی ہے کہ جس تھانے میں تھانیدار سے مل جائے ' یا کسی کو تنگ کرنا ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ درخواست لے جاتے ایس۔پی سے جا کر میرے نام پر مارک کروائی ہے۔ جناب وہ پریکٹس ایسی ہے کہ کسی شریف آدمی کے خلاف وہ آدمی جا کر جب لے آتا ہے تو پھر تھانیدار اس کے گھر باقاعدہ پولیس کی گارڈ بھیج کر اور ملزم بنا کر لے آتا ہے۔ درخواست کے اوپر وہ ملزم نہیں ہوتا۔ یا تو اس کی چھان بین کرے دوسرا یہ ہے کہ جس وقت ایف۔آئی۔آر درج کرتے ہیں-------

جناب سپیکر ، ڈار صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ sorry------ مجھے افسوس ہے میں آپ کو مزید وقت نہیں دے سکتا ہوں۔ جناب محمد خان جسپال۔ دو منٹ میں----

جناب محمد خان جسپال ، جناب سپیکر! میں اپنے باقی معزز بھائیوں سے اختلاف کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ پولیس خاص طور پر پنجاب کی پولیس نہایت ہی اصولوں کی پابند پولیس ہے۔ اس کے اپنے طریقے ہیں۔ اس کے اپنے رولز ہیں اور میں اس سے بھی اختلاف کرتا ہوں کہ اسلامی اتحاد والوں کا اس پر اثر ہے۔ یہ بالکل غلط ہے (نعرہ ہائے تحسین) ان کا صرف ایک ہی کام ہے۔ وہ دونوں پارٹیوں سے انصاف کر رہے ہیں۔ دونوں میں مساوات رکھ رہے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ وہ ایک سے رشوت لیتے ہیں۔ درحقیقت وہ دونوں پارٹیوں سے بالکل مساوی سلوک رشوت وصول کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! جو انہوں نے مساوات رکھی ہوئی ہے میں اس کے لیے پنجاب پولیس کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ پنجاب پولیس کے لیے پنجاب حکومت نے صرف اڑھائی ارب رکھے ہیں۔ تو میری نظروں میں یہ بہت کم ہیں۔ درحقیقت اگر آپ نے سوسائٹی کو درست کرنا ہے۔ آپ نے اگر پنجاب کے معاشرے کو درست کرنا ہے تو کسی ایک محکمے کے ٹھیک کرنے سے باقی محکمے نہیں ٹھیک ہوں گے۔ لیکن اگر پنجاب پولیس کا یہ ایک محکمہ ٹھیک ہو جائے تو مجھے مکمل یقین ہے کہ ہمارے 95 فیصد مسائل حل ہو جائیں گے چوں کہ پنجاب پولیس کے سپاہی سے میں بھی ڈرتا ہوں۔ شاید آپ بھی ڈریں اور میرے یہ سب بھائی جب بھی کوئی گڑ بڑ کرتے ہیں تو اس سپاہی

کے خوف سے ہم ابھی تک ہچکچاتے ہیں۔ پنجاب میں کوئی محکمہ ہو چاہے مرکزی محکمہ ہو۔ چاہے صوبائی محکمہ ہو۔ اگر پولیس والے دیانتدار ہو جائیں۔ اگر پولیس والے ہمت کریں اور دیانتداری سے آگے بڑھیں تو میرا اپنا خیال ہے کہ پنجاب میں بہت سی برائیاں کم ہوسکتی ہیں۔ تو میں اس تھوڑے سے وقت میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ خدارا اس محکمہ کو ضرور بہتر سے بہترین بنائیے۔ اس محکمہ کے لیے سروے کروائیے۔ اس محکمے کو جتنی مراعات دے سکتے ہیں۔ اڑھائی ارب تو بہت کم ہیں۔ ان کی نظروں میں' ان کے دلوں میں رقم کی جو ہوس ہے خدارا ان کو اتنا دیں کہ وہ رقم سے نفرت کرنے لگیں۔ شکریہ

جناب سپیکر ، ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش : جناب سپیکر! آپ کا شکریہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ پنجاب پولیس کے بارے میں عرض ہے------

چودھری محمد اصغر کوریجہ : جناب والا! ڈاکٹر صاحب کھڑے ہو کر تقریر کریں۔

جناب سپیکر ، ڈاکٹر صاحب! کوریجہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کھڑے ہو کر تقریر کریں' یہ بیٹھ کر تقریر کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، بہت بہتر' جناب سپیکر ہمارے ملک کی جو پولیس ہے اور خصوصاً پنجاب کی پولیس یہ اس برطانوی Colonial system کا حصہ ہے کہ برطانوی سامراج نے برصغیر کے لوگوں کو حکومت کرنے کے لیے دی تھی اور بدقسمتی سے اس کی ذہنیت اور اس کا عمل بدستور ویسے ہی ہے جیسا کہ انگریز سامراج کے دور میں تھا اور ہمیں یہ کہتے ہوئے بھی افسوس ہوتا ہے کہ برطانوی سرمراج کے جانے کے بعد جو بھی حکومت آئی اس نے اس پولیس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا اور یہی صورت حال اس وقت پنجاب میں ہے کہ آئی۔جے۔آئی کی حکومت اس پولیس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ پیپلز پارٹی کے سیاسی کارکن ہوں تو ان کے گھروں پر چھاپے مارے جاتے ہیں اور اگر کوئی آئی۔جے۔آئی کا کارکن ہو تو اس کے لیے تھانے میں ٹیلیفون پہنچ جاتا ہے کہ جناب اس کو چھوڑ دیا جائے۔ دوسری جناب عرض یہ ہے کہ یہاں پولیس کا کام امن عامہ پر کنٹرول رکھنا ہے لیکن پنجاب میں یہ پولیس لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول میں رکھنے میں ناکام رہی ہے اور اسی وجہ سے کرائمز کنٹرول

کمیٹی لاہور میں بنائی گئی ہے اور کرائمز کنٹرول کمیٹی کی یہ کارکردگی ہے کہ کرائمز کنٹرول کمیٹی میرے علاقے مصری شاہ میں گئی تو تھانے کے قریب جب یہ پوچھا گیا کہ یہاں سب خیریت ہے تو بتایا گیا کہ یہاں صرف ایک سائیکل چوری ہوئی ہے ورنہ وہاں پر صورت حال یہ ہے کہ مصری شاہ میں جوئے کے اڈے کھلے ہوئے ہیں۔ ہیروئن وہاں بکتی ہے اور جناب سیمنٹ میں ملاوٹ وہاں ہوتی ہے اور باقاعدہ تھانے میں ماہانہ دیا جاتا ہے۔ جناب والا! ہم کرائمز کنٹرول کمیٹی کے لوگوں سے بھی یہ پوچھیں گے کہ وہ کس طرح وہاں پر کرائمز کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ دوسری بات جناب والا میں یہ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ ڈاکٹر بنگش صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا۔ جناب غلام قادر صاحب۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جب اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تو آپ نے ماہرانہ رائے جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی سے پوچھی جب انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا اس کے باوجود آپ نے اپنی رولنگ نہیں فرمائی یا تو آپ ان سے پوچھتے نہیں۔ کیونکہ آپ نے انہیں دین پر اتھارٹی سمجھا اور ان کی رائے لے لی۔ اس کے بعد پھر رولنگ نہ دینا زیادتی ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انصاف ہے تو پھر یہ آپ کا انصاف ہو گا ہماری نظر میں یہ انصاف نہیں ہو گا۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! شاہ صاحب کا اور دین کا اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کا۔

چودھری صداقت علی (پارلیمانی سیکرٹری) : جناب سپیکر شاہ صاحب روز بلاوجہ اسمبلی کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ میری رائے ہے کہ ان کا میڈیکل کروایا جائے اور ان سے جان چھڑوائی جائے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب میں اس پر اپنی رولنگ دے چکا ہوں۔

سید افتخار الحسن شاہ : جناب والا! میں آپ کی توجہ آج کے جنگ اخبار کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنی پارٹی میٹنگ میں مظہر الحسن چن پیر صاحب کو پارٹی کا چیف وھپ بنایا تھا لیکن غلطی سے حاجی افضل چن کا نام آ گیا ہے اس کی تصحیح کروائی جائے۔

جناب سپیکر : کن کو چیف وھپ بنایا ہے؟

سید افتخار الحسن شاہ : جناب والا مظہر الحسن چن پیر کو بنایا ہے۔ لیکن غلطی سے حاجی چن پیر صاحب کا

نام آ گیا ہے۔ اخبار والوں کو کہیں کی اس کی تصحیح کر دی جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! کسی چیز کو شریعت کے مطابق قرار دینا یا شریعت کے خلاف قرار دینا فیڈرل شریعت کورٹ کا کام ہے۔ لہذا میں ناظم حسین شاہ صاحب کو مشورہ دوں گا کہ یہ فیڈرل شریعت کورٹ سے رجوع کریں۔

جناب سپیکر : چودھری غلام قادر صاحب۔

چودھری غلام قادر : جناب سپیکر! جسپال صاحب نے فرمایا ہے کہ ہماری پولیس جو ہے یہ مساوی سلوک کرتی ہے۔ میں اس سے اختلاف کرتا ہوں۔ ہماری پولیس تو دونوں پارٹیوں کو بلا کر سودے بازی کرتی ہے اور دونوں سے پیسے لیتی ہے اور جب پیسے دے چکے ہوتے ہیں تو پھر وہ لوگ ہمارے پاس سفارش لے کر آتے ہیں کہ خدارا دوسری پارٹی سے بھی اس نے اتنے پیسے لے لیے ہیں اب انہیں کہیں کہ ہم سے کچھ اور پیسے لے لیں اور ہمارا کام کریں۔ یہ صرف اس پولیس کو فخر حاصل ہے۔ اسی طرح یہ پاکستان کی واحد پولیس ہے جسے کوئی کیس ہونے سے پہلے پتہ ہوتا ہے کہ کب کیا ہو گا۔ چوری ہو ڈاکہ ہو ہر چیز کا انہیں علم ہوتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اس طرح یہ بھی اسی پولیس کو فخر حاصل ہے کہ یہ راہ چلتے میاں بیوی کو پکڑ کر کہتے ہیں کہ نکاح نامہ دکھاؤ کہ آپ کون ہیں؟ یہ بھی اس پولیس کو فخر حاصل ہے کہ ڈکیتی ہو تو اسے چوری بنا دیتی ہے۔ جناب والا! ہمارے ملک کی پولیس جن کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ اختیارات کس کے پاس ہیں؟ ایس۔ایچ۔او سپاہی ہیں ان کے پاس ہیں لیکن آئی۔جی اور ڈی۔آئی۔جی صاحبان تو نام کے ڈی۔آئی۔جی اور آئی۔جی ہوتے ہیں کیونکہ ان غریبوں کے پاس کوئی اختیارات نہیں اوپر دیکھتے ہیں اوپر سے جو حکم ملے اس پر عمل در آمد کرتے ہیں۔ جناب والا! اب یہاں کلاشنکوف کی بات ہوئی۔ جب معاشرے کو تحفظ نہ ملے تو ظاہر کہ وہ کچھ نہ کچھ تو اپنے تحفظ کے لیے رکھیں گے۔ اب اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے اگر پنجاب گورنمنٹ عوام کو تحفظ دے۔ آئے دن چوریاں ڈکیتیاں اور ڈاکے پڑتے ہیں۔ قتل ہوتے ہیں اگر عوام کو ان سے تحفظ ہو تو کوئی بھی اسلحہ نہیں رکھے گا۔ لیکن وزراء حضرات اپنے لیے تو دن بدن پولیس کو نفری بڑھاتے ہیں اور عوام کو کہتے ہیں کہ وہ لائسنس یافتہ اسلحہ بھی نہ رکھیں۔ تو اسی طرح جناب والا! میرے علاقے میں پچھلے دنوں ایک کیس ہوا۔ اس میں ایک عورت کیس لے کر پولیس کے پاس گئی تو اس عورت کے

ساتھ جو پولیس نے کیا وہ میں یہاں بیان نہیں کر سکتا۔ جناب والا! اس پولیس کو یہ فخر حاصل ہے کہ شبنم اغواء ہوتی ہے اعلان کیا جاتا ہے اخبارات میں آتا ہے کہ اس کی برآمدگی ہو گئی ہے اور پولیس کے پاس ہے جب اس کے لواحقین پولیس کے پاس جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ تو شمیم ہے ۔ یہ سب اس پولیس کو فخر حاصل ہے۔ حالانکہ ہم نے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی ان کے لیے کافی پیسے رکھے تھے۔ اب بھی آپ نے اڑھائی ارب روپے رکھ دیے ہیں اس سے بھی ان کی اصلاح نہیں ہو گی۔ کسی حکومت کی کامیابی اور اس کی مضبوطی کا راز یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کی پولیس کم ہو جتنی آپ پولیس بڑھاتے جائیں گے یہ پولیس سٹیٹ بنتی جائے گی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کٹوتی کی تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر ، شکریہ ۔ قاعدہ نمبر 113 کی رو سے اب guillotine کرتا ہوں اور براہ راست رائے شماری ہو گی۔ اب سوال یہ ہے کہ۔

> "ایک رقم جو 2 ارب روپے 49 کروڑ 98 لاکھ 18 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے مانوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

نوابزادہ غضنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، نوابزادہ صاحب جس وقت question put ہو رہا ہو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، ابھی question put نہیں ہوا۔

جناب سپیکر ، guillotine apply کر کے مسلسل question put ہو رہے ہیں۔ رولز کے مطابق اس پر پوائنٹ آف آرڈر ہو نہیں سکتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، ابھی ایک کٹ موشن پر فیصلہ ہوا تھا کہ اگر ہاؤس کی کارروائی ان آرڈر نہ ہو

تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ جب ہاؤس ہی ان آرڈر نہ ہو تو اس پر تو کوئی کارروائی ہو ہی نہیں سکتی۔

جناب سپیکر ، سوال یہ ہے کہ جس وقت question put ہو رہے ہوں تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، چاہے ہاؤس آرڈر میں ہی نہ ہو؟

جناب سپیکر ، میں رولز کی بات کر رہا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، رولز کے مطابق تو No business can be taken up if the House is not in order.

جناب سپیکر ، نوابزادہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق رول 184 کو دیکھیے تو اس میں یہ بات واضح ہے کہ جس وقت question put ہو رہے ہوں تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، اگر کورم نہ ہو' جناب اگر ہاؤس ان آرڈر ہی نہیں ہے۔

How can you run the House

جناب والا! ہم قبل از مسیح میں نہیں رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، میں کورم کی بات کر رہا ہوں۔ کورم کا مسئلہ اس وقت point out کیا جا سکتا ہے جس وقت ہاؤس کورم میں نہ ہو۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاؤس نہ ہو------

میاں منظور احمد موہل ، جناب دیکھیں' اب ان کو اپنا کورم نظر نہیں آ رہا۔ قائد حزب اختلاف بھی نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ نہایت اہم دن ہے۔ آج بجٹ پہ ووٹنگ ہونی ہے۔ ان کی عدم دلچسپی کا امتحان لیں۔ ان کو اپنا کورم نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر ، میاں صاحب تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! انہوں نے کیوں بولنا شروع کر دیا ہے۔ جب کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑا ہوں۔ کس قاعدے کے تحت یہ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، ان کو نہیں بولنا چاہیے تھا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! جس شخص کو نہیں بولنا چاہیے تھا اسے آپ نے بولنے دیا ہے۔ جب کہ میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں اور جب تک ہاؤس in order نہیں ہو گا میں کارروائی کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر ، نوابزادہ صاحب' میں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت question put ہو رہا ہو آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے۔ تو میں نے نہ اس کو سنا ہے اور نہ اس کو entertain کیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب والا! آپ نے مولی صاحب کو بولنے کی اجازت کیوں دی ہے؟

جناب سپیکر ، میں نے انہیں بیٹھنے کے لیے کہا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! آپ نے بات سن کے ہی کہا ہے کہ تشریف رکھیں ۔ مجھے بھی آپ بات سن کر کہہ دیتے کہ تشریف رکھیں۔ آپ میری بھی بات سن لیں۔

جناب سپیکر ، نہیں نوابزادہ صاحب ' ہم نے یہ غلط روایت نہیں ڈالنی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، آپ نے فرمایا تھا کہ ٹھیک ایک بجے Guillotine ہو گی۔ چونکہ ایک بجے Guillotine نہیں لگائی گئی اس لیے House is not in order.

جناب سپیکر ، جس طریقہ کار کی میں نے اس وقت وضاحت کی تھی اس وقت میں نے Guillotine لگائی گئی تھی۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ میرا خیال ہے کہ ایک بجے Guillotine لگائی جائے گی۔ (قطع کلامیاں) میں نے یہی کہا تھا کہ ایک بجے میرا Guillotine لگانے کا ارادہ ہے۔ لیکن اس میں ہمارے اپوزیشن کے کچھ بھائیوں کا خیال یہ تھا کہ اگر ان کو دو دو منٹ دے دیے جائیں تو وہ اس کنونشن کی تحریک پر اپنی بات مکمل کرلیں۔ تو میں نے اس خیال کے پیش نظر کہ ہمارے اپوزیشن کے معزز اراکین بات کرنا چاہتے ہیں اور اگر وہ دو دو تین تین منٹ بات کرلیں تو میں ایک بجے کی بجائے ڈیڑھ بجے یا 15 - 1 پر Guillotine لگا لوں گا۔ تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لیے میں نے ان کو بات کرنے کی اجازت دی۔ انہوں نے بات کی اور ان کی بات کے دوران میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر بھی نمٹائے۔ اس کے بعد اب میں نے Guillotine apply کی ہے اور یہ Guillotine میں نے ٹھیک اپلائی کی ہے۔ اب ---------- question put ہو رہے ہیں۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو

میں مسترد کرتا ہوں اس کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! میں نے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے بھی بولنے کی اجازت دی جائے۔ مجھے نہیں بولنے دیا گیا۔

جناب سپیکر ، میں آپ کی بات کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! میں آپ کے اس رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، نوابزادہ صاحب کو پکڑیئے۔ ان کو پکڑ کر بٹھایئے------ چودھری صاحب تشریف رکھیے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

بیگم نجمہ حمید ، جناب والا! نوابزادہ صاحب کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اخبار میں یہ جو خبر دیکھتے ہیں اسی حساب سے اپنا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ویسے کہتے ہیں کہ مرکز کی بات نہ کریں۔ جو اخبار میں آتا ہے وہی انہوں نے آخر میں کرنا ہوتا ہے۔

مطالبہ زر نمبر 1:

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 1 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ --

"ایک رقم جو 5 لاکھ 24 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، میرے خیال میں نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب کا آج واک آؤٹ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس لیے میں ان اراکین اسمبلی کا جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے اور جنہوں نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ میں ان کے پارٹی ڈسپلن کی بات نہیں کرتا لیکن میں ان کی اس حق پرستی کے لیے ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

وزیر قانون ، جناب والا! جن فاضل ممبران کے بولنے کے لیے آپ نے وقت بڑھایا تھا وہ بھی واک

آؤٹ کر گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ انہوں نے انتہائی نامناسب اقدام کیا ہے۔ جن کو وقت دینے کے لیے آپ نے Guillotine late apply کیا اور اس کے نتیجے میں بجائے اس کے کہ خراج تحسین پیش کرتے وہ باہر تشریف لے گئے ہیں۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر ، میں غضنفر علی گل صاحب سمیت سب کو کہتا ہوں کہ ہم نے انہی کے ساتھیوں کو تقریر کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لیے ایک بجے سے پونے دو بجے تک بات کرنے کا حق دیا۔ اب اس بات میں ان کو معترض نہیں ہونا چاہیے کہ ان کو بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ تو ان کو چاہیے کہ وہ واپس ایوان میں تشریف لے آئیں اور میں صفدر شاکر صاحب سے کہوں گا کہ وہ ان سے بات کریں اور ان سے کہیں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔۔۔۔

اب مطالبہ زر نمبر 3 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے کہ ۔۔۔

"ایک رقم جو 2 کروڑ 89 لاکھ 46 ہزار 400 روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر صاحب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 4 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ ۔۔۔

"ایک رقم جو ایک کروڑ 28 لاکھ 11 ہزار 900 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 6 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 49 لاکھ 56 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 7 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو ایک کروڑ 39 لاکھ 71 ہزار روپی سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اور اس مرحلہ پر جناب خالد لطیف کاردار اور میاں اظہر حسن ڈار ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

چودھری محمد اعظم چیمہ، نصف گھنٹہ ٹائم بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر، نصف گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری شاہنواز چیمہ، ---------- کھڑے ہوئے------

جناب سپیکر، چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری شاہنواز چیمہ، جناب والا! مطالبہ زر منظور ہوتا ہے تو دریشک صاحب زور زور سے یہ ڈیسک ہلاتے ہیں۔ ان کو یہ آپ فرمائیں کہ کسی دفعہ اپنے سر پہ بھی ہاتھ ماریں کہ یہ کیا ہو گیا ہے------

جناب سپیکر، چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر کی تو اجازت نہیں ہے، لیکن آپ کی پیاری پیاری باتیں سننے کے لیے خاص طور پر اس کی اجازت دی گئی ہے۔

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 8 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 کروڑ 36 لاکھ 41ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 14 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 46 لاکھ 46 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 15 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 7 ارب 53 کروڑ 2 لاکھ 97 ہزار 6 سو سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 16 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 2 ارب 7 کروڑ 69 لاکھ 2 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے

دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 17 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 8 کروڑ 68لاکھ 67 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدصحت عامہبرداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

چودھری محمد اعظم چیمہ، نصف گھنٹہ ٹائم بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر، نصف گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 18 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 66 کروڑ 97 لاکھ 60ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 19 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 3 کروڑ 67لاکھ 82 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات

کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 20 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 33 کروڑ 43 لاکھ 92 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد Vetnary برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 21 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 7 کروڑ 33 لاکھ 69 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمیر داشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 22 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 9 کروڑ 74 لاکھ 3 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 23 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 24 کروڑ 13 لاکھ 68 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 24 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 50 کروڑ 60 لاکھ 57 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 25 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 50 کروڑ 90 لاکھ 4 ہزار 2 سو سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 26 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 کروڑ 18 لاکھ 22 ہزار 9 سو سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 27 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 74 لاکھ 26 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 28 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو ایک ارب 70 کروڑ 3 لاکھ 7 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پیرانہ سالی و پینشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 29 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 9 کروڑ 10 لاکھ 90 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون

1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 30 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 64 کروڑ 86 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امدادی رقوم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر 31 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 48 کروڑ 11 لاکھ 49 ہزار 600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر 32 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 کروڑ 50 لاکھ 54 ہزار 600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر ، اب مطالبہ زر نمبر 33 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ :۔

"ایک رقم جو 8 ارب 87 کروڑ' 62 لاکھ' 56 ہزار 800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد علے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 34 زیر غور ہے سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو 61 کروڑ 83 لاکھ 35 ہزار 200 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز و پتھر کے کوٹہ کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 35 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 5 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر: اب مطالبہ نمبر 36 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 ارب' 65 کروڑ 88 لاکھ 94 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 37 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 44 کروڑ 20 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 38 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ 23 لاکھ 31 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 39

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 39 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو ایک کروڑ 55 لاکھ 90 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 40 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 8 کروڑ 21 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 41 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 2 ارب 24 کروڑ 79 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 42

جناب سپیکر، اب مطالبہ زر نمبر 42 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 2 ارب ' 51 کروڑ 42 لاکھ 40 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 43

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 43 زیر غور ہے۔ سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 52 کروڑ 87 لاکھ 50 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے بلدیات' پورٹ فنڈز وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی۔ جناب لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج ہی اس معزز ایوان میں ڈیمانڈ نمبر 10 ایس اینڈ جی۔ اے۔ ڈی سے متعلقہ تھی جس میں 18 کروڑ روپیہ گورنر پنجاب کے جہاز کے لیے رکھا گیا تھا وہ منظور ہوئی۔ جناب سپیکر۔ ہمیں سنجیدگی کا سبق دینے والے جو اپوزیشن کے اراکین ہیں انہوں نے اس بارے میں اخبار میں بھی پڑھا کہ اس سلسلہ میں پارٹی میٹنگ میں جناب چیف منسٹر صاحب نے کچھ فیصلہ کیا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ یہ جو مطالبہ زر آپ پاس کرا رہے ہیں اس سلسلے میں تو پہلے ہی آپ کی پارٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اخبار غلط ہے یا یہ کام غلط ہے۔ جناب سپیکر! اب اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب گورنر پنجاب نے بذریعہ لیٹر نمبر ھٹری سیکرٹری ٹو گورنر 1/90-89/ایم مورخہ 30-12-89 اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کے فلیٹ کے لیے جہاز خریدا جائے۔ اس پر باوجود اپنے محدود وسائل کے اور باوجود نامساعد حالات کے ہماری حکومت نے کوآپریشن کی ایک اچھی مثال قائم کرنے کے لیے دست تعاون بڑھایا اور ان کا جو

فرمان تھا اس پر عملدرآمد کرنے کے لیے فنڈز مہیا کیے ۔ جناب سپیکر! انتہائی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ پھر جب اس سلسلہ میں کچھ اعتراضات ہوئے کہ یہ جہاز نہیں خریدنا چاہیے تو پاکستان ٹائمز میں 23 جون 1990، کو یہ خبر چھپی Governor made no demand for plane. یہ لیٹر میرے پاس موجود ہے۔ جناب والا!

سبھی چاہتے ہیں کہ سچ بولیں
کیا کریں حوصلہ نہیں ہوتا

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ان کا ہے اور میں اپنی پارٹی کی طرف سے عرض کرتا ہوں۔

جان جاتی ہے شوق سے جائے
جن کو سچ بولنا ہے بولیں گے

جناب سپیکر ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اتنا حوصلہ ہونا چاہیے تھا۔ اگر لکھا تھا۔ مانگا تھا۔ جہاز کے بارے میں حالانکہ اس بات سے ہمیں بڑا دکھ ہوا ہے۔ ہم نے تو دست تعاون بڑھانے کے لیے اپنے محدود وسائل کے باوجود جہاز خریدنے کے لیے رقم رکھی ہے اور ان کی بزرگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ دست تعاون بڑھایا۔ چلو وہ پنجاب حکومت کا شکریہ ادا کرتے اور ساتھ یہ کہتے کہ چونکہ وسائل کی کمی ہے اس وجہ سے ہم یہ جہاز نہیں خریدتے ۔ اس کی بجائے پریس میں جا کر ہمارے بارے میں کہنا کہ ہم نے اس قسم کا مطالبہ نہیں کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ان کے شایان شان نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے resources کو اپنے talent اپنی capacity کو اپنی manpower کو ضائع کرنے کی ایک مثال قائم کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ شاہ خرچیوں کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ competition کرتے ہیں۔ آج ہم ایک مثال قائم کر رہے ہیں۔ میں پنجاب کے چیف منسٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ 18 کروڑ روپے کا مطالبہ زر جو آج منظور ہوا ہے اسے ہم withdraw کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور یہ رقم ہم پنجاب میں کسی فلاحی کام کے لیے صرف کریں گے اور میں توقع کرتا ہوں۔ یہ ایک مثال ہے pay saved is pay

earned یہ ایسے سمجھیں کہ 18 کروڑ روپیہ ہم نے save نہیں کیا بلکہ ہم نے کما لیا ہے۔ جناب سپیکر۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کے سامنے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اس دن آپ نے جس طریقے سے یہ فرمایا تھا جس دن جناب آفتاب احمد خان صاحب کی شوگر سیس کے متعلق قرار داد تھی کہ ان کی جو اچھی تجاویز آئیں گی ان کا ہم خیر مقدم کریں گے۔ ہم مخالفت برائے مخالفت کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن ان کو بھی مخالفت برائے مخالفت کا اپنایا ہوا وتیرہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ جناب والا! کیا آج ان کے واک آؤٹ کرنے کا کوئی جواز بنتا تھا؟ کتنے اچھے ماحول میں ہمارا یہ بجٹ سیشن چلا ہے اور آج انہوں نے واک آؤٹ کر دودھ میں جو مینگنیاں ڈالنے کی مثال قائم کی ہے یہ کسی طریقے سے بھی قابل تحسین نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ہماری مرکزی حکومت اور ہمارے دیگر صوبوں کے بھائی بھی آج سے آئیں میں جو شاہ خرچیوں کا مقابلہ ہوا کرتا تھا اس کو ختم کر کے سیونگ کرنے کے competitionمیں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے اور آئندہ یہ ثابت کریں گے کہ ہم ایک اچھی مثال جس کی بنیاد آج پنجاب گورنمنٹ نے رکھی ہے اس کی مرکزی حکومت والے اور دیگر صوبوں والے ہمارے بھائی بھی تقلید کریں گے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب والا! کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اظہار خیالات کا موقع دیا۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Sir, our Party Leader was not here, it was only the walkout by Nawabzada Ghazanfar Gul and not by PPP.

ملک نواب شیر وسیر ، جناب والا! معزز وزیر قانون صاحب کو الفاظ "واک آؤٹ" واپس لینے چاہییں ۔ کیونکہ پارٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ ہمیں اگر کوئی آرڈر پارٹی کی طرف سے ہوتا تو ہم سب لوگ ہاؤس سے باہر ہوتے۔ ہم یہاں کبھی بھی نہ بیٹھے ہوتے۔

جناب سپیکر ، لاینسٹر صاحب کے ان الفاظ میں میں تبدیلی کرتا ہوں کہ پارٹی کی طرف سے واک آؤٹ نہیں بلکہ نوابزادہ گل صاحب کی طرف سے اچھے ماحول میں یہ واک آؤٹ تبدیل کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرا مقصد بھی نوابزادہ سے تھا۔ وہ غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، موہل صاحب ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہمیشہ سے روایت یہ رہی ہے کہ جب بجٹ پر ووٹنگ ہو جاتی ہے پاس ہو جاتا ہے اس کے بعد کبھی تقریر نہیں ہوئی۔ ہمیشہ تقریر پہلے wind up ہوتی ہے۔ اس کے بعد نہیں ہوتی۔ یہ روایت سے ہٹ کر ہے۔ چونکہ ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے میں نے ان کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنی بات کہہ لیں۔ میں نے درمیان میں ان کو interfere نہیں کیا۔ لیکن روایت یہ ہے کہ جب بجٹ پاس ہو جاتا ہے اس کے بعد قطعاً تقریر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد تو وزیر خزانہ کو مبارکباد دینی ہوتی ہے تو یہ میرے خیال میں وزیر قانون صاحب نے غلط موقع منتخب کیا ہے۔ اس وقت یہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لاءمنسٹر صاحب گورنمنٹ کا نکتہ نظر پیش کرنا چاہتے تھے اور اس میں ایک وضاحت ضروری کرنا چاہتے تھے اس لیے میں نے ان کو اجازت دی ہے۔ تو فنانس منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میں سب صاحبان کا جناب کی اجازت سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ سب بھائیوں نے تعاون کیا ہے اور بخیر و خوبی یہ انجام پایا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔

آوازیں، بہنوں کا نام نہیں لیا گیا۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں اپنی بہنوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خواتین و حضرات سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ فنانس منسٹر کی بات آپ سنجیدگی سے نہیں سن رہے۔ آرڈر پلیز (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ آپ تشریف رکھیں یہ فنانس منسٹر صاحب کو کھل کر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ ڈار صاحب فنانس منسٹر کی بات سنیں۔

جناب محمود الحسن ڈار، جناب والا! وزیر خزانہ صاحب نے بھائیوں کا نام لیا ہے بہنوں کو کیوں چھوڑ گئے ہیں۔ کم از کم ان کو بہنوں کا نام بھی لینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، آپ ذرا سنیے۔ چیمہ صاحب! ذرا سنیے ۔ جی جناب فنانس منسٹر!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گا اگر میں یہ گزارش نہ کروں کہ جس جانفشانی، محنت اور لگن سے آپ کے سٹاف نے اسمبلی کے سٹاف نے دن رات محنت کی ہے اور تعاون کیا ہے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کا بھی ۔ اس کے علاوہ میں پریس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت دیانت داری سے اور اچھے طریقے سے رپورٹنگ کی ۔ میں اس کے بعد سب صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں) میں بہنوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) میں خواتین و حضرات سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد شاہنواز چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : شاہنواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ : جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ صاحب کا بہت شکرگزار ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں تاریخ پنجاب اسمبلی میں پہلی دفعہ اتنی غلطیوں والا بجٹ پاس ہوا۔

جناب سپیکر : اجلاس کل صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

منگل، 26، جون 1990ء

(سہ شنبہ، 2، ذوالحج 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 50 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ
اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ
لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ وَمَنْ
يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۖ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۖ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ○

سورۃ الطلاق آیات 9 تا 12

اے دانش مندو! اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس اللہ سے ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف جو ایمان لائے بے شک ذکر نازل فرمایا ایک ایسا رسول جو اللہ کی روشن آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ انھیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لے جائے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور نیک عمل کرتا ہے تو وہ اس کو باغات میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں داخل فرمائے گا وہ لوگ تا ابد جن میں رہیں گے بلاشبہ اللہ نے اس (مومن) کو بہترین رزق عطا فرمایا اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور انہی کی مانند زمین کو بھی (پیدا فرمایا) حکم نازل ہوتا ہے ان کے درمیان تاکہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کو احاطہ کر رکھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مال)

ملک محمد بشیر اعوان: جناب سپیکر ملک شہباز اعوان صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرلی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سوال نمبر 83

نائب تحصیل داروں کی بھرتی کی تفصیلات

*83-**خان غلام سرور خان:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سال 1985ء تا نومبر 1988ء صوبہ میں کتنے افراد کو نائب تحصیل دار بھرتی کیا گیا ان کے نام اور پتے کیا ہیں نیز ان افراد کو کس کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا۔ کیا ان اسامیوں کے لیے اخبار میں کوئی اشتہار دیا گیا تھا اگر دیا گیا تھا تو کس کس اخبار میں ان اشتہارات کے جواب میں کتنے لوگوں نے درخواستیں دیں۔ بھرتی شدہ نائب تحصیل داروں کا انٹرویو کس کس افسر نے لیا اور انٹرویو میں کتنے امیدوار شامل ہوئے تھے؛

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

سال 1985ء تا نومبر 1988ء صوبہ پنجاب میں کل 56 نائب تحصیل داران بھرتی کیے گئے۔ ان میں سے 52 افراد کو وزیراعلیٰ پنجاب نے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا۔ جب کہ دیگر 4 افراد کو ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر متعلقہ کمشنر نے بھرتی کیا۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: کیا وزیر مال بتائیں گے اس سوال کا جواب مکمل کیوں نہیں دیا گیا سوال میں کہا گیا تھا۔ کیا ان اسامیوں کے لیے اخبار میں کوئی اشتہار دیا گیا؛ اگر دیا گیا تھا تو کس کس اخبار میں ان اشتہارات کے جواب میں کتنے لوگوں نے درخواستیں دیں' بھرتی شدہ نائب تحصیل داروں کا انٹرویو کس کس افسر نے لیا اور انٹرویو میں کتنے امیدوار شامل ہوئے تھے۔ اس پوزیشن کا جواب نہیں دیا جناب سپیکر اس کا categorically جواب دیں کیا اشتہار اخبار میں دیا گیا تھا اور کیا انٹرویو ہوا تھا یا نہیں؛

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔ جناب سپیکر! یہ سوال پہلے اسمبلی میں consider ہو چکا ہے۔ صرف 56 نائب تحصیل دار بھرتی کیے گئے تھے جن میں سے 52 direct relaxation کے بعد بھرتی کیے گئے تھے اور 4 سلیکشن کمیٹی نے بھرتی کیے تھے۔ سوال اتنا ہی تھا سلیکشن کمیٹی جس کا ہیڈ کمشنر ہوتا ہے انہوں نے اس طریقے سے انٹرویو کے بعد ان کو سلیکٹ کیا۔

سید ذا کر حسین شاہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر مال بتائیں گے کہ کیا اس طرح پنجاب کے لاکھوں بیٹوں کو انٹرویو کے حق سے محروم کر کے آئین پاکستان کے روح کے منافی قانون کی حکم رانی کے تصور کے منافی اور اسلامی اصولوں کے مساوات کے تصور کے منافی یہ تقرری نہیں ہے؟ اگر ہاں تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایسا کیوں کیا ہے ؟

وزیر مال، جناب والا! جتنی بھی recruitment کی ہے وہ قانون اور ضابطے کے مطابق کی ہے۔ یہ بھی قانون میں لکھا ہوا ہے کہ چیف منسٹر پنجاب رولز کو ریلیکس کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، مخدوم صاحب کیا کوئی ضمنی سوال ہے؟

مخدوم الطاف احمد، جناب!

جناب سپیکر، جی مخدوم صاحب۔

مخدوم الطاف احمد، جناب والا! کیا وزیر موصوف ہمیں اس قانون کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ تا کہ ہم بھی پڑھ لیں۔ کیونکہ ہماری معلومات کے مطابق individual cases میں relaxation ہو سکتی ہے۔ جنرل ریلیکسیشن نہیں ہو سکتی۔

وزیر مال، جناب والا! Civil Servants Appointments and Conditions of Service Rules, Rule 23 یہ چیف منسٹر پنجاب کو empower کرتا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سید ذا کر حسین شاہ۔

سیلابوں کی روک تھام کے لیے تدابیر

*95-سید ذا کر حسین شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں حالیہ سیلابوں (ستمبر اکتوبر 1988ء) کے دوران کل کتنے دیہات اور کس قدر شہری

علاقے متاثر ہوئے نیز کل کتنا رقبہ زیر کاشت حالیہ سیلابوں سے متاثر ہوا۔

(ب) متاثرین سیلاب کی مدد کس فنڈ سے کی گئی نیز کتنا روپیہ ان متاثرین کو بطور امداد دیا گیا۔ کتنے افراد اور کتنے خاندانوں کو کس قدر مدد دی گئی۔ نقصانات کا اندازہ لگانے کا کیا طریقہ کار تھا۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ج) ان سیلابوں کی کیا وجوہات تھیں۔

(د) آئندہ اس قسم کے سیلابوں کو روکنے کے لیے کیا حکومت کوئی اقدامات کر رہی ہے۔

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو ان کی نوعیت کیا ہے اور وہ کب تک کیے جائیں گے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس کے کیا اسباب ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) فہرست اضلاع (علاقہ جات) جو سیلاب 1988ء کی زد میں آئے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے (تتمہ الف) اس فہرست میں جو مواضعات متاثر ہوئے اور آفت زدہ قرار دیئے گئے۔ ان کی تعداد بھی دی گئی ہے۔ جہاں تک رقبہ زیر کاشت متاثر ہونے کا سوال ہے۔ محکمہ زراعت کی رپورٹ کے مطابق کل متاثرہ رقبہ 9,33,000' ایکڑ اور جزوی طور پر متاثرہ رقبہ5,13,000 ایکڑ ہے اس طرح کل متاثرہ رقبہ 14,46,000 ایکڑ بنتا ہے۔ حالیہ سیلابوں سے چاول۔ کماد۔ کپاس' مکئی۔ سبزیات' آلو' چارہ جات اور دیگر فصلات متاثر ہوئیں۔ ان کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رقم مبلغ 3,32,00,000 (مبلغ تین کروڑ بتیس لاکھ روپیہ صرف) سیلاب سے متاثرہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو دی گئی تاکہ وہ متاثرہ لوگوں کو فوری طور پر خوراک' چارہ' ٹرانسپورٹ' عارضی رہائش وغیرہ کی سہولتیں فراہم کریں۔

1- سیلاب کی وجہ سے فوت ہونے والے اشخاص کے ورثا کو مجوزہ سکیل کے مطابق امداد کی گئی۔

2- بیس لاکھ روپیہ لاہور ڈویژن میں غریب مستحق خاندانوں میں تقسیم کے لیے دیا گیا۔ جن لوگوں کو یہ امداد دی گئی ہے۔ ان کی فہرستیں ڈپٹی کمشنر صاحبان سے

منگوا کر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بیس لاکھ روپیہ صوبائی محکمہ خوراک کو خشک خوراک کے پیکٹ تیار کرنے کے لیے دیا گیا۔ یہ پیکٹ متاثرین میں ہیلی کاپٹر اور کشتیوں وغیرہ کے ذریعہ تقسیم کیے گئے نقد رقم مبلغ 42,35,023 روپے صوبائی محکمہ زکوٰۃ نے بھی سیلاب سے متاثرہ افراد میں تقسیم کیں۔ ایسے افراد کی فہرست محکمہ زکوٰۃ براہ راست فراہم کر سکتا ہے۔ نقصانات کی تفصیل کا اندازہ محکمہ مال اور محکمہ زراعت کی مشترکہ ٹیمیں لگاتی ہیں۔

(ج) یہ سیلاب دریاؤں کے ماخذ میں انتہائی شدید بارش کی وجہ سے آیا۔

(د) سیلاب روکے نہیں جا سکتے۔ ان کے اثرات کم کرنے کے انتظامات پر غور کیا جا رہا ہے۔

(ہ) 1- موجودہ نظام ترسیل اطلاعات میں اصلاح کی جا رہی ہے۔

2- سندھ طاس معاہدے کے تحت ہندوستان سے مزید اور بروقت اطلاعات کے حصول کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

3- جن حفاظتی بندوں کو ستمبر' اکتوبر 1988ء کے سیلابوں سے نقصان پہنچا تھا ان کی مرمت کا کام شروع کر دیا گیا ہے جو آئندہ سیلاب کے موسم سے پہلے مکمل ہو جانے متوقع ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؛

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا "متاثرین سیلاب کی مدد کس فنڈ سے کی گئی"۔ آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تحریری جواب میں مذکور نہیں ہے کہ متاثرین کی مدد کس فنڈ سے کی گئی۔ جناب سپیکر! میرے سوال کے اس حصے کا جواب نہیں دیا گیا۔ وزیر مال بتائیں کہ متاثرین سیلاب کی مدد کس فنڈ سے کی گئی؛

وزیر مال، جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، اس میں متاثرین سیلاب کی مدد کس فنڈ سے کی گئی؛

وزیر مال، جناب والا! میں گزارش کر دوں کہ یہ اس میں لکھا ہوا ہے۔ ایک تو ہمارا ریلیف فنڈ ہوتا ہے جو ہم اس رول کے تحت مختلف ڈی سی صاحبان کو جن کے اضلاع زیر آب آئے ہوں ان کو ہم فوری

طور پر بھیج دیتے ہیں جو وہ لوگوں کو emergent & immediate relief کرتا ہے food, fodder, tent وغیرہ اور ان کی خوراک کے انتظامات کرتے ہیں۔ دوسری امداد زکوٰۃ فنڈ سے محکمہ زکوٰۃ نے کی تھی اس کا حساب کتاب محکمہ زکوٰۃ کے پاس ہوتا ہے۔ ریلیف فنڈ کا ہمارا حساب ہمارے پاس ہے۔ چونکہ یہ سیلاب بہت زبردست سیلاب تھا جیسے جناب سپیکر آپ کو علم ہے اس کی امداد زکوٰۃ فنڈ سے دی گئی۔ اس کی امداد ریلیف فنڈ سے دی گئی اس کی امداد بے شمار لوگوں نے کی۔ اور اس معاشرہ کے سوشل ورکرز نے گھر گھر جا کر اکٹھا کیا اور وہاں جا کر لوگوں کو سپورٹ کیا۔ ان کی خوراک اور رہنے کا انتظام کیا ہم نے all over Punjab کیمپس لگائے اور لوگوں کو provide immediately relief کیا۔ جس فنڈ سے امداد دی گئی ہے اس کا جواب اسی میں موجود ہے جناب ذاکر حسین صاحب غور سے پڑھ سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہ خود انہوں نے کہا ہے کہ صرف 42 لاکھ 35 ہزار 23 روپے صوبائی محکمہ زکوٰۃ نے سیلاب کے متاثرین میں تقسیم کیے ہیں جب کہ حصہ (ب) میں یہ کہتے ہیں مبلغ 3 کروڑ 32 لاکھ روپیہ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو مبلغ 3 کروڑ 32 لاکھ روپیہ ہے یہ کس فنڈ سے دیا جاتا رہا؟

جناب سپیکر، یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جی جناب۔

جناب سپیکر، جی جناب ریونیو منسٹر۔

جناب وزیر مال، جناب والا! یہ رقم مبلغ 3 کروڑ 32 لاکھ روپے سیلاب سے متاثرہ افراد کے لیے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو دی گئی۔ یہ 3 کروڑ روپیہ ہمارا ریلیف فنڈ ہے ہم اپنے rules and regulations کے تحت ڈی سی صاحبان کو اس کی ضرورت کے مطابق دیتے ہیں۔

جو اس کے علاوہ امداد ہے وہ زکوٰۃ فنڈ سے ہوئی ہے اور انہوں نے تجزیہ کیا---

جناب سپیکر، وہ یہی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ 3 کروڑ 32 لاکھ روپے کس مد سے دیئے گئے۔ کیا یہ صوبائی حکومت کے ریلیف فنڈ سے دیئے گئے؟

وزیر مال، جی ریلیف فنڈ سے دیئے گئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر مال سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس وقت ریلیف فنڈ میں کل کتنی رقم موجود تھی؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب گورنمنٹ کے ریلیف فنڈ میں کل کتنی رقم موجود تھی جس میں سے 3 کروڑ اور 32 لاکھ روپے دیئے گئے؟

وزیر مال: جناب والا! اس میں بات یہ ہے ہمیں بجٹ میں ہر سال پچاس لاکھ روپیہ ریلیف فنڈ میں ملتا ہے۔ لیکن اس وقت ہم نے وزیراعلیٰ صاحب سے درخواست کی تو حکومت نے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے ہمیں یہاں پر فنڈ مہیا کیا تھا لیکن اس کی تفصیل تو میں کسی اور سوال میں دے سکتا ہوں۔ کہ اس وقت یہ کتنی رقم تھی مگر ہم نے تمام پنجاب میں تین کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ اس وقت پنجاب میں 19- اضلاع میں سیلاب آیا تھا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ 3 کروڑ 32 لاکھ میں سے 40 لاکھ 35 ہزار روپیہ صوبائی زکوٰۃ سے آگیا۔ 50 لاکھ روپے ریلیف فنڈ سے آگئے یہ باقی جو دو یا اڑھائی کروڑ کی رقم ہے یہ وزیراعلیٰ نے کس فنڈ سے ریلیف فنڈ میں دی۔

وزیر مال: جناب والا! جناب شاہ صاحب کو یہ علم ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ گورنمنٹ ہے چیف منسٹر سپیشل فنڈ بھی موجود ہے اور ایمرجنسی میں ہم ان سے درخواست کرتے ہیں تو جناب والا اس وقت کچھ ایسی بات تھی لہذا انہوں نے ہمیں وہ پیسہ مہیا کر دیا تھا۔ تو اگر انہوں نے یہی ٹیکنیکل بات پوچھنی ہے تو وہ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی پوچھا تھا کہ متاثرین سیلاب کی مدد کس فنڈ سے کی گئی اب آپ یہ بتائیں کہ وہ کون سی زبان ہے جس میں یہ لکھتا اور یہ اس کا جواب لکھتے۔ اب آپ بھی مسکرا رہے ہیں۔ اب اس سے زیادہ واضح الفاظ اور غیر مبہم الفاظ اور کوئی نہیں ہو سکتے کہ متاثرین سیلاب کی مدد کس فنڈ سے کی گئی۔ اب انہوں نے خود جواب نہیں دیا اور کہہ رہے ہیں کہ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ بتائیں کہ وزیراعلیٰ نے ریلیف فنڈ میں باقی رقم کہاں سے دی۔

وزیر مال: جناب والا! میں نے جواب دیا ہے کہ یہ ریلیف فنڈ سے کیا ہے۔ اور پھر یہ گورنمنٹ کا پیسہ

ہے

سید ذا کر حسین شاہ، وہ تو صرف پچاس لاکھ روپے ہیں۔

جناب سپیکر، وزیر مال صاحب نے یہ categorically بیان کیا ہے کہ ان کو پچاس لاکھ روپیہ سالانہ ریلیف فنڈ میں ملتا ہے اور پچاس لاکھ سے زیادہ رقم جو ہمیں تباہ کاری کی وجہ سے خرچ کرنا پڑی وہ چیف منسٹر پنجاب نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اپنے فنڈ میں سے جو ان کے پاس تھے وہ ہمیں ریلیف میں دیئے اور وہ ہم نے تباہ حال انسانوں کی مدد کے لیے خرچ کیے۔

سید ذا کر حسین شاہ، جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کے پاس کئی قسم کے فنڈ ہوتے ہیں صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے یہ جو اڑھائی کروڑ روپیہ دیا یہ کس مد میں سے دیا؟

جناب سپیکر، اس کے لیے وزیر مال صاحب کہتے ہیں کہ اس کے لیے آپ fresh question دیں۔

سید ذا کر حسین شاہ، جناب والا! میں نے پہلے ہی (ب) میں پوچھا ہے کہ متاثرین سیلاب کو یہ رقم کس فنڈ سے دی گئی تو اس کا جواب انہوں نے کیوں نہیں دیا؟

جناب سپیکر، ریونیو منسٹر صاحب! سید ذا کر حسین شاہ صاحب کی تسلی نہیں ہوئی یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو اخراجات سیلاب زدہ لوگوں کی امداد میں خرچ ہوئے ان کی پوری تفصیل ان کو دیں کہ یہ اخراجات کون سے فنڈ سے کیے گئے۔

وزیر مال، جناب والا! میں یہی تو گزارش کر رہا ہوں کہ اگر ریلیف فنڈ کا پیسہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ہم گورنمنٹ کو لکھتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے خصوصی اختیارات استعمال کر کے ہمیں مزید فنڈ دیتی ہے اگر ان کو اس بارے میں تفصیل چاہیے تو میں ان کو مہیا کر دوں گا یہی تو میں ان کو کہہ رہا ہوں۔ لیکن جناب والا! یہ پیسہ ریلیف فنڈ میں پہلے استعمال ہوا ہے۔

سید ذا کر حسین شاہ، جناب سپیکر! کیا یہ درست ہے کہ یہ جو figure دیئے گئے ہیں یہ غلط ہیں اور متاثرین سیلاب کا پیسہ خورد برد کیا گیا اور وہ پیسہ الیکشن 1988ء میں اسلامی جمہوری اتحاد کے امیدواروں پر خرچ کیا گیا؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! کیا یہ سپلیمنٹری سوال ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ یہ اس لیے نہیں بتایا گیا کہ رقم خوردبرد کر لی گئی اور وہ رقم وزیراعلیٰ پنجاب نے 1988 کے الیکشن میں اپنے امیدواروں کو دی؟

وزیر مال، جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ شاہ صاحب بڑے ذہین ہیں اور وہ سب کچھ جانتے ہیں کہ گورنمنٹ کا پیسہ خوردبرد نہیں ہو سکتا اس کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے ہمارا پیسہ ڈی۔سی صاحبان کے پاس جاتا ہے اس کا باقاعدہ حساب ہوتا ہے اس کا آڈٹ ہوتا ہے اس کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے اور اس کی ایک ایک پائی کا حساب رکھا جاتا ہے۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب سپیکر---

جناب سپیکر، آپ بیرسٹر صاحب کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: I am sorry to say, Mr. Speaker Sir, will you kindly put the direction of your chair in such a manner that all of us are visible to you otherwise they remain making hue and cry but your honourable is not able to see them.

Sir, I would say that the question of Syed Zahir Hussain Shah was very specific i.e. from which fund the money was spend. The Hon'ble Minister should have been prepared for this question and it is his duty to give the specific answer.

MR SPEAKER: Is this a supplementary question?

ملک شاہ محمد محسن، ضمنی سوال--- جناب والا! بات تو وہی ہے جو کاردار صاحب کر رہے ہیں لیکن انہوں نے کسی اور طریقے سے کی ہے بات یہ ہے کہ شاہ صاحب کا specific question یہ تھا کہ پچاس لاکھ سے زیادہ کی جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ رقم کون سے ہیڈ سے' کون سی مد سے اور کون سے فنڈ سے دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ نہیں ہے کہ ہمیں پتا نہیں۔ تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ وہ اس کا definite جواب دیں کہ وہ پیسے کہاں سے دیئے گئے۔ جناب والا! یہ سیدھی سی بات ہے اور اس کا کوئی معقول جواب دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، وزیر مال صاحب! کیا آپ اس سیشن کے دوران یہ تفاصیل کہ یہ رقم کہاں سے دی گئی ہے ایوان کی میز پر رکھ سکتے ہیں۔

وزیر مال، جی میں ایوان کی میز پر رکھ سکتا ہوں لیکن جناب والا! یہ جو جواب ہے یہ بالکل واضح ہے ان کا سوال یہ ہے کہ سیلاب سے متاثرین کی مدد کس فنڈ سے کی گئی۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا ہے کہ رقم مبلغ 3 کروڑ روپیہ سیلاب سے متاثرہ حضرات کے لیے ڈی۔سی صاحب کو دی گئی تا کہ وہ متاثرہ لوگوں کو فوری طور پر دے سکیں۔ جناب والا! ہم نے جو رقم دی ہے وہ ریلیف فنڈ سے دی ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، وہ ریلیف فنڈ کہاں سے آیا؟

وزیر مال، وہ گورنمنٹ مہیا کرتی ہے۔

جناب سپیکر، گورداسپوری صاحب! آپ بیٹھے بیٹھے سوال نہ کریں۔ خان صاحب اس میں سوال واضح ہے کہ آپ نے یہ بتا دیا ہے کہ پچاس لاکھ روپیہ ریلیف فنڈ میں ہوتا ہے۔

وزیر مال، جی پچاس لاکھ روپیہ ہر سال ریلیف فنڈ میں ملتا ہے۔

جناب سپیکر، تو کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت ریلیف فنڈ میں کتنے پیسے تھے اور آپ کو گورنمنٹ آف پنجاب نے کتنے مزید پیسے دیئے اور وہ پیسے گورنمنٹ آف پنجاب نے کس مد میں سے دیئے وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

کیا آپ اسی سیشن کے دوران اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ سکتے ہیں۔

وزیر مال، جی میں ایوان کی میز پر رکھ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، اسی سیشن کے دوران اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھا جائے گا۔

خسرہ نمبر 2/170 کے رقبہ کی الاٹمنٹ

*223۔ چودھری قربان علی چوہان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چک نمبر 187 گگو منڈی خسرہ نمبر 2/170 رقبہ دو کنال تیرہ مرلہ پانچ سرسائی ملکیت سرکار مختلف دس غریب افراد کو الاٹ کیا گیا تھا جن کا قبضہ سرکاری طور پر دیا جا چکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ رقبہ اب ایک بااثر فرد واحد کو الاٹ کر دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) جی ہاں۔ اسسٹنٹ کمشنر / کلکٹر بوریوالہ نے رقبہ تعدادی 2- کنال 13 مرلہ 5 سرساہی بمشتمل خسرہ نمبر 2/170 واقع چک نمبر EB/187 (گگو منڈی) جس کا اندراج جمع بندی سال 1973-74ء میں بقایا آبادی درج تھا۔ مندرجہ ذیل افراد کو اپنے حکم مورخہ 20 جون 1978ء الاٹ برائے رہائش کیا۔

نمبر شمار	نام	رقبہ	نمبر شمار	نام	رقبہ
1-	یوسف ولد بوٹا	5 مرلے	6-	محبوب الہیٰ ولد فتح محمد	5 مرلے
2-	اصغر ولد سلطان رفیق ولد رمضان	8 مرلے 5 سرساہی	7-	اصغر۔رشید۔علی محمد پسران غلام قادر	5 مرلے
3-	شکور ولد عنایت اللہ	5 مرلے	8-	فضل محمد۔ عبدالستار پسران غلام قادر	5 مرلے
4-	محمد حسین ولد اللہ دتہ	5 مرلے	9-	شریف گلزار۔یعقوب پسران فقیر محمد	10 مرلے
5-	سعید ولد فتح محمد	5 مرلے			

لیکن مابعد معلوم ہوا کہ رقبہ متذکرہ بالا آبادی دیہہ میں شامل نہ ہے۔ بلکہ بقایا سرکار ہے۔ گگو منڈی کے کمرشل ایریا میں واقع ہے لہذا کلکٹر صاحب بوریوالا نے اپنے حکم مورخہ 20 جون 78ء کی نظر ثانی کرتے ہوئے مندرجہ بالا اشخاص کی الاٹمنٹ اپنے حکم مورخہ 11-7-78 خارج کر دیں۔

(ب) متذکرہ رقبہ تعدادی دو کنال تیرہ مرلے 5 سرساہی قواعد کے تحت صنعتی اغراض کے لیے مبلغ پچاس ہزار فی مرلہ بازاری قیمت بمعہ دس فی صد سرچارج حکم مورخہ 2-4-87 کو بحق محمد اسلم منگول فروخت کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی رعایت نہیں برتی گئی۔

(ج) مکمل تفصیل یوں ہے کہ صوبائی حکومت کا رقبہ تعدادی 2 کنال 12 مرلے 5 سرسائی مشتمل نمبر خسرہ 2/170 واقع چک نمبر EB/187 (گگو منڈی) سے تحصیل بوریوالا ضلع وہاڑی خالی پڑا ہوا تھا۔ جمع بندی سال 74-1973ء میں اس رقبہ کا اندراج بقایا آبادی دیہہ غلط طور پر درج ہونے کی بنا پر اسسٹنٹ کمشنر / کلکٹر بوریوالا نے اپنے حکم مورخہ 78-6-20 کو ان اشخاص کے نام جن کا ذکر جز (الف) میں کیا گیا ہے الاٹ کر دیا گیا مگر جلد ہی یہ معلوم ہوا کہ رقبہ متذکرہ آبادی دیہہ کے لیے مخصوص نہ ہے بلکہ بقایا سرکاری ہے اور گگو منڈی کے کمرشل ایریا میں واقع ہے۔ لہٰذا کلکٹر بوریوالا نے اپنے حکم مورخہ 78-6-20 پر نظر ثانی فرماتے ہوئے ان اشخاص کی الاٹمنٹ مورخہ 78-7-11 کو منسوخ کر دی چونکہ رقبہ بقایا سرکار ہو گیا تھا اس لیے یہ ایک شخص محمد اسلم منگول کی درخواست پر اسے بازاری قیمت مبلغ پچاس ہزار روپے فی مرلہ بمع دس فی صد سرچارج قواعد کے تحت فروخت کر دیا گیا الاٹیان نے کلکٹر کے حکم مورخہ 78-7-11 کے خلاف بعدالت جناب ایڈیشن کمشنر (مال) ملتان ڈویژن اپیل دائر کی جو کہ انہوں نے مابعد سماعت اپنے حکم مورخہ 78-11-29ء خارج کر دی۔ ان اشخاص میں سے تین افراد مسمیان محمد حسین ولد اللہ دتہ سعید ولد فتح محمد اور محبوب الہیٰ ولد فتح محمد نے تقریباً دس سال کے عرصہ بعد 10.3.88ء کو اس حکم کے خلاف بعدالت جناب رکن نوآبادیات مجلس مال پنجاب نگرانی دائر کر دی جو ابھی زیر سماعت ہے۔

سیلاب سے متاثرین کی امداد کی تفصیلات

*247-چودھری منور حسین تارڑ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دریائے چناب میں سیلاب کی تباہ کاریوں پر موضع سعد اللہ پور تا بھمیر وال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے لیے کتنی رقم مخصوص کی گئی تھی۔

(ب) ان سب مواضعات کے نقصان کا اندازہ کیا لگایا گیا تھا۔ اور ان میں کتنی رقم تقسیم کی گئی ہے۔ فی کس کتنی رقم تقسیم کی گئی اور کن کن افراد کو تقسیم کی گئی ہے۔ مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) کیا متاثرین کو رقم تقسیم کرنے کے لیے پبلک کے کسی نمائندہ کو شریک کیا گیا اگر ایسا

ہے تو اس کا نام کیا ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) تحصیل پھالیہ کے سیلاب زدہ دیہات کی امداد کے لیے مبلغ -/2,60,000 (دو لاکھ ساٹھ ہزار صرف) مختص کیے گئے۔

(ب) ڈپٹی کمشنر گجرات نے ان سب مواضعات کے نقصان کا اندازہ مبلغ -/62,22,000 (باسٹھ لاکھ بائیس ہزار) روپے لگایا۔

200 غریب مستحق متاثرین میں دو لاکھ روپے کی رقم بحساب ایک ہزار روپیہ فی کس بذریعہ چیک تقسیم کی گئی۔ مطلوبہ فہرست بطور ضمیمہ الف' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چوں کہ صوبائی اور قومی اسمبلیاں سیلاب آنے سے قبل ہی کالعدم ہو چکی تھیں اور ایم۔پی۔اے و ایم۔این۔اے حضرات نہیں تھے لہٰذا انتظامیہ کے مقامی افسران نے سیلاب سے متاثرین میں رقم و دیگر اشیاء تقسیم کرنے کے لیے یونین کونسل کے چیئرمین۔ کونسلر اور نمبر دار وغیرہ کو بھی شامل کیا۔

تحصیل کبیر والا میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی تفصیلات

*343- **ڈاکٹر خاور علی شاہ**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل کبیر والا کے کتنے دیہات سیلاب سے متاثر ہوئے۔

(ب) ان دیہات میں کتنی امداد مہیا کی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سیلاب سے متاثرہ دیہات کو آفت زدہ قرار دینے کے باوجود معاملہ آبیانہ کے ڈھال باچھ تقسیم کیے گئے ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) تحصیل کبیر والا میں کل 97 دیہات زیر سیلاب راوی' چناب آئے تھے جن میں 88 دیہات آفت زدہ قرار دیئے گئے ہیں۔

(ب) مذکورہ 97 دیہات پر سیلاب میں مندرجہ ذیل امداد مہیا کی گئی۔

(1) گورنمنٹ کی جانب سے مبلغ 1,80,380 روپے کی اشیاء تقسیم کی گئی۔

(2) گورنمنٹ کی جانب سے ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کی جانب سے برائے تعمیر مکانات ازسر نو اور مرمت بلا سود قرضہ مہیا کیے گئے ہیں۔

(3) گورنمنٹ کی جانب سے محکمہ زراعت نے سیلاب زدگان کو بیج و کھاد کے لیے قرضہ جات بلا سود دیئے گئے ہیں۔

(4) پرائیویٹ انجمن ہائے' دفاعی ادارہ جات۔ مقامی خلاصی کمیٹی ہائے کی جانب سے گندم' آٹا' کپڑے' برتن' بھوسہ' چارہ' کمبل' رضائیاں' گدے' چینی' تیل' گڑ وغیرہ تقریباً 2 لاکھ روپے کی اشیاء تقسیم کی گئیں۔

(5) اس کے علاوہ محکمہ زکوٰۃ بھی مستحقین کو امداد فراہم کرتا ہے جس کی تفصیل محکمے ہذا فراہم کر سکتا ہے۔

(ج) آفت زدہ مواضعات میں وصولی مالیہ کی کوئی ڈھال باجھ تقسیم نہ کی گئی ہیں۔ البتہ جو فصلات تباہ نہیں ہوئی ہیں ان پر محکمہ نہر نے آبیانہ مبلغ -/12,43,371 روپے تشخیص کر رکھا ہے۔ جو بوجہ چھٹی مجریہ منجاب بورڈ آف ریونیو نمبری ایس۔ 3-3278-88/2846 نمبر مورخہ 30-11-88 وصولی مالیہ تقاوی وغیرہ ہائے چھ ماہ یعنی مورخہ 8-10-88 تا 7-4-89 تک زیر التواء ہے یعنی رکی ہوئی ہے

موضع جسرت میں سیلاب سے ہونے والے نقصان کی تفصیل

*354-مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ستمبر 1988ء کے سیلاب کے دوران موضع جسرت تحصیل چنیوٹ اور اس کا ملحقہ علاقہ کو دریا برد گی کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے حکومت نے متاثرین کی بحالی کے لیے جملہ کوائف حاصل کر لیے ہیں

(ب) دریابرد گی کی وجہ سے حالیہ سیلاب میں موضع جسرت کا زیر کاشت کتنا رقبہ دریابرد ہوا مالکان زمین کے اسماء اور دریابرد رقبہ کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) کتنے مکانات دریابرد ہوئے مالکان کے اسماء اور کچے پکے مکانات کی تعداد مع نقصان کی مالیت کیا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ موضع جسرت کی تاریخی اور عالیشان مسجد مکمل طور پر دریابرد ہوگئی ہے۔

(ہ) کیا حکومت نے متاثرین جزہائے بالا کی بحالی کے لیے کوئی عملی اقدام کیا ہے اور کتنے آدمیوں کو زرعی زمین کے بدلے زمین اور مکانات کے نقصانات کا نقد معاوضہ کتنا کتنا دیا گیا ہے اور مسجد کی تعمیر کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے اگر ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد متوقع ہے۔ مزید برآں موضع جسرت کو دریابردگی سے محفوظ رکھنے کے لیے حکومت نے کوئی منصوبہ بنایا ہے اگر بنایا ہے تو اس پر عمل درآمد کب ہوگا۔ جب کہ موجودہ صورت میں دریا کا رخ اس جانب ہونے کی بناء پر موضع جرت کا صفحہ ہستی سے مٹ جانے کا خدشہ ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) سیلاب ستمبر 1988ء کے دوران موضع جسرت اور ملحقہ علاقہ میں بوجہ دریابردگی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ البتہ معمولی رقبہ وقتی طور پر زیر آب آیا تھا۔

(ب) حالیہ سیلاب کے دوران موضع جسرت کا کل 176 ایکڑ کاشتہ رقبہ زیر آب آیا۔ ممکن کوئی رقبہ کاشتہ دریابرد نہ ہوا۔

(ج) سیلاب 1988ء میں کوئی مکان مکمل طور پر دریابرد نہ ہوا البتہ 49 کچے مکانات بوجہ سیلاب تباہ ہوگئے تھے۔

(د) موضع جسرت کی تاریخی عالی شان مسجد سال 1973ء میں دریابرد ہوئی تھی

(ہ) 1- سیلاب 1988ء میں دریابردگی کی حد تک مالکان کا رقبہ متاثر نہ ہوا تھا

2- حکومت کے زیر غور کوئی ایسی سکیم نہیں جو دریابردگی کے عوض زمین کے بدلے زمین دی جائے۔

3- موضع جسرت تحصیل چنیوٹ کی مسجد محکمہ اوقاف کی زیر تحویل نہ ہے اس لیے اس کی تعمیر حکومت کے زیر غور نہیں۔

4- گزشتہ سال چونکہ سیلاب غیر معمولی درجہ کا تھا۔ لہذا پہلی دفعہ اس موضع کا دریا کے پانی کی وجہ سے کچھ نقصان ہوا ہے۔ محکمہ کے ابتدائی سروے کے دوران یہ بات

معلوم ہوئی ہے کہ موضع جسرت دراصل دریا چناب کی ایک major creek کریک کے کنارے واقع ہے جس میں سال کے بیشتر حصے پانی بہتا رہتا ہے موضع جسرت کی آبادی اور دریا کے مذکورہ کریک کے درمیان اس وقت کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ چنانچہ دریا اور آبادی کے درمیان کوئی بند تعمیر کرنا ممکن نہ ہے مزید برآں ایسی آبادی جو دریا کی meandering بیٹ میں واقع ہوں ان پر دریا کے قدرتی پیچ و خم کی وجہ سے کٹاؤ کا عمل ایک قدرتی امر ہے۔

سیلاب کی وجہ سے معافہ اور قرضہ جات کی وصولی میں رعایت کے لیے اقدامات

*414-چودھری محمد بشیر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امسال سب ڈویژن فورٹ عباس کے چکوک 240-الف، 240 شرقی غربی 241تا 243 وغیرہ سیلاب کی وجہ سے زیر آب آگئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زیر آب آمدہ چکوک کی فصلات اور مکانات تباہ و برباد ہوگئے تھے

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس علاقہ کے کاشت کاروں کو معافہ معافی قرضہ جات کی وصولی کے سلسلہ میں یا دیگر کوئی رعایت دی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سب ڈویژن فورٹ عباس کے چکوک 240 الف۔ 240 شرقی و غربی-241 243 سیلاب کی وجہ سے زیر آب آگئے تھے۔ چک نمبر 240 الف کی فصلات 50% سے متاثر ہونے کی وجہ سے آفت زدہ قرار نہ دیا گیا ہے۔ باقی کے چکوک ہائے کو آفت زدہ قرار دیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چکوک 240 شرقی و غربی چک 241 تا 243 کی فصلات اور مکانات تباہ ہوگئے تھے لیکن چک نمبر 240 الف کی فصلات مکمل طور پر تباہ نہ ہوئی ہیں بلکہ کل رقبہ کاشت 600 ایکٹر میں سے صرف 99 ایکڑ رقبہ تباہ ہوا ہے۔

(ج) مطابق نوٹیفکیشن محکمہ انہار کو عمل درآمد کے لیے ہدایت کر دی گئی ہے لیکن چک نمبر

الف جس کی فصلات 50% سے کم متاثر ہوئی ہیں کو رعایت نہ دی جا سکتی ہے دیگر چکوک ہائے کے کاشت کاروں کو حسب ضابطہ رعایت دی جائے گی۔

جناب سپیکر، چوہدری صاحب کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد بشیر، جی۔۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد بشیر، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جن چکوک کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے گورنمنٹ کی جانب سے ان کو کوئی امداد دی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جی ریونیو منسٹر۔۔۔

وزیر مال، ہماری جو ریونیو سنیٹ کی کاشت کی فصلیں 50% یا 50% سے اوپر اگر تباہ ہو جائیں تو پھر ہم اس کو calamity affected قرار دیتے ہیں اور اس کے بعد ہم پھر وہ نوٹیفکیشن کمرشل بنکوں کو اور اپنے اداروں کو لکھتے ہیں کہ ان کا مالیہ آبیانہ جو بھی ان پر وہ چیزیں ہیں ان کو 6 مہینوں کے لیے معطل کر دیا جائے اور ان 6 مہینوں کو بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ کچھ ہمارے محکمہ جات ہیں اور کچھ سنٹرل گورنمنٹ کے ہیں ان کو ہم اس کی نوٹیفکیشن کی کاپی بھیجتے ہیں اور وہ ان کو معطل کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پورے پنجاب کا اندازہ لگایا گیا تھا تو اس کے لیے مجھے یاد ہے کہ 280 کروڑ روپے کا اندازہ لگا تھا جو ہم نے سنٹرل گورنمنٹ کو لکھا اور آج تک ہمیں ایک پیسہ وہاں سے وصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، اس پر اور کوئی ضمنی سوال ہے۔ نہیں ہے۔ اگلا سوال چوہدری محمد بشیر۔

چودھری محمد بشیر، سوال نمبر 415۔

رحیم یار خان اور بہاول پور کو بہاول نگر کی نسبت زیادہ امداد دینے کی وجوہات

*415۔چودھری محمد بشیر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوجہ خشک سالی بطور امداد علاقہ چولستان میں 1988 میں ضلع رحیم یار خان کو گندم 787 ٹن، گھی 50 ٹن کھل مالیتی چار لاکھ روپیہ برائے چارہ سولہ لاکھ روپیہ برائے

ادویات بیس لاکھ روپیہ ضلع بہاول پور کو گندم 630 ٹن' گھی 40 ٹن کھل مالیتی پانچ لاکھ روپیہ برائے چارہ بائیس لاکھ روپیہ برائے ادویات چھ لاکھ روپیہ اور ضلع بہاول نگر گندم 157 ٹن گھی 10 ٹن برائے کھل چارہ اور ادویات ایک ایک لاکھ روپیہ تقسیم ہوا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اب سال 1989ء میں گندم ضلع رحیم یار خان کو دو ہزار ٹن بہاول پور اٹھارہ سو ٹن اور ضلع بہاول نگر کو صرف 254 ٹن دی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان اور بہاول پور کی نسبتاً بہاول نگر ہر لحاظ سے انتہائی پسماندہ ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ امداد چولستان کے علاوہ دیگر کسی بھی متاثرہ افراد کو نہیں دی گئی۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع رحیم یار خان اور بہاول پور کو بہاول نگر کی نسبتاً اس قدر زائد امداد کسی بنیاد پر دی گئی۔ نیز چولستان کے علاوہ دیگر متاثرین کو امداد نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔ سوال نمبر 415 کا ترمیم شدہ جواب حاضر ہے۔

جناب کمشنر صاحب بہاول پور ڈویژن کی رپورٹ کے مطابق خشک سالی چولستان میں متاثرین کو فراہم کردہ امداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

امداد برائے سال 1988ء

نام ضلع	گندم	گھی	چارہ خوراک	کھل
بہاول پور	787ٹن	50ٹن	22 لاکھ	5 لاکھ
بہاول نگر	157ٹن	10ٹن	2 لاکھ	1 لاکھ
رحیم یار خان	گندم نہ ملی ہے۔	—	16 لاکھ	4 لاکھ

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ضلع بہاول نگر دیگر اضلاع یعنی بہاول پور اور رحیم یار خان کی نسبت پسماندہ ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔ سال 1989ء میں 254 ٹن موصولہ گندم میں سے 34 ٹن گندم چودھری

محمد بشیر ایم پی اے کی سفارش پر ٹیل با کڑہ کی متاثرہ آبادی میں تقسیم کی گئی۔

(ہ) ضلع بہاول پور اور رحیم یار خان میں امداد چولستان کے متاثرین میں تقسیم ہوئی۔ ہر سہ اضلاع چولستان کی آبادی کا تناسب حسب ذیل ہے۔

(1) بہاول نگر 10% (2) رحیم یار خان 40% (3) بہاول پور 50% آبادی کے تناسب کی بنیاد پر امداد موصولہ تقسیم کی گئی۔ چونکہ امداد صرف چولستان میں خشک سالی سے متاثرین افراد کے لیے مخصوص ہے۔ لہذا بہاول پور اور رحیم یار خان میں امداد مستحقین چولستانیوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ صرف بہاول نگر میں سال 1989ء میں موصولہ گندم میں سے 34 ٹن گندم غیر چولستانیوں میں تقسیم کی گئی۔

میاں منظور احمد موہل، ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ امداد جو چولستانیوں کی لیے تھی تو غیر چولستانیوں کو کیوں دی گئی؟

وزیر مال، اس وقت متعلقہ ایم پی اے صاحب نے یہ سفارش کی تھی کہ اس ہا کڑہ ٹیل پر کچھ چولستانی اٹھ کر وہاں پر آگئے ہیں اور ان کی خصوصی درخواست پر ہم نے وہ گندم ان کو مہیا کی۔

جناب سپیکر، اس پر اور کوئی ضمنی سوال ہے؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری شبیر احمد خان

آبیانہ اور مالیہ کی رقوم کی تفصیل

*465-چودھری شبیر احمد خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں کس قدر رقوم آبیانہ اور مالیہ کی وصولی بقایا ہے اور باقی داران کی تفصیل کیا ہے

(ب) باقی داران کی تفصیل مع ان کے خلاف بقایا رقوم کی تفصیل معزز ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) پنجاب میں مورخہ 28-2-1989ء تک آبیانہ اور مالیہ کی قابل وصول رقم اور باقی داران کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

(i) آبیانہ:

قابل وصولی رقم مبلغ 38,28,48,836 روپے ہے پنجاب میں باقی داران کی کل تعداد 26,354 ہے جن کی ضلع وار تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

(ii) مالیہ:

قابل وصولی رقم مبلغ 1,64,59,234 روپے ہے پنجاب میں باقی داران کی کل تعداد 12,952 ہے جن کی ضلع وار تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

(ب) باقی داران کی ضلع وار تفصیل اور ان کے خلاف بقایا رقوم کی تفصیل ضلعی اور تحصیل دفاتر سے اکٹھی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر جز (ب) کا جواب اسی سوال کے جواب جز (الف) میں آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، اس کا گوشوارہ پڑھنے کی ضروری نہیں ہے۔ کوئی ضمنی سوال۔ جی چوہدری شیر احمد خان۔

چوہدری شبیر احمد خان: جناب سپیکر میرے سوال کے جواب کا جو جز (ب) ہے وہ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ باقی داران کی ضلع وار تفصیل اور ان کے خلاف بقایا رقوم کی تفصیل ضلعی اور تحصیل دفاتر سے اکٹھی کی جا رہی ہے"۔

It means it is still awaited.

تو کیا فاضل وزیر مال وضاحت فرمائیں گے کہ یہ تفصیل کب تک ایوان کے سامنے لائی جائے گی یعنی نام وار اور ان کے سامنے میرا مطلب ہے کہ ان کے خلاف آبیانہ اور مالیہ کے بقایا جات کتنے ہیں۔ جو یہ تفصیل اکٹھی بھی کر رہے ہیں تو اس کے لیے کوئی وقت متعین فرما دیں کہ کب تک یہ اس معزز ایوان کے سامنے لے آئیں گے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جو گوشوارہ (الف) ہے اس میں سوال کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ جو انہوں نے سوال پوچھا ہے گوشوارہ (الف) میں اس کا جواب آ چکا ہے۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ "پنجاب میں کس قدر رقوم آبیانہ اور مالیہ کی قابل وصولی بقایا ہے اور باقی داران کی تفصیل کیا ہے"۔ یہ ہم نے تفصیل ان کو بتا دی ہے۔ فرض کیا لاہور ہے تو اس کی آبیانہ کی amount بتا

دی ہے۔ تلاہندگان کی تعداد بتا دی ہے کہ 415 ہیں۔ اسی ضلع میں مالیہ کی واجب الادا رقم 6-لاکھ40 ہزار7 سو57 روپے ہے اور اس کے باقی داران کی تعداد 212 ہے یہ ضلع وار اور ڈویژن وار ہم نے ان کو بتا دیا ہے۔

چودھری شبیر احمد خان، ضمنی سوال---

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال----

چودھری شبیر احمد خان، جناب والا! کیا فاضل وزیر مال وضاحت فرمائیں گے کہ یہ رقوم کب سے واجب الادا ہیں اور یہ کتنے دنوں سے بقایا چلی آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر، جی جناب ریونیو منسٹر--

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ مختلف سالوں سے چلی آ رہی ہیں اور ہم ہر سال اس میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ قانون کے مطابق ان کی گرفت بھی کرتے ہیں اور ان سے وصول بھی کرتے ہیں۔ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے اور اس میں کمی بھی واقع ہوتی رہتی ہے تو یہ ایک جاری عمل ہے۔ جب کسی نے مالیہ نہ دینا ہو تو پھر وہ پس و پیش کرتا ہے لیکن ہم قانون کے مطابق اس کی گرفت کرتے ہیں۔ یہ ایک جاری عمل ہے اور اس میں یہ جاری رہتا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری شبیر احمد کوئی آپ کا اور ضمنی ہے؟ ارشاد

چودھری شبیر احمد خان، کیا وزیر مال یہ وضاحت فرمائیں گے کہ انہوں نے ضلع لاہور میں بقایا جات کی وصولی کے لیے کیا کیا اقدامات فرمائے ہیں۔

جناب سپیکر، باقی داران سے وصولی کے لیے؛ کیا کسی سپیشل ارینجمنٹ کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں۔

چودھری شبیر احمد خان، جی جناب والا! کیا انہوں نے کوئی اقدام اٹھایا ہے۔

وزیر مال، جناب والا یہ تو ایک جنرل بات ہے کہ ہر ڈپٹی کمشنر کو ہماری طرف سے ہمیشہ سے یہ ہدایات ہوتی ہیں اور ان کی ترجیحات میں یہ شامل ہے' وہ ہر ماہ میٹنگ کرتے ہیں اور ریونیو سٹاف کو اکٹھا کر کے دیکھتے ہیں اور وصولی کراتے ہیں اس وقت مجھے figures پتا نہیں ہیں' اس وقت لاہور

ضلع ٹاپ پر ہے جہاں سے انہوں نے وصولی کی ہے۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! سوال کے جز "ب" کو اچھی طرح پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ باقی داران کی تفصیل مع ان کے خلاف بقایا رقم کی تفصیل معزز ایوان میں پیش کی جائے۔ انہوں نے جو تحریری جواب دیا ہے' اس کے جز "ب" میں لکھا ہے کہ باقی داران کی ضلع وار تفصیل اور ان کے خلاف بقایا رقوم کی تفصیل ضلعی اور تحصیل دفاتر سے اکٹھی کی جا رہی ہے۔ لیکن اپنے جواب میں انہوں نے بتایا کہ جز "ب" کا جواب ہمیں آ چکا ہے۔ اب جب دوبارہ شبیر احمد صاحب نے پوچھا تو انہوں نے جواب نہیں دیا۔ ایک سیدھی سی بات ہے کہ تحصیل وار جن کے ذمہ بقایا جات ہیں' ان کے نام اور اس کے آگے کتنا بقایا ہے تفصیلاً انہوں نے پیش کرنی ہے سیدھا سا سوال ہے اور سیدھا سا جزو ہے اس میں اگر ان کے اپنے نام ہیں یا کسی اور کے نام ہیں اگر وہ چھپانا چاہتے ہیں مگر انہیں باقی داران کے نام اور تفصیل مہربانی کر کے بتائیں کہ وہ کون کون سے آدمی ہیں جن کا بقایا ہے۔ اور کتنا بقایا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! میں تو لاہور میں نہیں رہتا ہوں' میرا نام تو نہیں' شاید آپ کے بارے میں کوئی بات ہو' میں تو عرض یہ کر رہا ہوں' ملک صاحب آپ تو بڑے پرانے پارلیمینٹیرین ہیں' اس میں انہوں نے یہ بات پوچھی نہیں ہے۔ اگر یہ پوچھ لیتے تو اس میں یہ ہو گا کہ ان کے نام نمبرداران کے پاس ہوتے ہیں اور وہ ہمیں تمام پنجاب کا اکٹھا کرنا پڑے گا۔ ہمارے تحصیل لیول پر یا ضلع لیول پر ہمارے پاس تو figures ہوتی ہیں کہ اس ریونیو اسٹیٹ کا اتنا بقایا ہے۔ اگر یہ نام پوچھتے ہیں تو اس میں ہمیں پس و پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ہم وہ نام دے دیتے۔ جناب ان کا سوال جو ہے وہ آپ دیکھیں اس کے جز (الف) میں ہے۔ پنجاب میں کس قدر آبیانہ اور مالیہ کی رقوم قابل وصولی بقایا ہے اور باقی داران کی تفصیل کیا ہے' اس سے آپ دیکھ لیں کہ انہوں نے کیا سوال پوچھا ہے تفصیل میں نے ضلع وار بتا دی ہے۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! سوال کے جز "ب" میں باقی داران کی جو تفصیل پوچھی گئی ہے وہ ان کے ناموں کی ہے اور ہر ایک کے ذمہ جو بقایا جات ہے یہ پوچھا گیا ہے' اب یہ کہتے ہیں کہ وہ نمبرداروں کے پاس ہے چوکیداروں کے پاس ہے کسی اور کے پاس ہے' وہ بہرحال محکمہ مال کے پاس ہے' تو میں یہ کہوں گا کہ محکمہ مال تفصیل دینے سے کیوں گریز کر رہا ہے' یا تو کہہ دیں کہ ہم تفصیل

جد میں دے دیں گے لیکن جواب میں وہ کہہ رہے ہیں تفصیل دے دی گئی ہے' سوال جناب یہ سیدھا سا ہے کہ تفصیل تو کہیں نہیں ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے پوچھتا ہوں کہ اس کی تفصیل دیں' اور ایوان میں دیں۔

وزیر مال: اس کے لیے آپ فریش سوال دیں'۔۔۔ منسٹر انچارج ایوان میں اپنی سٹیٹمنٹ کی تصحیح کر سکتا ہے۔ میں نے جب اس کو پڑھا ہے تو میں نے اس کی تصحیح کی ہے میں نے یہی سمجھا کہ ضلع وار تفصیل آ گئی تو اس کا جواب تو آ چکا ہے' اس لیے جز "ب" کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اگر آپ کو تفصیل مطلوب ہے تو اس کے لیے ہمیں تمام پنجاب سے تفاصیل لینی پڑیں گی' آپ اس سلسلہ میں فریش سوال دے دیں تو میں آپ کو جواب دے دوں گا۔

چودھری شبیر احمد خان: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! یہ ملاحظہ فرمائیں میرے سوال کے جز "الف" اور جز "ب" ان دونوں میں میں نے تفصیل مانگی ہے اور الفاظ میں ہے باقی داران کی تفصیل کیا ہے' باقی داران جناب والا ضلع یا ڈکشنریز نہیں ہوتے' باقی دار تو اسامی ہوتی ہے' پرسن ہوتا ہے' اور لینڈ اونر ہوتا ہے۔ اور لینڈ اونر کے ذمہ بقایا جات کی تفصیل ہی مطلوب تھی' جس کے جواب میں بھی محترم وزیر مال نے جز "ب" میں فرمایا ہے کہ وہ اکٹھی کی جا رہی ہے اور جونہی آئی وہ پیش کر دیں گے۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ وزیر مال صاحب اس کو کیوں دوسرے معنی پہنا رہے ہیں' اب آپ تصفیہ فرما دیں اگر واقعی کسی نئے سوال کے کرنے کی ضرورت ہے تو میں از سر نو سوال کر دوں گا لیکن میرا سوال بڑا واضح ہے کہ باقی داران کی تفصیل "الف" اور "ب" دونوں جز میں میں نے مانگی ہے اور وہ اس میں تسلیم بھی کر رہے ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہم تفصیل اکٹھی کر رہے ہیں اور پیش کر دیں گے' میرا ضمنی سوال تو صرف یہ تھا کہ کب تک کر دیں گے۔ اگر یہ میعاد چاہتے ہیں' وقت چاہتے ہیں وہ بے شک واضح فرما دیں اور اس ایوان میں فرما دیں کہ کب تک کر دیں گے۔ میں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ باقی داران کی تفصیل دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ واقعی شبیر احمد خان اس بارے میں جو دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ باقی داران کی تفصیل مع ان کے ذمہ واجب الادا رقم کی تفصیل ہے۔ اس میں ریونیو منسٹر صاحب توجہ فرمائیں کہ باقی داران کی تفصیل یہ چاہتے ہیں جس میں ایک ایک باقی دار کی تفصیل ہو کہ فلاں ولد فلاں' چک فلاں کے

ذمہ اتنی رقم بقایا ہے۔ تو یہ تفصیل یہ چاہتے ہیں' اگرچہ یہ کام کافی مشکل ہے' لیکن یہ چاہتے ہیں اور یہی انہوں نے دریافت کیا ہے' اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ معزز رکن کا سوال کیا ہے سوال ان کا یہی ہے کہ ایک ایک باقی دار کی تفصیل دیں' اس کا نام بھی دیا جائے' اس کی تفصیل اور اس کا ایڈریس بھی دیا جائے تو اس میں کوئی ابہام نہیں ہے اس میں اگر آپ چاہیں تو کچھ وقت لے کر اس سوال کا جواب آپ ٹیبل کر سکتے ہیں۔

وزیر مال، جناب والا! اگر آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے تو میں یہ مہیا کر دوں گا' اس میں وقت لگے گا' یہ تفصیل نمبر داروں کے پاس ہوتی ہے وہاں سے یہ اکٹھی کرنا ہو گی اور سارے پنجاب کی کرنی ہو گی' یہ میں اگلے اجلاس تک دے دوں گا۔

جناب سپیکر، شبیر احمد خان صاحب اگلے اجلاس تک آپ کا مطلوبہ جواب آ جائے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے ہی یہ سوالات سات آٹھ ماہ قبل دیے گئے ہیں' اتنی طویل مدت کے بعد کسی وزیر کی طرف سے ایوان میں یہ کہنا کہ مجھے مزید وقت دیا جائے۔ اور آپ کی طرف سے اس کو کہنا کہ آپ مزید وقت لے لیں جناب والا میرے خیال میں اس معزز ایوان کے وقت کا ضیاع ہے' ہم ایک عرصہ سے آپ سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اگر رانا پھول محمد جیسا وزیر تیار ہو کر نہ آتا اور جواب نہ دے سکتا تو آپ وقت کی مہلت دے دیتے لیکن لودھی صاحب جیسا وزیر اگر ایوان میں یہ کہے کہ جواب کے لیے مزید وقت چاہیے تو جناب والا یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس میں جو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کو میں جائز نہیں سمجھتا اس لیے کہ جس میں خاص معاملہ میں معزز رکن کی طرف سے تفصیل چاہی گئی ہے اس بارے میں اگر منسٹر متعلقہ کی توضیح مختلف ہے تو چیئر کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ چیئر کی یہ توضیح ہے اور یہ رولنگ بھی ہے اور اس پر عمل کیا جائے ایک سوال کی تفصیل میں کوئی ابہام ہو سکتا ہے اس کو سمجھنے میں دشواری ہو سکتی ہے لیکن ایسی بات نہ ہے کہ آپ کے سوالوں کے جواب میں دانستہ کوئی تاخیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے میری یہ ذمہ داری ہے اور میں اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوالات کے صحیح جوابات آنے چاہیے اور وقت مقررہ پر آنے چاہییں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں سوالات آنے چاہیے۔ کیونکہ وقفہ سوالات' سوالات کے لیے ہے جناب چودھری شبیر احمد خان صاحب۔

تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کی تعیناتی کی تفصیل

*468-چودھری شبیر احمد خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ مال میں جنوری 1985ء سے آج تک نائب تحصیل داروں اور تحصیل داروں کی کتنی اسامیاں خالی ہوئیں اور ان اسامیوں پر وزیراعلیٰ کے احکامات کے تحت کن کن حضرات کو متعین کیا گیا اور وزیراعلیٰ کے خصوصی احکامات کے تحت جن حضرات کی تقرری کی گئی ان کی عمریں تعلیمی قابلیت اور سکونت کیا ہے اور ان کا آبائی پیشہ کون سا تھا۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

جنوری 1985ء سے لے کر جون 1989ء تک نئی اسامیاں 60 اور ریٹائرمنٹ۔ فوتیدگی۔ برطرفی ترقی اور تنزلی کی وجہ سے تحصیل داروں کی کل اسامیاں 199 پیدا ہوئی۔ ان اسامیوں میں سے صرف 9 اسامیوں پر وزیراعلیٰ کے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کی گئی۔ تقرر شدہ افراد کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	عمر	تعلیمی قابلیت	سکونت	آبائی پیشہ
-1	محمد سلیم	22 سال	بی۔اے	تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد	زراعت /تجارت
-2	خالد یامین	22سال	بی۔اے	تحصیل و ضلع راولپنڈی	زراعت /تجارت
-3	محمد شاہد لالی	23سال	بی۔اے	تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ	زراعت /تجارت
-4	چودھری محمد عالم	47سال	بی۔اے	تحصیل و ضلع لاہور (پہلے واپڈا میں ملازم تھا)	زراعت /تجارت

-5	عماد علی چشتی	23سال	بی۔اے	تحصیل و ضلع ساہیوال	زراعت / تجارت
-6	ریاض اعجاز	28سال	بی۔اے ایل۔ایل۔بی	تحصیل وضلع اوکاڑہ	زراعت/تجارت
-7	اللہ یار	24سال	بی۔اے	تحصیل و ضلع ساہیوال	زراعت / تجارت
-8	مشتاق احمد	32 سال	بی۔اے ایل۔ایل۔بی	تحصیل چونیاں ضلع قصور تھا	زراعت / تجارت (پہلے بطور نائب تحصیل دار ملازم تھا)
-9	سردار محمد آصف	28سال	بی۔اے	تحصیل چونیاں ضلع قصور	زراعت / تجارت

جنوری 1985ء سے لے کر مارچ 1989ء تک 83 اسامیاں ریٹائرمنٹ فوتیدگی۔برطرفی۔ترقی اور تنزلی کی وجہ سے نائب تحصیل داران کی پیدا ہوئیں جب کہ جون 1989ء میں 60 نئی اسامیاں پیدا ہوئیں اس طرح کل 143 اسامیاں میں سے 92 اسامیوں پر جناب وزیراعلیٰ کے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کی گئی تقرر شدہ افراد کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں

جناب سپیکر، ضمنی سوالات چوہدری شبیر احمد خان۔

چودھری شبیر احمد خان، جناب والا! میں اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر، جناب خالد لطیف کاردار۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, the Hon'ble Minister has replied that certain rule have been relaxed. Could the Hon'ble Minister let the House know which rules have been relaxed and whether the Chief Minister by relaxing those rules has not done injustice to those people who were competing as candidates?

وزیر مال، جناب والا! میں نے اس کا پہلے بھی جواب دیا ہے کہ یہ رول 23 ہے جس میں وزیراعلیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے وہ رولز میں نرمی کر سکتے ہیں، میں اس کا پہلے بھی جواب دے چکا ہوں۔ شاید اس

وقت یہ تشریف نہیں لائے تھے---

Civil Servants Appointment and Conditions of Service Rules, 1974.

اس کا رول نمبر 23 ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: There are certain rules or only one rule can be relaxed in the case of all the candidates. My second question is whether injustice has been done to other candidates who were competing as candidates for the Job?

MR SPEAKER: Can you repeat?

MR KHALID LATIF KARDAR: Whether the Chief Minister of Punjab by relaxing those rules has not done injustice to other candidates who were competing for that job?

جناب والا! اس طرح سے انہوں نے کئی دوسرے لوگوں کی حق تلفی کی ہے' ناانصافی کی ہے' دوسرے لوگوں کو اپنے حق سے محروم کیا۔

جناب سپیکر: وہ سمجھ گئے ہیں آپ کی انگریزی بھی سمجھ گئے ہیں۔ وزیر مال۔

وزیر مال: جناب والا! ہم نے کسی سے کوئی ناانصافی نہیں کی ہے' قانون اور ضابطے کے مطابق کام کیا ہے' اگر مرکزی حکومت اکیس بائیس گریڈ میں کر سکتی ہے' یہ تو صرف 14 گریڈ کی بات ہے۔ اور یہ قانون اور ضابطے کی بات ہے' جو قانون ہمیں empower کرتا ہے ہم نے اس قانون کے تحت کیا ہے۔ کسی کی کوئی دل شکنی نہیں کی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: کیا یہ قومی اسمبلی کا ہال ہے؟ یہ صوبائی اسمبلی ہے اپنا جواب دیں" اس نے کہا کہ"

"تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو"

آپ اپنا دامن صاف رکھیں--

This is absolutely nonsense and you should take notice of that nonsense.

Nonsense is not an unparliamentary word, I may tell you in advance.

جناب سپیکر، ملک شاہ محمد محسن صاحب ضمنی سوال کریں گے؟

ملک شاہ محمد محسن: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ نائب تحصیل داروں اور تحصیل داروں کی بھرتی کے لیے تعلیمی قابلیت کیا تھی؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو رول relax کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت پڑھ کر سنائیں اس کی کون سی condition تھی جو relax کی گئی ہے۔؟

وزیر مال، جناب والا! تعلیمی قابلیت تحصیل دار کے لیے گریجویشن ہے اور نائب تحصیل دار کے لیے ایف۔اے ہے۔ اس میں جو relaxation ہوئی ہے وہ procedure کی ہوئی ہے' سلیکشن کمیٹی کا جو procedure ہے اس کو relax کیا ہے۔ وہ طریق کار یہ ہے کہ ہر محکمے کی ایک سلیکشن کمیٹی ہے' وہ درخواستیں طلب کرنے کے بعد ٹیسٹ لیتی ہے اور اس کے بعد اس کی سلیکشن کرتے ہیں اور appointing authority کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ سلیکشن کمیٹی کا طریق کار relax کرنے کے بعد' مقررہ تعلیمی قابلیت رکھنے والے لوگوں کو ملازم رکھ سکتے ہیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: The point is that the rules also refer to the basic conditions of the job and there are other rules which refer to the procedures. The question is whether the conditions have been relaxed or not?

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ایک نوٹیفکیشن ہے جس کے تحت وزیراعلیٰ تعلیمی قابلیت کو بھی relax کر سکتے ہیں۔ اس کے خلاف میں ایک تحریک استحقاق بھی لے کر آیا تھا۔ وزیراعلیٰ کو اس نوٹیفکیشن کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر کسی کی تعلیمی قابلیت بی۔اے نہیں ہے تو relax کر کے ایف۔اے کر دی جائے بلکہ چاہیں تو مڈل کر سکتے ہیں۔ اس نوٹیفکیشن کے تحت ان کو یہ اختیار حاصل ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں وزیر مال نے کہا ہے کہ تعلیمی قابلیت relax نہیں کی گئی ہے اور کسی کیس میں بھی نہیں کی گئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، ویسے وزیراعلیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے اور وہ تعلیمی قابلیت relax کر سکتے ہیں۔ جو نوٹیفکیشن ہوا ہے اس کے تحت انہیں یہ اختیار حاصل ہے۔

جناب سپیکر: ایسا ہو گا۔ لیکن اس وقت یہ مسئلہ زیر غور نہیں ہے اس وقت جو سوال زیر بحث ہے وہ یہ ہے، ملک شاہ محمد محسن صاحب نے پوچھا تھا کہ وہ کون سی conditions ہیں جن کو relax کیا گیا۔ اس بارے میں وزیر مال نے اس کی وضاحت کی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ متعلقہ بات ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! تعلیمی قابلیت میں بھی رعایت دینے کا اختیار حاصل ہے

جناب سپیکر: اس میں آپ کو اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: You kindly see the reply which he has given. It is not correct. According to the record where the answer has been given, the candidate whose name is Ch. Mohammad Alam his age is 47 The age is the basic condition of the appointment. Here the age has been relaxed and the Hon'ble Minister is saying that only the rule relating to procedure has been relaxed.

وزیر مال: جناب والا! اگر آپ سیریل نمبر 4 پر پڑھیں چودھری محمد عالم عمر 47 سال بی۔اے اس کی تعلیمی قابلیت ہے لیکن میرے دوست نے یہ نہیں پڑھا کہ وہ پہلے واپڈا میں ملازم تھا۔ اس طرح وہ پہلے سے حکومت کا ملازم تھا۔ اور یہ جواب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ تحصیل و ضلع لاہور (پہلے واپڈا میں ملازم تھا)

جناب سپیکر: ضمنی سوال سید ذاکر حسین شاہ۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کرنے کا ظالمانہ سلسلہ پنجاب میں کب ختم ہو گا۔ اور پنجاب میں وہ صبح کب طلوع ہو گی جب میرٹ پر غریبوں کی بھی بھرتیاں ہوں گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اپنا ضمنی سوال دہرائیے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ لکھا ہوا ہے کہ 92 اسامیوں پر جناب وزیراعلیٰ کے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیے گئے۔ پنجاب میں براہ راست بھرتی کا ظالمانہ سلسلہ کب بند ہو گا اور وہ صبح کب طلوع ہو گی جب میرٹ پر بھرتی ہو سکے گی؟ اس کا جواب وزیر مال دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، اتھے چھ مہینے دی رات اے۔

جناب سپیکر، وزیر مال!

وزیر مال، جناب والا! شاہ صاحب کو بخوبی علم ہے کہ جب کوئی قانون یا ضابطہ ہو تو اس کے مطابق چلتے ہیں۔ ان کی بات اپنی جگہ درست ہے لیکن یہ نہیں ہے کہ ہم نے کوئی براہ راست بھرتی شروع کر دی ہے۔ نارمل پروسیجر کے تحت ترقیاں ہو رہی ہیں۔ وہ خالی اسامیاں پر ہو رہی ہیں۔ جب حکومت چاہے گی دوسرا طریق کار بھی شروع ہو سکتا ہے۔ ہم نے کوئی ظالمانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ یہ کوالیفائیڈ ہیں اور چیف منسٹر صاحب جسے مستحق سمجھتے ہیں تعینات کر سکتے ہیں۔ ہم نے ان کے سامنے ریکارڈ رکھا ہے۔ اور یہ قانون اور ضابطہ کے مطابق رکھا ہے۔ ہم نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔ یہ 92 آدمیوں کی بات کر رہے ہیں۔ ہم نے صرف آٹھ یا نو آدمی بھرتی کیے ہیں۔ اس کے علاوہ جو اسامیاں ہیں ان پر عمومی طریقہ سے ترقیاں ہو رہی ہیں۔ تمام لوگ اپنا اپنا حصہ لے رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میرٹ پر بھرتی کرنے کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ کیا حکومت پنجاب نائب تحصیل داروں کی بھرتی open competition کے ذریعے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، یہ سوال اب کر رہے ہیں آپ! شاہ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب اوپن میرٹ پر کب تک بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر مال، انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔ کیوں نہیں کریں گے۔ سب کو حصہ دیں گے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! کب تک میرٹ پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، کیا آپ کے سوال کا جواب وزیر مال نے دے نہیں دیا؟ کیا وزیر مال آپ نے ان کے سوال کا جواب دے نہیں دیا؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے ان کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ اگر میں نے دوسرا جواب دیا تو پھر بدمزگی پیدا ہو گی۔ میں وہ نہیں دینا چاہتا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم حکومت کو قواعد و ضوابط کے

تحت چلا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ براہ راست بھرتی بھی کریں گے میرٹ پر بھی کریں گے۔ اور اس پر ہم غور کر رہے ہیں۔ اگر دوسرا جواب پوچھنا ہے تو پھر میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔ میرا خیال ہے کہ شاہ صاحب اس سے مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا! وزیراعلیٰ پنجاب نے جو قواعد میں نرمی کر کے 92 نائب تحصیل دار بھرتی کیے ہیں کیا اس سلسلہ میں جناب ارشد لودھی صاحب سے بھی کوئی مشورہ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ مخدوم الطاف احمد ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

مخدوم الطاف احمد۔ جناب والا! میں وزیر مال اور وزیراعلیٰ پنجاب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا انہیں میرٹ کی تعریف بھی آتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ جناب اسلم گورداسپوری ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ایک شخص 47 سال کی عمر تک وہ واپڈا کا ملازم رہا۔ اور ایک ایسی ملازمت جسے نئی ملازمت یعنی نائب تحصیل دار کی اسامی پر کس قانون کے تحت وہاں سے لا کر تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ رولز دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کن رولز کے تحت عمر میں نرمی کر کے نائب تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہے؟

جناب محمد اصغر کوریجہ۔ یہ مخدوم صاحب نے میرٹ کی تعریف کے بارے میں وزیر مال سے اور وزیراعلیٰ صاحب سے پوچھا ہے۔ انہیں میرٹ کی تعریف کا نہیں پتا اگر مخدوم صاحب کو اس کا پتا ہو تو یہ بتا دیں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ بھی مخدوم صاحب کے سوال کو سپورٹ کرتے ہیں؟

جناب محمد اصغر کوریجہ۔ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ چاہتے ہیں کہ وزیر مال کی بجائے مخدوم صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب محمد اصغر کوریجہ۔ میں اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ کبھی مخدوم صاحب وزیر مال ہوئے تو پھر آپ ان سے دریافت کیجیے گا۔ اس وقت تو

آپ وقفہ سوالات میں منسٹر سے ہی پوچھ سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، کیا حکومت بدلنے والی ہے؛ مخدوم صاحب نے وزیر بننا ہے۔

جناب سپیکر: کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا کوئی ایسا تحصیل دار یا نائب تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہے جو کسی ایم پی اے یا ایم این اے کا رشتہ دار بیٹا یا بھتیجا نہ ہو۔

جناب سپیکر: جناب وزیر مال۔

وزیر مال: جناب والا! یہ سوال پچھلے سیشن میں بھی آیا تھا۔ اس وقت یہ پوچھا گیا تھا کہ کن کی سفارشات پہ بھرتی کیا گیا۔ جناب والا! ہمارے پاس سفارشات کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس تو ان امیدواروں کے نام ہیں' کوالیفکیشن ہے یا ان کی اہلیت ہے۔ لیکن ہمارے پاس کسی آدمی کی سفارش کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, my supplementary question relates to the appointment of Naib Tehsildars. The honourable Minister said that the rules relaxed are only in regard to the procedure, but I would like to ask why 43 persons have been appointed throughout the Province of Punjab. would you kindly see to it.

یہاں کہیں نہیں دیا ہوا کہ وہ کسی محکمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کیا وزیر متعلقہ بیان فرمائیں گے کہ کون سی conditions drop کی گئی ہیں۔ ان میں کسی محکمہ کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے سوال کا جواب دے چکے ہیں۔

جناب خالد لطیف کاردار: جناب والا! کہاں جواب آیا ہے۔ آپ لسٹ دیکھیے اس میں کسی محکمہ کا حوالہ نہیں ہے۔ کوئی چالیس سال کا ہے' کوئی 32 سال کا ہے' کوئی 36 سال کا ہے۔ کسی کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا کہ وہ واپڈا میں ملازم تھا۔ آپ یہاں دیکھیں' کہیں کوئی حوالہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ناانصافی کی گئی ہے۔

It means that injustice has been done and the people of the Chief Minister in the Punjab have been appointed.

جناب سپیکر، اس بارے میں آپ کے سوال کا جواب آ چکا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، اس جواب میں یہ آخری ضمنی سوال ہے کہ محکمہ خوراک کے ایک ایسے آدمی کو تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہے جس کے خلاف محکمہ خوراک میں اینٹی کرپشن نے ڈیڑھ کروڑ روپے کے غبن کی ریکوری کا کیس بنایا ہوا ہے۔ اور اینٹی کرپشن میں کیس چل رہا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا سوال ہو گیا ہے۔ جناب وزیر مال!

وزیر مال، جناب والا! یہ ایسا سوال پوچھ رہے ہیں کہ جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ جو بھی بھرتی ہوتی ہے، قواعد و ضوابط کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہو گا تو ضرور بھرتی ہو گیا ہو گا۔ اگر کسی کے خلاف کوئی جرم ہے تو وہ بھرتی نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کے خلاف کوئی انکوائری ہو رہی ہے، کسی بھی محکمہ میں ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھرتی نہیں ہو سکتا۔ شاہ صاحب ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ خود قانون دان ہیں۔ وہ خود قانون کو سمجھتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے وہ ذہین ممبران ایسے سوال کرتے ہیں جس کا قانون میں کوئی جواز نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ کیا محکمہ اینٹی کرپشن نے اس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کے غبن کا کیس بنایا ہوا ہے یا نہیں۔ اور ایسے شخص کو بھرتی کیا گیا ہے یا نہیں۔ اور محکمہ خوراک نے اس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری ڈال دی ہے۔

جناب سپیکر، ریونیو منسٹر صاحب کے علم میں نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، ہے جناب والا ان کے علم میں، میں چیلنج کرتا ہوں کہ ان کے علم میں ہے۔ مجھے مزید انکشافات کرنے پر مجبور نہ کریں۔ میں پھر بتاؤں گا کہ وہ کون ہے، مگر وہ خود ہی بتا دیں کہ ایسا شخص کون ہے؟

جناب سپیکر، اگر آپ کے علم میں ہے تو پھر آپ specifically mention کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ایسا شخص جس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری کا اینٹی کرپشن نے کیس بنایا ہے وہ بھرتی کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر، ریونیو منسٹر صاحب ان کا سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا شخص جو food department

میں ملازم تھا اور جس کے خلاف اینٹی کرپشن نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری ڈال دی ہے اس کو نائب تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہے۔

وزیر مال: جناب والا! اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو سوال انہوں نے پوچھا ہے' میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تمام تفصیل تو مجھے معلوم نہیں ہو گی' لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ڈیپارٹمنٹ میں ایک ملازم ہے فرض کریں کہ اس کے خلاف کوئی انکوائری ہے جتنی دیر تک وہ اس میں convict نہ ہو جائے تو ہمارے لیے تو وہ eligible ہے' اگر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اس کے خلاف کوئی conviction کر دے یا اس پر کوئی ریکوری ڈال دے تو then he is not eligible اگر شاہ صاحب کو تفصیل کا پتا ہے تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں یہ میرے بھائی ہیں یہ میرے پاس آئیں' اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے' لیکن میں ان کو دکھانے کے لیے تیار ہوں کہ یہ دیکھ لیں' میں ان کو تمام ڈیپارٹمنٹ دکھا دوں گا۔ اگر قانونی طور پر کوئی چیز ہوئی تو وہ مجھے بتائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ convict ہوا ہے یا نہیں ہوا' میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ اس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کا کیس بنا ہے یا نہیں اور محکمہ فوڈ والوں نے سمری بھیجی ہے کہ اس کو appoint نہ کیا جائے۔ جناب میں پھر تحریک استحقاق لاؤں گا اور آپ کو پھر رول اسی وقت disperse کرنے پڑیں گے' میں دستاویزات پیش کروں گا' یہ بتائیں کہ ڈیڑھ کروڑ روپے غبن کرنے والے آدمی کو بھرتی کیا گیا ہے یا نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ convict ہوا ہے یا نہیں ہوا' اس پر کیس چل رہا ہے یا نہیں چل رہا۔

وزیر مال: اس پہ پھر یہی ہے کہ شاہ صاحب آئیں' میں دیکھ کے ہی بتا سکتا ہوں نا جی' وہ میرے پاس آئیں میں ان کو بتا دوں گا کہ اصل میں کیا بات ہے۔ لیکن میں اس وقت بطور متعلقہ منسٹر ہونے کے کوئی بات غیر قانونی نہیں کر سکتا۔ شاہ صاحب ہمارے عزیز ہیں' وہ آئیں وہ خود دستاویز دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کے علم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس پہ ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری ہو۔

وزیر مال: نہیں سر! اس میں amount کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! پروسیجر کے مطابق تو براہ راست سوال پوچھے جاتے ہیں' یہ تو کسی نجومی سے سوال کرنا چاہیے کہ فلاں بات کسی کے علم میں ہے صبح بارش ہو گی یا نہیں ہو گی۔ اسمبلی کے رولز کے مطابق اور عام طور پر ڈائریکٹ سوال پوچھے جاتے ہیں جو بنام ہوں' اور کاغذات میں ہوں' جن کا جواب منسٹر نے دینا ہو' ایسا سوال جس میں ابہام ہو' یہ اسمبلی کے قواعد میں نہیں آتا۔ یہ براہ راست سوال پوچھیں جو پوچھنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! سوال واضح ہے کہ کیا ایسا شخص جو محکمہ فوڈ کا ملازم تھا' جس پر اینٹی کرپشن والوں نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری کا کیس بنایا ہے' اس کو تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہے' یہ بتائیں کہ ایسا شخص بھرتی کیا گیا ہے یا نہیں کیا؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ آپ کا سوال ہو گیا ہے آپ نے کئی دفعہ دہرایا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، آپ بات سنئے بھی--- اس میں ریونیو منسٹر نے کہا ہے کہ ان کے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! وہ کہہ رہے ہیں کہ ہے علم میں'--- جناب والا! میں پھر تحریک استحقاق لاؤں گا اور دستاویز پیش کروں گا' آپ ان کو بتائیں کہ ایسا شخص ہے یا نہیں؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے یہ کہا ہے کہ اس وقت تو مجھے نہیں پتا اگر یہ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دکھانا چاہتا ہوں۔ لیکن اس وقت نہ سوال ہے اور نہ میرے علم میں ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری اس پہ ڈال دی ہے یہ انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں یہ کہتے ہیں اینٹی کرپشن نے اس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری ڈال دی ہے' -- اچھا فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے ڈالی ہے اور اینٹی کرپشن میں کیس چل رہا ہے۔

وزیر مال، اسے تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہے' ایسا کوئی شخص ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں نہیں ہے۔ جس پر فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے یہ ریکوری ڈالی ہو۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں یہ کہتا ہوں کہ ایسا شخص جس پر محکمہ فوڈ والوں نے ڈیڑھ کروڑ روپے کے

عہدہ کا کیس بنایا اور اینٹی کرپشن والوں کے پاس اس کا کیس ہے" اس کو بھرتی کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر، تو انہوں نے یہ categorically کہہ دیا ہے کہ ایسا شخص نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، نہیں کہا' یہ categorically کہہ دیں ورنہ پھر میں تحریک استحقاق لاؤں گا۔

جناب سپیکر، ہاں ہاں یہ کہہ دیا ہے انہوں نے' آپ کے سامنے انہوں نے یہ کہہ دیا ہے۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH: Then I will show the documents in the House. Then I will show that summary which was referred by the food department.

نہیں جناب والا! آپ اس پر دو ٹوک کہیں کہ کیا محکمہ فوڈ نے اس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کے عہدہ کا کیس بنایا ہے یا نہیں وہ categorically کہیں Then I will bring the privilege motion in the House.

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ نے نہیں سنا' میں نے تو سنا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! وہ گول مول بات کر رہے ہیں۔ سوالوں کے جوابات دو ٹوک الفاظ میں ہونے چاہییں۔

جناب سپیکر، ریونیو منسٹر صاحب نے آخر میں یہ کہا ہے کہ ایسا کوئی آدمی بھرتی نہیں کیا گیا۔ کیوں ریونیو منسٹر صاحب آپ نے نہیں کہا؟

وزیر مال، میں کہتا ہوں کہ جو انہوں نے سوال کیا ہے اس کا میں نے جواب دیا ہے' اگر کوئی ایسا معاملہ ہے تو میں دیکھ کے ہی بتا سکتا ہوں' میں اس وقت کیسے بتا سکتا ہوں؟

سید ذاکر حسین شاہ، میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان کو پتا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! وہ مجھے مجبور کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، اب اس بات کا کیا حل ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، میں کہتا ہوں کہ اس پر کیس بنا ہے یا نہیں بنا ہے؟

وزیر مال، انہوں نے کہا ہے کہ اس آدمی پر فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری ڈالی ہے۔ اگر کوئی انکوائری کی بات ہے تو میں ان کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! کوئی دس منٹ پہلے وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ آپ کا سوال بڑا واضح ہے اور اس پر منسٹر ریونیو نے بڑا واضح جواب دے دیا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، واضح جواب نہیں دیا جناب سپیکر۔ جناب والا! میں ہمیشہ قواعد کے مطابق ایوان میں کنٹری بیوشن کرتا ہوں اور میں ہمیشہ پارلیمانی روایات اور قواعد و ضوابط کے اندر رہتا ہوں۔ میرا یہ حق تھا کہ میں اس ایوان کے سامنے ایک حقیقت کا انکشاف کروں۔ لیکن جناب سپیکر، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے چھ منٹ وزیر قانون سے سرگوشیاں کیں اور وقت ضائع کیا گیا۔ اس دوران وزیر مال کو جواب دے دینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیں۔ شاہ صاحب! لاء منسٹر نے میرے ساتھ ایوان کی کارروائی کے بارے میں بات کی ہے۔ جہاں تک وقفۂ سوالات کا تعلق ہے۔ وقفۂ سوالات دس بجے شروع ہوا تھا اور گیارہ بجے ختم ہوا۔ میں نے آپ کے سوال کی اہمیت کے پیش نظر فوری طور پر اس کو روکا نہیں ہے۔ وقفۂ سوالات کو ختم ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے منسٹر لاء سے بات کرنے کی وجہ سے وقفۂ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ تو یہ بات نہیں ہے۔ دس منٹ پہلے وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ آپ اس بات کو یوں لیجیے کہ اس میں جو سپیکر کی بات ہے، میں نے یہ سمجھا ہے کہ منسٹر ریونیو صاحب نے واضح الفاظ میں آپ کو یہ بات کہی ہے، جو میں نے سنی ہے، کہ ان کے علم میں کوئی ایسا امیدوار نہیں ہے کہ جس پر فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے مقدمہ چلایا ہو اور اس کے خلاف ڈیڑھ کروڑ روپے کے غبن کا الزام ہو اور اینٹی کرپشن میں کیس چل رہا ہو اور اس کو ڈائرکٹ تحصیل دار بھرتی کیا گیا ہو۔ جو میری سمجھ میں بات آئی ہے، اس سے انھوں نے انکار کیا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! تفصیل بتانے کی بات تو بعد کی ہے۔ انھوں نے سوال کیا تھا کہ وہ آدمی کہ جس پر فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی ریکوری ڈالی ہو اور وہ convict ہوا ہو۔ میں نے کہا کہ ایسا کوئی آدمی نہیں۔ لیکن اگر کوئی مزید بات ہے تو میں دفتر سے دیکھ کے انھیں بتانے کے لیے تیار ہوں۔ ہمارے رولز کے مطابق کوئی conviction نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: خان صاحب' شاہ صاحب اپنے سوال کے لیے بڑے سنجیدہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا آدمی جو فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھا فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے اس پر ڈیڑھ کروڑ روپے کا غبن ثابت کیا اور اینٹی کرپشن میں اس کے خلاف ڈیڑھ کروڑ روپے کا کیس چل رہا ہے۔ کیا ایسا کوئی آدمی ڈائرکٹ تحصیل دار بھرتی ہوا ہے؟ یہ ہے ان کا سوال۔ آپ اس کو دریافت کر کے بتانا چاہتے ہیں تو میں شاہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ ایک دو روز میں اس کا جواب categorically ٹیبل کر دیں۔

وزیر مال ، میں ایک دو روز میں جواب دے دوں گا۔ لیکن یہ تو میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ جو ان کا سوال ہے' یہ ان کا ضمنی سوال ہے۔ تو میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے پاس آ جائیں' میں انھیں بتا دوں گا۔ بے شک پھر ایوان میں آ کر وہ خود بتا دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میں ایک بات واضح کر دوں کہ جس حال میں یہ وقفہ سوالات ختم کیا گیا ہے' میں دفعہ 52 کے تحت نوٹس دے کر اس پر دو گھنٹے کی بحث کراؤں گا۔ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے۔ کروڑوں روپے کا غبن کرنے والوں کو وزیر اعلیٰ براہ راست تحصیل دار بھرتی کرنا شروع کر دیں تو ہم اس ایوان میں کس لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں دفعہ 52 کے تحت نوٹس دوں گا اور یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا استحقاق ہے۔ آپ نوٹس دے سکتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال ، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سات مرلہ سکیم کے تحت الاٹیوں کی تفصیل

*495 - جناب عبدالقادر شاہین ، کیا وزیر مال ازراہ کرم غیر نشان زدہ سوال نمبر 8 کے جواب میں جز (ب) کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چک نمبر 2/54 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کل 371 اشخاص میں سے 348 مستحق درخواست دھندگان کو سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ الاٹ کیے جا چکے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان الاٹیوں کی فہرست معزز ایوان کی میز پر

رکھی جائے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ الاٹمنٹ لیٹر کس تاریخ کو الاٹیوں کو تقسیم کیے گئے اور قبضہ کس تاریخ کو دیا گیا۔

(ج) اگر مورخہ 5 مارچ 1989ء تک الاٹمنٹ لیٹر تقسیم نہیں کیے گئے اور نہ ہی قبضہ الاٹیوں کو دیا گیا ہے تو کیا حکومت اس ایوان میں غلط معلومات فراہم کرنے والے ذمہ دار افسران / اہلکاران کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لانے کے لیے تیار ہے؟

وزیر مال : (جناب محمد ارشد خان لودھی)

(الف) درست ہے۔

(ب) فہرست الاٹیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ان الاٹیوں میں سے 210 افراد ایسے ہیں جو پہلے سے ہی ناجائز قابضان کے طور پر مکانات تعمیر کر کے رہائش پذیر تھے۔ بقایا 138 افراد کے نام جلسہ عام میں موقعہ پر مورخہ 29 مئی 1988ء کو پڑھ کر سنا دیئے گئے تھے۔ 210 الاٹیان چونکہ پہلے ہی موقعہ پر قابض تھے۔ اس لیے ان کو از سر نو قبضہ دیا جانا ضروری نہ تھا۔ بقیہ 138 الاٹیان چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی / اسسٹنٹ کمشنر سے رابطہ قائم کر کے فوری طور پر قبضہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(ج) اس سے قبل سوال نمبر 8 کا نوٹس 20 دسمبر 1988ء کو دیا گیا تھا۔ اس کا حصہ الف یوں تھا۔ "کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 54/2 تحصیل کمالیہ کے غیر مالکان کو سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ الاٹ نہیں کیے گئے"۔

جس کے جواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ

"چک ہذا میں 371 اشخاص نے درخواست ہائے گزاریں ۔ جس میں سے 348 حقداران کو کمیٹی مقرر شدہ منجانب حکومت نے مستحق قرار دیا اور 348 حقداران کو ہی پلاٹ ہائے الاٹ کیے جا چکے ہیں اور مستحق غیر مالکان دیہہ میں سے کوئی بھی الاٹمنٹ سے محروم نہ ہے۔ مندرجہ بالا جواب میں کہیں الاٹمنٹ لیٹر تقسیم کرنے اور قبضہ دینے کا ذکر نہیں۔ سوال مذکورہ میں بھی صرف الاٹمنٹ کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ جس کا جواب درست دیا گیا۔ لہذا کوئی غلط معلومات فراہم نہ کی گئی تھیں۔

نمبرداروں کی تعیناتی

*497 - چودھری اصغر علی گوجر ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک 370/ گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ جس کی زیر کاشت اراضی 45 مربعہ پر مشتمل ہے وہاں ڈپٹی کمشنر نے تین نمبردار مقرر کیے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے چوتھا نمبردار بھی مقرر کرنے کی سفارش کمشنر صاحب کو کی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چک 372/ گ ب جس کی زیر کاشت اراضی چالیس مربعہ ہے وہاں صرف ایک نمبردار مقرر ہے۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو چک نمبر 370/ گ ب میں تین چار نمبردار مقرر کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) ،

(الف) یہ درست نہیں ہے چک نمبر 370/ گ ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی زیر کاشت اراضی 45 مربعہ کی بجائے 58 مربعہ جات پر مشتمل ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مورخہ 1-7-82 کو معرض وجود میں آنے سے پیشتر تین نمبردار کام کر رہے تھے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جانب سے چوتھے نمبردار کی تعیناتی کے بارے میں کبھی کوئی سفارش نہیں کی گئی۔ بلکہ چک 370/ گ ب کے مکینوں نے ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو سابق وزیر مال محمد عارف نکئی کی معرفت ایک درخواست ایک اضافی نمبردار مقرر کرنے کے لیے دی تھی۔ ڈپٹی کمشنر نے حالات متعلقہ اعداد و شمار کا جائزہ لینے کے بعد اس مطالبہ سے اصولی طور پر اتفاق کیا مگر چونکہ وہ اس معاملہ میں قانونی اختیار نہ رکھتے تھے۔ لہذا انہوں نے درخواست گزاران کو اس بارے میں کمشنر فیصل آباد ڈویژن سے رجوع کرنے کو کہا چنانچہ رانا نذیر احمد سائل نے ایک درخواست برائے اضافی نمبردار کمشنر فیصل آباد ڈویژن کو دی۔ کمشنر فیصل آباد نے درخواست برائے سماعت و فیصلہ ایڈیشنل کمشنر (ریونیو) فیصل آباد کو منتقل کر دی۔ ایڈیشنل کمشنر ریونیو نے بعد سماعت و جائزہ ریکارڈ

مفصل عدالتی فیصلہ کے ذریعے مورخہ 20-09-1988 کو ایک اضافی نمبر مقرر کرنے کی ہدایت دی۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ چک نمبر 372/ گ ب تحصیل گوجرہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی زیر کاشت اراضی 40 مربعہ کی بجائے 53 مربعہ پر مشتمل ہے البتہ وہاں پر صرف ایک ہی نمبردار کام کر رہا ہے۔

(د) اصل صورت حال اوپر بیان کر دی گئی ہے۔ اضافی نمبردار کی تعنیاتی کرنے کی وجوہات جناب ایڈیشنل کمشنر ریونیو فیصل آباد ڈویژن کے عدالتی فیصلے مورخہ 20-9-88 میں دی گئی ہیں۔ جن پر کوئی تبصرہ کرنا مناسب نہ ہے۔

قابضین کو حقوق ملکیت دینے کے لیے اقدامات

*520 - صاحبزادہ سلطان خضر حیات : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے رقبہ جات بازہ شرائط کے تحت کاشتکاروں میں تقسیم کیے تھے اور ان کے حقوق اور حصہ آباد کاریوں میں منتقل کر کے بقایا رقبہ تقریباً 15 اور 20 سال سے کاشت کاری میں اعزازی اجرت پر منذر سکیم پر دے رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ غریب کسانوں نے یہ رقبہ بڑی مشکل سے آباد کیا ہے۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ رقبہ کے حقوق ملکیت قابضین کو دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کی وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) بازہ سکیم کے تحت آدھا حصہ زیر کاشت الاٹی بحق سرکار منتقل ہو جاتا ہے۔ اس حصہ سرکار کا مزید استعمال سرکار کی صوابدید پر ہے۔

(ب) از روئے شرائط سکیم الاٹیان جملہ الاٹ شدہ رقبہ کو آباد کرنے کے پابند تھے۔

(ج) بازہ سکیم کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ سرکاری زمین نہایت رعایتی شرح پر الاٹیان کو برائے آبادی دی جاتی تھی اور جب یہ آباد ہو جاتی تو اس کا آدھا حصہ الاٹی کو رعائتی شرح پر بیع کر دیا جاتا تھا اور بقایا آدھا سرکار اپنے استعمال میں لاتی ہے۔ لہذا الاٹی حضرات پہلے ہی

اپنی محنت کا صلہ رعائتی شرح پر آدھا حصہ کی خرید کی صورت میں وصول کر چکے ہیں۔

سیلاب سے متاثرین کی تفصیل

*568 - چودھری غلام قادر ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں شیرا کوٹ سے راوی پوائنٹ تک بند روڈ دریائے راوی کے درمیان حالیہ سیلاب ستمبر' اکتوبر 1988ء سے کتنے افراد متاثر ہوئے ان کا کتنا نقصان ہوا اور کتنی مالی امداد دی اس کی مکمل تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متاثرین کو سیاسی رشوت کے طور پر قومی اسمبلی کے الیکشن سے ایک دن پہلے مورخہ 15 نومبر 1988ء کو مبلغ تین' تین ہزار روپے کے چیک چیئرمین زکواۃ کمیٹی وارڈ نمبر 22 سانده کلاں کے دستخط شدہ بذریعہ ملک نثار سابق مشیر وزیر اعلیٰ نے خود تقسیم کیے جو ابھی تک کیش نہیں ہوئے۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ متذکرہ چیکس کیش نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت متاثرین کی آباد کاری کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے اور کب تک چیک کیش ہونے کی توقع ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) لاہور میں شیرا کوٹ سے راوی پوائنٹ تک کل تقریباً 1002 خاندان متاثر ہوئے جن کے 446 کچے اور 31 کچے رہائشی مکانات مکمل طور پر تباہ ہو گئے مزید برآں 525 پختہ مکانات کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔ سیلاب سے متاثرہ افراد کو سیلاب کے دوران ہر ممکن فوری امداد یعنی خوراک' شامیانے اور ٹرانسپورٹ وغیرہ مہیا کیے گئے۔ منہدم مکانات کے لیے کوئی علیحدہ رقم ادا نہیں کی گئی۔

(ب) ڈپٹی کمشنر لاہور کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ مقامی زکواۃ و عشر کمیٹی وارڈ نمبر 22 سانده کلاں و کوڈ نمبر 103273 کو مقامی تحصیل اور ضلع زکواۃ کمیٹیوں کی تصدیق / سفارشات پر 133 مستحقین زکواۃ جو سیلاب سے متاثرہ ہوئے ان کو بحساب 3000 روپیہ فی کنبہ کل رقم مبلغ 3,96,000 روپیہ بذریعہ چیک بائے تقسیم کی اس رقم کی تقسیم مذکورہ مقامی زکواۃ عشر

کمیٹی کے چیئرمین و ممبران بشمول ممبران تحصیل صدر سب ڈویژن زکوٰۃ کمیٹی کی موجودگی میں عمل میں آئی۔ یہ کہنا درست نہ ہے کہ رقم سابقہ مشیر وزیر اعلیٰ نے تقسیم کی۔

(ج) محکمہ زکوٰۃ پنجاب کی رپورٹ کے مطابق مرکزی حکومت کی جانب سے مستحق سیلاب زدگان کو زکوٰۃ فنڈ کی رقم جاری نہ کرنے کے احکام پر مستحق سیلاب زدگان کے چیک کیش نہ ہو سکے اور اس وہ سے بنکوں نے ادائیگی بند کر دی۔ جیسے ہی مرکزی حکومت کی ہدایات کے مطابق دوبارہ پڑتال کے بعد رقم جاری کرنی کی اجازت ملی تو تصدیق شدہ فہرست مستحقین زکوٰۃ میں زکوۃ فنڈ کی جاری کردہ رقم مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی وساطت سے تقسیم ہو جائے گی۔

اشتمال اراضی منچن آباد میں بدعنوانیوں کی تحقیقات

*570۔ عبدالقادر شاہین ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ افسر اشتمال اراضیات مسٹر افتخار قریشی تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر مقبوضہ اور آباد رقبہ غیر مستحق لوگوں کے ونڈہ میں رشوت لے کر ڈال رہا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس نے مشاورتی کمیٹی میں اپنے مرضی کے افراد رکھے ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ (scheme confirmation) کو خفیہ رکھ کر 60 دن کی میعاد اپیل گزار کر ظاہر کرتا ہے کہ کوئی ستم زدہ شخص اپیل بھی نہ کر سکے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع پیر خاص کے پٹواری محمد شفیع نے لوگوں کو (scheme confirmation) کی اطلاع دینے کی کوشش کی تو اس کا ریکارڈ چوری کر لیا گیا اسے محکمہ مال میں تبدیل کر دیا گیا۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملہ کی تحقیقات کروانے، نئی مشاورتی کمیٹی کی تشکیل کرنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) درست نہ ہے کسی حقدار کی جس سے افسر اشتمال نے رشوت لی ہو نشاندہی نہ کی گئی ہے۔ مقبوضہ اور آباد رقبہ مستحق لوگوں کے ونڈہ میں ڈال دیا گیا ہے۔ جو قواعد اشتمال کے مطابق

درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ممبران مشاورتی کمیٹی کا چناؤ اکثریت مالکان کی رضا مندی سے بوقت تیاری و منظوری مسودہ سکیم موضع پیر خاص کیا گیا ہے۔ حقداران کی اکثریت نے اپنی مرضی سے ممبران مشاورتی کمیٹی کا چناؤ کیا اور بعد میں ضابطہ کے مطابق ممبران مشاورتی کمیٹی نے اپنے بیان رضا مندی بابت تقرری ممبران مشاورتی کمیٹی بھی قلمبند کرائے۔ دیہہ ہذا کے کل مالکان کی تعداد 89 ہے جن میں سے ممبران مشاورتی کمیٹی کے چناؤ کے وقت 52 حقداران نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا جو 51% سے زائد ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ موضع پیر خاص کی سکیم اشتمال مورخہ 31-12-88 کو موقع پر بحاضری ممبران مشاورتی کمیٹی و دیگر حقداران دیہہ کنفرم کی گئی جن کے دستخط و انگوٹھا جات رجسٹر سکیم پر ثبت ہیں۔

(د) درست نہ ہے۔ سابق پٹواری اشتمال محمد شفیع نے فرضی رپورٹ بابت چوری ریکارڈ مورخہ 2-2-89 میں روزنامچہ واقعاتی میں درج کر لی۔ جبکہ ریکارڈ چوری نہ ہوا تھا۔ مذکورہ پٹواری کے خلاف پولیس کیس ایف۔ آئی۔ آر ابتدائی رپورٹ نمبر 69/90 مورخہ 17 اپریل 1990ء زیر دفعہ 468-471 ت پ اندراج ہو چکا ہے اور اسے۔ سی منچن آباد نے مذکورہ پٹواری کو معطل کر کے اس کے خلاف محکمانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا الزامات جز (الف) تا (د) ثابت نہ ہوتے ہیں لہذا مسٹر افتخار احمد قریشی افسر اشتمال منچن آباد کے خلاف تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

سیلاب کے متاثرین کو دی گئی امداد کی تفصیل

*577۔ میاں محمد سرور کھوکھر ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 1988ء کے سیلاب میں تحصیل اوکاڑہ کے دیہات ، فصلوں اور مکانوں کو شدید نقصان پہنچا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے دیہات ، فصل اور مکانات متاثر ہوئے اور حکومت نے مذکورہ تحصیل کے متاثرہ علاقوں میں بحالی کے لیے کل کتنا روپیہ خرچ کیا

مکمل تفصیل کیا ہے۔ نیز ان متاثرہ دیہات کے مکینوں کو آبیانہ، مالیہ اور لگان زمین کی معافی دی گئی اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) یہ درست ہے کہ سال 1988ء کے سیلاب میں تحصیل اوکاڑہ کے متعدد دیہات کی فصلوں اور مکانوں کو شدید نقصان پہنچا۔

(ب) تعداد مواضعات متاثرہ 124

نقصان فصلات ایکڑوں میں 44262

مکانات جو جزوی طور پر متاثر ہوئے

عام	پختہ	کل
728	954	1672

مکانات جو مکمل تباہ ہوئے

عام	پختہ	کل
5577	586	6163

امداد جو زکوٰۃ فنڈ سے متاثرین کو دی گئی 27,31,500/- روپیہ

متاثرین کو جو امدادی سامان تقسیم کیا گیا اس کی مالیت 2,09,140/- روپیہ

دو متوفیان بوجہ سیلاب کے ورثاء کو 55,000/- روپیہ

میزان کل رقم امدادی 29,95,60/- روپیہ

متاثرہ دیہات میں سابقہ اور حالیہ فصلات کا مالیہ، آبیانہ، ترقیاتی فنڈ اور لوکل ریٹ، کل مبلغ 57,37,705/- روپے کی وصولی معطل کر دی گئی۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*3838۔ میاں محمد سرور کھوکھر: کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ وزیر اعلیٰ کے دورہ ضلع اوکاڑہ کے دوران جلسہ عام میں چکوک نمبر 8-9-10-11-12/ایل۔ 4 اور 304/ایل۔ 4 اور کلیانہ اسٹیٹ کے چکوک نمبر 2/27-28-29-30-34-آر۔اے میں سات مرلہ سکیم کے تحت لوگوں کو پلاٹ دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت مذکورہ چکوک کے مکینوں کو کب تک پلاٹ الاٹ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) ان چکوک کی زمینیں وزارت دفاع کے پاس 1995ء تک پٹہ پر ہیں اور اس وقت حکومت پنجاب اس قبضہ میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ البتہ جناح آبادی سکیم کے سلسلے میں جنرل ہیڈ کوارٹر آرمی سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی صوابدید سے متعلقہ اراضی میں سے کچھ رقبہ جناح آبادی سکیم کے لیے وا گزار کر دیں۔ جواب موصول ہونے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) بالا میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے۔

موضع کا نام درست کرنے کے لیے اقدامات

*887۔ چودھری محمد صفدر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ستمبر 1988ء کی بارشوں اور سیلابوں سے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کے بہت سے دیہات متاثر ہوئے اور آفت زدہ دیہات کے نام حکومت کی جناب سے notify کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ تحصیل میں موضع بھٹی کالا کا نام بھی درج ہے جبکہ اس نام کا کوئی موضع تحصیل نارووال میں نہیں ہے جبکہ اصل متاثرہ موضع کا نام بھٹی کاہلواں ہے جو غلطی سے بھٹی کالا لکھا گیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غلطی کو درست کر کے بھٹی کالا کی بجائے بھٹی کاہلواں کا نام notify کرنے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کے کافی دیہات متاثر ہوئے اور بذریعہ

نوٹیفکیشن نمبری CRIII-2626/88-2989 مورخہ 27-10-88 ان دیہات کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے نقل نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکرہ تحصیل کی فہرست دیہات میں بھٹی کالا کا نام نمبر شمار 90 پر درج ہے۔ درستگی نام بھٹی کاہلواں (بجائے بھٹی کالا) کر دی گئی۔

(ج) موضع بھٹی کاہلواں کا نام بذریعہ تصحیح نوٹیفکیشن نمبری 1212-89/1308-CRIII مورخہ 17-5-1988 درست کر دیا گیا ہے نقل نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خیر پور ٹامیوالی سب تحصیل کی عمارت اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی تفصیل

*588۔ راؤ طارق محمود: کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا خیر پور ٹامیوالی سب تحصیل کی سرکاری عمارت ہے اور سرکاری زمین پر واقع ہے۔

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو اس کا حل بتائیں۔

(ج) خیر پور ٹامیوالی میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی صورت حال کیا ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) تحصیل خیر پور ٹامیوالی کی عمارت تو سرکاری ہے۔ لیکن یہ عمارت سرکاری رقبہ پر تعمیر شدہ نہیں ہے۔ بلکہ رقبہ ملکیتی مالکان پر واقع ہے۔

(ب) چونکہ یہ عمارت تقریباً سو سال پرانی ہے۔ کچی اینٹوں سے تعمیر شدہ ہے اور اس وقت نہایت بوسیدہ حالت میں ہے۔ اس لیے مقامی افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ سب تحصیل خیر پور ٹامیوالی کی نئی عمارت بنانے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔

(ج) سیلاب 1988ء میں سب تحصیل خیر پور ٹامیوالی کے تقریباً 50 مواضعات متاثر ہوئے۔ جہاں 5 فیصد یا اس سے زائد نقصان ہوا۔ وہ علاقہ جات ضلعی انتظامیہ کی سفارش پر آفت زدہ قرار دیئے جا چکے ہیں اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو حسب معمول فوری امداد (immediate relief) مہیا کی گئی۔ علاوہ ازیں وہاں پر بنک قرضہ جات مالیہ، آبیانہ وغیرہ کی سہولت بہم پہنچائی گئی ہے۔

زمینداروں کی جائز مشکلات دور کرنے کے لیے اقدام

*600۔ چودھری محمد صفدر: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تقریباً پندرہ سال پہلے چک کمال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں اشتمال اراضی کا کام شروع ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ گاؤں کے زمینداروں نے اشتمال اراضی کے شروع سے لے کر آج تک محکمہ اشتمال کے افسران کے ماتحت عملہ کی بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کے متعلق تحریری اور زبانی عرضداشتیں بھی پیش کی تھیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس گاؤں کے تمام زمینداروں کو بعد از اشتمال اراضی رقبہ کا قبضہ نہیں دیا گیا اور اشتمال سکیم پر عملدرآمد نہیں کیا گیا اور مالکان کا قبضہ بھی نہیں تبدیل ہوا۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ اشتمال اراضی کے عملہ کی بدعنوانی بے ضابطگی اور خلاف قانون کارروائی کی وجہ سے زمینداروں کو بے حد مشکلات کا سامنا ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس گاؤں کے زمینداروں کی جائز مشکلات کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ 1-4-67 کو اس موضع کا چارج حاصل کر کے دیہہ ہذا میں اشتمال اراضی کا کام شروع کیا گیا۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ گاؤں کے چند زمیندارن نے عملہ اشتمال اراضی کے خلاف وقتاً فوقتاً درخواستیں گزاریں مگر وہ تحقیقات و کارروائی بے بنیاد تصور ہو کر داخل دفتر ہوئیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ سکیم اشتمال کے مطابق حقداران کے قبضہ جات تبدیل نہ ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی دفعہ نشانات مساحت اور وٹ بندی کو منہدم کر دیا گیا۔ نیز کھ بندی / وٹ بندی کا عمل زمیندارن نے نہ کیا۔ حالانکہ وٹ بندی کرنے کی ذمہ داری متعلقہ حقداران پر عائد ہوتی ہے۔ قبضہ کی منتقلی بھی حق داران کے عدم تعاون کی وجہ سے عمل میں نہ آ سکی۔

(د) غلط ہے۔ قبضہ اراضی مطابق سکیم تبدیل نہ کرنے کی وجہ سے اگر کوئی مشکلات زمینداران کو پیش ہیں تو وہ ان کی اپنی پیدا کردہ ہیں۔

(ہ) سکیم اشتمال مورخہ 31-1-68 کو کنفرم کی گئی۔ چونکہ قبل از اشتمال صورت موقع کشت ورد تھی۔ اس لیے دوران کارروائی عملہ اشتمال نے کلہ بندی کا عمل کاغذات اور موقع پر کرایا۔ مگر بعد ازاں مالکان کی باہمی چپقلش سے موقع پر کلہ بندی کا عمل ناپید کر دیا گیا۔لیکن کاغذات میں عمل بدستور کلہ بندی جاری رکھا گیا اور مثل حقیقت اشتمال بابت سال 69-1968ء مرتب ہوئی۔ چند حق داران قبضہ جات کی تبدیلی میں مزاحم بھی ہوئے اور چند حقداران نے موضع کی نظرثانی اور جدید اشتمال کرانے کے لیے کوشش بھی شروع کر دی۔ جس پر ممبر اشتمال نے مورخہ 24-5-71 کو معترضین کے عذرات کو غلط قرار دیتے ہوئے عملہ اشتمال کو ہدایت کی کہ ریکارڈ محکمہ مال سے حاصل کر کے قبضہ جات کی تبدیلی کی تکمیل کی جاوے۔ اس پر عملہ اشتمال نے تعمیل حکم کرتے ہوئے قبضہ جات کی تبدیلی کا کام شروع کیا۔ مگر شکایات کنندگان نے سامان پیمائش یعنی جھنڈیاں وغیرہ اکھاڑ دیں اور عملہ اشتمال کو ڈرا دھمکا کر نکال دیا۔ جس پر عملہ اشتمال نے مورخہ 11-7-82 کو اس امر کی رپورٹ افسران بالا کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر حسب ضابطہ فوجداری مقدمہ درج رجسٹر ہوا اور مزاحمت کنندگان کو پولیس نے اپنی حراست میں لے لیا۔ علاوہ ازیں عملہ اشتمال نے باامداد پولیس موقع پر نشان دہی تبدیلی قبضہ جات کا کام کرنے کا بھی تحرک کیا مگر فریقین جو آپس میں رشتہ دار تھے ان کے درمیان فساد کے خطرہ کے پیش نظر عملہ سے تعاون نہ کیا گیا چنانچہ آج تک قبضہ جات کی تبدیلی کا کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا ہے۔

اب اس مسئلہ کے حتمی حل کے لیے مورخہ 2-6-90 کو ایڈیشنل کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ زیر دفعہ 13 قانون اشتمال اراضی تمام حقداران دیہہ کی سماعت کر کے اس تنازعہ کے عدالتی فیصلہ سے یہ مسئلہ حل کریں۔

بلا سود قرضوں کا دوبارہ اجراء

*655۔ چودھری اصغر علی گجر ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

"زرعی شعبہ سے تعلق رکھنے والے کسانوں کے لیے بلا سود قرضوں کا دوبارہ اجراء کب ہو رہا ہے کیونکہ یہ آئی۔جے۔آئی کا منشور بھی ہے اور دعویٰ بھی؟"

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

پنجاب میں بلا سود زرعی قرضوں کا اجراء 1985-9-9 سے ہوا تھا اور بدستور جاری ہے۔ بہرحال نئے سال 1989-90 کے لیے اس سلسلہ میں بجٹ کی منظوری کے بعد فنڈز فراہم کیے جائیں گے۔

سکنی قابضین کو ان کا جائز مقام دینے کے لیے اقدام

*664۔ **صاحبزادہ سلطان خضر حیات**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کاشتکار بنجر زمین کو ہموار اور آباد کرتا ہے۔ مگر باہر سے آنے والے لوگوں کو اس کی جگہ آباد کر دیا جاتا ہے اور یہ بیچارہ مہاجر ہو کر دربدر بھٹکتا پھرتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سکنی قابضین کو تمام سرکاری رقبہ کے حقوق دینے کا اعلان کیا ہے اس طرح منڈر سکیم پر جس رقبہ پر کاشتکار قابضین ہیں انہی کو موقع پر حقوق ملکیت دیئے جائیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکنی قابضین کو ان کا جائز حق دینے کو تیار ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) قابل تقسیم سرکاری رقبہ عام طور پر برائے عارضی کاشت دیا جاتا ہے اور کاشت گزیدہ بروئے شرائط اقرار کرتا ہے کہ وہ حسب مطالبہ رقبہ کو بغیر حیل و حجت خالی کر دے گا اگر رقبہ کسی دیگر مستقل سکیم کے تحت مخصوص ہو تو مذکورہ بالا شرائط کا اطلاق اور بھی واضح ہوتا ہے اور کاشت گزیندہ اگر ایسی اراضی کو آباد کرتا ہے تو اسے علم ہوتا ہے کہ یہ زمین مختص شدہ سکیم کے تحت دوسروں کو الاٹ ہوسکتی ہے۔ لہذا ان حالات میں کاشتکار کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہے۔

(ب) جناب وزیر اعلیٰ نے غیر مالکان کو ان کے سر چھپانے کے لیے سرکاری زمین پر کچی آبادی اور احاطہ جات کے مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن اس کا زرعی اراضیات سے تعلق

نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 1979ء اور 1983ء میں زرعی اراضیات کے بارے میں عطائے حقوق ملکیت کے اعلان پہلے ہی ہو چکے ہیں اور ان کے تحت ہزاروں سرکاری پٹہ داروں کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں۔

(ج) ابھی کسی مزید نئی سکیم کا اعلان نہیں ہوا۔

مالیہ کی معافی اور آسان اقساط پر قرضوں کی فراہمی

*709۔ میاں اظہر حسن ڈار: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارچ اپریل 1989ء کے درمیان مواضعات گکھڑ منڈی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ' یونین کونسل کھجوروالی تلونڈی' یونین کونسل جلال بلے والا یونین کونسل ترگڑی گگے والی' ندی پور' ابدال موضع بھموواہی میں گندم کی فصل کو بارشوں اور چندرہ کی وجہ سے ناقابل تلافی نقصان ہوا تھا اور گندم کی پیداوار کی اوسط پانچ من سے سات من تک رہ گئی ہے جس سے چھوٹے کاشت کاروں کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ علاقوں کے کاشت کاروں کے لیے کوئی امدادی کارروائی مالیہ وغیرہ کی معافی' زرعی قرضہ جات کی آسان اقساط میں ادائیگی اور مزید آسان قسطوں پر قرضہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی):

(الف) تحصیل وزیر آباد اور تحصیل گوجرانوالہ کے موضعات گکھڑ منڈی یونین کونسل کھجور والی' تلونڈی یونین کونسل بلے والا' جلال' ترگڑی' گگے والی' ندی پور' ابدالی اور بھموواہی میں ماہ مارچ۔ اپریل سال 1989ء میں ژالہ باری ہوئی تھی۔ جس سے فصل گندم کو جزوی طور پر نقصان پہنچا تھا جو کہ 50 فیصد سے کم تھا۔ ان کے علاوہ جن مواضعات میں نقصان 50 فیصد ہوا تھا ان کو برائے نوٹیفکیشن نمبر 120-89/4115-CAIII مورخہ 12 اکتوبر 1989ء آفت زدہ علاقہ قرار دیا جا چکا ہے۔

(ب) نوٹیفکیشن متذکرہ بالا کے تحت آفت زدہ قرار دیئے جانے والے مواضعات کے زمین داران اور کاشتکاران جملہ مراعات کے حقدار ہیں۔ چونکہ دیہات متذکرہ سوال جز (الف) کو بوجہ نقصان

فصلات کم از کم 50 فیصد تھا۔ آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا۔ اس علاقہ کے کاشتکاران کے لیے مالیہ وغیرہ کی معافی اور دیگر مراعات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

نائب تحصیل دار اور تحصیل دار کی بھرتی کی تفصیل

*722۔سید ذاکر حسین شاہ : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں 2 دسمبر 1988ء سے 3 جون 1989ء تک کتنے نائب تحصیل دار اور تحصیل دار براہ راست بھرتی کیے گئے ان کی ضلع وار تفصیل مع ولدیت و پتا بتائی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے نائب تحصیل دار براہ راست بھرتی کیے گئے اور کتنے ترقی پا کر نائب تحصیل دار بنے۔

(ج) ان کی بھرتی کا طریق کار کیا تھا نیز ان کی تقرری کس کے حکم پر کی گئی؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) پنجاب میں 2 دسمبر 1988ء تا 3 جون 1989ء تک کل 8 تحصیل دار اور 20 نائب تحصیل دار براہ راست بھرتی کیے گئے۔ جن کے کوائف درج ہیں۔

تحصیل داروں کی تفصیل

نمبر شمار	نام مع ولدیت	ضلع	پتا
1۔	محمد سلیم ولد چودھری عبد الرحمٰن	فیصل آباد	تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد
2۔	خالد یامین ولد کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین	راولپنڈی	تحصیل و ضلع راولپنڈی
3۔	محمد شاہد لالی ولد دوست محمد لالی	جھنگ	تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
4۔	عباد علی چشتی ولد پیر اللہ یار چشتی	ساہیوال	تحصیل و ضلع ساہیوال
5۔	ریاض اعجاز ولد	اوکاڑہ	تحصیل و ضلع اوکاڑہ

کنور اعجاز علی

6۔ اللہ یار ولد ملک جلال دین — ساہیوال — تحصیل و ضلع ساہیوال

7۔ مشتاق احمد ملک ولد — قصور — تحصیل چونیاں ضلع قصور

خواجہ محمد اشرف

8۔ سردار محمد آصف ولد — قصور — تحصیل چونیاں ضلع قصور

سردار محمد عارف

براہ راست بھرتی شدہ نائب تحصیل داران کی تفصیل

نمبر شمار	نام مع ولدیت	ضلع	پتا
1۔	قمر فاروق ولد فضل کریم	خوشاب	موضع نور پور تھل ضلع خوشاب
2۔	مسٹر افتخار احمد خان	بھکر	معرفت ظفر اللہ ڈاھنڈلا ایم۔پی۔اے
	ولد محمد نواز خان		ڈاھنڈلا ہاؤس نزد شاہین سینما بھکر
3۔	ریاض حسین خان ولد	مظفر گڑھ	موضع جتوئی، تحصیل علی پور
	سردار نصر اللہ خان جتوئی		ضلع مظفر گڑھ
4۔	احمد کمال خان ولد	ڈیرہ غازی خان	بارتھی قبائلی علاقہ تحصیل تونسہ
	سردار عبدالعزیز خان بزدار		
5۔	اشفاق احمد خان ولد	گوجرانوالہ	جی۔ٹی روڈ، کاموکی
	چودھری عبدالوکیل خان		
6۔	محمد اقبال شاہد ولد	گوجرانوالہ	تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
	چودھری اللہ دتہ		
7۔	سجاد احمد ولد محمد فرید	لاہور	تحصیل و ضلع لاہور
8۔	احمد جاوید چیمہ ولد	لاہور	تحصیل و ضلع لاہور
	جاوید اقبال چیمہ (مرحوم)		
9۔	محمد اظہر ولد	لاہور	رائے ونڈ، لاہور

	قمر الذماں منہاس		
10۔	نوید مراد ڈائر ولد	بھاولپور	موضع کوٹلہ موسیٰ خان تحصیل
	سردار محمد مراد خان ڈائر		احمد پور شرقیہ
11۔	ذوالفقار علی خان ولد	بھاولپور	ضلع بھاولپور
	جسٹس محمد منیر خان		
12۔	عبد الرحمان ولد	بھاولپور	ضلع بھاولپور
	چودھری محمد بوٹا خان		
13۔	ضیاء الدین اویسی ولد	بھاولپور	ضلع بھاولپور
	ایم۔ایم قاسم اویسی		
14۔	سید طیب حسین گیلانی	بھاول پور	تحصیل حاصل پور ضلع بھاولپور
	ولد سید غلام علی شاہ گیلانی		
15۔	غلام نبی ولد	رحیم یار خان	تحصیل لیاقت پور
	خواجہ محمد عبد اللہ		
16۔	شہباز احمد ولد طارق احمد	رحیم یار خان	ضلع رحیم یار خان
17۔	محمد اظہر طارق ولد	بھاولنگر	تحصیل منچن آباد
	منظور احمد		
18۔	شوکت علی ولد محمد شفیع	بھاولنگر	تحصیل چشتیاں
19۔	تنویر احسن ولد	وہاڑی	تحصیل بوریوالہ
	سید احسن شاہ		
20۔	سہیل مقبول ولد	راولپنڈی	تحصیل و ضلع راولپنڈی
	مقبول احمد		

(ب) مندرجہ بالا تمام کے تمام نائب تحصیل دار براہ راست بھرتی کیے گئے۔ ان میں سے کوئی ترقی پا کر بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ج) براہ راست بھرتی شدہ تحصیل داران و نائب تحصیل داران کی بھرتی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے کی گئی۔ تحصیل داران تقرریوں کے احکامات بورڈ آف ریونیو پنجاب نے جاری کیے۔ نائب تحصیل داران کی تقرریوں کے احکامات متعلقہ کمشنر صاحبان نے جاری کیے۔

سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*816۔ **پیر ولائت شاہ کھگہ**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چک نمبر 5/64 ۔ایل یوسف والا میں سات مرلہ سکیم کے تحت کن کن لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ ان کے نام ولدیت اور مکمل پتا جات کیا ہیں۔

(ب) مذکرہ چک میں جن درخواست دہندگان کو پلاٹ نہ دیئے گئے ان کے نام مکمل پتا جات سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 5/64۔ایل میں سے سات مرلہ سکیم مکمل ہو چکی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)

(الف) چک نمبر 5/64۔ ایل میں سات مرلہ سکیم کے تحت کوئی الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے۔

(ب) چک مذکور کے بے گھر لوگوں سے کل 359 درخواست ہائے موصول ہوئیں جن کی تفصیل ایوان میں پیش کی جاتی ہے۔

(ج) چک نمبر 5/64۔ایل کا تمام رقبہ مقبوضہ محکمہ زراعت ہے۔ جس پر تجرباتی فارم ایک عرصہ سے قائم ہے۔ اس لیے یہاں کوئی رقبہ جناح آبادی کے قیام کے لیے دستیاب نہیں اور نہ ہی گرد و نواح کے موضعات میں اس مقصد کے لیے سرکاری زمین موجود ہے۔ اس لیے فی الحال معاملہ معرض التوا میں ہے۔

الاٹ شدہ زمین کو دوبارہ الاٹ کرنے کی وجوہات

*908 **مولانا منظور احمد چنیوٹی**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے چک نمبر 144/ج ب = 153/ج ب تحصیل چنیوٹ میں

1970-71ء سے 1988-89ء تک قرعہ اندازی کے ذریعے غیر مالک مزارعین کو کچھ رقبہ الاٹ کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا متذکرہ الاٹیوں نے ریونیو واجبات ادا کر دیئے۔ اگر جواب مثبت میں ہے تو مندرجہ ذیل کوائف فراہم کیے جائیں۔ چک نمبر الاٹ شدہ نمبر مع تاریخ نام و الاٹی مع ولدیت = الاٹ شدہ رقبہ ادا شدہ ریونیو واجبات اور تاریخ ادائیگی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور مالکانہ حقوق کے اہل ہونے کی شرائط کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مہاجرین جموں و کشمیر گوجرانوالہ اسلام آباد کو مذکورہ چکوک کی پہلے سے الاٹ شدہ زمین کو دوبارہ الاٹ کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دوبارہ الاٹمنٹ کی وجوہات کیا ہیں۔ جبکہ سابقہ الاٹیوں نے یہ بنجر قدیم اور غیر آباد زمینوں کو محنت سے قابل کاشت رقبہ میں تبدیل کر کے ملکی و ملی خدمت سر انجام دی ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل تفصیل فراہم کی جائے۔ نئے الاٹی مع ولدیت بمقابلہ پرانے الاٹی مع ولدیت نئے اور پرانے الاٹ منٹ نمبر اور تاریخ رقبہ کی تفصیل۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تارکین وطن اپنی متروکہ جائیدادوں کی قیمت پہلے وصول کر چکے ہیں اگر ایسا ہے تو یہ الاٹ منٹ کس بنیاد پر کی جا رہی ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ الاٹی مہاجروں ان چکوک میں آباد ہو چکے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کے کوائف مہیا کیے جائیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو محض خرید و فروخت کا کاروبار کرنے والوں کو یہ الاٹ منٹ کیوں کی جا رہی ہے وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)

(الف) اس حد تک درست ہے کہ سال 1971ء، 1972ء میں رقبہ ملکیتی پراونشل گورنمنٹ واقع چک نمبر 144 و 153/ ج ب تحصیل چیچوٹ میں 24 کس غیر مالک مزارعان کو قرعہ اندازی کے تحت پندرہ سالہ پٹہ پر الاٹ کیا جن میں سے چک نمبر 153/ ج ب کے صرف دو الاٹیان اور چک نمبر 144 کے تین الاٹیان نے مطابق فہرست واجبات سرکار ادا کیے ہیں۔

(ب) صرف مذکورہ پانچ الاٹیان نے واجبات ادا کیے تھے جن کو حسب ضابطہ حقوق ملکیت مل چکے

ہیں جب کہ 19 الاٹیان نے پہلی قسط داخل کی اور اس کے بعد واجبات سرکار ادا نہ کیے اس لیے شرائط کی خلاف ورزی کے تحت ان کی الاٹ منٹیں منسوخ ہوئیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ جو رقبہ بقایا سرکار دیہہ / چک میں موجود تھا۔ گوجرانوالہ' اسلام آباد' جموں و کشمیر سکیم کے شیڈول میں ریزرو رکھا گیا جو وقتاً فوقتاً بحکم صاحب کلکٹر ضلع الاٹ ہوتا رہا جن مستحق مزارعان نے شرائط گورنمنٹ کی تکمیل کی ان کی محنت باور ہو چکی ہے۔ بقایا رقبہ حکومت کی پالیسی کے پیش نظر مختلف سکیم ہائے میں ریزرو کیا گیا فہرست الاٹیان ہر سکیم ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

(د) حسب تصدیق آفیسر انچارج بحالیات حکومت آزاد جموں و کشمیر کسی مہاجر نے پہلے معاوضہ وصول نہ کیا ہے۔ ہجرت کے بعد ان کی از سر نو آبادکاری کے لیے حکومت آزاد جموں وکشمیر کی استدعا پر حکومت پنجاب نے اراضی سرکار مخصوص کی۔ جو حسب ضابطہ الاٹ کی جاتی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ چکوک بالا میں مہاجرین جموں و کشمیر کو آباد کیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جہاں تک خرید و فروخت کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی الاٹی رقبہ بلا اجازت فروخت کرے تو شرائط الاٹمنٹ کے تحت اس کی الاٹمنٹ منسوخ ہو سکتی ہے۔

پرائیویٹ ٹریٹی سکیم کے تحت زمین کی الاٹ کی تفصیل

*923 - **جناب امان اللہ خان** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1989ء سے لے کر 31 اکتوبر تک پنجاب میں سرکاری زمین کس کس آدمی کو پرائیویٹ ٹریٹی سکیم کے تحت الاٹ کی گئی ان اشخاص کے نام اور پتا کیا ہیں۔

(ب) ان افراد کو کتنا رقبہ الاٹ کیا گیا اور ان سے کتنی رقم وصول کی گئی اور اس وقت اس زمین کی مارکیٹ قیمت کی تھی۔ تفصیل ہر سکیم اور ہر الاٹی کی الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) یکم جنوری 1989ء تا 31 اکتوبر 1989ء پنجاب میں کل 17 افراد کو سرکاری زمین زیر سکیم

خوش خرید (پرائیویٹ ٹریٹی) فروخت کی گئی۔ ان اشخاص کے نام و پتا کی تفصیل (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ب) پرائیویٹ ٹریٹی سکیم کے تحت فروخت شدہ سرکاری رقبہ کی تفصیل مع اس وقت کی مارکیٹ قیمت اوراب تک ہر اقساط سے وصول شدہ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خوشاب میں زمین کی فروخت

*924۔ جناب امان اللہ خان ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 62-1961ء میں مارشل لاء ضابطہ نمبر 89/91 کے تحت خوشاب کے علاقہ میں تقریباً سو ہزار کنال رقبہ حکومت کو واپس کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مروجہ قانون کے تحت 28 فروری 1962ء سے پہلے پہلے دعویٰ دار کو یہ زمین خریدنے کے لیے رضامندی کا اظہار ضروری تھا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ دعویٰ دار کی رضامندی کے بعد تین ماہ کے اندر اندر دس روپیہ فی یونٹ کے حساب سے دعویٰ دار کے لیے پہلی قسط کی ادائیگی لازمی تھی۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعلقہ دعویٰ دار نے 28 فروری 1962ء تک زمین کی خرید کے لیے کوئی رضامندی ظاہر نہیں کی تھی۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ اب 26 سال کے بعد جعلسازی سے ڈاک بک میں اندراج درخواست کر کے یہ زمین وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے فروخت کی گئی ہے جبکہ اس سے قبل اس زمین کے متعلق وزیر اعلیٰ تین بار یہ کیس نامنظور کر چکے تھے۔

(و) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس جعل سازی کے مرتکب افراد کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) ایک دعویٰ دار نے 62-1961ء میں مارشل لاء ضابطہ نمبر 89/91 کے تحت 15101 کنال دو مرلہ رقبہ ضلع خوشاب میں حکومت کو واپس کیا۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) سکیم کے تحت دعویٰ دار کو رضامندی کی تحریری درخواست منظور ہونے کے بعد قیمت کی پہلی اور دوسری اقساط 31 جنوری 1963ء تک جمع کروانی تھی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ دعویٰ دار کے وارثان نے ثابت کیا کہ ان کے وارث نے رضامندی کا اظہار وقت مقرر کے اندر کر دیا تھا۔

(ہ) جعل سازی کا الزام درست نہ ہے۔ اصل درخواست دعویٰ دار مسمی شہریار حسین منتظم آبادی تھل جوہر آباد کے ریکارڈ کی متعدد تبدیلیوں کی وجہ سے دستیاب نہ ہو سکی متوفی دعویٰ دار کی بیوہ و دیگر وارثان نے اس درخواست کے اندراج 1961ء کی ڈاک بھی متعلقہ کو پیش کیا۔ بعد از تشفی حکومت نے متوفی دعویٰ دار کی رضامندی کو مقرر میعاد کے مطابق جائز قرار دیا اور اس طرح اس کی مارشل لاء ریگولیشن 89/91 کے تحت چھوڑی ہوئی اراضی کو دوبارہ خریدنے کی اجازت اس کے وارثان کو دی۔

(و) جیسا کہ جزو (ہ) کے جواب میں کہا گیا ہے کوئی جعل سازی نہیں ہوئی۔

ناجائز قبضہ کی وجوہات

*928۔ نواب زادہ غضنفر علی گل ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع نانواں شاہ پور شہر گجرات کے اہل دیہہ نے بوقت اشتمال اراضی 32 کنال برائے سکول ضلع کونسل گجرات کے نام منتقل ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اراضی مذکورہ پر ابھی تک سکول تعمیر نہیں ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اگست 1984ء میں مذکورہ رقبہ بذریعہ اشتمال نمبر 4930 ضلع کونسل گجرات سے واپس باشندگان اہل دیہہ کے نام منتقل ہوا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس اشتمال کا عمل درآمد کاغذات مال میں ابھی تک نہیں ہوا اور رقبہ مذکورہ ابھی ڈسٹرکٹ کونسل کے نام پر ہی درج ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ حال ہی میں چند اشخاص نے اس رقبہ پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس کا کوئی نوٹس لیا ہے اگر نوٹس

لیا ہے تو اس ضمن میں کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :۔

(الف) موضع نانواں شاہ پور تحصیل گجرات کا کام ختم ہو کر قبل حقیقت سال 65-1964ء تیار ہوئی نمبرات خسرہ 13-22/8 عربی۔

10 11

15 13 -8 -14 -7/2 -9/1 11/1

3 - 5 1 - 9 5 - 0 4 - 9 2 - 11 4 - 19 1 - 14

کل تعدادی 32 کنال رقبہ بنام گورنمنٹ ماڈل سکول نانواں شاہ پور تحصیل گجرات کھیوٹ نمبر 732 قائم ہوئی۔

1209 تا 1212

(ب) درست ہے تا حال کوئی عمارت برائے سکول تعمیر نہ ہوئی ہے۔

(ج) سوال مذکورہ کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ دوران اشتمال 32 کنال رقبہ بنام گورنمنٹ ماڈل سکول نانواں شاہ پور تحصیل و ضلع گجرات منتقل ہوا جس کا عمل درآمد مثل حقیت اشتمال سال 65-1964ء میں کیا گیا۔

2۔ باشندگان دیہہ کی اپیل پر ایڈیشنل کمشنر اشتمال اراضی صاحب گجرات بحوالہ حکم مورخہ 5-1-67 رقبہ مذکورہ بحق باشندگان دیہہ کر دیا جس کی بابت انتقال نمبر 3416 فیصلہ 15-3-67 منظور ہوا۔ جس کا عمل درآمد رجسٹر حق داران زمین سال 69-1968ء میں کیا گیا۔

3۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال اراضی صاحب کے فیصلہ مورخہ 5-1-77 کے خلاف اپیل بعدالت ایڈیشنل کمشنر اشتمال اراضیات راولپنڈی دائر ہوئی جو کہ ریمانڈ ہو کر واپس ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال اراضی گجرات نے سماعت کی اور بحوالہ حکم مورخہ 28-1-70 رقبہ مذکور بالا بحق ڈسٹرکٹ کونسل گجرات جس کی بابت انتقال نمبر

3789 مورخہ 19-2-73 کو منظور ہوا جس کا عمل درآمد رجسٹر حق داران زمین سال 1972-73ء میں کیا گیا۔

4۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر انتقال اراضی کے فیصلے کے خلاف تجمل حسین ولد نذید احمد قوم جٹ وڑائچ وغیرہ نے سینئر سول جج گجرات کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا جو فاضل عدالت نے بحوالہ حکم مورخہ 17-1-84 رقبہ متذ کرہ بالا بحق باشند گان دیہہ کر دیا جس کی بابت انتقال نمبر 4920 مورخہ 24-8-84 کو منظور ہوا۔ جس کا عمل درآمد رجسٹر حق داران زمین سال 85-1984ء میں کیا گیا۔

5۔ اب رقبہ مذ کورہ بالا 32 کنال کاغذات میں باشند گان دیہہ کے نام ہے۔

(د) غلط ہے۔
انتقال نمبر 4920 کا عمل رجسٹر حق داران زمین سال 85-1984ء کے کھیوٹ نمبر 931/1538 میں درست طور پر ہو چکا ہے۔ اب یہ رقبہ ڈسٹرکٹ کونسل کی ملکیت نہ ہے بلکہ باشند گان دیہہ کی ملکیت ہے۔
رجسٹر حقداران موضع نانواں شاہ پور سال 85-1984 کے کھاتہ جات 931 کی رو سے 1539 - 1538

نمبرات خسرہ 10 _____ تعدادی م ک

21 — 13 15 - 14 - 13 - 9/1 - 8 - 7/2

(و) جیسا کہ ضمن نمبر (ہ) میں ذکر کیا گیا ہے ہر دو مزاران رقبہ 32 کنال کو سال 85-1984ء سے کاشت کر رہے ہیں کوئی دیگر شخص ناجائز طور پر قابض نہ ہوا ہے اس لیے کسی قانونی کارروائی کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ہے۔
زیر کاشت تجمل حسین ولد نذیر احمد قوم جٹ وڑائی

نمبرات خسرہ	11- 11/1	22 غربی	تعدادی
	1 - 4	8 - 13	م 7 — ک 10

زیر کاشت اورنگ زیب ولد اکرم قوم جٹ وڑائچ درج رجسٹر حق داران زمین ہے۔ یہی مزارعان

اس وقت بھی کاشت کر رہے ہیں۔ کسی دیگر شخص نے اس پر قبضہ نہیں کیا۔

زیادہ نمبردار مقرر کرنے کی وجوہات

*944۔ چودھری خادم حسین ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) چک نمبر 370/ گ ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنا رقبہ زیر کاشت ہے۔

(ب) چک نمبر 372/ گ ب تحصیل گوجرہ جو کہ چک مذکورہ بالا کا ملحقہ چک ہے کتنا رقبہ زیر کاشت ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 370/ گ ب میں تین نمبردار مقرر ہیں اور ایڈیشنل کمشنر فیصل آباد نے چوتھا نمبردار مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ چک 372/ گ ب میں صرف ایک نمبردار مقرر ہے۔

(د) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو چک نمبر 370/ ج ب میں کس بنیاد پر چوتھا نمبردار مقرر کیا جا رہا ہے کیا حکومت اس ضمن میں کوئی اقدام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) چک نمبر 370/ گ ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زیر کاشت رقبہ 58 مربعہ جات پر مشتمل ہے۔

(ب) چک نمبر 372/ گ ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زیر کاشت رقبہ 53 مربعہ جات پر مشتمل ہے۔

(ج) جی ہاں ۔ یہ درست ہے۔

(د) حقیقت یہ ہے کہ چک نمبر 370/ گ ب کے مکینوں نے ڈپٹی کمشنر کو سابق وزیر مال کی معرفت ایک درخواست برائے اضافی نمبردار مقرر کرنے کے لیے دی تھی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے حالات و متعلقہ اعداد و شمار کا جائزہ لینے کے بعد اس مطالبہ سے اصولی طور پر اتفاق کیا۔ مگر چونکہ وہ اس معاملہ میں قانونی اختیار نہ رکھتے تھے۔ لہذا انہوں نے کمشنر فیصل آباد سے رجوع کرنے کے لیے کہا۔ کمشنر فیصل آباد نے درخواست برائے سماعت و فیصلہ ایڈیشنل کمشنر ریونیو فیصل آباد کو منتقل کر دی۔ ایڈیشنل کمشنر ریونیو فیصل آباد نے بعد سماعت و

جائزہ ریکارڈ مفصل عدالتی فیصلہ کے ذریعے مورخہ 88-9-20 کو چوتھا نمبردار مقرر کرنے کی ہدایت کی۔ چونکہ اضافی نمبردار مقرر کرنے کی وجوہات جناب ایڈیشنل کمشنر ریونیو فیصل آباد ڈویژن کے عدالتی فیصلے میں دی گئیں ہیں ان پر کوئی تبصرہ کرنا مناسب نہ ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مندرجہ بالا معلومات پہلے بھی اس قسم کے ایک اسمبلی سوال نمبر 497 کے ضمن میں مہیا کی جا چکی ہیں۔

تحصیل داروں کے ذریعے منظور کیے گئے انتقالوں کی تفصیل

*992۔ چودھری شاہ نواز چیمہ ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع گوجرانوالہ میں تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں نے اپنے ہیڈ کوارٹروں میں اور دوروں کے دوران کتنے انتقال منظور کیے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :۔

ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کی رپورٹ کے مطابق ضلع گوجرانوالہ میں دوران سال 1989ء میں تحصیل دار صاحبان نے اپنے اپنے سرکل کے 13591 انتقالات دورہ کے دوران منظور کیے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر پر کوئی انتقال منظور نہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح نائب تحصیل دار صاحبان نے 16855 انتقالات دوران دورہ منظور کیے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر پر کوئی انتقال منظور نے کیا ہے۔

تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کی بھرتی کی تفصیل

*993۔ چودھری شاہ نواز چیمہ ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع گوجرانوالہ میں نومبر 1988ء سے اب تک کتنے تحصیل دار اور نائب تحصیل دار بھرتی کیے گئے اور ان کا تعلق کس کس تحصیل سے ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :۔

ضلع گوجرانوالہ میں نومبر 1988ء سے اب تک کوئی تحصیل دار بھرتی نہیں کیا گیا البتہ ضلع ہذا سے 12 نائب تحصیل دار بھرتی کیے گئے ہیں جن کی تحصیل وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	تحصیل	تعداد تقرری
1-	گوجرانوالہ	7

-2	حافظ آباد	2
-3	وزیر آباد	2
-4	کامونکی	1

ٹیکس کی حد کم از کم ایک ایکڑ کرنے کے لیے اقدام

*1054 - چودھری نذید احمد : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے زمینداروں اور کاشت کاروں پر لوکل ریٹ ٹیکس عائد کر رکھا جو کہ دو روپے فی ایکڑ کے حساب سے وصول ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ ٹیکس دو روپے اس کاشت کار سے بھی وصول کیا جاتا ہے۔ جس کی ملکیت صرف ایک مرلہ ہی کیوں نہ ہو۔ مزید وضاحت یہ ہے کہ ایک ایکڑ کے مالک سے تو دو روپے ہر چھ ماہ بعد وصول کیے جا رہے ہیں۔ اور اگر ایک ایکڑ کے پچاس مالک ہیں تو ان سے سو روپے وصول کر لیے جاتے ہیں۔ جبکہ ایکڑ صرف ایک ہی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو عوام کو مذکورہ ناانصافی سے بچانے کے لیے حکومت زمین کی حد ایک ایکڑ مقرر کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے تاکہ عوام استحصال سے بچ سکیں اور ایک ایکڑ زمین پر صرف دو روپے ہی پڑھیں نہ کہ سو روپے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) قانونی طور پر صورت یہ ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس کی دفعہ 136 کی رو سے لوکل ریٹ اراضیات پر واجب الادا ہے ۔(افراد پر نہیں) اور غیر ممکن و بنجر قدیم اراضیات اس سے مستثنیٰ ہیں۔

مذکورہ دفعہ کے تحت لوکل ریٹ میں دو دفعہ (یعنی ربیع و خریف کی فصلات) درج ذیل شرح سے بلحاظ رقبہ کھیوٹ واجب الوصول ہے۔

رقبہ کھاتہ جات	شرح لوکل ریٹ
(1) کھیوٹ آبپاشی اراضی	-/2 روپے فی ایکڑ
(2) کھیوٹ غیر آبپاشی اراضی 150 ایکڑ تک	50 پیسے فی ایکڑ یا جزو ایکڑ

(3) کھاتہ زاے دار 125 ایکڑ آبپاشی اراضی بشرح 60 فی صد مالیہ واجب الادا اور 150 ایکڑ غیر آبپاشی اراضی کاشت کاران کی حد تک لوکل ریٹ لاگو نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ ضمن (الف) بالا میں تذکرہ کیا گیا ہے کاشت کاران کی حد تک لوکل ریٹ لاگو نہیں۔ تاہم سوال میں اٹھایا گیا مسئلہ کافی حد تک حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ تشخیص لوکل ریٹ کے لیے جو اصول مقرر کیے گئے ہیں ان کی توجیہہ ماتحت عملہ مال نے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں کی ہے۔

(ج) لوکل ریٹ کی تشخیص کے بارے میں قانون بالکل واضح اور غیر مبہم ہے سقم محض اس کی توجیہہ اور عمل درآمد کی حد تک ہے۔ اس کے انسداد نیز اس امر کو یقینی بنانے کے لیے کہ کسی بھی مالک اراضی سے مقررہ شرح سے زیادہ لوکل ریٹ وصول نہ کیا جائے۔ زمین کی کوئی حد مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس ضمن میں عملہ مال کی راہنمائی کے لیے بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے بذریعہ چٹھی نمبر 248/90-42/ ریسرچ مورخہ 26-5-90 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) نئی اور مکمل طور پر واضح اور مفصل ہدایات جاری کر دی گئی ہیں تاکہ اس سلسلہ میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے اور آئندہ لوکل ریٹ کی تشخیص درست طور پر کی جائے۔

محکمہ کی طرف سے انسدادی کارروائی عمل میں لا کر شکایت کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔

ناجائز الاٹ شدہ رقبہ کا قبضہ ختم کرنے کے لیے اقدام

*1139 - چودھری شمعون قیصر بھٹی ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 16/ ایٹ -بی- آر میاں چنوں میں متاثرین اسلام آباد کو کچھ رقبہ الاٹ ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ گاؤں مارکیٹ کمیٹی کی حدود میں واقع ہے جس کی وجہ سے اس گاؤں میں کسی بھی آدمی کو گورنمنٹ کا رقبہ الاٹ نہیں ہو سکتا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس الاٹمنٹ کے خلاف کئی عدالتوں اور ممبر بورڈ آف ریونیو نے بھی فیصلہ دیا تھا کہ یہ الاٹمنٹ ناجائز ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ناجائز الاٹمنٹ کو منسوخ ہونے تقریباً دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر محکمہ مال کے متعلقہ افسران نے ابھی تک اس ناجائز الاٹ شدہ رقبہ کا قبضہ حاصل نہیں کیا ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس رقبہ کے حاصل نہ کرنے والے محکمہ مال کے افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور رقبہ حاصل کرنے اور اس کا دس سال قبل سے متعلقہ الاٹی سے مارکیٹ ویلیو کے مطابق ٹھیکہ وصول کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ لیکن بوقت الاٹمنٹ عملہ فیلڈ نے رپورٹ نہ کی تھی کہ رقبہ حدود کمیٹی کے اندر واقع ہے۔ جب جناب ڈسٹرکٹ کلکٹر کو علم ہوا کہ رقبہ حدود کمیٹی کے اندر واقع ہے تو انہوں نے اپنے حکم مورخہ 12-2-79 کو یہ الاٹمنٹ منسوخ کر دی۔

(ج) یہ درست ہے مگر کمشنر صاحب ملتان نے اپنے فیصلہ مورخہ 13-8-79 کے ذریعے یہ حکم بھی دیا کہ جب تک مذکور متاثرین کو متبادل رقبہ نہیں مل جاتا انہیں بے دخل نہ کیا جائے اس حکم کو بورڈ آف ریونیو نے بحال رکھا۔

(د) بورڈ آف ریونیو کی طرف سے حتمی فیصلہ ہونے کے بعد الاٹیان کو متبادل رقبہ الاٹ کرنے کے لیے تلاش کیا گیا جب تک انہیں متبادل رقبہ نہیں مل جاتا رقبہ ہذا کا قبضہ محکمہ مال نہ لے سکتا ہے۔

(ہ) متبادل رقبہ کی الاٹمنٹ چک نمبر ایل۔ 49/6 تحصیل خانیوال میاں چنوں میں ہو چکی ہے۔ اب الاٹیان / متاثرین اسلام آباد کو طلب کیا جا رہا ہے اور ڈپٹی کمشنر صاحب نے آئندہ پیشی 5-6-90 مقرر کی ہے۔ الاٹیان کی عدم حاضری کی وجہ سے ضبطی و متبادل الاٹمنٹ کے کیس کا حتمی فیصلہ نہ ہو سکتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مالیہ کی واپسی کے لیے اقدام

78۔ جناب علی اکبر مظہر وینس ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے نومبر 1988ء کو ہارون آباد جلسہ عام میں یہ اعلان کیا تھا کہ اس فصل خریف 1988ء کا لگان سیلاب کی وجہ سے معاف کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور بدستور مالیہ وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وصول شدہ مالیہ واپس کرنے اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :۔

(الف) یہ درست نہ ہے وزیر اعلیٰ نے ہارون آباد میں سیلاب زدگان کے لیے لگان کی معافی کا کوئی اعلان نہ کیا تھا البتہ ہاکڑا کی ٹیل کے علاقے میں پانی کی کمی کی وجہ سے فصل خریف 1988ء کو جو نقصان ہوا تھا اس کے لیے آبیانہ / واٹر ریٹ کی معافی کا اعلان کیا گیا تھا۔

(ب) لگان صرف ان زمینداروں کے نام قائم کیا جاتا ہے جو فقہ جعفریہ سے تعلق رکھتے ہوں اور جو زمین داران فقہ جعفریہ سے تعلق نہ رکھتے ہیں ان کے نام عشر قائم کیا جاتا ہے۔ ایسا کوئی اعلان نہ ہوا تھا۔ بلکہ چف منسٹر صاحب پنجاب کے حکم کے مطابق محکمہ انہار نے ہاکڑا ٹیل پر سروے کے بعد زرعی رقبہ تعدادی 4556 ایکڑ کے محاذ مبلغ -/167072 روپے کی معافی دی تفصیل وار رقبہ و باقی شدہ رقم درج ذیل ہے۔

نام تحصیل	تعدادی رقبہ معافی	کل رقبہ معافی شدہ
بہاولنگر	32 - 1591 ایکڑ	23932
ہارون آباد	25 - 1860	67396
فورٹ عباس	43 - 2104	75746
میزان	00 - 4556	167074

(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب کے اعلان کے بعد متاثرہ علاقہ میں محکمہ انہار کی جانب سے جو معافی و خرابہ

دیا گیا ہے اس کی وصولی نہ کی گئی ہے اس لیے کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

حاصل پور کو ضلع بنانے کے لیے اقدامات

89۔ راؤ طارق محمود : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حاصل پور کو ضلع بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس میں کون کون سی تحصیلوں کو شامل کیا جا رہا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) حاصل پور کو ضلع بنانے کی کوئی تجویز اس وقت حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ البتہ 1987ء میں حاصل پور کو ضلع بنانے کا مطالبہ پیش ہوا تھا۔ اس کے ساتھ یہ بھی تجویز پیش کی گئی تھی کہ ضلع حاصل پور میں تحصیل پور اور تحصیل فورٹ عباس کے علاوہ خیر پور ٹامیوالی اور بخش خان کا علاقہ بھی شامل کیا جائے۔ اس مطالبہ کے سلسلے میں متعلقہ کمشنر صاحب سے رپورٹ حاصل کی گئی تھی اور اس کی روشنی میں حکومت نے بعد از غور اس مطالبہ کو نامنظور کر کے داخل دفتر کر دیا تھا۔

(ب) جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ اس مطالبہ کے نامنظور ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(1) حاصل پور ضلعی صدر مقام بہاول پور سے صرف 66 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور بہتر ذرائع آمدورفت کی وجہ سے تقریباً 2 گھنٹے میں اور سال کے ضلعی ہیڈ کوارٹر پہنچا جا سکتا ہے۔

(2) حاصل پور سڑک و ریل دونوں ذریعوں سے ضلعی صدر مقام بہاول پور سے مربوط ہے۔

(3) پنجاب میں اور بہت سے تحصیلیں رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے تحصیل حاصل پور سے بڑی ہیں اور ابھی تک ان کو ضلع کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(4) ضلع بہاول پور چار تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ اگر ان میں سے دو تحصیلیں مکمل اور

ایک تحصیل جزوی طور پر نکال کر ایک نیا ضلع تشکیل دے دیا جائے تو بقیہ بہاول پور بہت چھوٹا ضلع رہ جائے گا اور انتظامی اخراجات بوجھ بن جائیں گے۔

(5) ایسے بیشتر محکمے جن کا عوام سے اکثر تعلق رہتا ہے۔ مثلاً مال، واپڈا، آبپاشی، تعلیم، زراعت، جنگلات اور کوآپریٹو سوسائٹی وغیرہ کے دفاتر حاصل پور میں پہلے ہی قائم ہیں۔ لہذا علاقے کی اکثریت کے روزمرہ کے معاملات مسائل یہیں پر حل ہو جاتے ہیں اور ضلعی صدر مقام نہیں جانا پڑتا۔

تحصیل بنانے کے لیے اقدامات

101۔ راؤ طارق محمود، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

خیر پور ٹامیوالی کو تحصیل بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے خیر پور ٹامیوالی کو یکم جولائی 1990ء سے تحصیل و سب ڈویژن بنانے کی منظوری دے دی ہے۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔

غیر قانونی الاٹمنٹ کی تفصیلات

101۔ چودھری شبیر احمد خان، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ تحصیل و ضلع لاہور ریاست جموں و کشمیر (آزاد کشمیر) کا حصہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ قانون کی رو سے متروکہ جائیداد قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) یا یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ و تحصیل و ضلع لاہور اربن ایریا کا حصہ ہے اور اس میں محکمہ بحالیات و آبادکاری نے غیر قانونی طریقے سے پی۔ٹی اور پی۔ٹی۔ڈی اور اسی قسم کے الاٹمنٹ احکامات کے ذریعے آزاد کشمیر کی ملکیتی اراضی غیر مستحق لوگوں کو بغیر کسی قانونی جواز اور دائرہ اختیار کے الاٹ کر دی ہیں۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جدید ترین جمع بندی سال 1979ء تا

سال 1989ء کے دوران انتقالات اراضی اور خرید و فروخت کرنے والی پارٹیوں کی تفصیل معزز ایوان کے روبرو پیش کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے کہ یہ موضع قانون کی رو سے متروکہ قرار نہ دیا جا سکتا تھا بلکہ موضع ہربنس پورہ غیر مسلم جائیداد تھی جس کا انتقال نمبر 330 تبدیل حقوق ملکیت بحق سنٹرل گورنمنٹ مورخہ 29/1/1962 کو منظور ہوا۔

(ج) یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ لاہور اربن ایریا کا حصہ ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ محکمہ بحالیات و آباد کاری نے غیر قانونی طریقہ سے غیر مستحق لوگوں کو اس موضع کی اراضی الاٹ کی ہے۔

(د) مندرجہ بالا جزو ہا کے جوابات اثبات میں نہ ہیں۔

قانو نگویان کو ریگولر کرنے کے لیے اقدامات

103۔ **ملک خلیل اللہ لاہر**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پٹواریان سے ترقی کے ذریعہ تعینات ایسے قانو نگویان کی صوبہ بھر میں کل تعداد کتنی ہے جو 3-10-87 تک ایڈہاک پالیسی یا کسی اور طرح عارضی بنیاد پر قانون گو تعینات تھے اور بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 9 میں ہونے کی بناء پر حکومت پنجاب محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات کے نوٹیفکیشن نمبر ایس۔او۔آر۔-3-2-87/54 مورخہ 13 اکتوبر 1987ء کے تحت ان کی تعیناتی ریگولر کی جاتی تھی۔

(ج) جز (الف) کے مطابق کتنے قانو نگویان کی تعیناتی تکمیلی طور پر ریگولر کی جا چکی ہے۔ ان قانو نگویوں کے نام موجودہ مقام تعیناتی کیا ہیں جنہیں ڈیڑھ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود متذکرہ نوٹیفکیشن کی تفصیل میں ابھی تک بطور ریگولر امیدوار قانون گو درج نہیں کیا گیا۔

(د) تاریخ اجراء متذکرہ نوٹیفکیشن اور یکم اپریل 1988ء کے دوران صوبہ بھر میں پٹواریان سے

ایڈہاک یا عارضی طور پر تعینات ان قانو نگویاں کے نام اور موجودہ قسط خام تعیناتی کیا ہیں جو محکمانہ امتحان قانو نگوئی پاس ہیں مگر ایک سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک انہیں بطور ریگولر امیدوار قانون گو درج نہیں کیا گیا نیز اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) ایسے قانو نگویان کی کل تعداد 117 ہے۔

(ب) جز (الف) کے مطابق 79 قانو نگویان کی تعیناتی تکمیلی طور پر ریگولر کی جا چکی ہے۔ دیگر اہلکاران کے کیسوں کا فرداً فرداً جائزہ لے کر متعلق فوری اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ جن قانو نگویان کو ابھی تک ریگولر امیدوار درج نہیں کیا گیا ان کے نام اور موجودہ مقام تعیناتی درج ذیل ہیں۔

ضلع ملتان

نمبر شمار	نام	مقام تعیناتی
1۔	حسن رضا شاہ	بوسن
2۔	اقبال احمد	نواب پور
3۔	خادم حسین	مبارک پور
4۔	بشیر احمد	قصبہ
5۔	نذر محمد میو	دفتر قانو نگو
6۔	محمد حنیف	گجویہ
7۔	اللہ وسایا	غازی پور
8۔	محمد زمان	شجاع آباد
9۔	محمد حسین	کروڑ پکا
10۔	غلام فرید	بورے والہ
11۔	محمد رفیق	اشتمال

12۔	مظہر علی	پیشی قانونگو

ضلع ڈیرہ غازی خان

13۔	محمد رمضان	بندوبست
14۔	عطاء محمد	بندوبست
15۔	عبدالشکور	عشر زکواۃ
16۔	صادق حسین	بندوبست
17۔	شیر محمد	محال
18۔	نور محمد	محال تونسہ
19۔	محمد نواز	بندوبست

ضلع راجن پور

20۔	عبدالکریم	دفتر قانون گو
21۔	یوسف سلیم	صدر قانون گو برانچ
22۔	امیر بخش	بندوبست
23۔	محمد خان	بندوبست
24۔	محمد رفیق	راجن پور
25۔	محمد ذوالفقار	رود کوہی
26۔	احمد ان خان	علاقہ پہاڑ
27۔	غلام مرتضی	علاقہ پہاڑ
28۔	غلام علی	علاقہ پہاڑ
29۔	امداد علی شاہ	علاقہ پہاڑ
30۔	صفدر علی	بندوبست
31۔	غلام محمد	بندوبست
32۔	محمد شفیع	بندوبست

33۔	محمد یونس	بندوبست

ضلع رحیم یار خان

34۔	عبدالجواد شاہ	تاج گڑھ
35۔	غلام قادر	اشتمال
36۔	کرم الٰہی	صادق آباد
37۔	رفیق احمد	خان پور

ضلع لیہ

38۔	منظور حسین	لیہ

(ج) ایسے تمام قانونگویان کے کیسوں کا فرداً فرداً جائزہ لے کر ان کو ریگولر کرنے کے لیے فوری اقدامات کیے جا رہے ہیں تاہم انکے نام اور موجودہ مقام تعیناتی درج ذیل ہیں۔

1۔	محمد حسین	دولیوالہ (بھکر)
2۔	غلام حسن	ڈھلکانہ (بھکر)
3۔	فضل قادر خان	ڈنگہ (بھکر)

آبیانہ میں تخفیف

104۔ حاجی عزیز الرحمٰن، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ گاؤں گلوکی کے غلام سرور ولد بندے خان قانونگو حلقہ واہنڈو تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کو ڈھال باچھ برائے خریف 83ء اور ربیع 84ء کے آبیانہ میں مندرجہ ذیل تخفیف کی اجازت دی گئی تھی۔

پیسے	روپے
84	243
22	132
92	409
36	175

177	60
400	00
1538	94

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ مالیہ اراضی اور آبیانہ جس کا تعین ڈھال باچھ میں کیا گیا ہے کہ وصولی حلقہ پٹواری کر رہا ہے۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ متعلقہ پٹواری جز (الف) میں مذکور مالک اراضی کو مذکورہ بالا تخفیف جو دیگر مالکان اراضی سے وصول کیے گئے آبیانہ سے زائد تھی کہ ادائیگی کرنے کا پابند تھا۔

(د) آیا یہ بھی امر واقع ہے کہ تخفیف شدہ رقم کی ادائیگی ابھی تک نہیں کی گئی۔

(ہ) آیا مذکورہ تخفیف جس کی مالیت 1538 روپے 94 پیسے ہے ابھی تک حلقہ پٹواری کی تحویل میں ہے یا خزانہ سرکار میں جمع کر دی گئی تھی اگر متبادل اقدام میں سے کوئی نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور مذکورہ بالا مالکان اراضی کو رقم کی ادائیگی کے لیے کیا اقدام کیے جائیں گے۔

(و) ڈھال باچھ برانے خریف 83ء اور ربیع 84ء کی ایک نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) درست ہے غلام سرور ولد بندے خان مذکور کو تاوان مبلغ 1538/94 بابت خریف 1981ء خریف 1982ء کی معافی ہوئی تھی جس کا عمل درآمد محکمہ نہر نے فصل خریف 1983 - 1984ء میں کیا تھا۔

(ب) درست ہے کہ ضمن نمبر (الف) بیان کیا گیا ہے دیہہ ہذا کے اصل نمبرداران معاملہ سرکار کی وصولی کرنے سے انکاری ہیں۔ اس لیے ہر دو فصلات کا معاملہ سرکار آبیانہ وغیرہ بذریعہ پٹواری حلقہ (تحصیل ریونیو ایجنسی) وصول کرایا جا رہا ہے۔

(ج) درست ہے ۔ مطابق قواعد معاف شدہ تاوان اگرکسی اسامی سے وصول کرلیا گیا ہو اور وہ رقم بعد میں معاف ہو جانے تو وہ رقم اسے refund ہونی ضروری ہوتی ہے اس طرح غلام سرور مذکور کو رقم مذکورہ مبلغ 1538/94 اب دیگر اسامیاں سے وصول کر کے باعث رسید refund

کر دی گئی ہے۔

(ج) تاوان مذکورہ متعلقہ فصل خریف 1981ء خریف 1982ء تھا جو غلام سرور مذکور سے وصول ہو کر محکمہ ہذا کے اصل ہیڈ میں داخل خزانہ سرکار ہو چکا ہوا ہے۔ یہ رقم غلام سرور مذکور کو دیگر بقایا اسامیاں سے وصول کر کے اب refund کرا دی گئی ہے۔

(د) ہر دو فصلات کی ڈھال باچھ کی تین تین فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل فیروز والا کی آبادیوں کی تفصیل

108۔ چودھری بشیر احمد گجر ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ کی سب سے بڑی آبادی کونسی ہے اور اس کی آبادی کتنی ہے۔

(ب) تحصیل فیروز والا کی پچیس ہزار سے زائد والی کون کونسی آبادیاں ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) ،

(الف) تحصیل فیروز والا کی سب سے بڑی آبادی قصبہ مرید کے ہے۔ جس کی آبادی میونسپل کمیٹی مرید کے ریکارڈ کے مطابق 56437 نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) تحصیل فیروز والا میں قصبہ مرید کے کے علاوہ کوئی بھی ایسا قصبہ نہیں جس کی آبادی 25,000 نفوس سے زائد پر مشتمل ہو۔

نائب تحصیل داروں اور تحصیل داروں کی تقرری اور مدت ملازمت کی تفصیل

130۔ ملک احمد علی اولکھ ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) صوبہ میں 1-6-89 کو نائب تحصیل داران متعینہ بر کیڈر و بیرون کیڈر ڈویژن و بیرون ڈویژن اسامیاں محکمہ مال بشمول نائب تحصیل دار ریڈر عشر نزول وصولی رود گوہی وغیرہ ان میں سے عارضی ۔ ایڈہاک ایکٹنگ چارج ، کرنٹ چارج وغیرہ یا قائم مقامی بنیاد پر ترقی یافتہ تحصیل داران کی ڈویژن وار کل تعداد کیا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا افراد محولہ ضمن (الف) کی فہرست ترتیب شدہ بالا لحاظ کل مدت ملازمت خانہ نمبر 5 نمونہ ذیل بھی معزز ایوان میں پیش کیا جائے۔

(ج) فہرست نائب تحصیل داران ترتیب شدہ بالا لحاظ کل مدت ملازمت

ا-نام - تعلیمی قابلیت - تاریخ پیدائش-سکونتی ڈویژن (2) کیٹگری (براہ راست ازاں قانون گوئیاں یا ازاں دفتری عملہ) (3) تاریخ نوٹیفکیشن مکمل طور پر پاس کرنے محکمہ امتحانات (1) نائب تحصیلداران (2) تحصیل داران (اگر ہو) (4) پہلی تقرری بطور نائب تحصیل دار (تاریخ و مقامی تعینتی) (5) 31-5-88 تک مدت ملازمت بطور نائب تحصیل دار نیز مدت ملازمت عارضی یا قائمقام تحصیل دار (اگر ہو بطور نائب تحصیل دار) بطور تحصیل دار کل مدت ملازمت (ایام میں اگر ہو بطور نائب تحصیل دار اور تحصیل دار) ایام میں (6) یکم جون 1989ء کو مقام تعیناتی۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) مورخہ 1-6-89 تک صوبہ پنجاب میں نائب تحصیل داران کی کل تعداد 433 تھی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ڈویژن	کیڈر			بیرون کیڈر				ڈویژن	بیرون ڈویژن	کل تعداد
	محال	عشر	وصولی ریڈر	رود گوہی	نزول	متفرق				
لاہور	16	9	9	2	—	1	16	53	—	53
سرگودھا	21	10	4	2	—	3	2	42	—	42
راولپنڈی	19	7	—	1	—	—	3	28	2	30
ڈی جی خان	18	11	4	3	2	—	—	38	—	38
گوجرانوالہ	23	11	6	3	—	—	—	42	—	42
فیصل آباد	18	9	5	2	—	—	11	45	—	45
ملتان	25	12	9	2	—	—	2	50	—	50
بہاول پور	20	13	2	2	—	—	12	49	—	49

(i) ترقی یافتہ نائب تحصیل دار بطور تحصیلدار کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ڈویژن	ایڈہاک	ایکٹنگ چارج	کرنٹ چارج	قائم مقام	کل تعداد
لاہور	—	—	—	7	7
سرگودھا	—	8	1	6	15
راولپنڈی	—	—	—	11	16
ڈیرہ غازی خان	—	—	1	1	2
گوجرانوالہ	—	—	1	—	1
فیصل آباد	—	17	—	—	17
ملتان	—	7	—	10	17
بہاولپور	—	5	—	4	9

(ب) مطلوبہ فہرست خانہ نمبر 5 ضمن (ج) کے محاذ ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

(ج) مطلوبہ کوائف منسلکہ فہرست (الف) میں ملاحظہ فرمائیں۔ مطلوبہ کوائف کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قانون گو کو ریگولر درج کرنے کے لیے اقدام

*131۔ ملک احمد علی اولکھ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبر ایس۔او۔آر -3-2-87/54 مورخہ 13 اکتوبر 1987ء کے تحت صوبہ بھر میں بنیادی سکیل نمبر 1 تا 9 کے ان تمام سرکاری ملازمین کو جو تاریخ اجراء منذ کرہ نوٹیفکیشن تک تعینات تھے۔ ملازمت میں ریگولر کرنے کے احکام جاری کیے ہیں اس کے باوجود بعض اضلاع میں منذ کرہ احکام کے زمرہ میں آنے والے قانو نگویان متعینہ بذریعہ ترقی ازاں پٹواریان کو تاحال اپنے اپنے ضلع میں بطور ریگولر امیدوار قانون گو درج نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے قانو نگویان کے ضلع وار نام کیا ہیں جنہیں ابھی تک سرکاری ریکارڈ میں بطور ایڈہاک یا عارضی قانو نگویان شمار کیا جا رہا ہے۔ نیز منذ کرہ

افراد کو تکمیل کارروائی کے ذریعہ ریگولر امیدوار قانون گو درج کرنے کے بارہ میں کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) ایسے تمام قانونگویان کے کیسوں کا فرداً فرداً جائزہ لے کر ان کو ریگولر کرنے کے بارے میں اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ تاہم جن اہلکاران کو ابھی تک بطور ریگولر امیدوار درج نہیں کیا گیا۔ ان کے ضلع وار نام درج ذیل ہیں۔

ضلع ملتان

1۔ حسن رضا شاہ

2۔ مظہر علی خان

3۔ اللہ وسایا

4۔ محمد رفیق

5۔ محمد حسن

6۔ اقبال احمد

7۔ غلام فرید

8۔ خادم حسین

9۔ محمد حنیف

10۔ نذر محمد

11۔ بشیر احمد

12۔ محمد زمان

ضلع ڈیرہ غازی خان

13۔ محمد رمضان

14۔ عطاء محمد

15- عبدالشکور
16- صادق حسین
17- شیر محمد
18- نور محمد
19- محمد نواز

ضلع راجن پور

20- عبدالکریم
21- یوسف سلیم
22- امیر بخش
23- محمد خان
24- محمد رفیق
25- محمد ذوالفقار
26- احمد خان
27- غلام مرتضیٰ
28- غلام علی
29- امداد علی
30- صفدر علی
31- غلام محمد
32- محمد شفیع
33- محمد یونس

ضلع لیہ

34- منظور حسین

ضلع رحیم یار خان

35۔ عبدالجواد شاہ

36۔ غلام قادر

37۔ کرم الہیٰ

38۔ رفیق احمد

سابقہ مزارعین کو زمین واپس کرنے کے لیے اقدام

139 ۔ میاں محمود الرشید ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع رکھ یت تحصیل وضلع قصور میں 111 ایکڑ سرکاری اراضی برائے عارضی کاشت کچھ سرکاری افسران نے جعلسازی سے حاصل کی تھی اور جس کی پٹہ کی مدت بھی 1987ء میں ختم ہو گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ زمین خالی کروانے کے بعد اس کے سابقہ مزارعین میں جن کو ناجائز بے دخل کیا گیا تھا کو واپس دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) ۔

(الف) یہ درست ہے کہ 111 ایکڑ سرکاری اراضی واقع موضع رکھ یت تحصیل وضلع قصور میں مندرجہ ذیل اشخاص کو زیر سکیم پانچ سالہ پٹہ پر دی گئی تھی۔ جس کی میعاد پٹہ 1987ء میں ختم ہو گئی تھی۔ بہرحال حکومت کی جاری کردہ مجوزہ ہدایات کے مطابق مستحق کاشت کار پٹہ دار کو توسیع میعاد پٹہ روی ربیع 1991ء تک ہو سکتی ہے بشرطیکہ شرائط پٹہ زمین کی مکمل ہو اور کوئی بقایاجات اسکے ذمہ نہ ہوں۔

1۔ محمد خالد محمود ولد عبدالرشید

2۔ محمد شمشاد اختر ولد عبدالستار

3۔ محمد یونس ولد منظور احمد

4۔ محمد یوسف ولد منظور احمد

5۔ عبدالستار ولد عبدالغفور

6۔ محمد یعقوب ولد عبدالرشید

7۔ محمد پرویز ولد محمد اقبال (خریف 1983ء تا ربیع 1988ء)

8۔ یوسف رشید ولد عبدالرشید (ایضاً)

9۔ محمد شاہد ولد محمد اقبال (ایضاً)

10۔ عبدالرشید ولد میاں محمد (ایضاً)

جہاں تک الاٹیان کے جعل سازی سے اراضی حاصل کرنے کا سوال ہے اس ضمن میں محکمہ انسداد و رشوت ستانی نے بعد تحقیقات رپورٹ کی تھی مگر الاٹیان کی طرف سے دائر کردہ رٹ نمبر 3989/89 پر عدالت عالیہ نے الاٹیان کے خلاف درج کی گئی ایف۔آئی۔آر پر سردست کارروائی روکنے کا حکم دیا ہے۔ بدین وجہ فی الحال الاٹیان کے خلاف کوئی کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔

(ب) جہاں تک سابقہ مزارعین کا تعلق ہے ان کو بوجہ ناجائز قابضین کو بیدخل کیا گیا تھا انہوں نے بیدخلی کے خلاف یکے بعد دیگرے رٹ ہائے دائر کیں جو بعد از سماعت عدالت عالیہ نے اس بناء پر خارج کیں کہ رٹ کنندگان ناجائز قابضین تھے اور ان کا رقبہ زیر سوال پر کسی قسم کا قانونی استحقاق نہ بنتا تھا۔ سابقہ پٹہ داران / ناجائز قابضین کو رقبہ واپس کیے جانے کے بارے میں کوئی ہدایت سرکار یا پالیسی موجود نہ ہے اس لیے ان کا رقبہ زیر بحث پر کوئی استحقاق نہ بنتا ہے۔

سرکاری رقم وصول کرنے کے لیے اقدام

140۔ **میاں محمود الرشید**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع رکھ یت تحصیل وضلع قصور میں کچھ سرکاری افسران نے 111 ایکڑ سرکاری اراضی جو برائے عارضی کاشت جعلسازی سے حاصل کی تھی اس کے پٹہ کی مدت بھی 1987ء میں ختم ہونے کے باوجود ابھی تک ان کو بے دخل نہیں کیا گیا جب کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی نے بھی اس ضمن میں سفارش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس زمین کے واجبات آبیانہ پٹہ عشر وغیرہ جو چار، پانچ لاکھ روپے ہیں۔ ضلعی انتظامیہ قصور نے وصول نہیں کیے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری رقم وصول نہ کرنے والے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے اور رقم کی وصولی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) 111 ایکڑ سرکاری اراضی واقع موضع رکھ پت تحصیل وضلع قصور میں مندرجہ ذیل اشخاص کو زیر سکیم پانچ سالہ عارضی پٹہ پر ربیع 1983ء خریف 1987ء دی گئی تھی جس کی میعاد پٹہ خریف 1987ء دی گئی بہرحال حکومت کی جاری کردہ مجوزہ ہدایت کے مطابق مستحق کاشتکار پٹہ دار کو توسیع میعاد پٹہ ربیع 1991ء تک ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ شرائط پوری کر رہا ہو اور کوئی بقایاجات اس کے ذمہ نہ ہوں۔

جہاں تک الاٹیان کا جعل سازی کے ذریعے پٹہ اراضی حاصل کرنے کا سوال ہے اس ضمن میں محکمہ انسداد و رشوت ستانی نے بعد تحقیقات رپورٹ کی تھی۔ الاٹیان کی طرف سے دائر کردہ رٹ نمبر 3989789 پر عدالت عالیہ نے الاٹیان کے خلاف درج کی تھی۔ ایف۔ آئی۔ آر پر سردست کارروائی روکنے کا حکم دیا ہے۔ بدیں وجہ فی الحال الاٹیان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔

(ب) یہ کہ پٹہ داران کے ذمہ ربیع مبلغ -/2,61,300 روپے ابھی تک بقایا زر پٹہ قابل وصولی ہے اسی بارہ میں امتناعی وصولی مرتب ہو کا کارروائی وصول حسب ضابطہ دفتر اسسٹنٹ کمشنر قصور عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) جواب جزہائے بالا ملاحظہ فرمائے جائیں۔

صوبہ میں تعینات قانون گو کی تفصیل

149-ملک احمد یار وارن، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پٹواریان سے ترقی کے ذریعے تعینات ایسے قانو نگویان (متعینہ بر کیڈرو بیرون کیڈر در ضلع و

بیرون ضلع) کی صوبہ بھر میں کل تعداد کتنی ہے جو 17-6-89 تک ایڈہاک یا کسی اور طرح عارضی بنیاد قانون گو تعینات تھے اور بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 9 میں ہونے کی بناء پر محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات کے ذریعے دو نوٹیفکیشن ہائے نمبری ایس آر۔3-2-54/87 مورخہ 3-10-87 اور 17-6-89 کے تحت ان کی تعیناتی ریگولر قرار دی گئی ہے یعنی انہیں بطور ریگولر امیدوار قانون گو ضلع فہرست شمار کیا گیا ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں 1-7-89 کی صورت کے مطابق مستقل اسامیاں قانونگویان (بمدات اخراجات لینڈ مینجمنٹ لینڈ ریکارڈ و کالونی اور جنرل ایڈمنسٹریشن) کی کل تعداد کیا ہے نیز مستقل قانونگویان کی ضلع وار فہرست (مشتمل پر کوائف نام تعلیمی قابلیت۔ تاریخ پیدائش اور یکم جولائی 1989ء کو مقام تعیناتی) اسمبلی کے ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) صوبہ پنجاب 17-6-89 تک تعینات تمام امیدوار قانونگویان بشمول نوٹیفکیشن محولہ ضمن (الف) کے زمرہ میں آنے والے امیدوار قانونگویان متعینہ برکیڈرو بیرون کیڈر درضلع و بیرون ضلع اسامیاں محکمہ مال مع قانونگویان اشتمال۔ کالونی قانونگویان۔ قانونگون سیم تھور' قانونگویان بحری' قانونگوں انسٹرکٹر قانونگویان پہاڑی علاقہ' قانونگویان عشر (وغیرہ) کی ضلع وار فہرستیں (امیدوار قانونگویان فہرست ڈائریکٹر کاغذات زمین اور امیدوار قانونگویان ضلع فہرست) بھی اسمبلی کے ایوان میں پیش کی جائیں۔ ضلع نمبر شمار۔ نام۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیمی قابلیت تاریخ مسلسل تعیناتی بطور قائم مقام یا عارضی قانون گو سال پاس کرنے۔ محکمانہ امتحان قانون گوئی (اگر ہو) مقام تعیناتی (17-6-89 کو)۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) ایسے قانونگویان کی کل تعداد 202 ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں مستقل اسامیاں قانونگویان کی تعداد 948 ہے۔ اسم وار کوائف حاصل کیے جا رہے ہیں۔

(ج) صوبہ پنجاب میں 17-6-89 تک تعینات (1) قانونگویان فہرست ڈائریکٹر کاغذات زمین اور (2) قانونگویان فہرست کلکٹر کے کوائف ضلعی دفاتر سے حاصل کیے جا رہے ہیں۔

اصلی مالکان کو معاوضہ کی ادائیگی کے لیے اقدام

153- **چودھری محمد اشفاق** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موضع گلو کی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ پر گھنہ واہنڈو میں کتنے موروثی مزارعین تھے ہر ایک کا نام بمع ولدیت اور رقبہ زیر قبضہ کتنا تھا اور کیا انہوں نے حکومت کے پاس معاوضہ جمع کرا کر حقوق ملکیت حاصل کر لیے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کب اور کتنا معاوضہ برائے ادائیگی اصل مالکان جمع کرایا گیا ہے۔ متعلقہ موروثی اراضی کے مالکان کا نام بمع ولدیت کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت نے اصل مالکان کو معاوضہ کی رقم ادا کر دی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(د) کیا حکومت نے اصل مالکان کو نوٹس برائے وصولی معاوضہ جاری کیے ہیں۔ اگر نہیں کیے تو اس کیا وجوہات ہیں۔

(ہ) حکومت اصل مالکان کو معاوضہ کی ادائیگی کب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) موضع گلو کی تحصیل کاموکی ضلع گوجرانوالہ پر گنہ واہنڈو کل تعداد موربیان 202 تھی۔ جن کا کل رقبہ 12-19-1 تھا۔ ان میں سے 153 موربیان جن کا رقبہ 7-884 بنتا ہے۔ انہوں نے حقوق ملکیت حاصل کر لیے ہیں۔ ان 153 موربیان کی تفصیل فہرست پر فلیگ (1) ہے اور بقایا 49 موربیان جن کا رقبہ تعدادی 5-135 بنتا ہے۔ ابھی تک معاوضہ داخل خزانہ نہ کروایا ہے۔ ان کی تفصیل فہرست بر فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 33 موربیان نے رقبہ تعدادی 6-450 بحکم عدالت تحصیل دار صاحب گوجرانوالہ مورخہ 14-9-55، 4-9-55، 18-5-56، 18-9-56، 8-12-56، 16-5-72، 11-1-88، 17-11-89، کو کل معاوضہ مبلغ 4015.40 برائے ادائیگی اصل مالکان خزانہ میں جمع کروایا ہوا ہے۔ نقل فوٹو سٹیٹ اصل مالکان انتقالات برفلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت نے اصل مالکان کو معاوضہ کی رقم ادا نہ کی ہے۔ کیونکہ اصل مالکان نے اپنے معاوضہ

کے حصول کے لیے ابھی تک کوئی درخواست دائر نہ کی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو معاوضہ نہ مل سکا ہے۔

(د) اصل مالکان میں سے کسی مالک نے معاوضہ کے حصول کے لیے کوئی درخواست دائر نہ کی ہے جس کی وجہ سے اصل مالکان کو نوٹس جاری نہیں کیے گئے ہیں۔

(ح) جب اصل مالکان معاوضہ حاصل کرنے کے لیے درخواست دائر کریں گے تو ان کی درخواست پر معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔

ریگولر کیے گئے قانونگویان کی ضلع وار ناموں کی تفصیل

183۔ جناب عباس علی انصاری : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں ایسے قانونگویان (متعینہ بر کیڈر و بیرون کیڈر در ضلع، بیرون ضلع) کی کل تعداد کتنی ہے جو 17-6-89 تک ایڈہاک یا کسی اور طرح عارضی بنیاد پر قانون گو تعینات تھے اور بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 9 میں ہونے کی بناء پر محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اطلاعات کے نوٹیفکیشن نمبری ایس۔او۔ار۔3-87/542/ مورخہ 17-6-89 کے تحت ان کی تعیناتی ریگولر قرار دی گئی ہے یعنی انہیں بطور ریگولر امیدوار قانون گو ضلعی فہرست شمار کیا گیا ہے۔

(ب) متذکرہ بالا نوٹیفکیشن کے زمرہ میں آنے والے قانونگویان میں سے تکمیلی کارروائی کے طور پر—

1۔ ریگولر کیے گئے قانونگویان کے ضلع وار نام کیا ہیں۔

2۔ جن قانونگویان کو ابھی ریگولر کیا جانا باقی ہے ان کے ضلع وار نام بمعہ 1-10-89 کو مقام تعیناتی کیا ہیں نیز یہ کہ اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) صوبہ پنجاب میں 17-6-89 تک ایسے 144 قانونگویان ایڈہاک یا کسی اور طرح عارضی بنیاد پر تعینات تھے۔

(ب) متذکرہ بالا نوٹیفکیشن کے زمرہ میں آنے والے قانونگویان میں سے 61 قانونگویان کو ریگولر کر دیا گیا ہے۔ ریگولر کیے جانے والے قانونگویان کے ضلع وار نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے

گئے ہیں۔

(ج) جن قانونگویان کو ابھی ریگولر کیا جانا باقی ہے۔ ان کے ضلع وار نام اور 1-10-89 کو مقام تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان قانونگویان کے کیسوں کا فرداً فرداً جائزہ لے کر ان کو ریگولر کرنے کے بارے میں اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

سات مرلہ سکیم کے تحت رہائشی کالونی بنانے کے لیے اقدامات

187۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا حکومت مونٹاریمونٹ ڈپو کی ملکیتی زمین کاشت کاری کرنے والے مزارعین اور لیبر کے لیے سات مرلہ سکیم کے تحت رہائشی کالونی بنانے کو تیار ہے تاکہ ان کا رہائشی مسئلہ حل ہو سکے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) مونٹاریمونٹ ڈپو کا رقبہ 10341 ایکڑ ہے اور یہ رقبہ چار مواضعات میں واقع ہے یہ تمام اراضی محکمہ دفاع کی تحویل میں ہے اور سات مرلہ سکیم کے لیے دستیاب نہیں ہے۔ اس ڈپو میں کام کرنے والے کھیت مزدوروں کی کل تعداد 33 ہے۔ جبکہ مزارعین کی تعداد 100 ہے۔ یہ تمام اشخاص قریبی دیہات کے رہنے والے ہیں۔ اگر ان دیہاتوں میں جناح آبادیاں بن رہی ہیں اور مذکورہ بالا اشخاص حقدار ہیں تو ان آبادیوں میں انہیں سات مرلہ سکیم کے تحت الاٹمنٹ کی جا سکے گی۔

(ب) حسب جز (الف)۔

نائب تحصیل داران کی ترقی

208۔ چودھری زاہد پرویز، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ بھر میں ڈویژن واران نائب تحصیل داران کے نام کیا ہیں جن کی یکم نومبر 1989ء کی صورت کے مطابق کل مدت ملازمت بطور نائب تحصیل دار (بشمول ترقی کرنٹ چارج / ایکٹنگ چارج بنیاد پر) مسلسل و غیر مسلسل سروس 3150۔ایم سے کم ہے مگر انہیں قائم

مقام بنیاد پر بطور تحصیل دار ترقی دی جا چکی ہے۔

(ب) صوبہ بھر میں ان نائب تحصیل داران کے نام کیا ہیں۔ جن کی یکم نومبر 1989ء کو کل مدت ملازمت بطور نائب تحصیل دار بر کیڈر و بیرون کیڈر اسامیاں (بشمول ترقی کرنٹ چارج / ایکسٹنگ چارج بنیاد پر اگر ہو) مسلسل و غیر مسلسل سروس 3150-ایم سے زیادہ ہے مگر انہیں میرٹ کی بنیاد پر ابھی تک قائم مقام بنیاد پر ابھی تک قائم مقامی بنیاد پر بطور تحصیل دار ترقی نہ دی گئی ہے۔

(ج) کیا جز (ب) بالا میں مندرج نائب تحصیل داران کی ترقی کے معاملات زیر غور ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) صوبہ بھر میں ڈویژن وار نائب تحصیل داران کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام نائب تحصیل دار	کل مدت ملازمت سال - ماہ - دن
	لاہور ڈویژن	
1-	مسٹر محمد انور	20--3-7
2-	مسٹر حمید بیگ	---3-7
3-	مسٹر محمد رفیق	7--2-7
4-	امجد علی ناگرہ	26--2-7
5-	مسٹر محمد اکرم	22--2-7
6-	محمد جاوید خان نیازی	0---2-7
7-	مسٹر نجم الدین ڈار	0---3-7
	گوجرانوالہ ڈویژن	
8-	چودھری محمد اصغر	24--7-8
9-	میاں محمد فاضل	0---8-6

راولپنڈی ڈویژن

-10	مسٹر قیوم نواز	1---1-8

سرگودھا ڈویژن

-11	قاضی ابرار حسین	26-7-8
-12	ذوالفقار علی لگ	0-1-8
-13	مسٹر شہباز اختر	14-11-7
-14	مسٹر عبدالقدوس	15-4-7
-15	مسٹر محمد خان	15-4-7
-16	چودھری محمد علی	15-4-7
-17	راجہ ذوالفقار علی خان	15-4-7
-18	قاضی محمد ظہور	15-4-7
-19	چودھری محمد صادق	15-4-7
-20	مسٹر محمد امیر	4-11-6

فیصل آباد ڈویژن

-21	سید جعفر علی شاہ	21-7-8
-22	مسٹر محمد ارشد جاوید	29-4-8
-23	سید رحمت علی شاہ	28-4-8
-24	مسٹر عبدالخالق	29-1-8
-25	مسٹر فضل الرحمان	10-11-7
-26	مسٹر غلام دستگیر	26-0-8
-27	چودھری فقیر محمد	15-4-7
-28	مسرور حسین زیدی	15-4-7
-29	مسٹر امجد نثار	7-4-7

30۔	مسٹر بشیر احمد	10-8-6
31۔	مسٹر حضور محمد	24-7-6
32۔	مسٹر الطاف حسین شاہ	18-7-6

ملتان ڈویژن

33۔	شیخ نذیر احمد	2-6-6
34۔	مسٹر علاؤ الدین	10-6-6
35۔	سید عابد حسین شاہ	23-2-6
36۔	مسٹر رب نواز	12-8-7
37۔	محمد طارق بشیر	29-1-5
38۔	مسٹر محمد اقبال	12-8-7
39۔	محمد طارق محمود	11-8-7

ڈیرہ غازی خان ڈویژن

کوئی نہیں۔

بہاول پور ڈویژن

40۔	عبدالحمید رحمانی	13-3-8
41۔	مسٹر امتیاز احمد	5-0-8
42۔	سید محمد وجاہت علی	5-0-8
43۔	مسٹر معین الرشید عباسی	5-0-8

جز (ب)

ایسے نائب تحصیل داران کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام نائب تحصیل دار	کل مدت ملازمت
1۔	محمد یاسین چشتی	0-1-19
2۔	مسٹر اللہ دتہ	15-2-14

-3	غضنفر علی شاہ	15-1-14
-4	رانا معزز اخسار	7-4-13
-5	فرید اسد لون	20-4-13
-6	مسٹر بشیر احمد	21-3-11
-7	مسٹر فرخ رضا	19-10-8
-8	باقر حسین رضوی	23-5-9
-9	چودھری محمد اقبال	15-2-9
-10	غلام قادر	26-8-13
-11	مسٹر اقبال حسین شاہ	23-9-19

نائب تحصیل داران کی ترقی کے وقت درج ذیل امور کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(الف) سنیارٹی لسٹ میں متعلقہ افسر کی سنیارٹی پوزیشن۔

(ب) سروس ریکارڈ۔

(ج) محکمانہ یا اینٹی کرپشن انکوائری/مقدمہ وغیرہ اگر کوئی ہو۔

جز (ب) بالا میں مندرج نائب تحصیل داران کی ترقی کے معاملات پر متعدد بار غور کیا گیا مگر ان کا سروس ریکارڈ خراب یا نامکمل ہونے کی وجہ سے یا پھر محکمانہ انکوائری کی وجہ سے ترقی نہ ہو سکی۔ ڈی-پی-سی کی آئندہ میٹنگ میں معاملات پھر زیر غور آئیں گے۔

جز (ب) میں درج شدہ غلام قادر اور مسٹر اقبال حسین شاہ کے نام نائب تحصیل داران کی سنیارٹی لسٹ میں درج نہیں ہیں۔

ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لیے اقدام

*215-حاجی سکندر حیات بوسن، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈیرہ بھکھی آنہ موضع ورن تحصیل و ضلع شیخوپورہ کے قبرستان کے لیے حکومت کی طرف سے منظور کردہ الاٹ شدہ رقبہ کتنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کے قبرستان کا کچھ رقبہ ایک ممبر یونین کونسل نے ناجائز

طور پر اپنے نام کروالیا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت رقبہ پر ناجائز قبضہ یا الاٹمنٹ ختم کروانے اور مذکورہ ممبر یونین کونسل کی غیر قانونی الاٹمنٹ میں ملوث محکمہ کے افسران' اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) ڈیرہ بھکھی آنہ مشمولہ موضع ورن تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں نمبران 10/15-6 من' 11/126 کل رقبہ 30 کنال 7 مرلہ مطابق پرچہ کھتونی اشتمال ملکیتی وقاتی حکومت برائے غیر ممکن قبرستان مخصوص ہے۔

(ب) قبرستان میں سے نمبران خسرہ 10/15/5 تعدادی 14 کنال 7 مرلہ پر مطابق خسرہ گرداوری خریف 1989ء محمد اکرم ولد محمد اسلم قوم راجپوت ساکن دیہہ ناجائز قابض درج ہے اور مذکورہ محمد اکرم نے فصل باجرہ نل نہری کاشت کی ہوئی تھی یہ رقبہ کسی کو الاٹ نہیں کیا گیا۔

سرکاری زمین کو ناجائز کاشت کرنا جرم ہے اور اس کی پاداش میں حسب ضابطہ تجاوز کنندہ پر تاوان عائد کیا جاتا ہے۔ دیہہ ہذا زیر اشتمال ہے اس لیے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (اشتمال) شیخوپورہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تاوان کی مثل برخلاف ناجائز قابض مرتب کریں اور حسب ضابطہ بیدخل کرنے کی کارروائی بھی کریں۔

آبیانہ /مالیہ کی وصولی کے لیے اقدام

255-جناب آفتاب احمد خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی آئی جی فیصل آباد۔ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر فیصل آباد۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر فیصل آباد۔ ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد کے بنگلوں سے ملحقہ اراضی پر صوبائی محکمہ نہر کی جانب سے نہری وارہ بندی کے تحت نہری پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی کا مالیہ/آبیانہ محکمہ مال میں جمع نہیں کرایا جاتا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہات کی بناء پر متذکرہ اراضی کا آبیانہ/مالیہ محکمہ مال میں جمع نہیں ہوتا۔

(د) کیا حکومت آبیانہ/مالیہ وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ان بنگہ جات اراضی کو محکمہ انہار کی جانب سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) محکمہ انہار کی جانب سے باقاعدگی سے آبیانہ/مالیہ تشخیص ہوتا ہے۔ اور وصول ہو کر داخل خزانہ سرکار ہوتا ہے۔

(ج) مالیہ باقاعدگی سے داخل خزانہ سرکار کروایا جا رہا ہے۔

(د) مالیہ /آبیانہ باقاعدگی سے تشخیص ہو کر داخل خزانہ سرکار ہو رہا ہے۔

مضافاتی بستیوں کی تفصیل

271-چودھری محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایسی اراضی جسے سی سی اے کے زمرے میں شامل کیا گیا ہو اس پر اس وقت تک مضافاتی بستی کی منظوری نہیں دی جا سکتی۔ جب تک ریونیو بورڈ سے اس کا سی سی اے کے زمرے سے اخراج حاصل نہ کر لیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے نو آباد کاری والے علاقوں میں سی سی اے کے زمرے میں شامل ہزاروں ایکڑ اراضی کو مضافاتی بستیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو قواعد کے خلاف ہے کیونکہ ریونیو بورڈ سے اس کے اخراج کا کوئی اجازت نامہ حاصل نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملے کی تحقیقات کرانے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بروئے چٹھی نمبر 2270-H-1985/88-2 مورخہ 17 ستمبر 1988ء بورڈ آف

ریونیو پنجاب نے ایسی مضافاتی بستیوں کی اجازت دے دی ہے۔ جہاں لوگ 15 ستمبر 1988 سے پہلے سرکاری اراضی' زرعی زمین اور کالونی احاطہ جات پر مکانات تعمیر کر کے رہائش پذیر تھے۔ اس لیے مزید اجازت کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بورڈ آف ریونیو کی ہدایات پر مورخہ 15 ستمبر 1988ء سے پہلے سرکاری زمینوں پر مکانات تعمیر کر کے رہائش پذیر لوگوں کی تعداد معلوم کرنے کے لیے سروے کرایا گیا۔ رپورٹ کے مطابق دیہاتی علاقوں میں تقریباً تین لاکھ افراد سرکاری زمینوں پر ناجائز طور پر مکانات تعمیر کر کے رہائش پذیر پائے گئے۔ یہ مکانات ایک لاکھ اکیاسی ہزار کنال اراضی پر تعمیر کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد جناب وزیراعلیٰ صاحب کے احکامات کے تحت پالیسی چھٹی نمبری 2-H-1958/88-2270 مورخہ 17 ستمبر 1988ء کو جاری کی گئی۔ جس کے تحت ایسے ناجائز قابضین کو حقوق ملکیت دینے کا کام جاری ہے۔

(ج) چونکہ جزبائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لیے تحقیقات کرانے کی ضرورت نہ ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب معزز اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں محمد رفیق رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں فریضہ حج کے لیے سعودی عرب جا رہا ہوں اس لیے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ لہذا 26-6-90 سے باقی ماندہ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار عاشق حسین گوپانگ رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 19 جون تا 23 جون اجلاس attend نہیں کر سکا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سلمان تاثیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سلمان تاثیر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have to proceed abroad for medical treatment on 24th June1990 for two weeks Please condone my absence from the Punjab Assembly.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری وقار علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری وقار علی خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں خرابی صحت کی وجہ سے 20 جون کو اجلاس میں نہ آ سکا۔ جناب سے گزارش ہے کہ 20 جون کی مجھے چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بعض ناگزیر وجوہات اور طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس 16 جون تا 22 جون

attend نہیں کر سکا براہ کرم مذکورہ ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد خالد ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد خالد ملک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Kindly grant me leave for 20th June 1990 as I have to leave for Karachi on urgent business.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ضروری کام سے مورخہ 16 سے 20 جون تک لاہور سے غیر حاضر رہی ہوں اس لیے اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکی براہ مہربانی مجھے ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں منظور احمد موہل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب منظور احمد موہل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 21 جون کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا اس لیے براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مہندی حیات

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب مہندی حیات رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 20 جون اور 21 جون کو بروز بدھ اور جمعرات اسمبلی میں بوجہ مصروفیات حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ محمد خالد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ محمد خالد خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب والا میں مورخہ 21 جون کو بوجہ ناسازی طبع اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ لہٰذا 21 جون بروز جمعرات ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ ناصر علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ ناصر علی خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the Session from 20th June to 21st June due to domestic problem. Therefore, I request that leave for 20th and 21st June for two days may kindly be granted

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری بشیر احمد چیمہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری بشیر احمد چیمہ رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 12 تا 19 جون 1990ء اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا لہذا مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری محمد افضل ساہی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب والا گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 17 جون کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا لہذا 17 جون کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

گورنر کے بارے میں وزیر قانون کے بیان کی غلط رپورٹنگ

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 38 ہے۔ اور ساڑھے گیارہ بجے چیف منسٹر سے ایک میٹنگ ہے۔ یا تو ابھی اسے لے لیں یا اسے کل تک کے لیے ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر، چار ایک جیسی تحاریک استحقاق زیر التواء ہیں۔ پہلے ان کو لیں گے' اس کے بعد آپ کی تحریک استحقاق کو لیں گے۔

نواب زادہ مظفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! آج کے روزنامہ "جنگ" میں ایک خبر ہے کہ کل وزیر قانون نے اسمبلی میں ایک بیان دیا ہے کہ "پنجاب حکومت گورنر کے طیارے کے لیے

مخصوص رقم عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کرے گی"۔ "صوبائی حکومت نے 18 کروڑ کے مطالبات زر واپس لے لیے' گورنر کا یہ بیان درست نہیں کہ انھوں نے طیارے کا مطالبہ نہیں کیا"۔ جناب سپیکر! وزیر قانون نے گورنر کو اس ہاؤس کے اندر جھٹلایا۔ اور یہ الزام لگایا ہے کہ گورنر نے غلط بیان دیا ہے کہ انھوں نے طیارے کا مطالبہ نہیں کیا۔ اور جو گورنر کا اخبارات کے اندر پریس ریلیز جاری ہوا ہے' میں اس کے الفاظ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے یہ فیصلہ چاہوں گا کہ کیا وزیر قانون ایک عام ممبر کی حیثیت کے علاوہ قانون کا وزیر' کابینہ کا رکن' جس نے گورنر سے حلف لیا ہے' اس ایوان کے اندر گورنر کا کنڈکٹ زیر بحث لا سکتا' اس کے متعلق غلط بیانی کا الزام لگا سکتا ہے؟ پریس ریلیز کے الفاظ یہ ہیں۔ اور اگر وزیر قانون نے گورنر کے پریس ریلیز کو پہلے نہیں دیکھا اور یہ statement دی ہے تو یہ انتہائی قابل مذمت ہے اور اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور میں آپ سے مطالبہ کروں گا اس ریلیز کے بعد آپ کی رولنگ اور میں آپ کے ذریعے وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ یہ الفاظ واپس لیں' کارروائی سے حذف کیے جائیں اور وہ ایوان میں کھڑے ہو کو معافی مانگیں۔ گورنر کا پریس ریلیز ایسے ہے،

"Attention has been drawn to the speech by the Finance Minister Punjab in the Provincial Assembly on the 20th June, wherein he mentioned that an amount of Rs. 18 crore has been year-marked for the purchase of a plane for the Governor's Fleet The Finance Minister has reported and advised the opposition in the Punjab Assembly to take up the matter of the above clarification with the Governor in case it was unwarranted It has been clarified that no such demand of Rs. 18 crore has been made to the Provincial Government for the purchase of a plane for the Governor's Fleet. The Governor's Fleet consisted of three planes of outlived models. One was donated to the Rawalpindi Flying Club, the other was

disposed of through an open auction and the third plane "Grand Commander" 1966 model was declared unsafe to fly for non-availability of spares. It was also grounded. The Governor's Fleet was wound up by 6th December, 1988, through an amendment in the Rules of Business and its function was transferred to the Punjab Government, there is as such, no Governor's Fleet at the moment There is one plane with the Punjab Government and the need was felt for another plane. The Federal Government had desired for the rupee cover by the Punjab Government. A request was accordingly made for a rupee cover of 4 million dollars and not in the sum of Rs. 18 crores as reflected in the budget and mentioned in the Finance Minister's speech. It is said that in case the Provincial Government is facing financial exigencies the Governor's plane may not be purchased."

گورنر صاحب کا جو پریس ریلیز ہے۔ اس میں انہوں نے واضح طور پر کہا ہے۔ ایک تو گورنر کا فلیٹ کوئی نہیں ہے۔ گورنر نے وفاقی حکومت سے طیارہ کے لیے کہا حکومت پنجاب چار ملین ڈالر کا روپی کور دے۔ جو تقریباً ساڑھے آٹھ کروڑ بنتا ہے۔ گورنر نے کہیں اٹھارہ کروڑ نہیں مانگے۔ اور انہوں نے یہ کہیں نہیں کہا کہ ہم نے طیارے کے لیے کور نہیں مانگا۔ وزیر قانون نے اس پریس ریلیز کو دیکھے بغیر ایک نہایت غیر ذمہ دارانہ اور بالکل خلاف قاعدہ بیان دے کر گورنر کی حیثیت کو malign کیا ہے اس کو اور disrepute کیا ہے۔ میں آپ سے رولنگ چاہوں گا۔ اور مطالبہ کروں گا کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ وزیر قانون اس ایوان کے فلور پر معافی مانگیں۔

جناب سپیکر، کون سے الفاظ؟

نواب زادہ عضنفر علی گل، جناب یہی تو مصیبت ہے۔ آپ سنتے نہیں ہیں۔ "گورنر پنجاب کا یہ بیان

درست نہیں" گورنر کی حیثیت کو اس ایوان میں زیر بحث لائے ہیں۔ اور انہوں نے ان کے پریس ریلیز کو دیکھے بغیر گورنر پر غلط بیانی کا الزام لگایا ہے۔ اور ان کو malign کیا ہے disrepute کرنے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر، اس میں آپ نے سنا ہے کہ ایوان میں لاء منسٹر صاحب نے بیان دیا ہے۔ کہ یہ رپورٹنگ جو ہے صحیح نہیں ہوئی ہے کیا آپ ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔

نواب زادہ شجننفر علی گل، نہیں میں ایوان میں موجود نہیں تھا۔ اور میں کیوں نہیں تھا وہ بھی آپ کو علم ہے۔

جناب سپیکر، جی مجھے علم ہے۔

نواب زادہ شجننفر علی گل، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ وزیر قانون اٹھ کر معافی مانگے۔ اور آپ رولنگ دیں کہ کیا گورنر میلائن کیا جا سکتا ہے۔ پریس ریلیز دیکھے بغیر۔ میں اس پریس ریلیز کی نقل آپ کو بھیج رہا ہوں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب آپ نے نواب صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سنا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے کل بھی انتہائی احترام کے ساتھ اور ادب کے ساتھ یہ گزارش کی تھی کہ ہم نے نامساعد حالات میں اپنے کم وسائل کے باوجود جناب گورنر صاحب کے حکم کی تعمیل میں یہ پیسے رکھے تھے۔ اس سلسلے میں میں نے یہ بھی گزارش کی تھی۔ کہ ہم دست تعاون بڑھائیں اس سے بھی ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہمارے پاس وسائل کی بڑی زبردست کمی تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے ساڑھے آٹھ کروڑ مانگا۔ اخبار میں آیا ہے کہ انہوں نے نہیں مانگا۔ میں نے یہ پڑھ کر جناب والا کو سنایا تھا۔ کہ جناب گورنر صاحب نے کسی قسم کے پیسے نہیں مانگے۔ یہ 23 جون 1990 کا اخبار ہے اور اس کا جو متعلقہ پورشن ہے وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

A request was accordingly made for rupee cover 4 million dollar.

وہ بھی کوئی ساڑھے آٹھ کروڑ یا نو کروڑ روپے کے قریب بنتا ہے یہ رقم انہوں نے مانگی ہے اور rupee cover پنجاب گورنمنٹ نے دینا ہے۔ اس میں ان کو کیا اعتراض ہے کہ بات یہ ہو رہی تھی کہ انہوں نے پہلے حکم دیا۔ اور فیڈرل گورنمنٹ نے بھی کہا کہ روپی کور دیا جائے۔ انہوں نے ہم سے

پوچھا کہ آپ روپی کور دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس وجہ سے ہم نے اس کی provision رکھی ہے۔ لیکن جب ان کی طرف سے اس قسم کا تاثر آیا کہ وہ یہ نہیں چاہتے ہیں۔ اس پر معزز اراکین کو اعتراض ہے۔

جناب سپیکر، اعتراض ان کو اس پر نہیں ہے۔ ان کو اعتراض اس بات پر ہے آپ نے یہاں کوئی statement دی ہے۔ جس میں یہ آپ نے کہا ہو کہ گورنر صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔ نواب زادہ صاحب بتا رہے ہیں کہ پریس میں یہ بات آئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ افسوس ناک بات تو یہ ہے۔ کہ نواب زادہ صاحب اگر اس وقت ہوتے تو اسی وقت اس بارے میں پوائنٹ آوٹ کر دیتے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی۔ یہ عوام کے معاملات کو سنجیدگی سے لیتے نہیں کل دس نمبر ڈیمانڈ جس میں اس کا ذکر تھا۔ اس پر اپوزیشن والے بولے ہیں لیکن اس پر کسی نے بھی اس بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا۔ یہ جو آپ منظور کر رہے ہیں اخباروں میں آگیا ہے۔ کہ اس کو چیف منسٹر صاحب نے اس کو واپس لینے کا حکم دے دیا ہے۔ اس ڈیمانڈ پر کیوں ووٹنگ کرا رہے ہیں۔ یہ صرف مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں۔ میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں گورنر صاحب کے کنڈکٹ کو اس ہاؤس میں ڈسکس کروں۔ میں نے دو لیٹر جناب والا کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔ ایک لیٹر تو جناب گورنر صاحب ملٹری سیکرٹری صاحب نے لکھا تھا۔ کہ یہ پیسے ہمیں دیے جائیں دوسرا تھا کہ گورنر صاحب نے جہاز کی ڈیمانڈ نہیں کی اس سلسلے میں میں نے یہ گزارش کی تھی۔ کہ ہم نے تو دست تعاون بڑھایا تھا ان کی بزرگی کو دیکھتے ہوئے۔ اب انہوں نے اس چیز کا اظہار کیا کہ اب انہیں ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس کو واپس لے رہے ہیں۔ ان کا میں نے شکریہ ادا کیا تھا۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر یہ خبر اخبار میں چھپی ہے۔ میں اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں میرا قطعی طور پر اس قسم کا کوئی version گورنر صاحب کے بارے میں نہیں تھا۔ میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا وہ ہمارے بزرگ ہیں۔ انتہائی قابل احترام شخصیت ہیں۔ ہم ان کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ اگر اخبار میں اس قسم کی کوئی بات آئی ہے۔ تو اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں جو بھی وضاحت جناب والا مناسب سمجھیں اور میں اخبار والوں سے بھی یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ چھاپ دیں میرا بالکل یہ مطمع نظر نہیں

تھا میں نے تو اپنی طرف سے تعاون کی بات کی بلکہ میں نے اس میں یہ کہا آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آفتاب احمد خان کے ریزولیوشن کا ذکر کیا جو اچھی تجویز حزب اختلاف سے آئی ہے اس کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اس کی دوسری مثال ہے اس سے پہلے شوگر کی مثال ہے۔ اس دوران میں اپوزیشن سے تعاون کی بات کر رہا ہوں اور دوسری طرف گورنر کے خلاف بات کر رہا ہوں دونوں چیزیں ایک ساتھ جا نہیں سکتیں۔ جناب والا نواب زادہ صاحب نے اس بات کو جس انداز میں لیا ہے۔ اگر یہ یہاں موجود ہوتے تو یہ اس انداز میں قطعی طور پر نہ لیتے۔ میں نے تو نہایت نیک نیتی سے اور اپوزیشن کے ساتھ افہام و تفہیم کی فضا کو بہتر کرنے کے حوالے سے اور گورنر کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ کو بیٹھ جانا چاہیے۔ لاء منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی مجبوری ہے۔ مجھے علم ہے لیکن میں نے آپ کو ہاؤس میں بیٹھنے کے آداب سکھانے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جس وقت کوئی دوسرا معزز رکن بات کر رہا ہو تو آپ کو بیٹھ جانا چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں قطعی طور پر ایسی بات نہیں ہے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس بات کے گواہ ہیں۔ معزز اراکین اپوزیشن جن میں اسلم گورداسپوری صاحب بھی بیٹھے تھے وہ اس چیز کے گواہ ہیں۔ میں نے تو اس چیز کو دست تعاون بڑھانے کے لیے ہاؤس میں اس انداز سے پیش کیا تھا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اس میں یہ ہے کہ آپ نے قطعی طور پر گورنر صاحب کے بارے میں کوئی ایسے الفاظ نہیں کہے جو اس اخبار میں چھپے ہیں کہ پنجاب حکومت گورنر کے طیارے کے لیے مخصوص رقم عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کرے گی۔ یہ اس کی لیڈ ہے اور بعد میں یہ ہے کہ صوبائی حکومت نے 18 کروڑ کے مطالبات زر واپس لے لیے۔ گورنر کا یہ بیان درست نہیں کہ انہوں نے طیارے کا مطالبہ نہیں کیا۔ یہ ہے آپ کی statement۔ یہ اس کا پورشن جس پر نواب زادہ صاحب کو اعتراض ہے کہ گورنر کا یہ بیان درست نہیں کہ انہوں نے طیارے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تو اس بارے میں آپ فرمائیں کہ یہ بیان جو اس اخبار میں چھپا ہے کہ گورنر کا یہ بیان درست نہیں۔ کیا آپ نے بات کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ دو documents ہیں۔ ایک لیٹر میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا جس میں ڈیمانڈ کی گئی۔ ایک

اخباری بیان میں نے پڑھ کر سنایا جس میں یہ کہا گیا کہ انہوں نے کسی قسم کی ڈیمانڈ نہیں کی۔ یہ بات تو میں نے آپ کے سامنے کہی ہے۔ اب اس بات کو اگر پریس والوں نے جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے نواب زادہ صاحب یہ سمجھتے ہیں---

جناب سپیکر: آپ نے اس انداز میں بات نہیں کی جو چھپی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! قطعی طور پر میں نے اس انداز میں بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے بات نہیں کی ہے۔ جی نواب زادہ صاحب! آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی ہے۔ فیصلہ تو ہوگا۔ اگر اخبار میں آئے تو اخبار والوں کی خبر لی جائے گی! اگر انہوں نے غلط بیانی کی ہے۔ لیکن جناب والا! مسئلہ یہ ہے وزیر قانون نے یہ مانا ہے کہ انہوں نے یہ ساری خبر نہیں پڑھی۔ آپ کے آگے گورنر کا پریس ریلیز ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ہم نے طیارے کے لیے 4 کروڑ روپے مانگے ہیں لیکن 18 کروڑ ہم نے نہیں مانگے۔

جناب سپیکر: وہ بات تو ہو گئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وزیر قانون نے یہ بات مانی ہے کہ گورنر صاحب نے طیارہ مانگا ہے۔ ان کا لیٹر آیا ہے اور ایک دفعہ اخبار میں آتا ہے کہ نہیں مانگا ہے۔ گورنر صاحب نے اسے deny نہیں کیا۔ اور ان کا یہ بیان بھی apply کرتا ہے کہ گورنر نے غلط کہا اور میرا یہ مطالبہ ہے کہ کل کی جو ریکارڈنگ ہے وہ آپ کے آفس میں چلائی جائے۔ اس کی scrutiny کی جائے۔ اگر وزیر قانون کے الفاظ میں گورنر کے متعلق maligning ہے تو اس پر ایکشن لیا جائے۔ جن اخبارات میں دیدہ دانستہ ایسی حرکت کی ہے تو اخبار پر ایکشن لیا جائے۔ آپ اسے pending رکھ لیں۔ اور میں insist کروں گا کہ کل آپ کے دفتر میں ٹیپ چلائی جائے اور اس چیز کو صاف کیا جائے اور وزیر خزانہ کا یہ کہنا کہ گورنر سے بات کریں۔ جناب والا! گورنر حکومت کا حصہ ہے۔ حکومت کو گورنر پنجاب سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ پنجاب حکومت کا مسئلہ ہے اور ان دونوں حضرات کی statement انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اور یہ انہوں نے جان بوجھ کر گورنر کی توہین کرنے کے لیے کی ہیں۔ میں insist کروں گا کہ میرے پوائنٹ آف آرڈر کو pending کریں۔ آپ کے چیمبر میں اس کی ریکارڈنگ سن کر فیصلہ ہو گا۔

جناب سپیکر: اس میں میں یہ کہوں گا کہ جہاں تک گورنر کے conduct کو اسمبلی میں زیر بحث

لانے کا سوال ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے کہ گورنر کے کنڈکٹ کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر لاء نے اس statement کے بارے میں categorically یہ کہا ہے کہ وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ گورنر کے conduct کو زیر بحث لائیں اور انہیں یہ کہا ہے کہ یہ جو statement اخبار میں چھپی ہے یہ statement انہوں نے اس انداز میں ہرگز نہیں دی ہے۔ اگر یہ چھپی ہے تو اس کی کسی قسم کی correction چھاپنے کے لیے اگر میری کسی statement کی ضرورت ہے تو وہ میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ تو اس میں یہ بھی رولز اور روایات ہیں کہ ہاؤس میں کسی بھی منسٹر کی طرف سے کوئی statement دی جائے گی تو اس کو صحیح تصور کیا جائے گا جس وقت تک اس کے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں ہو جاتا کہ یہ statement درست نہیں ہے۔ تو میں منسٹر لاء کی اس statement کو صحیح تصور کرتا ہوں اور نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں ایک اور پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔ نواب زادہ صاحب ایک اور پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس اسمبلی کے اندر evidence یہ ہوتی ہے کہ اس اسمبلی میں ایک ٹیپ ریکارڈر on ہوتا ہے۔ اس کے اوپر ہر چیز ریکارڈ ہوتی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جو recorded evidence ہے اس کو آپ کے آفس میں سنا جائے تاکہ اس کی clarification ہو سکے۔

ایک معزز ممبر: اس کا فیصلہ تو ہو چکا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، نہیں جناب۔ اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ یہ ریکارڈنگ اسی لیے کی جاتی ہے کہ منسٹر اس کو جھٹلا نہ سکے۔ کوئی ممبر اس کو جھٹلا نہ سکے۔ جناب میری contention یہ ہے کہ کسی کی statement کو صحیح یا غلط ثابت کرنے کے لیے ریکارڈنگ موجود ہے اس کو سنا جائے۔ اگر آپ نے ریکارڈنگ نہیں سننی اور وزیر صاحب کے بیان کو آپ نے درست تسلیم کرنا ہے تو پھر "جنگ" اخبار کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ میرا اتنا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں insist کروں گا اور آپ کو لکھ کر بھیجوں گا۔

جناب سپیکر. نواب زادہ! اس بارے میں بات واضح ہے کہ میں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی رولنگ دے دی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ گورنر کے conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر کی statement کو جس وقت تک otherwise ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک ہاؤس میں درست تسلیم کرنا ہو گا۔ یہ روایات ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. جناب والا! وہ ریکارڈ چلائیں تو ثابت ہو جائے گی۔ آپ کا ریکارڈ چلانے میں پھر کیا امر مانع ہے۔

جناب سپیکر. آپ باتیں سنیں اور تشریف رکھ کر بات سنیں کہ اس پر ثابت کرنا آپ پر لازم ہے کہ آپ اس بات کو ثابت کریں کہ منسٹر کی statement درست نہیں ہے۔ اگر اس میں کوئی documentary proof ہو statement درست نہیں ہے تو اس کو تصور کیا جائے گا کہ وہ درست نہیں ہے۔ otherwise منسٹر کی statement کو درست تسلیم کیا جائے گا۔ جس پر میں نے رولنگ دی ہے کہ منسٹر کی statement کو درست تسلیم کیا جائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اخبار کو یہ کہا جائے کہ یہ غلط خبر چھاپی ہے تو اس پر میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے یہ statement دی ہے یہ خبر جو ہے یہ بات انہوں نے categorically فرمائی ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہی اور میں جنگ اخبار سے کہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب کی یہ statement چھاپی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. آفتاب احمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Rules of Procedure کے chapter 8 میں رول 36 میں آتا ہے notice of question۔ ہر ممبر 14 دن کا نوٹس دے دیتا ہے اور جب نوٹس کے بعد آپ اس سوال کو منظور کر لیتے ہیں تو وہ متعلقہ وزیر صاحب کو چلا جاتا ہے۔ جو مراسلہ وزیر صاحب کو جاتا ہے اس پر واضح لکھا ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا سوال کے جواب کے متعلق وزیر سے منظور شدہ جواب کی دس نقول بزبان اردو چھاپ شدہ سوال موصول ہونے کی تاریخ سے آٹھ یوم کے اندر اندر سیکرٹریٹ ہذا میں لازماً پہنچا دی جائیں۔ بصورت دیگر اسمبلی کے اجلاس کے دوران آپ کے محکمہ سے متعلق سوالات کے لیے مقرر شدہ یوم سے دو روز قبل آپ کو جواب کی پانچ سو نقول مہیا کرنی ہوں گی۔

جناب سپیکر! بات یہاں پہ آتی ہے کہ ہماری normal sitting of the House is minimum 70 days. اور اس میں سے بجٹ سیشن میں وقفہ سوالات نہیں آتا ہے۔ جمعرات اور ہفتہ کو بھی ہم سوالات نہیں لے سکتے ہیں باقی ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ تیس روز بچتے ہیں۔ اور تیس روز کو آپ محکموں کے ساتھ تقسیم کرلیں تو میرا خیال ہے کہ پورے سال میں ہر محکمے کے لیے ایک یا دو دن آتے ہیں اور جب ہمارا سوال چلا جاتا ہے تو جواب اس کا یہ آجاتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا جناب والا! کیا اس چیز کا نوٹس لیں گے کہ یہ جو لازماً جواب پہنچانا ہے تو ہمارے سوالوں کے جوابات کیوں نہیں دیے جاتے اور دوسرے ہمارے جو اہم سوالات ہوتے ہیں ان کا جواب بھیج کر ان کو رکھ لیا جاتا ہے جناب والا میرا نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ آپ کے حکم کو نہیں مانا جاتا اور متعلقہ محکمہ یا وزیر ہمارے بھیجے ہوئے سوال کا جواب نہیں دیتا۔ میں نے رول بھی یہاں پر بتایا ہے اور مراسلے کا بھی بتایا ہے اس سے اس پورے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ بن جاتا ہے تو جناب والا! آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس پر نوٹس لیں کہ ان وزراء سے کہیں کہ سوالوں کے جوابات ہر صورت وقت پر آنے چاہییں اور اس ایوان میں رکھے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کون سے سوالوں کی بات کر رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا سوال نمبر 1126 ہے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کیا یہ آج سے متعلقہ تھا؟

جناب آفتاب احمد خان: جی جناب والا!

جناب سپیکر: اس کا جواب ہی نہیں آیا۔

جناب آفتاب احمد خان: جی۔ جناب والا! اس کا جواب ہی نہیں آیا۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ بیشتر سوالوں کے جوابات نہیں آتے۔ جناب وہ چاہے اس ایوان کی میز پر رکھے جائیں یا نہ رکھے جائیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ سوالوں کے جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ کو ضرور پہنچنے چاہییں یہ ضروری نہیں کہ اس کا نمبر ایوان میں آئے۔

جناب سپیکر: اگر کچھ سوالوں کی باری نہ بھی آئے مگر ان سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر ضرور رکھے جانے چاہییں

جناب آفتاب احمد خان: جی جناب والا! اس ایوان کی میز پر تو ضرور رکھے جانے چاہییں دوسرے جناب والا! جو سوال کا جواب ہو وہ وہاں محکمہ میں نہ پڑا رہے اور وہ ہمیں کہیں کہ جناب یہ سوال بڑا مشکل ہے---

جناب سپیکر: کیا کوئی آج آپ کا سوال تھا؟

جناب آفتاب احمد خان: جی جناب والا۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جو آفتاب احمد خان صاحب کا سوال ہے اس کا بھی جواب دوسرے سوالات کے جوابات کے ساتھ ایوان کی میز پر رکھا جائے۔ اور ایک ہفتے کے اندر ان کے سوال کا جواب شامل کر کے اس کو table کیا جائے۔

جناب آفتاب احمد خان: دوسرے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جو دوسرے سوالات ہیں ان کے متعلقہ محکموں سے کہیں کہ وہ ان سوالوں کو اپنے پاس نہ رکھیں ان کا جواب ہمارے سیکرٹریٹ میں پہنچنا چاہیے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ نویں sittings تو 30 ہوں گی ان میں سوالوں کے جوابات تو آئیں گے تو ہم ان کو دیکھ تو سکیں گے۔ اور ان پر irregularities کی نشان دہی کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: شکریہ جناب والا!

مہر اختر عباس بھروانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے داہنے ہاتھ پر ایک بریف کیس پڑا ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ اسے چیک کروا لیا جائے تاکہ اس میں بم وغیرہ نہ ہوں اور خدانخواستہ کہیں اس اسمبلی کو اڑانے کا ہی پروگرام نہ ہو۔ اور کیا جناب والا! اس ایوان میں بریف کیس لانے کی اجازت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آیا یہ بریف کیس کسی کا ہے بھی یا نہیں۔

جناب سپیکر: مہر صاحب اس ایوان میں چھوٹے بیگ تو لائے جا سکتے ہیں۔

مہر اختر عباس بھروانہ: لیکن جناب والا! وہ تو بریف کیس ہے۔ اور جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ آیا یہ اس ایوان میں آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں ایک بریف کیس آنے کی تو بڑی داستانیں ہیں۔

مہر اختر عباس بھروانہ: جناب والا! کیا یہ ایوان میں آسکتا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو اس کا کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ یوسف صاحب اس اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔ وہ کیسے اس بریف کیس میں آپ کے خطرے والی چیز لا سکتے ہیں۔

مہر اختر عباس بھروانہ: جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ اسے چیک کروا لیا جائے۔

جناب سپیکر: ویسے ہمارے پاس سیکورٹی کا پورا انتظام ہے وہاں ہم نے مشینیں فٹ کی ہوئی ہیں اور جو بھی آپ چیز اندر لاتے ہیں وہ باقاعدہ وہاں پر چیک ہوتی ہے۔

مہر اختر عباس بھروانہ: بہرحال مجھے تو پتہ نہیں میں نے نشان دہی کرنی تھی ہو سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ فکر نہ کریں۔ کوئی خطرے کی بات نہیں۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! یہ جتنی جھنگ میں تخریب کاری کرواتے رہے ہیں وہ سب کی سب بریف کیسوں کے ذریعے ہی کرواتے رہے۔ اس لیے ان کو خطرہ ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کو لیک۔اپ کرتے ہیں۔ جو تحاریک استحقاق زیر بحث تھیں ان کا نمبر 43' 44' 45' اور 48 ہے تو یہ پیش ہو چکی ہیں ان پر short statements بھی ہو چکی ہیں اور وزیر صاحب نے ان پر جواب دینا تھا اس وقت منسٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ تشریف نہیں رکھتے تھے آج وہ تشریف لے آئے ہیں تو کیا وہ اس بارے میں کچھ کہنا مناسب سمجھیں گے۔

ملک نواب شیر وسیر: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 31 تھی اور اس کے بارے میں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اسے ملتوی کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی' کیا فرمایا؟

ملک نواب شیر وسیر: جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 31 تھی۔

جناب سپیکر: جی۔ تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

ملک نواب شیر وسیر: اس دن میں نہیں تھا اور میں نے جناب وصی ظفر سے کہا تھا کہ اسے ملتوی کروا دیں۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ dispose of ہو گئی ہے کل جب میں نے آپ سے بات کی تھی تو

آپ نے فرمایا تھا کہ کل جب تحاریک استحقاق کی باری آئے گی تو اس وقت آپ بتائیں تو جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں دیکھ لیتا ہوں آپ اس وقت نہیں ہوں گے تب ہی وہ dispose of تصور ہوئی ہو گی۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب والا! میں وصی ظفر صاحب کو کہہ کر گیا تھا۔

جناب سپیکر، بس یہی تو ایک مسئلہ ہے نا۔ پہلے ہم اب ان تحاریک استحقاق کو ٹیک۔اپ کر لیں؟

جناب عباس علی انصاری، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اور اس کا نمبر 48 ہے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 48 بھی اسی کے ساتھ ہے یہ اسی میں شامل کر لی ہے۔ آپ اس وقت تھے نہیں میں نے تو آپ کا نام بھی پکارا تھا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! مجھے کل آپ کا حکم ملا اور جناب وزیر قانون نے مجھے حکم فرمایا۔ جناب والا! مجھے اس تحریک استحقاق کی کوئی وضاحت کرنی ہے تو میری گزارش ہے اور میں جناب محرک سے گزارش کروں گا کہ وہ مجھے بتائیں کہ میں نے کس چیز کی وضاحت کرنی ہے۔ اگر فرمائیں تو میں اس چیز کا جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ کہہ رہے ہیں کہ اس تحریک استحقاق کے محرک یہ فرمائیں کہ وہ مجھ سے کس امر کی وضاحت چاہتے ہیں؟

فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس میں متعلقہ رکن اسمبلی کو نہ بلانا

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے کل جو تحریک استحقاق اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیش کی تھی وہ یہ تھی کہ ہم سٹی ڈویلپمنٹ ایکٹ کے تحت فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے رکن کا نوٹیفکیشن ہونا ضروری تھا کیونکہ جو لوگ وہاں پر ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے ہیں جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ان کا تو نوٹیفکیشن ہو چکا ہے میرا استحقاق اس لیے مجروح ہوا ہے کہ مجھے اس اتھارٹی کا ممبر نہیں بنایا گیا۔ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ آپ ممبر ہیں تو میں نے کہا کہ جناب اگر میں ممبر ہوں تو 20 تاریخ کے اجلاس میں مجھے انہوں نے کیوں نہیں بلایا کیونکہ اگر وہ مجھے بلا لیتے تو مجھے پتہ چل جاتا کہ

میں ممبر ہوں مجھے نہ بلاتے مگر وہاں پر میجر سجاد، چودھری عمر دراز، فضل حسین راہی اور میاں محمود الحسن ڈار ہیں یہ سب کے سب اس کے ممبر ہیں انہوں نے انہیں نہیں بلایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ممبر نہیں ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب میری یہاں پر گزارش ہے کہ یہ یہاں پر اپنی assurance دیں کہ ہم ممبر ہیں اور اگر انہوں نے نہیں بلایا تو اس متعلقہ افسر کے خلاف جس نے ہمیں نہیں بلایا اس کے خلاف ہماری یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اس کے خلاف اس کو ٹیک اپ کر لیں مگر وزیر صاحب نے خود مجھے کہا ہے جناب یہ بیٹھے ہیں کہ میں نے چیف منسٹر صاحب سے بات کی ہے آپ کو ممبر بنا لیں گے۔ یہ تین دن کی بات ہے اس وقت تک اس کا مطلب ہے کہ ہم ممبر نہیں تھے۔

جناب سپیکر: اس میں ایک بات تو واضح ہو گئی تھی کہ ممبر بنانے والی بات نہیں ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب انہوں نے تو فرمایا تھا کہ ہم نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کسی نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ اس میں نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس ادارے کے ممبر ہیں اور آپ کو کوئی اس سے محروم نہیں کر سکتا۔ اس میں سوال جو ہے وہ صرف یہ ہے کہ آپ کو اجلاس میں نہیں بلایا گیا۔

جناب آفتاب احمد خان: جی سر۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ان کا اعتراض یہ ہے کہ ایک تو یہ کہتے ہیں کہ نوٹیفکیشن نہیں ہوا جو لا منسٹر صاحب نے بات clear کر دی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو اجلاس میں نہیں بلایا گیا تو اس بارے میں آپ کیا فرمائیں گے کہ اجلاس میں ان کو نہیں بلایا گیا جب کہ یہ ممبر ہیں تو ممبر اسمبلی کو اپنے فرائض کی بجا آوری سے روکنا یا اس کو محروم کرنا یہ تو آئین میں اور رولز میں اس کا clear breach of privilege ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے بھی ان کو کہا ہے کہ آپ ممبر نہیں ہیں۔ شاید انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری ان سے بات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نے

وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی ہے۔ آپ کو ہم بلا لیں گے۔ یہ آپ کے چیمبر کے پیچھے بات ہوئی ہے۔ میں تو on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔

MINISTER FOR HOUSING: That is right.

رانا آفتاب احمد خان: اگر میں ممبر ہوتا تو میں نے 18 تاریخ کو یہ تحریک استحقاق موو کی تھی یہ مجھے 20 کو وہاں پر بلوا لیتے۔ مجھے تو جان بوجھ کر نہیں بلایا کیونکہ جو irregularities commit ہو چکی ہیں 20 سے پہلے پہلے وہ regularize ہو چکی ہیں۔ اب تو میں اگلی میٹنگ میں جاؤں گا تو وہ ٹیک اپ نہیں ہوں گی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: اگر آپ پریویلج موشن موو نہ کرتے اور مجھے یہ کہتے کہ مجھے بلایا نہیں گیا تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو اپنے ساتھ ہی لے چلتا۔

رانا آفتاب احمد خان: یہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ میں اس ایوان کا ممبر ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: لیکن آپ مجھے 21 تاریخ کو ملے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب وزیر صاحب---

یہ میرا استحقاق ہے اور جہاں میرا استحقاق مجروح ہو گا تو مجھے یہ حق ہے کہ میں یہاں بطور ممبر اپنے استحقاق کی بات کر سکوں---

Why should I request you.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس میں آپ کی بات ہو گئی ہے اب ان کو اس کی وضاحت کرنے دیں۔ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ان سے میری یہاں لابی میں بات ہوئی میں نے کہا دیکھیے آپ کیوں اس طرح سوچتے ہیں کہ آپ ممبرز نہیں ہیں۔ میں انشاء اللہ وزیراعلیٰ سے بھی بات کروں گا اور جب کہ اس قانون میں لکھا ہوا ہے کہ منتخب ممبر جو بھی ہیں وہ اس کے ممبر ہیں ان کو نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ کس کا نوٹیفکیشن ہوا ہے غالباً ایک ممبر آئی جے آئی کے محمد دین ہیں ان کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ یہ کس نوٹیفکیشن کی بات کرتی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! انہوں نے چودھری محمد نذیر ایم این اے کو وہاں پر بلوایا ہی وہ کس قانون کے تحت بلوایا گیا ہے۔ مجھے کیوں نہیں میٹنگ میں بلوایا گیا۔ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبر عباس انصاری صاحب بیٹھے ہیں ان کو میٹنگ میں کیوں نہیں بلوایا گیا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! منسٹر ہاؤسنگ کو اپنی بات مکمل کرنے دی جائے انہیں اپنی بات مکمل کرنے دیں اس کے بعد اگر آپ کو اعتراض ہو تو آپ بات کر سکتے ہیں۔

جناب عباس علی انصاری، جناب سپیکر! 20 جون کو ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی میٹنگ ہوئی ہے اس میں بھی صرف جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ملتان شہر کے تین ایم پی اے تھے ان میں سے کسی کو بھی نہیں بلایا گیا۔

جناب سپیکر، انصاری صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ ذرا شاہ صاحب کو اپنی بات کی وضاحت تو کرنے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! قطعاً یہ بات نہیں ہے۔ اگر ان کو نوٹیفکیشن نہیں پہنچا یا اس کی کاپی نہیں پہنچی تو وہ انشاء اللہ پہنچے گی اور یہ اپنے اپ کو ممبرز تسلیم کریں اگر ان کو اس اجلاس کی یا اس میٹنگ کی اطلاع نہیں ملی تو میں اس کی بھی انکوائری کراؤں گا کہ ان کو اطلاع کیوں نہیں پہنچی اور انشاء اللہ دوبارہ اس قسم کی ان کو شکایت نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر، اطلاع کے بارے میں آپ کوئی انکوائری کروانے کو تیار ہیں کہ ان کو اطلاع کیوں نہیں ہوئی

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی ہاں۔

جناب سپیکر، ان کی ممبرشپ کے بارے میں کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اور اس بات کو آپ assure کریں گے کہ اگلی میٹنگ میں ان کو بلایا جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی بالکل۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! بات تو وہی آ جاتی ہے کہ جب 18 تاریخ کو یہ موو کر دیا گیا ہے

کہ مجھے نہیں بلایا جا رہا۔ میں نے اس پریولیج موشن میں 20 تاریخ کا ذکر کر دیا تھا۔ دیکھیں 18 تاریخ کو تو میں تحریک استحقاق دے دیتا ہوں اور اسے آپ کے ہاؤس میں بھی پڑھ دیتا ہوں اور یہ جناب وزیر موصوف صاحب یہ بتانا پسند نہیں فرماتے کیونکہ جب 18 تاریخ کو میں نے اطلاع دے دی تو اس کا مطلب تھا کہ میں اگر ممبر تھا تو یہ مجھے یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھی اطلاع دے سکتے تھے۔ میرا ایک ممبر کا ہی استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ یہاں پر کافی ممبرز کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب ہیں، فضل حسین راہی صاحب ہیں، چودھری عمر دراز صاحب ہیں، راجہ سجاد اکبر ہیں، راجہ صفدر ہیں۔ کسی کو بھی اطلاع نہیں ہوئی۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی ایک کو اطلاع نہ ہو۔ مگر محمود الحسن ڈار صاحب نے خود ڈی جی سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ آپ تو ممبر ہی نہیں ہیں۔ جناب اب کیونکہ یہ لیگل پوائنٹ آنے گا تو اس کو یہ انکار نہیں کر سکتے اس کو یہ پورا کر رہے ہیں کہ اگلی میٹنگ میں بلا لیں گے۔ اگلی میٹنگ کا مقصد ہے کہ جو irregularities کو cover کر چکے ہیں۔ پھر جیسے آپ کا حکم ہے میں مانتا ہوں مگر جناب یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کیونکہ---

This is violation of basic constitution

یہ سارے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ میرے اکیلے کا مسئلہ نہیں ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں شاید وہ فیصلہ کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو سکے۔

جناب سپیکر: کس بارے میں؟

چودھری محمد ظہیر الدین خان: اس بارے میں۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! جناب منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ نوٹیفکیشن کی ضرورت کوئی نہیں ہے۔ یہ سب اس ادارے کے معزز ممبران by virtue of ex officio membership اگر یہ ممبر ہیں تو اب تک دو بجٹ گزر چکے ہیں۔ دو بجٹ ان کی منظوری کے بغیر اور ان کو اطلاع دیے بغیر پاس ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے ہو گئے ہیں۔ یہ ان کے ممبر نہیں سمجھے جاتے تھے تو ان کو نہیں بلایا گیا اور وہ دو بجٹ ہیں جو وہ استعمال کر لیے گئے ہیں۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے

میری گزارش یہ ہے کہ اس کی جانچ پڑتال کے لیے اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ ورنہ بہتر فیصلہ کرنے کے آپ مجاز ہیں۔ جو آپ حکم فرمائیں گے وہی ہو گا۔

جناب عباس علی انصاری: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف صحیح بات نہیں کر رہے۔ کیا وجہ ہے کہ جو ایم پی اے پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں صرف انہی کو اطلاع ملی ہے اور وہ وہاں اجلاس میں شریک ہوئے ہیں۔ ملتان شہر میں تین ارکان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے ان تینوں کو اطلاع نہیں ہوئی اور آئی جے آئی سے تعلق رکھنے والے صرف ایک ایم پی اے تھے ان کو باقاعدہ اطلاع ہوئی ہے اور وہ ہر اجلاس میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہمیں ایم ڈی اے کسی بھی امور میں بھی بھی کسی طور پر یہ شامل نہیں کر رہے۔ وہاں جو غبن ہو رہا ہے اور کنبہ پروری ہو رہی ہے اس کو چھپانے کے لیے ہیں جان بوجھ کر اطلاع نہیں دی گئی۔ اس لیے ہم اصرار کریں گے کہ ہماری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم پنڈی میں ہیں۔ اجلاس ہو چکا ہے اور ہمیں بھی نہیں بلایا گیا۔ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی حال ہی میں بنی ہے بیگم نجمہ حمید صاحبہ بھی اس کی ممبر ہیں۔ شیخ رشید، چودھری نثار اور ضلع سے باہر کے جو لوگ ہیں ان کو بلا لیا گیا ہے۔ کونسلر اور جوئے باز پھر میں کیا کیا کہوں گا ایسے قمار بازی کے اڈے چلانے والے بھی اس کے ممبر ہیں۔ میں یہ حلفیہ اس اسمبلی میں کہہ سکتا ہوں۔ لیکن ہم جو منتخب نمائندے ہیں آغاز ریاض الاسلام، نذر کیانی اور میں ہم تینوں کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ جناب والا! میں نے تو تحریک استحقاق نہیں دی لیکن میں اپنے بھائی سید افضال شاہ سے عرض کروں گا کہ وہ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی والوں سے کہیں کہ ہم جو تین ممبران ہیں جن کا راولپنڈی شہر سے تعلق ہے ان کو بھی بلا لیا کریں۔ جناب سپیکر! ایک بار ہی وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ یہاں اٹھ کر کہہ دیں کہ جتنی بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز پنجاب میں موجود ہیں، پنجاب اسمبلی کے جو ارکان اس کے ممبر ہیں ان کو آئندہ بلایا جائے گا اور ان کو حکومت پنجاب کی طرف سے ایک باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیں۔ اس میں حرج کیا ہے۔ ویسے ہم ہائی کورٹ میں بھی جا کر یہ آرڈر لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات تو طے ہو گئی ہے اس میں اب کوئی ابہام نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا بھی یہی معاملہ ہے۔ ہمیں نہیں بلایا گیا لیکن ہم نے تحریک استحقاق نہیں دی۔ ہمیں بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس میں انہوں نے صاف الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ یہ سب کے لیے ہے۔ یہ صرف فیصل آباد کے لیے نہیں۔ یہ پنڈی کے لیے بھی ہے۔ یہ ملتان کے لیے بھی ہے۔ گوجرانوالہ کے لیے بھی ہے آپ تمام صاحبان اس اتھارٹی کے ممبرز ہیں اور آپ کے لیے کسی نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں۔ نوٹیفکیشن کے بغیر آپ ممبر ہیں۔ رولز میں یہ چیز provided ہے کہ آپ ممبرز ہیں اور آئندہ جو اتھارٹی آپ کو میٹنگ کی اطلاع نہیں دے گی اس کی انکوائری کی جائے گی اور آئندہ کے لیے اس بات کو ensure کیا جائے گا۔ منسٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے on the floor of the House یہ بات کہی ہے کہ آئندہ اس بات کو ensure کیا جائے گا کہ آپ کو میٹنگ کی باقاعدہ اطلاع ہو۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انکوائری تک ہماری اس تحریک استحقاق کو pending کر لیں۔ اس انکوائری کی رپورٹ آپ لے لیں اگر اس میں کوئی صحیح جواب نہ آیا تو پھر یہ ہماری تحریک استحقاق دوبارہ ٹیک اپ ہو جائے گی۔ اتنی دیر تک اس کو pending رکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں جناب منسٹر آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: یہ میری بات پر یقین کریں۔ میں جو on the floor of the House کہہ دوں گا اس میں کوئی غلط بات نہیں ہو گی۔ آپ رانا صاحب! اس طرح مت کریں۔ اور اگر یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنے کے لیے اصرار بھی کرتے ہیں تو سپیکر صاحب اس کو خود بہتر سمجھتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! وہ تو خود چاہتے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔

جناب سپیکر: کون چاہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: شاہ صاحب چاہتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: میں کب چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر. شاہ صاحب کب چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) اگر شاہ صاحب اور آپ دونوں چاہتے ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں تو مجھے کیا اعتراض ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ. میں تو نہیں چاہتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر. آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اب اس میں مسئلہ اتنا ہے کہ اس پر تو اتفاق ہو گیا ہے کہ آپ اس کی انکوائری کروالیں اور آئندہ میٹنگ کی ان کو اطلاع ہو۔ اس میں تھوڑی سی بات جو باقی رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس privilege motion کو انکوائری کے فیصلہ تک pending کیا جائے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انکوائری درست ہو جائے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اور جنہوں نے اطلاع دانستہ طور پر نہیں دی اگر ان کے خلاف کارروائی ہو جائے تو ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم اس کو واپس لینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اگر یہ کارروائی نہ ہو تو اس کو pending کیا جائے تاکہ پریویلج موشن کو ٹیک اپ کر لیا جائے۔ یہ اب ان کا مطالبہ ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ. پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ جو تحریک استحقاق آئی ہے اور آج کل ہمارے پریویلج کچھ زیادہ ہی breach ہو رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ استحقاق ہمارے قائم رہیں اور آپ کی وجہ سے انشاء اللہ وہ قائم بھی رہیں گے۔ میرا اس سلسلہ میں نکتہ اعتراض یہ ہے کہ اس وقت یہ موشن آ سکتی تھی اگر فاضل ممبر اتھارٹی کے پاس درخواست دیتے کہ میں اس کا ممبر ہوں آپ مجھے کیوں نہیں بلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس سے انکار کر دیں یعنی اگر سارے معاملات اسمبلی کے دائرہ اختیار میں آ گئے یا جناب سپیکر نے وہ سارے معاملات watch کرنا شروع کر دیے یعنی ان کے پاس breach of privilege کا کیا جواز ہے۔ آیا کہ ان کو ممبر ہونے کی بناء پر طلب نہیں کیا گیا یا ان کو بغیر صفائی کا موقع دیے آپ کیسے unheard کریں گے۔ کیا انہوں نے اطلاع دی ہو گی یا نہیں دی ہو گی؟ یا دی ہو گی تو انہیں موصول نہیں ہوئی ہو گی۔ اگر وہ انکار کرتے تو پھر ان کا کوئی جواز تھا کہ بھئی نہیں طلب کیا گیا پھر پریویلج بنتا تھا ہر معاملہ اسمبلی کے اندر کل ان کی کوئی اور بات پوری نہ ہو تو وہ معاملہ بھی اسمبلی کے اندر آ جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان. جناب سپیکر! چیمہ صاحب' اس ایوان کے سینئر اور معزز رکن ہیں اور قانون دان بھی ہیں۔ انہوں نے اس کی جو تشریح کی ہے مجھے اس پر بہت افسوس ہوا اور جس طرح سے پریویلج

کی تشریح کی گئی وہ بھی قابل افسوس ہے میرا خیال ہے کہ یہ بہت بہتر ہوتا اگر یہ میری تحریک التوائے کار پڑھ لیتے۔ جناب سپیکر! میں نے تو کہا ہے میں نے تو وزیر صاحب سے بھی کہا ہے کہ 18 تاریخ کو ہم ممبران کو نہیں بلایا گیا۔ میں نے تو یہ کہا ہے۔ وزیر صاحب نے کہا کہ آپ ممبر نہیں ہیں۔ میں نے ڈی جی ایف ڈی اے کو کہا انہوں نے کہا کہ آپ ممبر نہیں ہیں تو بریچ تو میرا بن گیا ہے کہ 18 تاریخ والی میٹنگ پر مجھے نہیں بلایا گیا اس میں تو unheard والی بات تو نہیں ہے۔ بات تو سیدھی سی ہے انہوں نے اس ایوان میں کہہ دیا کہ ہم ممبر ہیں ہم نے یہ بات مان لی اب ہمیں بطور ممبر اس میٹنگ میں نہیں بلایا گیا بات یہ ہے کہ اس کی انکوائری کریں۔ اگر انکوائری میں یہ ثابت ہو جائے تو یہ پریویلج موشن ٹیک اپ کی جا سکتی ہے اگر نہیں ہو گا تو یہ ختم ہو جائے گی تو آپ اس کو مہربانی کر کے pending کر دیں۔ Till the disposal of the enqury

جناب سپیکر، اس میں میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ایک تو یہ بات طے ہو گئی کہ آپ سب صاحبان جو ہیں وہ ان اتھارٹیز میں ہمارے معزز اراکین اسمبلی آتے ہیں یہ سب ان اتھارٹیز کے ممبر ہیں ان کو ممبر تصور کی جائے گا دوسرے ان کو اطلاع نہ دینے کی انکوائری کی جائے گی اور اس بات کا منسٹر ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ نے on the floor of the House بڑے واضح انداز میں یہ بات کی ہے تیسری بات یہ ہے کہ آئندہ ان کو میٹنگ میں بلانے کے لیے انہوں نے ensure کرایا ہے کہ آئندہ میٹنگ میں ان کو اطلاع دی جائے گی تو اس وقت تک معزز اراکین کی یہ خواہش ہے کہ اس پریویلج موشن کو pending کیا جائے تو میرے خیال میں منسٹر صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے

وزیر اطلاعات کی یقین دھانی پر عمل در آمد نہ ہونا

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس منعقدہ یکم اپریل کو وزیر اطلاعات پنجاب نے ایوان میں یہ بیان دیا کہ

"ہماری پریس کلب کے نمائندوں سے بات چیت جاری ہے پریس کلب کے لیے جگہ کا مسئلہ بہت جلد طے ہو جائے گا زمین کے بعد ہم فنڈ دے کر خود عمارت

تعمیر کروائیں گے۔"

مگر تاحال اس مسئلہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی ہے۔ ایوان میں وزیر اطلاعات کے اس بیان کے پیش نظر اس پر تاحال عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب والا! اس کے مختصر حقائق ایسے ہیں جو میں آپ کے نوٹس میں لاؤں گا کہ ایبٹ روڈ پر پنجاب حکومت نے پریس کلب کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے دو کنال اراضی دی تھی۔ وفاقی حکومت اور دوسری صوبائی حکومتوں نے انہیں سال 1976ء میں 29 لاکھ روپے کی گرانٹ دی اور اس وقت کے وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پریس کلب کی عمارت کا سنگ بنیاد 1976ء میں رکھا۔ لیکن بعد میں رقم خورد برد کر لی گئی اور عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔ پنجاب حکومت نے بعد میں یہ زمین واپس لے لی اور اب یہ اراضی محکمہ تعلقات عامہ صوبہ پنجاب کے پاس ہے۔ اور ان کے قبضہ میں ہے اور لاہور پریس کلب کے موجودہ صدر ناصر نقوی اور سیکرٹری اور گورننگ باڈی کے دوسرے ارکان کی کوششوں سے حکومت پنجاب نے کوئی اور جگہ دینے کا وعدہ کیا۔ ایوان میں وزیر قانون اور وزیر اطلاعات نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جگہ دی جائے گی اور تعمیر کے لیے فنڈز بھی دیے جائیں گے' اب چونکہ یہ اس ایوان کے فلور پر یہ یقین دہانی کرائی تھی۔ لیکن اس سلسلہ میں آج تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے اس سے میرا ہی نہیں بلکہ پورے ایوان کا حق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب چودھری صاحب۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! یہ جو نواب زادہ صاحب نے پریویلج موشن پیش کی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، یہ پہلا موقع ہے کہ متعلقہ وزیر جواب دے رہے ہیں۔

وزیر اطلاعات، ڈاکٹر صاحب! نے بیٹھے بیٹھے کوئی بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی ذرا اٹھ کر فرما دیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر بنگش اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ آپ خود جواب دے رہے ہیں۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی کرم فرمائی ہے۔ جناب والا! تحریک استحقاق جو نواب زادہ صاحب نے دی ہے اس کا کوئی جواز نہیں بنتا اس لیے کہ پریس کلب کے جو نمائندے ہیں ان سے میری ملاقات ہوئی ہے انہوں نے سارا مسئلہ بتایا ہے میں نے وہ سارا مسئلہ فارورڈ کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب

کو بھیج دیا ہے۔ وزیر زراعت نے زمین کے سلسلہ میں امداد کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ زمین محکمہ زراعت کی ہے ان کے ساتھ بھی ہمارا معاملہ تقریباً طے ہو چکا ہے اور انشاء اللہ جلد یہ معاملہ طے ہونے والا ہے۔ تمام نمائندے اس سے مطمئن ہیں ہم سے بات کر کے گئے ہیں اس لیے تحریک استحقاق کا پہلو بنتا ہی نہیں ہے اس لیے میں جناب والا! سے یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ یہ سارا معاملہ طے ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں اگر نواب زادہ صاحب کو کوئی شکایت ہے تو وہ ایوان کے فلور پر بات کریں۔

جناب سپیکر. جناب وزیر اطلاعات کب تک یہ سارا معاملہ طے ہو جانے کی توقع ہے؟

وزیر اطلاعات. جناب والا! محکمہ زراعت کی طرف سے تھوڑا سا وقت لگ جائے ا۔ انشاء اللہ یہ سارا معاملہ ایک مہینے کے اندر طے ہو جائے گا۔

جناب سپیکر. یہ ایک مہینے کے اندر پریس کلب کو جگہ مل جائے گی؟

وزیر اطلاعات. انشاء اللہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر. categorical terms میں یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق کے جواب میں چودھری اقبال صاحب وزیر اطلاعات بڑی categorical terms میں یہ بات کر رہی ہیں کہ ایک مہینے کے اندر پریس کلب کو جگہ مل جائے گی۔

وزیر اطلاعات. جناب والا! اس میں صرف ایک دقت ہے۔ ابھی ابھی ہمیں پتہ چلا ہے کہ وزیر زراعت تھوڑے عرصے کے لیے باہر جا رہے ہیں اگر ان کا tour اس مہینے میں نہ ہوا تو پھر بہت جلد ہو جائے گا اور اگر وہ باہر چلے گئے تو پھر تھوڑا سا وقت اور درکار ہو گا۔

جناب سپیکر. اس میں بے شک آپ دو مہینے کر لیں۔

وزیر اطلاعات. جی ہاں دو مہینے ٹھیک ہیں۔

جناب سپیکر. دو مہینے میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

وزیر اطلاعات. انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وزیر اطلاعات نے فرمایا ہے کہ استحقاق نہیں

بنتا' استحقاق اس لیے بنتا ہے کہ اس فلور پر یہ بات ہوئی تھی اس لیے یہ ہماری پراپرٹی ہو گئی۔ اب انہوں نے یقین دہانی کروائی ہے خوشی کی بات ہے۔ میری بھی آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر پچھلے دو مہینے میں نہیں ہو سکتا آئندہ کے لیے مجھے ان پر یقین ہے کہ ہو جائے گا۔ لیکن اس تحریک استحقاق کو مؤخر کر دیا جائے اگر ہو گیا تو واپس لی لیں گے۔

جناب سپیکر. نواب زادہ صاحب اس میں آپ فکر نہ کیجیے یہ جو بات ہو گئی ہے اس سلسلے میں ہمیں وزیر موصوف پر اعتماد کرنا چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. اعتماد تو ان پر ہے۔

جناب سپیکر. اس لیے اس کو آپ پریس نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر. شکریہ۔ نواب زادہ صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔

وزیر اطلاعات. جناب والا! میں نواب زادہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پہلی بات رعایت کا مظاہر کیا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش. جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی؛

جناب سپیکر. ہم جب آپ کو پکارتے ہیں تو آپ نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب اس دفعہ آپ ایوان میں خراماں خراماں آ رہے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش. جناب والا! شکر ہے کہ میں تو آ بھی جاتا ہوں قائد ایوان تو آتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر. اس کے لیے آپ یہ کیجیے کہ کل آپ وقت پر آ جائیں اور آتے ہی اس کو لے لیں گے۔

جناب محمد لطیف مغل (پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی). کل قائد ایوان تشریف لائیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق قائد ایوان کے متعلق تو نہیں ہے تحریک ہائے استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس پر بل آنے ہیں ریزولیوشن آنے ہیں لہذا اس کی ڈسپوزل جلدی ہونی چاہیے۔ تحاریک التوائے کار کے لیے آدھ گھنٹہ ہے اس میں یہ ختم ہو جائیں گی۔ اس کے بعد ساری کارروائی انشاء اللہ مکمل ہو گی۔

(اس مرحلے پر جناب صفدر شاکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: سید ذاکر حسین شاہ۔

پنجاب کے بنیادی مراکز صحت میں ادویات کی خوردبرد اور قلت

سید ذاکر حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کے بنیادی مراکز صحت کی حالت انتہائی خراب ہو گئی ہے۔ یہ مراکز اس لیے قائم کیے گئے تھے تا کہ جو لوگ تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہسپتالوں تک پہنچ نہیں سکتے وہ ان مراکز سے رجوع کریں لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں کسی قسم کی ادویات میسر نہیں ہوتیں۔ اس لیے جن لوگوں کی ہسپتالوں تک رسائی نہیں ہے ان کے لیے شدید مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں یہ لوگ عطائیوں سے علاج کرانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹریٹ ہیلتھ سروسز کے ریکارڈ کے مطابق ان مراکز کو ادویات مہیا کی جاتی ہیں لیکن یہ سب کاغذی کارروائی ہے کیونکہ ان مراکز میں معمولی امراض تک کی ادویات موجود نہیں ہوتیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ان مراکز کی لیے جو ادویات خریدی جاتی ہیں وہ خورد برد ہو جاتی ہیں ان مراکز کا تو ذکر ہی کیا بڑے بڑے شہروں کے ہسپتالوں کی ادویات بھی خورد برد ہونے کی شکایات عام ہیں۔ یہ مراکز تو پھر دور دراز علاقوں میں قائم ہیں جہاں محکمہ صحت کا کوئی افسر ہی نہیں کرتا۔ صوبائی حکومت نے ہسپتالوں اور مراکز صحت میں ادویات کی قلت خورد برد اور ناقص ادویات کی فراہمی کی شکایات دور کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی صحت کے ان بنیادی مراکز میں نہ ادویات ہوتی ہیں اور یہ ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں تو پھر ان مراکز کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ ان مراکز پر کافی رقم صرف کرنے کے باوجود

دیہات کے لوگ علاج کی سہولت سے محروم ہیں۔ بنیادی مراکز صحت کی اس تشویش ناک اور خراب صورت حال سے عوام میں زبردست بے چینی اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ اس مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین، وزیر صحت تشریف نہیں لائے؟ آپ جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جی میں جواب دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ وزیر کو دینا چاہیے۔ اس بارے میں تکرار کے ساتھ جناب سپیکر رولنگ فرما چکے ہیں اب یہ بتائیں کہ کس رول کے تحت جناب وزیر قانون جناب وزیر صحت کی طرف سے جواب دینا چاہتے ہیں۔ پہلے میرے پوائنٹ اف آرڈر پر رولنگ دیں اس کے بعد اس کا جواب دیا جائے۔

جناب چیئرمین، آپ یہ چاہتے ہیں کہ وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں؟ پھر ہم اس کو مؤخر کر دیتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! مؤخر کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ وزیر صحت کو بلائیں۔

جناب چیئرمین، وزیر صحت کے کوئی عزیز فوت ہو گئے ہیں وہ میرے خیال میں چکوال گئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اسے مؤخر کر دیتے ہیں کل۔

سید ذاکر حسین شاہ، اس طرح تو جناب والا! اجلاس ہی ختم ہو جائے گا یہ تو پھر آسان طریقہ ہے کہ وزیر آئی نہیں اور تحاریک موخر ہوتی جائیں اور اس طرح ختم ہو جائیں۔ اس سے اور کوئی آسان طریقہ تو بچنے کا ہے ہی نہیں۔ سارے وزراء نہ آئیں اور آپ اسے مؤخر کر دیں۔

جناب چیئرمین، اگر کسی کو ایمرجنسی ہو جائے تو ایسا ہو جاتا ہے۔ کل ہو جائے گا ایسی بڑی بات نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! کوئی ایمرجنسی نہیں ہوتی' یہ جان بوجھ کر نہیں آتے۔ میں اسے مؤخر نہیں چاہتا۔

جناب چیئرمین، ہم اسے پھر مؤخر کر دیتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، نہیں جناب میں اسے مؤخر کروانا نہیں چاہتا۔ اجلاس ختم ہو جائے گا لیکن وہ نہیں آئیں گے۔

جناب چیئرمین، نہیں اجلاس تو ابھی چلے گا دو تاریخ تک ایجنڈا آ گیا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ وزراء کو ہدایت کریں کہ متعلقہ وزیر جواب دے۔ اور جناب سپیکر کی جو rulings ہیں ان پر عمل کریں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ وزرا کو تنبیہ کریں کہ وہ ایوان میں موجود رہا کریں اور جب ان کے محکمے سے متعلق کوئی سوال تحریک التواء کار یا تحریک استحقاق پیش ہو تو وہ موجود ہوں۔ جناب والا! ہر بات کا جواب وزیر قانون پتہ نہیں کس قاعدے کے تحت دی دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے میں وزیر قانون کو یہ کہہ دیتا ہوں کہ وزیر صحت کو اس بات پر پابند کریں کہ کل وہ اس تحریک التوائے کار کا اس ایوان میں جواب دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ان سے پوچھیں؟

جناب چیئرمین، وزیر قانون اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اگر یہ مجھ سے جواب لینا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ حاضر ہوں اگر یہ وزیر صحت سے جواب لینا چاہتے ہیں تو جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ان کے کوئی عزیز فوت ہو گئے ہیں۔ پتہ نہیں کل بھی وہ آتے ہیں یا نہیں آتے۔ میں کیسے ان کو پابند کر سکتا ہوں۔ اگر وہ یہاں موجود ہوتے تشریف لے آتے تو آجائیں گے اگر وہ فوتیدگی کے سلسلے میں مصروف ہوئے تو شاید وہ کل بھی نہ آ سکیں۔ مجھے حکم دیتے ہیں تو میں حاضر ہوں تیار ہوں میں ابھی ان کو جواب دے دیتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اگر فوتیدگی کی وجہ ہے تو پھر یہ جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین، اس بات کی تو میں بھی تصدیق کرتا ہوں مجھے بھی کل ملے تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے ایک عزیز فوت ہو گئے ہیں اور وہ فوری طور پر اس دن چلے گئے تھے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اگر فوتیدگی ہوئی ہے تو پھر یہ جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین، وزیر قانون اس کا جواب دیں؛

سید ذکر حسین شاہ، میں کہتا ہوں کہ اگر فوتیدگی ہوئی اور فوتیدگی کی وجہ سے وزیر قانون اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ یہ وجہ معقول ہے۔ ان کو استثنائی صورت میں جواب دینے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، جناب وزیر قانون اس سوال کا جواب دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! شاہ صاحب نے سپیکر کا رول بھی اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اس چیز کا آپ ضرور نوٹس لیں۔ جناب والا! اس تحریک استحقاق میں شاہ صاحب نے ایک عام قسم کی statement دی ہے۔ اور ایک عام قسم کی واقع کا ذکر کیا ہے کسی خاص مسئلے کا ذکر نہیں کیا۔ اس وجہ سے تکنیکی طور پر یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ پھر اس میں "حالیہ وقع پذیر" ہونے والا واقعہ بھی نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں کہ یہ واقعہ کب وقوع پذیر ہوا ہے۔ اور کون سی ایسی خاص جگہ ہے جہاں یہ عوام میں خوف اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ تکنیکی طور پر یہ کسی بھی لحاظ سے تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ جناب سپیکر! پنجاب کی حکومت رشوت، بدعنوانی کو روکنے کی لیے ہرممکن حد تک اقدامات کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں انٹی کرپشن کا محکمہ موجود ہے ہماری پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں موجود ہیں وہ اس قسم کی معاملات کی چھان بین کرتی رہتی ہیں عموماً جو بدعنوانی ہوتی ہے وہ اس سلسلہ میں چھان بین کرتی رہتی ہیں اگر شاہ صاحب کسی مسئلے کی نشان دہی کریں تو ہم اس سلسلہ میں انکوائری کرائیں گے اور جو لوگ غلطی کے مرتکب پائے گئے ان کو پنجاب حکومت قرار واقعی سزا دی گی۔ ویسے جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کی ہے یہ تکنیکی طور پر تحریک التوائے کار کے زمرے میں نہیں آتی۔ اس لیے اسے مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ جناب والا!

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ کسی مخصوص واقعہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ تحریک التوائے کار 2 اپریل 1990ء کو دی تھی۔ مخصوص معاملہ ادویات کی قلت کا ہے۔ جس وقت میں نے تحریک التوائے کار دی تھی اس وقت پورے پنجاب کے اخبارات نے اداریے لکھے کہ پنجاب کے دیہی طبی مراکز میں ادویات کی قلت پیدا ہو گئی ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ قلت کی وجہ یہ ہے کہ ادویات خورد برد ہو گئی ہیں اور مخصوص معاملہ یہ ہے کہ اس وقت پورے پنجاب میں ادویات کی قلت

پیدا ہو گئی تھی۔ لہٰذا یہ تکنیکی طور پر تحریک التوائے کار بنتی ہے۔ اگر یہ کہتے کہ کسی ایک سنٹر کے بارے میں بتایا جائے تو میں انہیں بتا دیتا۔ اس وقت تو پورے پنجاب میں ادویات کی قلت پیدا ہو گئی تھی۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! وزیر قانون نے کہا ہے کہ آپ کسی مخصوص معاملے کے بارے میں بتائیں۔ یہ بتائیں کہ کسی مخصوص سنٹر میں ادویات نہیں ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں تو پورے پنجاب کی بات کرتا ہوں۔ اگر پورے پنجاب میں ادویات کی قلت ہو تو میں ایک ضلع کی کیسے بات کروں۔

جناب چیئرمین: آپ راولپنڈی سے تعلق رکھتے ہیں وہاں سے کسی سینٹر کے بارے میں بتا دیں کہ وہاں پہ ادویات نہیں ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! اخبارات نے یہ لکھا تھا کہ پورے پنجاب میں دیہی ہیلتھ سنٹر پر ادویات کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ اس طرح تو یہ اور سنگین معاملہ بن جاتا ہے۔ اگر کسی ایک سینٹر پر قلت ہوتی تو وہ معمولی بات تھی۔ لہٰذا یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ اس میں تو پورا پنجاب شامل ہے۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ میں کسی خاص ڈسپنسری کے متعلق بتاؤں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب! اس بارے میں کیا بتانا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار بالکل مبہم ہے۔ پنجاب میں کس جگہ ہم انکوائری کروائیں گے۔ شاہ صاحب! آپ کی نرم پالیسیوں کی وجہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس میں کوئی حالیہ وقوع پذیر معاملہ نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے کسی خاص مسئلے کی طرف نشان دہی کی ہے اگر یہ اپنے علاقے کے کسی سینٹر کی بات کر دیتے تو ہم اس کی انکوائری کرواتے۔ اس طریقے سی یہ تحریک التوائے کار قطعی طور پر نہیں بنتی ہے۔ اس میں کوئی خاص معاملہ نہیں ہے۔ یہ مبہم سی تحریک التوائے کار ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ مسئلہ پورے صوبے کا ہے۔ پورے صوبے میں ادویات کی قلت پیدا ہو گئی تھی۔ اخبارات نے پورے صوبے کے متعلق لکھا تھا تو یہ پورے صوبے کی انکوائری کروائیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ نے یہ تحریک التوائے کار 1990ء میں کس ماہ میں دی تھی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! 2 اپریل 1990ء کو دی تھی اور اس وقت اخبارات میں زبردست شور تھا کہ پورے پنجاب میں دیہی طبی مراکز میں ادویات کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ اب اگر ایک صوبہ پنجاب میں ایسی صورت حال ہو تو وہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور اگر ایک ڈسپنسری میں ہو تو نہیں بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! تکنیکی طور پر آپ کی یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ آپ کو کسی مخصوص مسئلہ کی متعلق بات کرنی چاہیے۔ میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! اگر آپ کو کوئی مسئلہ درپیش ہے تو آپ اس کے متعلق تحریک التوائے کار لائیں انشاء اللہ ہم اس کو سنیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! تکنیکی طور پر میری یہ تحریک التوائے کار بحث کے لیے منظور ہو گئی ہے اس لیے کہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں بلکہ آپ نے کہا کہ میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ لہذا آپ نے ruled out نہیں کیا۔ آپ کی اپنی رولنگ موجود ہے۔ لہذا اب یہ بحث کے لیے منظور ہو گئی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں dispose of کرتا ہوں dispose of اور ruled out میں فرق ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ dispose of اور ruled out کا مقصد ایک ہے۔ تو میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 3 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! آپ نے اس کا کیا کیا ہے۔ کیا اس کو dispose of کیا ہے یا ruled out کیا ہے؟

جناب چیئرمین: وہ تکنیکی طور پر تحریک التوائے کار نہیں بنتی میں نے اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔ آپ اپنی اگلی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

پی ٹی سی کے امتحانات میں بے ضابطگیاں

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے

والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے مختلف مراحل کے تعلیمی امتحانات میں طلباء کی طرف سے ناجائز ذرائع کا استعمال اور امتحانی عملہ کی طرف سے بدعنوانی بہت بڑھ گئی ہے۔ حال ہی میں نظامت تعلیم ملتان کے زیر اہتمام مڈل، پی ٹی سی کے امتحانات میں اس قدر وسیع پیمانے پر ناجائز ذرائع کا استعمال ہوا اور اتنی بد عنوانیاں کی گئیں کہ 800 سو سے زائد کامیاب امیدواروں کے نتائج روک لیے گئے کہ تحقیقاتی رپورٹ کی روشنی میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیم، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر، سپرنٹنڈنٹ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور چار جونیئر کلرکوں کو دھاندلی اور بے ضابطگیوں کا مرتکب قرار دیا گیا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امتحانات کی اکادیت کیا رہ گئی ہے اور شعبہ تعلیم اور شعبہ امتحانات سے منسلک افراد اس درجہ پست اور غیر قانونی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نظامت تعلیم ملتان کی طرح صوبے کی دیگر نظامت تعلیم میں بھی ناجائز ذرائع کا استعمال اور بد عنوانیوں کی شکایت عام ہے۔ ناجائز ذرائع سے کامیاب ہونے والی طلباء نہ صرف مستحق طلباء کی حق تلفی کرتی ہیں بلکہ نظام تعلیم کی پستی کے بھی ذمہ دار ہیں۔ تعلیمی اداروں میں بد نظمی، بدامنی اور انتشار پھیلانے میں بھی ایسے ہی عناصر پیش پیش ہوتے ہیں۔ صوبائی وزیر تعلیم اور محکمہ کے دیگر ارباب اختیار ایسی سنگین وارداتوں پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور صوبہ میں امتحانات کی دوران ہونے والی بد عنوانی کے باعث طلباء اور ان کے والدین میں سخت بے چینی اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ اس مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے اور مذکورہ بالا بدعنوانی کے سد باب کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔

جناب چیئرمین، کیا متعلقہ وزیر ہیں یہاں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! کیا شاہ صاحب جواب سننا پسند کریں گے؟

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! اللہ منسٹر کہہ رہے ہیں کہ وہ ایجوکیشن منسٹر کی جگہ بات کرتے ہیں تو آپ ان کا جواب سننا پسند کریں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ، سردار نصراللہ دریشک میرا "یار" ہے میں ان کا جواب سننے کے لیے بے تاب ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اجازت ہے جناب؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! صوبائی کابینہ کو یہ ایک ہر فن مولا وزیر ملا ہے۔ تمام محکموں کی طرف

سے سردار نصر اللہ خان دریشک جواب دیتے ہیں تو تمام محکمے سردار نصر اللہ خان دریشک کو دی دیے جائیں مگر جناب والا! خزانے پر بڑا بوجھ ہے۔ ایک ایک وزیر پر 80,80 ہزار روپیہ خرچ ہو رہا ہے تو پھر ان وزیروں کی فوج ظفرموج کی کیا ضرورت ہے۔ سردار نصر اللہ خان دریشک کو تمام محکمے دے دیے جائیں۔

جناب چیئرمین، مجھے آپ کی تجویز سے اتفاق ہے۔ میں شاہ صاحب آپ کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! جب آپ محترم لاء منسٹر صاحب کو کچھ ارشاد فرمانے کے لیے کہتے ہیں اور جب جناب لاء منسٹر کہہ کے دوسرے منسٹر کے portfolio پر بولنے کے لیے کہتے ہیں تو ہمارے ساتھیوں کو اعتراض ہوتا ہے۔ اگر آپ ان کو Minister twenty one کہہ دیا کریں۔ پھر کس کو اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار ضابطے کے مطابق نہیں آتی۔ اس کا معاملہ ایک تو recent occurrence کا نہیں ہے اور دوسرا اس تحریک التوائے کار میں ایک سے زیادہ واقعات کا ذکر کیا گیا ہے کسی بھی ایک specific matter کا ذکر نہیں کیا گیا۔ قانونی طور پر تحریک التوائے کار کسی بھی ایک specfic matter پر آنی چاہیے لیکن یہ ایک اہم معاملہ ہے اور میں اسے فنی اعتبار سے oppose کرتا ہوں مگر شاہ صاحب نے ساتھ ہی ایک بہت اہم مسئلے کی طرف نشان دہی کی ہے اور مجھے جو محکمہ کی طرف سے اطلاع ملی ہے وہ یہ ہے کہ 89-1988ء کے مڈل' پی ٹی سی اور سی ٹی کے امتحانات میں بے ضابطگیاں اور بد عنوانیاں وقوع پذیر ہوئیں۔ تاہم ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو جب ان بے ضابطگیوں کا علم ہوا تو انہوں نے فوری طور پر اس کی انکوائری کے لیے ایک سینئر آفیسر کو مقرر کیا اور اس کی رپورٹ موصول ہونے تک چھ سو نتائج ایسے تھے جو غلط تھے ان نتائج کو منسوخ کر کے رکھ دیا گیا اور کوئی طالب علم ایسا نہ تھا جس کو حسب ضابطہ کامیاب قرار دیا گیا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی ذمہ دار افسران و اہل کاران کے خلاف انضباطی کارروائی کی جا رہی ہے ایسے تمام اہل کاران جو اپنی موجودہ اسامیوں پر ناقابل برداشت تھے اور متذکرہ بالا بدعنوانیوں میں ملوث تھے ان سب کو معطل کر دیا گیا ہے اور انتظامی امور کی تحت کچھ کو ضلع سے باہر تبدیل کر دیا گیا ہے یہ کارروائی

اس لیے عمل میں لائی گئی ہے کہ مستحق طلباء کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ ان کو معطل بھی کیا گیا ہے اور ضلع سے بھی باہر نکال دیا گیا ہے تا کہ وہ آئندہ ایسی مذموم حرکات کے مرتکب نہ ہوں اس موثر کارروائی کا ہی نتیجہ ہے کہ 1990ء میں ہونے والے مڈل کی امتحانات میں جو اس سال ہوئے ہیں ان میں کسی قسم کی بے ضابطگی اور بد عنوانی کا ارتکاب نہیں ہوا اور نہ ہی اس قسم کی کوئی شکایت حکومت کے نوٹس میں آئی ہے۔ کیونکہ ہم نے پچھلے سال کی واقعہ میں پوری تحقیقات کیں' افسروں کو معطل کیا' ضلاع سے باہر تبدیل کیا جو چھ سات سو لڑکے جنہوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا ان کے خلاف کارروائی کی اور ان کے نتیجہ کو cancel کیا۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب نے پی ٹی سی کے امتحانات کی متعلق بھی فرمایا ہے یہ صحیح طور پر منعقد ہوئے ہیں اور ان میں کسی قسم کی کوئی بدعنوانی نوٹس میں نہیں آئی ہاں البتہ یہ شکایت ضرور موصول ہوئی تھی کہ بعض رجسٹرڈ تعلیمی اداروں نے ناجائز تدریس تجربہ کی سرٹیفکیٹ جاری کیے جن کی وجہ سے نااہل امیدوار امتحان میں شامل ہو گئے۔ دفتری عملہ کی کوتاہی سے امتحان میں شمولیت کے لیے نا جائز اجازت نامے جاری ہوئے چنانچہ اس سلسلے میں بھی تحقیق کروائی گئی اس میں ملوث چند افسران اور کچھ دفتری عملہ کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ بے ضابطگیوں اور بد عنوانیوں کے مرتکب تعلیمی اداروں کے ناجائز حرکات کو روکنے کے لیے بھی اقدامات کیے گئے ہیں تا کہ مستقبل میں ایسی بدعنوانی کا سد باب ہو سکے۔ مجموعی طور پر ڈویژن ھذا کے کسی بھی تعلیمی ادارہ میں کسی قسم کی بے چینی' بدعنوانی' بدنظمی' بدعملی اور انتشار نہ ہے۔ ذمہ دار افسران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی مکمل ہونے کے بعد ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی تو جناب والا! میری گزارش یہی ہے کہ فنی اعتبار سے یہ recent occurrence نہیں ہے درمیان میں ایک دوسرا امتحان بھی ہو چکا ہے جو لوگ اس کے مرتکب تھے ان کو سزا مل چکی ہے۔ طالب علموں کو بھی اور دوسرے جو ہیں ان کے خلاف انکوائری ہوئی ہے وہ معطل ہو گئے ہیں کچھ تبدیل ہو گئے ہیں اور مزید انکوائری ہو رہی ہے۔ انکوائری مکمل ہونے پر اس قسم کے اقدامات میں ملوث لوگوں کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں گی اور جناب والا! اس سلسلہ میں میں ہاؤس کو یہ یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ یہ امتحانات میں جو بے ضابطگیاں ہیں یہ کینسر کی شکل اختیار کر چکی ہیں اس سے ہمارے جو ہونہار طالب علم ہیں ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور ان کو اپنی محنت کا صحیح صلہ نہیں ملتا۔

اس قسم کی جہاں بھی بے ضابطگی ہمارے نوٹس میں آئے گی اس کا ہم سختی سے نوٹس لیں گے۔ ویسے بھی اس کو بہتر بنانے کے لیے حکومت ہر قسم کے اقدامات اٹھا رہی ہے۔ تو میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ میری اس تفصیلی گزارش کے بعد وہ اپنی اس تحریک التوائے کار کو واپس لے لیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! اس تحریک التوائے کار کا جناب وزیر قانون نے پہلی بار کچھ حقائق پر مبنی جواب دیا ہے۔ کچھ حقائق تھے اور کچھ اعتراضات تھے انہوں نے تسلیم کر لیا کہ نظامت تعلیم ملتان میں بدعنوانیاں ہوئی ہیں میرے اس پورشن کو انہوں نے درست تسلیم کیا ہے انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ امتحانات میں بدعنوانی کینسر کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اب جناب والا! اس کینسر کا علاج کرنے کے لیے اس کا کچھ مداوا کرنے کے لیے میں نے جو تحریک التوائے کار دی تھی یہ ٹھیک ہے کہ یہ کسی کے خلاف نہیں ہے نہ ہی کسی کی حق میں ہے یہ تو ایک ایسی برائی ہے جس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اس پر دونوں جانب سے ہاؤس میں دو گھنٹے بحث ہو اور دونوں جانب سے اراکین اسمبلی اس پر تجاویز پیش کریں کہ گرتے ہوئے معیار تعلیم کو کس طرح سنبھالا دیا جائے یہ جو تعلیمی انحطاط اور زوال ہے اس کو کس طرح روکا جائے۔ میری نظر میں جو اس وقت تعلیمی معیار کی گراوٹ ہے اس کا سب سے جوہری اور اساسی سبب یہ ہے کہ امتحانات میں بد عنوانیاں ہیں۔ ذہین و فطین اور لائق لڑکے جو سارا سال محنت کرتے ہیں وہ کم نمبر لیتے ہیں اور جو ممتحن حضرات کو چاقو دکھاتے ہیں۔ پستول دکھاتے ہیں اور کلاشنکوف کی گولی سے ڈراتے ہیں وہ امتحان میں فرسٹ ڈویژن لیتے ہیں اور پھر یہ اس کی بنیاد پر ملازمتیں لیتے ہیں اور پورے معاشرے کو اس برائی نے لپیٹ میں لیا ہوا ہے تو میں جناب وزیر قانون سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ میری اس تحریک التوائے کار کو فنی اعتبار سے جب کہ انہوں نے حقائق کا اعتراف کر لیا ہے تو پھر اتنے سنگین نوعیت کے معاملے کو فنی اعتبار سے رد نہ کیا جائے اور ہم یہاں پر ایک ایسا نظام وضع کریں کہ امتحانات میں بد عنوانی اور بد انتظامی نہ ہو اور مستحق طلبہ کو ان کا حق ملے۔ یہ مخصوص معاملہ بھی تھا۔ ملتان کا نظام تعلیم تھا۔ وزیر قانون اس سے خوف زدہ نہ ہوں اس پر بحث ہو گی تو امتحانات میں پائی جانے والی بد عنوانیوں کا انکشاف ہو گا۔ ہم اس میں پائی جانے والی خرابیوں کو اجاگر کریں گے۔ اس میں انہیں کیا

ڈر ہے؛ ایوان کی دونوں طرف سی تجاویز آئیں گی اور ان سفارشات پر حکومت پنجاب عمل کرے۔ لہذا میں اس تحریک التوائے کار پر زور دیتا ہوں۔ میں جناب سردار صاحب سے گزارش کرتا ہوں ان سے اپیل کرتا ہوں اور مستحق طلبہ کی حق تلفی کا واسطہ دیتا ہوں کہ جناب والا! اس معاملے پر ایوان میں بحث کرائیں۔

جناب چیئرمین: جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ابھی کل ہی ہم نے بجٹ پر اپنی بحث ختم کی ہے۔ جنرل بحث کے دوران حزب اختلاف کی معزز ارکان کو ہر قسم کے اہم معاملات پر اپنی رائے دینے کا موقع دیا گیا۔ جناب والا! میری مشکل یہ ہے کہ شاہ صاحب نے ماشاء اللہ بڑی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے اس سے پہلے بلیتھ کی تحریک التواء پر بھی انہوں نے ماشاء اللہ تقریر کی لیکن اپنی بجٹ تقریر کی دوران شاہ صاحب نے دوائیوں کی قلت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اگر بجٹ تقریر میں اس کا حوالہ دے دیتے تو تو میں سمجھتا کہ واقعی ہے۔ اسی طرح امتحانات کے بارے میں بھی شاہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کسی قسم کی بات نہیں کی۔ شاہ صاحب ماشاء اللہ ہماری اسمبلی کے بڑے محنتی اور سمجھ دار رکن ہیں۔ میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں اپنی تجاویز ہمیں دیں۔ ہماری رہ نمائی کریں اور ہم انشاء اللہ ان کی تجاویز کو خوش آمدید کہیں گے لیکن یہ معاملہ حال ہی میں وقوع پذیر نہیں ہوا۔ یہ معاملہ پچھلے سال کا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار کے زمرے میں ہی نہیں آتا۔ ایک سال اور گزر گیا ہے؛ امتحان ہو گئے ہیں۔ مجھے تو توقع تھی کہ وہ خود in good faith اس کو واپس لے لیں گے۔ لیکن اگر شاہ صاحب اس پر مصر ہیں تو پھر آپ ہی کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار حالیہ وقوعہ نہیں ہے۔ کسی مخصوص معاملے کی نشان دہی نہیں کرتی۔ اس لیے اس کو بے ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! آپ جناب وزیر قانون کے بیان سے مطمئن ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ بجٹ میں اس بارے میں نہیں کہا۔ جناب والا! بجٹ پر بحث کے لیے صرف دس منٹ دیے تھے۔ تو دس منٹ میں کون سے شعبے کی میں بات کرتا؟ ایک ہی تجویز زرعی ٹیکس والی پیش کی تھی اور سارے بیچ

پڑے تھے اور ماحول خراب ہو گیا تھا۔ آپ ہی بتائیں کہ دس منٹ میں تمام مطالبات زر پر بات ہو سکتی تھی؟ ایک تو دس منٹ دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ سارے معاملے پر بات ہو! جناب والا! آپ جو مناسب سمجھیں فیصلہ کر دیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بہت سی تحاریک التوائے کار پڑی ہیں۔ اس کو فوری طور پر نمٹا کر دوسری تحاریک کو بھی باری دی جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر تحریک التواء کار کے لیے وقت مقرر کر دیا جائے کہ ایک تحریک التواء کار پر اتنا وقت بحث ہو سکے گی۔ اس طرح ہمارے دوستوں کی بہت سی تحاریک التوائے کار رہ جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ کی تحریک التواء کار تکنیکی طور پر نہیں بنتی۔ آپ نے اس میں کسی مخصوص مسئلے کی نشان دہی نہیں کی۔ میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش ہے کہ یوں تو ایوان کی جتنی بھی کارروائی ہوتی ہے۔ اس کا جواب وزیر قانون صاحب ہی دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہاکی کے کھیل میں سنٹر ہاف کی حیثیت ہوتی ہے۔ ان کی وہی حیثیت ہے۔ باقی تمام وزراء کارروائی میں بہت کم حصہ لیتے ہیں یا پھر حصہ لیتے ہی نہیں۔ جو وزراء کارروائی میں بہت کم حصہ لیتے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی ممبران بھی بہت کم حصہ لیتے ہیں۔ اور اگر کورم کی نشان دہی کریں تو یہ ایوان جو چل رہا ہے یہ بھی شاید نہ چل سکے۔ جناب والا! میں تعلیم کے بارے میں تھوڑی سی بات کرتا ہوں۔ آج کل میٹرک کا امتحان ہوا ہی اور جو بچے پاس ہوئے ہیں انہیں کالجوں میں داخلہ نہیں مل رہا۔ وہ جا کر ممبران اسمبلی کے گھروں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور جا کر پرنسپل کی منتیں سماجتیں کرتے ہیں لیکن انہیں داخلہ نہیں مل رہا۔ آپ محکمہ تعلیم کو تنبیہ فرمائیں کہ ایسی منصوبہ بندی کرے کہ جو بچے پاس ہو جائیں انہیں کالجوں میں داخلہ ضرور ملے یا تو جو بچے 33 فی صد نمبر لیتے ہیں انہیں آپ پاس نہ کریں۔ بے شک 40 یا 45 فی صد کر دیں۔ لیکن جو بچے پاس ہو جائیں انہیں کالجوں میں داخلہ ضرور ملے۔ انہیں داخلہ نہ ملے تو ان کے ذہنوں میں فرسٹریشن پیدا ہوتی ہے اور وہ کئی اور طرح کی جرائم کا مرتکب ہونے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہی گزارش کروں گا کہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف کی طرف سے محکموں کی بد عنوانیوں یا غلط کاریوں کو جو بھی نشان دہی کی جاتی ہے۔ یہ

بڑے اچھے طریقے سے ان کی صفائی دیتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ بد عنوانیوں اور غلط کاریوں کا قلع قمع کیا جائے۔ اور یہ ان کی اتنی صفائی نہ دیا کریں۔ میں ان کی خدمت میں یہی گزارش کرتا ہوں۔

قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین، شکریہ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

اب ہم غیر سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ میاں محمود الرشید۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری خادم حسین صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔

اب ہم قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد' جناب سردار زادہ سید ظفر عباس صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب علی اکبر مظہر ویئس، جناب والا! سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی یہ پہلی قرارداد میرے خیال میں بڑی اچھی قرارداد ہے اور اس میں میری ایک ترمیم بھی ہے۔

جناب چیئرمین، قرارداد کے محرک تشریف نہیں رکھتے۔ قرارداد پیش نہیں ہو سکتی۔ اگلی قرارداد۔ جناب راجہ محمد خالد خان صاحب۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر فی الفور شروع کی جائے تاکہ صوبے میں پائی جانے والی بے چینی اور اضطراب دور ہو سکے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! اس قرارداد میں میری ایک ترمیم ہے۔

جناب چیئرمین، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر فی الفور شروع کی جائے تاکہ صوبہ میں پائی جانے والی بے چینی اور اضطراب دور ہو سکے۔"

راجہ صاحب آپ اس پر short statement دیں گے۔

راجہ محمد خالد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر!

دلوں کی الجھنیں بڑھتی رہیں گی
اگر کچھ مشورے باہم نہ ہوں گے

جناب والا! زندہ قومیں اپنے ماضی کو پیش نظر رکھ کر مستقبل کی منصوبہ بندی کیا کرتی ہیں مگر ہم ہیں کہ ماضی سے بے نیاز اور مستقبل سے بے خبر آگے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں جناب والا! ماضی میں کتنے ہی دل آزار واقعات رونما ہوئے مگر ہم نے ان کے اسباب جاننے کی کوشش نہیں کی اور ہم نے اپنا محاسبہ کرنے کی چنداں کوشش نہ کی۔ قوموں کی زندگی میں حکومتوں کا اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے مگر وہاں پر بسنے والے لوگوں کی ضروریات زندگی نے دریا کی ناقابل تردید روانی کی طرح اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ انہی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر آج سے 35 / 36 سال قبل کالا باغ ڈیم کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ جناب والا! 1960ء میں سندھ طاس معاہدہ طے پا جانے کی صورت میں پاکستان کو ستلج اور راوی کے پانی سے محروم ہونا پڑا۔ ہمارے پاس یہ تین دریا بچ گئے ان میں دو دریا جہلم اور چناب میدانی علاقوں میں بہتے ہیں۔ جن پر کوئی قابل ذکر مقام نہیں جہاں پر بند باندھ کر پانی کا ذخیرہ کیا جا سکے اور بجلی اور پانی کی ضروریات اور کمی پر قابو پایا جا سکے۔ جناب والا! اب دریائے سندھ ایک ایسا دریا بچ جاتا ہے جو بجلی اور پانی کے وسائل سے مالا مال ہے اور اس دریا کی گزر گاہ پر کئی ایسے مقامات ہیں جہاں پر بند باندھ کر بجلی اور پانی کی کمی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جناب والا! اسی دریا کی گزر گاہ پر تربیلا ڈیم کا انتخاب کیا گیا تھا۔ جس کی تکمیل 1974ء میں مکمل ہوئی۔ جناب والا! اس کے بعد کافی غور و خوض کے بعد کالا باغ کا انتخاب کیا گیا۔ جس میں ہمارے چاروں صوبوں کے ملکی ماہرین نے حصہ لیا اور محنت کی اور اسے کثیر المقاصد قرار دیا اور اس کے فوائد گنوائے اور اسے ایک جامع اور قابل عمل منصوبہ قرار دیا۔ جناب والا! ماضی میں واپڈا کے چیئرمین صاحبان جناب فضل رازق اور شاہ نواز خان نے اسے ترقی میں ایک سنگ میل قرار دیا۔ مگر نہ جانے کن مصلحتوں کے پیش نظر اب وہاں حضرات شد و مد سے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب والا! 1962ء میں پہلی بار اس کی feasibility report صدر ایوب مرحوم کو پیش کی گئی اور بجلی پانی کے وسائل میں بے پناہ ترقی ملکی معیشت میں مثبت تبدیلی صنعت و حرفت میں ترقی اور نہری رقبے کو پانی کی فراوانی اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ جیسی لعنت سے چھٹکارا حاصل

کرنے کی امید بندھائی گئی جناب والا! تربیلا اور منگلہ کی پیداواری صلاحیت 2550 میگا واٹ ہے۔ جب کہ اس وقت ہماری ملکی ضروریات 3600 میگا واٹ ہے جناب والا! کالا باغ ڈیم کی ابتدائی پیداواری صلاحیت 2400 میگا واٹ ہے۔ جب کہ 1995ء تک یہ بڑھ کر 3600 میگا واٹ ہو جائے گی اور اس وقت ہماری ضروریات بھی بڑھ کر پتہ نہیں کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہو گی۔ جناب والا! اس کالا باغ کی جھیل میں 76 لاکھ ہیکٹر پانی کا ذخیرہ کیا جا سکے گا۔ 50 لاکھ ایکڑ نیا رقبہ آباد ہو گا۔ دو کروڑ ایکڑ رقبے کو پانی کی فراوانی ہو گی۔ 10 ارب روپے کی زرعی آمدنی میں اضافہ ہو گا اور اب اس سے بڑھ کر مزید برآں دریائے سندھ کے پانی میں سیلابوں پر کنٹرول حاصل ہو سکے گا اور موجودہ ڈیموں میں ریت بھر جانے کی وجہ سے مسلسل پانی کی کمی پر قابو پایا جا سکے گا۔ جناب والا! اس ڈیم کی تعمیر سے دو خدشات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایک تو نوشہرہ کو زیر آب آنے دوسرا پی' صوابی پشاور اور مردان کی زمینوں کو سیم زدہ ہونے کا خطرہ۔ جہاں تک نوشہرہ کے زیر آب آنے کا تعلق ہے۔ جناب والا! یہ کمپیوٹر کو غلط اعداد و شمار سپلائی کرنے کی وجہ سے ایسا ہوا ماہرین اس کا مکمل جائزہ لینے کے بعد رپورٹ دی اور اس کی تائید اور تصدیق کر دی گئی۔ باقی یہ سب کچھ غلط اعداد و شمار سپلائی کرنے کی وجہ سے ہوا اس میں نوشہرہ کے زیر آب آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ورلڈ بنک نے چینی ماہرین کی ایک ٹیم جائزہ لینے کے لیے بھیجی اس نے پوری ذمہ داری کے ساتھ جائزہ لینے کے بعد یہ رپورٹ دی کہ ڈیم کا موجودہ نقشہ جو ہے اس سے کسی طور پر بھی نوشہرہ کو زیر آب آنے کا خطرہ نہیں۔ جناب والا! دوسری بات جو کی جاتی ہے۔ اس ڈیم کی سطح سمندر سے بلندی 925 فٹ ہے جب کہ مردان کی 970۔ پی کی 965 اور پشاور کی زمینیں 1000 فٹ کی بلندی پر واقع ہیں تو 50 یا 100 فٹ والی زمینوں کو سیم کیسے لگ جائے گی۔ وہ کیسے سیم زدہ ہو جائے گی۔ یہ بالکل بے بنیاد خدشہ ہے۔ جناب والا! اس ڈیم کی تعمیر سے جو کل رقبہ زیر آب آئے گا وہ ایک لاکھ 60 ہزار ایکڑ ہو گا۔ جس میں سے دو تہائی پنجاب کا اور ایک تہائی صوبہ سرحد کا ہو گا۔ اس میں پہاڑوں اور دریا کی گزر گاہوں کو بھی نقشے میں دکھایا گیا ہے۔ جو کسی طور بھی قابل کاشت نہ ہے جو قابل کاشت رقبہ زیر آب آئے گا وہ صرف 36 ہزار ایکڑ ہے۔ جس میں سے 30 ہزار پنجاب کا اور 6 ہزار سرحد کا ہے۔ جس کے عوض ہم ضلع اٹک سے رقبہ دینے کے لیے تیار ہیں پنجاب کا زیر آب آنے والا رقبہ جو ہے اس میں آئل بیلٹ بھی ہے لیکن پنجاب یہ قربانی نے ملک کے

لیول پر دینے کے لیے تیار ہے۔ جناب والا! کالا باغ ڈیم کو ایک سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے ملک دشمن قوتیں اسے ہوا دے کر شاید سیاسی فائدہ اٹھا رہی ہیں اس مسئلہ کو سنبھالنے کی ضرورت ہے اور قوم کے تعمیری کاموں میں وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنے کے لیے کالا باغ ڈیم کی مخالفت وہ کر رہے ہیں میری آپ کے توسط سے مرکزی حکومت سے استدعا ہے کہ بلا تاخیر اس عظیم منصوبے پر عمل درآمد شروع کیا جائے اور اس کی تعمیر میں کوئی فروگذاشت نہ کیا جائے تاکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ شکریہ۔

بیگم بشریٰ رحمان: جناب والا! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ میری اس میں ایک ترمیم ہے جو آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں بشریٰ رحمان پہلے کھڑی ہوئی تھیں میں نے ان کو کہا بیٹھیں اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب جاوید محمود گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جی جناب۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کی بات کر رہے ہیں میں ذاتی طور پر متفق ہوں اور کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہیے۔ لیکن جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ دیکھیں یہ رول 93 ہے اس کا سب پیرا 4 ہے۔

4. "It shall not contain arguments, inferences, ironical expressionsor defamatory statements, nor shall it refer to the conduct or character of a person except in his official or public capacity."

یہ نہ کوئی کسی پر تنقید کر سکتے ہیں اور نہ اس مسئلے کو سیاسی بنا سکتے ہیں۔ میرے محترم دوست نے جہاں تک یہ کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے یہ پنجاب کی ضرورت ہے۔ یہ بننا چاہیے لیکن اس کو سیاسی مسئلہ نہ بنائیں۔ اس سے کوئی سیاسی فوائد حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس کو غیر سیاسی بنائیں۔ انہوں نے جو یہ کام کیا ہے کہ یہ وہ۔ جناب ایوب خان سے شروع ہو کر 11 سال ضیاء الحق بھی رہا۔ اس نے کون سا یہ ڈیم شروع کرا دیا۔ ہمارے پنجابیوں کے ساتھ ہمیشہ ہی ظلم ہوتا رہا ہے اور پنجاب

کے ساتھ ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اسے سیاست سے ہٹ کر بغیر سیاست کے کہ یہ ایک اقتصادی معاملہ ہے اور اسے اقتصادی نقطۂ نظر سے خالصتاً non-political basis پر دیکھتے ہوئے بنانا چاہیے۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) چونکہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے لہٰذا گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجنی شروع ہوئیں)

جناب چیئرمین، کورم ابھی تک پورا نہیں ہوا لہٰذا ہاؤس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد 1-25 پر جناب چیئرمین (جناب محمد صفدر شاکر)
کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین، کورم نہیں ہے اجلاس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

بدھ' 27- جون 1990ء

(چہار شنبہ' 3- ذوالحج 1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 3 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری مشہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ
اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ
نَفْسًا اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

سورۃ منافقوں آیات 8 تا 11

منافق کہتے ہیں اگر ہم لوٹ کر مدینہ میں گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ' اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے۔ مگر منافقوں کو (اس بات کا) علم ہی نہیں ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد غافل نہ کر دیں۔ جنہوں نے ایسا کیا اور وہی لوگ تو گھاٹے میں ہوں گے۔ اس سے پیشتر کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آ جائے اور اس رزق سے خرچ کر لو جو ہم نے تم کو دیا ہے۔ تو (اس وقت) وہ یہ کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں صدقہ و خیرات کر لیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا۔ جب کسی کی موت کا وقت آ جائے اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مہلت نہیں دیا کرتا اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، آج اجلاس شروع کرنے میں کچھ زیادہ تاخیر ہو گئی۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن کی طرف سے کچھ صاحبان سے ہاؤس کے بارے میں کچھ معاملات طے کرنے تھے اس وجہ سے آج یہ تاخیر ہوئی ہے۔ privilege motions کو take up کرتے ہیں۔ اس میں یہ ڈاکٹر بنگش کی privilege motion ہے۔

(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ تھے)

وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں اور اگر آج وہ تشریف نہ لائے تو پھر یہ disposed of تصور کی جائے گی۔ شبیر احمد خان صاحب کی privilege motion نمبر 17 ہے۔ اس پر فیصلہ pending ہے اور لاءمنسٹر صاحب سے میری اس بارے میں بات ہوئی ہے۔

(اس مرحلے پر سید ذاکر حسین شاہ جناب سپیکر کے پاس کوئی بات کرنے آئے)

راجہ محمد خالد خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد خالد خان ، جناب والا! کئی دنوں سے میری خواہش تھی کہ میں یہ بات آپ سے گوش گزار کروں کہ جب بھی کسی ممبر کا جی چاہتا ہے وہ آپ کی کرسی پر چلا جاتا ہے اور سرگوشیاں کرتا ہے۔ فوٹو کھنچواتا ہے۔ کیا یہ ہاؤس کا ڈیکورم ہے؟ آپ انہیں ہدایت فرمائیں کہ یہ بذریعہ چٹ آپ تک اپنی بات پہنچانا چاہیں تو پہنچا دیا کریں۔ یہ بہت برا لگتا ہے۔ اس طرح غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔

نوابزادہ نصنصر علی گل ، میرا خیال تھا کہ آپ کورم کی نشاندہی کریں گے۔

راجہ محمد خالد خان ، وہ آپ کے ذمے ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ بیٹھیے یہ آپ کے بارے میں نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ سے انہوں نے رولنگ نہیں چاہی، مجھ سے دریافت کیا ہے۔ میں نے اس بارے میں ایک روز یہ عرض کیا تھا کہ آپ کو مجھ تک پہنچنے میں زحمت ہوتی ہے تو آپ مجھے لکھ کر بھیج دیا کیجیے جو بھی آپ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس میں راجہ صاحب کوئی hard and fast rules نہیں بنائے جا سکتے کہ اگر سپیکر سے کسی معزز رکن، وزیر، اپوزیشن یا treasury benches کے کسی معزز رکن کو کوئی انتہائی ضروری بات کرنی ہو جو لکھنے سے communicate نہ ہو سکتی ہو تو پھر وہ آ کر میرے ساتھ بات کر

سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! کیا آنکھوں کی زبان تحریر میں آ سکتی ہے آپ سے بالمشافہ ملاقات میں بعض اوقات آنکھوں آنکھوں میں کچھ باتیں ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، تو جناب شبیر احمد خان صاحب کی تحریک استحقاق کے لیے میں کہہ رہا تھا کہ اس سلسلے میں آپ کی اور لاءمنسٹر صاحب کی میٹنگ ہونا تھی۔ کیا آپ کی میٹنگ ہوئی ہے؟

چودھری شبیر احمد خان ، جناب ابھی نہیں ہوئی۔ جب بھی لاءمنسٹر صاحب وقت دیں گے تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب سپیکر، تو جناب لاءمنسٹر آپ کس وقت شبیر احمد خان صاحب سے میٹنگ کرنا پسند کریں گے۔

وزیر قانون ، جناب والا! جس وقت آپ حکم دیں گے ہم سیشن کے بعد مل لیں گے۔

جناب سپیکر، کل کر لیں تو خان صاحب کل آپ لاءمنسٹر صاحب سے اس بارے میں میٹنگ کر لیں۔

چودھری شبیر احمد خان ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، تو اس کو پھر آپ پریس نہیں کرتے؟

چودھری شبیر احمد خان ، جناب میں کل ان سے بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر، آپ لاءمنسٹر صاحب سے بات کر لیں۔ تو پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے کیونکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

چودھری شبیر احمد خان ، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

چودھری شبیر احمد خان ، جناب میری ایک تحریک استحقاق نمبر 18 بھی ہے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 18 کو take up نہیں کیا گیا تھا یہ disposed of تصور کی گئی تھی۔

چودھری شبیر احمد خان ، نہیں جناب۔ میں نے جناب سے عرض کی تھی کہ اسے take up فرمالیں۔

جناب سپیکر، آپ نے علیحدگی میں مجھ سے بات کی تھی لیکن جس روز اسے ٹیک اپ کرنا تھا آپ

تشریف نہیں رکھتے تھے۔

چودھری شبیر احمد خان ، جناب سپیکر اگر اسے ٹیک اپ فرمالیں تو نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر: چلیں میں اس کو آج دیکھ لیتا ہوں۔

چودھری شبیر احمد خان ، بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: ملک نواب شیر وسیر صاحب ۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

ہم اتنے روز سے اسے pending کر رہے ہیں۔ آج یہ disposed of تصور ہو گی۔ ملک شاہ محمد محسن صاحب کی تحریک استحقاق pending ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب اسے pending فرمالیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ no cross talk please یہ disposed of تصور ہو گی اس لیے کہ یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ تو اب جناب محمد اسلم گورداسپوری صاحب۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق اور آفتاب احمد خان کی تحریک استحقاق identical ہیں جو آپ نے pending کر رکھی ہیں۔

جناب سپیکر، مجھے سیکرٹریٹ نے یہ اطلاع دی ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کے روز فیصل آباد' پنڈی اور ملتان کے ترقیاتی اداروں کے روز سے مختلف ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مسئلہ اس سے ملتا جلتا ہے تو اس کو بھی اسی کے ساتھ نپٹا دیتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری ، اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر short statement دے دوں۔

جناب سپیکر، نہیں' اگر اس کو ایک ساتھ dispose of کرانا چاہتے ہیں تو اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ تو ہمارے پاس ہے۔ اگر آپ اس کو علیحدہ take up نہیں کرنا چاہتے اس کے ساتھ ہی شامل کرانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ایل۔ ڈی۔اے کے روز نہیں جو ایف۔ڈی۔اے یا راولپنڈی یا ایم۔ڈی۔اے کے ہیں' کیونکہ وہاں پر اسمبلی کا رکن automatically by virtue of his office اس کا ممبر بن جاتا ہے۔ اس کے لیے کسی نوٹیفکیشن کی ضرورت بھی نہیں ہوتی جیسا کہ یہاں بتایا گیا ہے۔ لیکن ایل۔ڈی۔اے میں پوزیشن کچھ

مختلف ہے اس بارے میں مجھے یہ پتا چلا ہے کہ اس میں دو افراد کو نامزد کرنا پڑتا ہے۔ وہ automatically ممبر نہیں بنتا۔ اگر یہی بات ہے تو اس کو آپ علیحدہ take up کر سکتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری : یہ جناب automatically نہیں ہے اس لیے یہ میرے استحقاق کا معاملہ ہے۔ اگر آپ مجھے یہ الگ پڑھنے دیں۔

جناب سپیکر، بسم اللہ کیجیے میں تو آپ کو دعوت دے رہا ہوں۔

رکن اسمبلی کو آئینی حق سے محروم رکھنا

جناب محمد اسلم گورداسپوری ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ہر منتخب صوبائی اسمبلی کے ممبر کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنے ضلع کی ڈیولپمنٹ کمیٹی کا رکن ہو، مگر یہ بات کس قدر غیر آئینی ہے کہ لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے آج تک ہمیں کبھی اس بات کی اطلاع نہ دی اور نہ کبھی ہمارے ساتھ رابطہ ہی کیا اور نہ کبھی کسی منصوبے میں شریک کیا اور نہ کبھی میرے حلقے کی تعمیر و ترقی کے کسی مسئلہ میں میری رائے لی اور نہ کبھی میرے حلقہ کے تعمیری کاموں میں شرکت کی ۔ مجھے دعوت دی۔ میرے اس آئینی حق سے مجھے محروم کر کے میرا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ لہٰذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ میرے آئینی حق کا تحفظ کیا جا سکے"۔

جناب سپیکر! ہر جمہوری معاشرے میں یہ بنیادی جزو ہے کہ جو شخص جس حلقے سے منتخب ہوا ہو وہاں پر جو بھی تعمیر و ترقی کا کام شروع کیا جائے یا جو بجٹ اس حلقہ کے لیے مختص کیا جائے۔ منتخب نمائندے کی موجودگی اور شرکت اس کے لیے ضروری ہوتی ہے اور اس حلقہ کے جتنے بھی منصوبے ہوں۔ اس سے اس منتخب نمائندے کو باخبر رکھا جاتا ہے اس سلسلہ میں اس سے پہلے ایک تحریک استحقاق تفصیل سے اس ایوان میں پیش کر چکا ہوں کہ میرے حلقہ میں تقریباً 55 کروڑ روپے کا باقاعدہ طور پر غبن کیا گیا ہے۔ جس کا کوئی ریکارڈ نہیں۔ میں نے تفصیل سے 1986ء، 1988ء، 1989ء اور 1990ء کا ایک ریکارڈ آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ یہ پیسہ کہاں پر خرچ ہوا۔ کس نے خرچ کیا اور جن کاموں پر وہ پیسہ خرچ ہونا تھا۔ وہ کام ہوئے یا نہیں۔ جناب والا جو

بھی پیسہ بجٹ میں تجویز کیا گیا کہ جیا موسیٰ میں drainage کا 18 لاکھ روپیہ تھا۔ اسی طرح سے شاہدرہ چوک سے شیخوپورہ روڈ کے لیے ایک کروڑ روپیہ تھا۔ لیکن جناب والا! وہ کام مکمل ہوئے یا وہ شروع ہی نہ کیے گئے۔ ایک سیلاب زدہ علاقہ ہے جس کے لیے خصوصی رقم دینی چاہیے تھی وہ اب تک اسی طرح سے پڑا ہوا ہے۔ جس طرح 1988ء میں سیلاب کی وجہ سے تھا اور جو پیسہ اس کے لیے مختص کیا گیا وہ باقاعدہ طور پر کھایا گیا۔ اگر جناب سپیکر! اگر ایک منتخب نمائندہ ان منصوبہ جات میں شریک رہتا۔ اسے شریک کیا جاتا۔ اگر اسے ان committees میں شامل کیا جاتا۔ جو کام وہاں پر شروع کیا جا رہا ہے وہ اس کے علم میں لایا جاتا۔ تو یہ پیسہ کبھی غبن نہ ہوتا۔ اس طرح ان غریب عوام کا سیلاب زدہ' مخلوک الحال' ناچار اور بے بس و ناچار لوگوں کا روپیہ اس طرح ہضم نہ کیا جاتا۔ جناب نہ ان کی گلیاں بن سکی ہیں' نہ وہاں پر سڑکیں ہیں اور نہ وہاں پر سیوریج ہی ہے۔ نہ پانی کا کوئی بندوبست ہے۔ جناب سپیکر! کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ لاہور کے پہلو میں ہوتے ہوئے شاہدرہ کی بستی اب تک پانی سے محروم ہے۔ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے اور وہ ادھر لائن کے پار سے آ کر فیکٹری سے پانی لے کر جاتے ہیں' یہ نظارہ کبھی کبھی آپ نے پہاڑی علاقوں میں دیکھا ہو گا کہ لوگ چشموں سے پانی لے کر آتے ہیں۔ جناب والا! یہ شرمناک بات ہے۔ ایک نمائندے کی حیثیت سے میرے لیے یہ بہت شرمناک بات ہے۔ کہ ان کا نمائندہ بنیادی طور پر ان سے صرف ان وعدوں پر وہاں سے منتخب ہوا اور وہ اس قدر بے بس ہے کہ اس کا بس نہیں چل رہا ہے۔ یہ پنجاب حکومت ہے۔ میری حکومت یہاں نہیں ہے۔ اس لیے جو بھی بات ہو گی میں اس ایوان میں کروں گا کہ دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ آپ غیر منتخب نمائندوں سے کس طرح سے وہاں پر تعمیر و ترقی کا کام کراتے ہیں اور کس طرح سے پیسہ خرچ ہوتا ہے اور وہ پیسہ کون خرچ کرتا ہے میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ مہربانی فرما کر میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے یہ بہت بڑی نیکی ہو گی۔ میں الزام نہیں لگا رہا ہوں۔ طریق کار غلط ہے۔ قاعدہ غلط ہے۔ جس طرح سے پیسہ لگایا جا رہا ہے۔ کوئی ذمہ دار آدمی وہاں پر موجود نہیں ہے سب پیسے غبن ہو رہے ہیں مل کر لوگ کھا رہے ہیں میں آپ سے پھر درخواست کروں گا میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ عوام کے اس بہت بڑے حق کو جو آئینی حق ہے۔ اخلاقی حق کو پورا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، شکریہ گورداسپوری صاحب' جی جناب لاءمنسٹر کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! دراصل میرے بھائی کو اس سلسلہ میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے کہ ایل۔ڈی۔اے اور ہماری جو دوسری authorities ہیں۔ وہ ایک قانون سے چلتی ہیں۔ جیسا کہ جناب والا نے فرمایا ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کے علاوہ باقی جتنے ترقیاتی ادارے ہیں۔ وہ Development of Cities Act 1976ء کے تحت چلتے ہیں۔ ایل۔ڈی۔اے کا اپنا Act ہے۔ وہ ایل۔ڈی۔اے ایکٹ 1975ء کہلاتا ہے۔ اس Act کے سیکشن 4(بی)(او) کے مطابق اس علاقے کے دو صوبائی ممبر' جن کو گورنمنٹ نامزد کرے۔ اتھارٹی کے ممبر ہوں گے۔ اس طرح سے یہ میرے بھائی کا استحقاق نہیں بنتا اور قانونی طور پر اور technically بھی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی کیونکہ گورنمنٹ کے اختیار میں ہے کہ منتخب نمائندوں میں سے جن دو افراد کو گورنمنٹ چاہے' نامزد کر سکتی ہے۔ اس طرح میرے بھائی کا استحقاق قطعی طور پر مجروح نہیں ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ ان کا کوئی right نہیں ہے جو ان کو کسی Act یا آئین کی رو سے دیا گیا ہو اور نہ اسے ان قبل ازیں تحاریک جو Development of Cities Act, 1976 میں آتی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی اس کو take up کیا جا سکتا ہے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ چونکہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لہذا اس کو rule out کیا جائے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! جو بیان لاءمنسٹر نے دیا ہے میں اسی کو اپنی شہادت بناتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس علاقے سے جو بھی دو منتخب ممبر ہوں ان کو بنایا جائے گا تو منتخب تو ہم دو ہی ہیں۔ ایک میں' ایک ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ہیں' تیسرا تو آدمی کوئی نہیں آپ انہی کے الفاظ پر فیصلہ فرمائیں کہ ہمارے علاوہ وہاں کوئی اور بھی نامزد کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں انہوں نے کہا ہے کہ پورے لاہور کے منتخب ممبران میں سے دو انہوں نے لینے ہیں' سردار صاحب اس میں یہی کنڈیشن ہے تاکہ ضلع کے ممبران اسمبلی میں سے دو منتخب کرنے ہیں؛ تو آیا وہ نامزد ہو چکے ہیں۔

وزیر قانون ، جی جناب والا' سارے لاہور شہر سے جتنے ایم۔پی۔اے ہیں' جو ایل۔ڈی۔اے کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان میں دو کو نامزد کرنا ہے اور وہ ہو گئے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! یہ ان کے نام بتا دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے پاس اس وقت ان کے نام نہیں ہیں۔ چونکہ میرے بھائی نے اس پر کافی لمبی چوڑی تقریر کی تھی اس لیے میں نے محکمے والوں سے پوچھا تھا کہ اس سلسلے میں کوئی دو آدمی نامزد ہوئے ہیں؟ آپ کے پاس ان کے نام ہیں۔ متعلقہ ڈپٹی سیکرٹری نے مجھے کہا کہ آپ اس تحریک استحقاق کو کل تک pending کروالیں تو میں ان کے نام لے آؤں گا۔ ویسے بھی جناب والا وہ دو آدمی نامزد ہوئے یا نہیں اس کا ان سے کوئی براہ راست تعلق نہیں بنتا کیونکہ وہ تو حکومت کو نامزد کرتے ہیں اور یہ معاملہ حکومت کی صوابدید پر ہے۔ اسی وجہ سے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس کا جواب دے دوں۔ لیکن اگر یہ ناموں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں انہیں بتا دوں گا کہ وہ نامزد ہوئے ہیں یا نہیں لیکن میں اس وقت جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔

جناب خالد لطیف کاردار ، جناب والا ! وزیر قانون نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس پر تو بحث کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب خالد لطیف کاردار ، جناب والا! اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، بیرسٹر صاحب آپ تشریف رکھیں یہ اسلم گورداسپوری صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ اس پر ہم نے بحث کا آغاز نہیں کیا۔ گورداسپوری صاحب آپ رولز کی تشریح کر رہے ہیں وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ لاہور کا وہ تمام ایریا جو ایل۔ڈی۔اے کی حدود میں آتا ہے اس میں سے دو ممبران اسمبلی کو اس میں نامزد کیا جاتا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق یہ بات رولز میں ہے۔ مگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ مختلف رولز ہیں؟ تو پھر آپ مجھے بتائیں؟

ملک محمد اسلم گورداسپوری ، جناب سپیکر! مجھے آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا پڑے گا کہ ہم ہر روز یہاں پر تلاوت سنتے ہیں اور اس کا جب ترجمہ سنتے ہیں تو اس سے مجھے یونہی لگتا ہے کہ ہر روز سردار نصراللہ دریشک صاحب کے لیے ایک پیغام ہدایت ہوتا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں لاہور کے لیے دو افراد نامزد ہوتے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ افراد نامزد نہیں ہوئے۔ کیا اس سے ایوان کا تقدس مجروح نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ لاہور آٹھ زونوں میں تقسیم ہے۔ 8 ضلعوں میں،

لاہور ایک نہیں ہے۔ اس طریقے سے ہر ضلع سے ان کو رکن لینا ہو گا۔ صرف لاہور کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی نہیں ہے۔ لاہور میں آٹھ زون ہیں اور 8 زون علیحدہ علیحدہ ہیں اور اس کے حساب سے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کام کرتی ہے۔ اس لحاظ سے جو میرا ضلع ہے جہاں ایک ایم۔این۔اے ہے دو ایم۔پی۔ایز ہیں وہاں تو میرے علاوہ کوئی جا نہیں سکتا۔ یہ آپ سے گزارش کرنی ہے کہ مہربانی فرما کر وزیر موصوف سے اور معلومات حاصل کریں اور اسے کم از کم مؤخر کر دیں تاکہ اس پر بات ہو سکے اور دوسرے لوگ بھی شریک ہوں۔ لاہور میں اور بھی ایم۔پی۔ایز ہیں وہ بھی اس میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ بھی بات کرنا چاہتے ہیں بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ۔

جناب خالد لطیف کاردار، جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ۔

جناب سپیکر، بیرسٹر صاحب آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ اسلم گورداسپوری صاحب کی بات واضح ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ رولز اس سے مختلف ہیں جن کی تشریح جناب وزیر قانون نے کی ہے۔ تو آپ سمجھا دیجئے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ رولز کی تفصیل آپ کل تک دے سکتے ہیں تو میں اس تحریک استحقاق کو کل تک کے لیے مؤخر کر دیتا ہوں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، ٹھیک ہے جناب کل تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب یہ رولز کی تفصیل دینا چاہتے ہیں اسے کل تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

وزیر قانون: درست ہے۔

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق کو کل تک کے لیے مؤخر کرتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اس کے ساتھ ساتھ نامزد ہونے والے ممبران کے نام بھی کل تک آنے چاہییں۔ کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق ابھی تک کوئی نامزد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، کاردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Mr. Speaker! you have made a statement that there is a mandatory provision whether the member belongs to

JI or to the PPP Mandatory provisions are there, that they should be nominated but not dominated; and I would say that it amounts to the breach of privilege of the whole House. This is my submission

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! آپ سے میری استدعا ہے کہ کل تک یہ ان کے نام بھی لے آئیں جنہیں انہوں نے نامزد کیا ہے۔ کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق ابھی تک کسی کو نامزد نہیں کیا گیا۔ اور وزیر قانون بھی یہ جانتے ہیں کہ کسی کو نامزد نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: اب چودھری محمد وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 54 ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : معاف کیا جی ان کو

جناب سپیکر: آپ اسے پیش نہیں کرنا چاہتے؟

چودھری محمد وصی ظفر : جناب نہیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد وصی ظفر صاحب اپنی تحریک استحقاق کو پیش نہیں کرنا چاہتے۔

چودھری شبیر احمد خان : جناب والا! ایک تحریک استحقاق میری بھی تھی۔

جناب سپیکر: میں اس بارے میں کل فیصلہ کروں گا کہ اسے دوبارہ take up کیا جا سکتا ہے یا نہیں؛ اس کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 38 ہے۔

سلمان تاثیر رکن اسمبلی کا حقائق کے منافی بیان

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق لاہور" مورخہ 16 جون 1990ء کے صفحہ اول پر جناب سلمان تاثیر صاحب ممبر پنجاب اسمبلی کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس کی ہیڈ لائن یہ ہے۔

> "سندھ سے نقل مکانی کا پراپیگنڈہ ملکی سالمیت کے خلاف گھناؤنا کھیل ہے"۔ "پنجاب حکومت تعصبات کو ہوا دے کر قومی اتحاد کو تباہ کر رہی ہے" انہوں نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ سندھ میں پنجابیوں کے خلاف کسی قسم کی نفرت کی لہر نہیں ہے۔ یہ صرف پنجاب حکومت کے بیمار ذہن کی اختراع ہے"۔

سلمان تاثیر صاحب نے یہ بیان حقائق کو مسخ کر کے واقعات کے بالکل برعکس دیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف پنجاب حکومت کو ناحق طور پر بدنام کرنے کی ایک مذموم کوشش کی ہے۔ بلکہ ان مظلوموں کے زخموں پر نمک پاشی بھی کی ہے جو وہاں سے لٹ پٹ کر لاکھوں کی جائیدادیں چھوڑ کر محض اپنی عزتیں اور جانیں بچا کر آئے ہیں اور ہر روز سینکڑوں کی تعداد میں سندھ سے مہاجر بن کر آ رہے ہیں۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ بدقسمتی سے پنجابی ہیں اور وہ محض اسلام اور اسلامی ملک پاکستان کی خاطر مشرقی پنجاب ہندوستان سے آگ اور خون کے دریا عبور کر کے بے شمار مالی اور جانی قربانیاں دے کر پاکستان آ کر آباد ہوئے تھے۔ 374 افراد پر مشتمل 77 خاندان شکار پور اور سکھر سے صرف چنیوٹ میں منتقل ہو چکے ہیں۔ جن میں پیپلز پارٹی کے کارکن بھی موجود ہیں۔ دوسرے شہروں سے ہر روز جو مہاجر بن کر آ رہے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ میں پیپلز پارٹی کے معزز اراکین کو دعوت دوں گا کہ وہ میرے ساتھ چنیوٹ تشریف لے چلیں اور ان پنجابی مظلوموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور ان مظلوموں کی ظلم کی المناک داستانیں اپنے کانوں سے سنیں تاکہ وہ اپنی مرکزی حکومت کو ان حقائق سے آگاہ کریں تاکہ وہ ان مشکلات کا حل کرے۔

جناب سپیکر! اسمبلی کے ایک معزز ممبر کے حقائق سے منافی اس قسم کے غلط بیان سے عوام الناس اور خصوصاً ان مظلوموں کے ہاں جو سندھ سے اجڑ کر آ رہے ہیں۔ ممبران اسمبلی کا اعتماد بری طرح مجروح ہوا ہے اور تمام معزز ممبران کی سخت توہین ہوئی ہے۔ اس جھوٹے اور غلط بیان سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی عقل مند ذی ہوش انسان انکار نہیں کر سکتا۔ اگر سورج نکلا ہوا ہو اور چمک رہا ہو اور چمگادڑ آنکھیں بند کرے اور اسے نظر نہ آئے تو وہ چمگادڑ کا تو قصور ہو سکتا ہے۔ سورج کا نہیں۔ ہر روز سینکڑوں کی تعداد میں سندھ سے ہمارے پنجابی بھائی مہاجر بن کر آ رہے ہیں اور وہ صرف آئی۔جے۔آئی، مسلم لیگ یا جمعیت علمائے اسلام کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں پیپلز پارٹی کے افراد بھی ہیں۔ وہاں کوئی تفریق نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی کا کارکن ہے یا کسی اور جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا قصور پنجابی ہونا ہے۔ ہمارے شہر چنیوٹ میں جو سکھر اور شکار پور سے لوگ آئے ہیں ان میں پیپلز پارٹی کے وہ کارکن ہیں جنہوں نے موجودہ سندھ کے وزیر اعلیٰ کے

لیے جان و مال کی قربانیاں دی تھیں۔ وہ بھی وہاں سے لٹ پٹ کر آ چکے ہیں اور یہ مسئلہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔ وہ لوگ صرف اس جرم میں کہ وہ پنجابی ہیں۔ ہندوستان سے وہاں ایک دفعہ مہاجر بن کر آئے۔ اب وہ دوسری دفعہ پھر مہاجر بن کر آ رہے ہیں۔ وہاں کے حالات سے متعلق اگر کوئی انکار کرے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ لیکن پوری دنیا جان گئی ہے کہ سندھ کے حالات کیا ہیں۔ اگر سندھ کے حالات ایسے نہ ہوتے تو آج وہاں فوج متعین نہ ہوتی۔ وہاں فوج کیوں متعین کی گئی ہے؟ وہ اسی قتل و غارت کی وجہ سے ۔ ابھی کل میرے پاس حیدرآباد سے عبدالمتین قریشی ' جو جمعیت العلمائے اسلام صوبہ سندھ کے سیکرٹری اطلاعات ہیں' کے بھائی آئے اور انہوں نے دردناک داستان سنائی کہ ان کے دو بھائی وہاں قتل ہو چکے ہیں۔ یہ قتل و غارت وہاں جاری ہے اور وہاں کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ کوئی نہیں چاہتا کہ اپنا گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے۔ اس وقت سندھ کے حالات تقریباً وہی ہیں جو بنگلہ دیش میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے یہ بیان حقائق کے سراسر منافی ہے۔ غلط بیان ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز ممبر کے غلط بیان دینے سے تمام معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا جناب سپیکر' میری گزارش ہے کہ ایک تو میں نے اس پر تحریک التوائے کار دے رکھی ہے کہ سندھ سے جو لوگ لٹ پٹ کر آ رہے ہیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ان کی آبادکاری اور ان کی معاش کا۔ تو بجائے اس کے کہ پیپلز پارٹی اور آئی۔جے۔آئی کے معزز ممبران مل کر اس مسئلے کا کوئی حل نکالیں ہم اس حقیقت سے انکار کر رہے ہیں اور اس انکار کرنے اور غلط بیانی سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سندھ میں جہاں کے خالصتاً پیپلز پارٹی کی حکومت ہے وہاں وہ امن و امان قائم کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے اور مرکز میں محترمہ بے نظیر صاحبہ بھی پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں----

جناب سپیکر، نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق فاضل ممبر مسٹر سلمان تاثیر کے خلاف ہے۔ یہ سندھ حکومت کے خلاف نہیں ہے' سندھ کے حالات کے خلاف نہیں ہے۔ ان کی سندھ کے حالات یا مرکزی حکومت کے متعلق تقریر غیر متعلقہ ہے۔ مجھے ان

سے اختلاف ہو سکتا ہے وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک کہہ رہے ہوں گے۔ اس پہ میں نہیں جاؤں گا لیکن اس ضمن میں یہ باتیں غیر متعلقہ ہیں۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب، آپ نے ٹھیک پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ مولانا صاحب آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ سندھ کے حالات جو اس وقت پیش آ رہے ہیں۔ یہ حقیقت میں حکومت کی ناکامی ہے اور اول تو چاہیے کہ سندھ حکومت مستعفیٰ ہو جائے اور محترمہ وزیر اعظم صاحبہ چونکہ خود اسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں اور اس صوبہ سندھ میں خالصتاً ان کی پارٹی کی حکومت ہے وہ اس سارے ظلم وستم کی ذمہ دار ہیں۔ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اس تمام کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ انہیں حالات کو سدھارنا چاہیے اور اگر وہ حالات سدھار نہیں سکتیں اور حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہیں تو انہیں مستعفیٰ ہو جانا چاہیے۔ اس لیے کہ وہاں کے حالات آئے دن خراب سے خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر روز وہاں سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ہجرت کر کے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ مولانا صاحب۔ شارٹ سٹیٹمنٹ پہ تقریر کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، انہوں نے حقائق کے خلاف بیان دیا۔ اس سے ہم سب کا استحقاق مجروح ہوا۔ اس لیے کہ اسمبلی کے ایک معزز ممبر نے یہ غلط بیان دیا میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ خواجہ محمد یوسف صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں نے کئی دفعہ اس ایوان میں گزارش کی ہے کہ جس چیز کے متعلق ہمارا دائرہ کار نہیں بنتا اس سے ہم باز رہیں۔ ابھی بھی یہ وزیر اعظم صاحبہ کے متعلق باتیں کر رہے ہیں جو یہاں پر بحث کے قابل نہیں ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ سندھ کا رونا رو رہے ہیں جہاں پر ایک مکمل حکومت ہے ان کو یہ نہیں پتا کہ آج ماڈل ٹاؤن تھانہ میں ایک مسمات سونیا کو ننگے پاؤں، ننگے سر پولیس کا ایک اے۔ایس۔آئی گھسیٹ کر تھانہ میں لے گیا اور اس کو ننگا کر کے تشدد کیا گیا۔ ان کو ادھر کا تو بڑا درد ہوتا ہے۔ ان کو چاہیے تھا وہاں پر بھی جاتے پہلے اپنی حکومت کی کارکردگی جا کے دیکھتے پھر دوسروں پر اعتراض کرتے۔ جناب والا! وہاں پر

محترم شہباز شریف صاحب بھی تشریف لے گئے' ان کے متعلق بھی ذکر ہے۔ مولانا صاحب' جو میٹنگوں میں حصہ لیتے رہے ہیں ان کو وہاں پر بھی جانا چاہیے تھا۔ یہاں کا بھی درد ہونا چاہیے۔ یہ پنجاب کے ایم۔پی۔اے ہیں۔ ان کو اپنے گھر کے متعلق کچھ نظر نہیں آتا۔ شرارت محض شرارت ہے اور محض بدنامی کرنے کے لیے یہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی(رانا پھول محمد خان)، جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا پھول محمد خان صاحب' آپ ادھر سے بات کریں گے' پھر ادھر سے بات ہو گی۔ میں اس تحریک استحقاق پر بحث نہیں کروانا چاہتا۔ آپ اس تحریک استحقاق کے متعلق بات نہ کریں اگر آپ کا کوئی اور پوائنٹ آف آرڈر ہے تو بات کریں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان) ، میں یہ تو جتا سکتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔ میں نے اس پہ ایک ٹیبل موشن پیش کی تھی قرارداد کی شکل میں کہ آپ اس پر بحث کی اجازت بخشیں کیوں کہ اصل بات یہ ہے کہ ہم ایک منزل کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور وہ ہے مرکز اور صوبے میں مصالحت۔ اب ہر چیز پر بحث اور دھڑے بازی کی شکل اختیار کرنا' خواہ ہم جائز بات کہیں وہ مخالفت کریں وہ جائزبات کہیں ہم مخالفت کریں۔ اس مرحلے پر یہ مناسب نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک کسی کے بارے میں چھان بین نہ کر لی جائے کسی نتیجے پہ نہیں پہنچنا چاہیے اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک مرض ہے جو سندھ میں ہو رہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سندھیوں کا گناہ ہے۔ ان الزام تراشیوں کی بجائے میری یہ قرار داد ہے کہ اس ہاؤس کے دونوں جانب سے اراکین پر مشتمل کمیٹی بنائیں جو وہاں جائے۔ مرکزی حکومت کو لکھیں کہ ہمیں فوج کی نگرانی میں وہاں کے حالات کا مشاہدہ کرنے کے لیے مدد دی جائے۔ میں یہ بات بالکل یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ہم صحیح صورت حال سے واقف نہ ہوں تو یہ بات دھڑے بازی کی شکل اختیار کرتی رہے گی۔ وہ معاملہ نہ آئی۔جے۔آئی کا ہے اور نہ پیپلز پارٹی کا یہ معاملہ پاکستانیوں کی عزت و آبرو اور ان کی جان و مال کا ہے۔ اس کے ہم سب مشترکہ محافظ ہیں۔ ہمیں ایک کمیٹی بنا دینی چاہیے۔ جس کی جناب اجازت بخش دیں اور میری قرار داد کو آپ ٹیبل موشن کے طور پر پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ رانا صاحب' آپ مجھے لکھ کر دے دیں۔

وزیر امداد باہمی : میں نے لکھ کر دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے میں اس کو consider کر لیتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی : اگر ہمارے ذہن صاف نہ ہوئے تو میں ببانگ دہل یہ کہتا ہوں کہ ہماری کمیٹی مرکز اور صوبہ میں مفاہمت کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم ایک نظریہ کے تحت اصلیت پر پہنچ کر سب مل کر کوشش نہ کریں تو کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب۔

خواجہ محمد یوسف : جناب والا! اس چیز کے متعلق ضرور کچھ کیا جائے۔ جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ سندھ کے متعلق ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جائے جو سندھ کے حالات جا کر دیکھے۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اسی طرح کی ایک مشترکہ کمیٹی بنا کے پنجاب میں جو ظلم ہو رہے ہیں ان کو بھی دیکھا جائے۔ یہاں بھی امن و امان کی صورت حال کو دیکھا جائے اور جو ہمارے حقوق مجروح ہو رہے ہیں اسے بھی دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' اب اس تحریک استحقاق پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا' میں اس پر تو بات ہی نہیں کر رہا۔ میں تو رول 177 کی بات کر رہا ہوں۔ جب تک آپ رول 177 کا اطلاق ہاؤس میں نہ فرمائیں گے تو مولانا صاحب اور دیگر لوگ ہماری طرف سے ہوں یا ان کی طرف سے' غیر متعلقہ بات کرتے رہیں گے اور ریپیٹیشن ہوتی رہے گی۔ موضوع کچھ ہوتا ہے اور بحث کچھ شروع ہو جاتی ہے۔

177 "The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetion either of his own arugements or of the arguments used by other members in debate, may direct him to discontinue his speech".

یہ جناب والا مولانا صاحب ابھی ابھی irrelevant تھے' آپ کو چاہیئے تھا کہ ان کو relevant کرتے' میرا یہی پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جب کوئی اس طرح irrelevant ہو تو رول 177 کا اطلاق ہونا چاہیے یا نہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب شکریہ' یہ میں آپ کے اس رول کی بہت عرصے سے توقع کر رہا تھا' آپ کے پوائنٹ آؤٹ کرنے کا شکریہ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا میں ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ اسلام میں تنقید سے کوئی بھی بالا تر نہیں ہے۔ جب ہم یہ بیان کرتے ہیں حضرت فاروق اعظم (رضہ) جیسے خلیفہ کو ایک بدو نے سوال کر لیا تھا اور ان کو ٹوکا تھا۔ تو پھر جب ہم کوئی ایسی بات کرتے ہیں جس کی واقعی ذمہ داری محترمہ وزیر اعظم صاحبہ پر آتی ہو تو ہمارے بھائیوں کو اس پر چڑنا نہیں چاہیے کہ جب یہاں پر نام آئے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ نام نہ لو۔ اگر واقعی کوئی ایسی بات ہے اور اس میں ان پر ذمہ داری آتی ہے اور اس ذمہ داری کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس بات سے کوئی جائز ذکر کیا جاتا ہے اور جائز تنقید کی جاتی ہے تو ان کو اس بات سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تنقید تو ہر ایک پر ہوسکتی ہے۔ اگر بڑے سے بڑے خلیفہ پر ہوسکتی ہے تو محترمہ وزیر اعظم فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑی نہیں ہیں کہ ان پر کوئی تنقید نہیں ہوسکتی۔ دوسری گزارش میں یہ کروں گا کہ میرا استحقاق یہ تھا کہ انہوں نے یہ بیان غلط دیا ہے اگر وہ اپنے اس بیان کی غلطی تسلیم کر لیں اور ایوان میں اس بات کی معافی مانگ لیں تو میں اسے پریس نہیں کروں گا۔ باقی جناب رانا صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے کہ ایک وفد دونوں جانب سے مرتب کیا جائے تاکہ وہ حالات کا جائزہ لے' میں بھی رانا صاحب کی تجویز کی تائید کرتا ہوں کہ یہ تجویز بڑی ہی مستحسن ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور مصیبت زدوں کی مصیبت کا مداوا بھی ہو جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ' مولانا صاحب یہ الگ بات ہے۔ اب اس میں وہ معزز رکن جن کے بارے میں یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے آج وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے تو میں ان کی تشریف آوری تک اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ کرتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی ، اس کو آپ بیشک رد کر دیں' مگر ایک کمیٹی بنا دیں جو سندھ میں جا کر حالات کا جائزہ لے اور اس معزز ایوان کو آ کر آگاہ کرے اور پنجاب کے لوگوں میں یہ پرچار کرے کہ اصلیت یہ ہے تاکہ نفرت میں کمی آئے۔ اس کمیٹی سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب آپ کی رائے اس پہ کیا ہے کہ اس پہ آج ہی فیصلہ کیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا دیکھ لیں میرا مقصد تو یہ ہے کہ انہوں نے غلط بیان دے کر اس ادارے کا استحقاق مجروح کیا ہے بداعتمادی پیدا کی ہے اگر کمیٹی بنتی بھی ہے اور کمیٹی وہاں پر جائے گی وہ سارے اور وہ اس بات کو ثابت کر دے کہ وہاں پر ظلم وستم ہو رہا ہے اور فسادات ہو رہے ہیں پھر بھی تو ہمارے کی بات غلط ہو جائے گی تو اس بات کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ ان کا بیان صحیح ہے یا غلط جو انہوں نے غلط بیانی دیا ہے تو پھر اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب والا آپ کی سپیکر رولنگز ہیں اس بات پر کوئی استحقاق نہیں بنتا میں نے دو بار اعلیٰ کے خلاف دو تین دن پہلے اس تحریک پیش کی اور آپ نے رولنگ دی اس کے باوجود آپ اس کو پینڈنگ کر رہے ہیں آپ فوری طور پر اس کو مسترد کریں۔ آپ کی اپنی رولنگز موجود ہیں پھر سلطان ناصیر کے آنے تک کیوں؟ رولز کے مطابق تو یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں ہے۔ آپ نے دو دن پہلے ہی تو رولنگ دی ہے کہ اخبارات میں پر جو ایوان کے باہر دیا جائے تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ پھر اس کے بعد پینڈنگ کا کیا جواز ہے۔ جناب والا اگر آپ سندھ کے خلاف فیصلہ کرنے ہیں تو صوبائی خودمختاری میں مداخلت ہوگی۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔ آرڈر پلیز مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : آپ نے اخبارات پر بھی تحریک استحقاق منظور کی ہے اخبارات کی خبریں اور اشتہارات کے کارٹون پر تحاریک استحقاق پیش کی گئیں اور آپ نے ان کو منظور کیا۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ تشریف رکھیں ..... ظہور صاحب تشریف رکھیے گا ذاکر صاحب تشریف رکھیے چودھری صاحب تشریف رکھیے۔ میں لاءمنسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس تحریک استحقاق کے بارے میں اظہار خیال فرمائیں۔

وزیر قانون : جناب والا! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم جب مخالفت برائے مخالفت کا سلسلہ شروع کرتے ہیں تو اس میں قومی یکجہتی اور ملکی سالمیت کو بھی نظر انداز کر جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ controversial نہیں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ

جب سندھ میں آرمی گئی تو چیف آف آرمی سٹاف نے آج سے دس پندرہ دن پہلے بیان دیا کہ ان شاء اللہ آرمی اس علاقے میں امن بحال کرے گی اور یہ جو ہمارے بھائی نقل مکانی کر کے دوسرے علاقوں میں چلے گئے ہیں ان کو واپس لانے کے لیے جلد از جلد فضا سازگار اور ماحول کو صاف کریں گے۔ جناب والا یہی کام ہم کیوں نہیں کرتے، بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے اوپر الزام تراشی کی جائے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایشو کو سنجیدگی سے لینا چاہیے اور پھر یہ تحریک استحقاق ذہنی نیاز آف دی اپوزیشن کے خلاف ہے جو اس وقت ہاؤس میں موجود ہی نہیں ہیں تو میں آپ کی خدمت میں التماس کروں گا کہ بیٹھے جناب وقار سے فیصلہ فرمایا ہے اس کو پینڈنگ فرمائیں اور جناب سلمان تاثیر صاحب کو اور جناب مولانا صاحب کو اکٹھا کر کے بات کی جائے۔

جناب سپیکر: میں اس سلسلے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ شاہ صاحب تشریف رکھیے۔ پلیز تشریف رکھیں ۔ سردار صاحب، میرا خیال تھا کہ اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ کر لیں، مولانا صاحب جو اس کے محرک ہیں، انہوں نے کہا کہ آپ ہی یہ فیصلہ کریں۔ تو میں آپ سے اس کی admissibilty کے بارے میں دریافت کرتا ہوں اور اس کی آئینی اعتبار سے کیا پوزیشن ہے۔

وزیر قانون: جناب والا یہ کیس آپ کے ساتھ اتفاق ہے۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ------ میں ایڈوکیٹ صاحب سے اس تحریک استحقاق کی admissibilty کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور پھر کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں آپ تشریف رکھیں ۔ جواب زادہ صاحب تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھیں پلیز۔

وزیر قانون: جناب والا جیسا کہ میں نے جناب کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ یہ ہمارے ایک معزز رکن کی طرف سے ہے جو اس بات پر ضرورت محسوس کیا کہ اسے تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجا جائے اور یہ ذہنی لیذر آف اپوزیشن کے خلاف ہے جو اس وقت ایوان میں تشریف نہیں رکھتے۔ جناب والا میں اس کی تکنیک میں جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے جو فیصلہ پہلے فرمایا ہے کہ اس کو کل تک پینڈنگ کر دیا جائے اور جناب سلمان تاثیر صاحب اور مولانا صاحب کو---- قطع کلامیاں----

MR SPEAKER: Why are you shouting Zakir Hussain Shah Sahib, why are

you shouting? Why are you shouting Nawabzada Sahib?

کیا کر رہے ہیں؟ اس پر وہ جو چاہیں اپنی رائے دے سکتے ہیں اس میں shout کرنے کیا کیا ضرورت ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ نوابزادہ صاحب آپ shout کیوں کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں' کیا کرتے ہیں آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں' نواب زادہ صاحب

What are you doing Nawabzada Sahib, I don't expect this from you. Please take your seat.

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر .....

جناب سپیکر، شاہ صاحب میں آپ کو بھی تشریف رکھنے کے لیے کہہ رہا ہوں' مجھے پتہ ہے کہ آپ اس تحریک استحقاق پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور میں آپ کو تشریف رکھنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب' آپ تحریک استحقاق پر بولنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ ، آپ فیصلہ پینڈنگ کریں گے تو یہ رولز کی خلاف ورزی ہو گی۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب' میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو بے ضابطہ قرار دیتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ جناب والا نے پہلے فیصلہ فرمایا ہے کہ جناب سلمان تاثیر کے آنے تک اس تحریک استحقاق کو ملتوی کر لیتے ہیں' تو مولانا صاحب اس بات پر اصرار نہ کریں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ اس کو آپ ملتوی کر دیں۔ جناب سلمان تاثیر اس ایوان کے معزز رکن ہیں۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک استحقاق ان کی ذات کے بارے میں ہے۔ وہ ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق پر فیصلہ کرنے سے قبل اگر ان کا نقطہ نظر سن لیا جائے اور ان سے بات کر لی جائے تو یہ اچھی روایت ہو گی۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، میں چودھری وصی ظفر صاحب سے اس بارے میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا وہ پسند

کرتے ہیں کہ ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کی تشریف آوری تک اس کو ملتوی کر لیا جائے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اگر آپ نے اس کو ٹیکنیکلی دیکھنا ہے تو وہ جناب کی مرضی ہے۔ لیکن اگر جناب نے اس کو ملتوی فرمانا ہے۔تو ان کا نقطۂ نظر آنا چاہیے۔ اگر اس کو dispose of کرنا ہے تو جیسا جناب کو بھی پتا ہے' اس کی کوئی ٹیکنیکل حیثیت نہیں۔

جناب سپیکر، میں نے یہی کہا ہے کہ کل وہ تشریف لے آئیں گے تو ان کا نقطۂ نظر سن کر اس کو dispose of کر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر، جیسا جناب والا مناسب سمجھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق پر جناب وصی ظفر صاحب اور جناب وزیر قانون کی رائے سننے کے بعد میں نے اس کو کل تک کے لیے ملتوی کر دیا ہے۔ کل اس پر فیصلہ دوں گا۔ اب سید ذاکر حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، میری قرار داد کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب' آپ کی قرار داد کے بارے میں بعد میں بات کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر' میں آپ کی رولنگ اس نکتے پر چاہوں گا کہ کیا اخبار میں شائع ہونے والے بیان کی بنیاد پر تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے؟ اور یہ کہ جو تحریک استحقاق قاعدہ 55 کے تحت اساسی طور پر اور بنیادی طور پر بنتی ہی نہیں' کیا اس پر وضاحت یا فیصلہ کے لیے اس کو ملتوی کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر میں پہلی بات کہ کیا محض اخبار میں چھپنے والے بیان پر تحریک استحقاق بنتی ہے۔ تو اس بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ محض اخبار میں چھپنے والے بیان پر تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ آپ کی دوسری بات یہ ہے کہ کیا ان حالات میں کسی تحریک استحقاق پر فیصلہ ملتوی کیا جا سکتا ہے تو اس میں میری رولنگ یہ ہے کہ ہاں' اس میں چھان بین کرنے کے لیےاور معزز رکن کا بیان لینے کے لیے اور ان کو یہ موقع فراہم کرنے کے لیے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کریں اس پر فیصلہ ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے؛ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جب کسی معاملے پر جناب

سپیکر نے فیصلہ دے دیا ہو تو کیا اس فیصلے کے بعد اسی معاملے کو دوبارہ زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، جناب چودھری محمد فاروق کے پوائنٹ آف آرڈر پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک مسئلے پر فیصلہ ہو جانے کے بعد اس کو کسی اور صورت میں اسی وقت دوبارہ نہیں اٹھایا جا سکتا سردار اللہ یار ہراج آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار اللہ یار خان ہراج ، ایک ضروری مسئلے پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، جناب والا! میں نے پہلے بھی ایک دن گزارش کی تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر پر لمبی لمبی تقریروں سے وقت ضائع ہوتا ہے اور ممبران کے بڑے اہم مسئلے زیر بحث آنے سے رہ جاتے ہیں۔ آج ایک گھنٹے میں صرف دو تحاریک استحقاق پر بات ہو سکی ہے۔ ایک اسلم گورداسپوری صاحب کی' جو فوراً نمٹا دی گئی اور دوسری مولانا صاحب کی۔ باقی تمام وقت ایسے ہی تقریروں اور پوائنٹ آف آرڈر میں ضائع ہوا ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک دن گزارش کی تھی کہ وقفہ سوالات میں بھی مشکل سے ہی دو تین سوال آتے ہیں اور 47, 47 منٹ سے لے کر 55, 55 منٹ تک پوائنٹ آف آرڈر اور خواہ مخواہ کی تقریروں پر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا تھا میں تین دفعہ اس خطرے کے پیش نظر آپ کی توجہ مبذول کرانے کے لیے کھڑا ہوا کہ مجھے میری زندگی کا خطرہ ہے۔ مجھے دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور میرا اپنے حلقے میں جانا مشکل ہو گیا ہے اور میرا اس ایوان میں بیٹھ کر اپنے فرائض منصبی ادا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق آ گئی ہے؟

جناب علی اکبر مظہر وینس ، میں نے کل لکھ کر دے دی تھی۔

جناب سپیکر، تو وہ کہاں ہے؟ میرے پاس تو کاپی نہیں ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، یہ آپ کے پاس رکھی ہے۔ مجھے بھی کاپی دی گئی ہے۔ اس کا نمبر 55 ہے۔

جناب سپیکر، جناب علی اکبر وینس صاحب کی تحریک استحقاق کی کاپی میرے پاس نہیں ہے۔

(تحریک استحقاق کی کاپی جناب سپیکر کی خدمت میں پیش کی گئی)۔ چودھری صاحب ان شاء اللہ آپ کی تحریک استحقاق کل صبح لے لیں گے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، شکریہ جناب۔

وزیر مال ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب ارشد خان لودھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ سے پہلے میں سردار اللہ یار ہراج سے کہہ چکا ہوں۔

سردار اللہ یار خان ہراج ، جناب سپیکر' میں ایک ضروری مسئلے پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں صبح پونے نو بجے کے قریب ڈائریکٹر جنرل ایل۔ڈی۔اے سے ملنے گیا۔ میں نے وہاں ایک سایہ دار جگہ دیکھی جو وہاں سے کافی دور تھی۔ میں نے وہاں ایل۔ڈی۔اے کے دفتر کے سامنے گاڑی پارک کی۔ جب میں ان سے مل کر واپس آیا تو مجھے وہاں گاڑی کھڑی ہوئی نظر نہ آئی۔ جبکہ باقی گاڑیاں وہاں موجود تھیں۔ کافی دیر ڈھونڈنے کے بعد مجھے پتا چلا کہ گاڑی پولیس والے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ گاڑی پر گورنمنٹ پنجاب کی ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کی پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ اس میں میرے ضروری کاغذات بھی تھے۔ اس میں پیسے بھی موجود تھے اور وہ مجھے بغیر نوٹس دیے' بغیر اطلاع لے گئے۔ میرے ساتھ آدمی بھیجا جائے اور وہ جگہ ملاحظہ کی جائے جہاں میں نے گاڑی پارک کی تھی کہ آیا وہ parking place ہے یا نہیں یا وہ کوئی رکاوٹ کی جگہ تھی جہاں میں نے گاڑی پارک کی تھی۔ مجھے ایک سپاہی نے بتایا کہ وہ آپ کی گاڑی اٹھا کر لے گئے ہیں۔ لیکن میرا جرم کیا تھا؟ جب کہ میں کافی دور گاڑی کھڑی کر کے وہاں پیدل چل کر گیا۔ اب مجھے رکشے میں بیٹھ کر آنا پڑا۔ گاڑی کی چابی میرے پاس ہے۔ گورنمنٹ کی گاڑی ہے۔ وہ خود وصول کرے گی۔ مجھے ایسی گاڑی کی ضرورت نہیں ہے۔ انھیں پوری سزا دی جائے کہ انھوں نے بلاوجہ' بغیر اطلاع اور بغیر قصور کے گاڑی اٹھائی ہے۔ اسمبلی آنے میں مجھے رکاوٹ پیش آئی ہے۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کو پیش کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اس بارے میں ایسا کرتے ہیں کہ آپ اور جناب لاءمنسٹر مل کر میری موجودگی میں بات کر لیں اور اجلاس کے فوراً بعد اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سردار اللہ یار خان ہراج ، ٹھیک ہے سر۔

وزیر مال : جناب سپیکر ! کل میرے جانے کے بعد ہمارے ایک دوست آفتاب احمد خان صاحب نے سوال نمبر 1126 کے بارے میں کوئی اعتراض اٹھایا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ اس بارے میں آپ کا حکم ہے کہ سات دن کے اندر جواب مہیا کیا جائے۔ جناب والا! مجھے اس بارے میں گزارش کرنی ہے اگر آپ اجازت دیں۔ اس بارے میں گذارش یہ ہے کہ اس سوال کا نوٹس ہمیں اپریل کے آخر میں ملا اور ایک ماہ بھی نہیں تھا۔ جس میں ہم نے کوشش کی ہے۔ اس بارے میں جناب یہ عرض ہے کہ ہمارے 8 ڈویژنل آفس ' 29 اضلاع اور 100 سب ڈویژنز ہیں اور سب تحصیلیں بیشمار ہیں اس لیے اس کے لیے ہمیں وقت درکار ہو گا۔ ہم نے تمام کلاس کے ایک سے 18 تک کے کوائف مثلاً تمام ملازمین کے نام پتے تقرری اور ان کی سیلیکشن کمیٹی کے نام وغیرہ مانگے ہیں تو جناب والا رول 45 اس میں excessive length ہے میری گذارش یہ ہے کہ سات دن کی بجائے کوئی اور وقت دے دیں تو میں مہیا کر سکوں گا یہ all over the Punjab. کا سوال ہے چونکہ یہ معلومات پورے پنجاب سے اکٹھا کرنی ہیں اس لیے اگر آپ ہمیں وقت دے دیں تو ہم مہیا کر سکیں گے۔

جناب سپیکر : بی خان صاحب! آپ کے سوال پر میں نے اس کا وقت مقرر کیا تھا۔ جیسا جناب وزیر مال ذکر کر رہے ہیں۔ گریڈ 1 سے 18 کے ملازمین کے کوائف آپ نے مانگے ہیں۔

آفتاب احمد خان : صرف 5/4 ماہ کے کوائف طلب کیے ہیں ان پانچ ماہ میں انہوں نے کوئی 5 لاکھ افراد کو تو بھرتی نہیں کیا ہوگا۔ میری گزارش یہ ہے کہ رول 36 کے تحت 14 دن کا نوٹس مل گیا۔ اس کے بعد آپ کی مہربانی سے سوال کی اجازت ہو گئی۔ اس کے بعد آپ نے متعلقہ محکمہ کو بھیج دیا کہ اس کا جواب 8 یوم کے اندر اندر مہیا کیا جائے۔ لازماً کا لفظ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کو ٹیلی پرنٹر بھیجنا ہے کہ یہ بتا دیں وہ بتا دیں گے کہ ہم نے اتنے پٹواری بھرتی کیے ہیں ان کے پاس ریکارڈ تو ہونا چاہیے موجودہ دور جبکہ لوگ چاند پر چلے گئے ہیں۔ ہم معلومات بھی لے سکتے ہیں کیونکہ آپ کے پاس ٹیلی پرنٹر ہے۔ ٹیلیکس ہے بہت افسوس کی بات ہے ان کے پاس ریکارڈ ہونا چاہئے۔ یہ تو 15 منٹ کے اندر منگوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : اس سوال کے جواب کو یہ ٹیبل کریں گے۔ اس کو اب اگلے سیشن میں ہی ٹیک اپ

کریں گے۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب والا! میں نے صرف یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ آپ کا حکم جب جاتا ہے بیشتر سوالات کے جوابات نہیں آتے۔ میرے بیشتر سوالات کے جواب یہاں نہیں پہنچے جناب سپیکر! یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ اس بارے میں نوٹس لیں اور میں اس بارے میں سیکرٹریٹ سے کہوں گا کہ اس بات کی جانچ پڑتال کی جائے۔ جتنے سوالات کے جوابات نہیں آتے اس کی ایک فہرست تیار کی جائے اور وہ لسٹ مجھے پیش کی جائے۔ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ سوالات کے جوابات نہ آئیں۔جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ مجھے فیصل آباد میں بیشتر افراد کہہ رہے ہیں کہ جناب اپنا سوال واپس لے لیں ہم اس میں پھنس جاتے ہیں اس میں بہت لوگ ہیں۔

جناب سپیکر، اس بارے میں لودھی صاحب کا یہ خیال ہے کہ اس کو آپ اگلے اجلاس پر رکھ لیں۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر جو بھی آپ کی رولنگ ہے میں اس سے متفق ہوں۔ لیکن اس میں یہ عرض ہے کہ جواب اتنا مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ضلع میں ریکارڈ تو ہو گا۔

جناب سپیکر، پہلے آ جانے میں فائدہ بھی نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ ٹیک اپ تو اگلے اجلاس میں بھی ہونا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان ، میں تو ان کی نااہلیت کی بات کر رہا ہوں۔ میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کی بات درست ہے' لیکن اس میں اگلے اجلاس تک مہلت دے دینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

آفتاب احمد خان ، جناب بالکل بجا فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب اگلے اجلاس تک آ جانا چاہئے۔ مولانا صاحب میں اب finance bill کو take up کرنا چاہتا ہوں کسی بھی اہم بات سے پہلے یہ لینا چاہتا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر فنانس بل کے متعلق ہی ہے۔ جناب والا کیا یہ ضروری ہے کہ ہر دفعہ ایک ہی ضلعی کو اپنا لیا جائے اور ہمارے بار بار پوائنٹ آؤٹ کرنے پر بھی اس کو صحیح نہ کیا جائے اور وہ بھی اپنی انا اور ضد کے لیے ایسا کیا جائے۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر نمبر 1 یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے رولز آف بزنس جو ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر میں repetition نہیں ہونی چاہیے۔ جو مسئلہ اسی نوعیت کا نپٹایا جا چکا ہے اس کو دوبارہ نہیں لائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! وہ نہیں ہو گا۔ جناب والا! میرے دو تین پوائنٹ آف آرڈر ہیں جو میں ایک ہی دفعہ میں پیش کر دیتا ہوں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے پنجاب گورنمنٹ کے رولز آف بزنس حاوی ہیں یا آئین پاکستان حاوی ہے۔ ان میں سے سپریم کونسا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا اعتراض فنانس بل پر ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب میرا اعتراض فنانس بل پر ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے جس وقت فنانس بل آئے۔ اس وقت اٹھایئے گا اس سے پہلے نہیں۔

جناب سپیکر: فنانس بل سے پہلے schedule lay ہو گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: فنانس بل سے پہلے جناب مجھے موقع دیں تا کہ بول سکوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے موقع دیں گے۔ تشریف رکھیں۔ اب ہم سرکاری بزنس لیتے ہیں۔ فنانس منسٹر۔

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I beg to lay on the Table the Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 1989-90.

MR. SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 1989-90 is laid on the Table

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I beg to lay on the Table the Schedule of Authorized expenditure for the year 1990-91.

MR. SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 1990-91 is laid on the Table.

دی پنجاب فنانس بل1990ء

MR. SPEAKER: Now we take the Punjab Finance Bill, 1990

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! فنانس بل سے پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو اعتراض ہے فنانس بل کی پیش کرنے پر۔ اب صورت یہ ہے کہ جو چیز ہاؤس کے سامنے پیش ہو گی اس پر آپ کو اعتراض ہو گا اس پر آپ بات کریں گے۔ اگر ایک چیز ہاؤس کے سامنے زیر بحث ہی نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! فنانس منسٹر نے پیش کرنے کی اجازت مانگی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، فنانس بل کو منسٹر صاحب نے پیش کرنا ہے اور اسے ہاؤس کے سامنے دہرانا ہے۔ اس پر آپ اعتراض کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! منسٹر صاحب نے پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں پیش کیا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں پیش کیا۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب فنانس بل پیش کریں۔ میں اس کو repeat کروں۔ اس پر آپ اعتراض کریں میں آپ کی بات سن لوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ کے دہرانے سے پہلے میرا اعتراض ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ میرے دہرانے سے پہلے اعتراض نہیں ہو گا۔ ہاؤس میں آئے گی تو اعتراض ہو گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب۔ جب وہ ہاؤس میں آ ہی گیا ہے تو ---

جناب سپیکر، ہاؤس میں جب کوئی چیز زیر بحث آئے گی تو اس پر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنے گا۔ ہاؤس میں ایک چیز زیر بحث ہی نہیں تو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا بنے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہو کہ منسٹر صاحب اس کو پیش ہی نہیں کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر، میں آپ کو درست کہہ رہا ہوں کہ آپ یہی کہیں گے کہ جس وقت وہ پیش کریں گے میں repeat کروں گا۔ تو آپ کہیں گے کہ یہ پیش نہیں کر سکتے۔ اس پر میں فیصلہ دوں گا۔ میں آپ

کو درست کہہ رہا ہوں۔ جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب۔ ایسے کرلیں گے۔

MR SPEAKER: Now we take the Punajb Finance Bill 1990

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move.

"That the Punjab Finance Bill, 1990 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill, 1990 be taken into consideration at once."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI: Opposed and point of order.

CH MOHAMMAD WASI ZAFAR: Opposed

جناب سپیکر، آپ نے اپوز کیا ہے اور پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے۔ جی جناب وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جناب سیکرٹری صاحب یا کسی اور کو ہدایت فرمائیں کہ وہ پوائنٹس یا میرے پوائنٹ آف آرڈر کے جو سوالات ہیں ان کو نوٹ کرلیں۔ تاکہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لیے حل ہو legally اور ٹیکنیکلی resolve ہو۔

جناب سپیکر، ہم نوٹ کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہاں سے شروع کروں گا میرا پہلا سوال یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے جو رولز آف بزنس ہیں وہ زیادہ معتبر ہیں یا آئین پاکستان؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، رانا صاحب آپ کو اس طرح باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ آپ ماشاء اللہ اب کابینہ کے ممبر ہیں آپ کو بیٹھے بیٹھے بات نہیں کرنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے جو رولز آف بزنس 1974ء ہیں جو ابھی تک چلے آ رہے ہیں۔ حیثیت میں یہ معتبر ہیں یا آئین پاکستان معتبر ہے؟ اب

جناب والا! میں جناب کی توجہ آرٹیکل 115 پر مبذول کرواتا ہوں۔ جناب والا! اس کا پارٹ 1 ہی relevant ہے اور میں وہیں تک پڑھوں گا۔

115(1) A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government."

جناب سپیکر، یہ کون سا آرٹیکل ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا۔ یہ آرٹیکل ہے۔ یہ اس بات پر پابند کرتا ہی کہ Money Bill گورنمنٹ کی consent کے بغیر صوبائی گورنمنٹ کی consent کے بغیر اسمبلی میں پیش نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس پر تو پہلے رولنگ آ نہیں چکی؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب۔ میں آگے آرہا ہوں کہ What is the Government? میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے تو میں نے جناب کو point out کیا ہے کہ ادھر یہ موجود ہے کہ پراونشل گورنمنٹ کی منظوری ضروری ہے

جناب سپیکر، money bill کے لیے ہے کہ پراونشل گورنمنٹ کی sanction ضروری ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا۔ کون سی؟

MR. SPEAKER: Previous.

چودھری محمد وصی ظفر، پہلے یعنی بل پیش کرنے سے پہلے گورنمنٹ کی consent ضروری ہے۔ یہ آرٹیکل 115 ہے۔ اس کے بعد 116 آتا ہے۔ وہ بعد کی بات ہے وہ جب ہو گا تو دیکھا جائے گا۔ اب جناب 129، 130 اور 131 کی طرف جناب کی توجہ مبذول کرواتا ہوں۔ اس میں جناب میرا سوال یہ ہو گا کہ گورنر پراونشل گورنمنٹ کا حصہ ہے یا نہیں۔ گورنر پراونشل گورنمنٹ Constitutional Head ہے یا نہیں؟ یہ میرے دو سوالات ہیں اور جب یہ کابینہ فیصلہ کرے اور پراونشل گورنمنٹ اس کی

approval دے تو اس میں گورنر کی approval بھی شامل ہونی چاہیے یا نہیں؟ میرا بنیادی سوال یہ ہے کہ Whether Governor is a part of that Provincial Government or not? وہ میں جناب اب پڑھ دیتا ہوں۔ 129 ہے۔

"The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers shubordinate to him, in accordance with the Constitution."

اب جناب والا آرٹیکل 130 آجاتا ہے۔ اس میں یہ بڑا واضح ہے

130(1) "There shall be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister at its head, to aid and advise the Governor in the exercise of his functions "

جناب آرٹیکل 130 بہت اہم ہے۔

Cabinet headed by the Chief Minister is to aid and advice the Governor.

Then 130(2) is "The Governor shall appoint from amongst the members of the Provincial Assembly . "

This is not relevant

Now I invited your attention to Article 131 - which is very much relevant and is the most important.

اس میں جناب کابینہ اور چیف منسٹر کی ڈیوٹیز ہیں۔ دس ارا کین۔۔

131 "It shall be the duty of the Chief Minister - "Shall" is mandatory.

(a) "to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet . including recommendations

"relating to the administration of the affairs of the Province and

proposals for legislation."

جناب والا! particularly mention کیا گیا ہے۔

".. and proposals for legislation."

آگے جناب بی کلاز

(b) "to furnish such information relatung to the administration of the affairs of Province and proposals for legislation as the Governor may call for: and"

کہ جو وہ کرے وہ بھی پہلے (a) اور ہے۔ (a) میں پابندی ہے کہ لیجسلیشن کی پروپوزل بھی تمام کی تمام بھیجیں گے۔ ابھی جو (b) ہے اس کی sense یہ ہے کہ جو گورنر at his own سوچی کہ یہ لیجسلیشن ہونی چاہیے ٹھیک ہے۔

He can call for the opinion on that He can suggest legislation regarding so and so.

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ فنانس بل کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ فنانس بل کی بات۔ ٹوٹل فنانس بل کی بات ہے جناب میں اپنا پوائنٹ consolidate کرتا ہوں کہ

Finance Bill without the previous consent of the Government cannot be moved and the Governor is part and parcel of the Government

جناب سپیکر: یہ بات آپ کی صحیح ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: اور جو گورنر ہے جناب جو جواب انہوں نے دینا ہے میں پہلے جناب کو بتا دوں۔ وہ جناب جس کو وجہ بناتے ہیں وہ رولز آف بزنس کو بناتے ہیں اور میں بات کرتا ہوں آئین کی۔ وہ بڑی خوب صورتی سے نکالیں گے شیڈول 3۔ وہ کہیں گے کہ یہ شیڈول 3 ہے اور صفحہ 76 ہے۔ وہ کہتے کہ جو چیزیں رولز آف بزنس میں ہم نے لکھ دی ہیں کہ گورنر کو یہ بھیجیں گے یہ نہیں بھیجیں

گے۔

List of cases regulating orders of Governor on the advice of the Chief Minister.

اسی شیڈول کا تھرڈ پارٹ ہے۔

List of case to be submitted to the Governor for the orders to be made with the previous approval of the President

MR. SPEAKER: Order please

چودھری محمد وصی ظفر: ابھی جناب والا! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ جب آئین میں ایک requirement ہے اور اگر کابینہ نے اسے پاس بھی کیا ہے تو وہ گورنر کو کیوں اس گورنمنٹ کا حصہ نہیں سمجھتے ہیں کیوں inform نہیں کرتے کیوں اس میں داخل نہیں کرتے۔ اس میں ان کا کیا حرج ہے یہ گورنمنٹ کا کام ہے اور وہ انہیں inform کیے بغیر اسے نہیں کر سکتے کیونکہ گورنمنٹ کا ایک لازمی جزو گورنر بھی ہے بلکہ وہ ہیڈ ہے اور جناب والا! یہ بل نہیں آ سکتا اور ان رولز کے تحت نہیں آ سکتا یہ آئین کے تحت آئے گا اور پھر رولز کو جواز بنا کر بل پیش نہیں کیا جا سکتا تو جناب والا! یہی میرا پوائنٹ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرا خیال ہے کہ میں اس پر پہلے رولنگ دے چکا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جناب نے کوئی رولنگ نہیں دی۔ آپ ٹیپ چلوا لیں میں نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا مگر یہ فلور کی نظر ہو گیا تھا اور جناب نے وزیر قانون سے سوال کیا تھا کہ آپ کا آرٹیکل 131 کے بارے میں کیا خیال ہے میں تو کارروائی بھی پڑھ کر آیا ہوں اور وہ جواب دینے لگے تھے ایوان میں اس قدر شور ہوا جناب نے کہا کہ میں کسی کو کسی چیز کی اجازت نہیں دیتا لہذا میں نے اسے withdraw کر لیا تھا میں نے سوچا کہ اسے اس وقت پیش کرنے کا کوئی جواب نہیں ہے اس سے ماحول خراب ہو جائے گا آپ ریکارڈ نکلوا لیں اس پر آپ کی رولنگ نہیں آئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ چودھری صاحب۔ شکریہ۔ جی میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔ نواب زادہ آپ کو جس بارے میں اعتراض ہے آپ بھی اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: مجھے جناب اعتراض ایسا نہیں ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ بل کی کلاز 2 میں جو

انہوں نے substitution تجویز پیش کی ہے اس میں correction ہونے والی ہے وہ غلط ہے اگر آپ کے پاس پنجاب کوڈ ہے اور وزیر خزانہ اگر متوجہ ہوں اور وہ بھی اس کوڈ کو اپنے سامنے رکھیں تو میں بتاتا ہوں کہ اس میں غلطی کیا ہے اور اس بل کو غلطی درست کیے بغیر ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا! اس دفعہ خزانے کے محکمے نے آپ کو بہت خراب کیا ہے اور میں یہ آپ کو بتانے لگا ہوں یہ نوجوان افسر بوڑھوں کے بہت خلاف ہوتے جا رہے ہیں پتہ نہیں کیوں--- اور انہوں نے دستی صاحب آپ وزیر خزانہ بنے تھے اسی وقت سازش کر لی تھی۔ یہ انتہائی افسوس ناک ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! اس پر آپ اپنی تقریر کا رائٹ استعمال کر رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ میری تقریر کا رائٹ نہیں۔ یہ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ correction بل میں بغیر اس کے argument ہو ہی نہیں سکتی اس پر بات ہی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ تو آپ اپنی تقریر میں کہہ سکتے ہیں کہ اس میں یہ غلطی ہے یہ غلطی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں نے کہا Opposed. and Point of Order میں نے صحیح بل کو oppose کرنا ہے۔ جب تک اس میں غلطیاں ہیں تو اس کو تو میں oppose نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو غلطی کی نشان دہی کر دیتا ہوں آپ وزیر خزانہ سے کہیں کہ اگر ایک دو منٹ میں وہ غلطی دور ہو سکتی ہے تو وہ اسے دور کر کے لے آئیں۔ تو ہم اس کو oppose کر کے اس پر بحث کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو آپ اپنی تقریر کیجئے اور اسی میں غلطی کی نشان دہی کیجئے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: It cannot be presented before this House.

جناب والا! میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔ جناب والا! یہ جو کلاز 2 ہے اس کے اندر In Article one of the Stamp Duty Act ہے اور اس میں جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے وہ غلط ہے۔ اس میں تصحیح ہونی چاہیے۔ جناب آپ پنجاب کوڈ کو سامنے رکھیں۔

Unless we have the correct bill in front of us, how can we oppose it.

جناب والا! انہوں نے اس میں---

جناب سپیکر، آپ اس کو ایک پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں اور دوسری دفعہ اسے تقریر کی صورت میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں بل کو as a whole oppose کروں گا۔ That is another question اور وہ document incorrect ہے لہذا میں اس پر بات کیسے کروں گا۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ انہوں نے جو آرٹیکل-1 میں سٹمپ ڈیوٹی ایکٹ میں جو ترمیم کی ہے۔

جناب سپیکر، آئیے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، ہاں جی۔ جناب والا! یہ جو سٹمپ ڈیوٹی ایکٹ ہے۔

جناب سپیکر، یہ کہاں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ پنجاب کوڈ میں ہے۔

جناب سپیکر، یہ کون سے صفحے پر ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ شیڈول نمبر 1 کے صفحہ نمبر 400 پر ہے۔

جناب سپیکر، کیا یہ صفحہ نمبر 400 پر ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی جناب والا! یہ شیڈول نمبر 1 آف دی پنجاب کوڈ کے صفحہ نمبر 4 پر ہے اور فنانس بل کی صفحہ نمبر 1 پر ہے۔

جناب سپیکر، فنانس بل کے صفحہ نمبر 1 پر---

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب ایکٹ نمبر 2

Amendment of Act II of 1899.

In the Stamp Act 1899 in Schedule I the following amendment shall be made.

سب آرٹیکل (سی) میں انہوں نے دو ہزار کی فیگر دس ہزار تک بڑھا دی۔

(ii) in sub-article(c), for the figure "2000/-", the figure "10000/-", and for the words "80 paisas", the words "One rupee" shall be substituted;"

تو جناب جب اس کا (سی) پڑھتے ہیں (سی) میں لکھا ہوا ہے کہ where such amount exceeds Rs. 2,000/- اس کی جگہ آپ نے 10,000/- کر دینا ہی۔ یہ بات طے ہو گئی۔ اب انہوں نے آگے بتایا ہے کہ

The following new Article .(d) shall be added

(d) "Where such amount exceeds Rs.10,000. Two rupees"

وہ تو (سی) میں ترمیم ہو گئی اب جو (d) new ہے اس کو آپ کیسے add کر رہے ہیں یہ (سی) میں ہی ترمیم ہونے سے (ڈی) implement ہو گیا۔ یا تو انہوں نے (سی) میں کرنا تھا کہ does not exceeds Rs.10,000 یا (سی) میں کرنا تھا اور (ڈی)-/which exceeds Rs.10,000 اب ان کو پتہ ہی نہیں کہ ترمیم کیسے کرنی ہے انہوں نے (سی) کو amend کر دیا ہے اور (ڈی) کو بھی amend کر دیا۔ جب تک اس کی تصحیح نہ ہو میں اس پر بات کیسے کروں گا۔ جناب والا! امید ہے کہ آپ اسے سمجھ گئے ہوں گے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ بالکل واضح ہے اس کو آپ صحیح کروا لیں میں یہ اصرار نہیں کرتا کہ فنانس بل ختم ہو گیا ہے وزیر خزانہ اور پنجاب حکومت کو استثنیٰ نہیں دینا چاہیے کیونکہ ان میں وہ اخلاقیات نہیں ہیں یہ جمہوریت کی پیداوار نہیں کہ میں ان سے یہ مطالبہ کروں ان کو تو فوجی آمر کی باقیات ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب۔ آپ تشریف رکھیں میں وزیر خزانہ کو اس بارے میں کہتا ہوں۔

جناب خالد لطیف کاردار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بیرسٹر صاحب۔ میں آپ کو ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی کیسے اجازت دے دوں ابھی تو اس پر فیصلہ ہونا ہے technically speaking آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر میں شامل نہیں ہو سکتے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

سید ذاکر حسین شاہ، شاہ۔ جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں اور مجھے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of کر لینے دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میرا ایک اعتراض ہے۔

جناب سپیکر، آپ اپنا اعتراض اس کے بعد کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ فنانس منسٹر صاحب۔ کیا آپ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! گل صاحب اسے پورا نہیں پڑھ رہے۔

آوازیں، گل صاحب نہیں وہ گل صاحب ہیں۔

وزیر خزانہ، گل صاحب! ہیں یا گل صاحب۔ یہ ہر وقت گل ہی کھلاتے ہیں مگر پڑھتے نہیں ہیں۔(قہقہہ)

(سی) میں یہ لکھا ہوا ہے

Where such amount exceeds Rs. 2,000/- but does not exceeds Rs.10,000/- One rupee

اور پھر (ڈی) میں ہے

Where such amount exceeds Rs 10,000/- Two rupees

اس میں غلطی کیا ہے۔

نوابزادہ شہنشفر علی گل، جناب والا! یہ فنانس بل میں نہیں ہے کہ

The amount shall exceed Rs.10,000/-

جناب سپیکر، جناب فنانس منسٹر میری سمجھ میں بات نہیں آئی۔

چودھری محمد وصی ظفر، انہوں نے کہا ہے کہ اس میں 10 ہزار لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، اس پر بھی لکھا ہوا ہے۔

نوابزادہ شہنشفر علی گل، جناب والا! اس میں نہیں لکھا ہوا۔ وہ جو چٹ بھیجی گئی ہے اس میں لکھا ہوا ہے۔

جناب والا! یہ اب آپ ایمانداری سے فرمائیں کہ جس فنانس بل کی پہلی کلاز کی امنڈمنٹ ہی غلط ہے۔ It doesn't make sense تو وہ فنانس بل اس قابل ہے کہ اسے اس ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ اور آپ نے دیکھ لیا ہے اور جو چٹ آئی ہے اس کو وزیر خزانہ اس فنانس بل سے مقدس سمجھتے ہیں۔ یہ پرنٹڈ ہمارے سامنے ہے اور یہ موٹا پرنٹ ہے۔

جناب سپیکر، اس میں آپ کے پاس کیا نہیں لکھا ہوا؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ہونا یہ چاہیے کہ (سی) میں یہ add ہونا چاہیے تھا کہ۔۔

Where such amount exceeds Rs.10,000/-

جناب سپیکر، سنیے، سنیے۔ یہ (سی) کہاں ہے۔ (سی) میں تو یہ ہے کہ۔۔

For the figure 2,000 the figure 10,000 and for the word 80 ps words one rupee shall be substituted.

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی، جی ٹھیک ہے اور جو (سی) میں لکھا ہوا ہے وہ ہے۔

Where such amount exceeds Rs.10,000

اس میں لکھنا چاہیے کہ

Where such amount doesn't exceeds Rs.10,000

جناب سپیکر، یہ (ڈی) میں ہے کہ

Where such amount exceeds Rs.10,000

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب وہ (ڈی) میں ہے لیکن اگر (سی) میں یہ الفاظ substitute نہیں کریں گے اور does not کا addition نہیں کریں گے تو پھر جو (ڈی) ہے اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ (سی) میں لکھا ہے کہ۔۔

Where such amount exceeds Rs.2,000

اس کی جگہ آپ نے 10,000 کر دیا ہے اور وہ عبارت ایسے رہے گی۔۔۔

Where such amount exceeds Rs.2,000

جناب والا! میں آپ کو لا کر دکھاؤں۔

جناب سپیکر، یہ مجھے دکھائیے نواب زادہ صاحب۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن جناب سپیکر کے پاس آ گئے)

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ پندرہ منٹ کے لیے ایوان کو ملتوی کر دیں۔ میں دستی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ان کو سمجھا دوں گا۔

جناب سپیکر، ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔ نواب زادہ صاحب آپ میرے چیمبر میں آ جائیں۔

(اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی ہوئی)

(جناب سپیکر 12.52 پر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! حکومت نے میرے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کیا ہے اور وہ accordingly اس میں امنڈمنٹ لا رہے ہیں۔

Would you please hold my point of order in order so that it remains on record as I work hard than the Finance Department over the Finance Bill.

میں نے فنانس بل پر فنانس ڈیپارٹمنٹ سے زیادہ محنت کی ہے۔

جناب سپیکر: میں فنانس منسٹر صاحب کی رائے معلوم کرنا چاہوں گا۔

FINANCE MINISTER: Sir, I may be allowed to move an amendment in Clause 2 of the Punjab Finance Bill, 1990.

جناب سپیکر: پہلے اس بارے میں جانیے جو نواب زادہ صاحب نے بات کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے میری contention کو تسلیم کر لیا ہے اور وہ فنانس بل میں ایک امنڈمنٹ لانا چاہتے ہیں اور نواب زادہ صاحب کے خیال کے مطابق وہ امنڈمنٹ ان کی contention کے مطابق ہے۔ اس لیے وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے پوائنٹ آف آرڈر کو آپ تسلیم کریں اور اسے آپ جائز قرار دیں۔ میں آپ کی رائے اس بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس میں کچھ ٹائپ کی' کتابت کی غلطی ہو گئی۔ It is not very clear. تو اس ambiguity کو دور کرنے کے لیے We are bringing this amendment with you Sir permission کہ نوٹس کے ٹائم کی relaxation بھی دی جائے۔ اس کے لیے پہلے میں آپ سے اجازت چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: تو میں نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو جن صاحبان نے اپوز کیا ہے وہ اس پر بات کرنی چاہیں گے نواب زادہ صاحب نے اپوز کیا ہے۔ وصی ظفر صاحب نے اس کو اپوز کیا ہے۔ ابھی وصی ظفر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو ڈسپوز آف کرنا باقی ہے۔

جناب پرویز صالح، جناب والا! کل ایک بڑا اہم ریزولیوشن حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں پاس کیا ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں آپ فنانس بل کے بعد بات کرنا مناسب سمجھیں گے؛ ہم فنانس بل کو ٹیک اپ کر چکے ہیں۔ اس پر کچھ پوائنٹ آف آرڈر ہیں' ان کو ٹیک اپ کرنا ہے۔ پھر فنانس بل کو ٹیک اپ کرنا ہے۔ تو اس کے بعد آپ اس معاملے کو بے شک ٹیک اپ کیجئے گا۔

جناب پرویز صالح، میں صرف اتنی گزارش کرنی چاہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ ہم حزب اختلاف اور حزب اقتدار اکٹھے اس کو پیش کریں۔ اگر کوئی اس میں ترمیم کر دیں یا ہمارے کوئی ساتھی اس طرف سی دے دیں۔ تو میں ان کے ساتھ مل کر اکٹھے بیٹھ کر اس کو ڈرافٹ کر لیتا ہوں اور پھر فنانس بل کے بعد ہم اس کو پیش کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں پہلے ہی ایک مسئلہ ہمارے زیر غور ہے۔ تحاریک استحقاق ایڈمٹ ہوئی ہیں اور استحقاق کمیٹی کو کہا گیا ہے کہ وہ ایک جوائنٹ ریزولیوشن یا فارمولا تیار کریں۔ وہ اسی کے متعلقہ ہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ بھی اس ریزولیوشن کو ڈرافٹ کرنے میں شامل ہو جائیں اور کوئی جائنٹ فارمولا بنائیں۔ سارے ہاؤس نے متفقہ طور پر اس کو اپنانا ہے۔ ایسا کوئی طریقہ بنائیں۔ میں چاہوں گا کہ جس وقت استحقاق کمیٹی اس کو تیار کرے تو پھر لاءمنسٹر صاحب بھی موجود ہوں گے۔ لیڈر آف اپوزیشن سے بھی میں کہوں گا کہ وہ بھی موجود ہوں اور پھر میری موجودگی میں اس پر مزید غور کیا جائے اور پھر اس کو کل ہم اس ہاؤس میں لائیں۔

جناب پرویز صالح، بہت بہت شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں پہلے بھی متعدد اور کئی دفعہ اسی فرم میں رولنگ دے چکا ہوں اور وہ رولنگز میری بالکل واضح ہیں۔ اس میں کنفیوژن نہیں ہے۔ وصی ظفر صاحب نے دوبارہ بلکہ میں سہ بارہ کہوں گا اس پہ پہلے بھی وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر اٹھا چکے ہیں اور اس پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے رولنگ دی ہے۔ جو منی بل کے بارہ میں آئین کے آرٹیکل 115 کے تحت صوبائی حکومت کی منظوری کے بغیر فنانس بل اسمبلی میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات وصی ظفر صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے اور صوبائی حکومت سے وہ مراد گورنر آف دی پنجاب لیتے ہیں۔ گورنر

پنجاب صوبائی حکومت میں شامل ہیں۔ ان کی منظوری کے بغیر منی بل پیش نہیں کیا جا سکتا آرٹیکل115 کے تحت یہ چیز کلیئر ہے اور میں نے اسی بنیاد پر اپنی رولنگ پر اپنی رولنگ دی تھی۔ جس میں آرٹیکل115 سب آرٹیکل1 جس میں یہ کلیئر ہے۔

(1) A money Bill, or a Bill or amendment which is enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the conent of the Provincial Government."

اس میں یہ نہیں آ سکتی لیکن اس میں گورنمنٹ خود موو کرے اور اگر گورنمنٹ خود موو نہ کرے تو پھر with the consent آف دی پراونشل گورنمنٹ۔ اور کوئی موو کر سکتا ہے۔ کوئی ممبر منی بل کو موو کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں گورنمنٹ کی consent شامل ہو یا گورنمنٹ خود موو کر سکتی ہے۔ اب ان کا اعتراض یہ ہے کہ گورنمنٹ جو ہے اس میں گورنر شامل ہیں۔ اس میں میری observation وہی ہے جو میں نے پہلے دی تھی چیف منسٹر اپنی کابینہ کے ساتھ جو فیصلے کرتے ہیں اور یہ فنانس بل چیف منسٹر نے اپنی کابینہ کے ساتھ مل کر اس میں فیصلہ کر کے وہ لائے ہیں اس کا مطلب یہ ہو گا۔ میرے خیال کے مطابق یہ فنانس بل گورنمنٹ کی طرف سے موو کیا گیا ہے۔ چیف منسٹر اور ان کی کابینہ کو میں گورنمنٹ قرار دیتا ہوں۔ وہ گورنمنٹ ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے موو کیا گیا ہے۔ اس میں رولز آف بزنس میں یہ بات بالکل کلیئر ہے اور اس میں کسی اتھارٹی کی منظوری کی ضرورت باقی نہیں۔ اس لیے وصی ظفر کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کی finding 129,130,131 پر نہیں آئی۔ وہ connected ہے۔

جناب سپیکر، وہ اس سے connected نہیں ہے۔ اس میں یہ پابند ہے کہ

130 There shall be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister at its head,..

اور 131 جو ہے اس میں چیف منسٹر کابینہ کا ہر فیصلہ گورنر کو بھیجنے کا پابند ہے۔

جناب سپیکر: اس میں یہ چیز کلیئر ہے۔ میرا فیصلہ یہی ہے کہ چیف منسٹر اور کابینہ گورنمنٹ ہے اور وہ اس فنانس بل کو پیش کرنے کی پوری اہلیت رکھتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی ambiguity نہیں ہے۔ جہاں تک دوسرے مسئلہ کا تعلق ہے آرٹیکل 131 جو ہے اس میں میری finding کی ضرورت نہیں ہے اور آرٹیکل 131 جو ہے self-explanatory ہے۔

CH MOHAMMAD WASI ZAFAR: 131 (a) says:

(a) "to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet..."

جناب سپیکر: اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔ یہ بالکل کلیئر ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: تمام فیصلے گورنر کو بھیجنے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آرٹیکل بالکل کلیئر ہے۔ میں بہرحال آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

Article 131. It shall be the duty of the Chief Minister.

(a) to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation;"

اس میں کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔ یہ بالکل کلیئر ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب اس میں قانون سازی کے آئینی لوازمات پورے کئے گئے ہیں۔ وہ تجاویز بھیجی ہیں۔ یہ تجویز گورنر صاحب کو بھیجی گئی ہے۔

جناب سپیکر: لیجسلیشن کی پروپوزل mandatory کہ چیف منسٹر صاحب گورنر کو بھیجیں اس میں کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔ چودھری محمد وصی ظفر کیا یہ لیجسلیشن کی پروپوزل نہیں بھیجی گئی اور وہ بھیجے بغیر پیش نہیں ہو سکتا۔ میری ساری بات یہی ہے کہ یہ پروپوزل ان کو نہیں بھیجی گئی۔

جناب سپیکر: کس کی پروپوزل نہیں بھیجی گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر: فنانس بل پر جو قانون سازی ہو رہی ہے۔ منی بل کی قانون سازی ہو رہی ہے اس میں ترامیم کی جا رہی ہیں۔ اس قانون سازی کی تجویز گورنر صاحب کو نہیں بھیجی گئی۔

جناب سپیکر، کسی قسم کی قانون سازی کی تجویز گورنر صاحب کو لازمی بھیجی جاتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب وہ نہیں بھیجی گئی۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں وہ نہیں بھیجی گئی۔ اس بارے میں لاءمنسٹر کیا فرمائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ گورنر صاحب صوبے کی آئینی ہیڈ ہیں اور حکومت کے جو اختیارات ہیں وہ رولز آف بزنس کے مطابق استعمال ہوتے ہیں اور شیڈول 3 میں ان کیسز کا ذکر ہے۔ جس میں گورنر صاحب کی previous اجازت ہے۔ کچھ کیسز گورنر صاحب کو submission کے طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ کابینہ میں جو فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں کابینہ کا اجلاس ہوا اور اس منی بل کو approve کیا گیا اور کابینہ کی میٹنگ کے جو minutes ہیں وہ جناب گورنر کو بھیجے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس بارے میں بھی یہ جو کابینہ کی میٹنگ ہوئی جس میں یہ فنانس بل پاس کیا گیا اس کی اطلاع گورنر صاحب کو دی گئی۔

وزیر قانون، جی ہاں۔ جناب والا! ہر کابینہ میٹنگ کی اطلاع جناب گورنر کو بھیجتے ہیں اور اسی طرح اس کی بھی بھیجی گئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! اس سلسلے میں میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ ہر سال فنانس بل نیا پیش کیا جاتا ہے یا ترمیم کر کے پیش کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں پر ترمیم دی گئی ہے اس پر جناب رولنگ دے دیں کہ ان کو نیا بل پیش کرنا چاہیے تھا یا یہ ترمیم پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، ان کو نیا بل پیش کرنا چاہیے؟ جی

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! یہاں پر انہوں نے لکھا ہوا ہے Amendment of Act II of 1899 میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہر سال فنانس بل نیا ہوتا ہے۔ یہ ترمیم پیش نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں لاءمنسٹر صاحب کیا فرمائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ نیا بل ہے۔

جناب سپیکر، اس میں ترمیم ہے یا نیا فنانس بل ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ نیا فنانس بل ہے۔ فنانس بل تو ہر سال نیا پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ نیا فنانس بل ہے یہ کوئی ترمیم شدہ بل نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! منسٹر صاحب نے بھی عینک لگائی ہوئی ہے۔ ہر آدمی کی چالیس سال کے بعد نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ میری نظر بھی کمزور ہے۔ مگر اتنی بھی کمزور نہیں ہے کہ یہاں پر میں پڑھ نہ سکوں۔ اگر آپ کہیں تو آپ کو میں پڑھا بھی سکتا ہوں۔ جناب! یہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، کیا لکھا ہوا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! یہ بل کی نمبر 2 آئٹم کو پڑھیں۔ یہ لکھا ہوا ہے۔

"Amendment of Act II of 1899"

وزیر قانون، جناب والا! ترامیم تو آتی رہتی ہیں۔ ترمیم پر ان کو کیا اعتراض ہے؟ جناب والا! ہر سال نیا بل لایا جاتا ہے اور اس سال بھی نیا بل دیا گیا ہے اور فنانس بل میں بہت سے قوانین کی ترمیم کی جاتی ہے۔ یہ ایک نیا بل ہے۔

جناب سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب! اس بارے میں مزید کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک پوائنٹ آف آرڈر کو نپٹا لینے کے بعد آپ کی بات ہو گی۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں تو ہاؤس کو in order کرنے کے لیے گزارش کر رہا تھا۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! ایک پوائنٹ آف آرڈر dispose of ہو گا تب آپ بات کر سکیں

گے۔ جی۔ جناب لاءمنسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہاؤس میں ہر سال نیا فنانس بل پیش کیا جاتا ہے اور یہ بھی نیا بل ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

"This Act may be called the Punjab Finance Act 1990."

جناب والا! ٹیکس مختلف قوانین کے ذریعے لگے ہوتے ہیں۔ ہر سال اگر ضرورت ہو تو نئے فنانس بل کے ذریعے پرانے قوانین میں ترمیم کر کے سیکشن میں ردوبدل کی جا سکتی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ شاہ صاحب کا جو اعتراض ہے اس پر میری گزارش یہ ہے کہ یہ بل نیا ہے اور ہر سال جو مختلف ٹیکسز لگائے جاتے ہیں اس میں ترمیم کرنے میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، صحیح ہے۔ شاہ صاحب! اب آپ کیا فرمائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ جب غضنفر علی گل صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ میری بھی تحریک استحقاق یا پوائنٹ آف آرڈر یہی تھا کہ بجٹ میں غلطیاں ہیں وہ بھی ہاؤس کے فلور پر فنانس منسٹر صاحب نے بھی مان لیا اور اب آپ کے متعلق بات کہیں گے تو پھر کہیں گے تو جناب ہم آپ کے ذاتی حیثیت میں جو کنڈکٹ ہے اس کو چیلنج نہیں کرتے۔ مگر جناب ایک جج کا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اس بارے میں بتائیے جو اس وقت زیر بحث ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب! آپ نے یہ ہاؤس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کیا ہے۔۔

جناب سپیکر، آپ اس بارے میں بتائیے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ اس وقت جو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کی میں نے آپ کو اجازت دی ہے اور آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ فنانس بل ہر سال نیا آتا ہے یا اس میں ترمیم آتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! یہ تو خود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہر سال نیا فنانس بل آتا ہے۔

جناب سپیکر، نیا آتا ہے۔ تو اس میں میں نے منسٹر لاء سے کہا ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی پوزیشن

کی وضاحت کریں۔ منسٹر لاء نے اپنی پوزیشن کی وضاحت کی ہے کہ بل ہر سال نیا آتا ہے اور اس سال بھی یہ نیا بل ہے اور پچھلے ٹیکسز جو ہیں ان میں ہر سال کہیں کوئی ترمیم ہوتی ہے تو وہ اس میں ترمیم کی جاتی ہے۔ تو اس بارے میں لا منسٹر صاحب نے جو اپنی بات کی ہے میں نے آپ سے دریافت کیا ہے کہ اب آپ کی کیا رائے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! بنیادی بات یہ ہے کہ جب انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ نیا بل آتا ہے تو جناب نیا بل آنا چاہیے پھر ترمیم کس لیے لے آتے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ نیا فنانس بل ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب! یہ نیا نہیں ہے۔ جناب خود بتا دیں کہ یہ پورے ہاؤس کا استحقاق ہے کہ پھر ہمیں یہاں پورے دو دن ملنے چاہییں اس کو سٹڈی کرنے کے لیے تو کہا وہ انہوں نے دیے ہیں؟ کیونکہ نیا بل جو بھی دیں گے چاہے وہ بل ہو یا بجٹ ہو اس کے لیے آپ ہمیں سٹڈی کرنے کے لیے ٹائم دیتے ہیں۔ اگر یہ نیا بل تھا وزیر قانون کی یہ بات مان لیں تو کیا انہوں نے ہمیں یہ ٹائم دیا؟ یہ نیا بل ہے ہی نہیں جناب والا! بلکہ امینڈمنٹ ہے۔ میں تو آپ سے یہی رولنگ چاہتا ہوں کہ جناب کیا ہر سال نیا بل آنا چاہیے یا یہ امینڈمنٹ کر سکتے ہیں؟ یہ بڑی سادہ سی بات ہے۔

جناب سپیکر، نئے بل میں آپ کو کیا اعتراض ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! نئے بل میں یہ ہے کہ جیسے آپ بجٹ دیتے ہیں تو ہمیں اس کی سٹڈی کے لیے ٹائم دیا جاتا ہے۔ نیا بل اگر ہمیں ملے تو پھر ہمیں سٹڈی کے لیے بھی ٹائم ملے۔ ترمیم یہ لا سکتے ہیں بغیر ٹائم دیے۔

جناب سپیکر، ترمیم کے لیے ٹائم ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، ترمیم کے لیے اصولی طور پر ٹائم دینا چاہیے۔ مگر کیسے۔

جناب سپیکر، آپ کا اعتراض یہ ہے کہ آپ کو ٹائم نہیں ملا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میرا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ فنانس بل ہر سال نیا آتا ہے اور یہ امینڈمنٹ لے آئے ہیں۔ یہ امینڈمنٹ نہیں کر سکتے تھے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون، جناب والا! اس میں کوئی ایکٹ ہو اس میں ہم ترمیم کر سکتے ہیں Amendment of Act II of 1899 اس ایکٹ میں ہم ترمیم کر رہے ہیں نئے بل کے ذریعے۔ بل نیا ہے۔ اس میں کوئی ambiguity کی بات تو نہیں ہے۔ یہ بل 9 جون کو introduce کیا گیا تھا اور 2 جون 1990ء کو ہم اسے زیر بحث لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کی سرکولیشن کب ہوئی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ 9 جون کو introduce ہوا تھا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! کے پوائنٹ آف آرڈر پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ بل ایک نیا بل ہے اور یہ اس بل کے ٹائٹل سے واضح ہے اس کے شارٹ ٹائٹل اور commencement سے واضح ہے کہ This Act may be called the Punjab Finance Act, 1990 اس میں کوئی confusion نہیں ہے۔ اس کے ذریعے گورنمنٹ ٹیکسز میں amendment بھی لا سکتی ہے اور جو اس میں ترامیم لائی گئی ہیں اس پر کوئی اعتراض جو ہے اس کو میں entertain نہیں کرتا۔ اس کی سرکولیشن کا جہاں تک تعلق ہے 9 جون کو اس کی سرکولیشن ہو چکی ہے اس لیے شاہ صاحب کے پاس وقت تھا کہ وہ اسے دیکھتے اور اس پر بات کرتے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! پھر میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ میں آپ کے فیصلے کو چیلنج نہیں کرتا مگر جناب میں آپ سے صرف اتنی بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ ہی یہ فرما دیں کہ واقعی یہ ہمیں 9 جون کو ملا ہے یا آج ہمیں ملا ہے بس یہ فیصلہ آپ کر دیں اور میں مان جاؤں گا۔ جناب والا! جب ہم یہاں پہنچے ہیں یہ کاپیاں ہمیں یہاں ملی ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ درست ہے سیکرٹری اسمبلی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ 9 جون کو ہی ہمارے پاس آ گئی تھیں لیکن اس میں ہوتا یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کاپیاں spare ہوتی ہیں ان کو آپ کی میز پر رکھوا دیتے ہیں۔ اس لیے آج بھی ہم نے وہ کاپیاں تمام معزز اراکین کی میز پر رکھوائی ہیں لیکن یہ 9 جون کو ہی circulate ہو گیا تھا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں نے تو آپ سے یہی وضاحت چاہی تھی کہ اگر یہ 9 جون کو circulate ہو گیا تھا تو پھر یہ ہمیں 10 جون کو مل جانا چاہیے تھا آپ خود بتا دیں کہ یہ جو آج ہمیں

پلندا ملا ہے یہ اس کے ساتھ آج ہمیں ملا ہے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ واقعی یہ ہمیں 9 جون کو ملا ہے تو پھر ٹھیک ہے جناب۔ میں نے تو آپ پر چھوڑا ہے کہ واقعی یہ ہمیں 9 جون کو ملا ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں آپ کو یہ بتا چکا ہوں کہ 9 جون کو circulate ہوا ہے اور ہم ہر روز یہ کاپیاں آپ کی میز پر رکھتے ہیں۔

اب اس کی مخالفت کرنے والے دو صاحبان جناب وصی ظفر اور نواب زادہ غضنفر علی گل ہیں۔ میں جناب وصی ظفر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس کے بارے میں فرمائیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گورنمنٹ نے جو غلطی کی ہے اسے فلور پر تسلیم کیا ہے تو جناب اب اس بل کو دوبارہ پیش ہونا چاہیے تھا وہ جو بل پیش ہوا تھا وہ تو invalid تھا۔

جناب سپیکر، میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو رول۔ آؤٹ کرتا ہوں اور نواب زادہ صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اس بل کو تو دوبارہ پیش ہونا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، ان شاء اللہ اگر کوئی اگلے سال ہوا تو یہ دوبارہ پیش ہو گا۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب۔ آپ اپنی بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی۔ ابھی میں اپنی بات کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اس میں problem ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔ مہربانی فرما کر آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! آپ میری بات تو سنیں انہوں نے غلط بل پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ repetition کے ذریعے اس ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ بل جو ہے یہ غلط ہے---

جناب سپیکر، میں غضنفر علی گل صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی بات شروع کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! آج اس فنانس بل میں شکایات اس وجہ سے ہوئی ہیں کہ یہ فنانس بل کافی عرصے کے بعد پیش کیا گیا کیونکہ پنجاب حکومت کی کوئی physical policy ہی نہیں تھی اور کسی قسم کے محاصل میں اضافے کرنے کا ان کا کوئی پروگرام ہی نہیں تھا۔ انہوں نے ٹیکسیشن کو بجٹ کا حصہ ہی نہیں سمجھا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ ٹیکس لگانا ایسے ہی ہے جیسے بجلی کے تار کو ہاتھ لگانا۔ حالانکہ جناب فنانس منسٹر کو یا حکومت کو یہ پتہ نہیں ہے کہ ملکوں کی اکانومی کی جو بنیاد یا اساس ہوتی ہے وہ fiscal policy پر ہوتی ہے اور fiscal policy یہ ہوتی ہے کہ وہ حالات کے مطابق اپنے محاصل میں اضافہ کرنے کے لیے یا ان کو re-arrange کرنے کے لیے اپنے ٹیکسز میں تبدیلی کرتے ہیں۔ تو یہ احساس ہوا تھا کہ شاید یہ اسمبلی اپنی میعاد پوری کر جائے اور اس اسمبلی کے ممبران کو یہ علم ہی نہ ہو کہ فنانس بل کیا ہوتا ہے اور جناب والا! اگر گستاخی نہ ہو تو میں یہ کہوں گا کہ یہ فنانس بل کم ہے اور بلا زیادہ ہے کیونکہ اس کے اندر تو فنانس بل والی کوئی بات ہی نہیں جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے، میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکومت جو فنانس بل لی کر آئی ہے یہ بادل نخواستہ لے کر آئی ہے اور یہ اس میں سنجیدہ نہیں ہے اگر حکومت اس بل کے متعلق یا بجٹ کے متعلق سنجیدہ ہوتی تو 12 جون سے لے کر آج تک مسلسل ان کی بجٹ کی دستاویزات میں غلطیاں پکڑی گئی ہیں اور انہوں نے ان غلطیوں کو مان کر بھی حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہ ہمارا حوصلہ ہے کہ ہم انہیں برداشت کیے ہوئے ہیں۔ جناب والا! ministerial responsibility یہ ہوتی ہے کہ اگر کسی محکمے میں کوئی flaw

ہو جائے غلطی ہو جائے تو جو وزیر responsible ہوتا ہے وہ تنگ کرتا ہے؛ لیکن جو بجٹ یا فنانس بلز ہوتے ہیں ان میں اگر کوئی غلطی پکڑی جائے یا کوئی correction نکل آئے یا کوئی ایسا نقص نکل آئے یا یہ قبل از وقت افشاء ہو جائیں تو یہ collective ministerial responsibility ہوتی ہے The whole Govt has to resign and the Govt falls. لیکن یہ مسئلہ وہاں ہوتا ہے جہاں جمہوری نظام ہوتے ہیں۔ جہاں سوچ جمہوری ہوتی ہے یہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ اس اسمبلی کے ممبر بھی ضرور ہیں اور آپ کے دائیں طرف بھی بیٹھے ہوئے ہیں اکثریت کے بنیاد پر بھی ان کی حکومت ہے لیکن وہ جمہوریت کی extension نہیں ہیں۔ وہ جمہوری نظام کا حصہ نہیں ہیں وہ ایک مجموعی نظام کی توسیع ہیں اور یہ جمہوری دور سے اور جمہوری process سے گزرے نہیں۔ اس لیے انہیں احساس نہیں ہے کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے اور اس کے تقاضے کیا ہوتے ہیں اگر کوئی وزیر اپنے محکمے کی غلطی سے استعفیٰ دیتا ہے تو وہ اس سے کھوتا نہیں بلکہ کچھ پاتا ہے ہندوستان کی مثال لیجیے کہ وی۔پی سنگھ نے اختلاف کی بنیاد پر اپنی سیٹ سے استعفیٰ دیا اور وہ دوبارہ الیکشن لڑ کر آیا اور آج اس کا سیاسی قد اتنا enhance ہوا کہ وہ آج وہاں کا وزیر اعظم ہے۔ جناب والا! وزارت سے استعفیٰ دینا بڑا مشکل ہے۔ لیکن پوائنٹ آف پرنسپل پر کوئی وزیر اگر استعفیٰ دیتا ہے تو۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس ایوان میں وزراء صاحبان اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہیں اور وہ ہماری بات کو بالکل ہی نہیں سن رہے اگر ہم بائیکاٹ کریں تو پھر یہ ہمیں کہیں گے۔ آج پھر انہوں نے اس ایوان میں مانا ہے کہ بل میں غلطی ہے اور ان کے بجٹ میں بھی غلطی تھی۔

جناب سپیکر: وینس صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: اور ہم آپ کے حکم کے مطابق اس پر بحث کرتے ہیں ہم اس ایوان کو چلانا چاہتے ہیں لیکن اس ایوان میں ہماری باتیں نہیں سنی جاتیں۔

جناب سپیکر: وینس صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ نواب زادہ صاحب کی بات بڑے غور سے سنی جائے گی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ میرے دوست اتنے پریشان ہو گئے ہیں ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ میں اس

لیے پریشان نہیں ہوتا کہ---

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ باقی صاحبان بھی سنجیدگی سے نواب زادہ صاحب کی بات سنیں اور جو صاحبان بھی اس پر تقریر کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی سنجیدگی سے سنا جائے اور اس پر time limit بھی مقرر کر لینا چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں جناب والا! اس پر time limit مقرر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، اس پر time limit مقرر ہو سکتی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا۔ فنانس بل پر time limit مقرر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، time limit مقرر ہو سکتی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ اس بارے میں کوئی رولز دکھا دیں۔

جناب سپیکر، ہاں، کیوں نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ اگر مجھے حکم دیں کہ میں اس پر تقریر نہ کروں تو یہ مجھے گوارا ہے۔ لیکن میرا جو legislative right ہے کیا ہم یہاں چنے بیچنے کے لیے آتے ہیں یا ہم جھنجھنا بجانے کے لیے آتے ہیں We are basically the legislators میں اپنا حق کسی کو چھیننے نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر فنانس بل پر کوئی time limit ہوتی ہے اگر لیجسلیشن پر کوئی time limit ہوتی ہے تو آپ کے ریکارڈ کے مطابق ایک ایک بل پر ایک ایک مہینہ بحث ہوئی ہے تو وہ کیسے ہوئی ہے۔ آپ ریکارڈ دیکھیں۔

جناب سپیکر، time limit کے بارے میں آپ رولز دیکھیے۔ time limit ہو سکتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وہ رولز جنرل بجٹ پر ہیں وہ جنرل ڈسکشن پر ہیں وہ کسی بل یا کسی لیجسلیشن کے لیے نہیں ہیں اگر آپ مجھے رولز دکھا دیں تو میں اسمبلی میں اپنی سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔

(آوازیں۔ آپ ابھی استعفیٰ دے دیں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، یہ دیکھو ہجوم جاہلاں کا ری۔ایکشن دیکھیں۔ جو پڑھی لکھی بات کرتا ہے وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ اور شیخ سعدی نے کہا ہے کہ جواب جاہلاں باشد خاموش۔ میں آپ کی بات پر خاموش ہوں کیونکہ آپ سے میں وہ توقع نہیں رکھتا۔ آپ کو تو آج ووٹنگ کرانے کے لیے پکڑ کر بٹھایا گیا ہے۔ اگر آپ کے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو پتہ نہیں کہ ہم نے کیا غلطی کی ہے' اگر آپ کے وزیر خزانہ کو غلطی کا احساس نہیں تو آپ کو میں الزام کیوں دوں۔ آپ تو مجبوری کے تحت بیٹھے ہیں اور آپ کو بیٹھنا ہے۔ اگر اب کوئی ہے جس میں جرأت ہے مجھے اس وقت باہر نکل کر دکھائے۔ نہیں نکل سکتے آپ--------(قہقہے) کیونکہ آج کے دن آپ کا سیاسی مستقبل ادھر بیٹھنے میں ہے۔ ہم ہیں جو voluntarily بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ مجبوری سے بیٹھے ہوئے ہیں--

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں اپنی بات اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک کہ میں ختم نہیں کر لوں گا۔

MR SPEAKER: Nawabzada Sahib, this sub-Rule (3) of Rule 180 regarding Limitation on Debate and Closure

(3) "The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion"

آوازیں، استغفیٰ دو۔ استغفیٰ دو---

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ تو اس پر میں آپ کو مناسب حد تک بات کرنے کے لیے دس منٹ کی ٹائم کی حد مقرر کرتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر مجھے اعتراض ہے۔ اچھا ان کی بات پہلے سن لیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر--

جناب سپیکر، اس میں پوائنٹ آف آرڈر والی کون سی بات ہے چودھری صاحب۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر یہ ایوان بڑا مقتدر اور اعلیٰ ایوان ہے۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی شک ہے؟ (قہقہے)

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اس میں جو صاحب بات کرتے ہیں وہ ان کو ذمہ داری سے کرنی چاہیے۔ ہمارے بھائی نواب زادہ گل صاحب نے یہاں پر بات کی کہ اگر ٹائم لیمیٹیشن کے بارے میں آپ کوئی رولز دکھا دیں تو میں resign کر دوں گا۔ آپ نے رولز دکھا دیئے تو پھر اب انہیں اپنی بات نبھانی چاہیے۔ ورنہ انہیں ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں نہیں کرنی چاہیے۔ ہم انہیں اسمبلی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایسی غیر ذمہ داری کی باتیں نہ کریں۔ حوصلے سے یہ بات سنیں اور قوانین کے مطابق چلیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اس کے باوجود ہم جناب نواب زادہ کو resign نہیں کرنے دیں گے۔ جی جناب نواب زادہ آپ اپنی بات کیجیے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، سر یہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں میں کیا کر سکتا ہوں۔ یہ تو رولز میں ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر سننا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر، پہلے جناب شاہ نواز چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! دس منٹ یا بیس منٹ کی کوئی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ابھی یہ کام ختم ہو جاتا ہے۔ اسلام میں معافی عام ہے اگر وزیر خزانہ یا لاءمنسٹر صاحب کھڑے ہو کر تمام ہاؤس سے معافی مانگ لیں کہ جو ہم سے غلطی ہوئی ہے اس کی معافی دے دیں تو پھر گل صاحب بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ کوئی بحث نہیں کرتے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ پوائنٹ آف آرڈر جو اپوزیشن کی طرف سے اٹھائے جائیں گے وہ میں ان کی تقریر کے ٹائم کی حد میں سے کاٹوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ، نہیں جناب' بات یہ ہے۔ سپیکر صاحب بات یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ کو میں نے روکا نہیں آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجیے۔

سید ناظم حسین شاہ: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ فنانس بل جو ہے یہ 9 جون کو ہمیں ملا ہے۔ یہ آپ نے کہا کہ آپ کو سرکولیشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: سر میری بات آپ سن لیں۔

جناب سپیکر: اس پر بات ہو چکی ہے۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ میری بات سن لیں۔ فیصلہ تو آپ نے دینا ہے۔ بات یہ ہے کہ بجٹ میں جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ آپ کو بھی علم ہے اور اس پورے ہاؤس کو بھی علم ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب وہ بات ہو چکی ہے۔ دوبارہ نہ کیجیے۔

سید ناظم حسین شاہ: وہ کس تاریخ پر ہوئی ہے؟ جناب والا! اگر بجٹ میں انہوں نے اردو اور انگلش میں غلطیاں تسلیم کی ہیں تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر یہ 9 جون کو پیش ہوا ہے تو پھر کیونکہ بجٹ میں غلطیاں تھیں جو میں نے ہی پوائنٹ آوٹ کی تھیں تو یہ فنانس بل بھی غلط ہے۔ بجٹ میں غلطیاں کیونکہ آپ اس ہاؤس میں تسلیم کر چکے ہیں تو پھر یہ نیا بل ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دے چکا ہوں۔ اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔ اس بارے میں نئی رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے اس بات کو چیلنج نہیں کیا 9 جون کی بات میں نے تسلیم کر لی مگر آپ کو بھی پتہ ہے کہ اس ہاؤس میں جب بجٹ میں غلطیوں کی نشان دہی میں نے کی---

جناب سپیکر: شاہ صاحب وہ بات ہو چکی۔ اب آپ کس چیز پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: میں یہی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب بجٹ میں غلطیاں ثابت ہو چکیں' فنانس منسٹر مان چکے' آپ مان چکے' یہ بل ہمیں 9 جون کو ملا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ فنانس بل بھی غلط ہے۔ اگر 9 جون کے بعد جب انہوں نے بجٹ میں غلطیاں درست کی ہیں اور انہوں نے اس کے بعد ہمیں دیا ہے تو پھر جناب میں تو یہی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے رولنگ دے دی اور ہم نے مان لی کہ یہ ہمیں 9 کو ملی ہیں مگر بجٹ میں جو غلطیاں ثابت ہوئی ہیں وہ 12-13-14 تاریخ

کو ثابت ہوئی ہیں اور errata اور اردو کا جو اغلاط نامہ ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے تو اسی حساب سے یہ فنانس بل بھی غلط ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دوسرا بل لے آئیں۔ اس پر آپ اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر، فنانس بل کے بارے میں، میں رولنگ دے چکا ہوں کہ یہ فنانس بل جو پیش ہوا ہے اس پر بحث کا آغاز کر دیا ہے۔ یہ جائز طریقے سے پیش ہوا ہے اور اس پر ہم ڈسکشن کر رہے ہیں اب فنانس بل کی validity پر آپ کی طرف سے میں اس اعتراض کو مسترد کرتا ہوں۔ نواب زادہ صاحب آپ اپنی بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی تقریر کے پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Point of order Sir

جناب سپیکر، کاردار صاحب میں آپ کو تشریف رکھنے کے لیے کہتا ہوں۔

Will you please take your seat.

MR. KHALID LATIF KARDAR: This is very much relevant. You are absolutely incorrect I will prove by these rules.

MR. SPEAKER: I say, will you take your seat I don't entertain your point of order.

MR. KHALID LATIF KARDAR: You are bound to listen to my point of order and this is very much relevant.

جناب سپیکر، آپ غیر ضروری طور پر ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں جس کی میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ please take your seat

MR. KHALID LATIF KARDAR: What is the reason.

MR. SPEAKER: I don't allow you.

MR. KHALID LATIF KARDAR: This is very unfair on your part. You can throw me out.

MR. SPEAKER: I don't allow you to move a point of order.

نواب زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں گے اور کاردار صاحب میں آپ کو یہ عرض کرتا ہوں کہ آئندہ چیئر سے مخاطب ہونے کے لیے اپنے لب و لہجے کو درست کیجیے۔

میاں خالد لطیف کاردار، جناب سپیکر میرے لب و لہجے کو کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، یہ لب و لہجے کا درست انداز نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر ہمارے لب و لہجے درست ہیں۔ آپ ہمیں threat نہ کریں۔ آپ اس طریقے سے ہمیں بلڈوز نہیں کر سکتے۔

MR. SPEAKER: Will you take your seat.

شاہ صاحب آپ کی بات نہیں ہے۔ بات کاردار صاحب کی ہے۔

why are you interrupting

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: He is also my brother

وہ ہمارے ممبر ہیں آپ اگر کسی ممبر کے متعلق threat کریں گے تو ہم قبول نہیں کریں گے۔ threat ہم نہیں مانیں گے اور نہ یہ ہمارے اوپر اثر انداز ہو گی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ' انسان کے اپنے برتاؤ سے انسان کی اپنی عزت میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی ہوتی ہے' مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے انسانوں کا برتاؤ ان کی عزت میں اضافے اور کمی کو determine کرتا ہے۔ میں اس وقت یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جا رہے ہیں میری رولنگ اور میں یہ ہولڈ کرتا ہوں کہ وہ دانستہ طور پر ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لیے اٹھائے جا رہے ہیں اور میں ان کو entertain نہیں کرتا' وہ محض اس لیے اٹھائے جا رہے ہیں کہ دو بج جائیں اور دو بجے سے پہلے یہ فنانس بل ٹیک اپ نہ کیا جا سکے' اس لیے میں شاہ صاحب آپ کو کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں ۔ اب اس میں آپ خود دیکھیں' میری بات سنیں' اس وقت صورت حال یہ ہے کہ فنانس بل ہم نے گیارہ بجے سے ٹیک اپ کیا ہے اور گیارہ بجے سے لے کر جو نواب زادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر تھا' میں نے اس کو تھریش آوٹ کرنے کے لیے اس ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی اور اس کے بعد میں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بٹھایا اور نواب زادہ صاحب کو بٹھایا اور میں نے ان سے کہا ہے کہ اس بات کو حل کر کے اٹھنا ہے اور میں اس وقت تک ایوان نہیں چلاؤں گا

جس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ تو اس میں نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں نے ایوان میں درست تسلیم کیا اور فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس میں ایک امنڈمنٹ تجویز کی۔ اس حد تک میں نے اپوزیشن کے معزز اراکین کو اکاموڈیشن دی' اس کے بعد جناب وصی ظفر کا پوائنٹ آف آرڈر تھا جس میں کئی چیزیں شامل تھیں' حالانکہ جو پوائنٹ آف آرڈر ہے' اس میں صرف ایک مسئلے کو اٹھایا جاتا ہے ایک وقت میں ایک مسئلے کو پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھایا جاتا ہے لیکن وصی ظفر صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں تین چار چیزوں کی clarification چاہی' میں نے تین چار چیزوں کی clarfication کی اور ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو ڈسپوز آف کیا اس وقت پونے دو بجے ہیں' اس وقت سے لے کر اس وقت تک آپ کے ہی پوائنٹ آف آرڈر کو میں باعزت طریقے سے انٹرپٹن کر رہا ہوں' آپ کی بات سن رہا ہوں اور ان کی ڈسپوزل کر رہا ہوں' اب اس پر جو صاحبان اس وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں' نواب زادہ غضنفر گل بات کر رہے ہیں' آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں' محض ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لیے اور آپ چاہتے ہیں کہ فنانس بل پیش نہ ہو' اس کی میں آپ کو اجازت ہرگز نہیں دوں گا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ نواب زادہ صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں گے۔ شاہ صاحب تشریف رکھیں۔

Shah Shaib take your seat please, I would not allow you to speak Please take your seat

یہ سپیکر کی رولنگ ہے کہ شاہ صاحب تشریف رکھیئے نواب زادہ صاحب بات کیجیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر یہ جو رول 80 ہے یہ ڈیبیٹ کے لیے ہے' کسی تقریر پر لیٹیشن کے متعلق نہیں ہے۔ لیکن اس کے متعلق میں انشاء اللہ آپ کے چیمبر میں آؤں گا اور وہیں پر بات ہوگی۔ اور میں آپ کو ریکارڈ دکھاؤں گا جس میں ایک ایک مقرر نے تین تین روز تک تقاریر کیں' کس قانون کے تحت کی ہیں' اس چھت کے نیچے کی ہیں' آپ میری گردن کاٹیں' میں حاضر ہوں کیونکہ ہم تو پیدا ہی قربانیاں دینے اور مار کھانے کے لیے ہوئے ہیں' میں نے اس بل کے اوپر محنت کی ہے میں نے اس ایوان کے فلور پر یہ ثابت کیا ہے کہ اس بل سے متعلق میں حکومت سے زیادہ سیریس ہوں' میں نے ان کی ایک ایسی فاش غلطی پکڑی ہے اور اس پر تو ان کو میرا شکر گزار ہونا

چاہیے اگر میں نے اس پر محنت نہ کی ہوتی' تو میں یہ غلطی کیسے پکڑ سکتا تھا اور آپ نے میرے تمام کیے کرائے پر پانی پھیر دیا' کیوں کہ یہ چار بلوں پر امنڈمنٹ لائے ہیں' 4 ایکٹ پر انہوں نے ردو بدل کیا ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں' میں ان چار بلوں پر ساری رات جاگا ہوں۔ اور میں نے اس کو کھنگالا ہے اس پر نشانیاں لگائی ہیں' اگر فنانس بل پر ہمیں صرف زبانی تقریر کرنی ہے کہ یہ فنانس بل ہے اور میں اس کی مخالفت کرتا ہوں تو اس طرح میں اپنے فرائض سر انجام نہیں دے رہا ہوں' میں نے محنت کی ہے۔ آپ ڈیبیٹ کا ٹائم تین بجے تک چار بجے تک فکس کر دیں' لیکن آپ مقرر کا ٹائم فکس نہیں کر سکتے ہیں' بہر نو میں بطور احتجاج جاری رکھتا ہوں' اور میں بات کروں گا جب تک میرے پاس مواد ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تقریر کے پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں' آپ ریپوٹ بات کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، نہیں خیر وہ پابندی آپ نے بعد میں لگائی ہے' یہ دس منٹ اب سے شروع ہوں گے۔ ویسے آپ مجھے حکم دے دیں کہ تم تقریر نہ کرو' میں نہیں کرتا' میری زندگی کے خوش گوار ترین لمحوں میں سے وہ لمحہ ہوتا ہے جب میں لیجسلیشن پر بول رہا ہوتا ہوں' اور یہ میرا فرض ہے' آپ مجھے بولنے دیں تو میں بولوں۔ " کرتے ہیں قتل' ہاتھ میں تلوار بھی نہیں" آپ مجھے بولنے تو دیں' آپ میرے بولنے سے پہلے کہہ رہے ہیں کہ اتنے منٹ رہ گئے ہیں۔

جناب والا یہ فنانس بل پنجاب کے خسارے کو کم کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ لیکن مجھے حیرت ہے میں جناب بولتا جاتا ہوں آپ اسے اپنے ذہن کی میزان کے ساتھ ساتھ تولتے جائیں' کیونکہ ایسے تو بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے تو بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے کیوں کہ وہ تو جس بے جا میں بیٹھے ہوتے ہیں' جناب والا صرف سٹمپ ایکٹ 1899ء میں انہوں نے ترامیم کی ہیں' اور ان ترامیم میں کہیں 50 پیسے کی ترمیم ہے' کہیں 100 کیا ہے۔ کیا یہی طریقہ ہے فسکل پالیسی کا اپنی ریونیو کو بڑھانے کا۔ کیا اس کو آپ ٹیکسیشن کہتے ہیں یہ دیکھیں رجسٹریشن آف کوآپریٹو سوسائٹیز میں آپ نے 100 روپے فیس بڑھائی ہے اس کو آپ فسکل پالیسی کہتے ہیں' اور جناب والا مجھے افسوس یہ ہے کہ یہ پانچ پانچ پیسے کی فیس بڑھائی گئی ہے اور مگرمچھوں پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا ہے۔ وہ مگرمچھ جو پنجاب کو اس کی ہڈیوں سمیت چبا رہے ہیں جو اس کا خون چوس رہے ہیں' اور پیچھے خون کا نشان بھی

نہیں چھوڑتے، مجھے خوشی ہوتی اگر بجٹ کا خسارہ کم کرنے کے لیے مگرمچھوں پر ہاتھ ڈالا جاتا' جناب والا! کون سا وزیر خزانہ اس فنانس بل سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسمبلی کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے' اپوزیشن کا ممبر ہونے کی حیثیت سے اس فنانس بل پر مجھے رونا آتا ہے۔ اور مجھے شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ کہ مؤرخ کیا لکھے گا اپنی پنجاب کی پارلیمنٹ کی تاریخ میں کہ یہ فنانس بل آیا۔ اس کو فنانس بل کہنا اس بل کی توہین ہے اس کے بنانے والوں کو اعتماد نہیں تھا کہ انہوں نے غلطیاں کی ہیں' کیونکہ انہیں احساس تھا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں' وہ غلط کر رہے ہیں مگر ان کا ضمیر ان کے ساتھ نہیں تھا' جناب والا مجھے افسوس یہ ہے کہ 70 کروڑ کا خسارہ کم کرنے کے لیے یا 50 کروڑ ان ٹیکسز سے حاصل کیے جائیں تو وہ خرچ ہوں گے یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کو خرچہ پورا کرنے کے لیے دیے جائیں گے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن پر جو انہوں نے ساڑھے چھ فی صد اضافہ کیا ہے 37.5 فی صد انہوں نے اضافہ کیا ہے جنرل ایڈمنسٹریشن پر جو غیر ضروری ہے۔ اور ایجوکیشن جو اسلام کی بنیاد ہے جو ہمارے دین کی بنیاد ہے' کیونکہ جبرئیل علیہ اسلام نے جو ہمارے نبی کریم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سنایا وہ یہی تھا' اقرا' تو پڑھ۔ مجھے اس حکومت پر حیرت ہے کہ اسلام کا جو بنیادی رکن ہے تعلیم حاصل کرو' انہوں نے تعلیم کے بجٹ کو کم کر دیا۔ یہ جو ٹیکسز بڑھا رہے ہیں' یہ تعلیم کا خرچ پورا کرنے کے لیے نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ تو جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے کر رہے ہیں جو کہ عیاشیوں کا مرکز ہے۔ اور پولیس پر جو خرچہ ہے اس کو پورا کرنے کے لیے ٹیکس بڑھا رہے ہیں کہ جس کے ہوتے ہوئے اس ملک میں بدامنی ہے اور پھر جناب والا! صحت کا بجٹ کم کیا گیا ہے۔ یہ جو ٹیکسیشن ہے یہ صحت کے میدان میں ہسپتال قائم کرنے کے لیے کیا گیا' یہ عوام کی صحت بحال کرنے کے لیے نہیں کیا گیا بلکہ صحت کے بجٹ میں 10 فی صد کمی کی گئی ہے۔ وہ کون سا حاکم ہے؟ وہ کون سا فنانس منسٹر ہے جو ایک نمائندہ اسمبلی میں کھڑے ہو کر جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات میں 37.5 کا اضافہ کرے۔ اور تعلیم اور صحت کے اخراجات میں 10 فی صد کمی کرے۔ پھر وہ اپنے وزیر خزانہ ہونے پر اور حکمران ہونے پر فخر حاصل کرے۔ یہ کون سے اصول ہیں جس کے تحت یہ کیا جا رہا ہے؟ جو قوم غیر تعلیم یافتہ ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو کرپشن سے نہیں نکالا جا سکتا۔ جو قوم غیر صحت مند ہے اس پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ جو موجودہ حکومت ہے اس نظام کی توسیع ہے جس میں قوم کو مفلوج اور اپاہج کیا گیا ہے۔ میں ان سے توقع رکھوں کہ یہ صحت

اور تعلیم کے اخراجات بڑھائیں لیکن نہیں یہ تو ان کے منشور میں نہیں ہے۔ یہ ان کے نظام میں نہیں ہے۔ ان کو تو ان پڑھ قوم چاہیے جو آمریت اور جمہوریت میں فرق نہ سمجھ سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کو تو نشے میں دھت قوم کی ضرورت ہے۔ یہ حکومت اس نظام کی نشانی ہے جس میں ہیروئن کو متعارف کروایا گیا۔ اس حکومت کے جو بڑے بڑے پلر تھے وہ ہیروئن فروشی میں ملوث تھے اور یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ انٹرنیشنل لیول ریکارڈ پر ہے ان کے بچے امریکہ میں پکڑے گئے۔ اور وہ اب بھی جیلوں میں ہیں۔ ان میں سے ایک قومی اسمبلی کا ممبر بھی ہے جو سب سے بڑا تھا۔ جناب والا! یہ قوم کو صحت مند نہیں بنانا چاہتے یہ ہیروئن پلانے والے نظام کے داعی ہیں' یہ تعلیم یافتہ قوم نہیں چاہتے کیونکہ یہ قوم کو جہالت کے غار سے نکلنے نہیں دیتے۔ کیوں؟

جناب سپیکر میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں مجھے پتہ ہے کہ یہ باتیں اچھی نہیں ہوتیں' مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ ان کی سماعت پر گراں گزرتی ہیں' ان کے کانوں کو تو ٹھمری' کھانگھرے اور جوپیروں کی جھانجھریں ہیں ان کی آواز زیادہ خوش گوار لگتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے نہیں پتہ کہ یہ باتیں اسمبلی میں کرنی چاہییں یا بھوربن ریسٹ ہاؤس میں کرنی چاہییں' مجھے اس کا کچھ پتہ نہیں۔ تعلیم پر یہ ٹیکسیشن جو 25 پیسہ اور پچاس پیسہ بڑھائی گئی ہے اور بڑا تیر مارا ہے کہ ہم اپنے خسارے کو اتنے کروڑ کم کریں گے۔ یہ fiscal پالیسی ہے؟ آپ کا خسارہ کتنا ہے؟ آپ کا خسارہ 2 ارب روپے ہے' اس کو آپ پچیس پیسے سے کم کریں گے اگر نہیں آتا طریقہ تو مجھ سے پوچھیں؟ میں نے آپ کی غلطی کی نشان دہی کی ہے مجھے امید ہے کہ آپ مستعفی نہیں ہوں گے میں بھی آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ کیونکہ آپ وزیر مجبوری کی وجہ سے ہیں یہ وزارت بھی آپ پر ٹھونسی گئی ہے۔ اگر مصطفےٰ کھر پیپلز پارٹی میں شامل نہ ہوتا تو آپ کو کسی نے وزیر بنانا تھا؟ یہ آپ نے مجھے خود کہا ہے کہ نہیں بنانا تھا؟ (قہقہہ) اور پھر اوپر سے آپ کو خزانے کا محکمہ دے دیا۔ یہ آپ کے ساتھ تو ظلم در ظلم کیا گیا؟ پھر آپ نے defective بجٹ پیش کر دیا۔ اور آپ کی انہوں نے اس عمر میں رسوائی کی اور آپ نے اسے بھی قبول کیا۔ آپ تو وزیر بھی مجبوری کی وجہ سے ہیں۔ جو شخص اقتدار میں بھی مجبوری کی وجہ سے ہو اس کی مجبوری کا عالم جناب والا مجھ سے نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ آدمی جیل میں تو اپنی مجبوری سے ہو یہ سمجھا جا سکتا ہے اور جو شخص اقتدار میں بھی مجبوری سے ہو اس سے بڑا قیدی اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جناب والا یہ باتیں ہیں---

جناب سپیکر، شکریہ نواب زادہ صاحب۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر یہ باتیں ہیں۔ جناب والا! آپ مجھے آخری دو منٹ دے دیں میری زبان رکتی ہے اس لیے آخری دو منٹ مجھے دے دیں۔

I am winding up since I am at the climax I am trying to bring it down

میں جناب والا! اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے ہمیشہ آپ کی وساطت سے اپیل کرتا ہوں میری بات نہ سنیں' میری بات نہ مانیں' میرا لایا ہوا قانون نہ مانیں لیکن جو اللہ اور اللہ کے رسول کا قانون ہے۔ جو اس کے اصول ہیں اور جس کے یہ داعی ہیں اور اس پنجاب جس نام پر انہوں نے بانہیں کھڑی کی ہوئی ہیں اور یہ کالا باغ ڈیم کا رونا رونے والے' وہ بھی بجا ہے' پنجاب کے محاصل کا بھی یہ رونا روتے ہیں اور مرکزی کی زیادتیوں کا رونا روتے ہیں۔ خدا کے لیے جو حقیقتیں ہیں ان پر نظر رکھیں۔ جو قومیں حقیقتوں سے منہ موڑتی ہیں وہ فنا ہو جاتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ مانیں یا نہ مانیں آپ اس پر عمل کریں یا نہ کریں لیکن حقائق تسلیم ضرور کریں۔ یہ اصول کائنات ہے' اصول فطرت ہے۔ ایسی قوموں' قبیلوں' خاندانوں' افراد جنہوں نے حقیقت سے آنکھیں بند کی ہیں وہ ہمیشہ تباہی کے گڑھے میں گرے ہیں۔

جناب والا اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں سے میری اپیل ہے کہ یہ آواز اٹھائیں کہ پنجاب کے حاصل صوبوں کو دوبارہ کم از کم متوازن کرنے میں اگر فاضل نہیں بھی کرتا' اپنی حکومت اور وزیر خزانہ کو کہیں کہ وہ ٹیکسیشن لے کر آئیں which make sense جس کا اثر پڑے گا۔ یہ جو پراپرٹی ڈیلرز ہیں ان پر ٹیکسیشن کریں اور کیپٹل گین ٹیکس واپس لے کر آئیں۔ جناب والا! میں آخری بات کر رہا ہوں کٹ موشن پر میں بات نہیں کر سکا اب میں آخری بات کر رہا ہوں۔

مجھے پتہ ہے کہ یہ لمحے آپ پہ بہت گراں ہیں' انہوں نے پرائمری تعلیم کو مفت کیا ہے' ہمارا مسئلہ مفت تعلیم نہیں ہے ہمارا مسئلہ لازمی تعلیم ہے اور تعلیم کو مفت کر کے قوم کے بچوں کو دے کیا رہے ہیں۔ کیونکہ پرائمری سکول کی جو عمارتیں ہیں وہ ایک کمرے پر مشتمل ہیں' پانچ جماعتوں کی عمارت ایک کمرے پر مشتمل ہے اور ایک استاد ہے۔ کیا یہ پرائمری تعلیم ہے؟ پانچ روپے مہینہ کی فیس غریب آدمی بھی دے سکتے ہیں۔ ان سے فیس لیں اور انہیں تعلیم دیں۔ یہ تو ایک قسم کی سیاسی

رشوت ہے کہ ہم نے تعلیم مفت کر دی ہے۔ تم انہیں دے کیا رہے ہو۔ آپ انہیں تعلیم نہیں دے رہے۔

You are not educating them since there are no rooms in the school and when there are no teachers, and if there are teachers they are untrained teachers.

اور آپ نے sub standard teachers کو رکھا ہوا ہے اپنی ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کے ذریعے جس نے میرٹ کا ستیاناس کر دیا ہے۔ آپ قوم کے ساتھ یہ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ نواب زادہ صاحب

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا آپ سکولوں میں فیس بڑھائیں' کالجوں میں فیس بڑھائیں لوگ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اپنے ملک کی تعلیم کے لیے اور ملک کی صحت کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے' جسمانی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اپنے طور پر۔۔۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب بس اب ختم کریں۔ شکریہ۔ شکریہ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ۔۔ اور جناب والا میں اس ایوان میں اس فلور پر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اتنے defective bill پیش کرنے کے بعد اتنے nonsense بجٹ پیش کرنے کے بعد وزیر خزانہ کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد وصی ظفر صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا اس فنانس بل پر ایک فنی اعتراض ہے کہ اس بل کے آخر میں جہاں statements of objects and reasons تو دی گئی ہیں لیکن ایک requirement اور تھی جو پوری نہیں کی گئی وہ یہ کہ جس طرح وصی ظفر صاحب نے فرمایا تھا آئین کے آرٹیکل 115 کے تحت گورنمنٹ کی previous approval منی بل کے لیے لازمی ہے۔ اس میں requirement یہ تھی کہ پہلے وزیر خزانہ صاحب حکومت پنجاب سے سرٹیفکیٹ حاصل کرتے اور statement of objects and reasons کے ساتھ حکومت پنجاب کی previous approval کا

سرٹیفکیٹ بھی فنانس بل کے آخر میں ہونا چاہیے تھا۔ یہ منظوری حکومت پنجاب کی حاصل کی گئی ہے اور یہ اس کا سرٹیفکیٹ ہے۔ دوسری بار ایسا ہوا ہے۔ پچھلے سال بھی اور اس سال بھی یہ سرٹیفکیٹ فنانس بل کے ساتھ نہیں لگایا گیا۔ لہٰذا یہ فنانس بل ناقص اور defective ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب۔ وقت میں آدھے گھنٹے کے لیے توسیع کی جاتی ہے اور شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں رولڈ آؤٹ کرتا ہوں کیونکہ اس پر کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب وصی ظفر۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر بہت بہت شکریہ۔ جناب والا فنانس بل کی غلطیاں پوائنٹ آؤٹ ہوئیں' بجٹ کی غلطیاں بھی سامنے آئیں' حکومت کی کارکردگی کا بھی پتہ چل گیا' ایک ایسا بجٹ جو کابینہ نے پاس کیا' کابینہ کی سمجھداری کا بھی پتہ چل گیا۔ فنانس بل بھی کابینہ کے پاس گیا اور کابینہ نے اس پر بحث کی اور اسے منظور کیا۔ اور پتا چلا کہ ماشاء اللہ لندن سے پڑھ کر آئے ہوئے اور کچھ یہاں کے پڑھے ہوئے انتہائی جینیس جینیس لوگ اس میں بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے اس پہ انگوٹھے لگائے کیونکہ میرا خیال ہے کہ شاید اس میں وزیراعلیٰ بھی بیٹھے ہوں گے اور کسی کی دم مارنے کی ہمت نہ پڑی۔ تو جناب والا! اسی طرح مکھی پہ مکھی مارتے ہوئے 1899ء کے سٹیمپ ایکٹ میں جو ترامیم کی گئی ہیں۔ آپ اگر غور کریں تو تمام کا تمام بوجھ غریب آدمی پر ڈال دیا گیا ہے۔ صرف ایک مد میں کاروں پر دو سو روپیہ بڑھا دینا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جو بھی غریب آدمی کے کام کرنے کی چیز ہے اس کو بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر رسیدی ٹکٹ ہے تو اس کی قیمت بڑھا دی ہے' رجسٹریشن فیس کو بڑھا دیا گیا ہے۔ جناب والا نے دیکھا ہوگا کہ ایک غریب آدمی جو مقدمات میں ملوث ہوگیا ہے اس پر کتنا برا اثر پڑتا ہے۔ پتا اسے چلتا ہے کہ جس کے پاس بس کا کرایہ بھی نہیں ہوتا۔ اس کی فیسیں بڑھائی گئی ہیں۔ جتنے بھی کابینہ میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اپنی جیبوں پر ہاتھ پھر بھی نہیں ڈالا۔ ان کی کمال ہوشیاری ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امیر آدمی پر ٹیکس لگاتے اور اس سے اپنے بجٹ کا خسارہ پورا کرتے۔ جناب والا! مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ خسارہ روزبروز بڑھتا کیوں جا رہا ہے۔ یہ کون سے رفاہ عامہ کے کام زیادہ کر رہے ہیں۔ جناب والا! خسارہ تو انتظامی امور پر بڑھ رہا ہے۔ جہاں پہ روپے کا غبن ہوتا ہے۔ یہ رپورٹ بھی ہمارے سامنے پڑی ہے۔ اس میں بھی

آڈیٹر جنرل کہتا ہے کہ یہ غبن کر گئے ہیں۔ اب یہ 88-1987ء کی رپورٹ میں پھر غبن کا پتا چلے گا۔ اور وہ رپورٹ جو ذرا پہلے آگئی اور جس پر بڑا واویلا ہوا اس میں بھی اربوں روپے کا غبن تھا۔ آپ نے انتظامی امور میں رقم بڑھا دی ہے' غریب آدمی پر ٹیکس لگا دیا اور وہ ٹیکس لگا کے آپ نے انتظامی امور کے حوالے کر دیا۔ رفاہ عامہ کا کوئی کام نہیں کیا اور انتظامی امور پر خرچ بڑھا کے اس کو ایک بار پھر دعوت دی کہ پچھلے سال آپ نے تین ارب کا غبن کیا تھا اب چار ارب کا کریں۔ کیونکہ اس وقت جو ہم آپ کے ساتھ عوامی نمائندے شامل ہیں۔ جناب والا! میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر یہ ہوا ہی ہے تو پشاور کی طرح اس کابینہ کو بھی ایک دم خیال آئے گا اور وہ جوڈیشری کو مراعات دینے کا اعلان کریں گے۔ وہ بھی سوچیں گے کہ اس وقت سول جج اور ایڈیشنل سول جج کے کیا حالات ہیں۔ وہ لاہور' پنڈی اور ملتان جیسے بڑے شہروں میں تین ہزار یا ساڑھے تین ہزار روپے یا ساڑھے سو روپے میں بال بچوں سمیت کس طرح گزارا کر رہے ہیں۔ آیا اتنے میں ان کو مکان بھی ملتا ہے یا یہ ان کو مکان دیتے ہیں۔ ان کو سرکاری مکان نہیں دیا جاتا۔ کنوینس ان کے پاس نہیں ہے۔ سٹینوگرافری ان کے پاس نہیں' ٹیلی فون ان کے پاس نہیں ہے۔ ادھر یہ حالت ہوگئی ہے کہ ایک مجسٹریٹ شام تک پانچ سے دس ہزار بنا نہ لے تو اس کی دیہاڑی پوری نہیں ہوتی۔ اس کو جیپیں بھی دی گئی ہیں۔ اس کو ٹیلی فون بھی دیا گیا ہے۔ اس کو گھر میں ملازم بھی دیا گیا ہے۔ چاہے وہ ناجائز طور پر رکھا ہوا ہو۔ کسی مجسٹریٹ کے گھر چلے جائیں دو ملازم کھڑے ہیں۔ اس کے گھر خانساماں بھی ہے اور نام اس کا نائب قاصد کے طور پر لکھا ہوا ہے۔ تحصیل دار کے گھر میں چلے جائیں تو وہ بادشاہ ہے۔ جناب والا! مجھے سول جج اور ایڈیشنل سیشن جج کا قصور بھی بتا دیا جائے۔ یہ دیدہ دانستہ چاہتے ہیں کہ جوڈیشری میں کرپشن پھیلانے کے لیے ان کو اتنا مجبور کر دیا جائے۔ ان کو اتنا تنگدست کر دیا جائے کہ ان کے پاس چارہ ہی نہ ہو اور ان کے بچوں کو دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہ ہو۔ اور وہ مجبور ہو کے کرپشن کریں اور وہ کرپشن کریں تاکہ معاشرہ خراب ہو۔ جناب کو خود پتا ہے کہ اگر جوڈیشری میں کرپشن آئے گی تو اس معاشرے کا کیا حال ہوگا۔ کوئی ایک کام ہی آپ بتا دیں کہ انہوں نے جوڈیشری کے لیے کیا ہو۔ ان کو رگڑ رگڑ کر پیس پیس کر گریڈ دیتے ہیں۔ ایک سول جج 12 سال بیٹھا رہتا ہے پھر جا کے وہ گریڈ 18 میں جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر 12 سال تک بیٹھا رہتا ہے اور پھر گریڈ 19 میں جا کے وہ ریٹائرڈ ہو جاتا ہے۔ اتنی اس کی عمر ہوتی ہے اور اتنی اس کی ملازمت ہوتی ہے۔ اور وہ بڑا خوش قسمت ہوتا

ہے کہ جو ساٹھ سال عمر سے پہلے ہائی کورٹ میں جو جائے۔ آپ ان کی تعداد گن لیں وہ کتنے ہوں گے۔ اور جو پہلے ہی ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں ان کی بھی تعداد گن لیں۔ جناب ان کے پاس کاریں نہیں ہونی چاہئیں۔ ان کے لیے گورنمنٹ کاریں برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ حکومت کو انصاف نہیں چاہیے۔ ان کے لیے گورنمنٹ کالونی کیوں نہیں بنا سکتی اس لیے حکومت کو پھر انصاف نہیں چاہیے۔ ان کو ٹیلی فون کیوں نہیں دیتے۔ اس لیے کہ اگر ان کے پاس یہ سہولتیں آگئیں تو وہ پھر انصاف کرنے لگ جائیں گے۔ اگر انصاف کرنے لگ جائیں گے تو پھر حکومت چلنی مشکل ہو جائے گی۔ لوگوں کو راستہ نظر آ جائے گا۔ وہ ان کو اپروچ کرنا شروع کر دیں گے۔ کرپشن کم ہونی شروع ہو جائے گی۔ اگر جناب والا پشاور والے ان کو کاریں دے سکتے ہیں اور ان کا بجٹ پھر خسارے میں نہیں جاتا تو ادھر کون سی مشکل ہے۔ ادھر پولیس کے اوپر لگاتے جائیں۔ انتظامیہ پر لگاتے جائیں۔ یا تو خسارے میں جا کر آپ نے کوئی ترقیاتی کام کیا ہے۔ آپ بتائیے کہ ہم نے ترقیاتی اخراجات اتنے بڑھا دیئے ہیں۔ اخراجات تو آپ نے انتظامیہ پر بڑھائے ہیں۔ اور جب آپ نے انتظامیہ پر اخراجات اتنے اور جو ایک بنیادی جزو ہے جوڈیشری کا اس کو آپ بھول گئے۔ وہ یاد ہی نہیں آئے۔ اس لیے کہ وہ آپ کو تنگ نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ وہ آپ کی پالیسیاں نہیں بناتے۔ اس لیے کہ وہ آپ کو ناکوں چنے نہیں چبواتے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کرپشن میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ نے جوڈیشری کو مراعات دیں تو وزیر کو کیا فائدہ ہوا۔ وہ وزیر کے ساتھ آ کے کرپشن میں شامل تو نہیں ہوگا۔ مرض تو ادھر بڑھنا ہے کہ جدھر کسی وزیر کے ساتھ جیب میں بھی جانا ہے۔ مرض تو ادھر بڑھنا ہے کہ جدھر کسی سیکریٹری کے ساتھ جیب میں بھی جانا ہے۔ مرض تو ادھر بڑھنا ہے کہ جدھر کسی محکمہ کے سربراہ کی جیب میں بھی جانا ہے۔ جناب والا! آپ دیکھ لیں انہیں مدوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ صرف اسٹیمپ ڈیوٹی پہ 55 ترامیم کی گئی ہیں۔ جناب والا! سٹیمپ ڈیوٹی کا سارا حصہ جوڈیشری کو دیں۔ ان کی حالت بہتر کریں اور پھر آپ دیکھیں کہ معاشرہ ترقی کیسے کرتا ہے۔ جب 1972ء میں میں نے وکالت شروع کی۔ جناب والا! یہ بالکل متعلقہ بات ہے اور قابل غور ہے اس وقت کوئی کوئی مجسٹریٹ کرپٹ ہوتا تھا۔ اور اس کو برا سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد جب کسی سول جج کے بارے میں سنا جاتا تو لوگ یقین نہ کرتے تھے اور یہ سننے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوتی تھی کہ یہ شخص پیسے لیتا ہے۔ آج اگر آپ پوائنٹ آؤٹ کریں کہ کون سا سول جج ایمان دار ہے اور کون سا بد دیانت ہے

تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس کو اس وقت سے رگڑا ہے کہ ان کے پے سکیل وہی کے وہی ہیں' مراعات وہی کی وہی۔ جناب والا آج کل مزدور ان حالات میں رہتا ہو کہ جہاں وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتا ہے۔ اس میں وہ دو ہزار میں گزارا نہیں کر سکتا۔ سول جج کو کہتے ہیں کہ 27 سو میں رہ اور اپنے بال بچے بھی پال۔ اور لوگوں کو اپنی عزت بھی دکھا۔ اور یہ بھی بتا کہ میں جج ہوں اور میری عزت ہے اور میں بڑے گھر میں رہتا ہوں۔ اور لوگ اس کے پاس آتے ہوئے خوف بھی کھائیں۔ وہ تمام بنیادی اصول بھلا دیے۔ پورے بجٹ میں جوڈیشری کی بہتری کے لیے کچھ کیا ہو تو میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ جواب ضرور دیں۔ اور آیا ان کی بہتری کے لیے کچھ کرنا لازمی نہیں تھا۔ جناب والا! اگر آپ ایڈمنسٹریشن کو اتنی مراعات دیتے جا رہے ہیں۔ اس سے آپ کو صرف مشکل اتنی ہے کہ ان کے ساتھ آپ پر بوجھ ڈال دیا ہے۔ ان سے آپ کروڑوں روپیہ لے کر واپس ان رشوت خوروں کو دے رہے ہیں کہ یہ لیں اور آپ اس میں عین کریں۔ اس کے بعد آپ نے ویلتھ پاکستان ایکٹ نمبر 1 آف 1965 میں ترمیم کی ہے اس میں آپ نے ہوٹلوں کا ٹیکس بڑھایا ہے۔ اور ان ہوٹلوں کا ٹیکس بڑھایا ہے کہ جن کا کرایہ پچیس روپے سے زائد ہو۔ اب جناب والا! مجھے وہ ہوٹل بتایا جائے کہ جس کا کرایہ پچیس روپے ہوتا ہے۔ آپ نے ٹیکس اس پر لگایا ہے کہ جس میں ایک غریب دیہاتی نے آکر ٹھہرنا تھا۔ اب وہ بھی دوہری رقم ادا کرے۔ آپ نے کاروں کی ٹرانسفر پر کیا بڑھایا ہے۔ جو ساڑھے چار سو تھا وہ ساڑھے چار سو ہی ہے۔ اور جو پچاس روپے تھا اس کا سو کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے اگلی ترمیم ایکٹ نمبر 21 آف 1960ء میں یہ کی ہے اور اس میں تیر یہ مارا ہے کہ جس قسم کی سوسائٹیاں ہیں' ان میں کچھ تو صحیح ہیں اور کچھ فراڈ ہیں ان پہ ایک سو روپیہ بڑھا دیا گیا ہے۔ امیروں کے لیے جو چیزیں متاثر کر سکتی تھیں ان پر کچھ نہیں بڑھایا اور غریبوں کے لیے 55 ترامیم تھوپ دی ہیں کہ وہ روٹی بھی نہ کھا سکیں۔ یہ میری گزارشات تھیں۔

MR. SPEAKER: Now the motion moved, and question is:

That the Punjab Finance Bill 1990 be taken into consideration at once

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Second reading starts and we take up the bill clause by clause Now clause 2 of the bill is under consideration. There is an amendmdment in it Finance Minister may move the amendment.

MINISTER FOR FINANCE: Let me move the amendment in Clause 2 of the Punjab Finance bill 1990. Also, I beg the relaxation may be granted for time regarding notice.

جناب سپیکر، جی پلیز سردار صاحب! آپ amendment move کریں۔

MINISTER FOR FINANCE: I move:

That in the Punjab Finance Bill 1990, in Clause 2, sub clause 1, for item 2 the following shall be su.

"For sub article "C" the following shall be substituted:-

Where such amount exceeds Rs.2000/- but does not exceed Rs.10001/-"

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

That in the Punjab Finance Bill 1990, in Clause 2, sub clause 1, for item 2 the following shall be su.

"For sub article "C" the following shall be substituted -

Where such amount exceeds Rs.2000/- but does not exceed Rs.10001/-"

(Interruptions)

MR. SPEAKER: Would you like to oppose Mr. Nawabzada?

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Of course Mr Speaker!

جناب سپیکر، آپ کی وجہ سے ہی تو یہ ترمیم آئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، گزارش یہ ہے کہ جس کی وجہ سے یہ فنانس بل بچ گیا ہے اس کو یہاں بولنے کی اجازت نہ ہو' اور میں اپنے لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ عرض کروں گا کہ وہ آپ کے ساتھ

لیجسلیشن پہ جو ٹائم کا مسئلہ ہے اس کو ٹیک اپ کریں۔ کیونکہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور یہ آج آپ کی وجہ سے ہوگیا ہے' آئندہ تو پھر یہی ہوگا کہ ستم کرو گے تو ستم کریں گے۔ کرم کرو گے تو کرم کریں گے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ نے محنت کی ہے یہ آپ کا کتنا بڑا کریڈٹ ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، کریڈٹ تھا تو اس لیے مجھے بولنے نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ کریڈٹ بھی تو کتنا بڑا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، سر یہ کریڈٹ لے کے میں کہاں جاؤں؟

جناب سپیکر، آپ کی خاطر ہم نے یہ ہاؤس ایڈجرن کر دیا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، نہیں ہماری خاطر نہیں' اپنے بل کی خاطر' لیکن یہ کرم بھی مجھ پہ ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا یہ حقیقت ہے کہ جو ترمیم ہوئی ہے اس کی کاپی ہمیں ابھی تک نہیں ملی ہے۔ پتہ نہیں آپ ان کو اور کتنا عرصہ بے دخل کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب پتہ نہیں آپ کتنا عرصہ چیئر کے کنڈکٹ کو criticise کرتے رہیں گے؟ نواب زادہ صاحب آپ اس پہ بات کرنا چاہیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، سر یہ ترمیم ہے---

جناب سپیکر، آپ ہی کی وجہ سے تو یہ آئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، سر اس وجہ سے تو میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہم تو منی بل پر ترمیم لا نہیں سکتے' اور اگر خدانخواستہ یہ ان کی طرف سے آگیا ہے تو پھر میرا بولنے کا حق بن جاتا ہے' اور جو میرا بولنے کا حق ہے وہ میں نہیں جانے دوں گا۔

جناب سپیکر، ہاں بولنے کا حق تو آپ کا ہے' اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بولنے کا آپ کا رائٹ ہے لیکن آپ کو بولنا نہیں چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، کیوں نہیں بولنا چاہیے یعنی کیا مجھے بھی اپنا حق استعمال کرنے سے

آپ روک رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں یہ اس لیے کہ یہ ترمیم آئی ہی آپ کی وجہ سے ہے۔ بلکہ یہ ساری ترمیم کے طفیل اس کا کریڈٹ ہی آپ کو جاتا ہے۔ تو اتنا کریڈٹ کیا کم ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جو میرے طفیل آیا ہے' جو مجھ پہ اترا ہے اس کی تفصیل مجھ سے سنئے۔

جناب سپیکر، تو اب بھی آپ بولنا چاہیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں یقیناً بولنا چاہوں گا۔ مجھے بولنے کا جو موقع بھی ملے گا وہ میں ضرور avail کروں گا۔ مجھے اگر اللہ نے بولنے کی قوت دی ہے تو اظہار کی جرأت بھی دی ہے۔ یہ جناب والا! واقعہ ایسے ہوا ہے' کہ جب صرف ایک ہی ایکٹ میں 55 ترامیم کرنی ہوں اور وہ بھی سٹیمپ ایکٹ پہ اور غریبوں کے اوپر کرنی ہوں' تو اس میں جو ترامیم کرنے والے ہوتے ہیں آخر وہ بھی انسان ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر غریب آدمی ہوتے ہیں کیونکہ جو ترامیم کرنے والے تکنیکی لوگ ہوتے ہیں وہ نہ تو سردار ہوتے ہیں' نہ وڈیرے ہوتے ہیں نہ تو وہ جاگیردار ہوتے ہیں' وہ تو غریب لوگ غلطی سے پڑھ لکھ جاتے ہیں' ایجوکیشن میں اخراجات میں کمی کرنے کے باوجود کچھ لوگ پڑھ لکھ جاتے ہیں' تو ان کا ضمیر اجازت نہیں دیتا کہ ہم یہ کیا کر رہے ہیں تو ان سے لاشعوری طور پہ "غیر شعوری طور پہ وہ غلطی ہوئی۔ تو ان سے جو غلط ہوئی انہوں نے "سی" کو پراپرلی امینڈ کیے بغیر اس میں " ڈی" ایڈ کر دیا' اور میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہ اس کو بتایا کہ جناب والا اگر "سی" کی ورڈنگ تبدیل نہیں کریں گے تو پھر ڈی کے اور "سی" کے ایک ہی معنی ہو جائیں گے اور اس ترمیم کا اس ایکٹ میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ خدا کا شکر ہے کہ بات آپ کی سمجھ میں بھی آگئی' وزیر خزانہ کی سمجھ میں بھی آگئی اور اس بل کے خالقوں کو بھی اس کی سمجھ آگئی اور وہ طے پاگئی۔ ورنہ عین ممکن تھا کہ اگر کسی سٹیج پر بات سمجھ میں نہ آتی تو defective bill پاس ہو جاتا۔ جناب والا اب جو انہوں نے یہ سٹیمپ ڈیوٹی بڑھائی ہے 80 پیسے سے ایک روپیہ کیا ہے اور ایک روپے سے دو روپے کیے ہیں۔ یہ سٹیمپ ڈیوٹی انہوں نے اتنی بڑھا دی ہے اور اس کے برعکس جو انہوں نے موٹروں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر پہ بڑھائی ہے اس کا تناسب صحیح نہیں ہے۔ اور جناب والا ایک بنیادی اصول ہوتا ہے کہ جب بھی in the rate of taxes کوئی کمی بیشی کی جاتی ہے تو اس کا ایک تناسب رکھا جاتا ہے۔ ایک

اصول بنایا جاتا ہے کہ اتنے فی صد ہم نے فلاں فلاں چیز میں یہ کرنا ہے۔ اس بل کے اندر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ یہ پینسل لے کے بیٹھ گئے ہیں دل کیا 25 کو 50 کیا' دل کیا 25 کو 75 کر دیا' دل کیا ایک روپے کو ڈیڑھ روپیہ کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کی کوئی according to the principle or any set rule percentage مقرر کی جائے۔ اس پہ بھی مجھے اعتراض ہے' اور پھر جناب سب سے بڑی جو اعتراض کی بات ہے اس ترمیم پہ کہ اگر ہم اس ترمیم کو قبول کرلیں' اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ ترمیم valid ہے اور واقعی اس بل میں defect تھا تو پھر جناب والا! بقول سید ناظم حسین شاہ کے یہ بل دوبارہ پیش کرنے کی ضرورت ضرور پیش آتی ہے۔ لیکن ہمیں پتا ہے کہ یہ دوبارہ پیش نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اس نے تو آج پاس ہونا ہے خواہ شام کے پانچ بج جائیں اور مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آتی کہ فنانس بل کا ایک دن میں پاس ہونا کیوں ضروری ہے' آپ نے قومی اسمبلی میں دیکھا کہ فنانس بل پہ تین تین دن بحث ہوئی ہے کیونکہ فنانس بل بجٹ اور ٹیکسیشن کی بنیاد ہوتی ہے ' اس پر سرسری بحث نہیں ہوتی' بلکہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ اگر ہم اس کی ایک ترمیم' ایک کلاز کو پڑھتے تو اس کا لاجک behind جو اگر summarily ہے اس کو ہم ڈسکس کرتے پھر پتہ چلتا ان لوگوں کو کہ یہ کیا گیا تو جناب والا میری گزارش ہے کہ اس ترمیم سمیت Stamp Acts میں جتنی ترامیم کی گئی ہیں ان کو واپس لیا جائے۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس امنڈمنٹ سمیت سٹیمپ ایکٹ میں جتنی امنڈمنٹس کی گئی ہیں ان کو واپس لیا جائے اس کے علاوہ جو لوگ ٹیکس دینے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ جناب والا! ٹیکسیشن' ٹیکس لگانا کوئی جرم نہیں ہوتا۔ حکومتیں ڈرتی ہیں کہ اگر ہم نے ٹیکس لگایا تو عوام ناراض ہو جائیں گے۔ یقیناً عوام ناراض ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ ٹیکس لگائیں گے تو ان کا بوجھ عوام پر پڑے گا۔ اور وہ عوام پر ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ اور یہ آپ نے براہ راست عوام پر لگا دیے ہیں۔ ان سے خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کو ٹیکس کرنا جو کہ اس کے متحمل ہو سکتے ہیں اور اس ملک کی ساری دولت سے جو مٹھی بھر افراد فائدہ اٹھا رہے ہیں' ان کو ٹیکس کریں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ان کی بلیک منی کو ٹیکس کریں۔ ان کی بلیک منی تو بغیر ٹیکس جاتی ہے۔ ہماری نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ افسوس تو یہ ہے کہ موجودہ دور کی حکومتیں بلیک منی کو ٹیکس کرتی ہیں۔ بڑے بڑے لوگ' امراء جو ٹیکس دے سکتے ہیں۔ جو موٹروں والے ہیں۔ بڑی بڑی موٹریں رکھتے ہیں۔ مرسیڈیز' اور بیجارو اور نسان پٹرول جن کو ہم دور سے ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں حسرت لیے دل میں' ان پہ ٹیکس لگانا

چاہیے۔ وہ ٹیکس لگا کے ہسپتالوں کو ایمبولینسیں دینی چاہییں۔ وہ ٹیکس لگا کے ہسپتالوں میں دوائیاں دینی چاہییں۔ وہ ٹیکس لگا کے سکولوں کے کمرے بنانے چاہییں۔ ان لوگوں سے ٹیکس لے کر کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن ان کی ٹیکسیشن سے ہمیں جو آمدنی ہوگی' اس سے پوری قوم کا فائدہ ہوگا۔ جناب والا! میں آپ کے ذریعے ایوان کے اس طرف بیٹھے ہوئے اپنے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس فنانس بل کی زندگی اور موت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ پنجاب کے خیرخواہ ہیں' اور پنجاب کے غریب عوام سے آپ کو کوئی ہم دردی ہے اور اگر آپ واقعی یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے عام آدمی کی حالت بدلے اور اس میں انقلاب آئے۔ وہ بھی باعزت زندگی گزار سکے۔ اور اگر موٹر نہیں تو اپنے بچے کے لیے ایک سائیکل تو ضرور خرید سکے تو میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس بل کو مسترد کریں اور اپنی حکومت سے مطالبہ کریں کہ جو حقیقی ٹیکسیشن ہے' جن لوگوں پر ٹیکسیشن کرنی بنتی ہے' جو لوگ ٹیکس دے سکتے ہیں۔ ان پر ہاتھ ڈالیں اور ان کو chop of کریں۔ ان کی چربی اتاریں تاکہ ان کا بوجھ بھی ہلکا ہو۔ ان کے ضمیر پر سے آپ سرمایے کا بوجھ اتاریں اور اپنے صوبے کو فلاح کے لیے استعمال کریں۔ اور مرکز کی طرف اور خیرات کی طرف اور صدقات کی طرف نہ دیکھیں۔ اور بیت المال بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ آپ غریبوں کو خوش کر رہے ہیں! آپ ان کی اون اتار رہے ہیں چمڑی سمیت۔ ان کی تو ہڈیاں رہ گئی ہوئی ہیں۔ آپ ان کو بیت المال سے کیا دیں گے؟ یہ ہے کہ ایک آدمی کو پہلے آپ زہر دے دیں اور پھر کہہ دیں کہ بیت المال سے جا کر علاج کرا لو۔ ان سے کیا ہم دردی ہے؟ حقیقت پسند بنیے۔ خدا کے لیے حقیقتوں کو سامنے رکھیں۔ اور ٹیکسیشن لگا کر اس صوبے کا خسارہ دور کریں۔ اور خود کفالت کی طرف آئیں۔ اور اپنے وسائل پر انحصار کریں۔ اور اس صوبے میں اتنے لوگ اس حیثیت کے مالک ہیں کہ ان پر براہ راست ٹیکس لگا کر ہم اپنے صوبے کی حالت بدل سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ نواب زادہ صاحب۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

Clause -2

That in the Punjab Finance Bill 1990, in Clause 2 Sub Clause 1

, for Item 2 the following may be substituted:-

"For Sub Article 'c' the following shall be substituted:-

Where such amount exceeds Rs.2,000.00 but does not exceed Rs 10,001.00"

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now, the question is.-

That Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the bill

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Clause 2 as amended do stand part of the Bill Now, clause 3 of the bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is.-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the bill

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Clause 3 do stand part of the bill

Clause -4

Now, Clause 4 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Clause 4 do stand part of the Bill.

Clause -5

MR. SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Clause 5 do stand part of the Bill.

Clause -1

Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Clause 1 do stand part of the Bill

Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: The Preamble of the bill do stand part of the bill

MR. SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment it. It becomes part of the Bill.

Minister for Finance please. (Move your motion in English)

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:-

That the Punjab Finance Bill 1990 be passed.

MR. SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Finance Bill 1990 be passed.

Now, the question is.-

That the Punjab Finance Bill 1990 be passed

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: The Bill is Passed the time is extended for another half an hour.

نوابزادہ خضنفر علی گل، جناب والا! میں نے اپوز کیا تھا۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ نے اپوز نہیں کیا۔ آپ نے اس کو اپوز اس وقت کیا ہے جس وقت میں نے question put کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں) وقت میں مزید آدھ گھنٹے کی توسیع کی جاتی ہے۔

نوابزادہ خضنفر علی گل، جناب والا! میں نے اس سے پہلے اپوز کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ کے بولنے پر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ پہلے اتنا بولے ہیں۔ اب بھی بولیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؛ بات تو صحیح ہے' وہ یہ ہے کہ جس وقت یہ موشن موو ہوئی۔

نوابزادہ خضنفر علی گل، میں نے اپوز کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ بات سن لیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کے بیٹھنے پر وہی بات ہو گی جو آپ کے کھڑے ہونے پر ہوگی۔ جس وقت یہ موشن منسٹر صاحب نے موو کی ہے۔ میں نے اس کو represent کیا ہے۔ اس سٹیج پر کوئی ممبر اس کو اپوز کر سکتا ہے۔ لیکن آپ نے اس کو اپوز نہیں کیا۔

نوابزادہ خضنفر علی گل، میں نے اپوز کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سن تو لیں۔ یقیناً آپ نے اس کو اپوز کیا ہے۔ لیکن اس سٹیج پر آپ نے نہیں کیا۔ جب میں نے موشن کو represent کر دیا ہے آپ نے اپوز نہیں کیا۔ جس وقت میں نے question put کیا۔

The motion moved and the question is that the Punjab Finance Bill 1990 be passed.

اس سٹیج پر آپ نے اپوز کیا ہے۔ آپ نے ضرور اپوز کیا ہے۔ لیکن اس سٹیج پر کیا ہے۔ (نعرہ بازی

تحسین)

نوابزادہ غضنفر علی گل، اپوز

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ نے اس کو اپوز نہیں کیا۔ آپ نے اس کو اس وقت اپوز کیا ہے جس وقت میں نے سوال کر دیا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میں نے جناب اپوز کیا ہے۔ اور جناب والا! یہ ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہے۔

جناب سپیکر، وقت میں آدھے گھنٹے کی توسیع کی جاتی ہے۔ نواب زادہ صاحب آپ کے بولنے پر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ پہلے اتنا بولے ہیں اب بھی بول لیں گے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جو بات صحیح ہے وہ یہ ہے جس وقت یہ موشن موو ہوئی آپ ذرا بات تو سن لیں اور آپ تشریف رکھیں۔ جس وقت یہ موشن منسٹر صاحب نے موو کی ہے۔ میں نے اس کو دہرایا اس سیٹج پر کسی ممبر نے اپوز نہیں کیا۔ آپ سن لیں۔ منسٹر صاحب نے موشن موو کی ہے۔ میں نے اس کو دہرایا ہے آپ نے اس کو اپوز نہیں کیا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میں نے اپوز کیا ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ بات تو سن لیں۔ یقیناً آپ نے اس کو اپوز کیا ہے۔ لیکن اس سٹیج پر آپ نے نہیں کیا اس سٹیج پر جب میں نے دہرا دیا آپ نے اپوز نہیں کیا میں نے جب سوال پیش کیا تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ The motion moved and the question is اس سٹیج پر آپ نے اپوز کیا ہے۔ آپ نے ضرور اپوز کیا ہے لیکن اس سٹیج پر کیا ہے۔ نواب زادہ صاحب اگر آپ اس پر بولنا چاہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن آپ نے اس کو اپوز نہیں کیا اس وقت آپ نے اپوز نہیں کیا ٹھہر جائیں نواب زادہ صاحب اگر آپ یہ سمجھتے ہیں جس وقت منسٹر نے پیش کیا میں نے اس کو دہرایا اس وقت کوئی بھی ممبر اس کو اپوز کر سکتا ہے۔ اگر آپ نے اس کو اس وقت اپوز کیا ہے اور آپ اس ایوان میں یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اسی وقت well in time اپوز کیا تھا تو میں آپ کو بولنے کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے کہ بات کریں میں اس پر بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! مجھے افسوس یہ ہے کہ ہم صوبہ پنجاب کے منتخب لیجسلیٹر ہیں۔

جناب سپیکر. اب افسوس والی کیا بات ہے آپ بات کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ. جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ عالی جاہ آپ کی مہربانیوں کی انتہا ہے اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ بڑی وضعداری اور بڑے اچھے طریقے سے یہ ہاؤس چلا رہے ہیں لیکن عالی جاہ یہ تاریخ میں پہلا واقعہ ہو گا کہ اسمبلی میں ایک بل پاس ہو جانے کے بعد دوبارہ اس رعایت کو جاری کیا جائے۔ کوئی ممبر جس نے وقت پر اپوز بھی نہ کیا ہو وہ تقریر کرے اور یہ اسمبلی کا فیصلہ کہ وہ پاس ہو چکا ہے وہ undo کیسے ہو گا۔ اس بات کو re-open نہ کیا جائے جو اسمبلی کا فیصلہ ہو چکا ہے اس کو پاس تصور کیا جائے۔ جو اسمبلی کا فیصلہ ہو چکا ہے اور بل پاس ہو چکا ہے۔ اس کو پاس تصور کیا جائے باقی آپ کے سامنے رولز موجود ہیں اگر اپوزیشن کے بھائی اس بات کو رولز میں دکھا دیں کہ پاس ہونے کے بعد وہ اس قسم کی لیک پیدا کرا سکتے ہیں۔ یا تقریر کر سکتے ہیں تو پھر آپ کی رولنگ درست ہو گی آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر ہو گا لیکن اگر آپ نے آج اس کو re-open کیا تو آئندہ اسمبلی کے فیصلے کو کبھی کوئی نہیں مانے گا۔ فیصلہ حتمی ہوتا ہے اور عالی جاہ وہ اٹل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر. تو اس میں سوال پٹ ہوا ہے لاءمنسٹر صاحب اس میں سوال پٹ ہوا ہے۔ (شور) اعوان صاحب آپ تشریف رکھیں ایک پوائنٹ آف آرڈر چیمہ صاحب نے اٹھایا ہے۔ چیمہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا ضروری ہی اگر بل پر وولنگ ہو چکی ہے وولنگ ہو چکنے کے بعد اس کو ری اوپن کرنا ان کے خیال میں مناسب نہیں ہے تو اس پر میں کہوں گا کہ ٹیپ چلائی جائے تا کہ نواب زادہ صاحب جو اپوز کرتا ہے اس پر بھی اور بل کو پاس کرنے کا جو پروپوس ہے اس کے لیے ٹیپ چلائی جائے۔ اس میں دو باتیں ہوگئیں اعوان صاحب آپ تشریف رکھیے۔ بات اس میں سمپل نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر یہ بل پاس ہو گیا ہے تو پھر اس کو ری اوپن کیا جا سکتا ہے یا نہیں کیا جا سکتا یہ ایک ٹیکنیکل سوال ہے اور یہ ایک لیگل سوال ہے۔ یہ چیمہ صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا وگرنہ جہاں تک نواب صاحب کے بولنے کا سوال ہے میں نے انہی پر چھوڑ دیا تھا لیکن میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی کہ اس بل کو پاس کر چکے ہیں میرے ذہن میں اس وقت یہ بات نہیں تھی اگر پاس کر چکے ہیں تو پھر یہ ایک نیا پریسیڈنٹ ہو گا جو یہاں نہیں ہونا چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ. جناب سپیکر! آپ نے نواب زادہ صاحب کو فلور دے دیا ہے۔ دوسرا آپ یہ

کر چکے ہیں آپ نے ان کو فلور دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس بارے میں فائنل فیصلہ کرنا ہے اگر یہ بل پاس ہو گیا ہے میں نے ان کو فلور بھی دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے نواب زادہ گل صاحب نے کہا تھا کہ میں نے اس کو ویل ان ہائم اپوز کیا تھا۔

سید ہاشم حسین شاہ: میں نے اپوز کیا۔

جناب سپیکر! آپ نے نہیں کیا آپ تشریف رکھیں۔ میں نے نواب زادہ صاحب سے کہا کہ اگر آپ نے ویل ان ہائم اپوز کیا ہے تو میں آپ کو بولنے کی اجازت دیتا ہوں اس پہ چیمہ صاحب نے یہ پوائنٹ آف آرڈر پر کہا ہے۔ اس پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور بل پاس ہو چکا ہے تو اس کو ری اوپن کیسے کیا جا سکتا ہے اب ان دو مسئلوں کے درمیان صحیح فیصلہ کرنا ہے۔ تو میں نے اسی بات کے پیش نظر ان کو بولنے کی اجازت دے دی تھی اور ان کو فلور دے دیا تھا۔ لیکن اب یہ ٹیکنیکل پوائنٹ ہے۔ آپ تشریف رکھیں میں نے ان سے حلف نہیں لیا۔ آپ شاہ صاحب تشریف رکھیں اس کے بعد یہ پوائنٹ آؤٹ کیا گیا اگر بل پاس ہو چکا ہے اس کو آپ ری اوپن کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ میں اس بات کو واضح طور سامنے لانا چاہتا ہوں کہ کیا بل پاس ہو چکا ہے اور اس پر ووٹنگ ہو چکی ہے۔ تو پھر میں اس پر اور فیصلہ دوں گا اگر اس پر ووٹنگ نہیں ہوئی تو پھر اور فیصلہ دوں گا۔ ٹیپ سنائی جائے۔ (اس مرحلے پر ٹیپ سنائی گئی) (مندرجہ ذیل اقتباس ٹیپ سے سنایا گیا)

فنانس منسٹر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: دستی صاحب یہ تمام انگلش ورژن میں ہوئی ہے اس لیے اس کو انگلش ورژن میں کریں

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move that the Punjab Finance Bill 1990 be passed.

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is that the Punjab Finance Bill 1990 be passed.

(The motion was carried)

The bill was passed

جناب سپیکر: اب اس پر ابہام نہیں رہا کہ نواب زادہ صاحب نے ویل ان ٹائم اس کو اپوز نہیں کیا تھا۔ اعظم چیمہ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں ویلڈ قرار دیتا ہوں اور یہ بل پاس ہو چکا ہے۔ اس پر ریکنسیلیشن نہیں ہو سکتی۔

ایوان کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

جمعرات، 28- جون 1990ء

(یخ شنبہ، 4- ذوالحج 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب چیئرمین، جناب صفدر شاکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾
مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ﴿۱۰﴾
فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾ يَوْمَ
يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۙ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۙ﴿۱۴﴾
اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ
الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ
رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾
مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ
اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

قسم ہے (کوہ طور) کی اور کتاب کی پہلے ورق پر لکھی گئی ہے اور بیت المعمور کی قسم ہے اور منبہ کی اورسمندر کی جو لبالب بھرا ہے یقیناً آپ کے رب کا عذاب ہو کر رہے گا کوئی اسے ٹالنے والا نہیں۔ آسمان جس روز بری طرح تھرتھرا رہا ہو گا اور پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ کر) تیزی سے چلنے لگیں گے پس اس روز جھٹلانے والوں کے لیے بربادی ہو گی تفریح طبع کے لیے جو محض فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں انھیں دھکے دے کر اس روز آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا (انھیں کہا جائے گا) جسے تم جھٹلایا کرتے تھے یہی وہ آگ ہے کیا یہ (آگ) جادو (کا کرشمہ) ہے یا تمہیں یہ نظر ہی نہیں آ رہی۔ اس میں (تشریف لے) چلو اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے دونوں برابر ہیں جو تم کیا کرتے تھے تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا۔ بے شک پرہیز گار (اس روز) باغوں میں اورنعمتوں میں ہوں گے شاد و مسرور ان نعمتوں پر جو انے رب نے دی ہوں گی اور ان کے رب نے انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔ (حکم ملے گا) ان (نیکیوں) کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے خوب مزے لے لے کر کھاؤ پیئو۔ بچھے ہوئے پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم انھیں گوری گوری آہو چشموں سے بیاہ دیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو ہم ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عملوں (کی جزا) میں ذرہ بھر ہم کمی نہیں کریں گے۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں اسیر ہو۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ۔

حاجی اسرار احمد کی وفات پر فاتحہ خوانی

میاں اظہر حسن ڈار ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے ممبر اسرار احمد خان انتقال کر گئے ہیں میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کے افسوس کے لیے اجلاس کو ملتوی کیا جائے کیونکہ 6 بجے ان کا جنازہ ہے اور ہم نے میلسی جانا ہے۔ یہ روایت بھی ہے اور اخلاقی تقاضا بھی ہے کہ وہ اس معزز ایوان کے اہم رکن تھے اس لیے ان کے افسوس میں اس اجلاس کی کارروائی کو ختم کیا جائے۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)۔ جناب سپیکر! میں بھی کچھ کہنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب' ارشاد فرمایئے۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)۔ جناب والا! یہ بات انتہائی افسوس ناک' دکھ اور تکلیف کی ہے کہ اس معزز ایوان کے ایک رکن اور ہمارے بھائی جو نہایت شریف النفس تھے۔ حاجی اسرار احمد خان آج صبح چار بجے رحلت فرما گئے۔ وہ پچھلے چند دنوں سے شیخ زید ہسپتال لاہور میں بیماری کی وجہ سے داخل تھے اور انھیں جگر کا کینسر تھا۔ بہت تکلیف دہ' افسوس ناک اور دکھ سہنے والی بیماری تھی۔ بڑی کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ حاجی اسرار احمد کو ہم سب دوست جانتے ہیں کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے اس ایوان کے رکن تھے اور ہمارے ساتھی تھے۔ عرصہ دراز سے میرے ساتھ وہ پیپلز پارٹی میں بھی تھے اور ان کے سارے خاندان کو بھی میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ میلسی سے وہ ہمارے ایم۔پی۔ اے تھے۔ وہ نہایت شریف' بہت ہی عوام دوست' غریب دوست اور مسکین شخص تھے۔ جنھوں نے اپنی ساری زندگی غریبوں کی اور اپنے علاقے کے عوام کی خدمت کرنے میں گزاری ہے اور انھوں نے خدمت کرتے ہوئے ہی اپنی جان دی اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب کرے ان کے

لواحقین کو صبر اور حوصلہ دے۔ ان کی بیگم صاحبہ سے اور ان کے بچوں سے صبح میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے ان کو' ان کے بھائیوں کو بھی ایوان کے اور آپ سب دوستوں کے جذبات سے آگاہ کیا تھا کہ ہم یقینی طور پر بہت سوگوار ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہم پہلے ان کے لیے فاتحہ کہہ لیں۔

جناب چیئرمین، ان کی فاتحہ ابھی نہیں ہو سکتی۔ ان کو دفنانے کے بعد فاتحہ ہو سکتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے بلکہ یقین جانیں رات ہم بیٹھے ان کی ہی بات کر رہے تھے اور ان کے علاج کے لیے بندوبست ہو رہا تھا اور ان کے لیے آج کاغذات تیار ہونے تھے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

وزیر زکوۃ و عشر (قاری سعید الرحمن)۔ دفنانے سے قبل بھی اگر فاتحہ ہو جائے تو اس میں شرعی طور پر کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، کوئی ایسی مثال نہیں ہے' ہم ان کے دفنانے کے بعد دعا کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، (سردار نصر اللہ خان دریشک) جناب سپیکر! حاجی اسرار احمد کی وفات حسرت و عیاس پر ہم سب اور اس ایوان کے معزز اراکین' ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ حاجی صاحب ایک نہایت نیک فطرت' خاموش طبع انسان تھے۔ انھوں نے تقریباً ڈیڑھ پونے دو سال اس معزز ایوان میں ہمارے ساتھ وقت گزارا۔ یہ سارا ایوان دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہے کہ رب جلیل ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ جناب سپیکر! یہ ایسا موقع ہے کہ ہمیں آج اپنے اس بھائی کے لیے اس ایوان کی طرف سے متفقہ طور پر اپنے جذبات پریس کے ذریعے پہنچانا چاہییں ہیں۔ ان کے پسماندگان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بھائی کو جوار رحمت میں جگہ دے اور اپنے اس بھائی کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جہاں تک دعا کے بارے میں

بات کی گئی ہے تو قاری سعید الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ دعا ہو سکتی ہے' کچھ ہمارے دوستوں کا خیال ہے کہ دفنانے سے پہلے دعا نہیں ہوسکتی۔ میری اپنی جو گزارش ہے وہ یہ ہے کہ زیادہ بہتر یہی تھا کہ ہم اس مسئلے میں نہ پڑتے۔ کیونکہ پتہ نہیں ان کا کس مسلک سے تعلق تھا۔ ہم نے ان کے خاندان کو ایوان کے جذبات سے آگاہ کر دیا ہے اور ان کے لیے ہمارے دل میں مغفرت کی دعا بھی موجود ہے۔ میری ناقص رائے میں اس بات کو یہیں ختم ہو جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' یہ معزز ایوان ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اس معزز ایوان کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی قبر کو اپنے نور سے منور کرے۔ اس سلسلے میں ایک اور گزارش یہ ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ ان کی نماز جنازہ 6 بجے ہو رہی ہے اور ساتھیوں نے نماز جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ اس لیے آج ہم تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق کو موخر کرتے ہیں اور باقی بزنس کو ختم کر لیتے ہیں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! آج کے اجلاس کو ملتوی کیا جائے۔

جناب چیئرمین، ڈار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، (سردار نصر اللہ خان دریشک) جناب سپیکر! یہاں حاضر ہونے سے پہلے اس سلسلے میں میری اپوزیشن کے بھائیوں سے بات ہوئی ہے اور ہم نے یہ طے کیا ہے کہ چند ایک بہت ضروری رپورٹیں ہیں جو ایوان میں lay کرنے والی ہیں' ورنہ اسمبلی کے لیے آئندہ اجلاس کے لیے کوئی کام ہی نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ دو تین چھوٹے چھوٹے بل ہیں' جن میں کوئی ترمیم نہیں ہے کوئی controversy نہیں ہے لہذا ہمارا کام ایک گھنٹے سے بھی پہلے ختم ہو جائے گا۔ مجھے جناب وصی ظفر اور جناب غضنفر گل نے یہ فرمایا تھا کہ 12 بجے سے پہلے اگر ہم فارغ ہو جائیں تو ہم آسانی سے وہاڑی پہنچ جائیں گے اس لیے یہ دو تین کام جو ضروری ہیں ہمیں کر لینے چاہئیں۔ کیونکہ آج اسمبلی کا اجلاس

بھی غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو جانا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری حزب اختلاف کے دوستوں سے بات چیت بھی ہوئی ہے اور انھوں نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ اس کے مطابق میں بل پیش کر دوں؟

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' ہم ایک گھنٹے میں یہ کام مکمل کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو تحاریک استحقاق آج پیش ہونی تھیں ان کو اگلے اجلاس تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! نے بھی تین چار آج کے لیے رکھی ہوئی تھیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' جو تحاریک استحقاق آج کے لیے تھیں ان کو ہم مؤخر کرتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اور تحاریک التوائے کار بھی جو آج پیش ہونی تھیں۔

جناب چیئرمین، تحاریک التوائے کار تو تقریباً سو کے قریب ہمارے پاس موجود ہیں----

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں' جناب پہلی تین چار جن کا نمبر آنا تھا ان کو تو آپ کر لیں۔

جناب چیئرمین، جو کوئی بہت اہم ہیں ان کو کر دیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ایک ذاکر شاہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ان کی تحریک بڑی اہم ہے اور اس کے متعلق وزیر قانون نے بھی کہا تھا کہ مؤخر کر دیں گے اور اس کے علاوہ پہلی پانچ تحاریک کو بھی مؤخر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، چلو ٹھیک ہے ہم ذاکر شاہ صاحب کی تحریک کو موخر کر دیتے ہیں۔

ملک احمد علی اولکھ ، میری بھی ایک تحریک تھی۔ جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ اس اجلاس میں اسے

بھی لیں گے۔ اس کو بھی مؤخر کر دیں۔

جناب چیئرمین، جناب اوکھا! اس کو بھی ہم مؤخر کر دیتے ہیں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! سوال نمبر 95 کا جواب آپ کے حکم کے مطابق تفصیلاً دینا تھا وہ میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جناب لودھی کا جو سوال تھا وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ڈی۔سی چکوال کے متعلق تھی۔ اس پر بھی یہی فیصلہ ہوا تھا کہ اسے موخر کر دیا جائے اور اجلاس کے دوران اس مسئلے کو حل کریں گے یا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ لیکن ہم چونکہ ڈی۔سی سے رابطہ قائم نہیں کر سکے کیونکہ تحریک استحقاق کا جواب دینے کے بعد وہ حج پر چلے گئے۔ ابھی میری وزیر قانون سے بھی بات ہوئی ہے لہذا جیسا کہ اس پر فیصلہ ہوا تھا آپ اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھجوا دیں۔

جناب چیئرمین، اس بارے میں وزیر قانون صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے، فوزیہ بہرام کی جو تحریک استحقاق تھی اس کو ہم نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جناب سپیکر نے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی تھی کہ اسمبلی کے اندر ادویات کی فراہمی کا جائزہ لیا جائے۔ جناب والا! اس کی

ایک میٹنگ ہو چکی ہے۔ اس کمیٹی کے معزز اراکین کی یہ خواہش ہے کہ اس کی مدت میں توسیع کی جائے۔ کیونکہ ابھی تمام سفارشات' تجاویز کا مکمل طور پر جائزہ نہیں لیا جا سکا اور دو چار اور میٹنگیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے جناب والا! سے یہ درخواست ہے کہ کم از کم تین ماہ کی توسیع کر دیں تاکہ ہر ماہ ایک میٹنگ کر کے اس کا جائزہ لیا جا سکے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جناب چیئرمین، وہ آپ لکھ کر رپورٹ پیش کریں تو ہم ایوان کی اجازت سے اس کی توسیع کر دیں گے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب والا! میرا یہ خیال ہے کہ آپ ابھی ایوان سے اس بات کی اجازت لے لیں کیونکہ یہ بہت ضروری کمیٹی ہے۔

جناب چیئرمین، اجازت ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

بیگم بشریٰ رحمٰن، شکریہ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! تحریک استحقاق پر رولنگ محفوظ ہے اور دو اجلاس پہلے گزر چکے ہیں۔ جناب سپیکر نے پہلے کل کا وعدہ کیا تھا کل انھوں نے کہا کہ آج ہر حالت میں رولنگ دوں گا۔ لہذا ان رولنگز کا فیصلہ سنایا جائے۔ کیونکہ یہ تیسرا اجلاس ہے اور یہ انتہائی معیوب بات ہے کہ ایک تحریک استحقاق پر تین اجلاس گزر جائیں اور فیصلہ محفوظ رہے۔ جناب سپیکر نے categorically commitment کی تھی کہ آج وہ ہر حال میں اجلاس ملتوی ہونے سے پہلے اس کا فیصلہ کر دیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' ان کا ان شاء اللہ ہم فیصلہ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق جس کو جناب سپیکر نے مؤخر کیا

ہوا تھا۔ اس پر ابھی انھوں نے فیصلہ صادر فرمانا ہے۔ آج چونکہ اجلاس غیر معینہ عرصے کے لیے ملتوی ہو رہا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کے اوپر فیصلہ دیں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! کل آپ کی تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی گئی تھی لیکن آپ نہیں آئے تھے اس لیے وہ dispose of کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! میرے خیال میں میری غیر حاضری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسا کیا گیا ہے۔

اسلامی مشاورتی کونسل کی رپورٹیں بابت سال 87-1986ء اور 88-1987ء
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب چیئرمین، وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں اسلامی مشاورتی کونسل کی رپورٹیں بابت سال ہائے 87-1986ء اور 88-1987ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اسلامی مشاورتی کونسل کی رپورٹیں بابت سال ہائے 87-1986ء اور 88-1987ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

حسابات مالیات / حسابات مدبندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹیں
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں حسابات مالیات / حسابات مدبندی اور ان پر آڈیٹر جنرل

پاکستان کی رپورٹ بابت سال 87-1986ء (حصہ اول تا چہارم) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، حسابات مالیات /حسابات مدبندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت سال 87-1986ء (حصہ اول تا چہارم) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے سپرد کیے جاتے ہیں جو اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر پیش کرے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، (سردار نصراللہ خان دریشک) جناب سپیکر! حسابات مالیات /حسابات مدبندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت سال 88-1987ء (حصہ اول تا چہارم) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، حسابات مالیات /حسابات مدبندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت سال 87-1986ء (حصہ اول تا چہارم) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں اور یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کے سپرد کیے جاتے ہیں جو اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر پیش کرے گی۔

حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، (سردار نصراللہ خان دریشک) جناب سپیکر! میں پنجاب کے معاملات سے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ بابت سال 1989ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، پنجاب کے معاملات سے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل

درآمد کے بارے میں رپورٹ بابت سال 1989ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہنگامی قوانین (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ہنگامی قانون(ترمیم) شہری منقولہ جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، (سردار نصراللہ خان دریشک) جناب والا! میں ہنگامی قانون(ترمیم) شہری منقولہ جائیداد ٹیکس پنجاب، مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہنگامی قانون(ترمیم) شہری منقولہ جائیداد ٹیکس پنجاب، مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون، بیت المال پنجاب مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون بیت المال پنجاب، مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہنگامی قانون بیت المال پنجاب، مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون(ترمیم) (ادائیگی) بھتہ خصوصی و ملازمین پنجاب مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) (ادائیگی) بھتہ خصوصی و ملازمین پنجاب' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہنگامی قانون (ترمیم) (ادائیگی) بھتہ خصوصی و ملازمین پنجاب' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون' تعلیمی فاؤنڈیشن پنجاب مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون تعلیمی فاؤنڈیشن پنجاب' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہنگامی قانون تعلیمی فاؤنڈیشن پنجاب' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون(ترمیم پنجاب) انضباط کار خانہ جات چینی مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار خانہ جات چینی مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار خانہ جات چینی مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 30 اگست 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون' ترقیاتی ادارہ ڈیرہ غازی خان مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون ترقیاتی ادارہ ڈیرہ غازی خان مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہنگامی قانون ترقیاتی ادارہ ڈیرہ غازی خان' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 30 اگست 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون' حق شفع پنجاب مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون حق شفع پنجاب' مجریہ 1990ء ایوان کی

میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہنگامی قانون حق شفع پنجاب' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 30 اگست 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون (ترمیم) تحدید شہری کرایہ جات مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) تحدید شہری کرایہ جات' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہنگامی قانون (ترمیم) تحدید شہری کرایہ جات' مجریہ 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 675 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 اگست 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب' مصدرہ 1990ء

وزیر قانون، جناب والا! میں مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب' مصدرہ 1990ء پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب' مصدرہ 1990ء پیش کر دیا گیا ہے' یہ متعلقہ

سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 اگست 1990ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میری تین تحاریک استحقاق موخر ہیں اور یہ وزیر قانون صاحب نے موخر کروائی ہیں ان کے بارے میں بھی آپ کوئی رولنگ دیں گے؛ اور دوسرا ایک اہم مسئلہ جو میں جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ہمارے علاقہ میں محکمہ سکارپ کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ واپڈا کو بل ادا نہ کرنے کی وجہ سے ان کے کنکشن کاٹ دیے گئے ہیں۔ اب یہ موسم بیجائی کا بھی ہے اور گرمی کا بھی ہے اس لیے سب کھیتیاں ویران ہو رہی ہیں۔ یہ ہم کاشت کاروں کا نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ جناب والا! اس کے حل کی طرف کوئی توجہ فرمائیں۔ کاشت کار سخت پریشان ہیں اس لیے اس کا فوری حل ہونا چاہیے۔ اس میں ان کاشت کاروں کا تو کوئی قصور نہیں ہے اگر قصور ہے تو محکمے کا قصور ہے اب کنکشن کٹنے کے بعد وہ بیچارے پریشان ہیں اور ان کی کھیتیاں سڑ رہی ہیں۔ اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہیے کیونکہ یہ مسئلہ نہایت اہم اور عوامی مسئلہ ہے اس لیے میں جناب سے پھر گزارش کروں گا کہ اس کا کوئی فوری حل ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، وزیر آب پاشی اس بارے میں کوئی یقین دہانی کرانا چاہتے ہیں۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! مجھے اس سلسلہ میں قائد حزب اختلاف کے تعاون کی ضرورت ہے کہ واپڈا نے ٹیوب ویلوں کے بجلی کے کنکشن کاٹنے شروع کر دیے ہیں۔ پچھلے سال بھی ایسا ہی ہوا تھا لیکن اس وقت بھی ہم نے ان کے تعاون سے اس مسئلے کو حل کیا تھا۔ جناب والا! ہوتا یہ ہے کہ بلوں کی ایڈجسٹمنٹ 30 جون تک ہوتی ہوتی ہے۔ واپڈا والے عام صارفین کی طرح ہمارے ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹنے شروع کر دیتے ہیں۔ آج کل بیجائی کا موسم ہے۔ ان شاء اللہ العزیز میں اور جناب رانا مل

کر ان کنکشنوں کو دوبارہ بحال کرنے میں واپڈا اتھارٹی کے ساتھ رابطہ کریں گے۔ کچھ پیسے ہم نے ان کے دینے ہیں اور ہمارا بھی ان کے پاس کوئی اکیس کروڑ روپے واجب الادا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ان کے ساتھ رابطہ کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹنا بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ کاشت کے دن ہیں۔ اس لیے ٹیوب ویل کنکشن کاٹنا واپڈا کو فوراً بند کر دینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں ہم نے وفاقی حکومت کے ساتھ بھی معاملہ اٹھایا ہوا ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ رانا شوکت محمود بھی اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے کاشت کار برادری کو اس پریشانی سے بچائیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! گرمی کا موسم ہے۔ اس لیے میں بھی جناب شوکت محمود سے گزارش کروں گا کہ جیسے سردار صاحب نے فرمایا انھیں ہنگامی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کرانا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جناب چنیوٹی! وزیر متعلقہ نے آپ کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ رانا شوکت صاحب سے مل کر اس مسئلے کو جلد ہی حل کرانے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ آپ کا یہ مسئلہ جلد ہی حل ہو جائے گا۔ جناب وینس پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی اور جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ اس کو کل ٹیک اپ کر لیں گے۔ وہ میری تحریک استحقاق بڑی اہم ہے۔ تحصیل سب ڈویژن کی طرف سے مجھے دھمکیاں مل رہی ہیں کہ آئندہ تمھیں الیکشن میں حصہ نہیں لینے دوں گا اور ان شاء اللہ العزیز میں تمھیں بتا دوں گا کہ تم نے میرے خلاف کس طرح تقریر کی ہے۔ جناب مجھے وہاں جانے اور اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں رکاوٹ محسوس ہو رہی ہے۔ جناب والا! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں ان حالات میں اپنے علاقے میں نہیں جا سکتا جب کہ ایک شخص جو کہ وہاں برسر اقتدار ہے اور اس نے میرے بھائی کو بلا کر واضح طور پر کہا ہے کہ وہاں وہ میرے خلاف تقریریں کرتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ وہ اگلا الیکشن کیسے لڑتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے الیکشن

سے روکنے کے لیے دو ہی طریقے استعمال کرے گا' یا تو میرے کسی مخالف سے ساز باز کر کے میرے لیے جان کا خطرہ پیدا کرے گا یا پھر وہ میرے خلاف ایسے مقدمات بنائے جن کی وجہ سے میں اگلے الیکشن میں حصہ نہ لے سکوں۔ ورنہ کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے اگر میں زندہ رہوں تو اگلے الیکشن میں حصہ نہ لوں۔ جناب والا! وہ اس قدر پارٹی بن گیا ہے۔ جناب سپیکر نے بڑی مہربانی سے فرمایا تھا کہ کل میں اسے ٹیک اپ کر لوں گا۔

جناب چیئرمین، جناب وینس ! آپ کی تحریک استحقاق آج ٹیک اپ ہونی تھی لیکن ہمارے ایک ساتھی کی وفات کی وجہ سے اس کو ٹیک اپ نہیں کر سکتے۔ میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ جناب وینس کی بات انھوں نے سن لی ہے اور ان کو یقین دہانی کرائیں کہ ان کے جان و مال کا پورا تحفظ کیا جائے گا۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میری اس تحریک استحقاق کو موخر کر دیں۔

جناب چیئرمین، وہ موخر کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

بیگم بشریٰ رحمن، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 49 پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر کی میعاد میں 30 اگست تک توسیع کی جائے۔

جناب چیئرمین، اجازت ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر قانون بل پیش کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) محصول شہری جائیداد غیر منقولہ پنجاب 1989ء

MINISTER FOR LAW: Sir I move

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1989, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once

MR CHAIRMAN: The motion moved is.-

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1989, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once.

(The motion was not opposed)

The motion moved and the question is .-

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1989, as recommended by the Standing Committee on Financ, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause-2

MR. CHAIRMAN: Now, we take up Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since it is a money Bill no amendment can be

moved by any member without the consent of the Provincial Govt.

The question is.-

The Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it-

The question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it-

The question is:-

That Preamble of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Long Title

MR CHAIRMAN: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

MR CHAIRMAN: Minister for Law Please....

MINISTER FOR LAW: Sir, I move that the Punjab Urban Immovable Property Tax, (Amendment) Bill, 1989, be Passed.

MR. CHAIRMAN: The motion moved is:-

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1989, be passed

(The Motion was not opposed)

MR CHAIRMAN: The motion moved and Question is -

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1989, be passed.

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

مصدرہ 1989ء

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

That the University of Engineering and Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is :-

That the University of Engineering and Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

(The motion was not opposed)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

That the University of Engineering and Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as recomended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause-2

MR CHAIRMAN: Now, we take up Bill clause by clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is :-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-1

MR. CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it-

The question is.-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Preamble

MR. CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it.

The question is.-

The preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR. CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

That the University of Engineering and Technology Lahore (Amendment) Bill, 1989, be passed

(The motion was not opposed)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is -

That the University of Engineering and Technology Lahore (Amendment) Bill, 1989 be passed.

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ جو بیت المال والا بل ہے اس کو pending کر چھوڑیں اس کو ہم اگلی مرتبہ لیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' اس کو ہم pending کر لیتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اسے pend نہ کریں ایک تو اس پہ رپورٹ آچکی ہے دوسرا اس پہ آرڈیننس lay کر دیا ہے اب اس پہ اور کیا کروانا چاہتے ہیں؟ یہ بھی بے ضابطگی ہے آپ کو پتہ ہے لیکن میں نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا لیکن اب pending کروا رہے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم دوئم) (تنخواہیں' بھتا جات و استحقاقات) اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب 1990ء

جناب چیئرمین، منسٹر لاء۔۔۔

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

MR. CHAIRMAN: The motion moved is :-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

جناب چیئرمین، آپ اس کو oppose کرتے ہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جی ہاں! میری اس پہ ترمیم ہے- یہ circulation ہے' clause پہ ترمیم نہیں ہے۔ میرے ایک دو پوائنٹس ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں-

Should I move my amendment Mr Speaker Sir?

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Mr Speaker Sir I beg to move.-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Bill 1990, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th July, 1990.

MR CHAIRMAN: The motion move is :-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be circulated for the purpose of eliciting opinon thereon by 25th July, 1990

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

نواب زادہ خضنفر علی گل: جناب سپیکر! سر' میں صرف پانچ منٹ لوں گا اور یہ اس لیے ضروری ہے کہ میرے فاضل ممبران جو اس طرف حکومت میں بیٹھے ہیں ان کو علم نہیں ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے ان ممبران کو صرف یہ بتانا ہے کہ حکومت ایک اور سیاسی رشوت کا راستہ کھول رہی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ پانچ منٹ میں اس کو ختم کر لیں گے۔

نواب زادہ خضنفر علی گل: ہاں جی' پانچ منٹ میں ختم کر لوں گا۔ آپ کو علم ہو گا کہ انھوں نے جو اس میں پہلی ترمیم کی تھی اس میں انھوں نے مجلس قائمہ کو اس لسٹ میں شامل کیا تھا کہ مجلس قائمہ کے چیئرمینوں کو یہ کاریں دیں گے اور ہم نے احتجاج کیا تھا کہ آج تک اس اسمبلی کی' پنجاب کی تاریخ میں یہ کبھی نہیں ہوا کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کو اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمینوں کو کاریں دی جائیں' یہ انھیں چونکہ وزیر نہیں بناتے یا کوئی اور آفس نہیں دیتے تو صرف سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ہونا ان کے لیے اتنا کوئی دلکش نہیں تھا اس لیے انھوں نے یہ کیا کہ انھیں موٹر دی جائے' ساتھ میں تین ہزار روپے مہینہ کا پٹرول دیا جائے تاکہ ان کو مطمئن کر کے اپنے ساتھ رکھا جائے۔ اب انھوں نے اس پہ بس نہیں کیا بلکہ اب اس ترمیم میں سے جو سٹینڈنگ کا لفظ ہے اس کو ہٹانا چاہتے ہیں اور وہ صرف رہ جائے گا "کمیٹیز" پہلے تو انھوں نے موٹریں صرف چیئرمین آف دی سٹینڈنگ کمیٹیز کو دی تھیں اب سٹینڈنگ ہٹا کر صرف کمیٹیز رہ جائے گا۔ اس کا مطلب ہے جو کمیٹی بھی یہ بنائیں گے' ہاؤس کمیٹی یہ بنائیں گے یا اور کوئی کمیٹی بھی یہ بنائیں گے اس کا جو چیئرمین بنائیں گے اس کو بھی موٹر دیں گے۔ جناب والا! اس صوبے میں آپ کو اپنا ریونیو increase کرنے کے لیے سٹیمپ ڈیوٹی 25 پیسے increase کرنی پڑی ہے اور کہاں آپ نے تعلیم اور صحت کا خرچ کم کیا ہے اور آپ نے آب پاشی اور شاہرات پہ کم خرچ کیا ہے' یہ انتہائی مجرمانہ اقدام ہے اس سرمائے کے نہ ہوتے

ہوئے اس ریونیو کے نہ ہوتے ہوئے کہ صحت اور تعلیم اور شاہرات اور آب پاشی پہ اپنے اخراجات کو کم کرتے ہوئے اس کے باوجود ان کو یہ احساس نہیں ہے کہ اس میں یہ عام ترمیم لا کے عام کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو بھی تین تین لاکھ روپے کی موٹریں دینا چاہتے ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ

Extreme political EX and criminal extravagance.

یہ وہ extravagance ہیں جو اس صوبہ کے عوام کے خون سے کیے جا رہے ہیں یعنی کہ تعلیم کے اخراجات کم کر دو صحت کے اخراجات کم کر دو آب پاشی پہ اخراجات کم کر دو اور شاہرات پہ اخراجات کم کر دو لیکن جنرل ایڈمنسٹریشن پہ ضرور 37.5 بڑھا دو جو inflation کا ساڑھے چھ سو فی صد ہے اور اس کے علاوہ پولیس پہ بڑھا دو۔ بھائی، تم نے تو خرچ کم کرنے کے لیے تعلیم اور صحت کو نظرانداز کیا ہے تو یہ جو نیا خرچہ موٹریں دینے کا لا رہے ہیں، اس کا کیا تک ہے اور یہ کیا شرافت ہے کہ آپ اس حکومت کو اس اسمبلی کو مذاق بنا رہے ہیں کہ کوئی کمیٹی بنا دیں اور آپ اس کے چیئرمین کو موٹر دے دیں۔ یہ کوئی طریقہ ہے؟ پنجاب کے خزانے کو پہلے ویسے ہی لوٹا گیا ہے، جو آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے۔ پھر یہ ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات کو بڑھایا گیا ہے۔ عیاشیوں کے لیے جو اڑھائی اڑھائی کروڑ روپے کے جیپ خریدے گئے ہیں۔ کروڑوں روپوں کے عیاشی کے اڈے ریسٹ ہاؤس بنائے گئے ہیں اور اپنی شاہ خرچیوں کے لیے، عیاشیوں کے لیے اور کیا الا بلا کیا ہے اور پھر اس پہ بس نہیں کی۔ خدا کے لیے ان سے کہیں اور آپ ممبران ہیں، آپ یہ سوچیں کہ یہ آپ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ ان کو اس میں سے "کمیٹی" ہٹانا پڑے گی اور "ممبر" کا لفظ لانا پڑے گا۔ ان کو پھر ہر ممبر کو موٹر دینی پڑے گی۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ اس طرح سے حکومتیں چلائی جاتی ہیں؟ موٹریں دے دے کہ گویا کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں۔ انھیں موٹریں دے دے کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ کل انھیں کچھ اور دینا پڑے گا۔ پھر کیا کریں گے؟ یہ آپ سوچیں۔ یہ اپنی حدود میں رہیں۔ یہ

پنجاب کے خزانے پہ بوجھ ڈالے جا رہے ہیں اور مجھے سمجھ ہی نہیں آتی۔ پنجاب کے خزانے کو انھوں نے اپنا مال سمجھا ہوا ہے؟ جو چاہتے ہیں ترمیم لے آتے ہیں۔

بیگم نجمہ حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

ان کے پچھلے دور میں پارلیمانی سیکرٹریوں کو جھنڈے بھی ملے ہوئے تھے اور موٹریں بھی ملی ہوئی تھیں۔ اگر اس دور میں پارلیمانی سیکرٹریوں کو گاڑیاں مل گئی ہیں تو کوئی انوکھی بات نہیں ہوئی۔ انھیں تو جھنڈے بھی اور گاڑیاں بھی ملی ہوئی تھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ کا ریکارڈ درست نہیں ہے اور آپ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے متعلق مجھے کچھ دکھائیں۔۔۔

بیگم صغیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

میں اپنی معزز خاتون دوست کو بتانا چاہتی ہوں کہ گیارہ سال کے دور میں پیپلز پارٹی کے لوگوں کو جیلیں ملی ہیں' کوڑے ملے ہیں' پھانسیاں ملی ہیں' اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل، اور بیگم نجمہ حمید کو خواتین کی صدارت ملی ہے۔ جناب والا! انھیں بھی موٹر دی جائے۔ پنجاب حکومت کے فنڈ سے نہیں تو انھیں مسلم لیگ کے فنڈ سے موٹر دی جائے اور ڈرائیور بھی دیا جائے اور مسلم لیگ کا جھنڈا بھی دیا جائے اور جو کچھ دیا جا سکتا ہے دیا جائے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، نواب زادہ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں اس بحث میں نہ پڑیں۔ جنازے پر جانا ہے اور وقت کم ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں پنجاب کے عوام کو اس ایوان کے ذریعے اور پریس کے ذریعے بتانا چاہتا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی ترامیم لا کر کیا ظلم کیا جا رہا ہے اور رشوت کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ یہ کوئی بادشاہت تو نہیں ہے' یہ کوئی آمریت تو نہیں ہے کہ جو چاہے آپ بانٹتے پھریں۔ میری اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے درخواست ہے کہ ان باتوں کا تو نوٹس لیا کریں۔ آپ کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ اور آپ پنجاب کو کہاں لے جائیں گے؟ اور اگر یہی کچھ پنجاب کے ساتھ ہونا ہے تو ہمارے یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ اور اس کے ساتھ میں وزیر قانون کو' ارباب بست و کشاد حکومت کو اور ممبران حزب اقتدار کو کہوں گا کہ جو آپ نے ہر کمیٹی کے لیے ترمیم کی ہے۔ خدا کے لیے اس کو بند کرائیں اور واپس کرائیں۔

جناب چیئرمین: جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! قانون کی پہلی ترمیم میں ہر کمیٹی کے چیئرمین کو کار دی گئی تھی۔ proviso میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو تین ہزار روپے ماہانہ پٹرول اور مینٹیننس الاؤنس دیا جائے گا۔ سپیشل کمیٹی اور سیلیکٹ کمیٹی کے علاوہ باقی تمام کمیٹیاں' سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں۔ لیکن سٹینڈنگ کمیٹیوں کا لفظ ابہام پیدا کر رہا تھا۔ اس لفظ کے ہٹانے سے تمام چیئرمین کو صرف تین ہزار روپے ماہانہ ملے گا۔

جناب والا! اس میں "سٹینڈنگ" کا لفظ ابہام پیدا کر رہا تھا اور آڈیٹر جنرل والوں نے اس پر اعتراض کیا تھا تو اس ابہام کو دور کرنے کے لیے ترمیم کی گئی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمارا ایک مستحسن اقدام قرار دینا چاہیے اور معزز اراکین نے بھی اس کو خوش دلی سے قبول کیا۔ تین ہزار روپے میں انھوں نے گاڑیوں کی مرمت بھی کروانی ہے اور پٹرول وغیرہ کا خرچہ بھی اسی میں سے کرنا ہے۔ اگر ہم یہ قانون نہ بناتے تو پھر میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں فنڈز کے

غلط استعمال ہونے کا احتمال تھا۔ ہمارے ڈرائیور حضرات پتا نہیں کتنے کا پٹرول ظاہر کر دیتے ہیں۔ پتا نہیں' کیا کیا پرچیاں لے آتے ہیں۔ اس طرح ایک ایک گاڑی کا بیس بیس ہزار روپے ماہانہ خرچہ بن جانا تھا۔ ہم تو تین ہزار روپے fix کر کے حکومت کے خزانے پر بوجھ کو ہلکا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس اقدام کو مستحسن اقدام سمجھا جانا چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

مجھے بھی گاڑی کی ضرورت ہے۔ اس کا خرچہ میں خود کر لوں گا۔ اس میں پٹرول بھی خود ڈلوا لوں گا۔ مجھے بھی گاڑی دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

اصل میں جو گاڑیاں سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو پہلے دے چکے ہیں' قانون بن چکا ہے' نافذ ہو چکا ہے اور وہ تین ہزار روپے لے رہے ہیں۔ قانون اور پارلیمانی امور کی کمیٹی کا میں بھی رکن ہوں۔ یہ تجویز کمیٹی کے اجلاس میں دی تھی کہ جو موجودہ قانون تھا' اس کے تحت تو تیس تیس ہزار میرے خیال میں تو لاکھ روپے کا کوئی پٹرول خرچ کرتا تو اس پر کوئی قدغن نہیں تھی تو یہ ہم نے اپوزیشن نے اور جناب لطیف کاردار نے وہاں پیش کیا تھا کہ یہ جو پٹرول خرچ کرنے کا غیر محدود اختیار ہے۔ یہ تو ناقابل برداشت ہے۔ اس کو آپ تین ہزار روپے تک محدود کر دیں تو ہمارا نقطہ نظر کو اس سٹینڈنگ کمیٹی میں مان لیا گیا تھا اور ہماری پیش کردہ ترمیم ہی ایوان میں introduce کرائی گئی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید افتخار الحسن شاہ، نواب زادہ صاحب کو تو چاہیے تھا کہ اپنے بھائیوں' سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی حمایت کرتے۔ ہمیں پٹرول بھی ملتا' ہمیں ٹی اے / ڈی اے بھی ملتا اور ہمارا فائدہ ہوتا۔

یہ ہمارا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے جو oppose کیا ہے۔ وہ قواعد کے منافی ہے اور اس پوائنٹ کو ذاکر حسین شاہ صاحب نے بھی clear کر دیا ہے۔ یہ ایک ٹیکنیکل ترمیم تھی اور اس میں سٹینڈنگ کا لفظ حذف کرنے سے ابہام ختم ہو جاتا ہے۔ یہ قانون پہلے بنا ہوا ہے ہم ان کو تین ہزار روپے ماہانہ دے رہے ہیں اور وہ پنرول اور دیکھ بھال کے اس ابہام کو دور کرنے کے لیے یہ معمولی سی ترمیم لائے تھے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے جس حالت میں پیش کیا ہے۔ اس کو اسی حالت میں منظور ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، اظہر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں اظہر الحسن ڈار: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے۔ اسمبلی سٹاف جس میں افسران اور دیگر ملازمین شامل ہیں ان کو پہلے بھی ایک اضافی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اجلاس ختم ہونے سے پہلے آپ ایوان میں حکم فرما دیں کہ ان کو عید سے پہلے ایک اضافی تنخواہ دی جائے گی اور ان غریب آدمیوں نے دن رات محنت کی ہے۔ یہ ایک روایت ہے کہ بجٹ کے موقع پر ایک اضافی تنخواہ دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین، وہ ہم قانون کے مطابق ان کو دے رہے ہیں جو ان کا حق بنتا ہے وہ ان کو دیں گے۔

میاں اظہر الحسن ڈار: ان کی ایک اضافی تنخواہ بنتی ہے یہی روایت ہے۔

جناب فضل حسین راہی: اجلاس کے اختتام پر وزیر صاحب کھڑے ہو کر اس بات کا یقین دلاتے

moved by any member without consent of the Provincial Government;

The question is:-

That the Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it,

The question is:-

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR CHAIRMAN: Now the Long Title of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I move .-

ہیں اور یہ ہر بجٹ کے موقع پر ہوتا ہے اس دفعہ تو عید ہے' بجٹ کے بعد فوراً عید ہے۔ اس دفعہ تو بالکل ان کا حق ہے۔

جناب چیئرمین، ڈار صاحب اس مسئلہ میں سپیکر پاور رکھتا ہے اور ہر بجٹ کے بعد وہ خود ہی اس کا اعلان کرتے ہیں۔

MR CHAIRMAN: The question is:-

The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Pivileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th July, 1990.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is :-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause-2

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill clause by clause, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since it is a money bill no amendment can be

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990, be passed.

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and privileges of Members) (Second Amendment) Bill, 1990, be passed.

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ فیس مصدرہ 1989ء

MR CHAIRMAN: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker Sir! I move that:

The court fees (amendment) Bill,1989 as recommended by the ..... Stan Committee on revenue be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is that:

The Court fees (amendment) Bill 1989 as recommended by the StandingCommittee on revenue be taken into consideration at once

(The motion was not opposed)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

The Court fees (amendment) Bill 1989 as recommended by the Standing Committee on revenue be taken into consideration at once

(The motion was carried)

Clause -2

MR CHAIRMAN: Now, we take up the bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

That Clause I of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

سید ذا کر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جناب شاہ صاحب!

سید ذا کر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے استدعا کرتا ہوں کہ جس طرح اس اجلاس کی ابتدا بڑی ہنگامہ خیز تھی اور جو اختتام ہے وہ بڑا ٹھنڈا اور مایوس کن ہو رہا ہے تو جناب سپیکر کو بلائیں تا کہ اس اجلاس کو ایک خوبصورت موڑ دے کر ختم کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین، آج موسم باہر ویسے بھی ٹھنڈا ہے۔

بیگم صغیرہ اسلام، جناب والا! آپ کی اجازت سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ صبح وزیر قانون نے اور باقی بھی میرے تمام ساتھیوں نے ہمارے ایک ساتھی حاجی اسرار کے اچانک انتقال پر گہرے دکھ

اور رنج کا اظہار کیا ہے۔ اب جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ اگر ان کا انتقال نہ ہوتا تو وہ انھیں سرکاری خرچ پر علاج کے لیے ملک سے باہر بھیجتے۔ جناب والا! جیسا کہ ہماری ایک ساتھی بیگم منصور ملک ایم پی اے جو کہ اس وقت intensive care unit میں ان کی حالت کافی خراب ہے اور وہ دل کی مریضہ ہیں۔ ان کے لیے جناب گورنر نے جناب چیف منسٹر کو adress کیا ہے تو ان کو براہ مہربانی علاج کے لیے باہر بھیجا جائے۔

(آوازیں: ٹھیک ہے)

بیگم صفیرہ اسلام: جناب والا! مجھے امید ہے کہ میرے باقی ساتھی بھی جیسا کہ پہلے آپ نے وعدہ کیا ہے کہ یہ نہ ہو کہ کوئی چلا جائے پھر بعد میں کہیں کہ پتا نہیں چلا۔

(قطع کلامیاں)

Preamble

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the the Bill is under consideration Since there is no amendment in it. The question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir. I move:-

That the Court Fee (Amendment) Bill, 1989 be passed.

(The motion was not opposed)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is :-

That the Court Fee (Amendment) Bill, 1989 be passed.

(The motion was carrried)

(The Bill was passes)

جناب چیئرمین، جناب مخدوم!

مخدوم الطاف احمد: جناب والا! اس ایوان میں بہت اچھی اچھی اور خوبصورت روایات قائم کر رکھی ہیں ان روایات میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ خاص طور پر بجٹ سیشن کے اختتام پر چونکہ آج آخری دن ہے اور سپیکر صاحب ایوان کو مخاطب ہوتے ہیں اور ممبران کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں' چند جملے اپنی طرف سے بھی ادا کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اجلاس برخواست کرنے سے پہلے دو چار جملے جناب والا ایوان کے حق میں بھی فرما دیں تو میرے خیال میں بہتر رہے گا۔

جناب چیئرمین: جس وقت اجلاس اختتام پر آئے گا اس وقت معلوم کیجیے گا۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! آپ نے کیا فرمایا ہے' سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب چیئرمین: بات ہو چکی ہے اور جو کچھ میں نے کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمن: جناب سپیکر! آپ اس دفعہ یہ حق جناب مخدوم الطاف کو دیجیے اور ان سے کہیے دوستی اور یکجہتی کے لیے فی سبیل اللہ وہ پورے ایوان کے سامنے دو چار خوبصورت فقرے بولیں۔

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ نے صحیح فرمایا ہے۔

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, General (Retd) Tikka Khan, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from Thursday, the 28th June, 1990 after the termination of the sitting of the Assembly on that day

The House is adjourned sinedie.